TEXT CUT WITHIN THE BOOK ONLY

THE BOOK WAS DRENCHED

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_226289
UNIVERSAL
LIBRARY

مزار نبی بعد ممات فحکمہ زیارتہ فی حیاتہ

محمد حق جل شانہ کہ رسالہ متضمنہ بحث زیارت نبوی حاویہ بر فوائد جلیلہ و فرائد جمیلہ مسمی



بلقب واضح الحجۃ فی ابطال اتمام الحجۃ در رد خیالات مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی

در مطبع فیض چشمہ باہتمام حسین خاطع شد

۲ ۶۹۱۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد المن خلق الانسان وعلمہ البیان وصلوۃ علی شفیع ارباب المعصیان وعلی آلہ واصحابہ ذوی الہم والشان اما بعد کمتاہی بندہ امیدوار رحمت رب قوی ابوالحسنات محمد عبدالحی اللکھنوی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی کہ اس زمانہ مین اکثر علماء نی بحث امور متنازع فیہا مین طریقہ منافرہ واحقاق حق کو مطلقا چھوڑ دیا اور راہ مجادلہ ومکابرہ کو اختیار کیا جس امر کیطرف اونکی رای مائل ہوتی ہی ہزار طرح سے کوئی اونکو سمجھاوی اور دلائل شافیہ پیش کرے ہرگز طبیعت اونکی اپنی رای سے نہین پھرتی ہی بلکہ جو عبارات علماء وقت مین اونکی مخالف ہوتی ہین اونمین طرح طرح کی تاویلات رکیکہ کرتی ہین اور نقاد علماء پر افترا کرنی پر تیار رہوتی ہین اور جو احادیث اونکی مخالف ملتی ہین اونکی رواۃ پر کتب رجال سے جرأت کرکی جرح کر دیتی ہین باوجودیکہ اصطلاحات واصول ارباب جرح وتعدیل سے مطلقا واقف نہین ہوتی ہین زیادہ برین جو علماء سلف اونکی موافق ملتی ہین اونکی ایسی شنادد صفت کرتی ہین کہ مدار تحقیق کا اونمین پر کرتی ہین اور جو علماء اونکی مخالف نکلتی ہین اونکی مذمت وتقبیح شان مین صرف اوقات

رتی ہین نعوذ باللہ من امتثال ہذہ الخرافات ونجانا من اشباہ ہذہ الہفوات قبل ازین جناب مولوی
محمد بشیر صاحب سہسوانی نے جو حج ولم یزر قبر النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مصداق ہین بجواب رسالہ الکلام المبرم
فی نقض القول المحقق المحکم کہ اونکی رسالہ سابقہ القول المحقق المحکم فی زیارت قبر الحبیب الاکرم کی رد مین
تہا ایک رسالہ مسمی بالقول المنصور فی زیارت سید القبور تالیف کیا تہا اوسکا جواب اسطرف سے مسمے
بالکلام المبرور فی رد القول المنصور لکہا گیا تہا بعد عرصہ دراز کی مولوی صاحب نے بامداد ارواح طیبہ
شیخ الاسلام ابن تیمیہ وتلامذہ ابن تیمیہ اوسکی جواب مین ایک رسالہ مسمی باتمام الحجۃ علی من اوجب
الزیارۃ مثل الحجۃ ولقب بالمذہب المامور فی زیارۃ سید القبور تصنیف کیا بعد مطالعہ اوسکی اونکی
دانشمندی سے کمال عجب ہوا اسوجہ سے کہ اصل مباحث جو ہماری اور اونکی محل نزاع تہی اونکو امور
زائدہ قرار دیا اور جوابات مین ہماری ایرادات کی گوبڑی عرق ریزی کی مگر کلام شافی ووافی نہ
بن پڑا اور امور خارجہ عن المبحث وزائدہ کو اصل قرار دیکی تطویل بلاطائل کی اور عبارات صارم منکی
ابن عبد الہادحنبلی تلمیذ ابن تیمیہ کی نقل کرنیمین بڑی کوشش کی فی الواقع اگر صارم اونکو نہتی
ہماری رسالہ کی جواب لکھنی مین بڑی تشکل پڑتی باینہمہ عبارات صارم سے ایسی کوئی بات نہ نکلی
کہ جو ہماری ایرادات کا دافع ہووی اور استفسارات کا جواب ہووی بجز تطویل رسالہ کے اور کیہہ
فائدہ نہوا جس امر پر ہمارا ایراد ہی اگر اوسی قول مردود کا عبارت صارم سے اعادہ ہوا تو کیا فائدہ
ہوا علماء منصفین خوب سمجہ گئی کہ اتمام الحجۃ نہ اوسمین اتمام حجت ہی اور نہ ذکر مذہب ماثور مولوی صاحب
سے اس رسالہ مین بہت امور ایسی سرزد ہوئی کہ طلبہ بہی بچہ جائیکہ علماء اوس رسالہ کو دیکہہ کر ہنسے
لگی اول یہہ کہ پہلی بسم اللہ پر یہ غلط کی کہ نام رسالہ مین اتمام الحجۃ علی من اوجب الزیارۃ مثل الحجۃ قرار
دہی کی تا معلوم ہو کہ خصم انکار زیارت کو مثل حج کی فرض کرتا ہی حال آنکہ یہ امر افترا بحت ہی خصم
اونکا اس سے بیزار ہی دوسری یہہ کہ اپنی دونو رسالتین سابقتین مین زیارت قبر نبوی مین

دو قول لکھکے وجوب و استحباب پر دلائل استحباب کو مرجح کیا اور اس رسالہ مین زیارت قبر نبوی کو غیر مقدور و غیر ممکن و ممتنع و غیر مشروع و حرام ہونیکا دعوی کیا معلوم ہوا کہ سابق مین تقیۃً گفتگو فرماتے تھی اب بیباک و بی اختیار ہو کی کھل کھیلے تیسری یہہ کہ جمہور حنفیہ کیطرف نسبت استحباب زیارت کی کی تھی اوسکا ثبوت ابتک نہو سکا بجز تقریرات لاطائل کے کچھہ نہین لکھا چوتھی یہہ کہ بحث عہد خارجی و عہد ذہنی و اضافت مین وہ مضامین عالیہ تحریر کئی کہ طلبہ ناظرین مطول و توضیح تلویح وغیرہ بھی حکم غلط کا کرینگے پانچوین یہہ کہ عبارات کتب متداولہ وغیر متداولہ کہ مطلب مثل ہدایہ و توضیح و تلویح و مسلم و تحریر و مقاصد حسنہ و مواہب لدنیہ و جذب القلوب و فتح القدیر و عالمگیریہ و ارکان اربعہ و تحفۃ الاخیار و مجمع الانہر و جواہر نفیسہ و مرافی الفلاح و سنن الہدی و جوہر منظم وغیرہ نہ سمجھی بلکہ تامل جو چاہا لکھنے لگے چھٹی یہہ کہ قول منصور مین دعوی اس امر کا کیا کہ حدیث جھانی کی موضوعیت کی طرف اکثر محدثین گئی ہین جب اسکا اثبات طلب کیا گیا جواب اوسکا بجز تقریر خلاف داب مناظرہ کی نہ بن سکا ساتوین یہہ کہ بمتابعت شوکانی زرکشی کو قائلین بوضع حدیث جھانی شمار کیا حال آنکہ وہ قائلین بالضعف ہی ہی آٹھوین یہہ کہ مولف مجمع البحار کو بلفظ ابن طاہر یاد کیا حال آنکہ وہ خود طاہری نوین یہہ کہ بحث شد رحال مین متابعت اوسی کلام ابن تیمیہ و ابن الہاد کی کی جو صدہا مرتبہ مردود ہو چکا ہی دسوین یہہ کہ کلام علما مین جو مخالف اونکی رای کی تھی احتمالات رکیکہ و تاویلات باطلہ کو جائز کہا گیا گیارہوین یہہ کہ نقل بعض عبارات مین مثل عبارت توضیح وغیرہ کی ایسی قطع و برید فرمائی کہ اونکی بن آئی بارہوین یہہ کہ تحریرات قول منصور و مذہب ماثور مین بلکہ مابین عبارات سابقہ و لاحقہ مذہب ماثور جا بجا ایسا تناقض واقع ہوا کہ شان علما سے مستبعد معلوم ہوا تیرہوین یہہ کہ باب تصحیح و تحسین حدیث مین از منہ متاخرہ مین اپنی اصلاح رای کی واسطی مذہب مردود ابن الصلاح کو اختیار کیا چودہوین یہہ کہ کتاب البدر کی ثبوت و حجیت کو موقوف سنۃ نبویہ پر کردیا

وہذا لایتفوہ بہ الا زندیق او جاہل پندرہوین باب جمع بہم مین خلاف صحیح وخلاف جمہور اختیار
کیا اور غیر صحیح کو ساتھ صحیح کی خلط کیا سولھوین بحث شد رحال مین امام مالک پر بلکہ ائمہ اربعہ پر
افترا کیا سترھوین بحث حدیث من زار قبری وجبت لہ شفاعتی مین مولف غماز پر بھتان کیا اٹھارھوین
علماء معتبرین کو غیر معتبرین وغیر معتبرین کو معتبرین بنا دیا اوگنیسوین ضروریات شرعیہ مین کمال
اقتصار کیا بجز پنجوقتہ نماز اور روزہ رمضان اور زکوۃ اور حج بیت اللہ کی باقی سب کالزدم
اوڑا دیا بیسوین باوجود اقرار اسکی کہ بعض علماء وجوب زیارت قبر نبوی کی طرف گئی ہین استحباب
زیارت کو مجمع علیہ کہدیا اکیسوین ابن تیمیہ اور اونکی تلامذہ کی ایسی تقلید جامد فرمائی کہ کسی مقلد
وغیر مقلد کو جسکو ادنی بھی عقل ہو نہ پسند آئی بائیسوین عدم وجوب زیارت کی مدعی ہو کی ایسی ادلہ
قائم کئی کہ بسبب اوسکی مصداق من بنی دارا او ہدم قصرا کی ہوگئی تیئیسوین اصل مسئلہ مین اپنے حق
ہونے کا ایسا یقین کرنی لگا کہ صفحہ ہم مین اماد گی مباہلہ کی ظاہر کرنی لگے یہہ مرتبہ مرتبہ مجتہدین سے
بھی زائد ہوگیا کیونکہ اونکو کبھی مسائل مختلف فیہا مین ایسا یقین حاصل نہین ہوا اور باب
مباہلہ مین مفسرین و علماء کی تقریرات کو نہ دیکھا شاہ عبدالعزیز دہلوی رح اپنے فتاوی مین
لکھتے ہین مباہلۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم مع نصاری نجران لو وقعت لکانت من معجزاتہ واما الیوم
بعد انقطاع زمان الوحی فمعرفۃ الحق من الباطل انما یکون بالحجۃ والبرہان والاجری ذلک فی مثل
اثبات السرقۃ وفصل الخصومات الدنیویۃ ایضا ولم یقل بہ احد انتہی اور سوای اسکی اور بہت سے
ایسی امور واقع ہوئی کہ جنکی وجہ سے مبلغ استعداد معلوم ہوگیا اور ما فی الضمیر واضح ہوگیا تفصیل
ان سبکی ناظرین مباحث آیۃ پر مخفی نہ رہیگی چونکہ ایسی امور موجب ضلالت عوام و تحیر خواص ہوئے
شفقۃ علی العالمین واحیاء لطریقۃ الدین المتین جواب رسالہ مذکور کا لکھنا ضرور معلوم ہوا بنا علیہ
یہہ رسالہ مسمی بالسعی المشکور فی رد المذہب المأثور ومنقب بوضح الحجۃ فی ابطال اتمام الحجۃ

مدت قلیلہ مین باوجود عوائق متشتتہ ولواحق متفرقہ کے تحریر کیا گیا اور ترتیب اس رسالہ کی ایک
مقدمہ اور تین باب پر کیگئی اور تقدیم اہم فالاہم کی ضروری سمجھی گئی اور جابجا عبارات صارم
کی جو ہماری بحث کی متعلق ہین تردید کی گئی اور باقی کی تردید پر اطلاع جسکو منظور ہو وی
وہ اوسکی ۔ وکو جو مسمی بہ مبرد سبکی تصنیف علامہ محمد علی بن علان ہی معاینہ کرے المقدمۃ مشتملۃ
علی تنبیہات عدیدۃ التنبیہ الاول مخفی نرہی کہ زیارت قبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم باجماع ائمہ
اربعہ اور باتفاق علمای امت محمدیہ مشروع وقربت ہی بلکہ افضل المستحبات واوکد الفضائل
المرضیات سے ہے اور اسمین کسی سے خلاف منقول نہین ہے بجز شیخ الاسلام تقی الدین بن تیمیہ
کی کہ ایک جماعت علمانی انکار مشروعیت وقربت زیارت قبر آنحضرت کو اونکی طرف منسوب کیا ہی
جیسی ملا علی قاری مکی وابن حجر مکی ہیتمی وتقی الدین سبکی وغیرہ کی اور تلامذہ وناصرین ابن تیمیہ
نے اس سے انکار رجعت فرمایا اور یہ لکھا کہ ابن تیمیہ نفس زیارت شرعیہ قبر نبوی کا انکار نہین کرتے
ہین البتہ زیارت بدعیہ کو اور شد رحال بقصد زیارۃ القبر النبوی کو حرام لکھتے ہین لیکن اسمین
کوئی شبہ نہین ہی کہ بعض تقریرات وعبارات ابن تیمیہ سے صاف انکار قربت معلوم ہوتا ہی اور
یہہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ زیارت شرعیہ کو جو وہ جائز کہتے ہین اوس سے مراد اونکی صرف مسجد نبوی
مین داخل ہونا اور بوقت دخول کے صلوۃ وسلام علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ تمام مساجد
مین بوقت دخول مشروع ومسنون ہی ادا کرنا ہی اور زیارت معہودہ قبر نبوی کی اونکی نزدیک غیر مشروع
ہی پس اگر فی الحقیقۃ انکار ناصرین ابن تیمیہ صحیح ہو اور ابن تیمیہ کو انکار قربت زیارت قبر نبوی
نہو تو اس امر کی جمیع علمیہ ہونی مین کوئی شبہ نہین ہوگا اور اگر فی الواقع اونکو انکار قربت ہو
جیسا کہ بعض عبارات اونکی شاہد ہین تو بھی کچھ حرج نہوگا کیونکہ یہہ قول اونکا بوجہ شذوذ وندرت
وضعف وسخافت کی محل بالاجماع نہین ہوسکتا ہی اور نہ یہہ خلاف لاحق ہو مبنی شبہات ضعیفہ ہے

رافع اجماع سابق ہوسکتا ہی تفصیل ان سب امور کی آثار ابواب مین مذکور ہے **التنبیہ الثانی**
واضح ہو کہ بعد اتفاق علماء امت کی اس امر پر کہ زیارت قبر نبوی قربت ہی اس امر مین اختلاف
ہوا ہی کہ آیا مستحب ہی یا واجب یا سنت ہی بعض مالکیہ نے اسپر حکم سنت کا دیا ہی اور بعض نے
اسکو افضل المستحبات سی شمار کیا ہی اور بعض نے واجب یا قریب واجب کہ وہ بھی بحسب
استعمالات فقہا حکم واجب مین ہی لکھا ہے اور ہر ایک قول ان تینون اقوال سی مستند الی الدلیل
ہی کوئی انمین سے تقول صرف بلا دلیل نہین ہے البتہ انمین سے بعض اقوال کی دلیل قوی اور
بعض کی ضعیف ہی تفصیل ان امور کی عبارات فقہا سی جو کلام مبرم و کلام مبرور مین منقول
ہین معلوم ہی اور زائد تحقیق ان امور کی آیندہ ابواب مین معلوم ہوتی ہے **التنبیہ الثالث**
قطع نظر اسکے کہ زیارت قبر نبوی مستحب ہو یا سنت یا واجب ترک اوسکا محدثین و نقاد مورخین
و فقہا دین کی نزدیک باعث طعن ہے بلکہ علامات خیبۃ و خسران سی معدود ہی اور نہ میسر ہونا
اس سعادت عظمی کا امارات شقاوت سی شمار کیا گیا ہی تقی الدین فاسی مکی عقد ثمین فی تاریخ
البلد الامین مین ترجمہ عبد الحق بن ابراہیم الشہیر بابن سبعین الصوفی مین لکھتی ہین و قد لقی
ابن سبعین فی الدنیا عذابا و عذابہ فی الآخرۃ مضاعف فما لقی فی الدنیا علی ما ذکرہ بعض المغاربۃ
انہ قصد زیارۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما وصل الی باب المسجد النبوی اہراق دما کثیرا کدم
الحیض فذہب و غسلہ ثم عاد لیدخل فاہراق الدم کذلک و صار دابہ ذلک حتی امتنع من زیارۃ
صلی اللہ علیہ وسلم انتہی اور ترجمہ نجم الدین عبد اللہ بن محمد الاصبہانی الصوفی مین لکھتے ہین ذکرہ
الصلاح الصفدی و ذکر شیئا من حالہ قال جاور بضعا و عشرین سنۃ و حج من مصر و لم یزر النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فعیب فی ذلک علیہ مع جلالۃ قدرہ و کان لجماعۃ عظیمۃ فیہ اعتقاد زائد انتہی اور بعد
چند سطور کی لکھتے ہین ذکرہ الیافعی فی تاریخہ و ذکر ان امارۃ من امارات شقاوۃ شخص امر الاولیاء بقال

له الشیخ محمد البغدادی کان لیسکن فی رباط مراغة قال له لما رجعت من زیارة النبی صلے الله علیه وسلم
الی مکة فکرت فی الشیخ نجم الدین وعنفت علیه فی قلبی فی کونه لا یقصد المدینة الشریفة ویزور قال ثم
رفعت راسی واذا به فی الهواء مارا الی جهة المدینة ونادی یا محمد کذا وکذا وذکر کلاما انسیته انتهی وبهذه
الحکایة یجاب عن الشیخ نجم الدین فی عدم اظهاره القصد الی زیارة النبی صلے الله علیه وسلم لان
الشیخ علی الواسطی انتقد علیه ذلک کما ذکره الصفدی والذهبی اور یہی لکھتے ہین وذکره الذهبی فی
ذیل تاریخ الاسلام فقال الامام القدوة شیخ الحرم قال وصحب ابا العباس المرسی وبرع فی الاصول
وکان شیخا مهیبا منقبضا عن الناس جاور بضعا وعشرین سنة ولم یزر النبی صلی الله علیه وسلم
فعیب ذلک علیه مع جلالة قدره انتهی اور شیخ الاسلام ابو عبد الله ذهبی عبر باخبار من غبر مین
حوادث ۷۲۱ مین لکھتے ہین مات فیها بمکة العارف الکبیر نجم الدین عبد الله بن محمد الاصبهانی الشافعی
تلمیذ الشیخ ابی العباس المرسی عن ثمان وسبعین سنة جاور بمکة ومازار النبی صلی الله علیه وسلم
انتقد علیه الشیخ علی الزاهد انتهی اور اس عبارت کو طعن نہ سمجھنا جیسا کہ مولوی محمد بشیر صاحب نے
مذهب ماثورین واقع ہوا ہی خلاف عقل ونقل ومبنی سوء فهم پر ہی چنانچہ تفصیل اسکی انشاء الله تعالی
تیسرے جواب دوم کی ساتھ متعلق ہے آتی ہے اور ابن حجر مکی ہیتمی جو ہر منظم فی زیارة القبر النبوی
المکرم مین کہ بعض عبارات اونکی کلام مبرم وکلام مبرورمین باسم در منظم فی زیارت النبی المکرم
منقول ہوچکی ہین لکھتے ہین اعلم انه صلی الله علیه وسلم حذر من ترک الزیارة اتم تحذیر واشد
الیها بابلغ بیان واوضح تقریر وبین لک من آفاتها ما ان تاملته خشیت علی نفسک القطیعة
والعواقب حیث قال من حج ولم یزرنی فقد جفانی فبین لک ان فی ترک زیارته جفاءه وانه من
ترک البر والصلة او غلظ الطبع والبعد من السنة ومران ذکر من حج لیس قیدا فلا مفهوم له ویؤید ذلک
انه صلی الله علیه وسلم جعل فی عدم الصلوة علیه عند سماع ذکره الجفا ایضا فقد صح عن قتادة مرسلا

انه ص قال من الجفاء ان اذکر عند رجل فلا یصلی علی و بہ یعلم ان بین ترک الزیارۃ مع القدرۃ علیہا
وترک الصلوۃ علیہ عند سماع ذکرہ استواء فی الجفاء لمبناہ الاول بل والثانی فیخشی ح علی تارک زیارتہ
ان یحصل لہ من العقوبات والقبائح نظیر ما ورد فی ترک الصلوۃ علیہ عند سماع ذکرہ او مطلقا انتہی
اور بعد ذکر کرنے چند احادیث کے جو در باب زجر تارک صلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وارد ہین
لکھتے ہین فعلم من ہذہ الاحادیث ان من لم یصل علیہ عند سماع ذکرہ یکون موصوفا باوصاف
قبیحۃ شنیعۃ لکونہ شقیا و کونہ راغم الانف و کونہ مستحقا لدخول النار و کونہ بعیدا من اللہ و رسولہ و کونہ
مدعوا علیہ من جبریل و من نبینا بجمیع ہذہ العقوبات و بالسحق و کونہ قد خطی طریق الجنۃ و کونہ موصوفا
بالبخیل کل البخیل و کونہ ملعونا و کونہ لا دین لہ و کونہ لا یری وجہ نبیہ و علم مما ذکر ان بین ترک الصلوۃ
علیہ و ترک زیارتہ مع القدرۃ علیہا تساویا فی ان کلا منہما جفاء و ان جمیع ہذہ الاوصاف القبیحۃ
الشنیعۃ التی تثبت لتارک الصلوۃ علیہ عند سماع ذکرہ یخشی ان تثبت نظیرہا لتارک الزیارۃ فیخشی علیہ
ان یکون شقیا راغم الانف مستحقا لدخول النار بعیدا من اللہ و رسولہ مدعوا علیہ من جبریل و من نبینا
بذلک و بالسحق و بخیلا ملعونا لا دین لہ و لا یری وجہ نبیہ فاحتضر ذلک و احفظہ و اخبر بہ من تہاون فی ترک الزیارۃ
مع قدرتہ علیہا لعلہ یکون حاملا لہ علی التنصل من ہذہ القبائح و الرجوع الی اللہ تبارک بجنابہ الذی
ہو وسیلتہ و وسیلۃ سائر الخلق الی ربہم و لقد شاہدنا کثیرین ترکوا الزیارۃ مع القدرۃ علیہا فاورثہم اللہ
بذلک ظلمۃ محسوسۃ ظہرت علی وجوہہم و فترۃ عن الخیرات قطعتہم عن عبادۃ و شغلتہم بالدنیا الی ان ماتوا
علی ذلک و کثیرین غلبت علیہم مظالم الناس الی ان منعوا منہا قہرا انتہی اور ایک اور عبارت
ابن حجر کی جو بعد اسکی مذکور ہے انشاء اللہ تعالی باب ثالث کی فصل دوم مین مذکور ہوتی ہے پس
معلوم ہوا کہ قطع نظر اسکی کہ زیارت قبر نبوی کا وجوب ثابت ہو یا نہو تارک زیارت قبر نبوی باوجود
استطاعت و عدم عذر شرعی بیشبہہ موزد طعن و ملامت ہو سکتا ہی اور تا وقتیکہ زیارت سے مشرف

نہوی اس ملامت سی نہین بچسکتا ہے اور یہہ بہی معلوم ہوا کہ ہم اس طعن مین متفرد نہین ہین
بلکہ نقاد علمای سلف وخلف ہماری موافق ہین بلکہ بعض فضلا معاصرین بہی اس امر مین ہمارے
موافقت فرماکی ترک زیارت قبر نبوی کو موجب عیب وملامت وشقاوت سمجہتے ہین چنانچہ نواب
عالیجاہ امیر الملک نواب سید صدیق حسن خانصاحب رئیس دار الاقبال بھوپال اپنی رسالہ الاعتصام
لما کان ومایکون بین یدی الساعۃ مین بحث خروج دجالین کذابین مین لکہتے ہین قلت ومنہم
السید محمد الجونفوری ادعی المہدویۃ فی الہند سنۃ خمس وتسعمائۃ وقال انہ یوحی الیہ ثم انہ طاف بلاد
الہند وحج ولم یزر النبی صلے اللہ علیہ وسلم واخرج من اکثر البلاد بحکم ملوکہا الی ان مات ببلدۃ فراہ
فی سنۃ عشر وتسعمائۃ انتہی پس اب اگر تارک زیارت پر اطلاق متابع سید محمد جونپوری
ہو تو بجا ہی اور اونکو یہہ گمان کرنا کہ ہم متابع حضرت شیخ نجم اصفہانی رئیس الاولیا کی ہین بالکل
ناروا ہی کیونکہ اونکا زیارت کرنا ثابت ہی جیسا کہ آیندہ مذکور ہوتا ہی الباب الاول مین
اون اقوال کے جو مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی باب ثالث مذہب ماثور مین واقع ہوئی ہین تحقیق
کرہی کہ مولوی محمد بشیر صاحب نی قول منصور کے باب اول مین تحریر کیا کہ زیارت قبر نبوی
صلی اللہ علیہ وسلم مین تین قول ہین ایک استحباب دوسری سنت موکدہ تیسری وجوب
اور جو لوگ قریب بواجب لکہتے ہین تو مرجع اوسکا یا سنت موکدہ کی طرف ہی یا استحباب کی طرف
کلام مبرد مین اسپر دو وجہ سی تعاقب کیا گیا ایک یہہ کہ رجوع قول قریب کو طرف سنت یا استحباب کے
محذوش ہی اسوجہ سی کہ جو شئی ایک شئی کی قریب ہو اوسکا حکم اوسی شئی کا ہوتا ہی نہ اوسکی تحت کا
اور کسی فقیہ نے قریب واجب کا اطلاق مستحب پر نہین کیا دوم یہہ کہ یہہ قول معارض ہی چند
عبارات مولف قول منصور کے جو اونسی قول محقق محکم مین صادر ہوئین کہ جنسی صاف یہہ معلوم
ہوتا ہی کہ واجب اور قریب واجب کو وہ بہی متقارب سمجہتی ہین اب حمل کرنا اوسکا مستحب پر

مخالف اوسکی ہے اب جواب مین مذہب ماثورین تحریر فرمانی ہین قولہ جو شئی ایک شئی کے قریب ہو
الخ اول تو یہہ دعوی بلا دلیل ہے ثانیا یہہ بات غلط محض ہے کیونکہ جو شئی کسیکے قریب ہوتی ہے
تو اوسکا حکم نہ اپنی مافوق کا ہوتا ہی نہ ماتحت کا جیسی سنت موکدہ کہ وہ قریب واجب ہے لیکن اوسکا
حکم نہ حکم واجب ہی اور نہ حکم مستحب ثالثا اگر بالفرض قریب واجب حکم واجب مین ہو تو بہی اس
لفظ سی آپکا مدعا ثابت نہوگا کیونکہ مدعا آپکا یہہ ہے کہ زیارت قبر نبوی واجب ہی نہ یہہ کہ حکم
واجب مین ہی اقول آپکو یہان مغالطہ واقع ہوا اسوجہ سی کہ میری غرض یہہ نہین ہے کہ جو شئی
قریب واجب ہی باعتبار لغت کی وہ حکم واجب مین ہے تاکہ اوسپر ایراد وارد ہو کہ سنت بہی
قریب ہی حال آنکہ حکم واجب مین نہین ہی یہہ تو کلام مبرور مین تصریح ہو چکی کہ قرب ایک امر
اضافی ہے غرض تو یہہ ہی کہ فقہا جس امر پر قریب واجب کا اطلاق کرتے ہین اوسکو حکم واجب
مین سمجھتی ہین چنانچہ اسی وجہ سی وہی لوگ یا اور فقہا اوسکو واجب لکھتی ہین اور ہر سنت موکدہ
کو فقہا قریب بواجب نہین لکھتے ہین بلکہ بعض سنن موکدہ کو کہ جسپر احکام واجب کے مرتب ہین مثلا
ہین ہے الجماعۃ سنۃ موکدۃ ای قریبۃ من الواجب حتی لو ترکہا اہل مصر لقوتلوا واذا ترک واحد ضرب
وحبس ولا یرخص لاحد ترکہا الا لعذر مثل المطر والطین والبرد الشدید انتہی اور بحر رائق مین ہے
سن الاذان للصلوات الخمس والجمعۃ سنۃ موکدۃ قویۃ قریبۃ من الواجب حتی اطلق بعضہم علیہ
الوجوب واختار فی فتح القدیر وجوبہ انتہی اور بہی اوسمین ہے الجماعۃ سنۃ موکدۃ ای قویۃ تشبہ الواجب
والراجح عند اہل المذہب الوجوب ونقلہ فی البدائع عن عامۃ مشائخنا وذکر ہو وغیرہ ان القائل
منہم انہ سنۃ موکدۃ لیس مخالفا فی الحقیقۃ بل فی العبارۃ لان السنۃ المؤکدۃ والواجب سواء
خصوصا ما کان من شعار الاسلام وفی المجتبی الظاہر انہم ارادوا بالتاکید الوجوب لاستدلالہم
بالاخبار الواردۃ بالوعید الشدید بترک الجماعۃ وفی القنیۃ وغیرہا یجب التعزیر علی تارکہا بغیر عذر

ویاتم الجیران بالسکوت انتہی اور منح الغفار مین ہے الجماعۃ سنۃ موکدۃ ای قریبۃ تشبہ الواجب فی القوۃ
وقیل واجبۃ وعلیہ العامۃ انتہی ملخصا ان عبارات سی اور سوای اسکے اور عبارات سی جو کتب
فقہ کی ابواب الاذان والجماعۃ وصلوۃ العیدین وغیر ذلک مین واقع ہین واضح ہی کہ فقہا قریب
واجب یا شبہ واجب ونحو ذلک ایسی مقام پر اطلاق کرتے ہین جس مقام پر دلیل وجوب قائم ہوگئی
ہو اور ایک طائفہ کی رای یہی اوسطرف مائل ہوگئی ہو اور اسیوجہ سی اوسپر حکم واجب کا مرتب
کرتے ہین اور ترک اوسکا موجب حبس وتعزیر وغیر ذلک لکھتی ہین اور قریب واجب کا اطلاق
جس مقام پر سنت موکدہ پر کرتے ہین وہ ایسی ہی چیز ہوتی ہی کہ دلیل اوسکی وجوب کی شرع
مین پائی جاتی ہے نہ ہر سنت موکدہ پر اور نہ مستحب اس تقریر سی وہ خدشی آپکی مرتفع ہوگئے
اور ثالثہ بھی کیونکہ میرا دعوی یہہ نہین ہے کہ خواہ مخواہ زیارت پر لفظ واجب کا اطلاق ہو بلکہ غرض
یہہ ہی کہ اوسپر واجبات کی احکام مرتب ہین خواہ واجب کہو یا قریب واجب کہو اور اگر تصریح
اس امر کی منظور ہو کہ جو شئی ایک شئی کی قریب ہو اوسکا حکم ما یقرب الیہ کا ہوتا ہی تو ملاحظہ کیجئی
علامہ عبد النبی بن احمد بن عبد القدوس گنگوہی مولف سنن الہدی رسالہ ردصلوۃ القفال
مین لکھتے ہین القریب من الشئی یعطی لہ حکم ذلک الشئی انتہی اور ملا علی قاری مکی اپنی رسالہ
المورد الروی فی المولد النبوی مین لکھتے ہین ما قارب الشئی یعطی لہ حکمہ انتہی اور سنت موکدہ کہ
قریب واجب ہی بسبب ایک طائفہ علما کی حکم واجب مین ہی جیسا کہ آیندہ آتا ہی ثم قال
فی المذہب المانع انکار اطلاق قریب واجب مستحب پر غفلت یا تعصب سی واقع ہوا ہی کیونکہ بعضر
فقہا جو زیارت کو مندوب ومستحب لکھتی ہین وہی زیارت کو قریب واجب بھی لکھتے ہین پس معلوم
ہوا کہ مستحب پر اطلاق قریب واجب آتا ہی اقول عبارات فقہا سی صاف معلوم ہوتا ہی
کہ جس فقہا نے فقط مستحب یا مندوب لکھی دوسری کتاب سی مثل شرح مختار وغیرہ کی قرب وجوب

نقل کرتے ہین اور بعض بلفظ قیل بعد ذکر ندب کی حکم وجوب لکھتے ہین پس اطلاق قریب واجب
کا مستحب پر کیسی ثابت ہوا اور اگر کسی کتاب مین مستحب لکھی اوسپر بغیر نسبت الی الغیر حکم وجوب کا
یا قریب وجوب کا ہو تو وہان مستحب محمول مطلق قربت پر ہوگا ایسی صورت آپکو بتانا ضرور ہی کہ
فقہاء نی کسی امر پر اطلاق مستحب کا کیا ہوا اور حکم بہی مستحب کا دیا ہو پھر اونہین لوگون نی اوسی
امر پر قریب واجب یا شبیہ واجب یا واجب کا استعمال کیا ہو دونہ خرطا القتاد لایقبل کلامکم
عند النقاد ثم قال فی المذہب الماثور صفحہ ۱ یعنی کلام مبرورمین جو آپنی عبارتین نقل کین اوسسے
صرف اسیقدر ثابت ہوتا ہی کہ سنت موکدہ پر قریب واجب کا اطلاق آیا ہی اور یہہ کہ سنت موکدہ جو قریب
واجب ہوتی ہی وہ بعض احکام مین متشارک واجب ہی نہ یہہ کہ قریب واجب کا اطلاق فقہاء نی واجب
پر کیا ہی اقول اطلاق قریب واجب کا فقہاء نی اوسی امر پر کرتے ہین جسکی وجوب کی دلیل موجود ہی اور ایک
طائفہ کی رای بہی مائل بطرف واجب ہی جیسے اذان اور جماعۃ اور صلوۃ عید اور صلوۃ وتر اگرچہ اوسکو تعبیر بلفظ
سنت موکدہ کرتے ہین نہ ہر سنت موکدہ پر علماء وہ ازین زیلعی شرح کنز مین باب الجماعۃ مین لکھتے ہین وفی الغایۃ
قال عامۃ مشائخنا انہا واجبۃ وفی المفید انہا واجبۃ وتسمیتہا سنۃ لوجوبہا بالسنۃ انتہی اور صدر شہید
شرح جامع صغیر کی باب العیدین مین لکھتے ہین عیدان اجتمعا فی یوم واحد فالاول سنۃ والثانی
فریضۃ ولا یترک کل واحد منہما اما فرضیۃ الثانیۃ فلانہا جمعۃ والاولی واجبۃ وانما سمی سنۃ لانہا
ثبت وجوبہا بالسنۃ انتہی اور ابو البرکات دہلوی مجمع البرکات مین بحث وتر مین لکھتے ہین
اکو تر واجب فی حقنا عند ابی حنیفۃ کذا فی المعدن وہو الصحیح وفی التتمۃ ہو الاصح کذا فی شرح
ابی المکارم وعند ابی یوسف ومحمد والشافعی واحمد ومالک سنۃ موکدۃ وہی روایۃ عن ابی حنیفۃ
وعند زفر الوتر فریضۃ وہی روایۃ عن ابی حنیفۃ ایضا واما فی حق النبی ﷺ فالوتر فریضۃ کذا فی المعدن
وقیل الکل یعود الی واحد للان معنی قولہ فرض انہ فرض عملا ومعنی قولہ واجب انہ واجب اعتقادا

ومعنی قولہ سنۃ ثبوتہ بالسنۃ انتہی اور ملا مسکین شرح کنز مین باب الوتر مین لکھتے ہین وعنہ
انہ سنۃ ای ثبت وجوبہ بالسنۃ فاطلق السبب علی المسبب انتہی اور ہدایہ کی باب وتر مین ہے
وانما لا یکفر جاحدہ لان وجوبہ ثبت بالسنۃ وہو معنی ما روی عنہ انہ سنۃ انتہی اور اوسیکی
باب العیدین مین ہی تسمیتہ سنۃ لوجوبہ بالسنۃ انتہی ان عبارات سی صاف معلوم ہوا کہ فقہاء
واجب پر یا قریب واجب وشبیہ واجب پر جیسی صلوۃ وتر وعیدین وجماعت جب اطلاق سنت
کا کرتے ہین تو اوس سی مراد تسمیہ مسبب باسم سبب ہوتا ہی پس مراد سنت سی وہان وہ سنت
جو مقابل واجب ومستحب وغیرہ کی ہی نہین ہوتی بلکہ مراد حدیث نبوی ہوتی ہی جس سی وجوب
اوس شی کا یا قرب وجوب یا مشابہت وجوب ثابت ہوتا ہی اور اوسکا اطلاق بطریق اطلاق
سبب علی المسبب ہوا کرتا ہی اور کلام مبرور کی صفحہ امین چار عبارتین منقول ہین ایک عبارت
مجمع الانہر کی جو سابقا نقل ہو چکی دوسری عبارت فصیح الدین شارح وقایہ کی الجماعۃ سنۃ
موکدۃ ای قویۃ تشبہ الواجب لا یرخص ترکہا الا من عذر انتہی تیسری عبارت مراقی الفلاح
کی الصلوۃ بالجماعۃ سنۃ موکدۃ شبیہۃ بالواجب فی القوۃ انتہی چوتھی عبارت جواہر نفیسہ کے
الجماعۃ سنۃ موکدۃ ای قویۃ تشبہ الواجب فی القوۃ حتی استدل بلازمتہا علی الایمان انتہی یہ
سب عبارتین بحث جماعت کی ہین اور زیلعی کی عبارت سی ابھی واضح ہوا کہ اطلاق سنت
کا جماعت پر بطریق اطلاق سبب علی المسبب ہی پس یہہ کہانسی ثابت ہوا کہ سنت موکدہ
اصطلاحیہ پر اطلاق قریب واجب کا آیا ہی ثم قال فی المذہب الماثور قریب واجب کا
اطلاق مستحب پر نہونی سے صرف اتنا ہی ثابت ہوتا ہی کہ قریب واجب کا مرجع مستحب کیطرف
نہوگا نہ یہہ کہ واجب کی طرف ہوگا اور نہ یہہ کہ سنت کی طرف نہوگا ہان اگر یہہ کہا گیا ہوتا کہ کسی
فقیہ نے قریب واجب کا اطلاق مستحب وسنت پر نہین کیا تو البتہ یہہ تفریع یعنی صاحب کلام مبرور

پس قریب کا مرجع واجب کیطرف ہوگا نہ سنت اور مستحب کی طرف درست ہوتی لیکن چونکہ یہہ بات
صریح غلط تھی کیونکہ قریب واجب کا اطلاق سنت موکدہ پر آیا ہی جیسا کہ صفحہ ۱ مین جو عبارات
آپنی نقل کئے ہین اونسی ظاہر ہی اسلیئے اسپر جرأت نکی اقول سابقا معلوم ہوچکا کہ جہان فقہاء
قریب واجب یا شبیہ واجب یا واجب پر اطلاق سنت موکدہ کا کرتے ہین وہان سنت سی مراد
حدیث نبوی ہوتی ہی نہ سنت بمعنے عنہا اور عبارت مجتبی شرح قدوری سی جو تحت قول قدوری
والجماعۃ سنۃ موکدۃ کی واقع ہی واما اصحابنا فقد اختلفت الروایات عنہم فقیل انہا واجبۃ وقیل
سنۃ موکدۃ غایۃ التاکید قلت والظاہر انہم ارادوا بالتاکید الوجوب انتہی بہی واضح ہی کہ جماعت
پر اطلاق سنت مصطلحہ کا نہین ہی بلکہ مراد اوس سی وجوب ہی بزیادت صفت موکدہ کی اور
بعد تسلیم اس امر کی ایسی مواضع مین جہان واجب وشبیہ واجب وقریب واجب پر اطلاق
سنت موکدہ کا ہی مراد اوس سی وہ سنت موکدہ جو مقابل واجب وغیرہ کی سمجھی جاتی ہے
نہین ہی کیونکہ اوس سنت موکدہ کی ترک سی مطلقا بعضون کی نزدیک اثم نہین ہے لیکن
یہہ قول ضعیف ہی اور بعضون کی نزدیک اساءۃ وعتاب ہی کہ اوسیکو تعبیر بلفظ اثم کرتے ہین
اور بوجہ مشکک ہونی اثم کے واجب اور سنت کو متساوی فی الاثم لکھتے ہین اور ترک کو اوسکی
بعض مکروہ تنزیہی لکھتے ہین اور بعض تحریمی جیسا کہ ماہر فقہ پر مخفی نہین ہے بخلاف اس سنت
موکدہ کی جو ایسی مقام پر اطلاق کی جاتے ہین کہ اسپر احکام واجب کی مرتب کئی جاتی ہین
اور تارکین اوسکی قابل حبس وتعزیر تصور کئی جاتے ہین اور ترک اوسکا تحریمی ہوتا ہی جیسا کہ
ترک واجب کا پس معلوم ہوا کہ ایسی مقامات پر جو سنت موکدہ مستعمل ہوتی ہی یہہ وہ نہین
جو آپ سمجھی ہین عبارات فقہاء کو جو مواضع مختلفہ مین واقع ہوئی ہین غور کیجئی اور اپنی نہ سمجھی
اقرار فرمائی اب یہہ شعر جو آخر قول مین آپنی لکھی ہے آپ ہی پر معکوس ہوگئی شعر

فان کنت لاتدری فتلک مصیبۃ ۔ وان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم ۔ ثم قال فی الذہب الماتور
میری تحریرات سی صرف اسیقدر معلوم ہوتا ہی کہ قریب واجب و واجب دونو متقارب ہین
اور اس سی مراد یہہ ہی کہ قریب واجب یعنی سنت موکدہ کی ہے گو بنظر دلیل مرجوح ہی واجب
کی ساتھہ متقارب ہی اور میری عبارات سی نہ تو یہہ نکلتا ہی کہ قریب واجب واجب ہی اور
نہ یہہ نکلتا ہی کہ بجمیع معانی محتملہ من کل الوجوہ حکم واجب مین ہی پس اوسکی سنت اور مستحب
کی طرف راجع کرنی مین کچھہ تناقض نہوا اقول گفتگو یہان بحسب استعمال فقہا کی ہے اور انکی
تتبع موارد استعمال سے واضح ہوگیا کہ یہہ لوگ قریب واجب جہان لکھتے ہین اوسکو واجب کی
سزا مین شریک کرتے ہین اور اگر اطلاق سنت موکدہ کا وہان کرتے ہین تو اوس سی وہ سنت
جوادنی ہی واجب سی مراد نہین لیتے ہین بلکہ گناہ مین اوسکو مساوی واجب کی سمجھتے ہین
اور کبھی اوس سی دوسری معنی لیتے ہین پس رجوع کرنا قریب واجب کو سنت پر جو واجب سے
ادنی ہی یا مستحب پر جو قول منصور مین منقول ہی صحیح نہین ہی اور قول محقق محکم ہین جو دونو قول
یعنی وجوب یا قرب کی متقارب ہونیکا حکم دیا اور ایک کی تضعیف کو عین تضعیف آخر تصور کیا
اگر وہان سی مراد یہہ ہی کہ قریب واجب یعنی سنت موکدہ کی ہی تب بھی تعارض رفع نہین
ہوسکتا کیونکہ وہ سنت جو قریب واجب ہوتی ہی وہ باب ترک مین مساوی واجب ہوتی ہی
بخلاف سنت مطلقہ کی جو واسطہ درمیان مستحب و واجب کی ہی اور آپ کی غرض قول منصور
مین ہی طرف رجوع کرنا ہی قطع نظر اوسکی استحباب کیطرف رجوع کیسطرح نہوسکتا بحث دوم
قول منصور مین استحباب کی مرجح اور لائق فتوی ہونیکا دعوی کرکے چند ادلہ قائم کی اول
یہہ کہ یہہ مذہب جمہور حنفیہ کا ہی چند وجوہ سی پہلی یہہ کہ فتاوی عالمگیری و فتح القدیر و ارکان
اربعہ مین اس قول کی نسبت لفظ مشائخنا لکھا ہی اور قاعدہ اصول کا ہی کہ جمع معرف باللام

فائدہ استغراق کا دیتی ہے دوم یہہ کہ ردالمحتار مین اس قول کی نسبت لفظ لاطلاق
الاصحاب موجود ہی اور جمع معرف باللام فائدہ استغراق کا دیتی ہے سوم یہہ کہ جمہور مشائخ
حنفیہ لکھتی ہین کہ اگر حج نفل ہو تو اختیار ہی چاہی ابتدا ہی ساتھہ حج کی کری اور چاہی زیارت
کی ساتھہ اور یہہ امر متفرع ہی استحباب پر بعد اوسکی عبارات عالمگیری و فتح القدیر
وارکان وردالمحتار وغیرہ کی نقل کیے اور منجملہ اونکی جذب القلوب کی عبارت ہی وصحیح
آنست کہ زیارت آنسرور صلعم مستحب ست مر رجال ونساء را عموما اور عبارت ردالمحتار
وہل تستحب زیارۃ قبرہ صلعم للنساء الخ لکھکے ترقیم کیا کہ صاحب ردالمحتار نی جس مقام پر زیارت
قبر آنحضرت صلعم کا نساء کی لیے ذکر کیا وہان قول استحباب ہی کو اختیار کیا اور قرب وجوب
وسنت موکدہ کو غیر معتد بہ سمجھہ کر کچھہ تعرض نکیا خلاصہ تعقبات کلام مبرور جو ان مضامین
پر کیی گئی یہہ ہی کہ جمع مضاف فائدہ استغراق کا اوسوقت دیتی ہے جب غرض اضافت
سی استغراق ہو نہ مطلقا بسند عبارت مطول وقد یکون الاضافۃ لاغناءہا عن تفصیل متعذر
نحو اتفق اہل الحق علی کذا او متعسر نحو اہل البلد فعل کذا او لانہ لمنع عن التفصیل مانع کتقدیم بعض
علی بعض من غیر مرجح نحو حضر الیوم علماء البلد وکالتصریح بذمہم واہانتہم نحو علماء البلد فعلوا کذا
او کسآمۃ السامع والمتکلم نحو حضر اہل السوق او لتضمن الاضافۃ تحریفا علی الکرام او اذلال
ونحوہما نحو صدیقک او عدوک بالباب او لافادۃ الاضافۃ جنسیۃ وتعمیما اور صاحب ردالمحتار
خود شرح لباب اور حواشی منح سی قول وجوب کو اور فتح القدیر اور شرح مختار سی قول
قرب وجوب کو نقل کیا پس اوسکی قول لاطلاق الاصحاب مین جو اس عبارت مین واقع ہے
وہل تستحب زیارۃ قبرہ صلی اللہ علیہ وسلم للنساء والصحیح نعم بلا کراہۃ بشرط ما علی ما صرح بہ بعض
العلماء ما علی الاصح من مذہبنا وہو قول الکرخی وغیرہ ان الرخصۃ ثابتۃ للرجال والنساء جمیعا

فلا اشکال واما علی غیرہ فکذلک لقول بالاستحباب الاطلاق الاصحاب استغراق کیونکر مراد ہوسکتا ہے
اگر یہہ اختلاج ہو کہ جب استغراق مراد نہوا تو ہم اوسکو اکثر اصحاب پر محمول کرینگی تو اوسکو یون
وضع کرنا چاہیی کہ جمع محلی باللام جب عہد مراد نہو موضوع ہی واسطی استغراق جمیع افراد کی اور اکثر
افراد اور اقل افراد اوسکی معنی مجازی ہین پس جب معنی حقیقی نہ بن سکی تو سب مجازات متساویۃ
الاقدام ہین علاوہ یہہ ہی کہ محلی باللام مفید استغراق اوسوقت ہوتی ہی جب عہد نہ بن سکی
اور یہان ممکن ہی کہ مراد اصحاب سی قائلین بالاستحباب ہون اور متفرع ہونا مسئلہ تخییر کا اوپر استحباب
زیارت کی ممنوع ہی بلکہ مسئلہ تخییر قول وجوب پر بہی مستقیم ہوسکتا ہی کیونکہ زیارت بر تقدیر
وجوب واجبات مطلقہ سی ہے نہ مقیدہ سی اور تخییر بین التطوع والواجب المطلق جایز
ہی اور مستحب ومندوب کا اطلاق سنت موکدہ پر بہی آتا ہی پس شامی کی قول سی سنت موکدہ
کو غیر معتد بہ سمجھنا کہانتک معلوم ہوا کیونکہ جایز ہی کہ استحباب اوسکی کلام مین محمول ہو معنی عام پر
اور بر تقدیر تسلیم اختیار صاحب رد المحتار سی استحباب کو اختیار جمہور حنفیہ لازم نہین اور
حکم صحت عبارت جذب القلوب مین متعلق ہی تعمیم کے ساتھہ نہ قول استحباب کی ساتھہ قال
فی المذہب الماثور قولہ جمع مضاف فائدہ استغراق کا اوسوقت دیتی ہی الخ اسمین کلام ہی
اول یہہ کہ یہان آپکو بڑا مغالطہ واقع ہوا یہہ عبارت مطول کی مسند الیہ کی تعریف بالاضافۃ
کی فوائد مین ہے یہان مقصود صرف بیان فوائد اضافت کا ہی من حیث انہا اضافت
خصوصیت مضاف الیہ کی ملحوظ نہین یعنی مضاف عام ہی کہ مفرد ہو یا جمع اسیواسطی
مطول مین بعض وہ مثالین جنمین مضاف مفرد ہی جیسی ہوای وغیرہ دی ہین پس اس
عبارت منقولہ سی صرف اسیقدر ثابت ہوتا ہی کہ اضافت مطلقہ فائدۂ جنسیت وتعمیم کا
نہین دیتی ہی بلکہ اور فوائد کی لیے بہی آتی ہے نہ یہہ کہ جمیع مضاف فائدہ استغراق کا

اوسوقت دیتی ہی جب غرض استغراق ہو نہ مطلقاً اگر کہا جاوی کہ بعض مثالین مطول مین
جمع مضاف کی ہین جیسی حضر الیوم علماء البلد تو جواب اوسکا یہہ ہی کہ مثال مذکور مین فائدہ
غیر استغراق کا اضافت من حیث انہا اضافت سی حاصل ہوا نہ جمع مضاف سی اقول فی الواقع
غرض مطول مین اس مقام پر بیان فوائد اضافت کا ہی لیکن تخصیص مضاف مفرد کی نہین اور
نہ مضاف جمع کی اسیوجہ سی بعض مثالین مفرد مضاف کی اور بعض مثالین جمع مضاف کی ذکر
کین تا معلوم ہووی کہ مفرد مضاف اور جمع مضاف دونو اغراض مختلفہ کی لیے مستعمل ہوتی ہین
پس معلوم ہوا کہ جمع مضاف بہی کبہی استغراق اوس سی مقصود نہین ہوتا ہی بلکہ دوسرا فائدہ
جیسی دفع تبجیح بلا مرجح وغیرہ اور حصول فائدہ غیر استغراق کا اضافت سی اور استغراق کا جمع
مضاف سی اگرچہ ممکن ہی مگر غرض بیان نفس حصول مین بہ نسبت حمل سامع کی نہین ہی بلکہ
قصد متکلم مین تو منبع اوسکی یہہ ہی کہ جب کوئی کلام متکلم اطلاق کرتا ہی اور سامع اوسکو سنتا ہی
اوسمین دو امر قابل لحاظ کی ہوتی ہین ایک تو حمل کرنا متکلم کا اوس کلام کو ایک معنی خاص پر اور
قصد کرنا امر مخصوص کو دوسری حمل کرنا سامع کا اوس کلام کو کسی معنی پر اور ان دونو
مین کبہی تخالف ہو جاتا ہی اسطور پر کہ متکلم نے ایک معنی خاص پر بغرض خاص کی اطلاق
کیا اور دوسری معنی اور دوسری غرض سی قطع نظر کیا اگرچہ دوسری معنی یا دوسری غرض
بہی مقصود ہو سکتی تہی مگر اوسوقت اوسنی اوسکی طرف توجہ نہ کی اور سامع نی اوسکو بوجہ
اسکی کہ وہ کلام محتمل معانی کثیرہ اور اغراض مختلفہ کو ہی دوسرا فائدہ اور معنی آخر سمجہہ لیا
ہرگاہ یہہ امر محقق ہوا پس جمع مضاف کا جب اور فائدہ کی لیی بہی سوای استغراق کی مستعمل
ہونا ثابت ہوا ممکن ہی کہ متکلم بعض اوقات مین اوسی فائدہ کی لحاظ سی اطلاق کری اور استغراق
کا قصد نہ کری پس مثالخنا مین یہہ کہنا سی ثابت ہوا کہ خواہ مخواہ مراد متکلم کی اس سی استغراق

ہی جائز ہی کہ مراد اوس سی بعض ہون اور اضافت سی مقصود فقط دفع ترجیح بلا مرجح ہو
اور اگر بتوسیع نظر کتب فقہ کو دیکھیے معلوم ہو جائیگا کہ صدہا احکام کو کہ جمہور اوسکی قائل نہین
ہوتی ہین بلفظ قال مشائخنا نقل کرتے ہین اور صاحب ہدایہ جب اطلاق اس لفظ کا کرتا ہے
مراد اوس سی مشائخ ماوراء النہر لیتا ہی نہ سب مشائخ اور نہ اکثر مشائخ جیسا کہ عنایہ مین
مصرح ہی خلاصہ یہہ کہ مجرد لفظ مشائخنا سی یہہ ثابت نہین ہوسکتا ہی کہ یہہ قول جمہور ہے
جبتک اسکی تصریح نہ نکالی کہ فقہا جب اس لفظ کا اطلاق کرتے ہین مقصود اونکو استغراق
ہی ہوتا ہی **قال** دوسری یہہ کہ اجتماع ان فوائد کا ممتنع نہین ہے پس اگر استغراق کسی دوسرے
فائدہ کی ساتھہ ایک ہی اعتبار سی جمع ہو جائی مثلاً جمع مضاف ہونیکی راہ یا باعتبار
اضافت کی تو بھی کچہہ مضائقہ نہین ہی **اقول** اجتماع ان فوائد کا ضروری بھی نہین پس
ممکن ہی کہ ایسی مقامات وعبارات مین فقط دوسرا فائدہ ملحوظ ومقصود ہو نہ استغراق **قال**
سوم آپ جنسیت وتعمیم سی استغراق سمجھے ہین حال آنکہ جنسیت وتعمیم نفس استغراق مین
نہین بلکہ محتمل ہے کہ اوس سی نفس حقیقت مراد ہو جیسا کہ لام جنس وحقیقت مین ہوتا ہی
اقول ایسی احتمالات رکیک کو آپ ہی پسند کرتی ہین ورنہ ظاہر ہی کہ جنسیت اشارہ
تعریف جنس کیطرف اور تعمیم سی مراد استغراق ہی **قال** چہارم یہہ کہ اگر بالفرض مقصود
صاحب مطول کا جمع مضاف کی فوائد کا بیان ہو تو یہہ قباحت لازم آتی ہی کہ جو عمدہ
فائدہ جمع مضاف کا تھا یعنی استغراق اوسکو ترک کیا **اقول** یہہ بنا فاسد علی الفاسد ہے
استغراق کا ذکر بلفظ تعمیم موجود ہی اور یہہ لفظ جا بجا کتب اصول ومعانی مین اسی معنی
مین مستعمل ہے اور اوسکی مثال ذکر کرنیسے اوسکا ترک نہین لازم ہی **قال** اگر کہا جاوی
کہ جمع مضاف کا مفید استغراق ہونا اس عبارت سی نکلتا ہی اولا فادۃ الا ضافۃ

جنسیتہ وتعمیما کیونکہ لفظ اضافت مطلق ہی خواہ اضافت جمع کی ہو یا مفرد کی تو جواب اوسکا
یہہ ہی کہ دلیل اس فائدہ کی اس اطلاق کو رد کرتی ہے چنانچہ تحت اس فائدہ کی مطول
مین مرقوم ہی وذلک لان اسم المفرد حامل لمعنی الجنسیتہ والفردیتہ فاذا اضیف اضافتہ
ہی من خواص الجنس دون المفرد علم ان القصد بہ الی الجنس کالوصف فی نحو قولہ تعالی
ولا طائر یطیر بجناحیہ اقول اصولیین وارباب معانی بحث عموم وبحث لام واضافت
مین اور اسیطرح ارباب نحو ان دو نو بحث مین عموم وشمول وتعمیم کو استغراق مین استعمال
کرتی ہین اور جنسیتہ کو نفس حقیقت وماہیت مین جو مفاد لام جنس کا ہی پس کلام مطول
مین جنسیتہ وتعمیم انہین دو نو معنی مین مستعمل ہے اور اس کلام مین دو نو کا ذکر ہی علاوہ
یہہ ہی کہ عبارت تلخیص المفتاح ومطول ومختصر معانی سے واضح ہی کہ لام استغراق و
عہد ذہنی لام جنس کی تحت مین داخل ہے اور عصام الدین اطول مین لکھتے ہین
حقق صاحب المفتاح ان لام التعریف للاشارۃ الی تعیین حصۃ من مفہوم مدخولہ او تعیین
نفسہ والعہد الذہنی والاستغراق من اقسام لام التعریف للجنس وحقق ان لا فرق بین العہد
ولام الجنس اذ کل منہما اشارۃ الی معہود غایتہ ان المعہود فی احدہما الجنس وفی الآخر حصۃ
منہ وجعل احدہما لام الجنس والآخر لام العہد لیس لتمییز یعود الی مفہوم التعریف بل باعتبار
معروض التعین ولذا قال ائمۃ الاصول حقیقۃ التعریف العہد لا غیر وہذا کلام حق قد خفی علی المصنف
والشارح نظنہما انہ یقول لا فرق بین القسمین بحسب المفہوم فردہ المصنف علیہ وتبعہ الشارح
بتعیین المراد بلام العہد ولام الحقیقۃ بلان الاول اشارۃ الی حصۃ من الجنس والثانی الی نفسہ
لکن تبعاہ فی کون لام العہد الذہنی ولام الاستغراق داخلین تحت لام الجنس انتہے اور ظاہر
ہی کہ جسطرح لام کی تقسیم ہی اوسیطرح اضافت کی بھی پس اگر کلمہ تعمیم نہ ہوتا تب بھی کلمہ

جنسیت کا شامل نفس جنسیت و استغراق کو ہوتا چہ جائی کہ لفظ تعمیم موجود ہی بہر طور کلام مطول
کا کہ ذکر فوائد مطلق اضافت مین ہی خواہ جمع مضاف ہو خواہ مفرد خالی عموم جمع مضاف کی ذکر
سی نہین ہی باقی رہی دلیل کہ جسمین لفظ مفرد واقع ہوا ہی اور اوسی نے آپکو اشتباہ پیدا کیا
وہ بھی خاص ساتھہ مفرد لمعنی مقابل جمع کے نہین بلکہ مفرد اوسمین مقابل مضاف ہی بقرینہ
مذکور ہونی اوسکی بحث اضافت مین چنانچہ ملا محمد نصیر اپنی حواشی مین لکھتے ہین قال الشارح اضافتہ
ہی من خواص الجنس دون المفرد و ذلک لان المفرد قد یطلق علی ما یقابل المضاف کما صرح
بہ ابن الحاجب و مقابل الشئی لا یکون من خواصہ لان خواص الشئی یجب اجتماعہا معہ و ہہنا
لیس کذلک انتہی علاوہ یہہ ہی کہ اگر مفرد میان مقابل جمع کے ہو تو بھی اس سی نہین لازم کہ
لافادۃ الاضافۃ جنسیۃ و تعمیما مین ذکر استغراق نہو کیونکہ دعوی مین ایسا کلمہ موجود ہی کہ جسسے
ذکر استغراق صاف معلوم ہوتا ہی اور دلیل خاص اسوجہ سی لائی گئی کہ عموم جمع و استغراق
جمع مین جب مضاف ہو کچھہ شبہہ نہین وارد ہوتا ہی کیونکہ جمع فی نفسہ منتظم جمع من المسمیات
ہی پس اگر مضاف ہو کی استغراق المسمیات کا فائدہ دی تو کچھہ مضائقہ نہین بخلاف مفرد کی
کہ اوسمین معنی وحدۃ کی بھی ہوتے ہین پس ظاہر استغراق اوسکا اور نفس جنس پر حمل کرنا
مورث تنافی ہے اسوجہ سی شارح نی دلیل کو خاص کرکے اوس شبہہ کو دفع کر دیا الغرض
جو عمدہ ترین فائدہ جمع مضاف کا ہی وہ مطول مین مذکور ہی اور جسکی خیال مین تادی اوسکے
فہم کا قصور ہے فائدہ ملا محمود جونپوری شرح فوائد غیاثیہ مین لکھتے ہین کیسے ان یعلم ان
ما ذکر من العدد و الحقیقۃ و الاستغراق لا تخصص بالمعرف باللام بل تجری فی المضاف الی المعرفۃ
و الموصول فغلام زید مثلا قد یقصد بہ العدد و الاشارۃ الی معہود بینک و بین مخاطبک و
ہو الاصل کما فی اللام و قد یقصد بہ الجنس من غیر اعتبار الاستغراق و ہو شائع فی الاستعمال

وقد یقصد به الاستغراق انتہی اور محمد بن فرامرز مولی خسرو مرآۃ الاصول شرح مرقاۃ الوصول
مین بحث تعداد الفاظ عموم مین لکھتے ہین الجمع المعرف باللام او الاضافۃ فان الاضافۃ ایضا
تفید العموم حیث لا عہد خارجیا فانہ المفہوم عند الاطلاق لا العہد الذہنی ولا الامم انتہی اور بعد
چند صفحہ کے لکھتی ہین والمفرد المعرف باللام او الاضافۃ وہو معطوف علی الجمع المعرف حیث لا عہد
فانہ اما کما سبق انتہی اور بحر العلوم تنویر المنار شرح منار مین لکھتے ہین ونیز باید دانست
کہ معرف باضافت نیز منقسم باین چار اقسام است وعہد مقدم است انتہی اور بحر العلوم شرح
تحریر مین لکھتی ہین والحق ان علماء البلدان اخذ معہودا فیلزم انہ خارج من تعریف العام
والمضیر وان اخذ مستغرقا فمثنا مثل المعرف باللام انتہی اور عبد الحکیم حواشی مطول مین بحث
مقتضی حال مین لکھتے ہین الاضافۃ کاللام اذا تم لکن للعہد فان کان الحکم باعتبار التحقق ولم
تکن قرینۃ علی البعضیۃ فہی للاستغراق والا فللجنس انتہی ان کلمات سی واضح ہی کہ جمع مضاف
حتی الوسع عہد خارجی پر جو راجح ہونی اوسکے حمل کیجاتی ہی اگر عہد خارجی نہ بن سکی تب عام
ہوگی پس ثابت ہوگیا کہ جمع مضاف مطلقا مفید استغراق نہین اور تعمیم اوسکی مقید ہی ساتھہ
تقدیر اضافت استغراقیہ کی وذلک ما ادعیناہ اور ہمارے فنیہ مین عہد خارجی کی نہونی پر کوئی
دلیل نہین بلکہ عہد خارجی بن سکتا ہی بدین طور کہ مراد اوس سی وہ مشائخ ہون جو قائلین
بالاستحباب ہین اگرچہ وہ اقل ہون قائلین بالوجوب سی یا مساوی نہ اکثر مشائخ اور نہ جمیع
مشائخ اگر یہہ اختلاج ہو کہ عہد خارجی مین ذکر معہود کا صراحۃ یا کنایۃ سابقا ضرور ہی اور وہ
اس مقام خاص مین مفقود ہی تو جواب اوسکا یہہ ہی کہ عہد خارجی کا انحصار اس صورتین
ممنوع بلکہ مردود ہی لما سیاتی عن قریب انشاء اللہ تعالی وقال تنجم یہہ اصولیین مطلقا جمع مضاف
کو مفید استغراق کہتی ہین اور یہہ قید جو آپنی زائد کی ہی نہین کرتے ہین اقول ابھی عبارت

مولی حسرو کی اور بحر العلوم کی نقل کیگئی اور تنقیح مین ہے ومنہا الجمع المعرف باللام اذا لم یکن معہودا انتہی اور تلویح مین ہی الجمع المذکور انما یکون عاما عند قصد الاستغراق علی ما تقرر انتہی پس مطلقا اصولیین کا جمع مضاف یا محلی باللام کا مفید استغراق کہنا جیسا کہ آپنی تحریر کیا خالی افترا سی نہین ان لوگونکی کلام مین قید قصد استغراق کی اور عدم عہد کی موجود ہی اور یہی میرا مدعا ہی کہ جمع مضاف مطلقا مفید استغراق نہین بلکہ جب استغراق مقصود ہو اور عہد مقصود نہو اور ارادہ کسی اور فائدہ کا فقط مفقود ہو اور یہہ اصولیین وارباب عربیت دونو کی کلام مین موجود ہی **قال ششم** یہہ کہ جمع مضاف کا عموم حدیث تشہد ابن مسعود سی ثابت ہی صحیح بخاری مین مروی ہی فاذا صلی احدکم فلیقل التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین فانکم اذا قلتموہا اصابت کل عبد للہ صالح فی السماء والارض الحدیث اس حدیث سی بہی جمع مضاف کا مطلقا مفید استغراق ہونا سمجہا جاتا ہی **اقول** اسمین کلام ہی تین وجہ سے **اول** یہہ کہ یہہ ایراد اوس شخص پر وارد ہو جو مطلقا منکر افادہ استغراق کا ہو اور یہہ کہتا ہو کہ جمع مضاف کبہی مفید استغراق نہین ہوتی ہی اوسکو الزام بذکر مثال خاص جہان جمع مضاف مفید استغراق ہو دی سکتے ہین اور ہین افادہ استغراق کا منکر نہین ہون بلکہ یہہ کہتا ہون کہ ہر جمع مضاف ہر وقت مین مفید استغراق نہین ہی کبہی عہد ہین اور کبہی کسی اور فائدہ کی لیے بہی مستعمل ہوتی ہی البتہ جہان عہد نہ بن سکی اور کوئی فائدہ دوسرا بہی مدنظر نہو وی وہان افادہ استغراق ہوگا پس اس حدیث سی ہین مورد الزام نہونگا **دوم** یہہ کہ اس حدیث سی جمع مضاف کا مفید استغراق ہونا علی الاطلاق نہین سمجہا جاتا ہی جیسا کہ آپنی تحریر کیا بلکہ صرف اسیقدر کہ جمع مضاف جو التحیات ہین

۱۲ اور ورنہ ہر جمع مضاف ہین باب الزامہ ہین نقل من الفرنی ذکر ہی ابطال مطلب مقصود ہیچ کہ ان جمع المضاف یفید العموم ہی اقتضی ہذا من سلک

وارد ہی مفید استغراق ہی اور اسمین کلام نہین ہے ایک مثال جزئی ذکر کرنیسی ثبوت
اصل کلی کا نہین ہوتا ہی جیساکہ بحث امور عامہ شرح مواقف مین مذکور ہی المثال الجزئی
لایصح قاعدۃ کلیۃ انتہی پس ایک جگہ جمع مضاف کی مفید استغراق ہونیسی بوجہ مفقود
ہونی عہد وغیرہ کے یہہ نہین لازم کہ سب جگہ مفید استغراق ہو اگرچہ عہد جو اصل ہے
بن سکی یا کسی اور فائدہ کی لیے استعمال ہو سکی سیوم یہہ کہ کلام اللہ مین وارد ہے
فاذا قضیتم مناسککم فاذکروا اللہ کذکرکم آباءکم او اشد ذکرا اور یہی وارد ہی واذ قالت
الملائکۃ یا مریم ان اللہ اصطفاک وطہرک واصطفاک علی نساء العالمین اور یہی وارد ہے
ان عبادی لیس لک علیہم سلطان ان مواضع مین جمع مضاف مفید استغراق نہین
ورنہ لازم آتا ہی کہ شیطان کا غلبہ کسی پر نہووی اور فضیلت حضرت مریم کی تمام دنیا کی
عورتون پر حتی کہ حضرت فاطمہ رضہ وغیرہ پر بہی ہووی اور ذکر اللہ منی مین بعد ادای جمیع
مناسک حج کے ہووی واللوازم کلہا منتفیۃ فکذا الملزوم بلکہ مراد مناسک سی وہ مناسک
حج ہین جو قبل ایام قیام منی کے یا ابتدای ورود منی مین ادا ہو چکی اور مراد نساء العالمین
سی نساء زمانہ مریم ہین اور عبادی سی خاصان خدا مراد ہین پس ثابت ہوا کہ جمع مضاف
مطلقا مفید استغراق نہین ہوتی ہی قال اور ایسا ہی اصولیین کی یہہ دلیل کہ استثنا
صحیح ہی مفید استغراق ہونی پر دلالت کرتی ہے وہ قید جو آپنی اضافہ کی ہے نہ حدیث
سی مفہوم ہوتی ہے اور نہ دلیل اصولیین سی اقول عبداللہ لبیب حواشی تلویح مین لکہتے ہین
قولہ فان قیل المستثنی منہ الخ یمکن تقریر کلام المصنف بحیث لا یتوجہ ہذا الاشکال بان یقال
مراده ان الجمع المعرف باللام اذا لم یکن المعہود عام لان الاستثناء عنہ صحیح وصحۃ الاستثناء
عن الجمع المذکور لا مطلقا دلیل عمومہ انتہی اس سی واضح ہی کہ صحت استثناء جمع معرف باللام

دلیل عموم جب ہی جبسوقت عہد نہو اور اگر عہد ہو اور استثنا بہی ہو تو وہ استثنا دلیل عموم
نہین ہی اور تعریف بالاضافت ایسی احکام مین تشارک جمع معرف باللام ہی پس معلوم
ہوا کہ دلیل اصولیین مقید ہی ساتھہ عدم عہدیت کی نہ مطلق **قال مفتم** انا سید ولد آدم
ولا فخر سی علما اس بات پر استدلال کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب بنی آدم سی
افضل ہین چنانچہ آپنی جو چہہ نبیون کی باب مین فتوی لکہا ہی اوسمین اسی حدیث سے
استدلال کیا ہی **اقول** یہہ بہی وارد اوسپر ہو جو منکر افادہ استغراق کا مطلقا ہو نہ اوسپر جو
جمع مضاف وغیرہ کی عموم کا مقر ہو لیکن مقید بعدم عہدیت وغیرہ کرتا ہو **قال ہشتم**
لازم آتا ہی کہ جمع مسائل فقہ کی جو مبنی اس قاعدہ پر ہین کہ جمع مضاف مفید استغراق ہی غیر
معتبر ہو جاوین **اقول** یہہ بہی اوسپر وارد ہو جو منکر اس قاعدہ کا مطلقا ہو **قال نوزدہم**
صاحب ردالمحتار نی الخ اسوقت مین لفظ الاصحاب عام مخصوص البعض ہوگا اور عام مخصوص البعض
باقی مین حجت ہوتا ہی پس سوای اصحاب مخصوصہ کی سب اصحاب کا قائل استحباب ہونا بدلیل
ظنی ثابت ہوگا اور ظاہر ہی کہ اصحاب باقیہ اکثر ہین اصحاب مخصوصہ سی پس ثابت ہوا کہ جمہور حنفیہ
قائل استحباب ہین **اقول** حجت ہونا عام مخصوص البعض کا مسلم ہی لیکن اکثریت اصحاب
باقیہ کی یعنی اصحاب استحباب کی اصحاب مخصوصہ سی یعنی اصحاب وجوب سی مورد منع ہی
بلکہ یہی بحث اول ہی اگر اس امر کو صراحۃ کتب سی ثابت کیجئی بحث تمام ہو جاوی **قال**
قولہ اگر یہہ اختلاج ہووی الخ اسمین کلام ہی تین وجوہ سی اول یہہ کہ ابہی معلوم ہوا
کہ معنی حقیقی یعنے استغراق جمیع اصحاب یہان بن سکتا ہی اور نقل قول وجوب وقوب
وجوب اوسکی منافی نہین دوم افراد باقیہ کو مطلقا معنی مجازی کہنا غیر صحیح ہی کیونکہ
عام مخصوص البعض جب قاصر اوسکا مستقل ہو تو باقی مین من حیث القصر مجاز ہی

اور من حیث التناول حقیقت ہی سوم یہہ کہ یہہ جواب ماخوذ ہی اوس دلیل سے جو صاحب توضیح نے
اس بات پر قائم کی ہے کہ عام مخصوص البعض دلیل قطعی نہین ہے بلکہ ظنی ہی عبارت اوسکی یہہ
ہی وعند نا تمکن فیہ شبہۃ لانہ علم انہ غیر محمول علی ظاہرہ وہو ارادۃ الکل فعلم ان المراد منہ البعض
بطریق المجاز فاذا کان کل افراد ہ مائۃ وعلم ان المائۃ غیر مراد فکل واحد من الاعداد التی دون المائۃ
مساو فی ان اللفظ مجاز فیہ فلا یثبت عدد معین منہا لانہ ترجیح من غیر مرجح انتہی پس اگر آپکا مقصود
بہی اس دلیل سے یہی ہے کہ عام باقی مین دلیل قطعی نرہیگا بلکہ دلیل ظنی ہوگا تو ہماری کچھہ مضر
مدعی نہین ہی کیونکہ ہمنی لفظ مشائخنا کو دلیل قطعی نہین قرار دیا ہی اور اگر اس سے آپکا مقصود
یہہ ہی کہ یہہ عام اوسوقت مین قابل احتجاج باقی نرہیگا تو یہہ بات خلاف مذہب مختار ہے
اقول ایراد اول مین کلام ہی چند وجوہ سے اوّل یہہ کہ عبارت ردالمحتار لاطلاق الاصحاب
مین عند خارجی ممکن ہی باین طرز کہ مراد اصحاب استحباب ہون اور جب تک عند بن سکی استغراق
پر حمل کرنا نہین درست ہی اگرچہ وہان استغراق بہی ممکن ہو دوم یہہ کہ مولف ردالمحتار اس
امر سے واقف ہی کہ بعض فقہاء حنفیہ قائل بوجوب یا قرب وجوب ہین پس باوجود اسکی اوسکی
کلام مین اس مقام پر اگر استغراق لیا جاوی صریح تنافی و کذب لازم آتا ہی پس اسمقام پر
استغراق کا بن سکنا لائق اثبات ہی سوم یہہ کہ نقل وجوب یا قرب وجوب کا استغراق کے
منافی نہونا محض غلط ہی اسوجہ سے کہ جب اس نقل سے کہ خود مولف ردالمحتار نے کی ہی معلوم
ہوا کہ بعض اصحاب وجوب یا قرب وجوب کی طرف گئے ہین اور اوسپر احکام واجب کی مرتب
کرتے ہین اوسکی لاطلاق الاصحاب مین اگر سب اصحاب لئے جاوین صریح تنافی لازم آویگی
اور ایراد دوم کا جواب یہہ ہی کہ عام مخصوص البعض کا باقی مین من حیث القصر مجاز ہونا اور
من حیث التناول حقیقت ہونا جیسا کہ توضیح مین ہی اگرچہ خالی عن شائبۃ نہین ہی اور

بعد صحت کی کچھ مضر نہین ہی اسواسطے کہ مجاز ہونا مخصوص البعض کا باقی مین بہرطور ثابت ہوا خواہ
فقط من حیث القصر ہو یا مطلقا ہو اور کلام منصور مین دعوی فقط مجازیت کا کیا گیا ہی نہ یہہ کہ وہ
مطلقا مجاز ہی یہہ بحث سی خارج ہی اسکے ایراد مین بیخبر تسوید اوراق اور کیا ہی اور ایراد ثالث
کا جواب یہہ ہی کہ دوسری شق یعنی عام مخصوص البعض کا قابل احتجاج نرہنا مراد نہین اور
اول شق صحیح ہی یعنی مخصوص باقی مین دلیل ظنی ہی نہ قطعی لیکن کلام اسمین ہی کہ جسوقت
مخصوص باقی مین قابل احتجاج بطور ظن کے رہا اور احتمال اکثر افراد مین اور اقل مین مساوات
ہی بغیر قرینہ کی تعیین ممکن نہوگی ہان اگر اوس مقام پر قرینہ اس امر پر قائم ہوگا کہ اوس سے
اکثر افراد مراد ہین یا بعض مضائقہ نہین اور بغیر قرینہ مرجحہ کی تساوی کا حکم دیا جاویگا قائل
قولہ علاوہ یہہ ہی کہ محلی باللام مفید استغراق اوسوقت ہوتی ہے جب عہد نہ بن سکی الخ اسمین
کلام ہی تین وجوہ سی اول یہہ کہ اگر مراد عہد سی عہد خارجی ہی تو یہہ بات مسلم ہی لیکن عہد
خارجی مانحن فیہ مین غیر مسلم ہی کیونکہ عہد خارجی مین ضرور ہی کہ ذکر اوسکا صریحا یا کنایہ ہو
اور یہان اس امر کو ہم تسلیم نہین کرتے اور اگر مراد مطلق عہد ہی تو اول تو خلاف محققین ہے
اور اگر مطلق کلا استغراق پر مقدم ہونا تسلیم بھی کیا جاوی تو عہد ذہنی بھی مانحن فیہ مین غیر مسلم
دوم یہہ کہ مجرد احتمال کہ مراد اصحاب سی قائلین بالاستحباب ہون عہد کے لیی کافی نہین ہی اور
نہ استغراق کی لیے مضر ورنہ اس قسم کا احتمال تو آیات بینات وعلم آدم الاسماء کلہا واذ قلنا
للملائکۃ اسجدوا واللہ یحب المحسنین وما ہی من الظالمین ببعید وما اللہ یرید ظلما للعالمین وامثال
ذلک مین بھی قایم ہی سوم یہہ کہ آپنی رسالہ دافع الوسواس فی اثر ابن عباس مین یہہ دعوے
کیا ہی کہ حضرت صلعم کی نبوت ودعوت وبعثت طبقات تحتانیہ کی لیی بھی شامل ہی اور
اوسپر استدلال ساتھہ آیۃ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وآیۃ لیکون للعالمین نذیرا کی

کیا ہی اور بنا، استدلال یہ ہی کہ لام استغراق کا ہی اقول ایراد اول مین کلام ہے
اول یہہ کہ مراد اس مقام پر عہد خارجی ہی اور ضرور ہو نا ذکر معہود کا صراحۃ یا کنایۃ عہد خارجی
مین باطل ہے بلکہ ذکر تقدیری یا تعین معہود بقرائن یا حضور معہود و امثال ذلک بہی محققین
کے نزدیک عہد خارجی کی لیے کافی ہے تنویر المنار مین ہی عہد خارجی را ذکر سابق باید تحقیقا
یا تقدیرا و این ذکر قرینہ ہست بر معہود انتہی اور لبیب حواشی تلویح مین لکہتے ہین اعلم ان الجمہور
جعلوا العہد الخارجی ما فیہ الاشارۃ الی الحصۃ من الحقیقۃ المعہودۃ بین المتکلم و المخاطب تقدم
ذکرہ صریحا او کنایۃ کقولہ تعالی ولیس الذکر کالانثی اشارۃ الی ما سبق فی قولہ رب انی وضعتہا
انثی و الذکر الی ما سبق کنایۃ فی قولہ تعالی رب انی نذرت لک ما فی بطنی محررا فان لفظ ما و ان کان
یعم الذکور و الاناث لکن التحریر لخدمۃ بیت المقدس انما کان للذکور دون الاناث او بالقرائن
نحو خرج الامیر اذا لم یکن فی البلد الا امیر واحد و کقولک لمن دخل البیت اغلق الباب او
بالحضور کما فی ایہا الرجل انتہی اور کشف اصول بزدوی مین ہے اعلم ان اللام للتعریف فان
دخل علی معہود و ہو الذی عرف عہدا بالذکر او بغیرہ من الاسباب فہی تعرف ذلک المعہود و
یسمی ہذا التعریف العہد و ہو الاصل فیہ و ہو فی الحقیقۃ تعریف فرد من افراد الجنس کقولک
فعل الرجل کذا ترید رجلا بعینہ انتہی اور ابن مولف الفیہ شرح الفیہ مین لکہتا ہی التعریف
باللام اما علی ضربین عہدی و جنسی فان عہد مصحوبہا بقدم ذکرا و علم کما فی نحو ارسلنا الی
فرعون رسولا فعصی فرعون الرسول و نحو الیوم اکملت لکم دینکم فہی عہدیۃ و الا فجنسیۃ انتہی
اور تلویح مین ہی قد سبق ان المعرف باللام اذا لم یکن للعہد الخارجی فہو للاستغراق الا ان
تدل القرینۃ علی انہ لنفس الماہیۃ کما فی قولنا الانسان حیوان ناطق او للعہد الذہنی کما فی
اکلت الخبز و شربت الماء فانہ للبعض الخارجی المطابق للمعہود الذہنی و ہو الخبز و الماء المقرر فی الذہن

انه یوکل ویشرب وهو مقدار ما معلوم کذا ذکره المحققون والمصنف جعله لتعریف الماهیة وکانه
اراد بالمعهود الذهنی المقدم علی الاستغراق مالم یسبق ذکره کقولک للغلام وقد دخلت البلد
وتعلم ان فیه سوقا ادخل السوق اشارة الی سوق البلد ومثله عند المحققین معهود خارجی
لکونه اشارة الی معین انتہی اور مطول مین بحث عہد خارجی مین ہے وقد یستغنی عن تقدم
ذکره لعلم المخاطب بالقرائن نحو خرج الامیر اذا لم یکن فی البلد الا امیر واحد وکقولک لمن دخل
البیت اغلق الباب وقد یکون لام العهد للاشارة الی الحاضر کما فی وصف المنادی واسم
الاشارة نحو یا ایها الرجل وهذا الرجل انتہے اور ملا محمد بن فرامرز الشہیر بملا خسرو حواشی تلویح
مین لکھتے ہین مراد المصنف بالعهد الذهنی المقدم علی الاستغراق ما جعله المحققون من اهل العربیة
قسما ثانیا من العهد الخارجی کما ذکره الشارح فی المطول وغیره وسیعترف به الشارح فی بحث المفرد
المحلی باللام لما جعله بعض الادباء قسما من تعریف الجنس ومثلوه بقوله ولقد امر علی اللئیم یسبنی
انتہی ان عبارات سے وامثال اسکے کہ ماہر فنون پر مخفی نہین ظاہر ہی کہ عہد خارجی کو مشروط
بذکر معہود صراحۃ یا کنایۃ کرنا برای نہج نحاۃ وادباء واصولیین غیر صحیح ہی آپنی شاید اس عبارت
مطول کو وذلک لتقدم ذکره صراحة او کنایة دیکھکی اشتراط اسکا سمجھ لیا اور آیندہ کی عبارت
مطول کی اور اسیطرح اور کتب کی عبارت نظر سی نہین گذری ورنہ ایسی بات مہمل تحریر
نفرماتی آپ ماتحن فیہ مین غور کیجئی کہ چونکہ قبل لفظ الاطلاق الاصحاب کی ذکر استحباب ہے
اور معلوم ہی کہ اس مقام پر ہو رد المحتار فقط استحباب کی مذہب مین بحث کر رہا ہی باوجود
علم اس امر کے کہ بعض وجوب کی بہی قائل ہین پس اسی قرینہ سی لاطلاق الاصحاب مین
[illegible] حمل اصحاب استحباب پر ہوگا عام ازینکہ وہ اکثر ہون یا اقل کچہہ ذکر اصحاب
استحباب یہان اس مقام پر قبل لفظ الاصحاب کی ضرورت نہین ہی بلکہ خود تستحب کا کلمہ جو سابقا

مذکور ہی واسطے عہدیت خارجیہ کی کافی ہے دوم یہہ کہ بعد تسلیم اس امر کی کہ عہد مین ذکر ضرور
ہی یہی عہد بن سکتا ہی اسوجہ سی کہ یہان ذکر تقدیری موجود ہی کیونکہ ظاہر ہی کہ استحباب
کل کی نزدیک نہین جیسا کہ نزدیک مولف رد المحتار کی مسلم ہی پس وہل تستحب زیارۃ قبرہ
صلعم للنسا ام الصحیح نعم الخ کی تقدیر یون ہوئی وہل تستحب زیارۃ قبرہ صلعم عند اصحاب الاستحباب
الصحیح نعم الخ پس قبل لفظ لاطلاق الاصحاب کی ذکر تقدیری اصحاب استحباب کا موجود ہوا اور
الاصحاب کا حمل کرنا عہد خارجی پر متحتم ہوگیا کیونکہ سابقا گذر چکا کہ ذکر تقدیری کافی ہے
سوم یہہ کہ یہان ذکر کنایۃ موجود ہی کیونکہ اگرچہ الاصحاب مطلق ہی مگر قبل اسکے ایسی صفت
مذکور ہی کہ وہ متعین ساتھہ اصحاب استحباب کی ہے اور اوسکا وجود اورونمین نہین ہے
پس ذکر ایسی صفت کا ذکر موصوف خاص کیواسطی کافی ہی مطول مین ہے وباللام
للاشارۃ الی معہود ای الی حصۃ من الحقیقۃ معہودۃ بین المتکلم والمخاطب وذلک تقدم
ذکرہ صریحا او کنایۃ نحو ولیس الذکر کالانثی ای ولیس الذکر الذی طلبت امرأۃ عمران کالانثی
ای کالانثی التی وہبت لہا فالانثی اشارۃ الی ما سبق ذکرہ صریحا فی قولہ تعالی قالت
رب انی وضعتہا انثی لکنہ لیس بمسند الیہ والذکر اشارۃ الی ما سبق ذکرہ کنایۃ فی قولہ تعالی
رب انی نذرت لک ما فی بطنی محررا فان لفظۃ ما وان کان تعم الذکور والاناث لکن التحریر
وہو ان یعتق الولد لخدمۃ بیت المقدس انما کان للذکور دون الاناث انتہی حسن چلپی
حواشی مطول مین کہتے ہین قولہ او کنایۃ ہذا من اقسام الکنایۃ المصطلحۃ وہو الکنایۃ المطلوب
بہا غیر صفتہ ولا نسبتہ وہو ان یتعین فی صفۃ من الصفات اختصاص بموصوف معین فتذکر
تلک الصفۃ لیوصل بہا الی الموصوف فان التحریر من الصفات المختصۃ بالذکر ولما کان التحریر
مختصا بالذکور علم ان مطلوبہا ہو الذکر وہو لیس بمذکور صریحا بل ذکر ملزومہ وہو التحریر انتہی

پس اسیطرح ماکن فیہ مین کہا جاویگا کہ اگرچہ الاصحاب محتمل عموم کو ہی مگر چونکہ بحث استصحاب مین
ہی اور سابقا لفظ استصحاب مذکور بھی ہے اور وہ مختص ہے ساتھہ قائلین بالاستصحاب کی لاجرم
اصحاب سی اصحاب استصحاب مراد ہونگی چہارم یہہ کہ بعد تسلیم تقدم مطلق عہد کے استغراق پر
نہ تسلیم کرنا ماکن فیہ مین عہد ذہنی کو مکابرۂ واضحہ ہی کیونکہ عہد ذہنی عبارت ہی حمل کرنے لام
سی اوپر ایک فرد یا چند افراد مدخول لام کے باعتبار ہونی اونکی معہود فی الذہن اور جزئی خارجی
حقیقت سی جیسا کہ مطول وغیرہ مین ہی اور یہہ امر اس مقام پر ممکن ہی کہ الاصحاب سی اوسکی
چند افراد لیی جاوین باعتبار معہود ہونے اونکی ذہن مین کو تعین فی کری وخارجی نہو علاوہ
ازین جو معرف باللام ہو اوسمین عہد ذہنی بن سکتا ہی اور اسکا نہ تسلیم کرنا سوای مجادل و
مکابر کے کسی سی نہین ہو سکتا تنویح مین ہی تقدیر عدم المعہود الذہنی تقدیر باطل لان کل
لفظ علم مدلولہ جازتعریفہ باعتبار القصد الی بعض افرادہ من حیث انہا حاضرۃ فی الذہن انتہے
مین افسوس کرتا ہون اسبات پر کہ آپ باوجود استعداد علمی کے ایسی تقریرین کرتے ہین اور
پھر دعوی حقانیت کا کرتے ہین اور ایراد دوم مین بھی کلام ہی چند وجوہ سی اول یہہ
کہ احتمال عہد اس مقام پر مجرد احتمال نہین بلکہ احتمال مع الدلیل ہے واذا جاء الاحتمال مع الاستدلال
بطل الاستدلال نہ بالا عہد یہان محتمل نہین کہا جائیگا ضروری الوجود کا اوسپر اطلاق ہوگا
جیسا کہ ابھی تحقیق اسکی گذر چکی دوم یہہ کہ وعلم آدم الاسماء کلہا وغیرہ مین احتمال عہد بلا دلیل
ہی اور وہ غیر معتبر ہے سوم یہہ کہ بعض آیات مین اگرچہ احتمال عہد کا ہوتا ہی مگر بوجہ اسکی
کراہ اوسپر حمل کرنے مین مخالفت قواعد شرعیہ کے لازم آتی ہے یا کوئی اور دلیل خارجی عموم کی موجود
ہوتی ہی اوسپر حمل نہین کرتے ہین بخلاف ماکن فیہ مین کہ احتمال عہد قوی ہی اور کوئی دلیل
عدم عہد کی نہین ہی پس بالضرورۃ اوسپر حمل کرنا لازم ہوگا اور ایراد سوم یہہ

مطلقا وارد نہین ہے بلکہ اوس شخص پر جو مطلقا افادۂ استغراق کا منکر ہو ان آیات مین
جو بعثت نبوی مین بطرز عموم وارد ہین کوئی معہود خارجی نہین ہی اور اگر ہو بھی تو اوسکی بطلان
کی لیے اور قواعد شرعیہ کافی ہین اسوجہ سی حمل اونکا عہد پر نہین ہوسکتا **قال** قولہ متفرع ہونا
اس مسئلہ کا اوپر استحباب زیارت کی ممنوع ہی الخ آپ کی فہم عالی پر تعجب ہی کہ امر جلی بھی جیا
مین نہ آیا کیونکہ تخییر دو قسم پر ہی اوّل تخییر مع المساوات یعنی وہ تخییر جسمین تقدیم ایک کی دوسرے
پر افضل و احسن بھی نہو دوّم تخییر مع عدم المساواۃ یعنے وہ تخییر جسمین تقدیم ایک کی دوسری
پر افضل ہو اور صورت تنفل حج مین جو تخییر بین الحج والزیارۃ ہی وہ قبیل اول سی ہے بدلیل
اسکی کہ وہ تخییر مقابل احسن و افضل کے مستعمل ہوئی ہی اور اس تخییر کا بین التطوع والواجب
الموسع پایا جانا غیر مسلم کیونکہ درصورت فرضیت حج کی ابتدای بالحج افضل ہی باآنکہ جو فرض
موسع ہی اسیطرح واجب گو موسع ہو اوکد و مہتم بالشان ہی بہ نسبت تطوع کی پس ابتدار
بالواجب الموسع افضل ہوئی پس تخییر مع المساواۃ نہ پائی گئی اور تخییر قسم ثانی کا اگرچہ
بین التطوع والواجب الموسع ہوسکنا مسلم ہی لیکن وہ یہان مراد نہین ہی اگر کہا جاوی
وجہ افضلیت وہ نہین ہی جو مذکور ہوئی بلکہ یہہ کہ حج حق تعالی کا حق ہی اسواسطی اوسکی
تقدیم احسن ہی تو جواب اوسکا یہہ ہی کہ اس تقدیر پر حج نفل کی بھی تقدیم افضل ہونا چاہیے
اقول مخفی نرہی کہ بعض مسائل مین نفل فرض و واجب سی بجہت مخصوصہ افضل ہوتی ہی اور
ابتدار بالنفل اور تقدیم ساتھہ اوسکی تقدیم واجب و فرض سی احسن ہوتی ہی جیسا کہ سیوطی
قلائد الفوائد و شوارد الفرائد مین لکھتے ہین ؎ الفرض افضل من تطوع عابد ؎ حتی و لو قد جاز
منہ اکثر ؎ الا التطہر قبل وقت وابتدآ ؎ الاسلام کذاک ابرار المعسر ؎ انتہی اور اشباہ مین ہی
الفرض افضل من النفل الا فی مسائل الاولی ابرار المعسر مندوب افضل من انظارہ الواجب

الثانیۃ الابتداء بالسلام سنۃ افضل من رده الواجب الثالثۃ الوضوء قبل الوقت مندوب
افضل من الوضوء بعد الوقت وهو الفرض انتهی حال آنکہ بظاہر یہہ امر مستبعد ہی کہ فرض کہ اقوی
ہی تطوع سی تقدیم اوسکی ادون ہو تقدیم تطوع سی کہ ادنی ہی لیکن جب جہت مخصوصہ کے
طرف خیال کیا جاتا ہی استبعاد مرتفع ہوتا ہی اور نظیر اسکی فرض عین و فرض کفایہ ہی کہ اول
بہ نسبت ثانی کی بہ نسبت ہر فرد بشر کے اوکد و مہتم بالشان ہی حال آنکہ ایک جماعت محققین
کی نزدیک قیام بفرض الکفایۃ ارجح و اثوب ہی بہ نسبت قیام بفرض العین کے ابو القاسم
برہان الدین ابراہیم بن جمعان عمدۃ المتحصنین بشرح عدۃ الحصن الحصین مین لکھتے ہین
قال فی الروضۃ للقائم بفرض الکفایۃ مزیۃ علی القائم بفرض العین لانہ اسقط الحرج عن نفسہ
وعن المسلمین ونقلہ عن امام الحرمین ونقلہ عن الاسنوی ایضا عن ابی محمد وعن الشیخ ابی علی
قال ولفظہ قال اہل التحقیق ان فرض الکفایۃ اہم من فرض الاعیان والاشتغال بہ افضل
من الاشتغال بادا فرض عین قال الاسنوی ونقلہ ابن الصلاح ایضا عن الاستاذ
ابی اسحق انتہی الغرض جبکہ ادنی کی تقدیم بوجہ مخصوص اعلی پر ممکن ہی حیا رد رمیان تقدیم
ادنی و تقدیم اعلی کی جس مقام پر جہات اولویت طرفین مین متعارض ہون کیا مستبعد ہی
اب غور فرمائی کہ بہ تقدیر نفل ہونیکی اور زیارت کی واجب موسع ہونیکی اگرچہ زیارت
بجہت وجوب مہتم بالشان ہی حج بہی گو نفل ہے بوجوہ عدیدہ مثل تکفیر جملہ سیئات کی اور تطہر
عن التبعات کی علی مذہب جمع من المحققین اور ہونی اوسکی اعظم ترین عبادات سی وغیر ذلک
مہتم بالشان ہی اور زیارت کی اوکد و مہتم بالشان ہونیکی واسطی چند وجوہ ہین ایک تو وجوب
دوسری ترتب وجوب شفاعت نبویہ تیسری یہہ کہ اوسکی تقدیم مین امید حج کی مبرور ہونیکی
ہی چوتھی یہہ کہ حق العبد مقدم ہی حق معبود پر الی غیر ذلک پس بوجہ تکثر وجوہ اہتمام بالشان

وتعدد وجوہ تقدیم ہرایک کن دوسری پر فقہانی اختیار دی دیا اور خاص کسیکی تقدیم کا حکم
نہین دیا اسوجہ سی کہ جب تقدیم زیارت کو دیکھا تو اوسکی تقدیم کی وجوہ متعددہ پائین علے
ہذا القیاس جب تقدیم حج کو دیکھا وجوہ متعددہ دیکھین اور جب وجوب زیارت کو بہی مختلف
فیہ پایا پس بوجہ تعارض وجوہ و تقابل کے اختیار دیا بخلاف اسکی کہ جب حج فرض ہوا اور
زیارت واجب ہو کیونکہ وہان انضمام فرضیت کا کہ اقوی ترین وجوہ ہی لحاظ کرکے اولویت
تقدیم حج کا حکم دیا علی قاری مسلک متقسط فی المنسک المتوسط مین تحریر کرتے ہین وانکان
الحج نفلا فہو بالخیار ای اذا کان آفاقیا بین البدایۃ بالمختار ای بزیارتہ وبین ان یحج اولا
یظہر من الاوزاعی وزفر والطاہر طاہر اولا یبعد ان یکون الامر کذلک فی قضیۃ الانعکاس
ایضا لانہ بالزیارۃ تیرجی الکفارۃ فیحج طاہرا فیقع حجہ مبرورا انتہی پس واضح ہوگیا کہ استقامت
ماکن فیہ کی مسئلہ وجوب پر بہی ہوسکتی ہی جیسا کہ تقدیر استحباب پر قال قولہ مستحب اور
مندوب کا اطلاق عرف فقہا و اصولیین مین سنت موکدہ پر بہی آتا ہی الخ اطلاق مستحب کا
مقابل حاجب و سنت پر شائع ہی پس بلا قیام قرینہ اوسپر محمول کیا جاویگا اور اطلاق
مستحب کا معنی عام پر غیر شائع ہی پس اوسکی لیے کوئی دلیل چاہیی اقول بحر رائق کی
کتاب النکاح مین تحت قول صاحب کنز کی وہو سنۃ وعند الثوفقان واجب مرقوم ہے
اما الاول فالمراد بہ السنۃ المؤکدۃ علی الاصح وہو اعم من الطلق الاستحباب وکثیرا ما یستعمل
فی اطلاق المستحب علی السنۃ کذا فی فتح القدیر انتہی اور عینی شرح ہدایہ مین کتاب الحج مین
بحث غسل یوم عرفہ مین لکہتے ہین کل سنۃ مستحب من غیر عکس انتہی پس انکار شیوع اطلاق
مستحب علی السنۃ باعث قلت تامل و قصر نظر سی واقع ہوا علاوہ یہ ہی کہ عبارت
مذکورہ یعنی عبارت رد المحتار منقول شرح لباب العلی القاری سی ہے اور علی قاری اور

اطلاق مستحب کا سنت موکدہ پر اور انکار اسکا بسبب قصر نظر

شامی دونو اس امر کی تصریح کر چکے ہین کہ بعض فقہا وجوب یا قرب وجوب کی کہ حکم وجوب مین
ہی بہی قائل ہین پس اگر اس عبارت مین استحباب سی معنی مقابل لیی جاوین وجوب وسنیت
کی یہہ عبارت مفید حکم زیارت عورتونکی لیے بر تقدیر وجوب نہوگی بلکہ فقط قائلین بالاستحباب
پہ مقتصر رہی گی اور لاطلاق الاصحاب مین لام بہی استغراق کا نہ بن سکیگا کما مر تحقیقہ بخلاف
اسکی کہ تستحب سی معنی عام لیی جاوین کہ وجوب واستحباب وسنت تینون آجاوین اسوقت مین
لام بہی استغراق کا بن سکیگا اور زیارت نساء کا حکم جمیع مذاہب پر معلوم ہوجاویگا پس
اگر اطلاق مستحب کا معنی عام پر شائع نہ بہی ہو یہان اوسپر حمل کرنا اولی ہوگا معنی خاص کے
لیہ سے چہ جای کہ وہ شائع ہی قال قولا اور بر تقدیر تسلیم الخ یہہ مطلوب میرا نہین ہی کہ عبارت
رد المحتار سی یہہ ثابت ہوتا ہی کہ مختار ومقبول جمہور کے نزدیک قول استحباب ہی بلکہ صرف
تائید اس امر کے کہ قول وجوب یا قرب وجوب بمعنی سنت موکدہ کی مطرود ومطروح ہی
اقول یہہ کلام آپکا غایت حیرت وحسرت تک پہونچاتا ہی چند وجوہ اولا تو یہہ کہ اگر
آپکا مطلوب عبارت رد المحتار سی مختار ہونا قول استحباب کا نزدیک جمہور حنفیہ کی نہین ہے
بلکہ مطرود ہونا قول وجوب وقرب وجوب کا تب بہی ایراد آپ پر سی مرتفع نہوا کیونکہ شامی
کی مطرود ومطروح ہونی سی مطرود ہونا جمہور حنفیہ کے نزدیک نہین لازم ہی ثانیا یہہ کہ عبارت
شامی سی مطرود ہونا قول قرب وجوب یا وجوب کا ہرگز مفہوم نہین ہوتا کیونکہ اوسنی فقط
استحباب کا ذکر کیا اور اوس مذہب پر عورتونکی زیارت کا حکم بیان کیا باقی وجوب وقرب
وجوب کی تقدیر پر عورتون کی زیارت کا کیا حکم ہی اس سے اوسکا کلام ساکت ہی نفیا و
اثباتا اور پر ظاہر ہی کہ کسی فقیہ کی ایک مذہب ذکر کرنیسے اور اوسپر فروع ذکر کرنیسے یہہ نہین
لازم کہ مذہب آخر اوسکے نزدیک غیر معتبر ہے ثالثا یہہ کہ یہہ عبارت منقول شرح لباب سی ہے

اور اوسمین قبل اسکے مذہب قرب وجوب اور وجوب ہی مذکور ہے بلکہ سند وجوب ہی مذکور
ہی اور اوسپر حکم بسند حسن کا مسطور ہے پس اگر اوسکی اس کلام مین استحباب معنی عام پر
حمل کرکے حکم کا شمول کردیا جاوی جمیع مذاہب پر ہر آینہ احسن وافضل ہے بلکہ یہی الزم ہے
پس مطرود ہونا اور مذاہب کا اس عبارت سی کہانسے نکلی گا الغرض اس عبارت سی یہو
مختار ہونا قول استحباب کا جمہور کی نزدیک نکلتا ہی اور نہ مطروح ہونا وجوب و قرب وجوب کا
قال قولہ حکم صحت الخ یعنے قول آپکا زعفران زار حیرت کو پہونچاتا ہی کیونکہ ہر مبتدی بہی جانتا ہے
کہ مقصود اس مقام پر تعمیم سی استحباب ہی نہ عموما تعمیم یعنے کسی چیز کے پس اس صورتمین اس حکم کو
تعمیم کے ساتھہ متعلق کرنا اور استحباب کی ساتھہ متعلق نہ کرنا آپ ہی کی شان ہی کیونکہ صحت
تعمیم استحباب مستلزم ہی صحت استحباب کو بالجملہ حکم صحت اس عبارت مین نہ محض تعمیم کے ساتھہ
متعلق ہی اور نہ محض استحباب کی ساتھہ بلکہ تعمیم استحباب کی ساتھہ یا یون کہیے کہ استحباب
معمم کے ساتھہ اگر کہا جاوی کہ حکم صحت استحباب کی ساتھہ اس وجہ سی متعلق نہین ہوسکتا کہ
صحیح وہان اطلاق کیا جاتا ہی جہان اوسکی مقابل مین کوئی اور قول ہو اور مقابلہ استحباب مین
کوئی اور قول نہین بخلاف تعمیم کے کہ اوسکی مقابلہ مین ایک اور قول ہی یعنی یہہ کہ زیارت
مذکورہ رجال کی لیے مستحب ہی نہ نساء کی لیے تو اسکا جواب بدو طور ہے اول یہہ کہ استحباب معمم
کی مقابلہ مین بہی یہی قول ہوسکتا ہی دوم یہہ کہ استحباب کی مقابلہ مین قول بالوجوب اور
قول بالسنیۃ موجود ہی سوم بالفرض اگر استحباب کی مقابلہ مین کوئی قول نہو تو ہماری
دعوی کی تاسیس اور آپ کی دعویکا استیصال ہوتا ہی کیونکہ اس صورتمین باعتراف
آپکی استحباب کا قول جمہور ہونا تو کیا بلکہ مجمع علیہ ہونا ثابت ہوجائیگا اقول یہہ سب تطویل
بلا طائل و تقریر بلا حاصل ہے جو شخص اگرچہ مبتدی ہو عبارت جذب القلوب کی معاینہ کریگا

صاف اوسپر واضح ہوگا کہ تصحیح تعمیم کی ہے اور استحباب کی تصحیح وعدم تصحیح سی کچھ غرض
نہین ہی شیخ نے اولا تحریر کیا زیارت حضرت سید المرسلین صلعم باجماع علماء دین قولا وفعلا
از افضل سنن واوکد مستحبات است قاضی عیاض میگوید زیارت قبر رسول اللہ صلعم سنتی است
مجمع علیہا بفضیلتی ست مرغب فیہا وبعضی از علمای مالکیہ بوجوب آن رفتہ ودیگران تاویل
این بسنن واجبہ کردہ وگویا کہ مراد بسنن واجبہ سنن موکدہ غایت التاکید است انتہی بعد
چند سطور کے ترقیم کیا وزیارت آنحضرت صلعم نزد ابو حنیفہ از افضل مندوبات واوکد مستحبات
قریب بدرجہ واجبات انتہی بعد اوسکی ثبوت مشروعیت زیارت ادلہ اربعہ سی سبکی کے
کلام سی اخذ کیا اور اثنا اس بحث مین تحریر کیا واجماع امت بر فضیلت واستحباب زیارت
نیز مذکور شد ولیکن اختلاف در مادہ نساء است بعضی گفتہ اند کہ زنان را جائز نیست زیارت
قبور از جہت ورود نہی ازان وصحیح آنست کہ زیارت آنسرور وصاحبیہ مستحب است مر رجال
ونساء را عموما وزیارت این قبور از عموم نہی وارد مخصوص است وبعضی گفتہ کہ نہی سابق بجدید
کنت نہیتکم عن زیارت القبور الا فزوروہا الحدیث نسخ پذیرفتہ انتہی اب غور فرمائی کہ اول
تو شیخ نے اجماع کا حکم فضیلت واستحباب پر دیا بعد ازان قول وجوب وقرب وجوب کہ حکم
وجوب مین ہی نفی کرکے سکوت کیا پس معلوم ہوا کہ مراد وہان استحباب سی معنی عام ہی
یعنی قربت ومشروعیت نہ استحباب مقابل واجب وسنت ورنہ حکم اجماع کا باطل ٹھہریگا
اور کلام شیخ ماضی ہوگا بعد آپکے سبکی کے کلام سی ثبوت مشروعیت نقل کی بدین عبارت
وتاج الدین سبکی بیان فضیلت وقربت زیارت از اصول اربعہ شرع بیان کردہ اما کتاب
الخ بیان صاف قربت کی لفظ لکھ اور بعد ذکر کرنے کتاب وسنت عبارت منقولہ ترقیم کے
اس سی بھی واضح ہی کہ استحباب بھی جیسے حکم اجماع کا دیا ہی سابقا ولاحقا مراد اوس سی

مطلقا قربت ہی بعد اوسکے اختلاف مادۂ نسا مین لیکن وصحیح آنست الخ تحریر کیا پس معلوم
ہوا کہ تصحیح یہان مجرد تعمیم کے ساتھ متعلق ہی جسمین بحث ہی اور اوسکا قول مقابل قبل اسکے
متصلا مذکور ہی نہ استحباب کی کیونکہ اگر اوسکی تصحیح مقصود ہوتی تو سابقا جہان قول وجوب کو
ذکر کیا مذکور ہوتی ہذا کلہ واضح علی المبتدی فضلا عن المنتہی ہے ثانیا یہہ امر محقق ہوا آپکا کلام
چندوجوہ سی مخدوش بلکہ باطل ٹھہرا اول تو یہہ کہ شیخ کی کلام مین ان عبارات مین جہان
استحباب مذکور ہی اوس سی قربت مراد ہی پس اگر تصحیح تعمیم مستلزم تصحیح استحباب بہی ہو
یا استحباب معمم کی تصحیح ہو آپکا مقصود کسیطرح سے نہ ثابت ہوا اسوجہ سی کہ غرض آپکی تصحیح مستحب
بالمعنی الخاص ہی اور اوسکا ذکر یہان مفقود ہی ثانیا یہہ کہ اگر تسلیم کیا کہ استحباب سی
مراد معنی اخص ہے گو یہہ احتمال سیاق وسباق سی باطل ہی تو بہی آپکا مقصود نہین ثابت
ہوگا کیونکہ بحث استحباب ووجوب کی کلام شیخ مین سابقا مذکور ہے اگر تصحیح استحباب وابطال
وجوب کرنا مقصود ہوتا وہین لازم تہا وہان تو شیخ نے سکوت کیا جب بحث اختلاف کی
عورتونکی لیے بیان کی وہان تصحیح کا ذکر کیا پس معلوم ہوا کہ غرض شیخ کی یہان مجرد تصحیح
تعمیم بر قول استحباب زیارت ہی قطع نظر اسکے کہ قول وجوب باطل ہو یا صحیح اور قول استحباب
قول اکثر ہو یا اقل اور ذکر کرنا تصحیح تعمیم کا ایک رای پر تصحیح رای کو مستلزم نہین ہی ایسی
استحباب معمم کا حال ہی ثالثا یہہ کہ آپنی جو جواب اول ایراد کا دیا یعنی استحباب معمم کی تصحیح کرنا
اور اوسکی مقابلہ مین قول استحباب مخصص کو باطل سمجہنا کچہہ آپکی مفید نہین اسوجہ سی کہ استحباب
سی مراد مطلق قربت ہی پس تصحیح استحباب معمم کا مطلب تصحیح مشروعیت معممہ وابطال مشروعیت
مخصصہ ہوا اور مقصود آپکا تصحیح استحباب خاص ہی عام نہین رابعا یہہ کہ جواب ثانی ایراد
کا بہی لغو ہی اسواسطے کہ استحباب جسکی مقابلہ مین وجوب وسنیت ہی وہ خاص ہی اور یہان

مراد عام ہی اور اگر خاص بہی مراد ہو تو تصحیح استحباب معمم سی تصحیح نفس استحباب لازم نہین
ہی کیونکہ ایک رای پر بعض فروع مختلف فیہا کو بیان کرنا اور اوسمین ایک فرع پر حکم صحت
دینا مستلزم نفس تصحیح رای کو نہین ہے خامسا یہہ کہ جواب ثالث کہ مبنی فرض پر ہی نہ آپکی
مفید اور نہ ہماری مضر ہوگا آن سب امور کو غور کیجیے اور دیدۂ انصاف سی دیکہیے پھر فرمائیے
کہ ہمارا کلام زعفران زار حیرت تک پہونچاتا ہی یا آپکا کلام زعفران زار حیرت کو پہونچاتا ہے
ہمنی مرۃ بعد مرۃ عرض کیا کہ بغیر غور کئی ہوئی اور مطالعہ کتب کی کچہہ نہ لکہا کیجئے مگر افسوس آپکا
وہی طرز ہی مجبوری ہی کیا کیجئے **قال** فی القول المنصور وجہہ دوم وجوہ ترجیح سی یہہ ہی کہ امام
ابو حنیفہ سی بہی درصورت نفل ہونی حج کے تخییر اور تسویہ منقول ہی اور اوپر معلوم ہوا کہ یہہ
تسویہ و تخییر متفرع استحباب پر ہی **قلت** فی الکلام المبرور یہہ آپ ہی کو معلوم ہوا ہوگا ورنہ
یہہ مسئلہ منقولہ قول وجوب پر ہی مستقیم ہی **قال** فی المذہب المأثور یہہ آپ ہی پر مخفی رہا ہوگا
ورنہ ہر ادنی ذی فہم بہی جانتا ہی کہ تخییر مع التسویہ قول استحباب ہی پر مستقیم ہو سکتی ہی نہ قول
وجوب و سنیت پر **اقول** خصم کی نزدیک یہہ مسلم نہین کیونکہ تسویہ درمیان تطوع کی جو بوجوہ عدیدہ
واجب موسع سی افضل ہوا اگرچہ حیثیت وجوب سی افضل نہوا اور درمیان واجب موسع جو بوجہ
وجوب و بوجوہ دیگر تطوع سی افضل ہو مستنکر نہین کما مر تحقیقہ **قال** فی القول المنصور اور
شیخ عبد الحق دہلوی جذب القلوب مین لکہتے ہین وزیارت آنحضرت صلعم نزد ابو حنیفہ از
افضل مندوبات و اوکد مستحبات است قریب بدرجۂ واجبات اگر کوئی شبہہ کرے کہ اس
عبارت سی معلوم ہوا کہ زیارت امام صاحب کی نزدیک قریب بواجب ہی پس سنت
موکدہ ہوئی تو جواب اوسکا یہہ ہی کہ قریب بواجب نص سنت موکدہ ہونی پر نہین ہے
بلکہ محتمل مستحب و سنت موکدہ دونو کو ہی پس امام کی نزدیک زیارت مستحب ٹہہری اور ہر گاہ

جس مسئلہ مین اختلاف صاحبین منقول ہو تو فتوی امام کے قول پر دیا جاتا ہی جیسا کہ در مختار مین
ہی پس جسمین اختلاف صاحبین منقول نہین اوسمین بالاولی امام کی قول پر فتوی دینا چاہیے
قلت فی الکلام المبرور عبارت جذب القلوب کی موافق ہماری مقصود کی ہی کیونکہ سابقا
محقق ہوچکا اور مولف بہی قول محقق محکم مین لکہہ چکی کہ واجب اور قریب واجب دونو قول
متقارب ہین **قال** فی للذہب الماثور واجب اور قریب واجب کی متقارب ہونیسی مدعی
آپکا ثابت نہین ہوتا ہی کیونکہ مدعی آپکا یہہ ہی کہ واجب ہی نہ یہہ کہ قریب واجب اور قول
محقق مین یہہ جو لکہا گیا اوسکا مطلب یہہ ہی کہ واجب اور قریب واجب یعنی سنت موکدہ
کی دونو متقارب ہین **اقول** سبحان اللہ وبحمدہ سابقا ثابت ہوچکا کہ قریب واجب حکم واجب
مین ہی اور جب فقہا کسی امر پر حکم قریب واجب کا لکہتے ہین اوسپر احکام واجب کو مرتب کرتے
ہین پس مقصود ہمارا یہہ نہین ہی کہ لفظ واجب کا اطلاق خواہ مخواہ زیارت پر ہو کیونکہ یہہ امر تو
لاطائل ہے غرض تو یہہ ہی کہ اوسکی ترک پر حکم ترک واجب مرتب ہوگا خواہ واجب کہو یا قریب
واجب کہو پس متقارب ہونیسی صاف ہمارا مطلب ثابت ہوا اور آپکا مذہب لغو ٹہہرا اور قول
محقق محکم مین جو آپنی متقارب ہونیکا اقرار کیا اگر اوس سی مراد سنت موکدہ ہی جیسا کہ آپ
بیان کرتے ہین تو یہہ مخدوش ہی **اولا** اسوجہ سی کہ مراد سنت سی وہ سنت ہی جو مقابل
واجب و مستحب ہی یا سنت بمعنی حدیث وغیرہ کیونکہ کتب فقہ سی معلوم ہوتا ہی کہ بعض احکام جو
حکم مین واجب کی تشارک یا واجب ہین اوسپر سنت کا اطلاق بالمعنی الآخر ہوتا ہی یعنی
سنت اصطلاحیہ جیسا کہ اوپر خوب محقق ہوچکا پس آپنے سنت مصطلحہ پر اطلاق قرب وجوب کا
کیا یا اوسپر جو حقیقت مین واجب کی تشارک ہی یا واجب ہی مگر لفظ سنت اوسپر بالمعنی الآخر
اطلاق کیا گیا ہی شق اول مہمل ہے اسوجہ سی کہ گفتگو میان بحسب موارد استعمال فقہا کی ہے

اور وہ سنت مصطلحہ پر اطلاق واجب و قریب واجب کا نہین کرتے ہین گو بحسب لغت یہ اطلاق
صحیح ہو اور شق دوم آپکی مضر اور ہماری مفید ہی و بوجہ آخر تتبع کلام فقہا و اصولیین سے
واضح ہی کہ سنت اونکی نزدیک دو قسم پر ہی ایک وہ سنت جو قریب واجب یا واجب ہی اور
وہ حکم مین واجب کی متشارک ہی جیسے جماعت و اذان و صلوۃ عیدین وغیر ذلک دوسری
وہ سنت جو ایسی نہین ہی پس آپنی قریب واجب سی کونسی سنت لی ہے اگر اول مراد ہی تو ہمارا
مطلب ثابت ہی اور اگر ثانی مراد ہی تو خلاف استعمال فقہا ہی اور اگر بحسب لغت کی عام مراد
ہی تو خارج از بحث ہی ثانیاً اسوجہ سی کہ جب قریب واجب سی آپنی سنت موکدہ کا ارادہ کیا
تہا تو قول منصور مین آپنی یہہ کیون لکہا کہ جو لوگ قریب واجب لکہتے ہین تو مرجع اوسکا یا سنت
موکدہ کیطرف ہی یا استحباب کی طرف کیا ارادہ اوسوقت فراموش ہو گیا اگر کہیے کہ قریب واجب
کا اطلاق مستحب پر بہی جائز ہی اور سنت پر بہی قول محقق مین ایک محتمل مراد لیا اور قول
منصور مین دونو محتمل کا ذکر کیا تو جواب اوسکا یہہ ہی کہ قریب واجب کا اطلاق ان دونو پر
بحسب استعمال فقہا مفقود ہی اور مبحوث عنہ یہی ہی قلت فی الکلام المبرور اور ادل
دلیل انسپر یہہ ہی کہ فقہا بحث جماعت مین جماعت کو سنت موکدہ قریب بواجب لکہتی ہین
اور اوسپر احکام واجب کی متفرع کرتے ہین قال فی المذہب الماثور اگر مراد یہہ ہی کہ کل
احکام واجب جماعت پر جاری ہین تو غیر مسلم ہی اور اگر مراد یہہ ہی کہ بعض احکام واجب
کی جاری کرتے ہین تو اس سی جماعت کہ قریب واجب ہی واجب ہونا لازم نہین آتا ہی کیونکہ
شرکت فی بعض الاحکام تو مابین فرض و واجب و مابین واجب و مستحب و مابین حرام و مکروہ
وغیرہا مین بہی پائی جاتی ہین اقول اسمین کلام ہی چند وجوہ سی اول یہہ کہ جماعت جنکی
نزدیک واجب ہی وہ تو کل احکام واجب کی اوسپر مرتب کرتے ہین کیونکہ اس مذہب پر

جماعت بہی ایک فرد افراد واجب سی ہی اور جواسکا حکم ہے مثل اسکے کہ منکر اوسکا کافر ہین
ترک اوسکا موجب فسق وتعزیر ہی اور مکروہ تحریمی بلکہ حرام ہی مکروہ تنزیہی نہین وہ اسکا
بہی ہی اور جو قریب واجب لکہتی ہین وہ بہی کل احکام مین متشارک واجب سمجہتی ہین جیسا کہ
عبارت مجمع الانہر سی جو سابقا منقول ہی واضح ہی ہان جو لوگ جماعت کو مستحب کہتی ہین وہ احکام
واجب مرتب نہین کرتے ہین بعد اس تحقیق کی اگر شق اول اختیار کیجاوی کچہہ حرج نہین اور
آپکی عدم تسلیم خالی مکابرہ سی نہین آری اگر کوئی حکم معلوم ہو کہ واجب پر مرتب ہوتا ہو اور
جماعت پر نزدیک قائلین بالوجوب وقرب وجوب کی نہوتا ہو تو البتہ عدم تسلیم بجای خود ہوگی
ورنہ معتبر نہوگی **دوم** یہہ کہ اگر شرکت فی بعض الاحکام لیجاوی تو کیا حرج ہی اسوجہ سی کہ
مراد یہان احکام سی وہ احکام ہین جو اسکی ترک سی لازم آتی ہین اور یہین شرکت قریب
واجب و واجب اور جماعت کا ترک موجب فسق وتعزیر وحبس وغیرہ ہونا ثابت ہی **سوم** یہہ
کہ شرکت واجب ومستحب مین یا حرام ومکروہ لوازم ترک مین نہین گو اور احکام مین شرکت ہو
اور مقصود اول ہی ثانی نہین **قلت** فی الکلام المبرور ان عبارات سی صاف ظاہر ہی
کہ فقہا کی نزدیک قریب واجب اور شبیہ واجب حکم واجب مین ہی اور ترک اوسکا بغیر
عذر جائز نہین ہی **قال** فی المذہب المأثور ان عبارات سی صرف اسیقدر ثابت ہوتا ہے
کہ بعض قریب واجب واجب کی بعض احکام مین شریک ہین اور یہہ آپ کی لیی مفید نہین
مفید یہہ امر ہی کہ قریب واجب عین واجب ہی اور وہ ثابت نہین ہوتا ہی **اقول** سابقا
محقق ہو چکا اور عبارات فقہ سی مدقق ہو چکا کہ ایسی لفظون کا اطلاق جب فقہا کرتے ہین
اوسکا ترک مثل ترک واجب کرتے ہین اور یہی اصل غرض ہی نہ یہہ کہ خواہ مخواہ لفظ واجب
ہی کا اطلاق ہو یا یہہ کہ قریب واجب و واجب مین ترادف وعینیت مطلقہ ثابت ہو مقصود

اتنا ہی کہ زیارت کی ترک سی اثم واساءۃ وغیرہ لازم آوینگی جیسے واجب کی ترک سی لازم آوینگی
قلت فی الکلام المبرور اور قریب واجب کو سنت موکدہ پر حمل کرنا یا مستحب اوس سی مراد لینا
خلاف معقول ومنقول ہی بلکہ خود مخالف آپکی تحریر قول محقق کی ہے قال فی المذہب الماثور
اطلاق قریب واجب کا سنت موکدہ پر تو خود ان ہی عبارات سی ظاہر ہی اور ارادہ مستحب
اسوجہ سی راجح ہی کہ جو لوگ زیارت کو مستحب لکھتی ہین وہی قریب واجب بہی لکھتے ہین اور
اس وجہ سی کہ دلیل استحباب قوی ہی ہان البتہ قریب واجب سی عین واجب لینا خلاف معقول
ومنقول ہی اور قریب بواجب کو سنت موکدہ پر حمل کرنا یا مستحب اوس سی مراد لینا ہرگز مخالف
تحریر قول محقق کی نہین ہی ہان قریب واجب کو حکم واجب مین کہنا جیسا کہ آپنی کلام مبرور
مین کیا ہی مخالف ہی قریب واجب کو عین واجب کہنی کی جیسا کہ آپنی کلام مبرم مین کیا ہے
اقول اسمین کلام ہی بچند وجوہ اولاً یہہ کہ قریب واجب سی جو آپ سنت یا مستحب لیتی ہین اگر یہہ
ایجاد خود بدولت ہی تو قابل اعتبار نہین اور اگر موافق استعمالات فقہاء کی ہے تو مسلم نہین
ثانیاً یہہ کہ اون عبارات سی جو کلام مبرور مین نقل کی گیئن اور اس رسالہ مین بہی سابقاً ذکر
کی گیئن یعنی عبارت مجمع الانہر ومراقی الفلاح وجواہر نفیسہ وشرح وقایہ لفصیح الدین اونسی
ثبوت اس امر کا کہ قریب واجب کا اطلاق سنت موکدہ پر آتا ہی جیسا کہ آپکا مزعوم ہی مبنی عدم
فہم پر ہی اول اسوجہ سی کہ عبارت مجمع الانہر مین یعنی الجماعۃ سنۃ موکدۃ ای قریبۃ من الواجب الخ
اور عبارت فصیح مین یعنی الجماعۃ سنۃ موکدۃ ای قویۃ تشبہ الواجب الخ اور عبارت جواہر نفیسہ مین
یعنی الجماعۃ سنۃ موکدۃ ای قویۃ تشبہ الواجب الخ موکدہ کے لفظ سی جو صفت سنت واقع
ہی قریب واجب لیا گیا ہی اور عبارت مراقی الفلاح الصلوۃ بالجماعۃ سنۃ موکدۃ
شبیہۃ بالواجب فی القوۃ مین شبیہۃ بالواجب صفت کا شفہ موکدہ کے واقع ہی

پس ان عبارات مین ہرگز اطلاق قریب واجب کا سنت موکدہ پر نہین ہے بلکہ موکدہ سی قریب واجب
لیکی مطلب عبارت کا سنۃ قریبۃ بالواجب یا شبیہۃ بالواجب ٹھہراہی ہان اگر سنت موکدہ سی ان
عبارات مین معنی مصطلح لیے جاتی اور پھر اطلاق قریب واجب وغیرہ کا اوسپر لاعلی سبیل الصفقہ
الکاشفہ کرتے تو البتہ آپ صادق سمجھی جاتی اور اپنی دعوی مین مقتری تصور نہ کیی جاتی اور
زیادہ تقویت اسکی کلام صاحب مجتبی سے قلت انظار ہر انہم ارادوا بالتاکید الوجوب الخ جو سابقا
اس رسالہ مین منقول ہوئی ہے کیونکہ اوس سی معلوم ہوتا ہی کہ فقہاء جو جماعت پر سنت موکدہ کا
اطلاق کرتے ہین وہ موکدہ سی واجبہ لیتے ہین پس معلوم ہوا کہ قائلین بوجوب جماعت و قریب
وجوب جماعت فی سنت موکدہ سی معنی مصطلح نہین لیے پس آپ اس قول مین کہ اطلاق قریب
بواجب کا سنت موکدہ پر ان عبارات سی ثابت ہوتا ہی بوجہ اسکی کہ آپکی مراد سنت مصطلحہ
مقابلہ للواجب والاستحباب سی بلاریب مقتری ٹھہری **ثانی** یہہ کہ زیلعی وغیرہ کی تصریح سی
جیساکہ سابقا منقول ہوچکا معلوم ہوا کہ ایسی احکام جو واجب یا قریب واجب ہوتی ہین
اوسپر اطلاق سنت کا بوجہ ثبوت اونکی بالاحادیث النبویۃ بطریق اطلاق اسم السبب علی المسبب
کرتے ہین پس آپ اطلاق قریب واجب کا سنت موکدہ اصطلاحیہ پر کہانسی ثابت کرتی ہین
ثالثا یہہ کہ ارادہ مستحب کی راجح ہونیکی دلیل جو آپنی لکھی وہ محض لغو ہی اسوجہ سی کہ ایک جماعت
فقہا کی تو مندوب یا مستحب لکھی قول وجوب یا قرب وجوب نقل کرتے ہین اور چند فقہا اپنی عبارت
مین قریبۃ من الواجبات صنت کا شفقہ اوکد استحبابات یا افضل المندوبات کی سمجھتی ہین اور چند فقہا
مستحب کے لفظ سی مطلق مشروعیت لیتی ہین نہ یہہ کہ وہ لوگ زیارت کو مستحب بالمعنی المقابل للواجب
والسنۃ کہتی ہین اور پھر اوسکو قریب واجب کہکی احکام مستحب کی مرتب کرتے ہین اگر یہہ ثابت ہو
تو البتہ اطلاق قریب واجب کا مستحب پر اور رجحان احد استحباب ثابت ہو والا فلا ولعلہ یہہ کہ دلیل

استحباب کا قوی ہونا اور دلیل وجوب کا ضعیف ہونا ہنوز متنازع فیہ ہی اگر یہہ ثابت بہی ہوجاے
تب بہی اطلاق قریب واجب کا مستحب پر اور حمل کرنا قریب واجب کو مستحب پر لازم الثبوت نہین
کیونکہ کسی دعوی کی دلیل ضعیف ہونیسی اور کسی مذہب و قول کی سند مضعف ہونیسی یہہ نہین
جائز ہے کہ اوس دعوی اور مذہب کی تاویل کرلیجاوی اور عبارت برخلاف استعمالات محمول
کرلیجاوی خامسا یہہ کہ ہر کس و ناکس جسکو ادنی بہی فہم ہوگا سمجہہ لیگا کہ قریب بواجب کو سنت موکدہ
پر حمل کرنا یا مستحب پر جیسا کہ آپنی قول منصور مین ارشاد کیا بلاشبہہ مخالف ہی قول محقق محکم کی عبارت
کی کیونکہ اوسمین آپ لکہہ چکی ہین کہ واجب کہنا اور قریب واجب کہنا دونو قول متقارب ہین اور
بہی لکہہ چکی ہین کہ ظاہر ان دونو قول کی دلیل بہی ایک ہی ہوگی اور یہہ بہی لکہہ چکی کہ ایک کی
تضعیف گویا کہ دوسری کی تضعیف ہی اور یہہ بہی لکہہ چکی کہ طحطاوی و شامی نے جو اقوال اون لوگونکے
نقل کیے کہ قائل بوجوب یا قرب وجوب کی ہین اس سی مقصود صرف بیان قول مرجوح ہی وجہہ
تناقض کی ظاہر ہی اسوجہہ سی کہ قریب بواجب سی سنت موکدہ اگر لیجیے گا تو یہہ عبارت کہ ایک کی
تضعیف گویا کہ دوسری کی تضعیف ہی نہین بنتی ہی کیونکہ ایک فعل کی وجوب کی ضعیف ہونی اور
اوسکی ضعیف اگر نیسی اوسکی سنیت کا ضعف و تضعیف نہین ثابت ہوتا ہی کیونکہ احتمال ہی کہ دلیل
وجوب تو ضعیف ہو اور دلیل سنیت قوی پس تضعیف ایک عین تضعیف دیگر کیا مستلزم
بہی نہین ہین اگر کہیگا کہ ہین گویا کی ساتھہ گویا ہوا ہون کچہہ حقیقۃً و صراحۃً دعوی استلزام
بین التضعیفین یا عینیت کا نہین کرتا ہون تو مین کہونگا کہ پھر یہہ کلام آپکا نہ آپکی مفید ہوگا اور نہ ہمارے
مضر ہوگا بلکہ گویا کہ مہمل ہوگا اور اگر مستحب پر حمل کیجیگا جیسا کہ قول منصور مین لکہا اور بیان اوسپر
ارجحیت کا حکم دیا تو ہر عبارت کی ساتھہ آپکی قول محقق کی تناقض ہوگا اسوجہہ سی کہ واجب متقارب
مستحب کی نہین اور دلیل بہی دونو کی ایک نہین اور تضعیف ایک دوسری کی تضعیف بہی نہین

ف
ذکر تناقض در بیان
عبارت قول قوی
و قول ضعیف

اور قول استحباب باعتراف آپکی مرجوح بھی نہین اگر کہی کہ استحباب پر بھی قرب وجوب کا اطلاق
آتا ہی پس تقارب اس صورت مین بھی باطل نہین ہوتا ہی تو ہم کہینگے کہ اولاً تو یہہ امر غیر مسلم
ہی دوسری یہہ کہ تناقض تین عبارت کی ساتھہ تو مستحکم ہی بہرحال آپکی قول منصور کی گفتگو مین
اور قول محقق محکم مین صریح تنافی ہی کسیطرحسی مدفوع نہین ہوسکتی ہے سادساً فہ ما جرا
یہہ ہی کہ جب ہمنی آپ پر کلام مبرور مین اس تناقض کا چند مقامات مین تعاقب کیا تو آپنے اوسکے
جواب مین اس رسالہ مین تحریر کیا کہ میری تحریرات سی صرف اسیقدر معلوم ہوتا ہی کہ قریب
واجب و واجب متقارب ہین اور اس سی مراد یہی ہی کہ قریب واجب بمعنی سنت موکدہ کی
کہ یہی لفظ سی ظاہر ہی گو بنظر دلیل مرجوح ہی واجب کی ساتھہ متقارب ہی الخ اس عبارت سی
معلوم ہوتا ہی کہ قریب واجب سی آپکی نزدیک سنت موکدہ لینا راجح اور ظاہر ہی اور آپکی مراد قول
محقق مین قرب وجوب سی یہی ہی اور حکم تقارب باعتبار تقارب فی المرجوحیت کی ہی پس اب
آپ پر اور بھی خدشات ہوئی ایک تو یہہ کہ اسی رسالہ مین سابقا قرب وجوب سی سنت لینی کو
ظاہر لکھا اور یہان مستحب پر حمل کرنے کو راجح لکھا دوسری یہہ کہ جب آپنی قول محقق محکم مین عبارت
تقارب مین سنت موکدہ قریب واجب سی لیکر حکم تقارب فی المرجوحیت کا دیا تو اور عبارتین
آپکی بگڑ گئین کیونکہ نہ تو تضعیف وجوب کی مستلزم تضعیف قرب وجوب بمعنی سنت موکدہ کی
ہی اور نہ عین اور نہ دو نو قول کی دلیل ایک ہی اور نہ غرض شامی وغیرہ کی ذکر مرجوحیت
سنت موکدہ کی ہی کیونکہ وہ بل قیل بالوجوب کی تحت مین ذکر قائلین وجوب کا یا قرب وجوب کا
کر رہی ہین پس غرض اونکی اگر ہوگی تو صرف مرجوحیت وجوب ہوگی الغرض آپ پر تناقض
قول منصور و قول محکم کا ویسی وارد ہی اور آپسمین اس رسالہ مذہب ماثور کے دو مقام مین
بھی تناقض ثابت ہی سابعا یہہ کہ وجوب اور قرب وجوب مین عینیت کا مضمون آپسمین

کلام مبرم مین نہین ہے یہہ اقرار بحث ہی **قلت** فی الکلام المبرور اب ہم معارضہ بالقلب کرتے ہین اور آپ کی تقریر کو معکوس کرکے کہتی ہین کہ جب نزدیک امام کے موافق عبارت جذب القلوب کی زیارت قبر نبوی واجب ٹھہری اور خلاف اس مسئلہ مین صاحبین کا منقول نہین تو امام کی قول پر فتوی دینا لازم ہوا **اقال** فی المذہب الماثور جب اوپر ثابت ہوچکا کہ باب زیارت مین قریب واجب سی واجب لینا خلاف معقول ومنقول ہی پس یہہ معارضہ آپکا مبنی علی الفاسد ہوا **اقول** اسکا جواب چند مواضع پر گذر چکا اور محقق ہوچکا کہ قریب واجب سے سنت یا مستحب لینا خلاف معقول ومنقول ہی اور قریب واجب کو حکم واجب مین سمجھنا موافق استعمال ارباب منقول ہی گو عین واجب نہو اور اوسکا ترادف ثابت نہو **قال** فی القول المنصور وجہ سوم قول استحباب کی دلیل قوی ہی کیونکہ دلیل اوسکی احادیث صحیحہ ہین جو زیارت مطلق قبور پر دلالت کرتے ہین اور دلیل وجوب حدیث جفانی وغیرہ جسکی موضوعیت کیطرف اکثر محدثین محققین گئے ہین اور فتوی اوس قول پر چاہیی جو اقوی ہو از راہ دلیل در مختار مین مرقوم ہی وصحح فی الحاوی القدسی قوۃ المدرک **قلت** فی الکلام المبرور جو احادیث کہ استحباب مطلق زیارت قبور پر دلالت کرتے ہین اونسی نفی وجوب بعض افراد کی نہین مفہوم ہوتی ہی اور حدیث جفانی کہ بنا بر تحقیق طائفہ محدثین قابل احتجاج ہی وجوب پر دلالت کرتی ہے **قال** فی المذہب الماثور جو احادیث کہ استحباب مطلق زیارت قبور پر دلالت کرتے ہین اونسی نہین وجوب بعض افراد معلوم نہین ہوتی اور حدیث جفانی بنا بر تحقیق طائفہ محدثین قابل احتجاج نہین **اقول** نہ معلوم ہونا وجوب بعض افراد کا احادیث استحباب ہی نہ آپکو مفید اور نہ ہمکو مضر کیونکہ اس سی نفی وجوب نہین ثابت ہوتی ہی لدلیل آخر اور مطلقا انکار قابلیت احتجاج حدیث جفانی سی قصر نظر سی واقع ہوا **املا** علی قاری مسلک متقسط فی المسلک المتوسط

ثالثا حدیث جفانی

مین جو مشہور شرح لباب المناسک ہی لکھتے ہین اعلم ان زیارۃ سید المرسلین باجماع المسلمین اے من
غیر عبرۃ بما ذکرہ بعض المخالفین من اعظم القربات وافضل الطاعات وانجح المساعی لنیل الدرجات
قریبۃ من درجات الواجبات بل قیل انہا من الواجبات کما بینتہ فی الدرۃ المضیئۃ فی الزیارۃ المصطفویۃ
لمن لہ سعۃ وترکہا غفلۃ عظیمۃ وجفوۃ کبیرۃ ای غلظۃ جسیمۃ وفیہ اشارۃ الی حدیث استدل بہ علی وجوب
الزیارۃ وہو قولہ صلی اللہ علیہ وسلم من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی رواہ ابن عدی بسند حسن
انتہی اور درۂ مضیئہ مین لکھتے ہین واما الاجماع فقد نقلہ جماعۃ من الائمۃ حملۃ الشرع منہم النووی
من الشافعیۃ وابن الہمام من الحنفیۃ فی فتح القدیر ان الزیارۃ افضل الاعمال واجل القرب الموصلۃ
الی ذی الجلال ومشروعیتہا محل اجماع بلا نزاع وانما الخلاف بینہم فی انہا واجبۃ او مندوبۃ فقیل
واجبۃ وقد یستدل لظاہرہ الذی صرح بہ بعض الظاہریۃ بخبر ابن عدی بسند یحتج بہ وہو قولہ صلعم من
حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی بجعل من حج قید البیان الاولی والاہم والاغلب حتی لا یکون لہ
مفہوم ویؤید ذلک سقوطہ من روایات اخر وان کانت ضعیفۃ مثل قولہ صلعم من وجد سعۃ ولم یفدنی
فقد جفانی وعن السنن بلفظ ما من احد من امتی لہ سعۃ ثم لم یزرنی فلیس لہ عذر وہو قولہ صلعم لا عذر لمن
کان لہ سعۃ من امتی ولم یزرنی فلیس لہ عذر وقولہ صلعم لا عذر لمن کان لہ سعۃ من امتی ولم یزرنی
اخرجہ ابن عساکر معناہ عن انس وقولہ صلعم من لم یزر قبری فقد جفانی ذکرہ ابن عساکر فی تحفۃ
الزائر وجفاؤہ صلعم حرام فعدم زیارتہ المتضمن لجفائہ کذلک انتہی اور ابن حجر مکی جوہر منظم مین لکھتے
ہین واما اجماع المسلمین فقد نقل جماعۃ من الائمۃ حملۃ الشرع الذین علیہم المدار والمعول فی النقل
الخلاف والاجماع وانما الخلاف بینہم فی انہا واجبۃ او مندوبۃ فقیل واجبۃ وقد یستدل لظاہرہ
الذی صرح بہ بعض الظاہریۃ بل جزم بہ بخبر ابن عدی بسند یحتج بہ وہو قولہ صلی اللہ علیہ وسلم من حج البیت
ولم یزرنی فقد جفانی بجعل من حج البیت قید البیان الاولی والاہم او الاغلب حتی لا یکون لہ مفہوم

ویویدذلک سقوطہ من روایات اخروان کانت ضعیفۃ وجعاوذہ حرام فعدم زیارتہ المتضمن لجعانہ
کذلک انتہی اور ملا علی شرح شفاء قاضی عیاض مین لکھتے ہین والاحادیث فی ہذا الباب کثیرۃ
والروایات فیہا شہیرۃ منہا ما رواہ علی مرفوعا من زار قبری بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی ومن لم یزر قبری
فقد جفانی وقد استدل بہ علی وجوب الزیارۃ بعد الاستطاعۃ وعن انس بسند ضعیف بلفظ ما من احد
من امتی لہ سعۃ ثم لم یزرنی الا ولیس لہ عذر ولابن عدی بسند نحج بہ من حج البیت ولم یزرنی فقد
جفانی انتہی قلت فی الکلام المبرور اور دعوی کرنا اس امر کا کہ حدیث جفانی کو اکثر محدثین محققین
نی موضوع کہا ہی بلا دلیل ہے لازم ہی آپ پر کہ محققین محدثین کی فہرست مرتب فرمائی اور
ایک عدد متناہی مین اونکو منحصر کیجئی اور نمین سی اکثرون کی عبارات سی حکم موضوعیت کا معائنہ
کرائی قال فی المذہب المأثور یہ امر ہرگز لازم نہین اثبات اکثریت کی لیے یہی امر کافی ہی
کہ آپ نی دعوی کیا ہی کہ حدیث جفانی بنا بر تحقیق طائفہ محدثین قابل احتجاج ہی آپ اوس
طائفہ کو عدد متناہی مین منحصر کیجئی اور پھر اس جانب سی جو عدد قائلین بالوضع کی لکھی جائین
گی مقابلہ کریگا قول ہمین چند وجوہ سی خدشہ ہی اول یہ کہ آپنی قول منصور مین دعوی
اس امر کا کیا کہ موضوعیت حدیث جفانی کیطرف اکثر محدثین محققین گئی ہین ہمنی کلام مبرور مین
اوسپر طلب دلیل کیا اب آپکو لازم تھا کہ اکثریت کو ثابت کرتی تا اپنی دعوی مین صادق
سمجھی جاتی خواہ تصریح کرکے اس امر کی نکالتی کہ موضوعیت کا حکم اکثر ہی یا عدد محدثین محققین کو
متناہی کرکے اونمین سی اکثرونکی عبارات سی معائنہ حکم وضع کراتی یا عدد قائلین قابلیت
للاحتجاج کو منحصر کرکے باقی کی عبارات سی کہ نسبت ان لوگونکی اکثرمین عبارت وضع تحریر
کرتی یا حکم وضع کی نسبت جملہ باقیین کیطرف مین جمیع ماسوای قائلین بعدم وضع کسی کتاب معتبر
سی لکھتی نہ یہ کہ اثبات اکثریت حاکمین بوضع کا طریقہ ہمکو بتاتی ہین اور میرا دعوی طالب منع

ف
ابطال دعوی مولوی
محمد بشیر صاحب کہ اکثر
محدثین قائل بوضع
حدیث جفانی ہین ۱۲

کرتے ہین یہہ کونسا طریقہ مناظرہ کا ہی بجز مکابرہ اور مجادلہ کی اور یہہ کیا ہی شعر تمپر موقوف
نہین ہوتا ہی ہر اک سی قصور ہوتا ہی نہین انسان ہی کوئی سہو و خطا سی خالی ۴ دوم یہہ کہ ہمارا
دعوی اسیقدر تہا کہ ایک طائفہ محدثین کا اوسکی قابلیت احتجاج کیطرف گیا ہی وہ ہمنی بنقل
بعض عبارات ثابت کر دیا ہی اگر ہم کل محدثین جو قابلیت احتجاج کے قائل ہین تنا ہی کرکے
صاف لکھدین کہ بس اتنی ہی لوگ قائل اسکے ہین تو آپکا فائدہ نہین اور فقط اسقدر تصریح
سی مدعی آپکا ثابت نہین کیونکہ اگرچہ اکثریت اون محدثین کی جنہون نے قابلیت احتجاج کی
تصریح یا تلویح نہین کی بہ نسبت قائلین بالاحتجاج کے امر ظاہر ہی مگر اون سب کا قائل بالوضع
ہونا نہین ثابت ہوگا اسوجہ سی کہ مثلاً اگر دس یا بیس یا پچاس محدثین قائلین بالاحتجاج کا
معین ہوجاوی تو یہہ نہین لازم کہ ما بقی جتنے ہین وہ سب قائل بالوضع ہین کیونکہ سبب سے
محدثین نی تو اس حدیث کی بابت سکوت کیا ہی کچہہ نہین معلوم کہ راہی اونکی کیا ہے آیا
وضع کی قائل ہین یا ضعف یا قابلیت احتجاج کی قائل ہین اور ایک طائفہ نی اوسپر حکم
ضعف کا دیا اور ایک جماعت نی موضوع لکہا تو سبکا وضع کی قائل ہونا نہین ثابت ہوگا سوم
یہہ کہ آپکی جانب سی جو حد و حاکمین وضع لکہی جاوین یا رسائل سابقہ مین آپ لکہہ چکی ہون اگر
وہ اکثر بہی ہون بہ نسبت جملہ اعداد کی کہ ادہر سی تنا ہی اونکی ہو تب بہی کچہہ فائدہ نہین ہی
کیونکہ ایکجماعت مصرحین بالوضع کی متشددین سی ہین اور بعض اونکی متبع ہین ایسی لوگ اگر لاکہہ
ہون اونکا اعتبار اس باب خاص مین نہین ہوگا اب اون لوگونکی کیفیت جنکو آپ قائلین بالوضع
لکہہ چکی ہین بسمع حاضر و قلب شہید سن لیجئی اور انصاف فرمائی آپنی قول محقق محکم مین چند
عبارتین لکہین ایک فوائد مجموعہ شوکانی کی قال الصغانی ہو موضوع و کذا بلفظ من حج فلم
یزرنی فقد جفانی فانہ قال الصغانی موضوع و کذا قال الزرکشی و ابن الجوزی انتہی اسمین

تین شخصونسی حکم وضع منقول ہی ایک صغانی دوسری زرکشی تیسری ابن الجوزی اور چونکہ
شوکانی نی موافقت ان لوگونکی کی اور کچھہ رد وقدح نہین کی انکی ذات چوتھی ٹھہری کلام مبرم
مین بعد تمہید اس امر کے کہ محدثین بعض متشددین ہین اور بعض غیر متشددین صغانی کا تشدد
بعبارت فتح المغیث بشرح الفیتہ الحدیث للسخاوی ومن افرد بعد ابن الجوزی کراستہ الرضی
الصغانی اللغوی ذکر فیہا احادیث من الشہاب للقضاعی وانجم للاقلیشی وغیرہما کالاربعین
للابی ودعان وفضائل العلماء لمحمد بن سرور البلخی والوصیۃ لعلی بن ابیطالب وخطبۃ الوداع
واداب النبی صلی اللہ علیہ وسلم واحادیث ابی الدنیا الاشج ونسطور ونعیم بن سالم ونسخۃ ہمام
عن انس وفیہا الکثیر ایضا من الصحیح والحسن والضعیف بافیہ ضعف یسیر انتہی ثابت کیا گیا اور
آپنی اسکو قول منصورین تسلیم کرلیا اور اب مذہب ماتورین کوئی ایراد اسپر نہ کیا پس انکو
خارج از بحث فرمائی اور ذکر اس امر کا کہ صغانی بہی حاکم بالوضع ہین نہ لائی اور ابن جوزی
کا تشدد بچند عبارات مثل عبارت مقدمۂ ابن الصلاح وشرح الفیہ لمصنفہا وشرح الفیہ
للسخاوی ثابت کیا گیا آپنی اوسکو بہی قول منصور ومذہب ماتورین مسلم رکہا اور اوسکی
خارج از بحث ہونیکا گویا اقرار کیا اور شوکانیکی تشدد کیواسطی چونکہ کلام مبرم مین کوئی
عبارت صریحہ پیش نہین کیگئی تہی اگرچہ دلیل اوسکی مذکور کیگئی تہی آپ نی غور نکیا اور قول
منصورین اوسپر خدشہ کیا کلام مبرورین اگرچہ اوسکا اثبات کردیا گیا مگر ابتک خیال مین
نہ آیا چنانچہ اسکی بحث انشاء اللہ آیندہ آویگی خیر اگر شوکانیکا متشدد ہونا بالفرض ثابت نہوتو
بہی کچھہ حرج نہین اسوجہ سے کہ شوکانی نے فقط محدثون سے وضع کا حکم نقل کیا خود نقد رواۃ
کرکے حکم نہین دیا اور جب قول منقول عنہم بوجہ تشدد وغیرہ کی غیر معتبر ٹھہریگا شوکانی کو کون
پوچھی گا اور زرکشی کیطرف جو شوکانی نی نسبت حکم وضع کی کی اور آپنی بہی جابجا اقوال منصور

مذہب ماثورین اوسکی تبعیت کی اوسمین غلطی واقع ہوئی کیونکہ زرکشی قائلین بالضعف ہی ہے
نہ قائلین بالوضع سی بلکہ ابن جوزی پر حکم وضع مین معترض ہی علی بن عراق تنزیہ الشریعۃ
عن الاخبار الموضوعۃ مین لکھتے ہین حدیث من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی حب عدمن
حدیث ابن عمر وفیہ محمد بن محمد بن النعمان بن شبل وہو المتہم بہ وتعقب بان الزرکشی قال فی
تخریج احادیث الرافعی الحدیث ضعیف وبالغ ابن الجوزی فذکرہ فی الموضوعات قلت واوردہ
الذہبی فی المیزان فی ترجمۃ النعمان من عند ابن عدی واعقبہ بقولہ ہذا موضوع فاوہم انہ من
کلام ابن عدی وقد تعقبہ الحافظ ابن حجر فی اللسان فقال لم یقبل ابن عدی حدیثا جاوز الحد
انتہی اور تذکرۃ الموضوعات لمحمد طاہر الفتنی مین ہے من لم یزرنی فقد جفانی لابن عدی وجماعۃ
بلفظ من حج ولم یزرنی فقد جفانی ولا یصح خلاصہ قال الصغانی ہو موضوع وفی اللآلی
قال الزرکشی ہو ضعیف وبالغ ابن الجوزی فذکرہ فی الموضوعات انتہی اور سیوطی در منتشرہ
فی الاحادیث المشتہرۃ مین جو ملخص کتاب بدر الدین زرکشی ہی تحریر کرتے ہین من حج ولم یزرنی
فقد جفانی ابن عدی والدارقطنی فی العلل وابن حبان فی الضعفاء والخطیب فی رواۃ مالک
بسند ضعیف عن ابن عمر انتہی پھر آپنی قول محقق محکم مین ذہبی کی عبارت نقل کی قال ابن عدی
ناعلی بن اسحق نا محمد بن محمد بن النعمان بن شبل حدثنی ابی حدثنی جدی حدثنی مالک عن نافع
عن ابن عمر مرفوعا من حج فلم یزرنی فقد جفانی ہذا موضوع انتہی کلام مبرم مین یہہ امر کہ ذہبی
نی یہان الجبر ومتابعت ابن جوزی کے حکم وضع دیا اور کلام ابن عدی کے ساتھہ اوسکو منضم
کیا بعبارت لسان المیزان قلت حدیث ابن عمر لم یقل ابن عدی انہ موضوع وانما ہو کلام المصنف
وتبع فیہ ابن الجوزی فانہ اورد فی الموضوعات وقد قال ابن عدی فی آخر ترجمۃ النعمان
لم ار فی حدیثہ حدیثا قد جاوز الحد وقال فی اول ترجمۃ ناصالح بن احمد بن ابی مقاتل ناعمران

فائدہ
بیہقی کی شعب الایمان صاحب

بن موسی نا النعمان بن شبل وکان ثقة ثابت کیا گیا اگرچہ اس متابعت کو آپنی تسلیم کرلیا مگر
اوسکی جواب مین تقریر لاطائل کی کہ اوسکا ذکر آیندہ انشاالله آویگا پھر خلاصہ کی عبارت
نقل کی لابن عدی وجماعة بلفظ من جمع ولم یزد فی فقد جفانی ولا یصح اس سے وضع مطلقا
ثابت نہین کیونکہ لایصح مستلزم موضوعیت نہین کما سیجئی انشاالله پھر کہا کہ ابن طاہر فتنی نے
تذکرة الموضوعات مین لکھا ہی قال الصغانی ہو موضوع وفی اللآلی قال الزرکشی ہو ضعیف
دبائع ابن الجوزی فذکرہ فی الموضوعات اسمین تسمیہ مین غلطی ہوگئی ابن طاہر نہین خود
وہ طاہر ہی اور وہی مصنف قانون الموضوعات ومغنی ومجمع البحار ہی شروع قانون مین
خود لکھتا ہی اما بعد فیقول افقر عباد الله الغنی محمد طاہر بن علی الهندی الفتنی الخ اور غلام علی
آزاد فی سبحة المرجان فی آثار ہندوستان مین اور عبد القادر عید روس فی نور السافر فی
اخبار القرن العاشر مین اور عبد القادر بداونی فی منتخب التواریخ مین بھی انکا نام محمد طاہر
لکھا ان کتب کو ملاحظہ فرمائی اور مینی ترجمہ اونکا تعلیقات سنیہ علی الفوائد البہیہ فی
تراجم الحنفیہ مین لکھا ہی اوسکو بھی دیکھہ لیجئی اور پھر آپنی ابن عبد الہادی کی عبارت نقل کی
جسمین حکم کذب ووضع کی تصریح ہی پس آپ صغانی وابن جوزی کو تو خارج کیجئی اور ذہبی نے
جو متابعت ابن جوزی کی کی اوسکو بھی خارج سمجھئی کیونکہ نہ مشدد کا قول معتبر ہے نہ متابع مشدد
کا اور زرکشی قائل بالوضع نہین اوسکو بھی نکالدیجئی گا باقی رہی ابن عبد الہادی اور شوکانی
شوکانی بھی مشدد ہی اور بر تقدیر تسلیم اسکی کہ وہ مشدد نہین ہی کچھہ حرج نہین کیونکہ وہ تو
انہین لوگو بسنی ناقل ہے اور ابن تیمیہ نے بھی اس حدیث کو موضوع لکھا ہی وہ بھی مبالغ
وتساہل ہی اور ابن عبد الہادی کی کوئی وجہ معقول موضوعیت پر قائم نہین کی صرف قدح
رواة پر کفایت کی اور وہ مستلزم وضع نہین ہے جیسا کہ تفصیل اسکی آیندہ معلوم ہوگی

قال فی القول المنصور وجہ چہارم قول استحباب ارفق بالناس ہی بہ نسبت قول وجوب اور سنت موکدہ کے اور ارفق بالناس لائق فتوی کے ہوتا ہی **قلت** فی الکلام المبرور اگر مراد یہہ ہی کہ ہر ارفق بالناس لائق فتوی ہے تو غلط ہی کیونکہ بعض ارفق کی دلیل مقدوح ہوتی ہے فتوی اوسپر کیونکر دی سکتی ہے اور خود آپ سابقا حاوی سے نقل کر چکے ہین کہ فتوی قوی المدرک ای قوی الدلیل پر دینا چاہیی علاوہ ازین لازم آتا ہی کہ باب جماعت مین قول استحباب پر فتوے دیا جاوی کیونکہ وہی ارفق ہے بہ نسبت قول سنت موکدہ اور وجوب کی ولیس کذلک **قال** فی المذہب المأثور حاصل وجہ چہارم کا یہہ ہی کہ استحباب ایسا ارفق بالناس ہے کہ دلیل اوسکے قوی ہی اور جو ارفق بالناس کہ دلیل اوسکی قوی ہو لائق فتوی کے ہی پس اس شکل مین کلیت کبری موجود ہی اور یہہ بات ہرگز اوسکی مخالف نہین ہے جو حاوی نے نقل کیگئی ہے اور نہ اس سی یہہ لازم آتا ہی کہ باب جماعت مین قول استحباب پر فتوی دیا جاوی **اقول** لیاقت مفتی بہ ہونی مین یا تو دونو امر کو دخل ہے یعنی رفق بالناس و قوت دلیل یا فقط قوت دلیل کو یا فقط رفق کو شق ثالث تو باطل ہے کیونکہ اگر دلیل ارفق کی قوی نہو گی لیاقت مفتی بہ ہونیکے حاصل نہو گی اور آپنی اسکو تسلیم کیا اور دلیل چہارم کو جو قول منصور مین علی سبیل الاطلاق تحریر کی تہی اوسکو مقید کیا اور شق دوم صحیح ہے کہ جو قوی الدلیل ہو اوسپر فتوی دیا جاوی گا جیسا کہ حاوی سی معلوم ہوا خواہ وہ حکم ارفق بالناس ہو یا اشد بالناس مگر یہہ حکم مجتہد کی سیاست مخصوص ہی اور ہر مفتی کیواسطی نہین در مختار مین ہی والاصح کما فی السراجیۃ وغیرہا

انہ یفتی بقول الامام علی الاطلاق ثم بقول الثانی ثم یقول الثالث ثم بقول زفر والحسن وصح فی الہدایۃ القدسی قوۃ المدرک انتہی ابن عابدین رد المحتار مین لکہتا ہی قال ح الذی یظہر فی التوفیق ای بین ما فی الحاوی وما فی السراجیۃ ان من کان اقوی ورا کر بالقوۃ المدرک

نہ اس سی کی فتوی
فی الکلام المبرور
ہی کہ ہر ارفق
ہی اور یہہ
فتوی مین جیوان
ارفق ہے

یفتی بالقول القوی المدرک والا فالترتیب انتہی اور کتاب القضاء درمختار مین ہی ویاخذ القاضی
کالمفتی بقول ابی حنیفۃ علی الاطلاق ثم بقول ابی یوسف ثم بقول محمد ثم بقول زفر والحسن وہو الاصح
منیۃ وسراجیہ وعبارۃ النہر ثم بقول الحسن فقنیۃ وصحح فی الحاوی اعتبار قوۃ المدرک والاول اضبط
نہر ولا یخیر الا اذا کان مجتہدا رد المحتار سین تحریر کرتے ہین قولہ والاول اضبط ای لان ما فی الحاوی
خاص فی من لہ اطلاع علی الکتاب والسنۃ وصار لہ ملکۃ النظر فی الادلۃ واستنباط الاحکام منہا
وذلک ہو المجتہد او المقید بخلاف الاول فانہ یمکن لمن ہو دون ذلک انتہی اور یہی اوسمین ہی قولہ
ولا یخیر الخ ای لا یجوز لہ مخالفۃ الترتیب المذکور الا اذا کان لہ ملکۃ تقتدر بہا علی الاطلاع علی قوۃ
المدرک وبہذا رجح القول الاول الی ما فی الحاوی فقد اتفق القولان علی ان الاصح ان المجتہد
فی المذہب من المشائخ الذین ہم اصحاب الترجیح لا یلزمہ الاخذ بقول الامام علی الاطلاق بل علیہ
النظر فی الدلیل فیرجح ما رجح عندہ دلیلہ ونحن نتبع ما رجحوہ کما حققہ المشارح فی اول الکتاب انتہی اور
اگر شق اول اختیار کیجاوی تو یہی ظاہر ہی کہ مداخلت تامہ باب فتوی مین قوت دلیل کو ہی نہ
رفق کو الغرض دلیل چہارم کو مغایر دلیل سوم کی اور دلیل مستقل بنانا خالی سخافت سی نہین
قال فی القول المنصور وجہ پنجم یہ کہ جماہیر شافعیہ ومالکیہ وحنبلیہ کا یہی قول ہی جیسا کہ عبارت
ارکان اربعہ سی ظاہر ہوا اور سمہودی وفاء الوفا مین لکھتے ہین الحنفیۃ قالوا ان زیارۃ قبر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من افضل المستحبات بل تقرب من درجات الواجبات وکذلک نص
علیہ المالکیۃ والحنابلۃ انتہی اور ابن جملہ نے کتاب الفوائد مین لکھا ہی قال الرافعی فی اواخر کتاب الحج
ویستحب ان یشرب من ماء زمزم وان یزور بعد فراغ الحج قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال الشیخ
محی الدین فی الاذکار اعلم انہ ینبغی لکل من حج ان یتوجہ الی زیارۃ قبرہ صلی اللہ علیہ وسلم سواء
کان ذلک طریقہ او لم یکن وقد صرح الشیخ موفق الدین استحباب زیارۃ قبرہ صلی اللہ علیہ وسلم

وصاحبیہ وصرح بہ الخطاب فی کتاب الہدایۃ لہ فقال ویستحب المجاورۃ بمکۃ واذا فرغ من الحج
استحب لہ زیارۃ قبر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم وصاحبیہ قلت فی الکلام المبرور یہہ کلام محذوش
ہی بچند وجوہ اوّل یہہ کہ سابقا مولف نی عبارت ارکان کی یون نقل کے اعلم ان زیارۃ قبر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باتفاق مشائخنا الکرام وباتفاق الشافعیۃ والمالکیۃ وجماہیر
الحنابلۃ من اعظم المندوبات ومنبع البرکات وفی شرح المختار انہا قریبۃ من الواجب لمن لہ سعۃ
اس عبارت مین اتفاق شافعیہ ومالکیہ منقول ہی نہ قول جماہیر شافعیہ ومالکیہ پس استناد مولف
اس امر پر کہ قول استحباب قول جمہور شافعیہ ومالکیہ ہی ساتھہ اس عبارت کی درست نہین
قال فی المذہب الماثور یہہ محذوش ہے بچند وجوہ اوّل یہہ کہ اتفاق کا لفظ کبھی قول اکثر
پر اطلاق کیا جاتا ہی تو عبارت ارکان مین اتفاق کا لفظ محمول قول اکثر پر کیا جاوی گا
اور دلیل اس حمل پر یہہ ہی کہ بعض شافعیہ ومالکیہ کی قول غیر استحباب بہی منقول ہی دوم
قول منصورین یہہ کہا گیا ہی کہ جماہیر شافعیہ ومالکیہ وحنبلیہ کا یہی قول ہی اور یہہ عبارت
محتمل اسکے ہی کہ مجموعہ شافعیہ ومالکیہ وحنبلیہ کے جماہیر کا یہہ قول ہی اور اوسکی صادق آنیکی
یہی صرف اسیقدر کافی ہی کہ بعض حنابلہ کا اسمین خلاف ہی اسپر موقوف نہین کہ ہر ایک
مین بعض اسکی خلاف کی طرف گئی ہین سیوم یہہ قول کہ مولف کی کلام سی معلوم ہوتا ہی
کہ بعض شافعیہ ومالکیہ قول وجوب کی طرف گئی ہین محض غلط ہی ہان اگر جمہور بمعنی اکثر
لیا جاوی تو اسقدر التبہ متبادر ہوتا ہی کہ بعض شافعیہ ومالکیہ سی خلاف استحباب منقول
ہی وبینما بون بعید چارم یہہ کہ لفظ اتفاق منافی لفظ جمہور نہین کیونکہ جمہور بمعنی معظم کی
ہی پس جبکہ اتفاق شافعیہ ومالکیہ صادق آویگا تو قول معظم شافعیہ ومالکیہ بالاولی صادق
آویگا پنجم یہہ کہ جمہور مرادف کل کا بہی مستعمل ہوتا ہی صراح مین مرقوم ہی جمہور بالضم

ریگ تودۂ بلند وہمہ مردم اور بہی اوسمین ہی کل ہمہ لفظ واحد ومعناہ جمع پس اس صورتمین
حاصل عبارت قول منصور کا یہہ ہوا کہ کل شافعیہ ومالکیہ وحنبلیہ کا یہی قول ہی **اقول اول**
وجہ کا جواب یہہ ہی کہ گو اتفاق قول اکثرمین مستعمل ہوتا ہی مگر بحر العلوم کی عبارت مذکورہ
اسپر محمول نہین ہوسکتی دو وجہ سی ایک یہہ کہ اگر اتفاق الشافعیۃ والمالکیۃ سی مراد قول اکثر شافعیہ
ومالکیہ ہوتا تو جماہیر الحنبلیۃ مین لفظ جماہیر کا اضافہ نہوتا بلکہ حنبلیہ کا عطف شافعیہ ومالکیہ پر
کافی ہوتا دوسری یہہ کہ بعد اوس عبارت کی بحر العلوم لکہتے ہین ولا یحتاج فی ہذا الحکم الی
دلیل زائد بعد التصدیق بان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الرسل ومن انکر ہذا کما نقل
عن ابن تیمیۃ وشیعہ فقد سفہ نفسہ وانکر الواضحات الاسلامیۃ وجحد طریق الوصول الی البرکات
العظیمۃ وبالجملۃ ان انکار کون زیارۃ قبر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من اعظم مہمات القربات
والقول بانہ لا فائدۃ فیہا جہل عظیم وحرمان عن خیر عظیم وقول من لا عقل لہ ولا ادب لہ وامثال
ہذہ الالفاظ لا ینبغی ان یقید بہا مضافا عن ان یلیق بہا انتہی اس سی صاف معلوم ہوتا ہی
کہ عظم المذمومات سی جو عبارت سابقہ مین ہی مراد اعظم القربات ہی نہ سنت مقابل واجب
وسنت اسوجہ سی کہ انکار ابن تیمیہ کا جیسا کہ ایک جماعت علماء نی نقل کیا ہی متعلق ساتھہ نفس
مشروعیت وقربت کی ہی نہ مندوب بالمعنی الاخص کی ساتھہ اسیوجہ سی عبارت سابقہ مین
بحر العلوم نی حنبلیہ کے ساتھہ لفظ جماہیر ضم کیا معلوم ہووی کہ بعض حنابلہ مثل ابن تیمیہ وغیرہ
اسکی منکر ہین پس اگر اتفاق الشافعیۃ والمالکیۃ سی مراد قول اکثر الشافعیۃ والمالکیۃ ہولا کما
آنا ہی کہ بعض شافعیہ ومالکیہ بہی مشروعیت واعظم مندوبیت زیارت کی منکر ہون ولیس کذلک
کیونکہ بعض مالکیہ وشافعیہ سی اگرچہ قول غیر استحباب یعنی وجوب وسنت منقول ہی مگر قول
غیر مشروعیت جیسا کہ ابن تیمیہ سی نقل کیا گیا ہی منقول نہین ہی **اور وجہ دوم خلاف**

نسخہ ہمارا ہوا ہی کہ
بجز اضافہ کا جوابات
ارکان اربعہ کا

منساق الی الذہن ہی مجرد احتمال کب کافی ہی مگر ہان مولف کو اختیار ہی کہ اپنی عبارات
کی جو معنی چاہی بیان کری بشرطیکہ المعنی فی بطن الشاعر صادق نہ آوی اور وجہ سیوم
کا جواب یہہ ہی کہ بعض مالکیہ کے قول وجوب کی تو آپ بہی صاف قول منصور مین تصریح کرتے
ہین اور کلام مبرم ہین جو عبارت عبد النبی کی نقل کیگئی سمعت شیخنا ابن حجر یقول انہا وجہۃ
عند بعض اصحابنا الشافعیۃ بلاحظہ سی گذری ہی پس بعض مالکیہ و شافعیہ کا قول وجوب
اظہر من الشمس ہی معلوم نہین کہ اس سی فرار کی کیا وجہ ہی اور جن سی قول وجوب منقول
ہی کہہ سکتی ہین کہ اونسی خلاف استحباب منقول ہی کیونکہ قول وجوب بدون تاویل کیلیے
مستلزم نفی استحباب کو ہی اور وجہ چارم کا دفع یہہ ہی کہ لفظ اتفاق بمعنی اتفاق الکل
بالضرورۃ منافی ہی ساتھہ لفظ جمہور بمعنی اکثر کے اور وجہ پنجم کا جواب یہہ ہی کہ جمہور کے
معنی کل کے لینا اور یہہ کہنا کہ کل شافعیہ و مالکیہ و حنبلیہ کا بہی یہی قول ہی محض غلط ہی
کیونکہ ابو عمران مالکی کا وجوب کیطرف جانا تو آپ کی نزدیک قول منصور مین مصرح و مسلم
ہی اور یہہ بہی صفحہ ۱ قول منصور مین لکہتے ہین کہ اور لوگ جو وجوب کیطرف گئی ہین وہ
بتقلید ابو عمران کی گئے ہین الخ اور بعض شافعیہ کا قول وجوب بہی کتب شافعیہ مین صاف
مرقوم ہی پس دعوی اتفاق شافعیہ و مالکیہ کا استحباب پر قطع نظر اسکے کہ وہ خلاف واقع
اور کذب ہی آپکی تحریر قول منصور کی بہی معارض و مخالف ہی اور حنبلیہ پر کل کا ضم کرنا
اور پہر استناد عبارت بحر العلوم کے ساتھہ خالی تعجب سی نہین کیونکہ بحر العلوم تو خلاف
ابن تیمیہ کا حکم استحباب مین یا حکم مشروعیت مین کہ وہ بہی باقرار آپکی صفحہ ۱۲ مذہب یا تو
مین مستلزم اول کو ہی نقل کرکے اوسپر رد کرتے ہین اور حنبلیہ کو اسی وجہ سی مضاف الیہ
جمہور کا بناتی ہین اور باقی مین اتفاق کا چسپان کرتے ہین اور آپ استحباب کو مذہب کل

تعارض در بیان
تحریر قول منصور
و مخالف مرتب ماثر
از مولوی عبد الحق صاحب

حنابلہ قرار دیکی استناد بحر العلوم کے ساتھ کرتے ہین ۵ چہ خوش گفتہ ست سعدی در لیلیٰ
الایا ایہا السا قی اور کاسا و ناولہا اور اگر ارکان اربعہ سی صرف یہی امر مقصود ہی کہ قول
استحباب قول کل شافعیہ و مالکیہ ہی اور حنبلیہ سی کچہ غرض نہین تو آپ پر یہہ ایراد وارد ہوگا
کہ اس جزء کی یعنی کل حنبلیہ کا مذہب استحباب ہونا نہ تو عبارت بحر العلوم سی مراد ہی اور نہ عبارت
سمہودی اور نہ اور عبارتین جو صفحہ ۸ و ۹ مین واسطی اثبات اس دعوی کے لکہین ہین
اسکی مفید ہین یہہ دعوی بلا دلیل بدون نقل صحیح معتد بہ کب سنا جاویگا بلکہ آپکو لا دعوی
لکہنا ضرور پڑیگا قلت فی الکلام المبرور دوسری یہہ کہ بحر العلوم قبل اس عبارت کے
لکہتی ہین ینبغی لمن حج ان یتوجہ بعد الفراغ من الحج الی المدینۃ لیزور قبر المصطفی صلعم لئلا
یکون ممن حج وجفا اس سی ظاہر ہے کہ بحر العلوم قائل اسکے ہین کہ جو حج کری اور زیارت
کو نہ جاوی وہ جافی ہے اور یہہ خلاف مقصد مولف کی ہے قال فی المذہب المأثور
اولاً یہہ کہ عبارت بحر العلوم سی زیارت بعد الحج ثابت ہوتی ہی اور گفتگو نفس زیارت مین
ہی پس اسکی نقل کی کیا ضرورت تھی ثانیاً یہہ کہ اگرچہ جافی ہونا کلام بحر العلوم سی ثابت ہوتا ہے
لیکن یہہ نفس اسپر نہین ہی کہ ترک زیارت گناہ ہی کیونکہ جفوۃ کبھی بمعنی ترک اولی ہوتی ہے
اسی لیی بحر العلوم نی لفظ ینبغی جو متاخرین کی نزدیک مندوب و مستحب مین مستعمل ہوتا ہی
چنانچہ عبارت رد المحتار جو صفحہ ۱۳ مین آپنی نقل کی ہی اسپر دال ہی اختیار کیا ہی اور
غالب استعمال اوسکا غیر وجوب مین ہی جیسا کہ شامی کتاب الایمان مین لکہتا ہی ثالثاً چونکہ
بناء اس قول کی حدیث جفا پر تہی اور حدیث مذکور نہ تو قابل احتجاج ہی اور نہ مطلوب قائلین پر
پر دال ہی پس یہہ قول بحر العلوم کا قابل اعتداد نہین اقول کلام بحر العلوم کا لئلا یکون
ممن حج وجفا متعلق ساتھہ لیزور المصطفی کی ہی نہ ساتھہ یتوجہ بعد الفراغ من الحج الی المدینۃ

ورنہ لازم آویگا کہ جو بعد حج کی توجہ نہ کری بلکہ قبل حج کی زیارت سی فراغت حاصل کری وہ جائے
ہو ولیس کذلک بالاتفاق اور غرض کلام مبرورمین فقط اسی عبارت سی یعنی لیزور المصطفے
لئلا یکون ممن حج وجفاہی پس گفتگو نفس زیارت مین ہوئی نہ زیارت بعد الحج مین اور لفظ
جفا گو بوجہ احتمال معانی اخر کے نص لزوم گناہ مین نہو مگر ظاہر متبادر تو یہی ہے کہ بحر العلوم
نی اس عبارت سی حدیث جفانی کیطرف اشارہ کیا اور وہ بہی اگرچہ محتمل معانی ہے لیکن
اثبات وجوب اوس سی موافق اقوال علماء ہی اور نظائر اسکے بہت ہین چنانچہ تفصیل اسکے
اپنی موضع مین موجود ہی اور بنیغی کلام بحر العلوم مین اگر ندب واستحباب پر محمول ہو تو کچہ
حرج نہین اسوجہ سی کہ اوس سی اگر ثابت ہوگا تو زیارت بعد الحج کا استحباب ثابت ہوگا
نہ استحباب نفس زیارت اور عدم احتجاج واحتجاج حدیث جفانی کی کیفیت سابقا گذر چکی
قلت فی الکلام المبرور تتمیری یہہ کہ بحر العلوم بعد عبارت منقولہ کی لکہتے ہین ولا یحتاج فی
ہذا الحکم الی دلیل زائد الخ اس سی معلوم ہوا کہ اعظم المندوبات سی مراد اعظم القربات ہی
نہ مندوب جو مقابل سنت وواجب کیونکہ انکار ابن تیمیہ کا جیسا کہ بعض کتب مین منقول ہے
متعلق نفس قربت کی ساتھہ ہی نہ مندوب بمعنی اخص کے ساتھہ قال فی المذہب المنور
جو لوگ ابن تیمیہ سی انکار قربت زیارت نقل کرتے ہین اونکی یہہ غرض نہین ہی کہ ابن تیمیہ
کو قربت زیارت کا انکار ہی اور اوسکے مندوب بمعنی اخص کی ہونیکا انکار نہین ہی کیونکہ
یہہ تو متصور ہی نہین اسلیے کہ انکار قربت مستلزم ہی انکار مندوب سی کیونکہ قربت عام ہی
اور مندوب بمعنی اخص خاص ہے پس ان ناقلین کے نقل کے موافق زیارت کی مندوب بمعنی
الاخص ہونیکا بہی ابن تیمیہ منکر ہوا پس یہہ قول کہ انکار ابن تیمیہ متعلق نفس قربت کی ساتھہ
ہی نہ مندوب بمعنی اخص کے ساتھہ نادرست ٹھہرا اقول جب خلاف وانکار ایک حکم عام کے

ساتھہ متعلق کیا جاوی تو مطلب اوسکا یہہ ہوتا ہی کہ مخالف و منکر عام من حیث العموم کا
منکر ہی اور اوسکی مخالف کا قائل ہے اور جب ساتھہ خاص کے متعلق کیا جاوی تو اوسکا
مضمون یہہ ہوتا ہی کہ اس خاص کا وہ قائل نہین ہے بلکہ دوسری خاص کا قائل مثلاً اگر
کہا جاوی کہ فلان شخص جماعت کی شرعیت کا منکر ہے تو مضمون اوسکا یہہ ہوگا کہ وہ مطلقاً
جماعت کو غیر مشروع اور قبیح سمجھتا ہی اس صورت مین اوسپر رد کرنیوالا اوسکی نفس مشروعیت
کو ثابت کریگا تا مذہب اوسکا باطل ہو جاوی اور اگرچہ انکار عام مستلزم انکار خاص ہی اور
شرعیت کا انکار مستلزم انکار ندب و وجوب وغیرہ ہی مگر منکر عام کے مقابل مین کچھہ اثبات
خاص کی ضرورت نہوگی بلکہ صرف شرعیت و بطلان عدم شرعیت کافی ہوگی اور اگر کہا جاوے
کہ فلان شخص جماعت کی وجوب کا منکر ہی تو یہہ مفہوم ہوگا کہ وہ سنیت یا استحباب کا قائل ہے
اس صورت مین راد اوسکا وجوب کو بدلائل ثابت کریگا اور سنیت و استحباب کو ضعیف کریگا
الغرض منکر عام اگرچہ منکر خاص ہی ہوتا ہی لیکن غرض اوسکی اور اوسکی راد کی خاص کے
ساتھہ متعلق نہین ہوتی ہی بلکہ گفتگو نفس عام مین ہوتی ہی اسیوجہ سی جو لوگ ابن تیمیہ سی
نقل عدم مشروعیت زیارت کرتے ہین اگرچہ یہہ انکار مستلزم انکار ندب و وجوب و سنیت
ہوتا ہی مگر اوسکی رد مین وہ ادلہ اربعہ سی مشروعیت ثابت کر دیتی ہین اور خاص کی بحث
علیحدہ کرتے ہین پس یہہ قول جو کلام مبرورین واقع ہوا کہ انکار ابن تیمیہ متعلق نفس قربت
کی ساتھہ ہی نہ مندوب بمعنی اخص کے ساتھہ درست تھہرا کیونکہ تعلق انکار کا خاص کی ساتھہ
اوسکی معنی متبادر یہ ہوتی ہین کہ ایک خاص سی انکار ہی دوسری خاص کا اقرار ہی نہ یہہ
کہ جمیع سی انکار ہی اور انکار عام اگرچہ مستلزم انکار خاص ہی لیکن ایسی عبارت اوسپر
اطلاق نہین کیجاتی ہی کیا آپنی عبارت بحر العلوم کو غور نہین کیا کہ وہ ابن تیمیہ پر طعن و تشنیع

کرکے وبالجملہ کون زیارۃ قبر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من اعظم مہمات القربات والقول بانہ
لافائدۃ فیہا جہل عظیم وحرمان عن خیر عظیم وقول من لاعقل لہ الخ سو مشروعیت زیارت کو ثابت
کر رہی ہین اور کسی معنی خاص کے ساتھ تعرض نہین کرتے ہین حال آنکہ ابن تیمیہ جب منکر قربت
ہوئی منکر استحباب و وجوب و سنیت ہوئی مگر اونکی رد مین اس سی بحث نہین کرتے ہین ایسی
اور علماء رادین کی کلام کو دیکھیے اور غور سی ملاحظہ کیجئی شعر کسکو دکھائین اپنی طبیعت کے تیزیان
افسوس اس زمانہ مین قدر ہنر نہین ✤ قالت فی الکلام المبرور اور دلیل اول اسپر یہہ ہی
کہ بحر العلوم اعظم المندوبات ہونی پر اتفاق شافعیہ و مالکیہ نقل کرتے ہین اور یہ ظاہر ہی
کہ بعض شافعیہ و مالکیہ وجوب کیطرف گئی ہین قال فی المذہب المأثور اتفاق شافعیہ و مالکیہ
نقل کرنے اور بعض شافعیہ و بعض مالکیہ کے وجوب کیطرف جانے مین کچہہ منافات نہین ہے
کیونکہ ہوسکتا ہی کہ مراد بحر العلوم کی اتفاق سی قول اکثر ہو یا قول بالوجوب بحر العلوم کی نزدیک
ماول ہو یا غیر معتد بہ ہو اور دلیل اول اوسپر یہہ ہی کہ اطلاق مندوب کا قربت مطلقہ پر غیر
شائع بین الفقہاء ہی اقول سابقا تحریر ہو چکی کہ عبارت بحر العلوم باتفاق مشائخنا الکرام
وباتفاق الشافعیۃ والمالکیۃ معنی اکثر پر محمول نہین ہوسکتی اور مندوب کا اطلاق قربت
پر کلام فقہاء مین صدہا جگہ موجود ہی ذرا نظر کو وسیع فرمائی اور انکار و اضحاکانہ فرمائی
اور بفرض عدم شیوع بحر العلوم کی کلام مین جو اعظم المندوبات سی اعظم القربات لیا جاتا ہے
بوجہ قرینہ سیاقیہ وسباقیہ کی لیا جاتا ہی عدم شیوع و شیوع سی کچہہ بحث نہین اور
عدم شیوع مانحن فیہ مین کچہہ مضر نہین قال فائدہ مخفی نرہی کہ نسبت انکار قربت ہونے
زیارت مشروعہ کیطرف شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی محض غلط ہی البتہ مجرد زیارت قبر کی لیے
سفر شیخ الاسلام کی نزدیک غیر جائز ہی اور یہی مذہب امام مالک کا ہی اور خلاف اسکا

کسی اور امام سی ائمہ اربعہ مین سی منقول نہین اور یہی مختار ہی محققین کا اور یہی مذہب اقوی من حیث
الدلیل ہی **اقول** یہہ فائدہ کہ خلاصہ تمام مباحث ابن تیمیہ و ابن عبد الہادی کا ہی جیساکہ ذکر اونکی عبارات
کا مع رد کی جابجا آتا ہی اگر اسکا نام مدہ زائدہ رکھا جاوی تو بجا ہی اور اگر اسکو قضیہ مہملہ کہی تو روا ہی
بوجہ اشتمال اسکے چند مغالطات اور دعاوی واہیات پر **اول** یہہ کہ نسبت کرنا اس امر کا کہ سفر
زیارت قبر نبوی کی لیے ناجائز ہی امام مالک کیطرف افترا و بحت ہی مالکیہ اوسکا انکار کرتے ہین محمد بن
عبد الباقی زرقانی شرح مواہب لدنیہ مین لکھتے ہین و الشیخ تقی الدین بن تیمیہ ہنا کلام شنیع عجیب
یتضمن منع شد الرحال للزیارۃ النبویۃ و انہ لیس من القرب بل بعضہ ذلک و رد علیہ الشیخ تقی الدین
السبکی فی کتابہ شفاء الاسقام فی زیارۃ خیر الانام فشفی صدور المؤمنین برد علیہ لمن نازعہ ابن
عبد الہادی بان ابن تیمیہ لم یحرم زیارۃ القبور علی الوجہ المشروع و مناسکہ طافحۃ بذکر استحباب زیارۃ
قبرہ صلی اللہ علیہ وسلم و سائر القبور و انما تکلم علی شد الرحال و اعمال المطی الی مجرد زیارۃ القبور
فذکر قولین للمتقدمین و المتاخرین احدہما اباحۃ ذلک کما یقولہ بعض اصحاب الشافعی و احمد و الثانی
انہ نہی عنہ کما نص علیہ مالک و لم ینقل عن احد من الثلثۃ خلافہ و الیہ ذہب جماعۃ من اصحاب
الشافعی و احمد و احتج ابن تیمیہ بحدیث الصحیحین لا تشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد مسجدی ہذا و المسجد الحرام و المسجد
الاقصی فای عتب علی من حکی الخلاف فی مسئلۃ بین العلماء و احتج لاحد القولین بحدیث صحیح لہ انتہی ملخصا
و ما نقلہ عن مالک لا یعرف عند و لا حجۃ فی الحدیث لان المعنی لا تشد الصلوۃ فی مسجد بدلیل ذکر مساجد
انتہی اور کتب مالکیہ مین جواز سفر بقصد زیارت مذکور ہی ابن الحاج مالکی کتاب المدخل مین لکھتے ہین
فاذا خرج من مکۃ فلتکن نیتہ و عزیمتہ و کلیتہ فی زیارۃ النبی صلعم و زیارۃ مسجدہ و الصلوۃ فیہ و ما
یتعلق بذلک کلہ لا یشرک معہ غیرہ من الرجوع الی مقصدہ او قضاء شیء من حوائجہ و ما اشبہ ذلک لانہ
متبوع لا تابع فہو راس الامر المطلوب و المقصود الاعظم انتہی اور بعد چند ورق کی لکھتے ہین

ف
نقض کی اکیسوین
صفحہ کے اوسط
زیارت قبر نبوی
و قول امام مالک
کے تیسرین صفحہ

وینبغی له حین خروجه من المدینة الشریفة ان ینوی السفر الی المسجد الاقصی بنیة الصلوة فیه وزیارة
الخلیل علیه السلام کما تقدم فی الخروج من مکة الی المدینة انه ینوی زیارة النبی صلی الله علیه وسلم
والصلوة فی مسجده انتہی اور ظاہر ہی کہ اصحاب مذہب جسقدر اپنی مذہب سی واقف ہوتے ہین
دوسری مذہب سی اوسقدر واقفیت نہین رکھتے ہین پس مالکیہ کا اور اونکی کتب کا انکار امر مذکور
سی مقدم کیا جاویگا اور نسبت کرنا ابن تیمیہ یا ابن عبد الہادی وغیرہ کا امام مالک کیطرف کب مسموع
ہوگا اور قطع نظر انکار مالکیہ کے اونکی کتب مین اوسکا خلاف مذکور ہونا اور ائمہ حنفیہ وشافعیہ
کا اس خلاف مالک کو نقل نہ کرنا حال آنکہ مسائل نزعیہ مین فقہاء حنفیہ وشافعیہ اختلافات منقول
کرتے ہین اور نقض وابرام کرتے ہین دلیل اوا ہے اس نسبت کی کذب پر نظیر اسکی فقہاء کی کلام
مین بکثرت واقع ہی ملاحظہ کیجئی ہدایہ مین خلاف امام شافعی کا جواز صلوة اندرون کعبہ مین
منقول ہی شراح نی اوسکو بوجہ نہ پائی جانی اس خلاف کی کتب شافعیہ مین اور نہ نقل کرنے
اور حنفیہ کی اس خلاف کو اوسکو سہو صاحب ہدایہ پر محمول کیا سغناقی نہایہ مین لکھتے ہین قولہ
الصلوة جائزة فی الکعبة فرضها ونفلها خلافا للشافعی فیهما کان هذا اللفظ وقع سهوا من الکاتب
فان الشافعی یری جواز الصلوة فی الکعبة فرضها ونفلها کذا اورده اصحابه فی کتبهم من الوجیز
والخلاصة والذخیرة وغیرها ولم یورد احد من علمائنا ایضا هذا الخلاف فی ما عندی من الکتب کالمبسوط
والاسرار والایضاح والمحیط وشرح الجامع وغیرها انتہی اور عینی بنایہ مین بعد نقل اس عبارت نہایہ
کی لکھتے ہین قال الامام برہان الدین السمرقندی فی جواب ما قاله السغناقی بان ایراد اصحاب الشافعی
فی کتبهم جواز الصلوة فیها لا یدل علی ان عدم الجواز لیس قوله کما فی کثیر من المسائل وعدم ایراد
اصحابنا لا یدل علی ذلک ایضا وقال الشیخ عبد العزیز فی الرد علیه الصحیح ما ذکره السغناقی فان اتفاق
اصحابه علی ایراد الجواز فی کتبهم واتفاق اصحابنا علی عدم ایراد الخلاف فی کتبنا یدل علی عدم الخلاف

مع اجتہاد کل فریق فی بیان الخلاف وجہدہم فی بیان الاقوال لدفع شبہ الخصوم بقدر الامکان
انتہی اور اسیطرح ہدایہ مین حلت نکاح متعہ کو طرف امام مالک کی منسوب کیا اور شراح نی اوسکو
بوجہ مذکور رد کیا بنایہ مین ہی قال مالک ہو جائز قال الکاکی ہذا سہو فان المذکور فی کتب مالک
حرمۃ نکاح المتعۃ وقال الاکمل معتذرا عن المصنف یجوز ان یکون شمس الائمۃ الذی اخذ منہ المصنف
علی قولہ لہ حلت لم یذکر فی کتاب من کتب المالکیۃ روایۃ جواز المتعۃ وبالاحتمال نقل قول عن امام
من الائمۃ غیر موجہ انتہی پس آپ پر اور آپ کی موافقین پر مثل مولف رحلۃ الصدیق الی البیت العتیق
وغیرہ کی واجب ہی کہ انکار مشروعیت شد الرحال الی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کو طرف امام مالک
کی کسی کتاب معتبر مالکیہ کے کتب سی یا امام مالک کی تصانیف سی ثابت کرین اور آپ کو اس سی
نجات نہوگی کہ ابن تیمیۃ یا ابن عبد الہادی نی نسبت کی ہی کیونکہ جب کتب مالکیہ اسکی خلاف پر
دال ہین اور صاف مالکیہ کہ اپنی امام کی مذہب کی ساتھہ اعرف ہین اسکا انکار کرتے ہین
تو نسبت ابن تیمیہ وغیرہ کی محمول سہو یا کذب پر ہوگی اور اگر کہی گا کہ ابن تیمیۃ وابن عبد الہادی
تبحرین فی العلم سی ہین اونکی نقل کو ہم وانی سمجھتی ہین تو ہم کہینگے کہ متبحر فی العلم ہونا اور
شی ہی اور نقل کا اعتبار کیا جانا اور شئی ہی اون دونون نی کسی کتاب مالکی معتبر سے یہہ
مضمون نقل نہین کیا بلکہ ابن عبد الہادی تو متابعت اپنی شیخ کی کی اور اونکی شیخ نے یہہ تو نہین
کہہ سکتی ہین کہ عمدا افترا کیا ہوگا موافق اپنی عادت کی لکھدیا کیا صاحب ہدایہ متبحر فی الفقہ نہین
ہی کیا اسکو فقہاء نی اصحاب ترجیح سی شمار نہین کیا ہے باانیمہ نقل اوسکی باب صلوۃ کعبہ
مین اور باب متعہ مین غیر معتبر ٹھہرائی گئی اور محمول سہو پر کی گئی ہم چند مرتبہ عرض کر چکی ہین اور اب
بہی نصیحۃ خالصۃ لوجہ اللہ جل جلالہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ آپ سی کہتے ہین کہ بدون کتب بینی
کی اور بلا ملاحظہ تصانیف ارباب مذاہب کی اور غور وتامل کی کسی امر کو نہ لکھا کیجئی اور کسی چیز کے

صاحب ہدایہ کی
نسبت مصنف کا
یہ قول کہ اوسکو
طرف امام مالک کی
منسوب کیا

نسبت کسیطرف نہ کر بیٹھا کیجئے تدین کا تو یہی مقتضی ہے اور اپنی قول کو خواہ مخواہ بنانا اسکا اور مقتضی
ہی آپنی جمہور حنفیہ کیطرف زیارت کی استحباب کو نسبت کر دیا مگر ابتک کسی کتاب حنفی مین کہ
جسمین صاف ایسا مضمون ہو نہ پایا فقط لام اور اضافت مین منازعت کرتے ہین اور تاویلات
رکیکہ کی سوا اور کچھہ نہین لکھہ سکتی ہین قول سنت موکدہ ہونی زیارت کو لکھا کہ کسی سے منقول
نہین کتب کو ندیکھا کہ یھہ بھی ایک قول درج کیا گیا ہی زرکشی کو بحث حدیث جغانی مین
بتابعت شوکانی حاکمین بالوضع سی لکھہ دیا حال آنکہ وہ حاکمین بالضعف و رادین علی الحاکمین
بالوضع سی ہی نہ اوسکی رسالہ کو دیکھا نہ اور علماء کی کتب کو ملاحظہ کیا مولف تذکرۃ الموضوعات
کو ابن طاہر لکھہ دیا حال آنکہ وہ ابن طاہر نہین خود طاہر ہی نہ اوسکی تصانیف کو اور نہ تراجم
علماء کو مدنظر کیا ابو عمران کو بلا تردد مجہول لکھہ دیا اور شروح شفا وغیرہ کو بھی ندیکھا الحاصل
اس قسم کی امور آپ ہی بہت واقع ہوتی ہین اہل علم و ارباب تدین کی نزدیک معیوب و
غیر مشروع ہوتے ہین ایسی امور کا لحاظ رکھا کیجئے اور میری التماس کو لغو نہ سمجھا کیجئے شعر
ندامت ہوگی پیچھی سی نہ سوچو گی اگر پہلے ۔ یھہ دن کب دیکھتی صاحب اگر کہتے خبر پہلے ۔ دوسرا
خدشہ یھہ ہی کہ بر تقدیر فرض اس امر کے کہ امام مالک کی نزدیک شد الرحال الی زیارۃ القبور
ممنوع ہی کفرض المحالات والمکذوبات ائمہ ثلثہ سی اسکے موافقت مروی نہین اور کسی کتاب
معتبر مین کتب حنفیہ و شافعیہ و حنبلیہ سی اپنی امام سی یھہ قول منقول نہین اگر ان ائمہ سی
یھہ قول منقول ہوتا تو کسی کتاب مین ضرور درج ہوتا فقہاء مذہب اپنی اپنے امام کے
جمع روایات مین جہد بلیغ کرتے ہین حتی کہ روایات نادرہ شاذہ و غیر معتمدہ و مرجوعہ عنہا
و منسوخہ بھی نقل کرتے ہین مگر با اینہمہ روایت منع شد الرحال الی زیارۃ القبور علی الخصوص
الی زیارۃ قبر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کسی نے نقل نہین کی اور ابن تیمیہ نی بھی اسقول کو

اپنی امام سی نہین پایا بلکہ خود بطرز استدلال کہ حدیث صحیح ذکر کیا اور تلامذہ ابن تیمیہ نی اتباع کو اختیار
کیا پس حصہ قول آپکا کہ خلاف اسکا کسی اور امام سی ائمہ اربعہ مین منقول نہین کچھ مفید نہوگا کیونکہ
جسطرحسی مخالفت اوس قول منسوب الی مالک کی کسی سی منقول نہین موافقت بہی منقول نہین ہان
اگر مخالفت مذکور نہ ہوتی اور روایت موافقت کی مسطور ہوتی البتہ موید اوسکی ہوتی واذ لیس فلیس
تیسرا خدشہ یہہ کہ ظاہر امراد اس قول سی کہ خلاف اسکا کسی اور امام سی منقول نہین آپکی
اثبات اجماع ائمہ اربعہ منع شد الرحال پر ہی جیسا کہ کلام صارم مین مذکور ہی بدین وجہ کہ جب
امام مالک سی یہہ قول منقول ہوا اور کسی امام نے اوسکا خلاف نہین کیا بلکہ سکوت کیا تو یہہ امر
مجمع علیہ ہوگیا پس یہہ مغالطہ ہی بدو وجہ **اول** اسوجہ سی کہ اصولیین اجماع کی دو قسم
کرتے ہین ایک عزیمت وہ یہہ کہ جملہ مجتہدین ایک عصر کی ایک حکم پر بطرز تکلم یا عمل وغیرہ اتفاق
کرین دوسری رخصت وہ یہہ کہ ایک مجتہد ایک حکم کا فتوی دیوی اور باقی مجتہدین اوسپر سکوت
کرین اور خلاف ورد نہ کرین مگر یہہ مشروط ہی اس امر کے ساتھہ کہ خبر اوس مجتہد حاکم کی حکم کی
منتشر ہوکی بقیہ ائمہ کو پہونچی ہوا ور زمانہ تامل واجتہاد کا بہی اونکو ملا ہوا ور اونسی اوس مسئلہ
سی تعرض وسوال وغیرہ بہی کیا گیا ہوا ور پہر اونھون نی اوسی مجتہد حاکم کے حکم پر سکوت
کیا ہو تو ایسا اجماع سکوتی بہی جمہور کے نزدیک حجت ہوتا ہی اور وہ مسئلہ اجماعیہ کہلاتا ہی پس
اگر اوس حکم مجتہد حاکم کی خبر منتشر نہوئی ہوا ور بقیہ ائمہ کو نہ پہونچی ہو یا خبر اونکو پہونچی ہو مگر اونھون نے
بطور خود اجتہاد کرنا شروع کیا اور زمانہ اجتہاد کو نہ پایا یا اونکی سامنی کبہی وہ مسئلہ درپیش نہوا ہو
موافقت یا مخالفت کا ظہور نہوا ان سب صورتون مین وہ مسئلہ مجمع علیہ نہ ٹہہریگا اور ثبوت اجماع
نہوگا جیسا کہ محمد بن فراموز الشہیر بہ منلا خسرو اپنی کتاب مرقاۃ الوصول اور اوسکی شرح مرآۃ الاصول
مین لکہتے ہین وکرہ الاتفاق والعزیمۃ فیہ ای فی الاتفاق لتکلم الکل من المجتہدین او علم والرخصۃ

نبذہ در اقسام اجماع
و در تفصیل
اجماع سکوتی

فی الاتفاق تکلم بعضهم او عمله وسکوت الباقین بعد بلوغه ای بلوغ تکلم البعض او عمله الی الباقین
وبعد مضی مدة التامل وجه کون هذا القسم اجماعا ان المعتاد فی کل عصر عند وقوع حادثة ان
یتولی الکبار الفتوی ویسلم سائرهم فیشترط سماع النطق من الکل متعذر علی ان السکوت
عند الاشتهار المنزل منزلته وقت المناظرة وطلب الفتوی ومضی مدة التامل فسق وحرام اذ لیس
عن الحق شیطان اخرس فمن المحال عادة ان یکون سکوتهم لا عن اتفاقهم وخالف الشافعی
فی القسم الاخیر فان المشهور عنه انه لیس اجماعا ولا حجة انتهی اور مختصر ابن حاجب مین ہی اذا
افتی واحد وعرفوا به ولم ینکره احد قبل استقرار المذاهب فاجماع او حجة وعن الشافعی لیس
اجماعا ولا حجة وعنه خلافه انتهی اور قاضی عضد اور سکی شرح مین لکھتے ہین واعلم ان هذا فی ما
افتی به وانتشر بین اهل عصر فلم ینکروا اما اذا لم ینتشر فعدم الانکار لا یدل علی الموافقة قطعا وبه
قال الاکثرون لانه یجوز ان لا قول لهم فیه او لهم قول مخالف لم ینقل خلاف ما تقدم انتهی اور
تحقیق شرح منتخب حسامی مین ہی صورة المسئلة ما اذا نص بعض اهل الاجماع علی حکم فی مسئلة
قبل استقرار المذاهب علی حکم تلک المسئلة وانتشر ذلک بین اهل العصر ومضت مدة التامل
ولم یظهر مخالف کان ذلک اجماعا عند جمهور العلماء وسمی اجماعا سکوتیا ونقل عن الشافعی انه
لیس باجماع ولا حجة وهو مذهب عیسی بن ابان من اصحابنا وابی بکر الباقلانی وداؤد الظاهر
وبعض المعتزلة انتهی اور یہی اوسمین بضمن ذکر دلائل جمهور مسطور ہی ولانه اذا ظهر قول من بعض
اهل الاجماع فسکوت سائرهم اما لانهم لم یجتهدوا او اجتهدوا ولم یودوا اجتهادهم الی شئی او
ادی الی بطلان ذلک القول او الی صحته ولا یجوز ان لا یکونوا اجتهدوا لان العادة تخالفه فان
ترک الاجتهاد من الجم الغفیر فی حادثة نزلت خلاف العادة ویودی الی اهمال حکم الله فی ما حدث
مع وجوبه علیهم لکونهم مجتهدین ولا یجوز ان یکونوا اجتهدوا ولم یودوا اجتهادهم الی شئی لان ذلک

یودی الی خفاء الحق مع ظهور طرقه علی جمیع الامة وهو محال ولا یجوز ان یکونوا اجتهدوا وادی
اجتهادهم الی خلافه الا انهم کتموا الحق لان اظهار الحق واجب لاسیما مع ظهور قول هو باطل عندهم والتعلق
بالمیتة والتقیة باطل واذا بطلت هذه الوجوه تعین الوجه الاخیر وتبین ان سکوتهم لرضاهم بما ظهر من القول
فصار کالنطق انتهے اور منار مین ہی رکن الاجماع نوعان عزیمة هو التکلم بما یوجب الاتفاق او تشترکهم
فی الفعل ان کان من بابه ورخصة وهو ان یتکلم او یفعل البعض دون البعض وفیه خلاف الشافعی
انتہی اور بحر العلوم اوسکی شرح مین کہتے ہین ونوع دیگر رخصت است وآن انیست کہ تکلم کنند بعض
وباقی ساکت شنوند بلا انکار ویا فعل کنند بعض نه بعض لیکن این بعض مسلم این قول را باشند
واین را اجماع سکوتی می گویند ودرین است خلاف شافعی واین خلاف در آن ست کہ مخوف بود این
قاطعه بر موافقت باشد چنانکه تکرر وقوع حادثه بمرات کثیره باشد وهمیشه سکوت بران باشد پس آن
موجب علم بموافقت میگردد چنانکه در تجریات ست اور بعد چند سطور کی لکھتے ہین بودن سکوت
دلیل بر موافقت مشروط ست بآنکه زمانه تامل واجتهاد گذشته باشد ومانع از اظهار قول نباشد
ونیز تقرر مذاهب نشده باشد بلکه همه کسان در تفتیش حکم حادثه باشند انتہی اور اسیطرح بقیه کتب
اصول مین ہی زیاده تطویل فضول ہی پس ماکن فیه مین اگر یهه کسی کتاب سی ثابت کیجئی کہ قول
امام مالک کا کہ شد الرحال الی القبور یا الی قبر الرسول صلی الله علیه وسلم منع ہی بقیه ائمه کو پهونچا ہے
اور اونهون نی سکوت کیا ہی یا اونسی سبات مین سوال یا مباحثه ہوا ہی اور اونهون نی باوجود
گذرنی مدت تامل کی سکوت کیا ہی تو البته اجماع سکوتی ہوگا ورنه کجا یهه حکم واہی اور کجا اجماع
مولف صارم یا اونکی شیخ اور اونکی تابعین کا قول بدون اثبات اس امر کے کب مقبول ہوگا اور
مجرد ذکر عدم نقل خلاف سی کیا فائده نهوگا دوم یهه کہ فاضل ربانی شیخ محمد بن اسمعیل بن صلاح الامیر
الیمانی الصنعانی اپنی رساله تطهیر الاعتقاد عن ادران الالحاد مین تحریر کرتے ہین ومن ههنا تعلم

اختلال ما استمر عند ائمة الاستدلال من قولهم فی بعض ما یستدلون علیه بالاجماع انه وقع ولم ینکر فکان
اجماعا وجه اختلاله ان قولهم ولم ینکر رجم بالغیب فانه قد یکون انکرته قلوب کثیرة تعذر علیها الانکار بالید
واللسان وانه تشاهد فی زماننا انه کم من امر یقع لا تنکره بلسانک ولا بیدک وانت منکر له بقلبک
ویقول الجاهل اذا رآک تشاهده سکت فلان عن الانکار لقوله اما لائما او متاسیا بسکوته فالسکوت
لا یستدل به عارف وکذا یعلم اختلال قولهم فعل فلان کذا وسکت الباقون فکان اجماعا مختل
من جهتین الاولی دعوی ان سکوت الباقین تقریر لفعل فلان لما عرفت من عدم دلالة السکوت
علی التقریر والثانیة قولهم فکان اجماعا فان الاجماع اتفاق امة محمد صلی الله علیه وسلم والسالکت
لا ینسب الیه وفاق ولا خلاف حتی یعرف عنه لسانه انتہی اس سی معلوم ہوا کہ واسطی اثبات اجماع
کی اس قسم کا قول ابن تیمیہ و ابن عبد الہادکا کہ لم ینقل عن الائمة الثلاثة خلافه یا سکت علیه الباقون
ونحو ذلک جو جا بجا صارم مین مذکور ہی پایۂ اعتبار سی ساقط ہی چوتھا خدشہ یہہ کہ یہہ قول
آپکا کہ یہی مختار ہی محققین کا محض لغو ہی بلکہ صحیح یہہ ہی کہ مختار محققین کا جواز شد الرحال الی القبور
ہی آری اگر انحصار محققین آپکی نزدیک فقط ابن تیمیہ و اتباع ابن تیمیہ مین ہی تو وہ امر آخر ہی
ورنہ سوا انکی جو اور محققین ہین وہ جواز کی تصریح کرتے ہین اور منع کو مردود کرتے ہین بلکہ جواز
شد الرحال مذہب جمہور العلماء من المذاہب المتفرقہ ہی اور منکرین کا عدد بہ نسبت مجوزین کے
بدرجہا کم ہی پانچوان خدشہ یہہ کہ یہہ قول آپکا کہ یہی مذہب اقوی من حیث الدلیل ہے اگر یہہ مراد
ہی کہ دلیل اسکی جو اصحاب منع ذکر کرتے ہین وہ دلیل فی نفسہ قوی اور معتبر ہی تو صحیح ہی کیونکہ حدیث
لا تشد الرحال الخ فی نفسہ حدیث قوی و صحیح ہی مگر فی نفسہ اسکی قوی ہونیسی کیا ہوتا ہی جبتک
طرز استدلال درست نہو اور اگر یہہ مراد ہی کہ دلیل اس مذہب کی من حیث انہ دلیل قوی ہی تو
یہہ مغالطہ وہی ہی جمہور اور جماعت محققین محدثین اسکی ساتھہ استدلال کو باطل سمجھتے ہین اور

فائدہ
بیان اس امر کا
کہ جواز شد الرحال
محل نزاع و مذہب
محققین ہی اور
محققین کا انحصار
صرف اتباع ابن تیمیہ
پر کرنا اور
محققین کی طرف
نسبت کرنا غلط ہی

بوجوہ چند در چند او سپرد کرتے ہین چھٹا خدشہ یہہ کہ یہہ قول آپکا کہ نسبت انکار قربت
ہونی زیارت مشروعہ طرف شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی محض غلط ہی سراسر غلط ہی جیسا کہ انشاء اللہ
آیندہ ذکر اسکا مرۃ بعد مرۃ آتا ہی اب عبارات کتب کو ملاحظہ فرمائی کہ جن سی جواز شد الرحال
مذہب محققین کا ہونا اور مذہب جمہور کا ہونا اور استدلال بحدیث لاتشد الرحال جو مانعین
کرتے ہین باطل ہونا ثابت ہوتا ہی مواہب لدنیہ مین ہی حکی الشیخ ولی الدین العراقی ان والدہ
کان معادلا للشیخ زین الدین عبدالرحمن بن رجب الدمشقی فی التوجہ الی بلد الخلیل علیہ الصلوٰۃ
والسلام فلما دنا من البلد قال نویت الصلوۃ فی مسجد الخلیل یحترز عن شد الرحال لزیارتہ علی
طریقۃ شیخہ ابن تیمیۃ قال فقلت نویت زیارۃ قبر الخلیل ثم قلت لہ اما انت فقد خالفت النبی صلی اللہ
علیہ وسلم لانہ قال لاتشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد وقد شددت الرحل الی مسجد رابع واما انا فاتبعت
النبی صلی اللہ علیہ وسلم لانہ قال زوروا القبور فانھا تذکر الاٰخرۃ وقال القبور انبیاء فبہت انتہی اور ابو عبداللہ
ذہبی معجم مختص مین لکھتے ہین محمد بن ابی بکر بن ایوب الفقیہ الامام المفتی النحوی شمس الدین ابو عبداللہ
الدمشقی امام الجوزیۃ ولد سنۃ احدی وتسعین وستمائۃ وعنی بالحدیث بمتونہ ورجالہ وکان یشتغل
فی الفقہ وتجید تقریرہ وفی النحو وفی الاصلین وقد حبس مدۃ واوذی لانکارہ شد الرحل الی
قبر الخلیل ع واللہ یصلحہ ویوفقہ تسمع معی من جماعۃ وتصدر للاشتغال ونشر العلم لکنہ معجب برایہ سیئ
العقل جری علیہ امور غفر اللہ لہ انتہی اور ابن ملک مبارق الازہار شرح مشارق الانوار مین
لکھتے ہین لاتشد الرحال خبر بمعنی النہی تقدیرہ لاتشد الرحال الی مسجد للصلوۃ فیہ الا الی ثلثۃ
مساجد المسجد الحرام ومسجد الرسول والمسجد الاقصی ومعناہ لافضیلۃ فی شد الرحال الی مسجد
للصلوۃ فیہ الا الی ثلثۃ مساجد والمراد منہ نفی الفضیلۃ التامۃ ومزیۃ ہذہ المساجد الثلثۃ لکونہا
ابنیۃ الانبیاء انتہی اور حسن طیبی حواشی مشکوۃ مین لکھتے ہین قولہ لاتشد الرحال کنایۃ عن النہی

ف بحث شد الرحال الی زیارۃ القبور وذکر عبارات علماء

عن المسافرة الی غیرہا من المساجد وہو ابلغ مما قیل لا تسافر ای لا ینبغی ولا یستقیم ان یقصد للزیارۃ
بالرحلۃ الا ہذہ البقاع الشریفۃ لاختصاصہا بالفضائل والمزایا انتہی اور علی عزیزی سراج منیر شرح
جامع صغیر میں تحت حدیث مذکور لکھتے ہیں قال النووی معناہ لا فضیلۃ فی شد الرحال الی مسجد غیر ہذہ
الثلاثۃ ونقلہ عن جمہور العلماء وقال العراقی من احسن محامل الحدیث ان المراد منہ حکم المساجد فقط
واما قصد غیر المساجد من الرحلۃ فی طلب العلم وزیارۃ الصالحین والاخوان والتجارۃ ونحو ذلک فلیس
داخلا فیہ وقد ورد ذلک صریحا فی روایۃ احمد ولفظہ لا ینبغی للمصلی ان یشد رحالہ الا الی مسجد ینبغی فیہ
الصلوۃ خیر المسجد الحرام والمسجد الاقصی ومسجدی ہذا وقال السبکی لیس فی الارض بقعۃ لہا فضل
لذاتہا حتی تشد الرحال الیہا لذلک الفضل غیر البلاد الثلثۃ قال ومرادی بالفضل ما یشہد الشرع
باعتبارہ ورتب علیہ حکما شرعیا واما غیرہا من البلاد فلا تشد الیہا لذاتہا بل لزیارۃ او جہاد او علم او
نحو ذلک من المندوبات او المباحات وقد التبس ذلک علی بعضہم فزعم ان شد الرحال الی الزیارۃ
ممن فی غیر البلاد الثلثۃ داخل فی المنع وہو خطا لان الاستثناء انما یکون من جنس المستثنی منہ فمعنی
الحدیث لا تشد الرحال الی مسجد من المساجد او الی مکان من الاماکنۃ لاجل ذلک المکان الا الی الثلثۃ
المذکورۃ وشد الرحال الی زیارۃ او طلب علم لیس الی المکان بل الی من فی ذلک المکان انتہی اور
جلال الدین سیوطی دیباج شرح صحیح مسلم بن الحجاج میں تحریر کرتے ہیں لا تشد الرحال الخ اخذ
بظاہرہ ابو محمد الجوینی والقاضی حسین فقالا یحرم شد الرحال الی غیر المساجد الثلثۃ لقبور الصالحین
والمواضع الفاضلۃ والصحیح عند اصحابنا انہ لا یحرم ولا یکرہ قالوا والمراد ان الفضیلۃ التامۃ انما ہی فی
شد الرحال الی ہذہ الثلثۃ خاصۃ وہذا الذی اختارہ امام الحرمین والمحققون انتہی اور سیوطی شرح
صحیح بخاری میں کہ مسمی بالتوشیح ہی کہتے ہیں لا تشد خبر بمعنی النہی الرحال کنی بشد ہا عن السفر لانہ لازمہ
الا استثناء مفرغ ای الی موضع المسجد الحرام ومسجد الرسول ومسجد الاقصی قال السبکی لیس فی الارض

بقعة لها فضل لذاتها حتى تشد الرحال اليها لذلك الفضل غير البلاد الثلثة واما غيرها فلا تشد لذاتها
بل لزيارة او جهاد او علم او نحو ذلك فلم يقع الشد الى المكان بل الى من فى ذلك المكان انتهى او
قسطلانى ارشاد الساری شرح صحیح بخاری مین لکھتے ہین لاتشد الرحال کنایۃ عن السفر لانہ لازم لہ والتعبیر
بشد رحالہا خرج مخرج الغالب فی رکوبہا للمسافر فلا فرق بین رکوب الرواحل وغیرہا ای لاتشد الی مسجد للصلوٰۃ
فیہا الا الی ثلثۃ مساجد المسجد الحرام ومسجد الرسول ومسجد الاقصیٰ وقد بطل بما مر من التقدیر بلا تشد الی مسجد
للصلوٰۃ فیہ المقتضد بحدیث ابی سعید المروی فی مسند احمد باسناد حسن مرفوعا لاینبغی للمطی ان تشد
رحالہ الی مسجد تبتغی فیہ الصلوٰۃ غیر المسجد الحرام والاقصیٰ ومسجدی ہذا قول ابن تیمیۃ حیث منع من
زیارۃ قبر النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام وہو من ابتدع المسائل المنقولۃ عنہ وقد اجاب المحققون من
اصحابہ انہ کرہ اللفظ ادبا لا اصل الزیارۃ فانہا من افضل الاعمال واجل القرب الموصلۃ الی
ذی الجلال وان مشروعیتہا محل اجماع بلا نزاع انتہی فشد الرحال للزیارۃ او نحوہا کطلب علم
لیس الی المکان بل الی من فیہ وقد التبس ذلک علی بعضہم کما قالہ المحقق التقی السبکی فزعم ان شد
الرحال الی الزیارۃ فی غیر الثلاثۃ داخل فی المنع وہو خطا لان الاستثناء کما مر انما یکون من جنس
المستثنیٰ منہ کما اذا قلت ما رأیت الا زیدا کان تقدیرہ ما رأیت رجلا واحدا الا زیدا لا ما رأیت
شیئا او حیوانا الا زیدا انتہی او رعبد اللہ بن سالم البصری مکی ضیاء الساری شرح صحیح البخاری
مین لکھتے ہین الاستثناء مفرغ والمراد لاتشد لمسجد الا لہذہ الثلثۃ لا ان المراد لا سفر الا لہا لا لزیارۃ
ابراہیم علیہ السلام ولا لغیرہ من الانبیاء ولا لغیر ذلک من الاسفار ویدل علی ذلک السیاق لان
المقدر فی المفرغ یقدر مناسبا للمستثنیٰ منہ ووصفا نحو ما رأیت الا زیدا یقدر ما رأیت رجلا او انسانا ولا
یقدر حیوانا او نحوہ قالہ البرماوی تبعا للکرمانی قال الکرمانی ووقع فی ہذہ المسئلۃ فی عصرنا مناظرات کثیرۃ فی
البلاد الشامیۃ وصنف فیہ رسائل من الطرفین انتہی اور سبی اوسمین ہی قال الحافظ یعنی ابن حجر العسقلانی

واختلف فی شد الرحال الی غیرہا کالذہاب الی زیارۃ الصالحین احیاء واموا تا والی المواضع الفاضلۃ
لقصد التبرک بہا والصلوۃ فیہا فقال الشیخ ابو محمد الجوینی یحرم شد الرحال الی غیرہا عملا بظاہر الحدیث
واشار القاضی حسین الی اختیارہ وبہ قال عیاض وطائفۃ ویدل علیہ ما رواہ اصحاب السنن من
انکار بصرۃ الغفاری علی ابی ہریرۃ خروجہ الی الطور وقال لہ لو ادرکتک قبل ان تخرج ما خرجت و
استدل بہذا الحدیث فدل علی انہ یری حمل الحدیث علی عمومہ ووافقہ ابو ہریرۃ والصحیح عند امامنا
وغیرہ من الشافعیۃ انہ لا یحرم واجابوا عن الحدیث باجوبۃ منہا ان المراد ان الفضیلۃ التامۃ انما ہی
فی شد الرحال الی ہذہ المساجد بخلاف غیرہا فانہ جائز وقد وقع فی روایۃ لاحمد سیاتی ذکرہا ان ینبغی
للمطی ان تعمل وہو لفظ ظاہر فی عدم التحریم ومنہا ان النہی مخصوص بمن نذر الصلوۃ فی مسجد من
المساجد غیر الثلاثۃ فانہ لا یجب الوفاء بہ قالہ ابن بطال وللخطابی نحوہ حیث قال اللفظ لفظ الخبر
ومعناہ الایجاب فی ما ینذرہ الانسان من الصلوۃ فی البقاع التی یتبرک بہا ای لا یلزم الوفاء
بشیء من ذلک غیر ہذہ المساجد الثلثۃ ومنہا انہا لا تشد الی مسجد من المساجد للصلوۃ فیہ غیر
ہذہ الثلثۃ واما قصد غیر المساجد لزیارۃ صالح او قریب او طلب علم او تجارۃ فلا یدخل فی النہی ویؤید
ما رواہ احمد من طریق شہر بن حوشب قال سمعت ابا سعید وذکرت عندہ الصلوۃ فی الطور فقال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینبغی للمطی ان تشد رحالہ الی مسجد ینبغی فیہ الصلوۃ غیر المسجد
الحرام والمسجد الاقصی ومسجدی ہذا واشہر حسن الحدیث وان کان فیہ بعض الضعف ومنہا ان المراد
قصدہا بالاعتکاف فیہا حکاہ الخطابی عن بعض السلف انہ قال لا یعتکف فی غیرہا وہو اخص
من الذی قبلہ ولم ار علیہ دلیلا انتہی آور بہی او سیمین ہے قال الحافظ قال بعض المحققین ای
کانہ یشیر الی قول الکرمانی فی تاویل قولہ الا الی ثلثۃ مساجد قولہ الا الی ثلثۃ مساجد المستثنی منہ
محذوف فاما ان یقدر عاما فیصیر التقدیر لا تشد الرحال الی ای مکان فی ای امر کان الا الی

ثلثة مساجد او اخص من ذلك لا سبيل الى الاول لاقتضائه الى سد باب السفر للتجارة وصلة
الرحم وطلب العلم وغيرها فتعين الثاني والاولى ان يقدر ما هو اكثر مناسبة وهو لا تشد الرحال الى
مسجد للصلوة فيه الا الى الثلثة فيبطل بذلك قول من منع شد الرحال الى قبره الشريف وغيره من
قبور الصالحين قال وقد رد الشيخ تقي الدين السبكي وغيره على الشيخ تقي الدين ابن تيمية وعلى ما نقله
به الحافظ شمس الدين بن عبد الهادي وغيره لابن تيمية والمسئلة مشهورة في بلادنا والحاصل
انهم الزموا ابن تيمية تحريم شد الرحل الى زيارة قبر سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم وانكر عليه
ذلك وفي شرح ذلك من الطرفين طول وهي من ابشع المسائل المنقولة عن ابن تيمية ومن
جملة ما استدل به على دفع ما ادعاه غيره من الاجماع على مشروعية زيارة قبر النبي صلى الله عليه وسلم
ما نقل عن مالك انه كره ان يقول زرت قبر النبي صلعم وقد اجاب عنه المحققين من اصحابه بانه كره
اللفظ ادبا لا اصل الزيارة فانها من افضل الاعمال واجل القرب الموصلة الى ذي الجلال وان
مشروعيتها محل اجماع بلا نزاع انتهى آور شيخ عبد الحق محدث دهلوي اشعة اللمعات شرح المشكوة بين
لكهتي هين شد الرحال كناية عن السفر اى لا يقصد موضع بنية التقرب الى الله الا احد هذه الثلثة
تعظيما لشانها فان ما سواها متساوية في الفضل ففي اى مسجد يصلي يكتب له مثل ما في غيره بخلاف المساجد
الثلثة تم المراد انه لا يرحل من حيث قصد ذوات الاماكنة واما ان كان اليها حاجة من تعلم العلم او نحو ذلك
فذلك شئ آخر فظاهره النهي عن المسافرة الى موضع سوى هذه المواضع وقيل المراد انه لا يجب
قصد ما سوى الثلثة بالنذر ولا ينعقد النذر ولا يلزم الوفاء به واختلف في شد الرحال الى قبور
الصالحين والى المواضع الفاضلة فحرم وبيع كذا في مجمع البحار وقيل المراد لا تشد الرحال ولا يسافر
الى مسجد من المساجد الا الى المساجد الثلثة لان المستثنى منه في المستثنى المفرغ يجب ان يكون من جنس
المستثنى منه فاذا استثنى المساجد الثلثة ينبغي ان يكون المستثنى منه ايضا المسجد وهذا كما ترى

توجیہ حسن ولکن المعنی المتبادر الی الفہم عند الانصاف ہو النہی عن السفر الی مکان الا المساجد الثلثۃ
غیرہ جنس بعید ولا یجب فی المستثنی المفرغ ان یکون جنسا قریبا للمستثنی ویمکن ان یقال المراد بیان
الاہتمام بشان الارتحال الی البقاع الثلثۃ المتبرکۃ وامتیازہا فی الفضل والمبالغۃ فی بیان فضلہا
ومزیتہا علی ما عداہا یعنی لو شاء احد ان یرتکب السفر ینبغی ان یسافر الیہا وہیہات ان یکون ہا افضل
البقاع انتہی آور بدر الدین عینی عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری مین لکہتے ہین تمامۃ مستمسک علی
ارباب احکام والرابع فی منع شد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد فان قیل فعلی ہذا یلزم ان لا یجوز السفر
الی مکان غیر المستثنی حتی لا یجوز السفر لزیارۃ ابراہیم الخلیل ع ونحوہ لان المستثنی منہ فی المفرغ لا بد
ان یقدر عاما واجیب بان المراد بالعام ما یناسب المستثنی نوعا ووصفا کما اذا قلت ما رأیت الا زیدا لقدر
ما رأیت رجلا واحدا الا زیدا ہہنا تقدیرہ لا تشد الرحال الی مسجد الا الی ثلثۃ مساجد انتہی اور یہی
اور یہین ہی قال شیخنا زین الدین من احسن محامل ہذا الحدیث ان المراد منہ حکم المساجد فقط
وانہ لا تشد الرحال الی مسجد من المساجد غیر ہذہ الثلثۃ واما قصد غیر المساجد من الرحلۃ فی طلب
العلم وفی التجارۃ وزیارۃ الصالحین والمشاہد وزیارۃ الاخوان ونحو ذلک فلیس داخلا فی النہی وقد
ورد ذلک مصرحا بہ فی بعض الطرق انتہی آور مرقاہ شرح مشکوۃ مین ہی المراد نفی فضیلۃ شد ہا ونظیرہا
الا الی ثلثۃ مساجد قیل نفی معناہ نہی ای لا تشدوا الی غیرہا لان ما سوی المساجد الثلثۃ متساوی
الرتبۃ فکان الترحل الیہا ضائعا عبثا انتہی آور مناوی شرح جامع صغیر مین لکہتے ہین الاستثناء
مفرغ والمراد انہ لا یسافر للمسجد للصلوۃ فیہ الا ہذہ الثلثۃ لانہ لا یسافر اصلا الا لہا وشد ہا بقیۃ الثلثۃ
لنحو علم او زیارۃ لیس للمکان بل لمن فیہ انتہی آور نووی شرح صحیح مسلم مین ترقیم کرتے ہین وفی ہذا
الحدیث فضیلۃ ہذہ المساجد الثلثۃ وفضیلۃ شد الرحال الیہا لان معناہ عند جمہور العلماء
لا فضیلۃ فی شد الرحال الی مسجد غیرہا وقال الشیخ ابو محمد الجوینی من اصحابنا یحرم شد الرحال الی

غیرہا وہو غلط انتہی اور اویسمین باب سفر المرأۃ مع المحرم فی الحج وغیرہ مین ہی واختلف العلماء فی شد
الرحال واعمال المطی الی غیر المساجد الثلثۃ کالذہاب الی قبور الصالحین والی المواضع الفاضلۃ ونحو
ذلک فقال الشیخ ابو محمد الجوینی من اصحابنا ہو حرام وہو الذی اشار عیاض الی اختیارہ والصحیح عند
اصحابنا وہو الذی اختارہ امام الحرمین والمحققون انہ لایحرم ولایکرہ قالوا والمراد ان الفضیلۃ التامۃ
انما ہی فی شد الرحال الی ہذہ الثلثۃ خاصۃ انتہی اور محمد بن عبد الباقی زرقانی مالکی شرح موطا مین
زیر حدیث ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یاتی قبا راکبا وماشیا رقم کرتے ہین قال ابو عمر
لایعارضہ حدیث لاتعمل المطی الا لثلاثۃ مساجد لان معناہ عند العلماء فی النذر اذ انذر احد الثلاثۃ
لزمہ ایتانہا واما ایتان مسجد قبا وغیرہ تطوعا بلا نذر فیجوز وقال الباجی لیس ایتان قبا من المتدۃ
من اعمال المطی لانہ من صفات الاسفار البعیدۃ انتہی اور امام غزالی احیاء العلوم مین تسطیر کرتی
ہین قد ذہب بعض العلماء الی الاستدلال بہذا الحدیث فی المنع من الرحلۃ لزیارۃ المشاہد وقبور
الصلحاء والعلماء وما تبین لی ان الامر لیس کذلک بل الزیارۃ مامور بہا قال صلی اللہ علیہ وسلم
کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروہا والحدیث ورد فی المساجد ولیس فی معناہا المشاہد لان المساجد
بعد المساجد الثلثۃ متماثلۃ ولا بلدۃ الا وفیہا مسجد فلا معنی للرحلۃ الی مسجد آخر واما المشاہد فلا تتساوی
بل برکۃ زیارتہا علی قدر درجاتہم عند اللہ نعم لو کان فی موضع لا مسجد فیہ فلہ ان یشد الرحال الی
موضع فیہ [illegible] ینتقل الیہ بالکلیۃ ان شاء ولیت شعری ہل لمنع ہذا القائل من شد الرحال الی
قبور الانبیاء مثل ابراہیم وموسی وعیسی وغیرہم فالمنع من ذلک فی غایۃ الاحالۃ واذا جوز ذلک
فقبور الاولیاء والعلماء والصلحاء فی معناہا فلا یبعد ان یکون ذلک من اغراض الرحلۃ کما ان
زیارۃ العلماء فی الحیاۃ من المقاصد انتہی اور ابن حجر مکی جوہر منظم مین بعد ذکر احادیث زیارت
قبر نبوی کہتے ہین ثم ہذہ الاحادیث کلہا ناصۃ وہی الاکثر او ظاہرۃ فی ندب بل تاکد زیارۃ صلعم

حیا ومیتا للذکر والانثی من قرب او بعد فیستدل بها علی فضیلة شد الرحال لذلک وندب السفر للزیارة
حتی للنساء ای اتفاقا کما اخذه الربعی من قولهم تسن الزیارة لکل حاج وبحث فیه غیره ان قبور الصالحین
والشهداء کذلک ووجه شمول الزیارة للسفر انها تستدعی الانتقال من مکان الزائر الی مکان المزور
کلفظ الحجی الذی نصت علیه الآیة الکریمة فالزیارة انما نفس الانتقال من مکان الی مکان بقصدها
واما الحضور عند المزور من مکان آخر وعلی کل فالانتقال الشامل للسفر من قرب او بعد لابد منه فی
تحقیق معناها واذا کانت کل زیارة قربة کان کل سفر الیها قربة وزعم ان الزیارة قربة فی حق القریب
فقط افتراء علی الشریعة الغراء فلا یعول علیه انتهی آورسی اویسین ہے فان قلت کیف تحکی الاجماع
السابق علی مشروعیة الزیارة والسفر الیها وطلبها وابن تیمیة من متاخری الحنابلة منکر لمشروعیة
ذلک کله کما رآه السبکی بخطه واطال اعنی ابن تیمیة فی الاستدلال لذلک بما لا یجدی الاسماع وتنفر عنه
الطباع بل زعم حرمة السفر لها اجماعا وانه لا تقصر فیه الصلوة وان جمیع الاحادیث الواردة فیها
موضوعة وتبعه بعض من تاخر عنه من اهل مذهبه قلت من هو ابن تیمیة حتی ینظر الیه او یعول فی
شئی من امور الدین علیه وهل هو الا کما قال جماعة من الائمة الذین تعقبوا کلماته الفاسدة وحجه
الکاسدة حتی اظهروا عوار سقطاته وقبائح اوهامه وغلطاته کالعز بن جماعة عبد اضله الله واغواه
والبسبه رداء الخزی وارداه ولقد تصدی شیخ الاسلام وعالم الانام المجمع علی جلالته واجتهاده
وصلاحه وامامته التقی السبکی للرد علیه فی تصنیف مستقل افاد فیه واجاد واجاب واوضح بباهر
حجه طریق الصواب فشکر الله مسعاه وادام علیه شآبیب رحمته ورضاه انتهی آورسی اویسین ہے
فان قلت کیف هذا التشنیع علیه مع ما استمسک به من قوله صلی الله علیه وسلم لا تشد الرحال
الا الی ثلثة مساجد والشد للزیارة خارج عن هذه الثلثة فلیکن منهیا عنه قلت لیس معنی الحدیث
نافهم لما یاتی موضحا وانما معناه لا تشد الرحال الی مسجد لاجل تعظیمه والتقرب بالصلوة فیه الا

الى المساجد الثلثة لتعظيمها بالصلوة فيها وهذا التقدير لابد منه عند كل احد ليكون الاستثناء
متصلا ولان شد الرحال الى عرفة لقضاء النسك واجب اجماعا وكذا الجهاد والحج من دار
الكفر بشرطها وهو لطلب العلم سنة او واجب وقد اجمعوا على جوازها للتجارة وحوائج الدنيا فحوائج
الآخرة لا سيما ما هو آكدها وهو الزيارة للقبر الشريف اولى ومما يدل ايضا لتاويل الحديث بما ذكر
التصريح به في حديث سنده حسن وهو قوله صلى الله عليه وسلم لا ينبغي للمطي ان تشد رحالها الى مسجد
يبتغى فيه الصلوة غير المسجد الحرام ومسجدي هذا والمسجد الاقصى على ان في شد الرحال لغير هذه
الثلثة مذاهب قال الشيخ ابو محمد الجويني لمنع وربما قال تحرم وقال الشيخ ابو علي لا يحرم ولا يكره وانما المراد حصر القربة في شد تلك الثلثة وغيرها لا قربة في الشد اليها وهذا هو المعتمد عندنا بل هو الصواب
فيما زعم غلط القدوري وغيره الشيخ ابا محمد الجويني في مامر عنه وبحث السبكي ان ان قصد بذلك التعظيم فالحق
الاول وان لا فالحق هو الثاني وقيل ان المراد لا تشد الرحال الى مسجد لابتغاء مضاعفة الصلوة فيه
الا الى المساجد الثلثة فانها في شد الرحل لمسجد آخر لها فضيلة غير المضاعفة كمسجد قباء ليل الحث الوارد
فيه انتهى آه ربي او سيمين ہے الحاصل ان النهي عن السفر مشروط بامرين احدهما ان تكون غاية
غير المساجد الثلثة لاقربة فيها كاشتغال العلم او زيارة قريب والثاني ان تكون علة تعظيم البقعة
والسفر لزيارته صلى الله عليه وسلم خارج من ذلك فقط الان غاية احد المساجد الثلثة وعلته
تعظيم ساكن البقعة الشريفة لا نفس البقعة فالسفر المطلوب نوعان احدهما غاية احد المساجد
الثلثة والثاني ما يكون بعبادة وان كان الى غيرها والسفر لزيارته صلى الله عليه وسلم اجتمع فيه
الامران فهو في اعلى درجات الطلب وافضلها وانما انتهى آه ربي او سيمين ہي فان قلت
هو يستدل ايضا بقوله صلى الله عليه وسلم لا تجعلوا قبري عيدا زعم انه ظاهر كالذي قبله في ما ادعاه
من عدم مشروعية الزيارة والسفر اليها ومن ثم قيل انه تمسك به غير واحد من اهل البدع في النهي

عنها قلت بعد ان يعلم ان الحديث منازع فى ثبوته ولكن ثبوته هو الاصح الكلام ههنا فى مقامين اولهما
ما نقل عن جماعة من اهل البيت فى مسند عبد الرزاق وغيره تمسكا بهذا الحديث ليس نهيا عن اصل الزيارة
وانما هو نهى لمن اتى بها على غير الوجه المشروع بدليل قول الحسن بن الحسن بن على بعد نهيه اذا دخلت
المسجد فسلم عليه صلى الله عليه وسلم ثم روى له الحديث المذكور ولعله كان ممن يقول بايجازها
دون تطويلها وعليه جماعة وبدليل قول زين العابدين بعد نهيه ايضا لمن زاد فيها على الحد
هل لك ان نحدثك حديثا عن ابى وروى له الحديث المذكور وقد روى ابن ابنه جعفر الصادق
انه كان اذا جاء يسلم على النبى صلى الله عليه وسلم ويقف عند الاسطوانة التى تلى الروضة ثم يسلم ثم يقول
ههنا راس رسول الله صلى الله عليه وسلم وح اتضح انه لا حجة فى نهى عن بعض اهل البيت وكيف
نتخيل فيهم او فى احد من السلف او الخلف الذين يعول عليهم ويقتدى بهم المنع من زيارته صلى الله
عليه وسلم وهم كبقية المسلمين مجمعون على ندب زيارة سائر الموتى فضلا عن زيارة رسول الله صلى الله
عليه وسلم وثانيهما انه لا يتمسك بظاهر ذلك الحديث لو فرض صدق ابن تيمية فى دلالته على زعمه الا
من جهل لسان العرب وقوانين الادلة اما اولا فانا نمنع دلالته لزعمه اذ لو كان المراد ذلك لقال
صلى الله عليه وسلم لا تزوروا قبرى ولم يات بذلك اللفظ المحمل للمراد وغيره لان الحق بهذا
المقام الدلالة عليه بالمطابقة دون التضمن او الالتزام لعظيم خطره ولو فرض امتناعه فعدوله الى
لا تجعلوا قبرى عيدا دليل ظاهر على ان المراد منه غير ذلك واما ثانيا فلان ظاهر الذى زعمه لو كان
مرادا بل لو ورد لا تزوروا قبرى وجب تاويله لما مر من اجماع المسلمين على زيارته والاجماع
من الادلة القطعية وهى لا تعارض بغيرها من الظنيات واذا اتضح وجوب تاويل هذا الصريح فكيف
بذلك المحتمل للنهى عنها كاحتماله للحث عليها بل وعلى كثرتها فانا احتماله الحث عليها وعلى كثرتها وجهه
ان يقال المراد لا تتخذوا زيارة قبرى حتى لا تزوروه الا فى بعض الاوقات كالعيد بل اكثروا

من زیارتی فی سائر الاوقات او المراد لا تتخذوه وقتا مخصوصا لا یزار الا فیه واما احتمال النهی
عنها فهو بفرض انه المراد محمول علی حالة مخصوصة ای لا تتخذوه کالعید فی العکوف علیه واظهار الزینة
عنده وغیرها مما یجمع له فی الاعیاد بل لا یوتی الا للزیارة والسلام والدعاء ثم ینصرف عنه فبان
واتضح بهذا الذی قررته وحققته وحررته انه لا متمسک بهذا الحدیث بوجه من الوجوه وانه دلیل علیه
سوا اراد به الحث علی کثرتها او انها لا تمل فی وقت وهو ظاهر او النهی عنها لانه مقید بحالة مخصوصة
انتهی اور ابن حجر کی اپنے رسالہ در منضود فی الصلوة علی صاحب المقام المحمود مین لکھتے ہین
نهیه صلی الله علیه وسلم عن جعل قبره عیدا یحتمل انه للحث علی کثرة الزیارة ولا تجعل کالعید الذی
لا یوتی فی العام الا مرتین والاظهر انه اشارة الی النهی الوارد فی الحدیث الآخر عن اتخاذ قبره
مسجدا ای لا تجعلوا زیارة قبری عیدا من حیث الاجتماع لها کهو للعید وقد کانت الیهود والنصاری
یجتمعون لزیارة قبور انبیائهم ویشتغلون عندها باللهو والطرب فنهی صلی الله علیه وسلم امته
من ذلک او عن ان یتجاوزوا فی تعظیم قبره ما امر وا به والحث علی زیارة قبره قد جا فی احادیث
بینتها فی حاشیة الایضاح مع الرد علی من انکر ذلک وهو ابن تیمیة وقد اجمعت الامة کما نقله
غیر واحد علی انها من افضل القربات وانجح المساعی انتهی اور سیوطی حواشی سنن نسائی مین
جو مسمی بہ زہر الربی علی المجتبی ہی رقم کرتے ہین لا تشد الرحال کنی بشد الرحل عن السفر لانه
لازمه الا الی ثلثة مساجد استثنا مفرغ والتقدیر لا تشد الی موضع الا الی ثلثة مساجد قال الشیخ
تقی الدین السبکی لیس فی الارض بقعة لها فضل لذاتها حتی تشد الرحال الیها لذلک الفضل
غیر البلاد الثلثة واما غیرها من البلاد فلا تشد الیها بل لزیارة او جهاد او علم او نحو ذلک انتهی
اور سیوطی تنویر الحوالک علی موطا امام مالک مین لکھتے ہین لا تعمل المطی ای لا تسیر وتسافر علیها
الا الی ثلثة مساجد هو استثنا مفرغ ای الی موضع قال السبکی لیس فی الارض بقعة لها

فضل لذاتها حتی یسافر الیها لذلک الفضل غیر هذه الثلثة واما غیرها فلا یسافر الیها لذاتها بل لمعنی
فیها من علم او جهاد او نحو ذلک فلم تقع المسافرة الی المکان بل الی من فی ذلک المکان انتہی
اور برہان الدین ابراہیم حلبی المعروف ببسط ابن العجمی کے تلمیذ جمال الدین محمد بن خلیل اللنطاکی
زبدۃ المقتفی بشرح الشفا میں تسطیر کرتے ہیں لاتتخذوا بیتی عیدا المراد بالبیت ہہنا القبر کما جاء
فی روایۃ اخری لاتجعلوا قبری عیدا وفی الکلام حذف تقدیرہ لاتجعلوا زیارۃ قبری عیدا ومعناہ
النہی عن الاجتماع لزیارتہ صلی اللہ علیہ وسلم کاجتماعہم للعید وقد کانت الیہود والنصاری
یجتمعون لزیارۃ قبور انبیائہم ویشتغلون باللہو والطرب فنہی امتہ عن ذلک وقیل یحتمل ان یکون
نہیہ لدفع المشقۃ عن امتہ او لکراہتہ ان یجاوز وا فی تعظیم قبرہ غایۃ التجاوز فیفتتنوا بہ ربما یؤدی
ذلک الی الکفر کما جری لکثیر من الامم الخالیۃ انتہی اور بہی اویسمین بعد چند ورق کی ہی لاتشد
الرحال الا الی ثلثۃ مساجد ینبغی للعاقل ان لایشتغل الا بما فیہ صلاح دینوی او فلاح اخروی
ولما کان ماعدا ذلک من المساجد متساویۃ الاقدام فی الشرف والفضل وکان التنقل والارتحال
لاجلہا ضائعا عبثا نہی الشارع عنہ لان لاتشد خبر بمعنی النہی انتہی اور بلا علی قاری رسالہ
الدرۃ المضیئۃ فی الزیارۃ المصطفویۃ میں مسطور کرتے ہیں ویستحب للزائر ان ینوی مع زیارتہ
صلی اللہ علیہ وسلم التقرب بشد الرحل الی مسجدہ والصلوۃ والاعتکاف فانہ احد المساجد الثلثۃ
التی تشد الیہا الرحال ولہذا بعض المشائخ مازارہ فی سفر حجۃ بل ابتدأ بسفر آخر للزیارۃ لئلا
یکون تبعا لہ انتہی اور بہی اویسمین قبل تین چار ورق کی ہے وقد فرط ابن تیمیۃ من الحنابلۃ
حیث حرم السفر لزیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کما افرط بعض الفضلاء حیث قال کون الزیارۃ
قربۃ معلومۃ من الدین بالضرورۃ وجاحدہ محکوم علیہ بالکفر واما قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتجعلوا
قبری عیدا وہو حدیث ثابت علی الاصح فمعناہ ان المراد لاتملوا زیارۃ قبری حتی لاتزوروہ

الا فی بعض الاوقات کالعید بل اکثروا من زیارتی فی سائر الاوقات او المراد لا تتخذوا له وقتا
مخصوصا لا یزار الا فیه کما ان العید لا یکون الا فی وقت مخصوص او المراد لا تتخذوه کالعید فی العکوف
علیه واظهار الزینة عنده وغیرهما مما لا یجتمع له الا فی الاعیاد بل لا تاتوه الا للزیارة والدعاء ثم انصرفوا
عنه والاظهر انه اشارة الی النهی الوارد فی الحدیث الآخر عن اتخاذ قبره مسجدا ای لا تجعلوا زیارة
قبری عیدا من حیث الاجتماع لها کهو للعید وقد کانت الیهود والنصاری یجتمعون لزیارة قبور انبیائهم
ویشتغلون عندها باللهو والطرب انتهی اور بهی اوسیمین بهی اما حکمة افراده صلی الله علیه وسلم عن
مکة بالجعل آخر بعید عنها فی عظم اظهار فضله وانه متبوع لا تابع اذ لو کان بمکة لکان قصده یقع تابعا
انتهی اور اوسیمین بهے من الاحادیث الموضوعة من زارنی وزار ابی ابراهیم فی عام واحد
ضمنت له الجنة قال ابن تیمیة موضوع وقال النووی انه باطل لا اصل له وهو کذلک اذ زیارة
الخلیل وسائر الانبیاء قربة مستقلة لا تعلق لها بزیارة حج ولا بزیارة قبر نبینا صلی الله علیه وسلم
وکذا ما زعمه بعض الجهلة من ان زیارة القدس تقدس حجة اذ لا تعلق لها بالحج بل هی قربة مستقلة
ایضا انتهی اور ابن همام فتح القدیر حاشیه هدایه مین لکهتے هین والاولی عند العبد الضعیف
تجرید النیة لزیارة قبر النبی صلی الله علیه وسلم ثم ان حصل له اذا قدم زیارة المسجد او یستفتح
فضل الله فی مرة اخری ینویهما لان فی ذلک زیادة تعظیمه صلعم واجلاله ویوافقه ظاهر ما ذکرنا
من قوله صلعم من جاءنی زائرا لا تعلد حاجة الا زیارتی کان حقا علی ان اکون له شفیعا یوم
القیمة انتهی اور بهی اوسیمین بهی فاذا نوی زیارة القبر فلینو معه زیارة مسجد رسول الله صلی الله علیه
وسلم فانه احد المساجد الثلثة التی تشد الیها الرحال انتهی اور زرقانی شرح موطا مین کهتے
هین لا تعمل المطی ای لا تسیر ولیسافر بمعنیها الا الی ثلثة مساجد استثنا مفرغ ای الی موضع
للصلوة فیه الا لهذه الثلثة ولیس المراد انه لا یسافر اصلا الا لها قال ابن عبد البر وان کان ابو بصیر

رآه عاما فلم یره ابو ہریرۃ عاما الا فی الواجب من النذر واما فی التبرک کالمواضع التی یتبرک بہا
والمباح فکزیارۃ الاخ فی اللہ فلیس بداخل فی النہی ویجوز ان یکون خروج ابی ہریرۃ الی الطور
لحاجۃ عنت لہ انتہی اور بہی اوسیمین ہے قال البیضاوی لما کان ما عدا الثلثۃ من المساجد متساویا
الاقدام فی الشرف والفضل وکان التنقل والارتحال لاجلہا عبثا محضا نہی عنہ لانہ ینبغی
للانسان ان لا یشتغل الا بما فیہ صلاح دینوی وفلاح اخروی انتہی اور شاہ ولی اللہ محدث
دہلوی حجۃ اللہ البالغۃ مین رقم کرتے ہین قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تشد الرحال الا الی ثلثۃ
مساجد المسجد الحرام والمسجد الاقصی ومسجدی ہذا اقول کان اہل الجاہلیۃ یقصدون مواضع
معظمۃ بزعمہم یزورونہا ویتبرکون بہا وفیہ من التحریف والفساد ما لا یخفی فسد النبی صلی اللہ
علیہ وسلم الفساد للئلا یلتحق غیر الشعائر بالشعائر وللئلا یصیر ذریعۃ لعبادۃ غیر اللہ والحق عندی
ان القبر ومحل عبادۃ ولی من اولیاء اللہ والطور کل ذلک سواء فی النہی انتہی اور مسوی
شرح موطا مین لکھتے ہین قلت مدلول الحدیث ان یکون شد الرحال الی غیرہا لمعنی القربۃ و
تخصیص المکان منہیا عنہ ولعل الحکمۃ فیہ الصد عما کان اہل الجاہلیۃ یفعلونہ من اختراع مواضع
یعظمونہا بزعمہم انتہی اور شیخ عبد الحق دہلوی جذب القلوب الی دیار المحبوب مین کہتے ہین واما
اختیار سفر برای زیارت شریف بقصد دریافت این سعادت عظمی ہرگاہ استحباب و فضیلت
زیارت ثابت شد مشروعیت سفر واستحباب او نیز لازم آمد واز جہت عموم ودلائل افادہ او استوار
قرب وبعد دران دا احادیث لا تشد والرحال مراد بدآن منع شد رحال وارتکاب سفر برای
مسجدی غیر مساجد ثلثۃ چنانچہ قاعدہ نحویہ کہ وجوب جنسیت مستثنی منہ است مستثنی را در استثنا
مفرغ اقتضای آن کند پس منع مطلق سفر بغیر این مساجد لازم نیاید وچگونہ از سفر بغیر این
مساجد منع کنند وحال آنکہ سفر برای حج وجہاد وہجرت وتجارت وسائر مصالح دنیاوی جائز

ومشروع است باتفاق وبعضی گفته اند که مقصود آنحضرت صلعم آنست که قربت مقصوده در
قصد مساجد ثلثه که مسجد حرام ومسجد النبی ومسجد اقصی است وماعدای آن نه چنین باآنکه قصد
زیارت آنحضرت صلعم مستلزم قصد مسجد شریف است ازجهت مجاورت او مرآنرا انتهی آوربی
اوسیمین هی واختیار مسافرت سلف ازجهت زیارت سید کائنات بسیار آمده از آنجمله حکایت
آمدن بلال موذن است درزمان خلافت عمر رض از شام بمدینه ابن عساکر از روایت ابی الدرداء
می آرد که بلال آنحضرت صلعم در خواب دید که می فرماید این چه جفاست ای بلال که بزیارت
نمی آئی همدران ساعت راحله خود راسوار شده قاصد مدینه مطیبه برآمد چون بقبر رسید گریه
کرد وروی نیاز بخاک مالید وحسن وحسین را دیده که ازحجره برآمدند ایشان را در کنار گرفت
وبرسر وروی مبارک شان بوسه داد وآورده اند که چون امیر المومنین عمر رض فتح شام کرده
بااهل بیت المقدس مصالحه نمود کعب احبار آمد وبشرف اسلام مشرف شد عمر رض را باسلام
او غایت فرح وسرور دست داد ودروقت خروج باوی گفت یاکعب خواهی که بامابمدینه آئی
وزیارت سید المرسلین کنی گفت نعم انا افعل کذا وبعد ازقدوم مدینه اول کاریست که ابتدا
کرد سلام برپیغمبر صلعم بود وعبد الرزاق باسناد صحیح روایت می آرد که ابن عمر رض چون ازسفر
قدوم می آورد اول بقبه شریف می رسید ومی گفت السلام علیک یارسول الله السلام علیک
یاابابکر السلام علیک یااتباه ودر موطا امام مالک نیز این روایت مذکور شده است وعمر بن عبد العزیز
ازشام بمدینه منوره بریدرا می فرستاده تاسلام اورا بجناب رسالت مآب صلی الله علیه وسلم
عرض نماید واین فعل وی درصدر زمان تابعین بود وروایت این خبر مستفیض ومشهور است
انتهی آورا اوسیمین هی ومذهب امام مالک کراهت اکثار وقوف ست نزد قبر شریف خصوصا
مراهل مدینه راوالا انکار اصل زیارت وحضور قبر شریف ووقوف درحضرت رسول الله صلعم

صورتی ندارد وانتہی آن عبارات سی اور امثال انکی سی کہ کتب صدہا علماء مین مرقوم ہین اور بخوف
تطویل درج نہین کی گئین چند امور مستنبط ومفہوم ہوتی ہین ایسی کہ جن سی آپکی کلمات جو اس
فائدہ مین تحریر کئی گئی ہین مردود ومتضمن افتراء وبہتان وکذب متصور ہوتی ہین **اول** یہہ کہ
جواز شد الرحال الی قبور الانبیاء والصالحین خصوصا الی قبر سید المرسلین علیہ وعلی آلہ صلوات
رب العالمین مذہب ایک جماعت عظیمہ محققین محدثین وفقہاء دین متین کا ہی جیسے شیخ الاسلام
ابو عبد اللہ ذہبی اور حافظ زین الدین العراقی اور حافظ ابن حجر عسقلانی اور حافظ جلال الدین
سیوطی اور عبد اللطیف بن ملک اور علی عزیزی اور طیبی اور قسطلانی اور عبد اللہ بن سالم بصری
اور تقی الدین سبکی اور کرمانی اور امام الحرمین اور نووی اور امام غزالی اور خطابی اور شیخ
عبد الحق محدث دہلوی اور طاہر فتنی اور قاضی القضاۃ بدر الدین عینی حنفی اور ابن الہمام
اور ملا علی قاری اور مناوی اور ابن عبد البر اور باجی اور زرقانی اور ابن حجر مکی اور سبط
ابن العجمی برہان الدین حلبی اور تلمیذ اونکی محمد بن خلیل انطاکی اور بیضاوی اور ابن الحاج
اور سوا انکی اگر بنظر وسیع ملاحظہ کتب علماء ہو صدہا علماء اسیکی قائل نکلینگے کہ احاطہ عدد سی
باہر ہونگی اور مانعین بہ نسبت مجوزین کے جیسی ابن بطہ وابن عقیل حنبلیین وعیاض
مالکی وابو محمد جوینی وقاضی حسین شافعیین وابن تیمیہ حنبلی وبعض تلامذہ شان مثل ابن
رجب وابن القیم وابن عبد الہادی بہت کم ہین پس اگر منع شد رحال مختار محققین ہی جیسا کہ
آپنی تصریح فرمائی تو جواز شد رحال بہی مختار محققین ہے بلکہ یہہ محققین بہ نسبت اون محققین
کی بدرجہا زائد ہین معلوم نہین کہ تقلید سواد اعظم محققین پر تقلید سواد قلیل محققین کے
کیون مرجح سمجہی گئے اور تحقیق جم غفیر محققین سی تحقیق طائفہ قلیلہ محققین کیون قابل اخذ بنائی
گئی اسکا جواب بنظر انصاف دینا چاہیی اور بمجرد الفت تحقیق ابن تیمیہ وتلامذہ شان

باقتضای ہر کس بحیال خویش حبلی دارد دہر امر مین انکی تحقیق کو گو جانب مخالف مین انسی افضل محققین ہون اور انکی استدلال و مذہب پر بدلائل شافعیہ و براہین کافیہ رد و قدح کرتی ہون نہ تقدم کرنا چاہیے ہان اگر مانحن فیہ مین مانعین ارباب تحقیق ہوتی اور مجوزین محققین نہوتی البتہ قول منع مرجح ہوسکتا تہا یا مجوزین کیطرف سی جواب وافی دلائل مانعین کا نہوتا البتہ قول منع قابل اخذ ہوتا پس قول آپکا بطور انحصار کہ یہی مذہب محققین کا ہی کہ مفید اس امر کو ہی کہ قول جواز مذہب محققین کا نہین ہے افترا ٹہرا اور اگر محققین کا انحصار آپکی زعم مین ابن تیمیہ اور اونکی تلامذہ پر ہی تو یہ امر خارج از عقل ہے کیا خوب شیخ الاسلام ذہبی نے بعد اسکی کہ ابن تیمیہ کی ثنا و تبلیغ کی اور مدح وافر کی ارشاد کیا وانا لا اعتقدہ فی جمیع ما قالہ وہو بشر لہ ذنوب وخطاء اور ابن قیم کے حق مین بعد نقل منع شد رحال الی قبر الخلیل کے واللہ یصلہ ویوفقہ تحریر کیا اور لکنہ معجب برایہ سئی العقل جری علیہ امور غفر اللہ لہ بہی لکہا اور حافظ زین الدین عراقی نی جب نوبت زیارۃ قبر الخلیل فرمائی ابن رجب کو الزام دیا ابن رجب رجب اصم وابکم ہو گیا اور مبہوت و متحیر ہو کی خاموش ہو رہا امر دوم سبکی نے شفاء الاقسام مین منع شد رحال الی الزیارۃ کو خطا تحریر کیا اور نووی نے جواز شد رحال الی المواضع الفاضلۃ و قبور الصالحین کو صحیح عند الشافعیہ لکہا اور محققین کیطرف منسوب کیا اور ایک مقام پر مذہب ابو محمد جوینی کو جو منع شد رحال ہی محکوم علیہ غلط کا کیا اور حافظ ابن حجر نے بہی جواز شد رحال کو صحیح عند الشافعیہ بنایا اور منع شد الرحال کو جو ابن تیمیہ وغیرہ سی منقول ہے من اشنع المسائل المنقولۃ عنہ لکہا اور سیوطی نے جواز شد رحال کو صحیح اور مذہب محققین کا تحریر کیا اور امام غزالی نی فتوی جواز کا لکہکے منع شد رحال الی قبور الانبیاء کی قائل سی تعجب کیا اور اوسکو غایۃ الاحالہ مین لکہا اور ابن حجر مکی نے ابن تیمیہ کی تحقیر کی اور من ہوا ابن تیمیۃ حتی نظیر

الیہ اویعول فی شئی من امور الدین علیہ الخ کی ترجیم کی اور مذہب جواز کو معتمد لکھا بلکہ صواب کا
کہ جس سی جانب مخالف کا غلط ہونا لازم ہی حکم دیا اور ملا علی قاری نی وقد فرط ابن تیمیہ الخ لکھکے اس
مسئلہ مین اونکی طرف تفریط کو منسوب کیا اور صاف حکم نیت زیارت قبر نبوی کا دیا اور ایسی ہی
ابن ہمام نی اور ابن الحاج مالکی نے حکم دیا اور بحر العلوم نے ارکان مین ابن تیمیہ کا مذہب لکھکے
اوسکو بشدو مد رد کیا بالآخر یہ کیا پھر بہی قول ابن تیمیہ کا معتبر سمجہا جاویگا اور باوجود اسکی کہ محققین
ارباب مذاہب اونپر رد کرتے ہین اور جواز کو صحیح و مذہب محققین لکھتے ہین اور اوسپر فتوی دیتے ہین
اور منع کو غلط اور موجب تعجب و تفریط وغیرہ سمجھتی ہین قول منع کو معتبر سمجھنا ظلم صریح و حکم قبیح
وامر شنیع ارباب انصاف کی نزدیک ہوگا امر سوم نووی اور سیوطی وغیرہ نی چونکہ مذہب
جواز کو صحیح عند اصحابنا لکھا اور آپکی نزدیک لفظ مشائخنا مفید استغراق ہی اور وہی مدار نسبت
قول استحباب زیارت جمہور حنفیہ کیطرف ہی پس ایسہی لفظ اصحابنا بہی مفید استغراق ہوگا اور
قول جواز صحیح عند جمہور الشافعیہ ٹھہریگا اور جب ارباب مذاہب باقیہ کی مجوزین کا کہ جنکا عدد عدد
مانعین پر بدرجہا زائد ہی ضم ہوگا تو قول جواز کا مذہب جمہور علماء الامۃ المحمدیۃ من المذاہب
المتفرقۃ ٹھہریگا اور سابقا آپ لکھہ چکی ہین کہ فتوی قول جمہور پر چاہیی پس آپکو جواز کا فتوی
لازم ہوگا اور اختیار منع خالی ظلم قبیح و اعتساف صریح سی نہوگا امر چارم سبکی اور ابن
حجر مکی وغیرہ نی مشروعیت سفر زیارت پر اجماع نقل کی اور استدلال قول مخالف غیر معتبر
سمجھی پس اگر جواز پر اجماع حقیقی نہو تو اوسکا قول جمہور ہونا تو بیشک لازم آویگا بلکہ آپکی طریقہ کی
موافق یہہ مسئلہ مجمع علیہ ہو جائیگا جیساکہ آپنی اجماع کا دعوی استحباب زیارت پر کر دیا اور قول
وجوب وغیرہ کو خیال نہ کیا اور جب یہہ مسئلہ اجماعیہ ہوگیا یا قول جمہور ہوا فتوی دینا اسکا موافق
آپکی تحریر سابق کی لازم و واجب ہوا امر پنجم نووی و عزیزی وغیرہ کی تحریر سی معلوم ہوا کہ حدیث

لاتشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد جو مانعین کے مابہ الاستدلال ہی جمہور علماء کی نزدیک اوسمین مستثنی منہ
الی مسجد محذوف ہی اور وہ فقط مفید منع شد الرحال الی المساجد ما عدا المساجد الثلثۃ ہی نہ مفید منع
شد رحال الی زیارۃ القبور وغیرہ ہی اور حدیث احمد وغیرہ بہی اسیکی موید ہی اور تحریر عینی وغیرہ سے
معلوم ہوا کہ اسی توجیہ کو حافظ زین الدین عراقی نی حسن کہا اور حسب اقرار آپکی فتوی قول جمہور
پر ہوتا ہی پس قول جواز مفتی بہ ہوگا اور طریق استدلال سابقہ لاتشد الرحال کی غیر مقبول ہوگا

امر ششم جمہور علماء استدلالات منکرین کا جواب شافی دیتی ہین جیسا کہ عبارات سابقہ وغیرہا
اوسپر شاہد ہین پس استدلال مانعین کا قوی ہونا محض بے اصل ٹھہرا اور دعوی واستدلال بیک
قابل اعتبار نہوا **التفصیل** اس اجمال کی یہہ ہی کہ مانعین کا خصوصا ابن تیمیہ اور اونکی تلامذہ
کا چند حدیثونکی ساتھہ استناد ہی اور حقیقت مین ایک بہی قابل استناد نہین ہی **اول** حدیث
لاتشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد جسکو جماعت محدثین نی اپنی کتب مین بعبارات مختلفہ متقاربہ
روایت کیا ہی سیوطی نے اس حدیث کو جامع صغیر فی حدیث البشیر النذیر مین اور علی متقی ہندی
نی منہج العمال فی سنن الاقوال مین مسند احمد وصحیح بخاری وصحیح مسلم وسنن ابوداؤد وسنن نسائی
کیطرف بروایت ابوہریرۃ رضہ اور بروایت ابوسعید خدری مسند احمد وبخاری ومسلم وابن ماجہ
کیطرف اور بروایت ابن عمر ورضہ سنن ابن ماجہ کی طرف منسوب کیا اور معجم صغیر طبرانی مین بروایت
علی مروی ہی عبارت اوسکی یہہ ہی نا سلمۃ بن ابراہیم نا اسمعیل بن یحیی بن سلمۃ بن کہیل الحضرمی
الکوفی ثنی ابی عن ابیہ عن جدہ سلمۃ عن حجۃ بن عدی عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لاتشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد مسجدی ہذا والمسجد الحرام والمسجد الاقصی ولا تسافر المرأۃ فوق یومین الا
ومعہا زوجہا او ذو محرم ولا صیام یومین فی السنۃ الفطر والاضحی ولا صلوۃ بعد الصلاتین بعد صلوۃ الصبح
حتی تطلع الشمس وبعد العصر حتی تغرب قال الطبرانی لم یروہ عن سلمۃ الا ابنہ یحیی تفرد بہ ولدہ عنہ

من — بل استدلال مانعین
غیر رحال مع قبلیت

من — بل حدیث لاتشد الرحال
کی ساتھہ بیان اونکی
قوتین کی ۱۲

انتہی اور سنن دارمی مین بروایت ابوہریرۃ کتاب الصلوۃ مین مروی ہی عبارت اوسکی یہہ ہے
نا یزید بن ہارون نا محمد بن عمرو عن ابی سلمۃ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لاتشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد الکعبۃ ومسجدی ہذا ومسجد الاقصی انتہی اور بزار نی بروایت عائشۃ
بلفظ احق المساجد ان تزار وتشد الیہ الرواحل المسجد الحرام الخ مروی کیا جیسا کہ حافظ عبد العظیم
منذری کتاب الترغیب والترہیب مین لکھتی ہین وروی البزار عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم انا خاتم الانبیاء ومسجدی خاتم مساجد الانبیاء احق المساجد ان تزار وتشد الیہ
الرواحل المسجد الحرام ومسجدی وصلوۃ فی مسجدی افضل من الف صلوۃ فی غیرہ من المساجد الا
المسجد الحرام انتہی اور قسطلانی ارشاد الساری بشرح صحیح البخاری مین باب فضل الصلوۃ فی
مسجد مکۃ والمدینۃ مین کہ بخاری نی اوسمین اس حدیث کو بروایت ابوہریرۃ رض بلفظ لاتشد
الرحال الا الی ثلثۃ مساجد المسجد الحرام ومسجد الرسول ومسجد الاقصی اخراج کیا ہی لکھتی ہین
کہ اس حدیث کو مسلم وابوداود نی کتاب الحج مین اور نسائی نے کتاب الصلوۃ مین اخراج
کیا ہی اور سبکی نے شفاء الاسقام مین تحریر کیا ہی کہ یہہ حدیث متفق علی صحتہ ہی بروایت
ابوہریرۃ اور وارد ہوئی ہی بالفاظ مختلفہ مشہور عبارت لاتشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد
مسجدی ہذا والمسجد الحرام ومسجد الاقصی ہی اور یہہ روایت سفیان بن عینیہ کی زہری سی
ہی اور روایت معمر زہری سی بلفظ تشد الرحال الی ثلثۃ مساجد بغیر حصر کے ہی اور روایت
چند طرق سی بلفظ انما یسافر الی ثلثۃ مساجد مسجد الکعبۃ ومسجد ایلیا ومسجدی مروی ہی اور ان
تینون روایتونکو مسلم نے باب فضل المدینۃ مین ذکر کیا ہی اور قبل اسکے باب سفر المرأۃ مین
مسلم نی بروایت ابوسعید خدری رض بلفظ لاتشد والرحال الا الی ثلثۃ مساجد مسجدی ہذا والمسجد
الحرام والمسجد الاقصی اخراج کیا اور اسمین لاتشد والصیغۃ نہی وارد ہی بخلاف عبارت سابقہ

کی کہ اوسمین لاتشد بلفظ خبر ہی لیکن مقصود اوس سی نہی ہی اور اسحق بن راہویہ نے
اپنی مسند مین بروایت ابوسعید خدری رض بلفظ انما تشد الرحال الی ثلثۃ مساجد مسجد ابراہیم و مسجد
محمد و مسجد بیت المقدس اور طبرانی نے معجم مین بروایت ابن عمر بصیغۂ نہی بلفظ لاتشد الرحال
الا الی ثلثۃ مساجد مسجد الحرام و مسجد المدینۃ و مسجد بیت المقدس اخراج کیا بعد اس ذکر روایات کے
سبکی نے معنی بیان کیی ہین مطابق اوسکی جواز علماء لکھتے ہین اور جامع ترمذی کی کتاب الصلوۃ
مین بھی یہہ حدیث بلفظ لاتشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد مسجد الحرام و مسجدی ہذا و المسجد الاقصی
بروایت ابوسعید مروی ہی اور مسند احمد مین مسند ابی ہریرۃ مین ایک مقام پر بلفظ تشد الرحال
الی ثلثۃ مساجد مروی ہی عبارت اوسکی یہہ ہی عبد اللہ بن احمد ثنی ابی ثنا سفیان عن الزہری عن
سعید عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال تشد الرحال الی ثلثۃ مساجد المسجد الحرام و مسجدی
ہذا و المسجد الاقصی قال سفیان و لاتشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد و تشد الرحال سواء انتہی
اور دوسری مقام پر بلفظ لاتشد الرحل مروی ہی عبارت یہہ ہی عبد اللہ ثنی ابی ثنا عبد الرزاق
ثنا معمر عن الزہری عن ابن المسیب عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لاتشد الرحل الا الی ثلثۃ مساجد مسجد الحرام و مسجدی ہذا و المسجد الاقصی انتہی اور کلام حافظ
ابن حجر و عزیزی وغیرہ سی جو سابقا مذکور ہوچکا معلوم ہوا کہ مسند احمد مین بروایت شہر بن
حوشب ابوسعید خدری سی بلفظ قال سمعت اباسعید و ذکرت عندہ صلوۃ فی الطور فقال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاینبغی للمطی ان تشد رحالہ الی مسجد ینبغی فیہ الصلوۃ غیر
مسجد الحرام و المسجد الاقصی و مسجدی ہذا مروی ہی اور اس حدیث کی سند مین چونکہ شہر
بن حوشب واقع ہی اور وہ متکلم فیہ ہی اسوجہ سی بعض علماء اسکو قابل احتجاج نہین سمجھتے
ہین مگر محققین اسکو قابل استدلال جانتے ہین اور اگرچہ اوسپر جروح نقاد فن نی کیی ہین

مگر چونکہ اوسکی مقابل مین تعدیل بہی نقادونی کی ہی اور کوئی جرح اس قسم کی نہین کہ جس سی
شہر کا متہم بالکذب ہونا یا وضع ہونا یا امثال اوسکی ثابت ہوا اور اکثر جروح مفسر بہی نہین اسوجہ سے
اوسکی حدیث کی حسن ہونیکا حکم دیتی ہین کیونکہ ایسی راوی کی حدیث بسبب تصریح علماء اصول
حدیث حسن ہوتی ہی اور غیر احتجاج سی بالکلیہ خارج نہین ہوتی ہی جیسا کہ فاضل اکرم معاصر
انظر لشرح نخبۃ الفکر مین کہتے ہین قال الزرکشی وجدت بخط الحافظ ابی الحجاج المزی من
الحدیث مالہ منزلۃ بین الصحیح والضعیف ومن طرقہ ان یکون احد رواتہ مختلفا فیہ وثقہ قوم
وضعفہ آخرون ولا یکون ما ضعف بہ مفسرا فان کان مفسرا قدم علی توثیق من وثقہ فصار
الحدیث ضعیفا انتہی اور زین الدین عراقی شرح الفیۃ الحدیث مین لکہتے ہین تقدم فی تقریر
الحسن لغیرہ ان الضعیف الذی ضعفہ من جہۃ فاحشۃ خطر راویہ وکثرۃ غلطہ لا من جہۃ اتہامہ بالکذب
اذا روی مثلہ او بسند آخر نظیرہ فی الروایۃ ارتقی الی درجۃ الحسن لانہ یزول عنہ ح ما یخاف من سوء
حفظ الراوی ویعتضد احدہما بالآخر انتہی اور یہی اوسمین ہی تقدم ان الحسن لا یشترط فیہ ثقۃ
رجالہ بل اذا کان فیہم من لم یتہم بالکذب وروی من وجہ آخر کان حسنا علی الشروط المتقدمۃ
وغیر المتہم اعم من ان یکون ثقۃ او مستورا انتہی اور شمس الدین سخاوی فتح المغیث بشرح
الفیۃ الحدیث مین رقم کرتے ہین اما مطلق الحسن فہو الذی اتصل سندہ بالصدوق الضابط
المتقن غیر تاحما او بالضعیف بما عدا الکذب اذا اعتضد مع خلوہ عن الشذوذ والعلۃ انتہی اب
شہر کی باب مین عبارات کتب کو دیکہیی اور داد انصاف دیجیی محمد طاہر فتنی قانون الموضوعات
مین لکہتے ہین شہر بن حوشب ترکوہ وقیل لین وقیل لا باس بہ ووثقہ ابن معین واحمد وروی
لہ مسلم مقرونا واحتج بہ غیر واحد ترمذی قال احمد لا باس بہ مدنیۃ وثقہ محمد بن اسمعیل وقال انما تکلم
فیہ ابن عون انتہی اور حافظ عبد العظیم منذری کتاب الترغیب والترہیب مین لکہتے ہین شہر

بن حوشب قال ابن عون ترکوہ وقال ابن شبابۃ عن شعبۃ لقیت شہرا فلم اعتدبہ وقال ابن عدی
شہر ممن لایعتد بحدیثہ وقال ابو حاتم لیس بدون ابن الزبیر وقال النسائی وغیرہ لایحتج بہ وقال
ابو زرعۃ لاباس بہ وقال یعقوب بن شیبۃ شہر ثقۃ طعن فیہ بعضہم ووثقہ ابن معین واحمد بن حنبل
والعجلی والفسوی وروی لہ مسلم مقرونا واحتج بہ غیر واحد انتہی اور ابو عبد اللہ ذہبی کاشف مین تحریر
کرتی ہین شہر بن حوشب الشامی عن مولاتہ اسماء بنت یزید وابی ہریرۃ وعنہ الثوری وثابت و
عبد الحمید قال شبابۃ لقیت شہرا فلم اعتد بہ وقال لیس بالقوی ووثقہ ابن معین واحمد انتہی اور
حافظ ابن حجر تقریب التہذیب مین کہتی ہین شہر بن حوشب الاشعری الشامی مولی اسماء بنت یزید
بن السکن صدوق کثیر الارسال والاوہام من الثالثۃ مات سنۃ اثنتی عشرۃ انتہی اور زیلعی نے
نصب الرایۃ تخریج احادیث الہدایۃ مین بحث حدیث الاذنان من الراس مین کہ جسکی رواۃ مین
بہی شہر واقع ہی امام فی احادیث الاحکام تالیف حافظ تقی الدین بن دقیق العید سی نقل کیا ہی
قد وثقہ احمد ویحیی والعجلی ویعقوب فالحدیث عندنا حسن انتہی اور ابن ہمام فتح القدیر مین لکہتی ہین
بحث حدیث الاذنان من الراس مین والصحیح فی شہر التوثیق وثقہ ابو زرعۃ واحمد ویحیی والعجلی ویعقوب
بن شیبۃ وسنان بن ربیعۃ انتہی اور عینی شرح ہدایہ مین بعد ذکر حدیث الاذنان من الراس کے
لکہتی ہین قال ابن دقیق العید ہذا الحدیث معلول بوجہین احدہما بشہر بن حوشب والثانی بالشک
فی رفعہ قلت شہر وثقہ احمد ویحیی والعجلی ویعقوب بن شیبۃ وسنان بن ربیعۃ وصح حدیث شہر الترمذی
عن ام سلمۃ ان النبی صلعم نشر علی الحسن والحسین وعلی وفاطمۃ کساء وقال ہولاء اہل بیتی ثم قال ہذا
حدیث حسن صحیح انتہی اور سابق فتح الباری بشرح صحیح البخاری تالیف ابن حجر عسقلانی سی
اور ضیاء الساری شرح صحیح البخاری تالیف عبد اللہ بن سالم بصری سی بعد نقل حدیث لاینبغی
للمطی ان تشد رحالہ الی مسجد الخ کی منقول ہو چکا وشہر حسن الحدیث وان کان فیہ بعض الضعف

انتہی اور ارشاد الساری بشرح صحیح البخاری تالیف قسطلانی سی اسی حدیث کی شان مین بسناد حسن منقول ہوچکا اور ابن حجر کی کا کلام بہی اس حدیث کی شان مین سندہ حسن مذکور ہوچکا **الحاصل** حدیث شد الرحال جو مسند احمد مین بطریق شہر مروی ہے اوسکی حسن مین شبہہ نہین اولا باقتضای قواعد اصول حدیث وثانیا بحسب تصریح محققین در امثال این حدیث وثالثا بحسب تصریح ارباب حدیث در خصوص این حدیث ہرگاہ روایت حدیث شد الرحال کا حال معلوم ہوچکا پس معلوم کرنا چاہیی کہ مانعین اسی حدیث سی بدین وجہ کہ اسمین نہی شد رحال وسفر ہی ماعدا مساجد ثلثہ کیطرف استدلال اوپر ممنوع ہونی شد الرحال سفر ای زیارہ قبور الانبیاء والاولیاء والصلحاء وغیرہ کی کرتے ہین اور اسکو اقوی ترین دلائل زعم کرتے ہین محققین محدثین اس حدیث کی ساتہہ استدلال کو باطل سمجہتی ہین اور حدیث مذکور کو محامل متعددہ پر محمول کرتی ہین اگرچہ بعض محامل اونمین سی ضعیف اور احتمال بلا دلیل ہین مگر بعض قوی ومع دلیل ہین اور ہر کس وناکس کو معلوم ہی کہ الاحتمال یبطل الاستدلال مشہور ہی **اول** یہہ کہ یہہ حدیث باب نذر مین وارد ہی اور مقصود یہہ ہی کہ وفاء نذر مخصوص ہی مساجد ثلثہ کی ساتہہ مثلا کوئی شخص نذر کری کہ مسجد حرام مین دو رکعت نماز ادا کرونگا یا مسجد نبوی مین یا مسجد بیت المقدس مین تو اوسکو وفاء نذر لازم ہوگی اور اوسی مسجد مین جاکی یا اوس سی افضل مسجد مین جاکی نماز پڑہنا ہوگی بخلاف اسکی کہ اگر نذر کری فلان شہر کی مسجد مین دو رکعت نماز پڑہونگا اوسکو وہان جانا ضرور نہوگا بلکہ اپنی شہر کی مسجد مین ہی پڑہنا کافی ہوجائیگا اس توجیہ کو ابن عبد البر وابن بطال وخطابی وغیرہ نی لکہا ہی اور نفس مسئلہ بہی علماء کی کتب مین مصرح ہوگیا ہی جیساکہ تقی سبکی شفاء الاسقام مین لکہتے ہین ولو نذر الصلوۃ فی موضع لزمہ قطعا وہل تتعین ذلک الموضع ان کان المسجد الحرام تعین وان کان مسجد المدینۃ تعین علی الاصح ہو او المسجد الحرام

فا
سفر کی ممانعت کی حدیث کا استدلال اور اسکا بیان اور بعض کی تردید

وان کان المسجد الاقصی متعین علی الاصح ہوا والمسجدان وما کان ماسواہا من المساجد والمواضع
لم یتعین واستدلوا بما روی ابوداؤد فی سننہ عن جابر رض ان رجلا قام یوم الفتح فقال
یا رسول اللہ صلعم انی نذرت ان فتح اللہ علیک مکۃ ان اصلی فی بیت المقدس رکعتین فقال صل ہہنا
ثم اعاد فقال صل ہہنا ثم اعاد فقال صل ہہنا ثم اعاد فقال شانک اذا انتہی دوم یہہ کہ مراد اسحدیث
سی اعتکاف ہی اور جواز اعتکاف مخصوص ساتہہ مساجد ثلثہ کی ہے اور سوا انکی اور مساجد
مین جائز نہین ہی جیساکہ مذہب بعض سلف کا ہی اس عمل کو خطابی نے نقل کیا مگر حافظ
ابن حجر نی اسکی بطلان کیطرف اشارہ کرکے وتم ارعلیہ دلیلا الکہا سوم یہہ کہ اس سی مراد حرمت
شد رحال الی ماعدا الثلثۃ نہین ہی بلکہ مجرد بیان فضیلت مساجد ثلثہ واہتمام شان ہی اور
غرض یہہ ہی کہ مستحق اور قابل سفر کے یہی ہین اور سوا انکی اور مواضع کی طرف بہی گو سفر جائز
ہی مگر لایق سفر کے یہی ہین اور مسند احمد مین جو لفظ لاینبغی وارد ہی اس توجیہ کی شاہد ہے
چہارم یہہ کہ لاتشد الرحال الی ثلثۃ مساجد مین استثنا مفرغ ہی اور مستثنی منہ محذوف لفظ
موضع یا مکان وامثال ذلک ہی یعنی نہ سفر کرو تم کسی موضع کیطرف سوای مساجد ثلثہ کے
مگر چونکہ یہہ معنی صریح البطلان ہی کیونکہ سفر الی عرفات ومنی وسفر لطلب العلم وسفر للجہاد
وسفر تجارت وغیرہ بالاتفاق وبشہادت ادلہ شرعیہ جائز ہی اسوجہ سی کوئی قید ضم کرنا ضرور
ہوگا اور مطلق عموم مراد نہوگا پس مراد یہہ ہی کہ بنیت تقرب الی مکان معین سفر سوای مساجد
ثلثہ کی کسی اور موضع کیطرف جائز نہین اسوجہ سی کہ تمام دنیا مین سوای مساجد ثلثہ کی ایسا
کوئی مکان نہین کہ جسمین شرف بالذات ہو اور بوجہ فضیلت ذاتیہ کی وہ مقصود بالسفر ہوا ور
سوای سفر مساجد ثلثہ کی اور کوئی سفر ایسا نہین ہی کہ اوس سی مقصود نفس احراز فضیلت
کسی مکان کی ہو وی جیسے سفر لطلب العلم وللتجارۃ وللملاقات الاحباب وغیرہ کہ انمین مقصود

سفر سی کوئی مقام خاص بالذات نہین ہوتا ہی بلکہ طلب علم یا تجارت یا ملاقات وغیرہ مقصود
ہوتا ہی اور سفر الی زیارۃ القبور بہی مقصود اوس سی نہ قبر ہوتی ہے نہ وہ بلدہ جسمین قبر ہی بلکہ
سلام کرنا صاحب قبر پر اور حق ادا کرنا اوسکا وامثال ذلک پس یہہ سب اسفار بغرض تحصیل
مکان نہین ہوتی ہین بلکہ ادنی اغراض مختلفہ مقصود ہوتی ہین یہہ سب درست ہین ہان
سفر کرنا کسی مکان کیطرف سوای مساجد ثلثہ کی اوس مکان کو معظم سمجہہ کر اور اوسمین بہتر فضیلت
ذاتیہ مزعوم کرکے نہین درست ہی جیسا کہ مشرکین اور اصحاب جاہلیت بعض مقام کو اور بعض
اشیاء کو محل فضیلت جانکر اوسکی طرف سفر کرتے تہی اور اوسکو باعث قربت سمجہتے تہے پس موافق
اس توجیہ کی سفر قبور انبیاء و اولیاء و علماء بلکہ عوام الناس کیطرف ممنوع نہوگا اور داخل نہی
مین نہوگا اسوجہ سی کہ یہہ سفر نفس مکان کی فضیلت کی لحاظ سی نہین ہوتا ہی بلکہ صاحب مکان
کیواسطی یہہ سفر ہوا کرتا ہی اور حدیث مین منع اوس سفر کا ہی جو کسی مکان کیطرف سوای مساجد
ثلثہ کی ہو اور مقصود اوس سی نفس تحصیل فضیلت و قربت اوس مکان سی ہو اس توجیہ کو سیوطی
نی حواشی صحیح بخاری و سنن نسائی و موطا مین اختیار کیا ہی اور یہی مفاد شاہ ولی اللہ دہلوی
کی عبارت مسوی و حجۃ اللہ البالغہ کا ہی کہ سفر و شد رحال بخیال قربت نفس مکان و احراز
فضیلت ذاتیہ جیسا کہ مشرکین کیا کرتے تہی سوای مساجد ثلثہ کی حرام ہی جیسی کوئی شخص
کسی قبر کو ایسا معظم سمجہہ کے یا کسی مسجد کو ایسا مکرم سمجہہ کے سفر کرے قطع نظر زیارت قبر صاحب
قبر کی اس قسم کا سفر حرام ہوگا کیونکہ شرعا کسی مکان کو بالذات فضیلت نہین اور کوئی مکان
باعث قربت نہین بجز مساجد ثلثہ کی پنجم یہہ کہ مستثنی منہ محذوف حدیث مذکور مین لفظ مسجد ہی
پس مقصود یہہ ہی کہ سوای مساجد ثلثہ کی کسی مسجد کیطرف سفر درست نہین بسبب اسکی کہ سب
مساجد متساویۃ الاقدام ہین کسی کو کسی پر فضیلت من حیث کثرۃ الثواب نہین پس سفر کرنا

دوسری بلدہ کی مسجد کی طرف باوجود موجود ہونے مساجد اپنی بلدہ کے اور تساوی
کی عبث وضائع وممنوع ہی بخلاف مساجد ثلثہ کے کہ اونمین شد عا فضیلت مقرر ہی اور اس
توجیہ کو ایک جماعت عظیمہ نے شراح صحیح بخاری وصحیح مسلم وشراح مشارق وشراح جامع صغیر
وشراح مشکوۃ وغیرہم سی پسند کیا ہی اور عینی نے اپنی شیخ سی اسپر حکم احسن محامل الحدیث
کا نقل کیا ہی اور وجہ اس توجیہ کی حسن کی دو ہین ایک یہہ کہ کتب نحو واصول وغیرہ مین مقرر
ہو چکا کہ استثنا ومفرغ مین کہ جسمین مستثنی منہ محذوف ہوتا ہی ایسا مستثنی منہ محذوف کرنا
چاہیی کہ مستثنی وغیر مستثنی کو شامل ہو اور مستثنی کے ساتھہ مناسبت قریبہ رکھتا ہو مثلا
مافی الدار الا زید مین انسان محذوف سمجھہ کے یہہ معنی کہی جائینگے کہ گھر مین کوئی آدمی نہین مگر
زید نہ یہہ کہ حیوان یا اوس سی عام مقدر کیا جاوی تا مفید اس امر کو ہووی کہ گھر مین سوائے
زید کی کوئی جانور بھی نہین یا در ودیوار اور کوئی شئی نہین وعلی ہذا القیاس اصول برزدوی
مین ہی ان المستثنی منہ فی ما استثنی من النفی کما قال فی الجامع ان کان فی الدار الا زید فعبدی حر
ان المستثنی منہ بنو آدم ولو قال الا حمارا کان المستثنی منہ الحیوان ای الحیوان الذی یقصد
بالسکنی ولو قال الا متاع کان المستثنی منہ کل شئی انتہی اور مسلم الثبوت مین ہی بناء اعتبار
نوع المستثنی المفرغ او جنسہ فقدر الحنفیۃ الاول والشافعیۃ الثانی والراجح الاول لان متبادر
مافی الدار الا زیدا نہ لیس فیہا انسان الا زید لا حیوان انتہی اور اسیطرح اور کتب اصول ونحو
مین مذکور ہی اور کتب فقہ مین یہہ قاعدہ مشہور ہی پس ما نحن فیہ مین مستثنی منہ ایسا چاہیی
کہ مساجد ثلثہ کو اور مساجد اخر کو شامل ہو اور مناسبت قریبہ مساجد کی ساتھہ رکھتا ہو اور وہ
لفظ مسجد ہی سوا اسکی کوئی نہین ہی دوسری یہہ کہ عمدہ ترین تفسیر احادیث وبیان معنی حدیث
وہ ہی کہ ایک حدیث دوسری کے مفسر ہو جائی اور بورود حدیث حدیث دیگر کا معنی منکشف

ہو جائی اور ما نحن فیہ مین مستثنی منہ اگرچہ محذوف و محتمل مسجد و موضع کو ہی لیکن مسند احمد و بزار
کی روایت مین کہ لفظ مسجد مذکور ہی صاف دال حذف مسجد پر ما نحن فیہ مین ہی پس الحدیث مین
شد رحال الی المساجد الثلثۃ مامور بہ ہی اور شد رحال الی غیرہا من المساجد منہی عنہ ہی اور سفر
الی قبور الاولیاء و الانبیاء و الاقربا و العلماء اس حدیث سی خارج ہی نہی از سکی اس حدیث سے
نہین مفہوم ہی اور سبکی نی شفاء الاسقام مین دو وجہ اخیر کو یعنی چارم و پنجم کو اختیار کیا ہی اور
وجہ پنجم کو مرجح کیا ہی اور بشد و مد استدلال مانعین کو باطل کیا ہی باب سابع مین بعد ذکر روایات
حدیث لا تشد الرحال کی لکھتے ہین و اما معناہا فاعلم ان ہذا الاستثناء مفرغ تقدیرہ لا تشد الرحال
الی مسجد الا الی المساجد الثلثۃ او لا تشد الرحال الی مکان الا الی المساجد الثلثۃ و لا بد من احد
ہذین التقدیرین لیکون المستثنی مندرجا تحت المستثنی منہ و التقدیر الاول اولی لانہ جنس قریب
و لما سنبینہ من قلۃ التخصیص او عدمہ علی ہذا التقدیر ثم ان السفر فیہ امران احدہما غرض باعث
کالحج او طلب العلم او الجہاد او زیارۃ الوالدین او البحرۃ او ما اشبہ ذلک الثانی المکان الذی ہو
نہایۃ السفر کالسفر الی مکۃ او المدینۃ او بیت المقدس او غیرہا من الاماکن لای غرض کان و لا شک
ان شد الرحال الی عرفۃ لقضاء النسک واجب بالاجماع و لیس من المساجد الثلثۃ و شد الرحال
لطلب العلم الی ای مکان کان جائز باجماع المسلمین و قد یکون مستحبا او واجبا علی الکفایۃ او
فرض عین و کذلک السفر الی الجہاد من بلاد الکفر الی دار الاسلام للہجرۃ و اقامۃ الدین و کذلک
السفر لزیارۃ الوالدین و برہما و زیارۃ الاخوان و الصالحین و کذلک السفر للتجارۃ و غیرہا
من الاغراض المباحۃ فانما معنی الحدیث ان السفر الی المساجد مقصور الی المساجد الثلثۃ علی التقدیر
الاول الذی اخترناہ و ان السفر الی الاماکن مقصور علی الثلاثۃ علی التقدیر الثانی ثم علی کلا التقدیرین
اما ان یجعل المساجد او الامکنۃ غایۃ فقط و علۃ السفر امر آخر کالاشتغال بالعلم و نحوہ من الامثلۃ التی

ذكرنا فهذا جائز الى كل مسجد والى كل مكان ولا يجوز ان يكون هو المراد وقد يقال على بعد ان خروج
تلك المسائل باولة على سبيل التخصيص للعموم فلا يمنع من ارادته في الباقي وتهاالوقيل به فتقدير المساجد
ايضا اولى من تقدير الاماكنة لقلة التخصيص اذ التخصيص على تقدير اضمار الاماكنة اكثر فيكون مرجوحا ثم
على هذا التقدير فالسفر بقصد زيارة النبي صلى الله عليه وسلم غاية مسجد المدينة لانه مجاور للقبر الشريف
فلم يخرج السفر للزيارة عن ان يكون غاية احد المساجد الثلثة وهو المراد على هذا التقدير واما ان يجعل
المساجد والاماكنة علة فقط بان يكون عبرة الى عن اللام او غاية وعلة من باب تخصيص العام باحد
حاليه لان غاية السفر قد يكون هو العلة وقد لا يكون فيكون المراد النوع الاول وهو ما يكون علة
مع كونه غاية وعنى كونه علة اذ يسافر لتعظيمها وللتبرك بالحلول فيها وبان يتوقع عندها عبادة من
العبادات التي لا يمكنه ايقاعها في غيرها من حيث ان ايقاعها فيها افضل من ايقاعها في غيرها وكل
ذلك انما ينشأ من اعتقاد فضل في البقعة ناشئ عن غيرها فنفى عن ذلك الاتى للمساجد الثلثة وهذا المراد
وغيرها من الاماكن والمساجد لا يوتى الا لغرض خاص لا يوجد في غيره كالتعزل للرباط الذي لا يوجد في
غيره وعلى هذا التقدير ايضا المسافر لزيارة النبي صلعم لم يدخل في الحديث لانه لم يسافر لتعظيم البقعة
وانما سافر لزيارة من فيها كما لو كان حيا وسافر اليه فيها او في غيرها فانه لا يدخل في هذا العموم قطعا
ويخص ما قلناه على طول ان النهي في السفر مشروط بامرين احدهما ان يكون غاية غير المساجد الثلثة
والثاني ان يكون علة تعظيم البقعة والسفر الى زيارة النبي صلى الله عليه وسلم غاية احد المساجد
الثلثة وعلة تعظيم ساكن البقعة لا البقعة فكيف يقال بالنهي عنه واما السفر لمكان غير الاماكن الثلثة
لتعظيم ذلك المكان فهو الذي ورد فيه الحديث ولهذا جاء عن بعض التابعين انه قال قلت لابن عمر اني
اريد ان آتي الطور فقال انما تشد الرحال الى ثلثة مساجد مسجد الحرام ومسجد رسول الله صلى الله عليه
وسلم ومسجد الاقصى ودع الطور فلا تاته وفي مثل هذا الذي تكلم الفقهاء في شد الرحال الى غير المساجد

الثلثة انتہی اور ۳۰ سیمین بعد چند ورق کی ہے فان قلت قد اکثرت من التفرقة بین قصد البقعة و
قصد من فیہا وسلمت ان قصد البقعة داخل تحت الحدیث والزیارة لابد فیہا من قصد البقعة فان
السلام والدعاء یحصل من بعد کما یحصل من قرب وہو مقصود الزیارة قلت قصد البقعة لما
اشتملت علیہ لیس بمحذور ولا نقول بنفی الفضیلة عنہ وانما قلنا ذلک من حیث قصد البقعة لعینہا
لتعظیم لم یشہد بہ الشرع علی انا نقول انہ لا یلزم من الزیارة ان یکون للبقعة مدخل فی القصد
الباعث بل تارة یکون ذلک مقصودا وتارة یتجرد قصد الشخص المزور من غیر شعور بما سواہ وقولہ
ان مقصود الزیارة یحصل من بعد ممنوع فان المیت یعامل معاملة الحی فالحضور عندہ مقصود
انتہی دوسری حدیث اون احادیث سی کہ جنکی ساتھہ مانعین استدلال کرتے ہین اور
اپنی زعم مین منع شد رحال لقصد زیارت قبر نبوی ثابت کرتے ہین حدیث لا تتخذوا قبری عیدا ہے
جو سنن ابو داؤد و مسند احمد وغیرہ مین مروی ہی اور طرق اوسکی اور شواہد بکثرت وارد ہین اور
محققین اوسکی حسن ہونیکی و ثبوت کی قائل ہین ابن عبد الہادی صارم مین لکھتے ہین کہ ابو یعلی
اپنی مسند مین روایت کرتے ہین نا ابو بکر بن ابی شیبة نا زید نا جعفر بن ابراہیم من ولد ذی
الجناحین نا علی بن عمر عن ابیہ عن علی بن الحسین انہ رأی رجلا یجیئ الی فرجة کانت عند قبر النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فیدخل فیہا فیدعو فنہاہ وقال الا احدثکم حدیثا سمعتہ من ابی عن جدی عن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تتخذوا قبری عیدا ولا بیوتکم قبورا فان تسلیمکم یبلغنی اینما کنتم
اور اسی حدیث کو حافظ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد مقدسی نی ضیاء مختارہ مین کہ موضوع
ہی واسطی اخراج احادیث زائدہ علی الصحیحین کے اخراج کیا ہی اور سنن ابو داؤد وغیرہ مین
بروایت عبد اللہ بن نافع مروی ہی قال اخبرنی ابن ابی ذئب عن سعید المقبری عن ابی ہریرة
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تجعلوا بیوتکم قبورا ولا تجعلوا قبری عیدا وصلوا علی

فان صلوتکم تبلغنی حیث کنتم اور اسناد اسکا حسن اور رواۃ اسکی ثقات ہین اور ضعف عبداللہ بن
نافع کا مضر نہین کیونکہ اوسکی ابن معین وغیرہ نی توثیق کی ہی پس روایت اوسکی حیز حسن سی خارج نہین
ہی اور سعید بن منصور کی سنن مین ہی ناحبان بن علی ثنی محمد بن عجلان عن ابی سعید مولی المہری قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتتخذوا بیتی عیدا ولا بیوتکم قبورا وصلوا علی حیث ما کنتم فان صلوتکم
تبلغنی اور یہی سنن سعید مین ہی ناعبدالعزیز بن محمد اخبرنی سہیل بن ابی سہیل قال رآنی الحسن بن الحسن
بن علی بن ابیطالب عند القبر فنادانی وہو فی بیت فاطمۃ تعیشی فقال ہلم الی العشاء فقلت لا اریدہ فقال
مالی راتیک عند القبر فقلت سلمت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اذا دخلت المسجد فسلم علیہ ثم قال ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لاتتخذوا بیتی عیدا ولا بیوتکم مقابر لعن اللہ الیہود اتخذوا قبور انبیائہم
مساجد وصلوا علی فان صلوتکم تبلغنی حیث ما کنتم ما انتم ومن بالاندلس الاسواء اور قاضی اسمعیل بن اسحق
کتاب الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم مین ابراہیم بن حمزہ سی روایت کرتی ہین ناعبدالعزیز بن محمد
عن سہیل بن ابی سہیل قال رُئیت اسلم اعلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وحسن بن حسن تعیشی فی بیت عند بیت النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فدعانی فجئتہ فقال اون فتقش قال قلت لا اریدہ قال مالی راتیک وقفت قلت
وقفت اسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اذا دخلت علیہ فسلم علیہ ثم قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال صلوا فی بیوتکم ولا تجعلوا بیوتکم مقابر لعن اللہ الیہود والنصاری اتخذوا قبور انبیائہم مساجد
صلوا علی فان صلوتکم تبلغنی حیث ما کنتم اور یہی صارم مین دوسری مقام پر ہی کہ ابو داؤد کی سنن مین
بروایت احمد بن صالح ہی عن عبداللہ بن نافع اخبرنی ابن ابی ذئب عن سعید المقبری عن ابی ہریرۃ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتجعلوا بیوتکم قبورا ولا تجعلوا قبری عیدا وصلوا علی فان
صلوتکم تبلغنی حیث ما کنتم اور اوسیمین موضع آخر مین مذکور ہی کہ ابو یعلی موصلی نے اس حدیث کو
عن موسی بن محمد بن حیان نا ابوبکر الحنفی ناعبداللہ بن نافع نا العلاء بن عبدالرحمن قال سمعت الحسن

بن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوا فی بیوتکم ولا تتخذوہا قبورا ولا تتخذوا بیتی عیدا وصلوا علی وسلموا فان صلاتکم وسلامکم تبلغنی اینما کنتم مروی کیا ہی اور مصنف عبد الرزاق مین ہی عن الثوری عن ابن عجلان عن رجل یقال لہ سہل عن الحسن بن الحسن بن علی انہ رای قوما عند القبر فنہاہم وقال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تتخذوا قبری عیدا ولا تتخذوا بیوتکم قبورا وصلوا علی حیث ما کنتم فان صلوتکم تبلغنی اور یہی صارم مین موضع آخر مین ہی کہ یہہ حدیث کتاب فضل الصلوۃ للقاضی اسمعیل مین یون مروی ہے نا اسمعیل بن ابی اویس نا جعفر بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب عمن اخبرہ من اہل بیتہ عن علی بن الحسین بن علی ان رجلا کان یاتی کل غداۃ فیزور قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ علی بن الحسین ہل لک ان احدثک حدیثا عن ابی قال نعم فقال لہ علی بن حسین اخبرنی ابی عن جدی انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تجعلوا قبری عیدا ولا تجعلوا بیوتکم قبورا وصلوا علی وسلموا حیثما کنتم فیبلغنی سلامکم وصلوتکم اور یہی صارم مین بعد ذکر چند طرق مذکور ہے فانظر ہذا السند کیف مخرجہا من اہل المدینۃ ومن اہل البیت فی روایۃ علی بن ابی طالب وابنہ الحسن وابنی ابنیہ علی بن الحسین والحسن بن الحسن شیخ بنی ہاشم فی زمانہ الذین ہم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریب النسب وقریب الدار وہذان المرسلان مرسل ابی سعید المہری احد ثقات التابعین ومرسل الحسن بن الحسن من اکبر المختفین یدلان علی قوۃ الحدیث لاسیما وقد احتج من ارسلہ بہ وذلک تقتضی تبوتہ عندہ ولم یکن روی من وجوہ مسندا غیر ہذین وقد جاء مسندا من غیر وجہ قال ابو داؤد فی سننہ نا احمد بن صالح قال قرأت علی عبد اللہ بن نافع اخبرنی ابن ابی ذئب عن سعید المقبری عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تجعلوا بیوتکم قبورا ولا تجعلوا قبری عیدا وصلوا علی فان صلوتکم تبلغنی حیثما کنتم قال الشیخ وہذا الاسناد حسن فان رواتہ کلہم ثقات مشاہیر لکن عبد اللہ بن

تابع المدنی صاحب مالک فیہ لین لا یقدح فی حدیثہ وقال یحیی بن معین ثقۃ وحسبک بابن معین موثقا وقال ابو زرعۃ لا باس بہ وقال ابو حاتم الرازی لیس بالحافظ ہو لین یعرف ویخطئ فان ہذہ العبارات منہم لا تنزل حدیثہ من مرتبۃ الحسن اذ لا خلاف فی عدالتہ وفقہہ وان الغالب علیہ الضبط لکن قد یغلط علیہ احیانا انتہی ہر گاہ کیفیت روایت اس حدیث کی اور اوسکی شواہد کی معلوم ہو چکی پس معلوم کرنا چاہیی کہ ابن تیمیہ اور اونکی تلامذہ اس حدیث سی سفر الی الزیارت کو ممنوع سمجھتی ہین اور اوسکو مذہب ائمہ اہل بیت کا مثل زین العابدین علی بن الحسین اور حسن بن حسن بن علی مرتضی کے کہ انہون نی کثرت زیارت سی منع کیا سمجھتی ہین محققین محدثین اسکو جید محامل پر حمل کرتے ہین اور نسبت منع کو طرف ائمہ اہل بیت کی مثل نسبت منع کی امام مالک کی طرف افترا و کذب و بہتان تصور کرتی ہین محمل اول کہ جسکو حافظ عبد العظیم منذری نی لکھا ہی یہہ کہ مقصود اس حدیث سی اشارہ اولویت کثرت زیارت آنحضرت صلعم کی طرف ہی نہ منع زیارت اور نہ منع سفر مراد ہی اور غرض یہہ ہی کہ جسطرح سی عید ایک سال مین دو مرتبہ ہوتی ہی بلکہ ہر عید سالمین ایکمرتبہ ہوتی ہی اور جمعہ کہ وہ بھی عید ہی ہفتہ مین ایکمرتبہ ہوتی ہی اسطرح سی میری قبر کو نہ بنانا چاہیی بلکہ زیارت کی کثرت کرنا چاہیی اور بعض اوقات پر منحصر نہ رکھنا چاہیی اور موید اس محمل کے جملہ لا تجعلوا بیوتکم قبورا ہی جو لا تتخذوا اعیادا کی ساتہہ منضم ہی کیونکہ اوس سی اتفاقا یہہ مراد ہی کہ گہرون کو مثل مقابر کی نہ بناؤ یعنی جسطرح مقابر مین نماز ممنوع ہی اور وہان تم نماز نہین پڑہتی ہو ایسا اپنی مکانون کی ساتہہ نہ کرو بلکہ اوسمین نوافل وغیرہ ادا کیا کرو پس ظاہر یہہ ہی کہ جملہ لا تتخذوا عیدا کا بھی ایسی ہی مطلب ہو دوم کہ جسکو تقی سبکی نے اختیار کیا ہی یہہ کہ غرض اس حدیث سے یہہ ہی کہ جسطرح سی عید کا ایک وقت مخصوص ہی اور نماز عید وغیرہ جو فضائل عید کی وارد ہین مخصوص اوسی روز کی ساتہہ ہین دوسری روز مین نہین ہین اسطرح قبر نبوی کو نہ سمجھو کہ اوسکے

نوٹ
قال محمد بن لا تتخذوا قبری عیدا کا بیان اور مانعین کی تردید کا ابطال

زیارت کی واسطی وقت مخصوص مقرر کرو اور ثواب و فضیلت زیارت کو اوسیوقت کی ساتھہ
مخصوص سمجھو بلکہ زیارت کی کثرت کیا کرو سوم یہہ کہ جسطرح عید مین اجتماع وافر و عکوف ظاہر
و اظہار انواع زینت و تخصیص اقسام قربت ہوتا ہی ایسی امور میری قبر کے ساتھہ نہ کرنا اور اوسکو
محل عکوف و اجتماع و محل ادای عبادات نہ مقرر کرنا چہارم یہہ کہ یہہ حدیث اور حدیث نہی کی قبر نبی
کی مسجد بنانی سی مثل فعل یہود و نصاری کی اور حدیث لعن اللہ الیہود و النصاری اتخذوا
قبور انبیائہم مساجد جو سنن و مسانید وغیرہ مین ہی ان سبکا مطلب متقارب ہی اور غرض یہہ ہی
کہ جسطرح یہود اور نصاری انبیاء کی قبور کو مساجد بناتی تہی اور وہان مثل اجتماع عید کرتے
تہی اور انواع و اقسام کا عکوف و تزین کرتے تہی اور لہو و طرب و سرور کی مرتکب ہوتی تہے
اسطرح میری قبر عید نہ بنائی جاوی اور محل عبادت نہ سمجھی جاوی الغرض اگر آنحضرت صلعم
کو اس نہی سی منع کرنا زیارت کا یا سفر زیارت کا ہوتا تو آپ صاف صاف منع فرماتی اور جب
آپنی مورد نہی عید بنانا کیا تو ضرور نہی ایسی امور سی ہوگی کہ جن سے عید عید ہوتی ہی نہ مطلق
زیارت سی اور نہ سفر زیارت سی پس باوجود ان احتمالات کی استدلال خصم کیونکر مقبول ہوگا
اور مطلق زیارت یا سفر کا منع ہونا کیسی ثابت ہوگا اور ایک احتمال تجسم یہہ ہی کہ غرض اسحدیث
سی باطل کرنا اس اعتقاد کا ہی کہ صلوۃ و سلام کا ثواب اور وصول اوسکا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی قبر ہی کی نزدیک ہوتا ہی نہ دور سی جیسی عید کی عبادات مخصوصہ اور ثواب مخصوص
اوسی روز کی ساتھہ مخصوص ہین کسی اور روز مین نہین ہوسکتی ہین پس ارشاد ہوا کہ تم میری
قبر کو مثل عید کی نہ سمجھو اور جملہ وصلوا و سلموا علی فان صلاتکم و سلامکم تبلغنی حیث ما کنتم
منضم فرمایا کی ارشاد ہوا کہ ثواب صلوۃ و سلام کا اور وصول اوسکا مخصوص حضور کے ساتھہ نہین
ہی بلکہ قرب و بعد دونو حالتون مین ہی **باقی** رہا علی بن حسین کا ایک شخص زائر کو منع کرنا

و
فحوی تفہیم
اہل بیت بابہ
زیارت قبر نبوی
مین رد ابطال
بہوات ابن تیمیہ

اور اسی حدیث کو سند بنانا اور حسن بن حسن بن علی کا منع کرنا اور یہی مستند پیش کرنا کہ جسکی
وجہ سی ابن تیمیہ وغیرہ منع سفر زیارت کو مذہب ائمہ اہل بیت کا کہتی ہین محققین محدثین اسمین
کئی خدشات پیش کرتے ہین اول یہہ کہ اگر یہہ دونو حدیث ظاہر منع پر محمول ہووین تو اس سے
منع مطلق زیارت قبر نبوی کا ہوتا ہی کیونکہ اوس زائر کا جسکو ان دونونی منع کیا سفر سی آنا
اور سفر بنیت زیارت کرنا کسی روایت سی نہین ثابت ہوتا ہی تا وہ محل نہی بنایا جاوی اور
سفر بقصد زیارت کی منع کی نسبت ان حضرات کی طرف صحیح ہو جاوی حالانکہ منع مطلق زیارت
کا گو بطور سفر کے نہو بحسب تحریر جنابعالی مذہب ابن تیمیہ کا نہین ہی اور اونکی تلامذہ کی بہی
جابجا عدم منع نفس زیارت شرعیہ کی تصریح موجود ہی اور اگر مذہب ابن تیمیہ ہو بہی تو بہا
باطل ہی ثانیا یہہ کہ روایت ابو یعلی سی یہہ امر ثابت ہوتا ہی کہ علی بن الحسین نے ایک شخص
کو دیکہا کہ قریب قبر نبوی کی ایک فرجہ ہی اوسمین وہ داخل ہو کی سلام و صلوۃ ادا کرتا ہی
پس چونکہ اوسنی اس تکلف کو اختیار کیا اور قریب دروازہ حجرہ وغیرہ کے صلوۃ و سلام ادا
کرنیکو کافی نہ سمجہا علی بن الحسین نے اوسکو منع کیا کیونکہ التزام ایسی تکلف و تخصیص کا موی
عید بنانی کیطرف ہی اور وہ بحدیث لاتتخذوا عیدا ممنوع ہی اور دستور سلف کا یہہ تہا
کہ باب حجرہ نبویہ کی پاس قیام کرکے صلوۃ و سلام ادا کرتی تہی اور زیادہ تکلف کو اختیار
نہین کرتی تہی وفاء الوفاء باخبار دار المصطفے صلعم مین ہی قال یحیی فی کتاب اخبار المدینۃ
نا ہارون بن موسی قال سمعت جدی ابا علقمۃ یسئل کیف کان الناس یقفون یسلمون علی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قبل ان یدخل البیت فی المسجد فقال کان یقف الناس علی باب البیت یسلمون علیہ
وکان الباب لیس علیہ ضلف حتی ہلکت عائشۃ رض انتہی اور یہی اوسمین ہی روی یحیی الحسینی فی کتابہ
عن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین عن ابیہ عن جدہ انہ کان اذا جاء یسلم علی رسول اللہ صلعم وقف

عند الاسطوانة التی تلی الروضة ثم یسلم ثم یقول ہہنا راس رسول اللہ صلعم قال المطری وغیرہ ہذا موقف
السلف قبل ادخال الحجرة فی المسجد وسبق فی الکلام علی المسمار المواجہ للوجہ الشریف بیان الموضع الذی
کان یقف عندہ علی بن الحسین من جہة الوجہ الشریف انتہی علاوہ ازین روایت قاضی اسمعیل سے
صاف معلوم ہوتا ہی کہ علی بن حسین نے اکثار زیارتسی منع کیا اور زائر کہ ہر روز قبر نبوی کی پاس آکے
سلام کرتا تہا اوسکو جملہ لاتتخذوا قبری عیدا وصلوا علی حیثما کنتم سنا دیا پس اگر ممانعت اس قول سے
ثابت ہوگی تو کثرت زیارت خصوصا اہل مدینہ کیواسطی ممنوع ہوگی اور یہہ مسئلہ علیحدہ مختلف
فیہا ہی کہ آیا کثرت زیارت اولی ہی یا قلت زیارت امام مالک کی رای بہی ممانعت کثرت کی ہے
ثالثا یہہ کہ نہی حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کی بہی محمول نفی کثرت پر یا نفی مجاوزت
حد شرعی پر کرنا چاہیی ورنہ اگر ظاہر مضمون سمجہا جاوی تو نفس زیارت قبر نبوی کو ممنوع کہنا
چاہیی حال آنکہ ابن تیمیہ اور اونکی اتباع کو بہی اس سی انکار اور اجتناب نفس زیارت شرعیہ
کا اقرار ہی اسیوجہ سی سبکی لکہتے ہین فان قلت قد روی عبد الرزاق فی مصنفہ بسندہ الی الحسن
بن الحسن بن علی انہ رای قوما عند القبر فنہاہم وقال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لاتتخذوا
قبری عیدا ولاتتخذوا بیوتکم قبورا وصلوا علی فان صلاتکم تبلغنی حیثما کنتم قلت قد روی الحافظ اسمعیل
اسمعیل فی کتاب فضل الصلوة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بسندہ الی علی بن الحسین بن علی وہو
زین العابدین ان رجلا کان یاتی کل غداة فیزور قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویصلی علیہ فانتہرہ علیہ
علی بن الحسین فقال لہ ما یحملک علی ہذا فقال احب التسلیم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ
ہل لک ان احدثک حدیثا عن ابی قال نعم فقال لہ علی بن الحسین اخبرنی ابی عن جدی انہ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتجعلوا قبری عیدا الخ وہذا الاثر یبین لنا ان ذلک الرجل زاد فی الحد
وخرج عن الامر المسنون فیکون کلام علی بن الحسین موافقا لما تقدم عن مالک ولیس انکارا لاصل

او یکون اراد تعلیمه ان السلام یبلغ من الغیبة لما رآه یکلف الاکثار من الحضور وعلی ذلک یحمل
ما ورد عن الحسن بن الحسن وغیره من ذلک وکیف تخیل فی احد من السلف منعهم من زیارة المصطفی
وهم مجمعون علی زیارة سائر الموتی انتہی اور اسیطرح وفاء الوفا، وغیرہ مین ہی رابعا یہ کہ ان
دونو اثر سی یا تو منع سفر بقصد الزیارة ہو جیسا کہ دعوی منکرین کا ہی یا منع نفس زیارت مطلقہ
ہو یا منع زیارت بدعیہ یا منع تجاوز حد شرعی ہو یا منع اکثار زیارت ہو شق اول محض باطل ہے
اسوجہ سی کہ سفر بقصد زیارت اون زائرون کا کہ جنکو علی بن الحسین اور حسن نے منع کیا کسی روایت
سی ثابت نہین ہی بلکہ ظاہر اوہ لوگ اہل مدینہ سی تہی اور محتمل ہے کہ سفر بقصد المسجد کرکے آئی ہون
اگر یہہ ثابت ہو کہ وہ سفر کرکے آئی تہی اور سفر مین نیت نفس زیارت کی تہی تو البتہ قول منکر کو
گنجایش ہی ورنہ نہ اور شق دوم بہی بالکل لغو ہی کیونکہ شرعیت نفس زیارت مجمع علیہ ہی اور
شق سوم کے تقدیر پر زیارت بدعیہ کا منع ہونا ثابت ہوگا اور نفس زیارت شرعیہ اور سفر بقصد
زیارت شرعیہ خارج ہوگا اور شق چارم کی تقدیر پر تجاوز حد شرعی ممنوع ہوگا نہ زیارت مطلقہ
اور نہ سفر بقصد زیارت سنیہ اور شق پنجم سی بہی منع اکثار زیارت ثابت ہوگا نہ منع نفس زیارت
و نہ منع سفر بقصد زیارت خامسا یہہ کہ بر تقدیر اسکی کہ یہہ دونو اثر محمول نقی کثرت پر ہون
معارض اسکی کثرت زیارت حضرت ابن عمر رض ہی جیسا کہ شفاء قاضی عیاض مین ہی عن نافع
کان ابن عمر یسلم علی القبور رأیته مائة مرة او اکثر یاتی ویقول السلام علی النبی السلام علی ابی بکر
السلام علی ابی وظاہرہ انه کان هذا دابه وان لم یسافر لانه لم یسافر اکثر من مائة مرة فحدث نافع
مرة عن حاله اذا قدم من سفر ومرة عن حاله بدون سفر انتہی اور مواہب لدنیہ مین ہی نافع عن ابن
عمر انه کان اذا قدم من سفر دخل المسجد ثم اتی القبر فقال السلام علیک یا رسول الله السلام علیک
یا ابا بکر السلام علیک یا ابتاه انتہی اور وفاء الوفا، مین ہی روی عبد الرزاق باسناد صحیح ان

ابن عمر کان اذا قدم من سفر اتی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال السلام علیک یا رسول اللہ
وفی الموطا بروایۃ یحیی بن یحیی ان ابن عمر کان یقف علی قبر النبی صلعم فیصلی علی النبی وعلی ابی بکر وعمر
انتہی اور پر ظاہر ہی کہ فعل صحابی وقول صحابی فعل تابعی وقول تابعی وراے تابعی پر مقدم ہی
جیساکہ کتب اصول مین مذکور ہی بلکہ موافق آپکی تقریر سابق کی ہم کہہ سکتے ہین کہ ابن عمر سی جو
کثرت زیارت ثابت ہی خلاف اسکا کسی اور صحابی سی منقول نہین ہی اور زمانہ ابن عمر کا زمانہ اکثر
صحابہ کا تھا اونہین سی کسی کا انکار فعل ابن عمر رض پر مروی نہین ہی پس جواز کثرت زیارت پر اجماع
صحابہ ہوگا اور قول مخالف اسکا مقبول نہوگا الحاصل منع سفر الی القبر النبوی بقصد زیارۃ النبی
صلعم نہ مذہب امام مالک کا ہی اور نہ مذہب اہل بیت کا ہی اور نسبت کرنا اس امر کا ان حضرات
کیطرف افتراء وبہتان ہی تیسری حدیث اون احادیث سی جو مانعین کی سند ہی حدیث
موطای مالک کی ہی مالک عن یزید بن عبد اللہ بن عبد الہاد عن محمد بن ابراہیم عن ابی سلمۃ
بن عبد الرحمن بن عوف عن ابی ہریرۃ انہ قال خرجت الی الطور فلقیت کعب الاحبار فجلست
معہ فحدثنی عن التوراۃ وحدثتہ عن رسول اللہ صلعم فکان فیما حدثتہ ان قلت قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم خیر یوم طلعت علیہ الشمس یوم الجمعۃ فیہ خلق آدم وفیہ اہبط من الجنۃ وفیہ
تیب علیہ وفیہ مات وفیہ تقوم الساعۃ وما من دابۃ الا وہی مصیخۃ یوم الجمعۃ حین تصبح حتی
تطلع الشمس تشفقا من الساعۃ الا الجن والانس وفیہ ساعۃ لا یصادفہا عبد مسلم وہو یصلی
یسأل اللہ شیئا الا اعطاہ ایاہ قال کعب ذلک فی کل سنۃ یوم فقلت بل فی کل جمعۃ فقرأ کعب
التوراۃ فقال صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابو ہریرۃ فلقیت بصرۃ بن ابی
بصرۃ الغفاری فقال من این اقبلت فقلت من الطور فقال لو ادرکتک قبل ان تخرج الیہ
ما خرجت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تعمل المطی الا الی ثلثۃ مساجد الی المسجد الحرام

ف حدیث ابو ہریرہ کا تعمل المطی الا الی ثلثۃ مساجد کا اور قصہ ابو ہریرہ کی طور پر جانیکا بیان ۱۲

والی مسجدی ہذا والی مسجد ایلیا الحدیث اور اس روایت مین یزید سے خطا ہوگئی کہ بجای
ابو بصرہ کی بصرہ بن ابی بصرۃ کی ملاقات کی روایت کی حال آنکہ یہہ قصہ ابو بصرہ کی ساتھہ
واقع ہوا ہی نہ بصرہ کی ساتھہ زرقانی کے شرح موطا مین ہی المحفوظ ان الحدیث لوالدہ
جمیل بضم الجار المهملة مصغرا ابی بصرة بن بصرہ ولذا قال ابن عبد البر الصواب فلقیت ابا بصرۃ
قال والغلط من یزید لامن مالک انتہی اور ابن عبد البر استیعاب فی اخبار الاصحاب مین بسند
قصۂ ملاقات ابو ہریرۃ رضہ کو ساتھہ ابو بصرۂ غفاری کے روایت کرتے ہین کتاب الکنی کی باب البار
مین لکھتی ہین ابو بصرۃ الغفاری اختلف فی اسمہ فقیل جمیل بن بصرۃ وقیل حمیل وقیل جمیل کل ذلک منسوب
محفوظ عنہم والاصح حمیل وہو حمیل بن بصرۃ بن حبیب بن وقاص بن غفار روی عنہ ابو ہریرۃ
انبانا خلف بن قاسم ابنانا ابو الحسن الطوسی ابنانا محمد بن سلیمان نا محمد بن اسمعیل اخبرنی سعید
بن ابی مریم نا محمد بن جعفر انبا زید بن اسلم عن سعید المقبری عن ابی ہریرۃ رضہ قال اتیت الطور
فلقیت حمیل بن بصرۃ الغفاری صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکر الحدیث وقال زید
بن زریع عن روح بن القاسم عن زید بن اسلم عن سعید بن ابی سعید المقبری ان ابا بصرۃ حمیل
بن بصرۃ لقی ابا ہریرۃ وہو قفیل من الطور فذکر الحدیث انتہی اور جلال الدین سیوطی نی ذیل
جامع صغیر مین کہ مسمی بزیادۃ الجامع الصغیر ہی حدیث لاتعمل المطی الا الی ثلثۃ مساجد الی
المسجد الحرام والی مسجدی ہذا والی مسجد بیت المقدس کو موطای امام مالک اور صحیح ابن حبان
کیطرف بروایت بصرۃ بن ابی بصرۃ اور نسائی کیطرف بروایت ابو ہریرۃ رضہ منسوب کیا ہے
ہرگاہ حال روایت کا منکشف ہوا پس معلوم کرنا چاہیی کہ مانعین اس حدیث سے مثل
حدیث لاتشد الرحال کی منع شد رحال الی القبور وغیرہ ثابت کرتے ہین اور ابو بصرہ غفاری
رضہ کی ابو ہریرۃ رضہ کو طور کی جانیسے منع کرنیکو اور اسی روایت سے سند پیش کرنیکو مستند

گردانتی ہین محققین مجوزین اسکا جواب دو وجہ سی دیتے ہین اول یہہ کہ احمد نے اپنی مسند مین اور
بزار نی اپنی مسند مین اور طبرانی نے معجم کبیر و معجم اوسط مین عمر بن عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام
مخزومی مدنی سی اسی قصہ کو بدین عبارت روایت کیا ہی لقی ابو بصرۃ الغفاری ابا ہریرۃ وہو جاء
من الطور فقال من این اقبلت قال من الطور صلیت فیہ قال لو ادرکتک قبل ان ترتحل ما ارتحلت
انی سمعت رسول اللہ صلعم یقول لا تشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد الحدیث عینی نی شرح صحیح البخاری
مین رجال اسنادہ ثقات کا حکم دیا اور طبرانی نے معجم صغیر مین بہی مثل اسکی ابو سعید مقبری عن ابی
ابی ہریرۃ رضہ سی روایت کیا ہی اور طحاوی نے مشکل الآثار مین ابو ہریرۃ رضہ سی مروی کیا اتیت
الطور فصلیت فیہ فلقیت جمیل بن بصرۃ الغفاری فقال من این جئت فاخبرتہ فقال لو لقیتک قبل
ان تاتیہ ما جئتہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تضرب المطایا الا الی ثلثۃ مساجد المسجد
الحرام ومسجدی ہذا ومسجد ایلیا اس سی معلوم ہوا کہ ابو ہریرہ رضہ طور کیطرف بقصد ادای صلوۃ کے
بزعم فضیلت صلوۃ طور کے کہ مہبط انوار ربانیہ وتجلیات الٰہیہ تہا تشریف لیگئے تہی ابو بصرہ غفاری
سی جب اونہون نی یہہ مضمون بیان کیا اونہون نے اس سی بسند حدیث لا تشد الرحال منع کیا
پس منع کرنا ابو بصرہ رضہ کا ابو ہریرہ رضہ کو بسند اس حدیث کی مثبت منع سفر الی الطور وغیرہ بقصد
ادای الصلوۃ یا بزعم قربت شرعیہ وفضیلت ادای صلوۃ ذاتیہ ہوگا ورنہ ہر کس وناکس پر ظاہر
ہی کہ نفس طور کو یا اور کسی موضع کو کہ کسیقدر شرافت رکھتا ہو بمجرد اوسکی دیکھنے کی اور سیر کرنیکی
ممنوع نہین ہوگا جبتک کہ موجب سفر زعم فضیلت ذاتیہ مثل فضیلت مساجد ثلثہ یا بقصد ادای عبادات
شرعیہ نہو کا الغرض مستند یا نفس حدیث لا تعمل المطی الا الی ثلثۃ مساجد جو ابو بصرہ نی روایت
کی ہی ہی یا منع کرنا ابو بصرہ رضہ کا ابو ہریرہ رضہ کو ہی شق اول یا بطل ہی کیونکہ نفس اوس روایت
کو سند بنانا عین لا تشد الرحال کو سند بنانا ہی اور اوسکی ساتہہ استناد کی کیفیت سابقا منکشف ہو چکی

ذکر ابطال استدلال
بانعین شد رحال

وہی کیفیت اسکی بہی ہوگی اور شق دوم بہی بروایت احمد و بزار وغیرہ باطل ہوئی کیونکہ ابو بصرہ رض
ممانعت مطلق شد رحال الی غیر المساجد الثلثہ کی نہین صادر ہوئی اور سابقا جو عبارت مسوی شرح
موطا کی اس حدیث کی تحت مین منقول ہوئی اوس سی یہی بات ثابت ہوئی دوم یہہ کہ سابقا
عبارت زرقانی سی معلوم ہوا کہ ابن عبد البر نی شرح موطا مین ترقیم کیا کہ اس حدیث کو اگرچہ
ابو بصرہ رض نی عام تصور کیا مگر ابو ہریرہ رض کی نزدیک اسکا عموم مزعوم نہ ہوا کیونکہ وہ ایسی روایات
کو باب نذر مین وارد سمجہتی ہین اور مطلق سفر شد رحال کو منع نہین سمجہتی ہین پس بر تقدیر تسلیم
اس امر کی کہ ابو بصرہ غفاری رض نی ابو ہریرہ رض کو مطلق شد رحال الی غیر المساجد الثلثہ سی
خواہ بقصد صلوۃ و قربت ہو یا نہو لہذا اس حدیث کی منع کیا اور اس حدیث کو محل عام پر محمول
کیا اس سی فقط یہہ امر ثابت ہوا کہ یہہ رای ابو بصرہ کی ہی اوسکی معارض رای ابو ہریرہ رض
موجود ہی اور ابو ہریرہ رض ابو بصرہ رض سی بدرجہا فضیلت رکھتی ہین اور فقاہت مین نسبت
رکھتی ہین پس رای انکی رای ابو بصرہ رض پر مقدم سمجہی جاویگی اور مراد مانعین ہاتہہ نہ آویگی
خلاصہ کلام یہہ ہی کہ اشہر ترین دلائل مانعین یہہ چند احادیث ہین جو مذکور ہوئی ہین اور
معلوم ہو چکا کہ انمین سی کوئی قابل استدلال نہین ہی اور سوا اسکی اور احادیث بہی ابن
تیمیہ اور تلامذہ اونکی مثل حدیث اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد اور حدیث لعن اللہ الیہود و النصاری
اتخذوا قبور انبیائہم مساجد و نحو ذلک پیش کرتے ہین مگر اونکی تقریرات سی نفس زیارت ممنوع
ہوئی جاتی ہی اور کوئی حدیث اصل مقصود پر دلالت نہین کرتی ہی اسیوجہ سی اونکا ذکر کرنا
بیفائدہ سمجہا اور اشہر دلائل پر اکتفا کیا جسکو شوق معاینہ تفصیل ہو وی وہ شفاء السقام
کو دیکہہ لی تنبیہ کبہی مانعین استدلال کرتے ہین ساتہہ قول ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف
زہری کی کہ ما رأیت احدا یتحری قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکان یکرہ اتیانہ جواب اسکا

چند وجوہ سی ہی اول یہہ کہ محل اسکا کراہت وقوف عند القبر غیر مسافر کیواسطی ہی اور
یہہ مسئلہ علیحدہ ہی وفاء الوفا مین ہی ومارواہ عن ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف الزہری
انہ قال مارأیت ابی قط یاتی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکان یکرہ اتیانہ محمول علی تقدیر صحتہ
علی ماسیاتی عن مالک من کراہتہ الوقوف بالقبر لمن لم یقدم من سفر دوم یہہ کہ اگر ظاہر معنی پر
یہہ قول محمول ہو تو کراہت نفس زیارت شرعیہ ثابت ہوتی ہی اور یہہ بالاجماع باطل ہی
بلکہ بفحوای اقوال ناصرین ابن تیمیہ اسکا ابن تیمیہ بہی نہین قائل ہی سوم یہہ کہ نفی رویت سی
نفی وجود لازم نہین نظائر اسکے بکثرت ہین کم نہین منجملہ اونکی حدیث عائشہ ہی جو صحیح بخاری غیرہ
مین مروی ہی مارأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسبح سبحۃ الضحی وانی لاسبحہا انتہی حال آنکہ
اوس سی نفی وجود لازم نہین ہی باحادیث متکاثرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صلوۃ الضحی
ادا کرنا ثابت ہی اسیوجہ سی جلال الدین سیوطی رسالہ صلوۃ الضحی مین لکھتے ہین قد وقع الکلام
فی استحباب صلوۃ الضحی والرد علی من انکرہا فتمسک المنکر بحدیث البخاری عن عائشۃ قالت
مارایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسبح سبحۃ الضحی وانی لاسبحہا وبحدیث مسلم عن عبد اللہ بن
شقیق قال قلت لعائشۃ اکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الضحی قالت لا الا ان یجی من مغیبہ
فوقع الجواب بان ذلک نفی منہا فیقدم علیہ روایۃ من اثبت فصم بانہ لو صلاہا لم یخف علی اہلہ
فوقع الجواب بانہ لم یکن ملازما لہا فی جمیع الاوقات بل کان لہا منہ وقت فی اوقات فانہ صلعم
فی وقت یکون مسافرا وفی وقت یکون حاضرا وقد یکون فی الحضر فی المسجد وغیرہ واذا کان فی
بیتہ فلہ تسع نسوۃ وکان یقسم لہن فاذا اعتبر ذلک لم یصادف وقت الضحی عند عائشۃ الا فی نادر
من الاوقات ومارأتہ صلاہا فی تلک الاوقات النادرۃ فقالت مارایتہ انتہی پس ایسی نفی
رویت ابراہیم سی یہہ لازم نہین کہ اونکی والد ماجد کبہی قبر کی پاس نہین جاتی ہون جائز ہی

کہ بعض اوقات مین کہ اوسوقت ابراہیم ساتھہ ہوتی ہون قبر کے پاس حاضر ہوتی ہون چارم یہہ
کہ ایک جماعت صحابہ و من بعد ہم سی قبر نبوی کے پاس حاضر ہونا اور صلوۃ و سلام کرنا ثابت ہی تقدیم
اوسکی اور اختیار اوسکا لازم و واجب ہی سابقا ابن عمر رض اور علی بن الحسین بن علی بن طالب کا
اور جماعت سلف کا حاضر ہونا قبر کے نزدیک ثابت ہوچکا اور بلال کا شام سی زیارت کیواسطے آنا
کہ جسکو ابن عساکر نے مروی کیا ہی تحفۃ الزوار الی قبر النبی المختار صلعم مین اوسکی حق مین بسند جید
مرقوم ہی اور ایسہی جوہر منظم نے زیارۃ قبر النبی المکرم مین ہی اور شفاء الاسقام مین ہی و من
روی عنہ السفر الی زیارتہ ص بلال بن رباح موذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سافر من الشام
الی المدینۃ لزیارۃ قبرہ رویناہ ذلک باسناد جید و ممن ذکرہ الحافظ ابو القاسم بن عساکر و ذکرہ الحافظ
ابو محمد عبد الغنی المقدسی فی الکمال فی ترجمۃ بلال فقال ولم یوذن لاحد بعد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فی ما روی الا مرۃ واحدۃ فی قدمۃ قدمہا الی المدینۃ لزیارۃ قبرہ وقیل انہ اذن لابی بکر
فی خلافتہ و ممن ذکر ذلک الحافظ ابو الحجاج المزی ابقاہ اللہ تعالی وہا انا اذکر اسناد ابن عساکر
فی ذلک انبانا عبد المؤمن بن خلف و علی بن محمد بن ہارون قالوا اخبرنا القاضی ابو نصر محمد بن
ہبۃ اللہ بن محمد الشیرازی اذنا انا ابو القاسم علی بن الحسین بن ہبۃ اللہ بن عساکر الدمشقی قراءۃ
علیہ و انا اسمع قال انا ابو القاسم زاہر بن طاہر قال انا ابو سعد محمد بن عبد الرحمن قال انا ابو احمد
محمد بن عبد الرحمن قال انا ابو احمد محمد انا ابو الحسن محمد بن مخلص قال انا ابو اسحق ابراہیم بن محمد بن سلیمان
بن بلال بن ابی الدرداء حدثنی محمد بن سلیمان عن ابیہ عن ام الدرداء عن ابی الدرداء قال لما
فتح عمر رض بیت المقدس سأل بلال ان یقرہ بالشام ففعل ذلک ثم ان بلالا رآی فی منامہ النبی
صلی اللہ علیہ وسلم وہو یقول ما ہذہ الجفوۃ یا بلال اما آن لک ان تزورنی فانتبہ حزینا وجلا خائفا
فرکب راحلتہ وقصد المدینۃ الشریفۃ فاتی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجعل یبکی عندہ ویمرغ وجہہ

علیہ فاقبل الحسن والحسین فجعل یقبلهما ویقبلها فقال له یا بلال اما تشتهی ان تسمع اذانک ففعل فعلا سطح
المسجد فوقف موقفه الذی کان یقف فیه فلما ان قال الله اکبر الله اکبر ارتجت المدینة فلما ان قال اشهد ان لا اله
الا الله ازدادت رجتها فلما ان قال اشهد ان محمدا رسول الله خرجت العواتق من خدورهن وقالوا ابعث
رسول الله صلی الله علیه وسلم فما رئی یوما اکثر باکیا وباکیة بالمدینة بعد موت رسول الله صلی الله علیه
وسلم من ذلک الیوم انتہی اور یہی اویسمیں ہے تمہید استناد عن عمر بن عبد العزیز انه کان یبرد البرید
من الشام یقول سلم لی علی رسول الله صلی الله علیه وسلم ومن ذکر ذلک ابن الجوزی من خطه وذکره
ایضا الامام ابو بکر احمد بن عمرو بن ابی عاصم ووفاته ۲۸۷ھ فی مناسک له لطیفة جردها من الاسانید
ملتزما فیها الثبوت فسفر بلال فی زمن صدر الصحابة وارسال عمر بن عبد العزیز فی زمن صدر التابعین
من الشام الی المدینة لم یکن الا للزیارة والسلام علی النبی صلی الله علیه وسلم انتہی اور یہی اویسمیں
ہی قد روی ابو الحسن یحیی بن الحسن بن جعفر بن عبید الله الحسینی فی کتابه اخبار المدینة قال حدثنی عمر بن
خالد نا یونس بن بکیر عن کثیر بن زید عن عبد المطلب بن عبد الله بن حنطب قال اقبل
مروان فاذا رجل ملتزم القبر فاخذ مروان برقبته وقال هل تدری ما تصنع قال نعم انی لم آت الحجر
ولم آت اللبن وانما جئت الی رسول الله صلی الله علیه وسلم وذلک الرجل ابو ایوب الانصاری الخ انتہی
اور سخاوی ارتیاح الاکباد باریاح فقد الاولادمیں کہتے ہیں وقالت فاطمة حین زارت النبی ص
وقد اخذت قبضة من تراب قبره فوضعته علی عینها وبکت وانشأت تقول ؎ ماذا علی من شم تربة احمد
ان لا یشم مدی الزمان غوالیا ؎ صبت علی مصائب لو انها صبت علی الایام صرن لیالیا انتہی اور
وفاء الوفا میں ہی روی احمد بسند حسن کما رأیته بخط الحافظ ابی الفتح المراغی قال نا عبد الملک
نا ابن عمرو قال نا کثیر بن زید عن داؤد بن صالح قال اقبل مروان یوما فوجد رجلا واضعا وجهه علی
القبر فاخذ مروان برقبته ثم قال هل تدری ما تصنع فاقبل علیه وقال نعم انی لم آت الحجر انما جئت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمعتہ یقول لاتبکوا علی الدین اذا ولیہ اہلہ ولکن ابکوا علی الدین اذا ولیہ
غیر اہلہ انتہی اور جو ہم نظم مین بعد ذکر اس قصہ کی ہے ہذا الحدیث اخرجہ احمد والطبرانی والنسائی فیہ من
ضعفہ النسائی ولکن وثقہ آخرون انتہی اور بہی وفاء الوفا مین ہی قال الحافظ ابو عبد اللہ محمد بن
موسی بن النعمان فی کتابہ مصباح الظلام ان الحافظ ابا سعید ذکر فی مارویناہ عنہ عن علی بن ابیطالب
قال قدم علینا اعرابی بعد ما دفنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بثلاثۃ ایام فرمی بنفسہ علی قبر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحثی من ترابہ علی راسہ وقال یارسول اللہ قلت فسمعنا قولک
ووعیت عن اللہ وکان فیما انزل علیک ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر
لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما وقد ظلمت نفسی وجئتک تستغفر لی فنودی من القبر انہ قد غفر لک انتہی
اور مواہب لدنیہ للقسطلانی وشرح مواہب للزرقانی مین ہی روی ابن ابی شیبۃ بسند صحیح
من روایۃ ابی صالح واسمہ ذکوان السمان عن مالک الدار وکان خازن عمر وہو مالک بن عیاض
مولی عمر لہ ادراک وروایۃ عن الشیخین قال اصاب الناس قحط فی زمن عمر فجاء رجل ہو بلال بن
الحارث المزنی الصحابی کما عند سیف فی کتاب الفتوح الی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یارسول اللہ
استسق لامتک فانہم قد ہلکوا فاتی الرجل فی المنام فقیل لہ ائت عمر وفی روایۃ ابن ابی خیثمۃ من
ہذا الوجہ فجاءہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام فقیل لہ ائت عمر فقل لہ انکم مسقون انتہی اور
تفسیر درمنثور مین ہی اخرج البیہقی عن ابن عمر انہ یاتی القبر فیسلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وعلی ابی بکر وعمر واخرج البیہقی عن محمد بن المنکدر قال رایت جابرا وہو یبکی عند قبر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وہو یقول ہہنا تسکب العبرات سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول
ما بین قبری ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ واخرج ابن ابی الدنیا والبیہقی عن ینیب بن عبد العزیز
بن ابی ثابتہ رایت انس بن مالک اتی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوقف فرفع یدیہ حتی کدت

انه افتتح الصلوة فسلم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم انصرف واخرج ابن ابی الدنیا والبیہقی
عن سلیمان بن سحیم قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام قلت یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہولاء الذین یاتونک فیسلمون علیک اتفقہ سلامہم قال نعم وارد علیہم واخرج البیہقی
عن حاتم بن وردان قال کان عمر بن عبد العزیز یوجہ بالبرید قاصدا الی المدینۃ لیقرئ عنہ السلام
الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم واخرج ابن ابی الدنیا والبیہقی عن ابن ابی ذئب قال سمعت بعض
من ادرکت یقول بلغنا انہ من وقف عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فتلی ہذہ الآیۃ ان اللہ وملائکتہ
یصلون علی النبی صلی اللہ علیک یا محمد حتی یقولہا سبعین مرۃ فاجابہ ملک صلی اللہ علیک یا فلان ان
لم تسقط لک حاجۃ واخرج البیہقی عن ابی حرب الہلالی قال حج اعرابی فلما جاء الی باب المسجد اناخ
راحلتہ فعقلہا ثم دخل المسجد حتی اتی القبر فوقف بحذاء وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال بابی
انت وامی جئتک متنقلا بالذنوب والخطایا مستشفعا بک علی ربک لانہ قال فی محکم کتابہ ولو انہم
اذ ظلموا انفسہم جاؤک الآیۃ وقد جئتک بابی وامی متنقلا بالذنوب والخطایا استشفع بک علی ربک
ان یغفر لی ذنوبی وان تشفع فی انتہی اور شفاء الاسقام وغیرہ مین ہی فی فتوح الشام انہ
لما کان ابو عبیدۃ نازلا بہ بیت المقدس ارسل کتابا الی عمر مع میسرۃ بن مسروق یستدعیہ الحضور
فلما قدم میسرۃ مدینۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخلہا لیلا ودخل المسجد وسلم علی قبر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وقبر ابی بکر وفیہ ایضا ان عمر رض لما صالح اہل بیت المقدس وقدم علیہ کعب
الاحبار واسلم وفرح عمر باسلامہ قال لہ عمر ہل لک ان تسیر معی الی المدینۃ وتزور قبر النبی صلعم
وتتمتع بزیارتہ فقال نعم انا افعل ذلک ولما قدم عمر المدینۃ اول ما بدأ المسجد وسلم علی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم انتہی اور مسند امام ابو حنیفہ مصنف صدر الدین موسی خصفکی مین ہی ابو حنیفۃ
عن نافع عن ابن عمر قال من السنۃ ان تاتی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قبل القبلۃ وتجعل

ظہرک الی القبلۃ وتستقبل القبر بوجہک ثم تقول السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ انتہی
پس حاضر ہونا عمر اور فاطمۃ اور علی بن الحسین اور بلال اور ابو ایوب انصاری اور انس اور
جابر اور جماعت غفیرہ سلف کا نزدیک قبر نبوی کی واسطی زیارت شرعیہ کی اور اعرابی کا قبر کی پاس
حاضر ہو کی تلاوت آیت کرنا اور نداء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرنا اور اجلہ صحابہ کا ان امور
کا انکار نہ کرنا اور عمر بن عبد العزیز کا برید کو بھیجنا اور کسی کا انکار نہ کرنا اور کعب احبار کا وعدۂ
زیارت قبر کا کرنا اور ابن عمر کا من السنۃ ان تاتی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم کرنا بانضمام
والبداہۃ فعل عبد الرحمن بن عوف پر مقدم ہو گا اور فعل ایک صحابی کا بجنب مقابل اجماع
اجلہ صحابہ کی کب قابل اخذ ہو گا اور ضعف بعض روایات مذکورہ کا مانحن فیہ مین چنداں
مضر نہین ہی جیسا کہ آیندہ انشاء اللہ واضح ہوتا ہی قلت فی الکلام المبرور چوتھی یہہ
کہ استشہاد مولف کا عبارت سمہودی سی محض غلط ہی اسواسطی کہ سمہودی نی مالکیہ اور حنبلیہ اور حنفیہ
کیطرف قول قرب وجوب کو منسوب کیا اور قرب وجوب حکم وجوب مین ہی قال فی المذہب الماثور جو آپ
مرآنفا دی الباب الاول ایضا اقول جوابہ مرسابقا وسیاتی انشاء اللہ ثانیا قلت نے
الکلام المبرور پانچوین یہہ کہ عبارت رافعی ونووی وخطاب سی استحباب ہونی زیارت کا بعد حج
کی ثابت ہوتا ہی اور یہہ مسئلہ علیحدہ مختلف فیہا ہے نہ استحباب نفس زیارت قال فی المذہب الماثور
اسمین کلام ہی بدو وجہ اول یہہ کہ آپ نی قول منصور کی صفحہ ۱۲ امین بحر العلوم کی ایک عبارت نہ
نقل کرنیکی وجہ سی صاحب قول منصور پر طعن کی ہی اور حال انکہ اوس عبارت سی زیارت بعد الحج
ثابت ہوتی ہی دوم صفحہ ۱۵ امین زیارت کی سنت موکدہ ہونیکی باب مین نجم الدین حنبلی کا قول آپنی
نقل کیا ہی با آنکہ اوس سی مسنون ہونا زیارت بعد حج کی ثابت ہوتا ہی اور یہہ مسئلہ علیحدہ مختلف
فیہا ہی بالجملہ اگر فرق بین ہا تین المسئلتین آپکی نزدیک مسلم ہی تو طعن صفحہ ۱۱۲ اور اثبات سنیت زیارت

قول نجم الدین حنبلی سے جسکی مرتکب آپ صفحہ ۱۱ مین ہوئی نادرست ہی اور اگر یہہ فرق غیر مسلم تو پانچوان
خدشہ نادرست ہی اقول وجہ اول مخدوش ہی بسبب وجہایک یہ کہ آپ پر طعن صفحہ ۱۲ کلام مبرورین کی گئے
ہی نہ صفحہ ۱۲ اقول منصورین اپنی تصنیف اور میری تصنیف کی نام مین اشتباہ واقع ہوگیا اور سہو آپسے
میری تصنیف کو مسمی باسم تصنیف خود کردیا اور شاید یہہ غلطی ناسخ سی واقع ہوئی ہو آپکی تحریر اس سے
مبرا ہو نہین بلکہ غالبا آپکی زبانسی یہہ کلمہ بفحوای حق برزبان جاری نکلا ہو تا میری کلام کا قول منصور ہونا
ثابت ہو دوسری یہہ کہ صفحہ ۱۲ کلام مبرورین آپ پر طعن تقصیر کے گئی بدین وجہ کہ عبارت بحر العلوم
کو ینبغی لمن حج بعد الفراغ من الحج الی المدینۃ لیزور قبر المصطفے لئلا یکون ممن حج وجفا بوجہ اسکی کہ اس سے
وجوب زیارت ثابت ہوتی ہی اور یہہ بات خلاف آپکی ہوتی ہی آپنی منقول نہ کیا اور اپنی مطلب کی
اثبات کیواسطی فقط اسکی بعد کی عبارت کو نقل کردیا اور یہہ طعن آپ پر بہر تقدیر وارد ہی اسواسطی
کہ سابقا اس رسالہ مین یہہ امر محقق ہوچکا کہ ینبغی اگر بغالب استعمال غیر وجوب پر ندب واستحباب پر محمول
ہو تو استحباب زیارت بعد الحج کا ثابت ہوگا نہ استحباب مطلق زیارت اور استحباب خاص مستلزم استحباب
عام نہین آور لئلا یکون ممن حج وجفا متعلق مساتہ لیزور کی ہی اس سی وجوب زیارت مطلقہ ثابت ہوگا
نہ وجوب زیارت بعد الحج کیونکہ وجوب مطلق مستلزم وجوب مقید نہین آور لئلا یکون ممن حج وجفا
مین لفظ حج اتفاقی ہی جیسا کہ حدیث من حج ولم یزرنی فقد جفانی مین اتفاقی ہی پس درمیان استحباب
ووجوب نفس زیارت و درمیان استحباب ووجوب خصوص زیارت بعد الحج بین فرق بین ہی اور
باوجود اسکی طعن ترک عبارت مذکورہ بحر العلوم کہ وجوب نفس زیارت پر دلالت کرتے ہی درست
ہی تیسری یہہ کہ باعث طعن حقیقۃ جملہ لیزور قبر المصطفے لئلا یکون ممن حج وجفا جو وجوب پر دال
ہی ہے اور فرق مذکور اس طعن کا رافع نہین ہی اور وجہ دوم کا جواب یہہ ہی کہ عبارت نجم الدین
حنبلی ہے ہین لمن فرغ من نسکہ زیارۃ قبرہ صلی اللہ علیہ وسلم وقبر صاحبیہ ولہ ذلک بعد فراغ حجہ وانشاء

قبل فراغہ انتہی مین لمن فرغ من نسکہ کی قید اتفاقی ہوسکتی ہے اور بعد اوسکی بیان تخییر یعنی بجملہ دولہ
ذلک بعد فراغ حجہ وان شاء قبل فراغہ اسکی شہادت ہوسکتی ہے پس عبارت نجم الدین بھی بسبب
سنیت زیارت مطلقہ ہوگی اور صحت فرق مذکور کچھہ قادح نہوگی **قلت** فی الکلام المبرور چھپی ہیہ کہ
عبارت نووی مین جو لفظ ینبغی واقع ہی وہ نص استحباب مین نہین ہے کیونکہ عرف قدما مین ینبغی کا
استعمال واجب مین آتا ہی **قال** فی المذہب الماثور اگرچہ عرف متقدمین مین استعمال ینبغی کا
واجب مین آتا ہی لیکن مشہور متاخرین کی نزدیک استعمال ینبغی کا بمعنی مندوب کی ہی اور غالب
استعمال اوسکا غیر واجب مین ہی **اقول** ہیہ کلام نہ آپکی نافع ہی نہ ہمکو مضر ہان اگر آپ ہیہ ثابت
کرتی کہ شافعیہ کے طبقات مین نووی طبقہ متاخرین مین معدود ہی تو البتہ ہیہ کلام آپکو
نفع بخشتا بلکہ اگر نووی کا متاخرین مین ہونا ثابت ہو تو بھی حرج نہین اسوجہ سی کہ اگرچہ استعمال
ینبغی کا عرف متاخرین مین غیر وجوب مین شایع ہی مگر بسبب اصل مادہ خود و بحسب استعمال متقدمین
محمل وجوب کا بھی ہے پس نووی کا کلام بہر تقدیر نص استحباب مین ہوا اور کلام مبرور مین بھی
لفظ کی ساتھہ ایراد ہوا ہی **قال** فی القول المنصور ششم ہیہ کہ کتب علماء مین استحباب پر اجماع
منقول ہی حاشیہ شامی مین ہی ای باجماع المسلمین کما فی اللباب اور جذب القلوب مین لکھا ہی
زیارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم باجماع علماء دین قولا وفعلا از افضل سنن واوکد
مستحبات است اور سنن الہدی مین لکھا ہی اعلم ان زیارۃ النبی العربی القرشی المکی سنۃ من
سنن المسلمین مجمع علیہ بین علماء الدین اور شفای عیاض مین مسطور ہی وزیارۃ قبرہ صلعم سنۃ
من سنن المسلمین مجمع علیہا وفضیلۃ مرغب فیہا **قلت** فی الکلام المبرور یہ محذوش ہی بچند وجوہ
اول یہ نقل اجماع کی استحباب پر جس کتاب مین ہو مقبول نہین کیونکہ بعض مالکیہ وشافعیہ قائل وجوب
کی ہین اور حنفیہ بھی اسکی مصرح ہین **قال** فی المذہب الماثور نقل اجماع اور بعض مالکیہ اور شافعیہ

کی قائل وجوب ہونیمین کچھ منافات نہین کیونکہ محتمل ہے کہ اونکا قول اول یا غیر معتد بہ ہو علاوہ اسکی نقل
اجماع کی غیر مقبول کہنے کی کیا وجہ ہی نقل قول وجوب کو کیون آپ غیر مقبول نہین سمجھتی فلا بد من بیان
مرجح **اقول** نقل وجوب کو نہ ہم غیر معتد بہ سمجھ سکتی ہین نہ آپ اسواسطے کہ اس قول کو ابو عمران مالکی
اور ظاہریہ سی ابن عبد الہادی صارم مین بہی جا بجا نقل کرتے ہین اور سوا انکی اور علماء
بہی اسکی ناقل ہین اور آپ بہی اسکا اقرار کر چکی ہین اور یہہ ناقلین ایسی نہین ہین کہ
کسی سی نقل غیر صحیح کر دین اور عمدا بہتان و افتراء کی مرتکب ہون اور نقل اجماع اسوجہ سی
غیر مقبول نہین کہی جاتی ہی کہ نقلۂ اجماع غیر معتبر ہین بلکہ اسوجہ سی کہ بعض کا وجوب وغیرہ کا قائل
ہونا یقینا ثابت ہی اور واقع مین موجود ہی اور ایک طائفہ مصنفین کا کہ اپنی تصانیف مین اجماع
استحباب پر مذکور کرتے ہین وہی لوگ قبل یا بعد بعض سی وجوب وغیرہ بہی نقل کرتے ہین اور یہہ لوگ
ایسی مخبوط و غیر عاقل نہین ہین کہ باوجود اس علم کی کہ بعض وجوب کی قائل ہین اجماع مسلمین کا
دعوی کر بیٹہین پس وجہ مقبول ہونی نقل وجوب کی اور نہ مقبول ہونی نقل اجماع کی استحباب
پر اظہر من الشمس ٹھہری اور کوئی صورت الزام کی ہم پر عائد نہین ہوئی اور نقل اجماع علماء مین
بمعنی اصطلاحی و اصولی یا نقل اجماع مسلمین مین بالمعنی الاصطلاحی یا بالمعنی العرفی اور نقل
قول وجوب وغیرہ مین منافات صریحہ ہی اور قول وجوب وغیرہ کو غیر معتد بہ سمجھنا خلاف معقول
و منقول ہی تفصیل اسکی سابقا گذر چکی حاجت اعادہ کی نہین ہی **قلت** فی الکلام المبرور
دوسری یہہ کہ جس کتاب مین استحباب و ندب پر اجماع منقول ہی اوس سی مراد وہان ندب
بالمعنی الاعم ہی یعنی قربت مطلقہ نہ ندب مقابل واجب و سنت **قال** فی المذہب الماثور جواب
اسکا بہ بسط بسیط اوپر گذرا **اقول** جواب الجواب بہی گذر چکا **قلت** فی الکلام المبرور تیسری
یہہ کہ مراد سنت سی جو عبارت سنن الہدی اور شفاء مین واقع ہی معنی لغوی ہی بقرینہ لفظ

من سنن المسلمین نہ مستحب اور اخلاق سنت کا اس معنی پر شائع و ذائع ہی **قال** فی المذہب الماثور
لفظ من سنن المسلمین کا منافی استحباب ہونا غیر مسلم **اقول** سوال از آسمان جواب از ریسمان
منافات کا کون مدعی ہی غرض تو یہہ ہی کہ متتبع موارد استعمال علما سی معلوم ہوتا ہی کہ سنۃ
من سنن المسلمین یا مثل اسکے جب درج کرتے ہین وہان سنت سی مراد معنی عام لیتے ہین **قلت**
فی الکلام المبرور چونکہ یہہ کہ سنن الہدی مین بعد عبارت منقولہ کی ہے وقال الکرمانی من اصحابنا
الحنفیۃ انہا مندوبۃ قریبۃ الی الواجب فی حق من کان لہ سعۃ علی ما یدل علیہ الاحادیث بعد اسکی ابو عمر
اور ابن حجر ہی قول وجوب کو نقل کیا اس عبارت مین جملہ علی ما یدل علیہ الاحادیث سی ظاہر ہی
کہ صاحب سنن الہدی بہی مائل الی الوجوب ہین **قال** فی المذہب الماثور یہہ بات مخدوش ہی بدو وجہ
اول یہہ کہ جملہ علی ما یدل علیہ الاحادیث محتمل ہے کہ کلام صاحب سنن الہدی نہو بلکہ کلام کرمانی پر ہو
مذکور کسطرح ثابت ہو سکتا ہی دوم قرب وجوب منافی ندوبیت نہین پس میلان الی الوجوب
کیونکر ثابت ہو سکتا ہی **اقول** وجہ اول مخدوش ہی بیان وجہ وجہ اول یہہ کہ بتقدیر احتمال اس
امر کا کہ یہہ جملہ کرمانی کا ہی بلا دلیل ہے دوسری یہہ کہ اور علما جو اس عبارت کرمانی کو نقل کرتے
ہین اور تعین اس جملہ کا کہین نشان نہین ہی تیسری یہہ کہ سنن الہدی کو جو دیکھی گا فی الفور
سمجھ لیگا کہ یہہ عبارت صاحب سنن کی ہی اور تعین علی ما یدل علیہ الاحادیث الآتیۃ ہی اور بعد اسکی احادیث
زیارت کا ذکر ہی چوتھی یہہ کہ بر تقدیر تسلیم اسکی کہ یہہ جملہ مقولہ کرمانی مین داخل ہی سکوت صاحب
سنن الہدی کا اسپر اور ذکر کرنا احادیث کا بعد اسکی شاید میلان الی الوجوب ہی اور وجہ دوم
کا جواب سابقا مضمنا گذر چکا کہ اگرچہ بحسب معنی لغوی و اضافی اطلاق قرب وجوب کا ندب پر
درست ہی مگر بحسب استعمال فقہا نادرست ہی والمقصود ہنا الاذاک **قلت** فی الکلام المبرور
اور چونکہ یہہ عبارت مخالف مسلک مولف کی تہی اسوجہ سی عبارت اولی پر اکتفا کیا یہہ تیسری

جگہ ہی اون جگہون مین سی جہان مولف نی قطع و برید فرمائی قال فی المذہب الماثور یہہ تو بیجا
حسن ظن ہی ورنہ حقیقۃ الامر یہہ ہی کہ مقصود یہان نقل اجماع ہی اور اس عبارت کو اوسمین
دخل نہا اسلیی عبارت اولی پر اکتفا کیا گیا اقول عبارت لاحقہ سنن الہدی کو یعنی وقال الکرخی
من اصحابنا الحنفیۃ انہا مندوبۃ قریبۃ الی الواجب فی حق من کان لہ سعۃ و قدرۃ علی ما یدل علیہ
الاحادیث الآتیۃ ونقل القاضی عن ابی عمر وقال وواجب شد الرحال الی قبرہ صلعم قال المولف
وسمعت شیخنا ایدہ اللہ الاسلام ببقائہ یقول انہا واجبۃ عند بعض اصحابنا الشافعیۃ مثل الحج ولا فرق
بین الفرض والواجب عندہم انتہی اگرچہ نفس ثبوت اجماع مین دخل نہین مگر نفی اجماع علما یا
اجماع مسلمین علی الاستحباب مین دخل ہی کیونکہ جب اس عبارت سی بعض سی قول وجوب یا قرب
وجوب ثابت ہوا اجماع اوپر ندب بالمعنی الاخص کی کیسے ثابت ہوا پس اسی عبارت سی معلوم
ہوا کہ عبارت سابقہ اعلم ان زیارۃ النبی العربی القرشی المکی سنۃ من سنن المسلمین مجمع علیہ
بین علماء الدین مین سنت نفس مشروعیت پر محمول ہی پس اکتفا کرنا عبارت اولی پر مغالطہ
سی خالی نہوا قال فی القول المنصور جاننا چاہیی کہ سنت کا اطلاق جو ان عبارات مین زیارت
پر کیا گیا وہ منافی استحباب نہین کیونکہ سنت کا اطلاق مستحب پر آتا ہی قلت فی الکلام المبرور سنت
ان دونو عبارتون مین محمول ہی اوپر طریقہ متعارفہ کی نہ اوپر مستحب کی قال فی المذہب الماثور
جاہ قدر آنفا اقول ردہ قدر آنفا قلت فی الکلام المبرور علاوہ یہہ ہی کہ سنت کا اطلاق
واجب پر بھی آتا ہی زاہدی مجتبی شرح قدوری مین تحت قول قدوری کی الجماعۃ سنۃ موکدۃ
لکھتی ہین اما اصحابنا فقد اختلفت الروایات عنہم فقیل انہا واجبۃ وقیل سنۃ موکدۃ غایۃ التاکید
قلت انظاہر انہم ارادوا بالتاکید الوجوب انتہی اور بحر الرائق مین ہی ذکر صاحب البدائع وغیرہ
ان القائل منہم ان الجماعۃ سنۃ موکدۃ لیس مخالفا فی الحقیقۃ بل فی العبارۃ لان السنۃ الموکدۃ

سنت کا اطلاق واجب پر بھی آتا ہی

والواجب سوا رخصوصا ما کان من شعائر الاسلام انتہی پس لفظ سنت کا جو عبارت سنن الہدی
وشفاعین واقع ہی اگر اس پر محمول ہو کچھ نقصان نہین ہی قال فی المذہب الماثور اسمین
کلام ہی بچند وجوہ اوّل یہہ کہ گو سنت کا اطلاق واجب پر آیا ہو لیکن وجوب چونکہ کسی دلیل
سی ثابت نہین اور استحباب ثابت ہی اسواسطی سنت کو مستحب پر محمول کرنا درست ہی نہ
واجب پر دوم زاہدی نے جو تطبیق کی ہی اوسکا تعقب صاحب نہر نی کیا ہی ردالمحتار مین ہے
قولہ قال الزاہدی الخ توفیق بین القولین بالسنیۃ والقول بالوجوب وبیان ان المراد بہما واحد اخذا من
استدلالہم بالاخبار الواردۃ بالوعید الشدید بترک الجماعۃ وفی النہر عن المفید الجماعۃ واجبۃ وسنۃ
لوجوبہا بالسنۃ الخ وہذا کجوابہم عن روایۃ سنیۃ الوتر بان وجوبہا ثبت بالسنۃ قال فی النہر الا
ان ہذا یقتضی الاتفاق علی ان ترکہا مرۃ بلا عذر یوجب اثما مع انہ قول العراقیین والخراسانیین
علی انہ یاثم اذا اعتاد الترک کما فی القنیۃ سوم یہہ کہ عبارت بحر سی صرف اسیقدر ثابت ہوتا ہے
کہ سنت موکدہ وواجب برابر ہین نہ یہہ کہ اطلاق سنت کا واجب پر آتا ہی چہارم یہہ کہ
بحر رائق کی دوسری عبارت سی معلوم ہوتا ہی کہ اگرچہ اطلاق سنت کا واجب پر جائز
ہی لیکن یہہ اطلاق مجازی ہی وہ عبارت یہہ ہی واطلاق السنۃ علی الواجب جائز لان السنۃ عبارۃ
عن الطریقۃ المرضیۃ اوالسنۃ المحمدیۃ وکل واجب ہذا صفتہ کذا فی البدائع ولا یخفی انہ مجاز غرفیتحتاج
الی القرینۃ والا انصرف الی الحقیقی اور ما نحن فیہ مین کوئی قرینہ ارادہ واجب کا پایا نہین جاتا
اقول وجہ اول مخدوش ہی بدو وجہ ایک یہہ کہ وجوب زیارت کا کسی دلیل سی ثابت نہونا
آپکی نزدیک اور قائلین بالاستحباب کی نزدیک مضر نہین قائلین بالوجوب کی نزدیک تو وجوب
مدلل ہی پس اطلاق سنت کا واجب پر مستنکر نہین دوسری یہہ کہ درست ہونا سنت کی اطلاق
کا مستحب پر عبارت سنن الہدی وشفاعین باطل ہی بدین وجہ کہ مستحب مجمع علیہ نہین قول وجوب

وقرب وجوب بہی موجود ہی اور وجہ دوم تطویل بلا طائل ہے اسوجہ سی کہ گو صاحب نہر نی توفیق
بین القول بسنیتہ الجماعۃ وبین القول بوجوب الجماعۃ کو جو زاہدی وغیرہ نی کی ہے مخدوش کیا
قطع نظر اسکی کہ یہہ بہی مخدوش ہی ما نحن فیہ مین کچھہ مضر نہین کیونکہ یہان جماعت کی سنت یا
واجب ہونیکی بحث نہین ہی تا رد صاحب نہر صاحب مجتبی پر پیش کیجاوی بلکہ مقصود تو یہہ ہے
کہ اطلاق سنت کا واجب پر آتا ہی جیسا کہ عبارت زاہدی وغیرہ سی معلوم ہوا اور یہہ مضمون
زاہدی وغیرہ کی کلمات سی کہ سابقا منقول ہو چکی ثابت ہی کہ ان فقہا نی سنت کا اطلاق واجب
پر کیا اور سنت موکدہ کو واجب پر محمول کیا اس سی بحث نہین کہ اون مقامات مین جہان فقہا
نی ایسا اطلاق وحمل کیا ہی حق کیا ہی پس اگر توفیق بین القول بوجوب الجماعۃ والقول بالسنیۃ
الجماعۃ فی نفسہ نہ درست ہو جواز اطلاق سنت کا واجب پر تو ثابت ہو گیا اور وجہ سوم خالی
مغالطہ سی نہین اسوجہ سی کہ عبارت بحر ذکر صاحب البدائع وغیرہ ان القائل منہم بان الجماعۃ
سنۃ موکدۃ لیس مخالفا فی الحقیقۃ بل فی العبارۃ انتہی سی صاف ثابت ہی کہ جو لوگ جماعت
کو سنت موکدہ لکہتی ہین حقیقت مین وہ مخالف اون لوگونکی نہین جو واجب لکہتی ہین اور
جماعت کو واجب کہنا اور سنت موکدہ کہنا دونو برابر ہین پس معلوم ہوا کہ اطلاق سنت کا
واجب پر جائز ہی وہذا ہو المقصود اور اگر تسلیم کیا جاوی کہ یہہ مضمون عبارت مذکورہ سی نہین
سمجہا جاتا ہی تو مضمون تساوی سنت موکدہ وواجب کا تو ضروری ہی معلوم ہوتا ہی پس
جن لوگون نی زیارت کو سنت کہا اونکا یہہ کہنا حقیقۃ مخالف واجب کہنی کے نہوا کیونکہ دونو
متساوی ہین اور لزوم اثم مین بوجہ ترک کی برابر ہین اور وجہ چہارم کا جواب یہہ ہے کہ
ایسی اطلاق سنت کا مستحب پر مجاز ہی عرفا نہ حقیقۃ پس حمل کرنا سنت کا استحباب پر محتاج
الی القرینہ ہی اور وہ مفقود ہی قال فی القول المنصور اگر کہا جاوی کہ جیسا اطلاق سنت کا

مستحب پر آیا ہی ویسا ہی اطلاق مستحب کا سنت پر آیا ہی پس جن عبارات مین لفظ استحباب ہی
اوسکو سنت موکدہ پر کیون نہین محمول کیا جاتا ہی تو جواب اوسکا یہہ ہی قول بالسنۃ الموکدۃ
صراحۃ کسی سے منقول نہین بخلاف قول استحباب کی **قلت** فی الکلام المبرور انکار تصریح سنت
موکدہ کا کلیۃ غلط ہی اسواسطی کہ بعض نے تصریح سنت موکدہ ہونیکی کی ہی منجملہ اونکی نجم الدین
حنبلی ہین تقی الدین سبکی شفاء الاسقام کی باب رابع مین لکھتے ہین قال نجم الدین فی الرعایۃ
الکبری ویسن لمن فرغ من نسکہ زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقبر صاحبیہ ولہ ذلک بعد
فرغ حجہ وان شاء قبل فراغہ اور منجملہ اونکی شیخ المالکیۃ القاضی جمال الدین ہین چنانچہ زرقانی
شرح مواہب مین لکھتی ہین قد صرح الجمال الاقفہسی فی شرح الرسالۃ بانہا سنۃ موکدۃ قال
فی المذہب الماثور یہہ کلام مخدوش ہی بدو وجہ اول یہہ کہ عبارت نجم الدین سی سنت ہونا زیارت
بعد الحج کا نکلتا ہی نہ سنت ہونا نفس زیارت کا دوم عبارت نجم الدین سی صرف سنت ہونا
ثابت ہوتا ہی نہ سنت موکدہ ہونا اور اگرچہ جمال اقفہسی سی لفظ سنت موکدہ منقول ہے
لیکن اس سی یہہ ثابت نہین ہوتا ہی کہ مراد سنت موکدہ سی سنت موکدہ بالمعنی المصطلح ہی
جو مقابل ہی واجب و مستحب کی کیونکہ باعتراف آپکی اطلاق سنت موکدہ کا واجب پر بہی آیا ہی
اقول نجم الدین کی عبارت کی بابت جو دو وجہ خدشہ کی بیان کی گئین کوئی قابل التفات
نہین اول اسواسطی کہ لمن فرغ من نسکہ کی قید نص اتفاقی ہی جیسا کہ من حج ولم یزرنی
فقد جفانی مین من حج اتفاقی ہی پس مورد سنیت عبارت مذکورہ مین نفس زیارت ہی مطلقا
نہ زیارت بعد الحج خصوصا اور شاہد اسپر یہہ ہی کہ زیارت بعد الحج عبارت نجم الدین مین لہ
ذلک بعد فراغ حجہ مین مبین ہی اور عبارت سابقہ مین اوس سی کچہہ غرض نہین ہی اور
وجہ دوم اسوجہ سی کہ تبادر سنت سی سنت موکدہ ہی جیسا کہ کتب فقہ مین مصرح ہی اور

حمل کرنا متبادر پر مساوی تصریح کی ہے اور جمال الدین کی عبارتین سنت موکدہ سی یا واجب لیا جاے
یا معنی حقیقی مقابل واجب وسنت لیا جاوی شق اول اپکی مضر ہی اور شق دوم ہمارا مقصود ہی
اور خود آپ لکھہ چکی ہین کہ اطلاق کرنا سنت کا واجب پر مجاز عرفی محتاج الی القرینہ ہی پس بغیر
قرینہ کی کیسی بیان اسکی تجویز ہی **قال** فی القول المنصور اگر کوئی شبہہ کری کہ اجماع کیونکہ
ہو سکتا ہی حال آنکہ بعض واجب اور بعض سنت موکدہ کہتے ہین تو دفع اسکا اسطور پر ہی کہ
سنت موکدہ کہنا تو کسی سی صراحۃ منقول نہین ہان بعض مالکیہ سی جو قول بالوجوب منقول ہے
اوسکی تاویل دوسری مالکیہ نے ساتھہ سنت موکدہ کی کی جیسا کہ ابن حجر ہیتمی در منظوم مین لکھتی
ہین اور قریب واجب جو لوگون نی لکھا ہی وہ بھی نص سنت موکدہ ہونی پر نہین ہی بلکہ قریب
واجب کا حمل مستحب پر بھی آتا ہی البتہ وجوب بعض مالکیہ یعنی ابو عمران سی منقول ہی اور ظاہرا
معلوم ہوتا ہی کہ اور لوگ جو وجوب کی طرف گئی ہین وہ تبعا لید ابو عمران گئی ہین لیکن یہہ قول
رافع اجماع نہین ہو سکتا بچند وجوہ **قلت** فی الکلام المبرور اس کلام مین چند مناقشات
ہین اول یہہ کہ انکار تصریح سنیت قلت تتبع سی واقع ہی **قال** فی المذہب الماثور اسکا جواب
گذر چکا **اقول** جو کچھہ گذر چکا وہ خالی سفسطہ سی نہین اوسکا جواب بھی گذر چکا **قلت** دوسری
یہہ کہ ابن حجر کی تصنیف کا نام در منظم ہے نہ در منظوم **قال** فی المذہب الماثور یہہ غلطی کتابت
ہی اس قسم کی مناقشات دا ب محصلین و مناظرین سی بعید ہین **اقول** چونکہ اس قسم کی
ایرادات آپسی بھی سرزد ہوتی ہین اسوجہہ سی اس اعتراض کی مورد آپ بنائی گئی ہین **قلت**
تیسری یہہ کہ حمل کرنا قریب واجب کا مستحب پر بعید عن الفہم ہی **قال** فی المذہب الماثور مرجوحا
غیر مرۃ **اقول** وقد مر رد ہ غیر مرۃ **قلت** چوتھی یہہ کہ ابو عمران کی جو لوگ سابق ہین وہ بھی
قائل بالوجوب ہین مثلا امام ابو حنیفہ جیسا کہ عبارت جذب القلوب سی ظاہر ہی **قال** عبارت

جذب القلوب سی امام صاحب کی نزدیک زیارت کا مندوب قریب واجب ہونا نکلتا ہی نہ
واجب ہونا یہہ افترا و بلا امترا وہی آور باب اول کی فصل دوم مین جو عبارت صارم کی نقل
کی گئی ہے وہ نص ہی اسپر کہ قول وجوب جو منقول ابو عمران سی ہی اوسکی طرف کوئی اہل علم
متقدمین و متاخرین سی نہین گیا **اقول** سابقا محقق ہو چکا کہ قریب واجب کا اطلاق عرفا
اون احکام پر آتا ہی جو حکم واجب مین ہوتی ہین اور لزوم فعل مین اور لزوم اثم تارک مین واجب
کی مساوی ہوتی ہین پس جب امام سی قریب واجب ہونا منقول ہوا زیارت کا حکم واجب مین ہونا
ثابت ہوا اور لفظ واجب کی نقل کی ضرورت نہین قریب واجب کہنی مین اور واجب کہنی مین
باعتبار آثار و احکام کی فرق نہین پس نسبت کرنا وجوب کا باعتبار احکام امام کیطرف بشہادت
عبارت جذب القلوب افترا نہوگا البتہ اطلاق لفظ واجب کا منسوب کرنا افترا ہوگا والمقصود
ذلک ما ہذا اور صارم مین جو جا بجا قول نفی عام ہی وہ مطالب بالدلیل ہے بدون سند کی ایسی
سباطلات اور اطلاقات ابن تیمیہ اور اونکی تلامذہ پر اعتماد نہین چنانچہ آیندہ انشاء اللہ اسکا
حال منکشف ہوگا اور ان دعاوی عامہ کا کذب ظاہر ہوگا اور عبارت سنن الہدی وغیرہ سی
یہہ امر عدم ہی کہ بعض شافعیہ زیارت کو مثل حج کی واجب کہتی ہین اور زرقانی کی شرح
مواہب سی اور درہ مضیئہ علی قاری سی مفہوم ہی کہ بعض ظاہریہ وجوب زیارت کی قائل ہین
پس یہہ قائلین یا متقدمین سی ہین یا متاخرین سی بہرصورت نفی عام صاحب صارم کی درست
نہوگی اور اگر یہہ لوگ ابن عبد الہادی سی بھی متاخر ہین تو عبارت صارم کی آپ کو مفید نہوگی **قال**
فی القول المنصور اول یہہ کہ محتمل ہی کہ یہہ قول ماؤل ہو جیسا کہ قاضی عیاض نی ابی عمرو کے
قول کی تاویل کی ہی شفا مین مرقوم ہی قال ابو عمر وانما کرہ مالک ان یقال طواف الزیارۃ
وزرنا قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاستعمال الناس ذلک بینہم وکرہ تسویۃ النبی علیہ الصلوۃ والسلام

مع الناس بہذا اللفظ وایضا قال الزیارۃ مباحۃ بین الناس وواجب شد الرحال الی قبرہ ص
یہ بیدا الوجوب ہہنا وجوب ندب وترغیب وتاکید **قلت** فی الکلام المبرور بالفعل جو نسخہ پیش نظر
ہی اوسمین لفظ وجوب السنن ہی **قال** فی المذہب الماثور نسخہ مطبوعہ مین جس سی یہہ عبارت
نقل کی گئی لفظ وجوب ندب موجود ہی **اقول** نقل وجوب السنن ہی یہہ غرض نہین کہ آپکی نقل
صحیح نہین بلکہ ذکر اختلاف نسخ کہ موجب قطع ویقین وجوب ندب کا نہین **قلت** اور اگر ایسی
باتون تاویل مفتوح کیا جاوی تو خصم کہیگا کہ جن عبارات مین اوکد المستحبات واقع ہی اونسی
مراد بہی واجب ہی کیونکہ مستحب کا اطلاق مطلق قربت پر بہی وارد ہی اور اوکد القربات واجب
وفرض ہی **قال** اولا تاویل سی نہ ہمین چارہ ہی نہ آپکو پس کلیتہ تاویل پر طعن اپنی ہی
اور پر طعن ہی ہان یہہ امر تنقیح طلب ہی کہ کس کی تاویل فاسد ہی اور کسکی صحیح ثانیا یہہ قول
آپکا کہ مستحب کا اطلاق مطلق قربت پر بہی وارد ہی مطالب بالسند ہی **اقول** ہان تاویل
کی ضرورت بعض مقامات مین ہمکو ہوتی ہی اور بعض مقامات مین آپکو مگر فرق یہہ ہی کہ آپ
اپنی اقوال بنانی کیواسطی اکثر تاویلات رکیکہ مخالفہ عرف فقہاء واستعمال علماء کرتے ہین اور
ہم بضرورت تاویل کرتے ہین اور تاویلات رکیکہ کو پسند نہین کرتے ہین مگر الزاما حسب عادت
جناب کی پیش کرتے ہین اور عبارت کلام مبرور مین طعن مطلق تاویل پر نہین کی گئی بلکہ آپکی
تاویل رکیک بلا ضرورت مورد طعن بنائی گئی اور اوسکی مقابلہ مین ایک تاویل جو آپکی تاویل
کی مبطل ہی ذکر کی گئی شیخ الاسلام ابن دقیق العید الملمام باحادیث الاحکام مین لکھتے ہین

لما علم ان التاویل ہو صرف اللفظ عن ظاہرہ وکان الاصل حمل اللفظ علی ظاہرہ کان الواجب
ان یعضد التاویل بدلیل من خارج لئلا یکون ترکا للظاہر من غیر معارض انتہی اور دوسرے
مقام پر لکھتے ہین یجب العمل بالظاہر الا لمعارض من خارج فان ابدی معارضا یمنع من الظاہر

والا فلا عذر وہذا الحکم اعنی وجوب الحمل علے الظاہر الا المعارض ظاہرا لا یختص بالظاہری فان البقیاسیے
ایضا یوافق فی ذلک الا ان الظاہری اولی بالالزام انتہی اور سیوطی اعلام بحکم سیدنا عیسی
علیہ الصلوۃ والسلام مین رقم کرتے ہین قال زاعم الوحی فی ماجاء من الاحادیث ماول بالاجماع
قلت قال اہل الاصول التاویل صرف اللفظ عن ظاہرہ بدلیل فان لم یکن دلیل فلا تاویل ولا
دلیل علی ہذا فہو لعب بالحدیث انتہی اور یہ ظاہر ہی کہ ابو عمران سی جو وجوب منقول ہی اور کتب
ائمہ مین مقام بیان خلاف حکم زیارت مین منسوب ہی اوسکی تاویل کرنا احتمال بلا دلیل ہے
اور وہ معقولا و منقولا مردود ہی پس اگر ایسہی باب تاویل مفتوح کیا جاویگا تو خصم اوکد المستحبات
کو واجب پر حمل کریگا اور اطلاق مستحب و مندوب کا مطلق قربت و مشروعیت پر کتب فقہ سی
ثابت ہی چندان وقت طلب نہین ہی **قال** فی القول المنصور دوم یہہ کہ خلاف جو مانع اجماع
ہی وہ وہ ہی کہ عصر انعقاد اجماع مین ہو اور یہہ امر محل نزاع مین ممنوع ہی **قلت** فی
الکلام المبرور یہہ اجماع اصطلاحی مین شرط ہی اور اس مسئلہ مین جور د المحتار اور جذب القلوب
اور سنن الہدی سی اجماع نقل کیا گیا ہی وہ اجماع جملہ اہل اسلام و اہل علم ہی نہ اجماع اصطلاحی
جو کتب اصول مین مذکور ہے **قال** فی المذہب المأثور اجماع جملہ اہل اسلام و اہل علم کو اجماع
اصطلاحی نہ کہنا اس زعم سی کہ اجماع اصطلاحی مین اتفاق مجتہدین کی قید ہی غلط ہی بچند
وجوہ اول یہہ کہ آپکی والد ماجد فی حاشیۂ نور الانوار مین لکہا ہی الاول ان یقول ہو الاتفاق
فی کل عصر علی امر من الامور من جمیع من ہو اہلہ من ہذہ الامۃ لیشمل المجتہدین فی امر یحتاج
فیہ الی الرای و یشمل المجتہدین و العوام فی مالا یحتاج فیہ الی الرای فیصیر التعریف حینئذ جامعا
و مانعا انتہی یہانسی صاف معلوم ہوا کہ جو لوگ تعریف اجماع مین قید اتفاق المجتہدین کی
کرتی ہین اونکی تعریف جامع نہین ہی اور بعض حواشی حسامی مین مرقوم ہی وحدہ عند

اہل الاصول اتفاق اہل الاجماع علی حکم من امور الدین بعد عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اقول مخفی نرہی **اوّلاً** یہہ کہ بحث ادلہ اربعہ سی علم اصول مین من حیث اثبات الاحکام او اظہار ہا ہوتی ہی نہ مطلقا اور موضوع علم اصول کا ادلہ اربعہ اسی حیثیت سی ہین کتاب وسنت واجماع بحیثیت اثبات احکام وقیاس بحیثیت اظہار احکام نہ مطلقا توضیح مین ہی ای اذا کان حد اصول الفقہ ہذا یجب ان یبحث فیہ عن الادلۃ والاحکام ومتعلقاتہما والمراد بالاحوال العوارض الذاتیۃ وما یتعلق بہا ہو الادلۃ المختلف فیہا کالاستصحاب والاستحسان وادلۃ المقلد والمستفتی وایضا ما یتعلق بالادلۃ الاربعۃ مما لہ مدخل فی کونہا مثبتۃ للحکم کالبحث عن الاجتہاد ونحوہ انتہی اور بہی اوسمین ہی اعلم ان العوارض الذاتیۃ للادلۃ ثلثۃ اقسام منہا العوارض الذاتیۃ المبحوث عنہا وہی کونہا مثبتۃ للاحکام ومنہا ما لیس بمبحوث عنہا لکن لہا مدخل فی لحوق ما ہی مبحوث عنہا لکونہا عامۃ او مشترکۃ او خبر واحد وامثال ذلک ومنہا ما لیس کذلک لکونہا قدیمۃ او حادثۃ او غیر ذلک انتہی اور تلویح مین ہی فیکون موضوعہ الادلۃ والاحکام من حیث اثبات الادلۃ للاحکام وثبوت الاحکام بالادلۃ انتہی اور شرح مختصر ابن الحاجب للعضد مین ہے ینحصر المختصر او العلم فی امور اربعۃ الاول المبادی وہی ما لا یکون مقصودا بالذات بل یتوقف علیہ ذلک والثانی الادلۃ السمعیۃ لان المقصود استنباط الاحکام الثالث الترجیح الرابع الاجتہاد وہو الاستنباط المقصود انتہی اور تفتازانی کی حواشی شرح عضد مین ہی قولہ لان المقصود الخ ای الغرض الاصلی من الفن ہو استنباط الاحکام والا فمقاصد الفن مسائلہ انتہی اور قطب شیرازی کی شرح مختصر ابن الحاجب مین ہی اذ الکتاب وغیرہ من الاجماع والسنۃ ونحوہما انما یبحث عن احوالہا المفیدۃ من حیث ایصالہا الی الحکم الشرعی انتہی **ثانیاً** یہہ کہ چونکہ موضوعیت ادلہ اربعہ کی بحیثیت مذکورہ ٹھہری اور مناط بحث یہی حیثیت

مقرر ہوئی اسیوجہ سی اجماع وہ مبحوث عنہ ہی جو مثبت احکام ہو اور قیاس وہ مبحوث عنہ
ہی جو مظہر احکام ہو اور جو اجماع و قیاس کہ مثبت و مظہر نہین فن اصول مین بحث اوس سی
مقصود بالذات نہین بلکہ اگر اوسکا ذکر ہی تو استطراداً ہی مثلاً وہ اجماع کہ جسکی سند دلیل قطعی
ہوتی ہی یعنی مثبت حکم نہین اسوجہ سی کہ حکم سند قطعی سے ثابت ہی اثبات ثابت کی کوئی
صورت نہین پس یہہ اجماع مبحوث عنہ بالذات نہوگی بلکہ استطراداً مذکور ہوگی اور مثلاً
قیاس اوس حکم کی اظہار کیواسطی کہ جسمین نص موجود ہو وی یہ قیاس مظہر حکم نہین کیونکہ
اظہار ظاہر کی کوئی صورت نہین پس اس قیاس کا ذکر کرنا اور تعریف قیاس کو اس سی عام
رکھنا اور اس سی بحث کرنا مقصود بالذات نہوگا بلکہ استطراداً و تبعاً ہوگا تفتازانی حواشی
شرح مختصر مین زیر قول قاضی عضد کی حد الغزالی الاجماع بانہ اتفاق امۃ محمد صلی اللہ علیہ
وسلم علی امر من الامور الدینیۃ ویرد علیہ اشکالات احدہا انہ یوجب ان لا یوجد اجماع اصلا
وانہ باطل بالاتفاق بیانہ انہ یشعر بالاتفاق من لدن بعثتہ الی یوم القیامۃ وح لا یفید لکہتی
ہین قولہ وح لا یفید فلا یکون الاجماع المقصود بہ اعنی ما یتمسک بہ فی اثبات الاحکام الشرعیۃ
فیصح انہ لا یوجد اجماع اصلاً واندفع الاعتراض بانہ ینبغی ان یقال بدل لا یوجد لم یوجد انتہی
اور محمد بن فرامرز الشہیر بملا خسرو مرآۃ الاصول فی شرح مرقاۃ الوصول مین بحث اجماع
مین لکہتی ہین واعلم انہم اختلفوا فی سندہ فقیل یجوز ان یکون ظنیا کالقیاس وخبر الواحد
وقیل یجب ان یکون قطعیا ثم لما لم یکن للنزاع فی جواز کون السند قطعیا معنی لانہ ان اریدانہ
لا یقع اتفاق مجتہدی حکم عصر علی حکم ثابت بالدلیل القطعی فظاہر البطلان وکذا ان اریدانہ
لا یسمی اجماعا لان الحد صادق علیہ وان اریدانہ لا یثبت الحکم فلا یتصور نزاع لان اثبات
الثابت محال قلت وسند ما یستقل بالحجیۃ لیس الا القطعی فان ما سندہ قطعی لیس بمستقل بالحجیۃ

اور بحث قیاس مین لکھتی ہین اما شرطہ فان لایکون الاصل محتملا بحکمہ بالنص وان لا یعدل بہ عن سنن القیاس وان یکون المعدی حکما شرعیا غیر متغیر الی فرع ہو نظیرہ ولا نص فیہ ای فی الفرع سواء وافقہ القیاس او خالفہ اذ لو کان فان وافقہ القیاس لغا القیاس وان خالفہ بطل واعترض علیہ بانہ انما یلغو لو لا یصح اذا لم یقصد بہ تعاضد الادلۃ کالاجماع عن قاطع والی ہذا ذہب کثیر من المشائخ وکثیر فی کتب الفروع الاستدلال فی مسئلۃ واحدۃ بالنص والاجماع والقیاس اقول الکلام ہہنا فی القیاس الذی ہو حجۃ مستقلۃ کما مر فی الاجماع ولا شک ان وجود النص فی الفرع ینافیہ والا فالنصوص الموافقۃ للقیاس اکثر من ان تحصی وہذہ العبارۃ تتناول ما لا یکون دلیلا شاملا لکم الفرع شمولا ظاہرا فانہ لا یجوز ایضا والا لکان تعیین الاصل تحکما ولکان القیاس تطویلا بلا طائل انتہی **ثالثا** یہہ کہ احکام شرعیہ بعض اونمین سی محتاج رای کیطرف ہین اور بعض مستغنی رای واجتہاد سی ہین قسم اول مین اجماع کا انعقاد موقوف ہی اتفاق مجتہدین پر اور قسم ثانی مین انعقاد اجماع کا موقوف ہی اتفاق جملہ مجتہدین وغیر مجتہدین پر اور بعض اہل اصول کی نزدیک قسم ثانی مین بہی موافقت ومخالفت غیر مجتہدین کو دخل نہین ہی اور دونو قسمون مین اعتبار مجتہدین کا ہی پس یہہ لوگ تعریف اجماع مین مجتہدین کی قید ضم کرتے ہین اور اس قید کو ضروری سمجھتی ہین اور جو لوگ قسم ثانی مین غیر مجتہدین کا اعتبار کرتے ہین اونمین بعض مجتہدین کی قید نہین کرتی ہین بلکہ اتفاق اہل العصر یا اتفاق امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا اتفاق اہل الاجماع وامثال ذلک کی ساتھہ تعریف کرتے ہین تا تعریف دونو کو شامل رہی اور جامعیت ومانعیت مین خلل نہ پڑی اور بعض یہہ لحاظ کرتے ہین کہ احکام مستغنیہ عن الرای مین اگرچہ انعقاد اجماع موقوف اتفاق جملہ خواص وعوام پر ہی لیکن یہہ اجماع ثبوت احکام مذکورہ نہین ہوتی ہی بوجہ اسکی کہ رای کی مداخلت اونمین نہین ہو سکتی ہی بلکہ ثبوت اونکا نصوص سی ہوگا اور وجود اجماع موکد ثبوت ہوگا مثل

قیاس کے اوس حکم کیواسطے کہ جسکا ثبوت نص سی موجود ہی کہ مظہر حکم نہین صرف موید ظہور حکم ہے
اسوجہ سی وہ لوگ باوجود اعتبار کرنے اتفاق واختلاف غیر مجتہدین کی قسم ثانی مین تعریف اجماع
مین مجتہدین کی قید ذکر کرتے ہین آبن الہمام تحریر الاصول مین لکھتے ہین الاجماع العزم والاتفاق
لغۃ واصطلاحا اتفاق مجتہدی عصر من امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم علی امر شرعی وقول الغزالی اتفاق
امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم علی امر دینی معترض بلزوم عدم تصورہ وفسادہ طردہ ان لم یکن فیہم مجتہد
واجیب بسبق ارادۃ المجتہدین فی عصر للمتشرعۃ وعکسہ لو اتفقوا علی عقلی او عرفی واجیب لا یضر
ازا کان دینیا وغیرہ خارج انتہی بحر العلوم بہی اوسکی شرح مین مثل مولف کی قید مجتہدین کا اعتبار
کرکی لکھتے ہین الاجماع لغۃ العزم والاتفاق واصطلاحا اتفاق المجتہدین فی عصر من امۃ محمد صلعم
علی امر شرعی وقول الامام حجۃ الاسلام الغزالی فی تعریف الاجماع اتفاق امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
علی امر دینی اعترض علیہ بلزوم عدم امکان الاجماع علی ہذا التقدیر لان امۃ یوجد الی یوم القیامۃ
ولا یمکن اتفاقہم الا بعد وجودہم واعترض ایضا بفسادہ وطردہ ان سلم ان الامۃ غیر شامل لمن سیوجد
اذا لم یکن فیہم مجتہد واجیب بان ارادۃ المجتہدین فی عصر من لفظ الامۃ سابق فی الفہم فی عرف المتشرعۃ
فہو المراد للامام حجۃ الاسلام وعکسہ معترض بانہ لو اتفق الامۃ علی امر عقلی او عرفی فہو خارج عن التعریف
واجیب بانہ لا یضر صدق الاجماع علیہ اذا کان الامر العقلی اذا العرفی امرا دینیا واما الاتفاق علی
الامر العقلی الغیر الدینی فخارج عن المعرف والمعرف فلا فساد فی العکس انتہی پس اختیار ابن الہمام
اور بحر العلوم کا قید مجتہدین کو اجماع اصطلاحی مین ثابت ہوا اور اسیطرح ابن حاجب فی مختصرہ مین
اس قید کا اعتبار کرکی لکہا الاجماع العزم والاتفاق وفی الاصطلاح اتفاق المجتہدین من ہذہ
الامۃ فی عصر علی امر اور عضدنی اوسکی شرح مین لکہا الاجماع لغۃ یطلق لمعنیین احدہما العزم وثانیہما
الاتفاق وفی الاصطلاح اتفاق خاص وہو اتفاق المجتہدین من امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی عصر

فی امر فی زمان ما قل او کثر انتہی اور صدر الشریعہ فی تنقیح مین لکھا ہو اتفاق المجتہدین من امۃ محمد ﷺ
فی عصر واحد علی حکم شرعی انتہی اور محمد بن فراموز رومی نے مرقاۃ الوصول الی علم الاصول مین لکھا
وعرفا اتفاق المجتہدین من امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی عصر علی حکم شرعی انتہی اور یہی لکھا واہلہ مجتہد
غیر فاسق وغیر مبتدع انتہی اور ابن ملک شرح منار مین لکھتے ہین وفی الشریعۃ اتفاق مجتہدی امۃ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی عصر علی امر وہذا التعریف انما یصح علی قول من لم یعتبر موافقۃ العوام واما
من اعتبرہا فی ما لا یحتاج فیہ الی الرای فقال ہو اتفاق اہل عصر من ہذہ الامۃ علی امر من الامور
انتہی اور نور الانوار مین ہی وفی الشریعۃ اتفاق مجتہدین صالحین من امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
فی عصر واحد علی امر قولی او فعلی انتہی والد مرحوم ومغفور نظر اسکی کہ تعریف کا جامع ومانع ہونا
اور جمیع انواع پر شامل ہونا چاہیی تبعا لجماعۃ من الاصولیین قمر الاقمارین لکھتے ہین والاولی
ان یقول ہو الاتفاق فی کل عصر علی امر من الامور من جمیع من ہو اہلہ من ہذہ الامۃ ای المجتہدین
فی امر یحتاج فیہ الی الرای فیصیر التعریف ح جامعا ومانعا انتہی اور تحقیق شرح حسامی مین ہے
وفی الشریعۃ ہو عبارۃ من اتفاق المجتہدین من ہذہ الامۃ فی کل عصر علی امر من الامور وہذا
التعریف انما یصح علی قول من لم یعتبر موافقۃ العوام ومخالفتہم فی الاجماع اصلا فاما من اعتبر
موافقتہم فیما لا یحتاج فیہ الی الرای وشرط اجماع الکل کما یشیر الیہ کلام المصنف فالحد الصحیح
عندہ ان یقال ہو الاتفاق فی کل عصر علی امر من الامور من جمیع من ہو اہلہ من ہذہ الامۃ انتہی
اور یہی اوسیمین ہی واما اشتراط الاجتہاد فیما یحتاج فیہ الی الرای کتفصیل احکام النکاح والطلاق
والبیع فینعقد الاجماع فیہ باتفاق اہل الرای والاجتہاد ولا یشترط اتفاق غیرہم حتی لو خالفہم
بعض العوام فیما اجمعوا علیہ لا یعتد بخلافہ عند الجمہور قال الغزالی ہذہ المسئلۃ فرضت ولا وقوع
لہا اصلا لان العامی العاقل یفوض ما لا یدری الی ما یدری فما اجمع علیہ الخواص فالعوام

متفقون علی ان الحق فیہ ما اجمعوا علیہ لا یضرون فیہ خلافا فھو مجمع علیہ من جہۃ الخواص والعوام
ومن لیس من اہل الرای والاجتہاد من العلماء لہ حکم العوام حتی لا یعتد بخلافہ کالمتکلم الذی لا
یعرف الا علم الکلام والمفسر الذی لا علم لہ بطریق الاجتہاد والمحدث الذی لا بصیرۃ لہ فی وجوہ
الرای وطرق المقائیس والنحوی الذی لا معرفۃ لہ بالادلۃ الشرعیۃ فی الاحکام واما فیما لا یحتاج
فیہ الی الرای ولیشترک فی درکہ الخواص والعوام کالصلوات الخمس ووجوب الصوم والزکوۃ
ونحوہا فیشترط فی انعقاد الاجماع فیہ اتفاق الکل من الخواص والعوام حتی انہ لو فرض خلاف
بعض العوام فیہ لا ینعقد الاجماع الا انہ غیر واقع انتہی ہرگاہ یہہ امور مہد ہوچکی پس معلوم
کرنا چاہیی کہ استحباب زیارت قبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اون احکام سی نہین ہی جو مستغنی
عن الرای ہین بلکہ امور محتاجہ الی الرای مین ہی اور ایسی احکام مین اجماع اصطلاحی جو ثبوت
حکم وحجیت مستقلہ ہوتی ہی اوسکی انعقاد مین اتفاق مجتہدین ضرور ہی اور اجماع جملہ اہل علم
وجملہ اہل اسلام بہی اس قسم مین اگر سند ہوگی تو باعتبار اتفاق مجتہدین کی ہوگی اور اتفاق
غیر مجتہدین سی صرف اوسکی تاکید ہوگی پس ما نحن فیہ مین اجماع اصطلاحی جو احد الحجج الاربعہ
ہی اتفاق مجتہدین ہی اور اتفاق جملہ اہل اسلام وخواص وعوام اس قسم مین نہ تو ثبوت
کی مفید ہی اور نہ مبحوث عنہ بالذات ہی اور نہ اجماع اصطلاحی مین جو مبحوث عنہ ہی حقیقۃ داخل
ہی اسیوجہ سی بعض اصولیین تو قید مجتہدین کو ضروری سمجھتی ہین اور بعض بنظر اسکی کہ تعریف
کا عام ہونا اور شامل ہونا اولی ہی تعمیم کرتے ہین بنا علیہ والد مرحوم نی ایراد کیا اور تعریف
عام کی اولویت کا حکم دیا اور یہہ ہماری قول کے منافی نہین بوجہ اسکی کہ اگرچہ تعریف کو عام
ہونا اولی ہی مگر حقیقۃ اجماع اصطلاحی جو مبحوث عنہ من حیث اثباتہ الاحکام کتب اصول مین
ہی اور احکام غیر مستغنیہ عن الرای مین ایک دلیل ادلہ شرعیہ مستقلہ سی ہی وہی ہی جسمین

قید مجتہدین کی باقی اتفاق جملہ خواص وعوام احکام مستغنیہ عن الرای مین اور غیر مستغنیہ
مین اجماع مبحوث عنہ اصطلاحی نہین ہی بلکہ صرف موکد ثبوت سابق ہی یا مفید امر زائد سوائے
ثبوت کی مثل قطعیت حکم وغیرہ کی ہی گو بوجہ اسکی کہ وہ بھی ایک فرد اتفاق کا ہی تعریف کو عام
کرنا اولی ہی پس احکام غیر مستغنیہ عن الرای کے اجماع مین قید مجتہدین کا ضم کرنا اور بغیر
اسکی اجماع اصطلاحی نہ سمجھنا بلکہ موافق رای ابن ہمام وغیر طائفہ اصولیین کی مطلق اجماع
مین قید مجتہدین ضم کرنا غلط نہ ٹھہرا اور حکم غلط کا جو ایسی صادر ہوا محکوم علیہ بالغلط ٹھہرا
اور عبارت قمر الاقمار کو سند پیش کرنا درست نہوا تین وجہ سی ایک یہہ کہ حکم اولویت کا باتباع
ایک جماعت اصولیین کی ہے اور قید مجتہدین کو ضم کرنا بنا بر رای طائفہ اخری کی ہی دوسرے
یہہ کہ غرض اوس اجماع اصطلاحی سی ہی جو دلیل شرعی مستقل ثبت حکم مبحوث عنہ من حیث
اثباتہ الحکم ہی اور یہہ قید مجتہدین ہی تیسری یہہ کہ مقصود اجماع اصطلاحی احکام غیر مستغنیہ
عن الرای مین ہی اور اوسمین قید مجتہدین ضرور ہی اور اولویت عموم تعریف امر دیگر ہے
قال فی المذہب الماثور دوم یہہ کہ بیان اہلیت من ینعقد بہ الاجماع مین کتب اصول مین قوم
ہی کہ عامۂ ناس اوس چیز مین کہ محتاج رای کی نہین اجماع مین داخل ہین اور ظاہر ہی
کہ جسمین استغنا عن الرای ہی اوسمین اجماع تمام اہل اسلام کا صرف اجماع لغوی ہے
نہین بلکہ اجماع اصطلاحی شرعی ہی اقول اسکا جواب بھی سابق سی معلوم ہو چکا ایک یہہ
کہ عامۂ ناس کو اہل اجماع مین داخل کرنا بنا بر رای ایک طائفہ کی اور طائفہ اخری کا مسلک
اعتبار مجتہدین ہی دوسری یہہ کہ عامۂ ناس اہل اجماع مین جو دلیل مستقل احکام ہی داخل
نہین ہین اگرچہ مطلق اجماع کی اہل ہین چنانچہ مولانا ولی اللہ رح شرح مسلم الثبوت مین
اسیطرف اشارہ کر کی لکھتے ہین لا یخفی علی المتدبر ان الاجماع الذی ہو احد ادلۃ الاحکام

لا تحقق الا باتفاق المجتهدین فان قول العامی لا مدخل له فی ثبوت حکم اصلا واما ان اردنا بیع الکل
کالاجماع علی امهات الشرائع کالصلوة والصوم والزکوة والحج وغیر ذلک فلا شبهة انه لا تخصیص
بالمجتهدین انتهی تیسری یہہ کہ عامۂ ناس اہل اجماع اصطلاحی کے مبعوث عنہ من حیث اثباتہ الاحکام
نہین ہین چوتھی یہہ کہ عامۂ ناس اہل اجماع اصطلاحی احکام محتاجہ الی الرای مین نہین ہین
قال فی المذہب المأثور سوم یہہ کہ شرط مذکور جسطرح اجماع مجتہدین مین شرط ہی اوسیطرح
اجماع جملہ اہل اسلام بہی شرط معلوم ہوتی ہی بدلیل اسکے کہ وجہ اس اشتراط کی یہہ ہی
کہ در صورت عدم اس اشتراط کی لازم آتا ہی عدم انعقاد اجماع آخر الزمان تک لیسا ہے
اگر اجماع جملہ اہل اسلام مین یہہ شرط نہو تو اتفاق جمیع اہل اسلام متحقق نہوگا مگر اسیوقت
مین پس اس شرط کو خصائص اجماع اصطلاحی مین کہنا غیر مسلم ہی اقول مجتہدین ایک
زمانہ کی جب ایک حکم پر اتفاق کرین وہ حکم مجمع علیہ شرعی ہوتا ہی اور بعد اوس زمانہ کی
دوسری زمانہ کی مجتہدین کا خلاف رافع اجماع اور معتبر نہین ہوتا ہی اور وفاق اونکا صرف
موکد ہوتا ہی ثبوت اجماع مین اور ثبوت حکم اجماعی مین اوسکو دخل نہین ہوتا ہی پس اس اجماع
مین اتفاق مجتہدین ایک زمانہ کا کافی ہوتا ہی اور ما بعد کی ارباب اجتہاد کا اعتبار نہین ہوتا ہے
اسیوجہ سی جب کسی کتاب مین کسی حکم پر اجماع شرعی مذکور رہوا اوسکی اثبات کی واسطی
صرف اتفاق مجتہدین ایک زمانہ کا مثلا زمانہ صحابہ یا تابعین یا تبع تابعین وامثال ذلک
کافی ہوتا ہی اور خلاف اوس مجتہد یا عالم کا کہ زمانہ اوسکا زمانہ اجماع کی بعد اور زمانۂ
ناقل اجماع کی قبل ہو معتبر و مضر نہین ہوتا ہی بخلاف اسکی کہ کوئی فقیہ ایک حکم پر اجماع
جملہ اہل علم یا جملۂ اہل اسلام یا جملہ مجتہدین یا جملہ فقہاء کا حکم کری اوسمین ضرور رہوگا کہ
خلاف کسی عالم یا کسی مسلم یا کسی فقیہ کا قبل اسکی نہوا ہو ورنہ یہہ حکم اتفاق کا درست

نہوگا اور خلاف ایک فرد کا بہی افراد محکوم علیہ بالاتفاق سی ضرر کریگا زیادہ توضیح اسکی
یہہ ہی کہ اگرچہ اجماع مجتہدین مین اور اتفاق فقہا و مسلمین مین اس امر مین مساوات ہی
کہ اعتبار جملہ مجتہدین کا از ابتدای زمانہ اجتہاد تا قیام قیامت اور اعتبار جملہ مسلمین و فقہا
کا از ابتدای عصر اسلام و فقہ تا قیام قیامت انعقاد اجماع مین نہین ہوسکتا ورنہ کسی
حکم پر وجود اجماع کا کسی زمانہ مین نہوگا فقط آخر زمانہ مین حکم اجماع کا درست ہوگا مگر دونو
مین فرق اسوجہ سی ہی کہ اجماع مجتہدین مین جو مثبت احکام و مبحوث عنہ من حیث اثباتہ
الاحکام ہی صرف اتفاق ایک زمانہ کی مجتہدین کا کفایت کرتا ہی اور اتفاق جملہ اہل اسلام
وغیرہ مین استغراق ازمنہ ضرور رہوتا ہی کیونکہ اجماع مجتہدین ایک زمانہ کا جب ایک حکم پر
ہوگیا مابعد کی مجتہدین و غیر مجتہدین کا اوسمین اعتبار نہین ہوتا اور خلاف و وفاق اونکا معتبر
نہین ہوتا پس اگر خلاف بہی منقول ہو حکم اجماع مرتفع نہین ہوسکتا اسوجہ سی کہ اوسمین
صرف اتفاق مجتہدین ایک زمانہ کا معتبر ہی اور دوسری زمانہ کا خلاف و وفاق نہین
معتبر ہی اور اتفاق جملہ اہل اسلام و نحو ذلک کا حکم جب صحیح ہوگا کہ جملہ ازمنہ سابقہ مین
کسی مسلم وغیرہ کا خلاف منقول نہوگا ورنہ نہ مثلاً جب ابن حجر مکی یا تلمیذ اونکی عبدالنبی گنگوہی
یا سیوطی یا اور علمای مأتہ عاشرہ کسی حکم کو محکوم علیہ اجماع کا بنا دین اور اوسپر حکم اجماع کا
واسطی اثبات اوس حکم کی کرین اور اتفاق مجتہدین کا دعوی کرین اوسکی صدق و تحقق
وجود مین اسیقدر کافی ہوگا کہ ازمنہ متقدمہ مین کسی زمانہ کی جملہ مجتہدین اوسپر اتفاق کرگئی
ہون خواہ مجتہدین دوسری زمانہ کی موافق ہون یا مخالف ہون یہہ ضرور نہین کہ ابتدای عصر اجتہاد
سی تا زمانہ ناقل و حاکم اجماع کسی مجتہد کا خلاف نہوا ہو بلکہ سبکا اتفاق رہا ہو کیونکہ اجماع مجتہدین
مین جو دلیل مستقل ہے ایک زمانہ کی خلاف و وفاق کا اعتبار ہی اور دوسری زمانہ کا

خلاف و وفاق خارج از اعتبار ہی اور اگر ارباب مائۃ عاشرہ ایک حکم پر حکم اجماع جملہ مسلمین کا ہوگا
یا اجماع جملہ فقہا یا جملہ محدثین یا جملہ علما و نحو ذلک منقول کرین تو اوسکی تحقق اور وجود مین
ضرور ہی کہ جملہ از منہ سابقہ مین کسی مسلم یا فقیہ یا محدث یا عالم کا خلاف نہوا ہو ورنہ یہہ حکم
درست نہوگا اور حکم اجماع و اتفاق کا ذب و باطل ٹھہریگا خصوصا جبکہ خود ناقلین اس اجماع
کی خلاف کسی عالم یا فقیہ وغیرہ کو منقول کرتی ہون اور مستندات طرفین سی بحث کرتی ہون پس
ثابت ہوا کہ اتفاق اون لوگونکا خلاف و وفاق معتبر ہی عصر معین مین کہ وہی عصر انعقاد
اجماع ہوگا اجماع اصطلاحی مین جو مبحوث عنہ و حجت مستقلہ و مثبت احکام ہی شرط ہی نہ
خلاف و وفاق دوسری عصر کا اور جب ایک عصر مین اتفاق مجتہدین ہوگیا تا بہ قیام قیامت
ثبوت حکم کی وہطی کافی ہوگیا جس عصر مین اوسکی ساتھہ استدلال کیا جاوی اور اجماع اصطلاحی
سند ثبوت حکم کی پیش کیجاوی درست ہوگا اور از منۂ اخری کا خلاف قادح نہوگا بخلاف اتفاق
جملہ خواص و عوام کی و امثال ذلک کہ اسکی انعقاد مین اور صحت حکم اتفاق مین ایک عصر خاص کا
اعتبار نہین ہی بلکہ جملہ اعصار متقدمہ مین اتفاق خواص عوام ہونا ضرور ہی یہی مابہ الفرق ہی
نہ یہہ کہ اتفاق مسلمین و امثال ذلک مین جمیع مسلمین کا تا بہ قیام قیامت اتفاق لازم ہی تا یہہ
ایراد ہو کہ اس تقدیر پر اتفاق مسلمین وغیرہ کا وجود نہوگا اور اگر وجود ہوگا تو مفید نہوگا قولہ
فی الکلام المبرور اور اس اجماع مین ایک شخص مسلم اور عالم کا انکار بھی مبطل اجماع ہوگا قولہ
فی المذہب المأثور اس سی لازم آتا ہی کہ ان عبارات مین قربت مطلقہ بھی مراد لینا درست
نہو کیونکہ اوسمین شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا خلاف منقول ہی **اقول اولا** ہان جب خلاف
ابن تیمیہ کا نفس شریعت زیارت و قربت مین ہوگا اس حکم کو مجمع علیہ باجماع جملہ مسلمین و جملہ
اہل علم و نحو ذلک بنانا درست نہوگا مگر بقول ناصرین ابن تیمیہ ابن تیمیہ اور اونکی تلامذہ منکر قربت

زیارت شرعیہ قبر نبوی کی نہین ہین اور عبارات انکی تصانیف کی اس انکار کی مکذب ہین البتہ
زیارت بدعیہ کو ناجائز کہتے ہین اور اسمین اور علماء بہی موافق ہین اور سفر بقصد الزیارۃ النبویۃ
کو حرام و ممنوع لکھتے ہین اور اسکی بعض شافعیہ بہی قائل ہوگئی ہین مگر جمہور اوسکی خلاف
پر ہین جیسا کہ سابقا محقق ہوچکا اور احقاق حق و ابطال باطل گذر چکا البتہ ابن تیمیہ و ابن
عبدالہاد وغیرہ اپنی مذہب پر جو ادلہ قائم کرتے ہین اور اصول ممہد کرتے ہین اوس سی یہہ امر
لازم آتا ہی کہ یہہ سب منکر نفس شریعت کی بہی ہین یہی منشا اشتباہ کا ہی کہ ایک طائفہ علماء کا اونکے
طرف انکار نفس قربت کو منسوب کرتی ہین پس جب معلوم ہوا کہ نفس شریعت زیارت کا انکا
مذہب ابن تیمیہ وغیرہ کا نہین بلکہ کسی عالم کا یہہ قول نہین حکم اجماعی نفس قربت پر درست
رہا اور مطابق واقع کی ہوا اسیوجہ سی ملا علی قاری درہ مضیئہ مین و مشروعیتہا محل اجماع
بلانزاع و انما الخلاف بینہم فی انہا واجبۃ او مندوبۃ لکہی بعد اوسکی ابن تیمیہ سی منع سفر بقصد
الزیارۃ نقل کرتے ہین اور اوسکو مردود سمجہتی ہین اور ایسہی جذب القلوب الی دیار المحبوب
وغیرہ مین ہی کہ اولا نفس قربت پر اجماع منقول ہی بعد اوسکی بحث خلاف ابن تیمیہ وغیرہ
کی سفر و شد رحال مین مذکور ہی اور جن کتب مین اجماع مسلمین وغیرہ کا حکم ندب پر کہ ممول
شریعت و قربت پر ہی مذکور ہی اونمین سی بعض مین تو خلاف ابن تیمیہ وغیرہ کا ذکر ہی نہین
اور بعض مین شد رحال کا خلاف مذکور ہی نفس شریعت مین خلاف مذکور نہین پس حکم
دینا نفس شریعت پر مجمع علیہ ہونیکا درست ہوگا بخلاف استحباب خاص مصطلم کی کہ اسمین
وجود خلاف واقع مین ہی اور ناقلین اجماع کی بہی کلام مین موجود ہی اسوجہ سی حکم اجماع
اوسپر درست نہوگا ثانیا یہہ کہ بر تقدیر اسکی کہ ابن تیمیہ وغیرہ نفس قربت کی حقیقت مین
منکر ہون یہہ بہی مثل استحباب خاص کی محل و مورد اجماع جملہ اہل علم و جملہ اہل اسلام نہوگا

ایک عامی جاہل بہی منافی اجماع مسلمین ہوگا **قال** فی المذہب الماثور اسمین کلام ہی بچند وجوہ
اوّل یہہ کہ اس شرط کو خصائص اجماع مجتہدین سی کہنا غیر مسلم ہی کیونکہ فسق و بدعت کا نہونا
جیسا کہ مجتہدین مین شرط ہی ویسا ہی اجماع جملہ اہل اسلام مین بہی شرط معلوم ہوتا ہی بدلیل
اسکی کہ اس شرط کی وجہ جو اہل اصول بیان کرتے ہین وہ عام ہی بعض حواشی حسامی
مین مرقوم ہی اما اشتراط العدالۃ فلان حکم الاجماع وہو کونہ حجۃ انما تثبت باہلیۃ اداء الشہادۃ
کرامۃ لہذہ الامۃ وہی تثبت بالعدالۃ والفسق یسقط العدالۃ فلم یبق بہ اہلا للشہادۃ انتہی علاوہ
اسکی اہل اصول بیان شرائط مجمعین مین صرف شرط اجتہاد کو فی ما یحتاج الی الرای کی تمامہ
مقید کرتے ہین نہ دیگر شروط کو پس معلوم ہوا کہ شروط دیگر اپنی اطلاق پر باقی ہین ما یحتاج
فیہ الی الرای وما یستغنی فیہ عن الرای دونو مین جاری ہی **اقول** آپکی قول سی کہ خلاف
اون لوگونکا مانع ہی کہ جنکی خلاف و وفاق کا اجماع مین اعتبار ہی اور مخالفین استصحاب کا
اونمین سی ہونا غیر مسلم ہی یا تو غرض یہہ ہی کہ اجماع مین خلاف و وفاق مجتہدین کا اعتبار
ہی پس خلاف اونہین لوگونکا مانع ہی اور مخالف استصحاب کا مجتہدین سی ہونا غیر مسلم ہی
اور یا یہہ غرض ہی کہ خلاف و وفاق اون لوگونکا معتبر ہی جنمین فسق و بدعت نہو اور مخالف
کا اس سی خالی ہونا غیر مسلم ہی بر تقدیر ایراد ہمارا آپ پر قائم ہی تقدیر اوّل پر اسوجہ سی
کہ خلاف مجتہدین کا اعتبار کرنا اجماع اصطلاحی مبحوث عنہ وحجت و دلیل ثبت احکام محتاج
الی الرای مین ہے اور ما نحن فیہ مین کہ حکم محتاج الی الرای ہی اجماع جملہ اہل اسلام و
اہل علم منقول ہی اور یہہ اجماع مشروط بشرط مذکور نہین ہی بلکہ اسمین خلاف ایک فرد
کا افراد مجمعین سے بہی گو مجتہد نہو مخل حکم اجماع ہی اور بر تقدیر ثانی اسوجہ سی کہ جملہ اہل اسلام
مین فاسق و مبتدع کا خارج کرنا باوجود اسکی کہ وہ مسلم ہی صراحۃ ابتک کسی کتاب اصول مین

نظر سی نہین گذرا اور وہ جو اہل اصول بیان کرتی ہین وہ خاص اوس اجماع کی ساتھہ جو حجت و مناط ثبوت
حکم ہی مخصوص معلوم ہوتی ہے کیونکہ آپکی عبارت منقولہ بین موجود ہی واما اشتراط العدالۃ فلان
حکم الاجماع وہو کونہ حجۃ انما تثبت باہلیۃ اداء الشہادۃ کرامۃ لہذہ الامۃ وہی تثبت بالعدالۃ اور تحقیق
بین مرقوم ہی اما اشتراط العدالۃ فلان حکم الاجماع وہو کونہ ملزما انما تثبت باہلیۃ الشہادۃ کرامۃ
لہذہ الامۃ وہی تثبت بالعدالۃ والفسق لیسقط العدالۃ انتہی اسیطرح اور کتب اصول بین بہی ہے
اس سی معلوم ہوتا ہی کہ وجہ اشتراط عدالت کی یہہ ہی کہ حکم اجماع یعنی حجت و ملزم وغیرہ ہونا
موقوف اہلیۃ شہادت پر ہی اور وہ فسق وغیرہ مین مفقود ہی اور ظاہر ہی کہ یہہ حکم اوسی اجماع
کا ہی جو مجتہدین کا ہوتا ہی اور اجماع جملہ اہل اسلام و خواص عام احکام مستغنیہ عن الرای
ومحتاجہ الی الرای دونو مین صرف موکد حکم ہی ملزم حکم و حجت و دلیل ثبت حکم نہین ہی جیسا کہ
سابقا مفصلا مذکور ہی پس اسمین شرط مذکور کی ضرورت نہین ہی کیونکہ موکد ہونا موقوف
اہلیۃ شہادت پر نہین ہے **علاوہ** ازین اگر تسلیم کیا جاوی کہ اجماع جملہ اہل اسلام وغیرہ
بہی مشروط بشرط مذکور ہی تو یہہ جملہ کہ مخالفین استحباب کا اونمین سی ہونا غیر مسلم ہی خالی
مجادلہ سی نہین ہے ابو عمران مالکی کی مدح و ثنا و فقاہت کتب مین مذکور ہی اور کسی نی اسکو
مبتدع و فاسق نہین بنایا چنانچہ آیندہ انشاء اللہ تعالی ظاہر ہوگا **ثم قال** فی المذہب الماثور
تعریف اجماع اصطلاحی جو آپنی بیان فرمائی غیر جامع ہی چنانچہ آپکی والد ماجد کی عبارت سی
ظاہر ہوا **اقول** سابقا اسکا جواب محقق ہو چکا **ثم قال** فی المذہب الماثور سوم اس اجماع
کو قبیل اجماع علی امہات الشرائع سی سمجھنا غلط ہی کیونکہ مسئلہ استحباب زیارت اوس قبیل سے
ہی جسمین لوی کو دخل ہے **اقول** یہہ کب اسکو امہات الشرائع سی بنایا شاید آپنی بوجہ
نقل کرنے عبارت شرح مسلم مولوی ولی اللہ رح کی واما ان اردید ما یعم الکل کالاجماع علی امہات

الشرائع کالصوم والصلوٰۃ والزکوٰۃ والحج وغیر ذلک فلا شبہۃ انہ لا یختص بالمجتہدین انتہی اس امر
کو منسوب کیا حال آنکہ غرض اوس سے صرف استدلال اس امر پر ہی کہ جو اجماع بمعنی مایعم اکل
ہی وہ خاص مجتہدین کی ساتھ نہین **ثم قال** فی المذہب الماثور چہارم یہہ کہ اجماع علے
امہات الشرائع کو اجماع شرعی نہ کہنا غلط ہی **اقول** یہہ حکم مطلقا غلط ہی مطابق تصریحات
ایک طائفہ اصولیین کے صحیح ہی اور موافق دوسری طائفہ کے بہی یہہ اجماع داخل اوس
اجماع مین جو حجت شرعیہ ثبتہ وملزمہ ہوتی ہی نہین ہے **ثم قال** فی المذہب الماثور پنجم جس چیز
مین کہ رای کو دخل نہین اوسپر اجماع ہونی مین اتفاق خواص وعوام بامعنی شرط نہین کہ اگر
کسی عامی جاہل کا بہی اوسمین خلاف ہو تو اجماع منعقد نہوگا بلکہ بامعنی کہ کسی کو خواص وعوام
مین سی اوسکی مخالفت جائز نہین توضیح مین موجود ہی واما الاجماع الثانی فلیس کذلک
فان الحکم قطعی بدونہ ولیس المراد انہ لو لم یوافق جمیع العوام لم ینعقد الاجماع حتی لا یکفر منکر
الاجماع بل لا یمکن لاحد من الخواص والعوام المخالفۃ حتی لو خالف احد یکفر **اقول** پوری عبارت
توضیح کی یہہ ہی اعلم ان الاجماع علی نوعین احدہما اجماع یفید قطعیۃ الحکم ای سند الاجماع
لا یکون موجبا للقطع بل الاجماع یفید القطعیۃ والثانی اجماع لا یفید قطعیۃ الحکم بان یکون سند
الاجماع موجبا للقطع ثم الاجماع یفید زیادۃ تاکید فنقل القرآن وامہات الشرائع من ہذا القبیل
والاجماع الاول لا ینعقد ما بقی مخالف واحد وذلک المخالف او مخالف آخر فی عہد آخر لا یکفر بالمخالفۃ
واما الاجماع الثانی فلیس کذلک فان الحکم قطعی بدونہ الخ آپنی معلوم ہوتا ہی کہ ارتکاب قطع
وبرید واختصار اپنی مطلب کی اثبات کی واسطی اور مغالطہ خصم کی کیا ہی کیونکہ اس عبارت
کا مفاد تو یہہ ہی کہ اجماع دو قسم پر ہی ایک وہ کہ مفید قطعیت حکم ہو اور سند اجماع مفید قطعیت
نہو دوسری وہ اجماع کہ مفید قطعیت نہو صرف موکد ہو اور ثبوت حکم اور قطعیت حکم سند قطعی سے

قبل انعقاد اجماع ہوچکا ہو مثل اجماع اوپر کلام اللہ ہونی قرآن کی اور امہات شرائع کی اور
قسم اول اجماع کا انعقاد موقوف ہی عدم وجود مخالف پر پس اگر ایک مخالف بھی اوس عصر مین
باقی رہیگا انعقاد اجماع اور ثبوت قطعیت حکم نہوگا اور بوجہ عدم تمامیت اجماع کی مخالف
اوس عصر پر اور ایسہی مخالف دوسری عصر پر حکم کفر کا نہو سکیگا اور قسم ثانی اجماع مین چونکہ ثبوت
قطعیت حکم بسند قطعی ہوچکا کسی عامی و خاصی کو مخالفت نہین ہو سکتی بلکہ خلاف اوس حکم قطعی
مین موجب کفر مخالف ہوگا پس یہ تقسیم صاحب توضیح کی اور تفریق حکم کی باعتبار قطعیت سند
و عدم قطعیت سند ہی نہ باعتبار احتیاج حکم الی الرای اور استغناء عن الرای ہی اگر سند حکم قطعی
ہی ایسی حکم پر اجماع قسم ثانی ہے خواہ وہ محتاج الی الرای ہو خواہ مستغنی یعنی خواہ اوس مین
رای دخل دی سکتی ہو یا نہین اور اگر سند قطعی نہین ہی ایسی حکم پر اجماع قسم اول ہی خواہ
وہ محل و مورد رای ہو عقل ہو یا نہو پس کلام صاحب توضیح و اما القسم الثانی الخ سی مراد اجماع
احکام کہ جنمین رای کو دخل نہین ہی نہین ہی بلکہ وہ اجماع کہ جسکی سند قطعی ہو اور قطع نظر
اجماع کی اوسکا ثبوت قطعی ہوچکا ہو خواہ وہ حکم معرد رای ہو سکی یا نہو سکی آپنی جو قسم ثانی سی
اجماع اون احکام کی کہ اونمین رای کو دخل نہین مراد لی یا تو عبارت سابقہ سی غفلت کی یا مغالطہ
خصم کی نظر سی یہہ حرکت صادر ہوئی **علاوہ** ازین عبارت توضیح سی یہہ امر ظاہر ہوا کہ
اجماع اول مین اہل اجماع سی ایک بھی اگر مخالف ہوگا انعقاد اجماع نہوگا اور ظاہر ہی کہ استحباب
زیارت کی سند قطعی نہین ہی پس اسپر انعقاد اجماع موقوف عدم خلاف پر ہی اور ما نحن فیہ مین
خلاف موجود ہی اور اگر کہیے کہ اجماع قبل عصر مخالفین کی منعقد ہوچکا تو اوسکو ثابت کیجئی **قال**
فی القول المنصور اگر کہیے کہ جس استحباب پر اجماع منقول ہی مراد اوس سی عام ہی جو مستحب و سنت
موکدہ و واجب کو شامل ہی تو اوسکا جواب بدو وجہ ہی اول یہہ کہ یہہ تاویل محض لغو ہی کیونکہ

مقصود اس مقام پر بیان حکم شرعی ہے اور حکم شرعی استحباب خاص ہی دوم قول بالوجوب
مین جسکی دلیل ضعیف ہی اور علماء نی اوسمین تاویل کی ہے تاویل نہ کرنا اور قول بالاستحباب
مین جسکی دلیل قوی ہے اور کسی نی اوسمین تاویل نہین کی تاویل کرنا محض ترجیح بلامرجح ہے
قلت فی الکلام المبرور جو لوگ کہ استحباب پر اجماع نقل کرتے ہین وہی قول وجوب کو بھی نقل
کرتی ہین اس سے صاف ظاہر ہی کہ مراد استحباب سے اونہون نی عام لیا ہی کیونکہ ذکر اجماع
جمیع مسلمین کے اوپر استحباب خاص کی اور درمیان ذکر قول وجوب کی تنافی واضح ہی **قال**
فی المذہب الماثوریہ تنافی غیر مسلم ہی بسبب وجہ اول یہہ کہ محتمل ہے کہ قول بالوجوب ماول ہو
دوم یہہ کہ قول وجوب زمانہ انعقاد اجماع مین نہو سوم یہہ کہ مسئلہ استحباب زیارت اجتہادی
ہی نہ اون مسائل مین کہ جنمین رای و اجتہاد کی طرف احتیاج نہین ہوتی ہی پس اسوقت
مخالفت اونہین کی مبطل اجماع ہوئی اور قائلین وجوب کا مجتہدین سے ہونا غیر مسلم ہے
اقول وجہ اول مخدوش ہی بچند وجہ **ایک** یہہ کہ یہہ احتمال بلا دلیل ہی اور غیر مسموع ہی کتب
اصول مین مرقوم ہی کہ احتمال ناشی بلا دلیل منفی قطعیت نہین ہی اگر کہیے کہ دلیل وجوب چونکہ ضعیف
ہی اور دلیل استحباب قوی ہی اسوجہ سے تاویل قول بوجوب ضروری ہی پس احتمال تاویل مع الدلیل
ہی تو ہم کہینگے کہ دلیل وجوب کا ضعف متفق علیہ نہین ہی بلکہ بعض کی نزدیک قوی ہی جیسا کہ
سابقا گذر چکا اور اگر ضعف تسلیم کیا جاوی تو اس سے تاویل وجوب لازم نہوگی کیونکہ ایک حکم
کسی مجتہد یا فقیہ کی دلیل ضعیف ہونیسے یہہ نہین لایق ہی کہ اوسکی مذہب کو بگاڑین اور تاویل
کرنی لگین **دوسری** یہہ کہ سابقا عبارت سیوطی وغیرہ سے ظاہر ہو چکا کہ تاویل بلا ضرورت
جائز نہین اور قول وجوب کی کچھ تاویل کی ضرورت نہین ہی **تیسری** یہہ کہ علماء نی مشروعیت
کو محل اجماع بلا نزاع اور استحباب خاص و وجوب کو محل خلاف بنایا چنانچہ سابقا علی قاری کی

عبارت اور ابن حجر وغیرہ کی عبارت سی معلوم ہوچکا پس اگر قول وجوب کی تاویل کیجاوی
اور سبکا مرجع استحباب خاص بنایا جاوی تو کلام علماء ثقات بایجا و حضرت والا باطل ہوا جاتا ہی
چوتھی یہہ کہ جن لوگون نی اجماع افضل سنن ہونی یا مندوب ہونی زیارت پر ذکر کیا اور پھر
قبل اسکی یا بعد قول وجوب یا قرب کو بہی منقول کیا اونکی نزدیک تو بالضرورۃ قول وجوب
یا قرب وجوب وغیرہ مغائر قول استحباب خاص ہی ماول نہین ہی ورنہ ندب کو محل خلاف بنانا صحیح
نہین ہوگا اور الزام عدم فہم وسخافت اونپر عائد ہوگا پس اون لوگون کی نزدیک جب قول
وجوب ماؤل ہوا محل اجماع نفس قربت کو بنانا ضروری ہوا اور صرف احتمال تاویل کہ آپ
اوسپر نازان ہین ہماری کیا مضر ہوا ہان اگر یہہ ثابت کردیجی کہ ذاکرین اجماع کی نزدیک قول
وجوب ماؤل ہی البتہ آپکو مفید اور ہمکو مضر ہوگا **اور جواب** وجہ دوم کا یہہ ہی کہ شیخ عبدالحق
دہلوی اور عبدالنبی گنگوہی اور قاضی عیاض مالکی اور علی قاری وغیرہ نی کہ زمانہ ان سبہون کا
متاخر قائلین بالوجوب سی ہی جب اجماع جملہ اہل حلم وجملہ اہل اسلام نقل کیا ضرور ہوگا کہ قبل
انکی کسی کی مخالفت نہوئی ہوا ور اونکو معلوم نہین ہو بوجہ اسکی کہ قبل انکی جسقدر زمانہ منقضی
ہوا وہ سب محل انعقاد اجماع ہوگا اوسمین ایک کا بہی خلاف قادح انعقاد اجماع ہوگا
اور جواب وجہ سوم کا یہہ ہی کہ مسئلہ استحباب زیارت گو اجتہادی ہی مگر اجماع مجتہدین
اسمین منقول نہین ہی بلکہ اجماع اہل اسلام واہل علم ہی پس چونکہ اہل اجماع اس مقام مین
اہل اسلام واہل علم ہین مخالفت مجتہدین وغیر مجتہدین دونو کی مضر ہی **قلت** فی الکلام
المبرور آور آپنی جو دو وجہ ذکر کین اونمین سی وجہ اول مثل ہباء منثور ہی اسواسطی کہ جسطرح
استحباب خاص حکم شرعی ہی اسیطرح اثبات قربت بہی حکم شرعی ہی حموی حاشیۂ اشباہ
مین لکھتی ہین ذکر شیخ الاسلام زکریا ان الطاعۃ فعل ماثیب الیہ توقف علی نیتہ اولا اعرف

من یفعل لاجلہ اولا والقربۃ فعل ما یثاب علیہ بعد معرفۃ من یتقرب الیہ وان لم یتوقف علی نیۃ ولہذا ما یثاب علی فعلہ وتوقف علی نیۃ الخ **قال** فی المذہب الماثور اسمین کلام ہی بچند وجوہ اول یہہ کہ یہہ عبارت عموی سی قربت کا حکم شرعی ہونا ثابت نہین صرف قربت کی تعریف البتہ اوسمین مذکور ہی دوم یہہ کہ بالفرض اگر حکم شرعی ہی تو قربت ہی نہ اثبات قربت سوم یہہ کہ مقصود میرا یہہ نہین ہی کہ قربت حکم شرعی نہین بلکہ مطلب یہہ ہی کہ مقصود اسمقام پر تعیین ایک قسم خاص کی ہی احکام شرعیہ مشہورہ بین الفقہا رہین جیسی فرض واجب سنت مندوب حرام مکروہ مباح **اقول** تعریف قربت کی فعل ما یثاب علیہ بعد معرفۃ من یتقرب الیہ کی ساتھہ اول دلیل قربت کی حکم شرعی ہونی پر ہی اسوجہ سی کہ فعل ما یثاب علیہ مثاب علیہ ہی اور یہہ امر عقلی نہین ہی پس نفس تعریف عموی سی مقصود ثابت ہی انکار اسکا مکابرہ ہی اس سی وجہ اول مندفع ہوگئی اور وجہ دوم خارج از بحث مصلین ہی اثبات قربت سی قربت مثبتہ مراد ہی اور حذف مضاف حکم شرعی کی لفظ کا بھی مستنکر نہین ہی اور وجہ سوم بھی لغو ہی یہہ مقصود آپکا محض ذہنی ہے عبارت آپکی بحسب تبادر مورد ایراد ہی اور بفرض اس مقصود کی مجرد تعیین قسم خاص کو مقصود بنانا غیر مسلم ہی **قلت** فی الکلام المبرور اور وجہ دوسری کا جواب یہہ ہی کہ باب تاویل بلا ضرورت مسدود کرنا ضرور ہی **قال** فی المذہب الماثور قول منصورین تو یہہ کہا گیا کہ قول وجوب مین جسکی دلیل ضعیف ہی اور علمارنی اوسمین تاویل کی ہی تاویل کی اور قول بالاستحباب مین جسکی دلیل قوی ہی اور کسی نے اوسمین تاویل نہین کی تاویل کرنا محض ترجیح بلا مرجح ہی اسوقت جواب مین یہہ ضرور تھا کہ آپ پر جو الزام ترجیح بلا مرجح لازم کیا گیا ہی اسکو رفع کرتی اسکو کہ باب تاویل بلا ضرورت مسدود کرنا ضرور ہی یہان کیا دخل ہے **اقول** تعجب ہی کہ ظاہر امر کو بھی آپ غور نہین کرتے ہین اور یہہ نہین سمجھتی ہین کہ جب باب تاویل

بلا ضرورت مسدود کرنا ضرور ہی جیسا کہ عبارات سابقہ سی واضح ہی تو مذہب وغیرہ مین جسپر حکم
اجماع کا کیا گیا ہی بوجہ وقوع و نقل خلاف کی معنی خاص مین تاویل اوسکی ساتھ قربت کی ضرور
ہی تا لزوم تنافی و کذب وغیرہ نہووی بخلاف وجوب کی کہ اسکی تاویل کی ضرورت نہین اور
علماء ناقلین اجماع و خلاف کی نزدیک ماؤل نہین پس الزام ترجیح بلا مرجح کا ہماری عبارت
سی مندفع ہی اور آپ پر الزام تاویل بلا ضرورت عائد ہی اور ضعف دلیل و قوت دلیل
کو کچھہ مداخلت تاویل مین نہین ہی **قال** فی القول المنصور اگر کسی کو خلجان ہووی کہ ثبوت
اجماع موقوف سند متصل پر ہی تو جواب اوسکا یہہ ہی کہ یہان اجماع لباب وغیرہ سی نقل
کیا گیا ہی اگر تمہاری نزدیک وہ معتبر ہین تو یہی کافی ہی اور اگر نہین تو جتنی عبارات تایید وجوب
کی ایی نقل کی گئی ہین اونکو قائل استحباب ہی تسلیم نہین کرسکتا **قلت** فی الکلام المبرور یہہ تقریر
داب مناظرہ سی خارج ہی بلکہ فروع مکابرہ و مجادلہ سی ہی **قال** فی المذہب الماثور آپنی وجہ
اسکی بیان نہ فرمائی کہ یہہ امر موافق اہل علم مناظرہ کی جائز نہین ظاہر اسکی دو وجہ معلوم ہوتی
ہین اول یہہ کہ مقابلۃ المنع بالمنع ہی اور یہہ موافق علم مناظرہ کی جائز نہین دوم یہہ کہ معترض
تو ناقل ہی اور ناقل پر ممنوع ثلثہ وارد نہین ہوسکتی ہین جواب اول یہہ ہی کہ قائل وجوب
مین دو اعتبار ہین ایک یہہ کہ وہ دعوی وجوب کا کرتا ہی اس حیثیت سی وہ مدعی ہی دوسرے
یہہ کہ قائل استحباب پر اعتراض کرتا ہی اس حیثیت سی قائل استحباب سی کسی مقدمہ کا مانع بھی
ہوسکتا ہی اور قائل وجوب کی نقل تسلیم نکرنا بنظر اوسکی مدعی ہونیکی ہی نہ بنظر اوسکی مانع ہونیکی
تو مقابلۃ المنع بالمنع لازم نہ آیا اور جواب دوم یہہ ہی کہ مقصود بیان کرنا صرف اس امر کا ہی
کہ مدعی وجوب و مدعی اجماع دونو مساوی ہین یعنی اگر ایک کی نقل پر منع وارد ہوسکتی ہی
تو دوسری کی نقل پر بھی منع وارد ہوسکتی ہے پس اگر ناقل ہونیکی وجہ سی قائل وجوب کی

نقل پر ایراد منع ناجائز سمجھا جاوی تو مدعی اجماع کی نقل پر بھی بوجہ ناقل ہونیکی ایراد منع ناجائز
ہوگا جاننا چاہیی کہ یہہ جو مشہور بین الناس ہی کہ نقل پر منع متوجہ نہین ہوتی ہی اس سی یہہ غرض
نہین کہ کلیۃ منقول پر کسیطرح کی منع وارد نہین ہوسکتی بلکہ مقصود یہہ ہی کہ منقول من حیث انہ
منقول پر منع حقیقی متوجہ نہین ہوسکتی اور اگر شی منقول کی صحت کا التزام کیا جاوی اور اوسکو
عین مدعی گردانا جاوی تو اوسپر منع مجازی یعنی طلب الدلیل علی الدعوی متوجہ ہوسکتی ہی اور
اگر شئی منقول جزو دلیل گردانا جاوی تو اوسپر منع حقیقی یعنی طلب الدلیل علی المقدمۃ المعینۃ ہوسکتے
ہی پس معلوم ہوا کہ یہہ قول صاحب کلام مبرد راول دلیل ناواقفیت پر ہی علاوہ اوسکی ایک
شئی کو فروع مکابرہ و مجادلہ دونوسی کہنا غیر معقول ہی **اقول** اسمین کلام ہی بچند وجوہ **اول**
یہہ کہ تعجب ہی کہ وجہ ظاہر اس مقام مین خیال مبارک مین نآئی بتکلف دو وجہ سمجھہ کی تطویل
بلا طائل فرمائی آپکی تقریر قول منصور کی اسوجہ سی خارج از مناظرہ و مندرج تحت المجادلۃ
والمکابرۃ بنائی گئی کہ وہ کتب کہ جن سی قول وجوب یا قرب وجوب منقول ہی حقیقت مین
آپکی نزدیک معتبر ہین یا نہین اگر معتبر ہین تو عبارات منقولہ کی تسلیم آپکو لازم ہوگی اور اگر
معتبر نہین تو تسلیم نہوگی اور طلب نقل وجوب وغیرہ کتب معتبرہ سی ہوگی اور ہر تقدیر عام ہے
اس سی کہ جن کتب سی اجماع منقول ہی ہماری نزدیک معتبر ہون یا نہون یعنی بر تقدیر عتبار
کتب منقول عنہ الوجوب بزعم جناب والا تسلیم اوسکی آپ پر لازم ہوگی خواہ عبارات اجماع
وکتب منقولہ عنہ الاجماع ہماری نزدیک معتبر ہون یا نہون اور اگر آپکی نزدیک کتب منقول
عنہ الوجوب معتبر نہین تسلیم آپ پر لازم نہوگی علم ازین کہ کتب منقول عنہ الاجماع ہماری
نزدیک معتبر ہون یا نہون پس نہ تسلیم کرنا آپکا عبارات وجوب کو اوس تقدیر پر ہوگا کہ کتب
منقول عنہ آپکی نزدیک معتبر نہون و بر تقدیر اعتبار آپ اسکی مجاز نہین اور ہماری تسلیم

کرنی وتسلیم نہ کرنی عبارات اجماع کو آپکی تسلیم وعدم تسلیم مین مداخلت نہین اگر ہم بالفرض
عبارات اجماع کو بوجہ عدم اعتبار کتب منقول عنہ کی تسلیم نہ کرین اور آپکی نزدیک کتب منقول عنہ
الوجوب معتبر ہون تو آپ ضرور تسلیم کرینگی ورنہ نہ داب مناظرہ اور مقتضای اظہار صواب تو
یہی ہی نہ یہہ کہ عدم تسلیم آپکی ہماری عدم تسلیم کی تقدیر پر ہو جیسا کہ ارشاد ہوا یہہ تقریر محض
ضد ومنازعت کی ہی کہ اگر ہماری بات کو تم نہ مانوگی تو ہم بھی تمھاری بات کو نہ مانینگی اس
صورت مین مناظرہ نہوا بلکہ مکابرہ یا مجادلہ ہوا **دوم** یہہ کہ آپ تحقق نفس الامری وجوب
کو جابجا تسلیم کر چکی ہین با ایں ہمہ یہان لکھتے ہین کہ اگر آپ کی نزدیک لباب وغیرہ معتبر نہین تو
عبارات وجوب کو بھی قائل استحباب تسلیم نہین کر سکتا آیا جسکی غرض اظہار صواب ہو یہی
اوسکی تقریر ہوتی ہی **سوم** یہہ کہ ہمنی عبارات اجماع کو تسلیم کر لیا مگر مجمع علیہ کو ندب بالمعنی
الاعم بقرائن جلیہ ٹھہرایا اور آپنی عبارات وجوب کو مسلم رکھا اور رسالۂ اولی مین وجوب
کو اپنی معنی پر رکھا پس اب اسکی گنجایش کہان ہی اگر ہم نہ تسلیم کرین تو آپ بھی تسلیم
نہ کرین **چہارم** یہہ کہ یک تقریر کو فروع مکابرہ ومجادلہ سی ہونا درست ہی کیونکہ اگر اوس سے
مقصود مقرر کا الزام خصم یا سلامت عن الزام الخصم ہی تو یہہ مجادلہ ہی اور اگر نہ یہہ مقصود
ہی اور نہ اظہار صواب بلکہ امر دیگر مثل اظہار علم وستر جہل وغیرہ تو یہہ مکابرہ ہی پس علاوہ
آپکا غیر معقول وغیر مطابق للمنقول ہی **قلت** فی الکلام المبرور لباب وغیرہ اگرچہ خصم کے
نزدیک مقبول ہین لیکن نقل اجماع اوسکا محمول ہی اوپر مطلق ندب کی علاوہ یہہ کہ کسی
کتاب کی معتبر ہونیسی یہہ نہین لازم کہ جو کچھہ اوسمین مرقوم ہو اگرچہ خلاف ثقات ہو مقبول
ہو جاوی **قال** فی المذہب الماثور نقل اجماع کا مخالف ثقات ہونا غیر مسلم ہی علاوہ اسکی
ایسا ہی وجوب کو ہم کہہ سکتی ہین کہ گو وہ کتب معتبرہ مین منقول ہی لیکن اوسکا معتبر ہونا

لازم نہین آتا ہی کیونکہ مخالف ثقات ہی اور دعوی بلا دلیل **اقول** سابقا عبارات علماء سی
واضح ہو چکا کہ نفس مشروعیت زیارت محل اجماع ہی اور ندب بالمعنی الخاص مورد خلاف ہی پس
اجماع ندب خاص کا دعوی کرنا بلاشبہ مخالف ثقات ہی اور عدم تسلیم اسکی مناظرہ سی خارج
ہی اور نقل وجوب مخالف ثقات ہونا باطل ہے ثقات کی کتب مین یہہ قول منقول ہی اور اوسکا
دعوی بلا دلیل ہونا غیر مسلم ہی اور بفرض اسکی اس امر کو اوسکی نقل کے معتبر ہونے مین مدخلیت
نہین ہی **قلت** فی الکلام المبرور اور عبارات تایید وجوب کی تسلیم آپکو لازم ہوگی اسوجہ
سی کہ خود اس امر کی قائل ہین کہ بعضون کی نزدیک زیارت واجب ہی **قال** فی الذہب الماثور
اسیطرح عبارات اجماع کی تسلیم آپکو لازم ہوگی اسوجہ سی کہ خود آپ اس امر کی قائل ہین کہ
استحباب پر اجماع ہی گو استحباب سی مطلق قربت مراد لیتی ہین پس اگر اسطرف سی ہوئی عبارات
وجوب قبول کیجاوین اور وجوب بمعنول استحباب پر کیا جاوی کیا مضائقہ ہی اور یہہ قول کہ بعضی
نی واجب لکھا ہی منافی اس حمل کے نہین کیونکہ واجب لکھنا اجتہاد دیگر ہی اور فی الواقع واجب
مراد ہونا شئی آخر ہی **اقول** ہم مین اور آپ مین زمین و آسمان کا فرق ہی اسوجہ سی کہ
ہم نہ تو کتب منقول عنہ الاجماع کو غیر معتبر کہتے ہین نہ عبارات منقولہ کو غیر مسلم رکھتی ہین نہ وجود
اجماع نفس الامر مین اور نقل اجماع کا انکار کرتے ہین بلکہ اجماع کو اون عبارات مین بقرائن
سیاقیہ وسباقیہ وبضرورت محوجہ اجماع قربت پر حمل کرتے ہین اور عبارات اجماعیہ کی تسلیم
سی یہہ نہین لازم کہ اوس مطلب کو ہم تسلیم کرین جو آپ سمجھی ہین ہان اگر ہم کہین کہ تعدد طرق
کر چکتی کہ ندب خاص مجمع علیہ ہی تو آپ کی مطلب کی تسلیم ہمکو لازم ہوتی بخلاف جناب والا
کی کہ رسالہ اولی مین جابجا اس امر کو تسلیم کر چکی ہین کہ بعضون کی نزدیک زیارت واجب
بالمعنی المصطلح ہی پس آپکو عبارات وجوب سی اور ارادہ معنی اصطلاحی سی مفر نہین ہی اور

نقل اجماع سی مولوی صاحب کا انکار

وجوب کو اون عبارات مین استحباب پر حمل کرنا باوجود مخالف ہونی اوسکی امور معقولہ کی مخالف
آپکی تحریر اول کے ہی اور غرض بیان واجب لکھنی سی نہین بلکہ یہہ کہ جسکی طرف وجوب منسوب
ہی اونکی مراد معنی اصطلاحی ہی **شعر** ہر رنگی کہ خواہی جامہ می پوش ۔ من انداز قدت را
می شناسم ۔ **قال** فی القول المنصور اب سنئی حال سنت موکدہ ہونیکا قطع نظر اسکی کہ کسی سے
منقول نہین فی نفسہ بی اصل ہی کیونکہ اکثر فقہار کی نزدیک سنت موکدہ مین مواظبت نبویہ شرط
ہی اور اوسکا فقدان محل نزاع مین بدیہی ہی اور موافق بعض کتب کی مواظبت خلفای راشدین
سی بی سنت موکدہ ہوجاتی ہی لیکن تحقق اوسکا اس مقام پر جسنے منع مین ہے **قلت**
فی الکلام المبرور یہہ کلام معاقب ہی ساتھہ چند وجوہ کی اول یہہ کہ قول سنت موکدہ کا بہی
منقول ہی پس سلب کلی اس باب مین خطا ہی **قال** فی المذہب الماثور قد مر جوابہ **اقول**
قد مر ردہ **قلت** فی الکلام المبرور دوسری یہہ کہ بی اصل ہونا اس قول کا غلط ہی بلکہ اصل
اوسکی اثر ابن عمر سی ثابت ہی **قال** فی المذہب الماثور سیاتی ردہ **اقول** سیاتی جوابہ
انشا اللہ تعالی **قلت** فی الکلام المبرور تیسری یہہ کہ انتساب اس امر کا کہ سنت موکدہ
مین مواظبت نبویہ شرط ہی طرف اکثر فقہاء کی مطالب بنقل العبارات ہی ایک جم غفیر فقہار
کا مثل عینی وابن ہمام وعبد العزیز بخاری صاحب کشف الاسرار وابن کمال باشا وملا خسرو
وصاحب نہر وصاحب ہدایہ وغیرہم سنت موکدہ کو عام مواظبت نبویہ سی کہتے ہین اور مواظبت
خلفار کو داخل سنت موکدہ کرتے ہین چنانچہ عبارات ان سبکی تحفۃ الاخیار فی احیاء سنت الابرار
مین منقول ہی **قال** فی المذہب الماثور قد کفانا الخصم فی ہذا المقام مؤنتہ خود آپکی رسالہ
تحفۃ الاخیار سی معلوم ہوتا ہی کہ جمہور فقہار اس بات کی طرف گئی ہین کہ سنت موکدہ مین
مواظبت نبویہ شرط ہی چنانچہ قول ثالث کی بیان مین آپ تحریر فرماتی ہین **القول الثالث**

۱۰ بعض سنت موکدہ
ہونی نہ ہونیکی

ماذکرہ فی بحث الطارۃ من فتح القدیر وہو المشہور بین الجمہور من ان السنۃ ما واظب علیہ
الرسول صلی اللہ علیہ وسلم مع الترک احیانا اور قول سادس عشر کے بیان مین آپ لکھتی ہین
القول السادس عشر ما اختارہ ابن کمال باشا فی ایضاح الاصلاح من ان السنۃ ما واظب
علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی وجہ العبادۃ مع الترک احیانا او الخلفاء الراشدون حیث
قال السنۃ ما واظب علیہ الرسول علی وجہ العبادۃ مع الترک فی الجملۃ ہذا ہو المشہور فی حدہ المسطور
فی الکتب وفیہ قصور لان ما واظب علیہ الخلفاء الراشدون ایضا من السنۃ اس عبارت سی
معلوم ہوا کہ نزدیک جمہور کی مواظبت نبویہ شرط ہی گو ابن کمال باشا کو اسمین کلام ہی
اقول عبارت اصولیین وفقہاء کو بحث تراویح مین الاخیہ بھی اور اپنی زعم کو باطل سمجھی
تحقیق شرح منتخب حسامی مین ہی واما التراویح فی رمضان فانہا سنۃ الصحابۃ اذ لم یواظب
علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بل واظب علیہ الصحابۃ وہی مما یندب الی تحصیلہ ویلام
علی ترکہ ولکنہا دون ما واظب علیہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم انتہی اور کشف اصول بزدوی
مین ہی اما التراویح فی رمضان فانہا سنۃ الصحابۃ فانہ لم یواظب علیہا رسول اللہ صلعم
بل واظب علیہا الصحابۃ انتہی اور فتاوی قاسم بن قطلوبغا مین ہی قد کتب الامام حسام الدین
الشہید اختلف المشایخ فی التراویح ہل تسمی سنۃ ام لا وکونہ سنۃ ہو الصحیح وانقطع الخلاف
بروایۃ الحسن عن ابی حنیفۃ بانہا سنۃ وہذا لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد اقامہا فی بعض
اللیالی وترکہا فی البعض وبین العذر فی ترک المواظبۃ علیہا وہو خشیۃ ان تکتب علینا ثم
واظب علیہا الخلفاء الراشدون وقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین
من بعدی انتہی اور صدر الشریعہ کی شرح وقایہ مین ہی وانما کانت التراویح سنۃ لانہ واظب علیہ
الخلفاء الراشدون انتہی اور اخی چلپی یوسف بن جنید رومی کی حواشی شرح وقایہ مین جو مسمی

به فی خزانۃ العقبی ہی قولہ لانہ واظب علیہ الخلفاء انما یدل مواظبتہم علی سنیتہا لقولہ صلی اللہ علیہ
وسلم علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی انتہی اور برجندی شرح مختصر وقایہ مین کہتے ہین
ثم ہی سنۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم لقولہ ان اللہ فرض علیکم صیامہ وسننت لکم قیامہ کذا فی الکافی
وذکر فخر الاسلام فی اصولہ انہا سنۃ الصحابۃ وہذا ما یندب الی تحصیلہ ویلام علی ترکہ لکنہ دون
ما واظب علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم انتہی اور صاحب ہدایہ مختارات النوازل مین لکھتے ہین التراویح
سنۃ للرجال والنساء توارثتہا الخلف عن السلف کذا روی الحسن عن ابی حنیفۃ لانہ واظب علیہا
الخلفاء الراشدون وقال قوم من الروافض لیست بسنۃ اصلا وانما احدثہ عمر رض ولاہل السنۃ
قولہ صلعم علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین انتہی اور ہدایہ مین ہی یستحب ان یجتمع الناس فی شہر
رمضان فیصلی بہم امامہم خمس ترویحات ذکر لفظ الاستحباب والاصح انہا سنۃ کذا روی الحسن عن ابی حنیفۃ
لانہ واظب علیہ الخلفاء الراشدون والنبی صلی اللہ علیہ وسلم بین العذر فی ترکہ المواظبۃ انتہی
اور فتح القدیر مین ہے قولہ لمواظبۃ الخلفاء الراشدین تغلیب اذ لم یرد کلہم بل عمر وعثمان وعلی رض
انتہی اور حلبی غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی مین جو معروف بہ کبیری ہی بعد نقل عبارت ہدایہ وابن الہمام
کی رقم کرتی ہین وہذا لان ظاہر المنقول ان مبدءہا فی زمن عمر رض وقد قال علیہ الصلوۃ والسلام
علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین من بعدی رواہ ابو داؤد والترمذی والنسائی انتہی
اور اوسکی مختصر مین جو معروف بصغیری ہی لکھتے ہین وہی سنۃ موکدۃ فی الصحیح واظب علیہا الخلفاء
الراشدون والنبی صلی اللہ علیہ وسلم بین العذر فی ترک المواظبۃ وقال علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء
الراشدین المہدیین من بعدی انتہی اور شمس الدین محمد بن محمد المعروف بابن امیر حاج الحلبی
حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی مین تحریر کرتی ہین ثم ہذہ السنۃ الحسنۃ سنہا لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وندبنا الیہ واقامہا فی بعض اللیالی ثم ترکہا خشیۃ ان تکتب علینا کما ثبت ذلک فی الصحیحین

وغیرہا ثم وقعت المواظبۃ علیہا فی اثناء خلافۃ عمر رض ووافقہ عامۃ الصحابۃ کما ورد ذلک فی السنن
ثم ما زال الناس من ذلک العصر الی یومنا ہذا علی اقامتہا من غیر نکیر وکیف لا وقد ثبت عنہ ص
انہ قال علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین عضوا علیہا بالنواجذ کما رواہ ابو داؤد وابن ماجۃ
والترمذی وقال حسن صحیح وقال الحافظ ابو نعیم ہو حدیث جید من حدیث الشامیین وروی ابو نعیم
ایضا من حدیث عزوب الکندی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انہ ستحدث بعدی اشیاء
فاجہا الی ان تلزموا ما احدث عمر رض فلا جرم ان قال ابو حنیفۃ فی روایۃ الحسن عنہ ان القیام
فی شہر رمضان سنۃ لا ینبغی ترکہا انتہی اور اختیار شرح مختار مین ہی التراویح سنۃ موکدۃ
لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اقامہا فی بعض اللیالی وبین العذر فی ترک المواظبۃ وواظب
علیہا الخلفاء الراشدون وجمیع المسلمین فی زمن عمر الی یومنا ہذا وقال صلی اللہ علیہ وسلم ما رآہ
المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن انتہی اور مستخلص شرح کنز مین ہی الاصح انہا سنۃ کذا روی الحسن
عن ابی حنیفۃ لانہ واظب علیہا الخلفاء الراشدون انتہی اور زیلعی تبیین الحقایق شرح کنز الدقایق
مین لکھتے ہین وہی سنۃ عندنا رواہ الحسن عن ابی حنیفۃ لضا وقیل مستحب والاول اصح لانہ واظب
علیہا الخلفاء الراشدون انتہی اور بحر رائق مین ہی فی شرح منیۃ المصلی حکی غیر واحد الاجماع علی
سنیتہا وقد سنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وندبنا الیہا واقامہا فی بعض اللیالی وترکہا خشیۃ
ان تکتب علی امتہ ثم وقعت المواظبۃ علیہا فی اثناء خلافۃ عمر ووافقہ علی ذلک عامۃ الصحابۃ وکیف
لا وقد ثبت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین انتہی
اور مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر مین ہی التراویح سنۃ موکدۃ للرجال والنساء جمیعا باجماع الصحابۃ
وقال علیہ الصلوۃ والسلام علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی انتہی اور منافع
شرح فقہ نافع مین ہی التراویح سنۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لانہ اقام فی بعض اللیالی وسنۃ الصحابۃ

باعتبار انہ ترک بعد ذلک انتہی اور عینی منحۃ السلوک شرح تحفۃ الملوک مین کہتے ہین التراویح سنۃ
موکدۃ وذکر القدوری لفظ الاستحباب والاصح انہا سنۃ موکدۃ لمواظبۃ الخلفاء الراشدین علیہا
انتہی اور درمختار مین ہی التراویح سنۃ موکدۃ لمواظبۃ الخلفاء الراشدین انتہی اور طوالع الانوار
حواشی الدر المختار مین ہی قولہ لمواظبۃ تبع فیہ صاحب الہدایہ قال الکمال ہو تغلیب اذ لم یرد کلہم
بل عمر وعثمان وعلی ووافقہم عامۃ الصحابۃ ثم مازال الناس من ذلک الصدر الی یومنا ہذا علی
اقامتہا من غیر نکیر کیف وقد ثبت عنہ صلعم علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین عضوا علیہا
بالنواجذ کما رواہ ابوداؤد انتہی اور حواشی طحطاوی مین ہی قولہ لمواظبۃ الخلفاء الراشدین
ای معظمہم والا فابوبکر لم یفعلہا وہی سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان اللہ فرض علیکم صیامہ وسننت لکم قیامہ کافی واشار فی کتاب الکراہیۃ من البزازیۃ الی
ان من قال التراویح سنۃ عمر کفر لانہ استخفاف وہو کلام الروافض وفیہ نظر فقد صرح فی کثیر
من المتداولات المعتبرۃ بانہا سنۃ عمر لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یصلہا عشرین بل ثمانی ولم
یواظب علی ذلک وصلاہا عمر بعدہ عشرین ووافقہ الصحابۃ علی ذلک ودعوی الاستخفاف فی
حیز المنع انتہی اور درمختار مین ہی قولہ لمواظبۃ الخلفاء ای اکثرہم لان المواظبۃ علیہا وقعت
فی اثناء خلافۃ عمر ووافقہ علی ذلک عامۃ الصحابۃ ومن بعدہم الی یومنا ہذا بلا نکیر وکیف لا وقد
ثبت عنہ صلعم انہ قال علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین بحر انتہی اور عبدالمولی دمیاطی کے حواشے
مسماۃ بتعالیق الانوار علی الدر المختار مین ہی وحکی غیر واحد الاجماع علی سنیتہا وقد سنہا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وندبنا الیہا وافاحہ! فی بعض اللیالی ثم ترکہا خشیۃ ان تکتب علی امتہ ثم وقعت
المواظبۃ علیہا فی اثناء خلافۃ عمر ووافقہ علی ذلک عامۃ الصحابۃ ثم مازال کذلک من الصدر
الاول الی یومنا ہذا علی اقامتہا من غیر نکیر وقد ثبت عنہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال علیکم بسنتی وسنۃ

الخلفاء الراشدین انتہی اور منح الغفار شرح تنویر الابصار میں ہے ہی سنۃ موکدۃ ذکر فی الاختیار ان
ابا یوسف سأل ابا حنیفۃ عنہا وما فعلہ عمر فقال التراویح سنۃ موکدۃ ولم یتخرجہ عمر من تلقاء نفسہ
ولم یکن فیہ مبتدعا ولم یامر بہ الا عن اصل لدیہ وعہد عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتہی
اور شیخ عبد الحق دہلوی ماثبت بالسنۃ فی احکام السنۃ میں لکھتے ہیں اعلم انہ قد اختلف العلماء
فی التراویح ہل تسمی سنۃ فقال بعضہم لا بل ہی من النوافل وقال بعضہم تسمی سنۃ وہو الاصح
والاقطع الخلاف بروایۃ الحسن عن ابی حنیفۃ انہا سنۃ لا ینبغی ترکہا وہذا لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قد اقامہا فی بعض اللیالی ثم ترکہا وبین العذر فی ترک المواظبۃ ثم واظب علیہا الخلفاء الراشدون
خصوصا عمر وقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین انتہی اور
بحر العلوم ارکان اربعہ میں کہتے ہیں وہذہ بدعۃ حسنۃ ابدعہا امیر المومنین طلبا لرضاء اللہ
وہی سنۃ علینا بلا شک فیہ لان سنۃ الخلفاء الراشدین کسنۃ صلی اللہ علیہ وسلم فی اللزوم
والاساءۃ فی الترک فانہ قال فی موعظۃ فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین وعضوا
علیہا بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ رواہ ابو داؤد واحمد ومحدثات
الامور ما حدث بعد زمان الخلفاء الراشدین کخطبۃ مروان قبل صلوۃ العید وجعل الجودۃ مقومۃ
فی الاموال الربویۃ اذا قوبلت بجنسہا حدث فی زمن معاویۃ رض وما حدث من الخلفاء الراشدین
فسنۃ بلا شک یجب الاخذ بہا واتباعہا بالنص القاطع انتہی اور جامع المضمرات شرح مختصر قدوری میں
ہی ذکر لفظ الاستحباب والاصح انہا سنۃ کذا روی الحسن عن ابی حنیفۃ لانہ واظب علیہ الخلفاء
الراشدون انتہی اور مجتبی شرح قدوری میں ہی واما الجماعۃ فقال ابو بکر الرازی المشہور عن
اصحابنا ان اقامتہا فی المساجد افضل منہا فی البیوت وعلیہ الاعتماد لان عمر جمع الناس علی
اقامتہا فی جماعۃ وقد قال علیہ الصلوۃ والسلام علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی

انتہی اور مجمع البرکات مین ہی اعلم ان مشائخنا اختلفوا فی کون التراویح سنۃ واقطع الخلاف
بروایۃ الحسن عن ابی حنیفۃ انہا سنۃ عمر لانہ واظب علیہا وسنۃ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم انتہی اور فتاوی قاضیخان مین ہی لاہل السنۃ والجماعۃ ناجاء عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال فرض اللہ علیکم صیامہ وسننت لکم قیامہ وقد واظب علیہا الخلفاء
الراشدون وقال صلعم علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی انتہی اور کافی شرح
وافی مین ہی وہی سنۃ فی الصحیح من المذہب کذا روی عن ابی حنیفۃ ایضا لقولہ صلعم ان اللہ
فرض علیکم صیامہ وسننت لکم قیامہ وقد صح انہ اقامہا فی بعض اللیالی وبین العذر فی ترکہ لمواظبۃ
علیہا تم واظب علیہا الخلفاء الراشدون وقد قال صلعم علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین
انتہی اور شرنبلالی مراقی الفلاح مین لکہتی ہین تثبت سنیتہا بفعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم
وقولہ علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی وقد واظب علیہ عمر وعثمان وعلی انتہی اور
طحطاوی حواشی مراقی الفلاح مین لکہتے ہین فی حواشی السید علی شرح العلامۃ مسکین وما قیل یکفر
من یقول انہا سنۃ عمر کما تقولہ الروافض فممنوع فقد صرح فی کثیر من المتداولات بانہا سنۃ عمر رض
یعنی بانظر لکونہا عشرین رکعۃ للمواظبۃ علیہا وذلک لایمنع کونہا سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ایضا لما ذکرنا انتہی ان سب عبارات کو اور امثال انکی کو کہ بہت سی کتب فقہ واصول مین
واقع ہین بغور ملاحظہ فرماکی معلوم کیجئی کہ یہہ فقہاء تراویح کی سنیت بمواظبۃ خلفاء ثابت کرتے
ہین اور حدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء کو معرض استناد مین ذکر کرتے ہین بعض تو نفس
تراویح کی سنیت اوس سی ثابت کرتے ہین اور بعض اسکو قول وفعل نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سی ثابت کرکے بیس رکعت کی مقدار کی سنیت مواظبت خلفاء سی ثابت کرتے ہین اور منجملہ انہین
فقہاء کی کہ عدد اونکا منحصر نہین ہوسکتا اور بوجہ کثرت کثیرہ کی احاطہ حد محدود مین نہین

ہوسکتا بہت سی فقہا رہ ہین کہ تعریف سنت مین اقتصار مواظبت نبویہ پر کرتے ہین اور
تراویح کی بحث مین پھوچکی مواظبت خلفاء کو بھی ثبت سنیت جناتی ہین پس یہہ نہین کہہ سکتی کہ
نزدیک جمہور کی سنت مین مواظبت نبویہ شرط ہے اور اثبات اسکا خیر اشکال مین ہے
بلکہ جمہور کا کلام مقام تراویح مین دیکھہ کے کہہ سکتی ہین کہ جمہور کی نزدیک مواظبت نبویہ شرط
نہین ہی اور اقتصار کرنا تعریف سنت مین اوپر مواظبت نبویہ کی یا تو بوجہ جواز تعریف بالخاصہ
کی ہی یا از قبیل قصر علی الفرد الکامل ہے یا بوجہ اسکی کہ جس بحث مین یہہ تعریف مرقوم ہوتی ہی
وہان کوئی سنت کہ مواظبت خلفاء سے ثابت ہو نہین ہوتی ہی یا اسوجہ ہی کہ معرف ساتھہ اس
تعریف کی صرف سنت نبویہ ہی نہ سنت مطلقہ جیساکہ قہستانی شرح خلاصہ کیدانی مین لکھتے ہین

والسنۃ مثلثۃ الطریقۃ ولو غیر مرضیۃ وعرفا ما واظب علیہ مقتدی نبیا کان او ولیا کما اشار الیہ صاحب
التحقیق والمراد ہہنا سنۃ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ما واظب ای داوم علیہ مع ترکہ مرۃ او مرتین
ترکا حقیقیا او حکمیا انتہی ملخصا اور بعد ایک صفحہ کے لکھتی ہین قد تنقسم السنۃ الی سنۃ عین وسنۃ الکفایۃ
کسلام واحد من جمع والی سنۃ عبادۃ وسنۃ اتباع کالاطلاق فی طہر بلا وطی فان الطلاق فی وا لکان
افضل المباحات الا انہ مسلوک علی طریقۃ صلی اللہ علیہ وسلم والی سنۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم والی سنۃ
الصحابۃ مثل التراویح ووضع الکیف فانہ سنۃ عائشۃ کما فی المسعودیۃ والی سنۃ المشائخ انتہی پس
اس تعریف کی مشہور بین الجمہور ہونیسے یہہ نہین لازم کہ اشتراط مواظبت نبویہ اونکا مذہب ہی
بلکہ قول اونکا دوسری بحث مین اول دلیل اسکی عدم اشتراط پر ہی غایۃ مافی الباب یہہ ہی کہ
تعریف اونکی غیر جامع ہوگی اور اقتصار کی مخالفت ساتھہ دوسری مقام کی اقوال کی ہوگی اور
اگر مواظبت نبویہ کا اشتراط اونکا مذہب بنایا جاوی بحث تراویح مین ان سب کا استدلال واستغنا
باطل ہوجائیگا اور مناقضہ بینہ پیدا ہوجائیگا ہرگاہ یہہ امر محقق ہوا پس معلوم کرنا چاہیے کہ

کہ میری عبارت وہو المشہور بین الجمہور سی یہہ نہین ثابت ہی کہ اشتراط مواظبت نبویہ مذہب
جمہور کا ہی بلکہ یہہ تعریف مشہور بین الجمہور ہی وبینہما فرق بین کسی چیز کے مشہور بین الجمہور ہونیسی
یہہ نہین لازم ہی کہ وہ مذہب ومعتقد جمہور ہو خصوصًا جبکہ انکی اقوال کی دلالت اوسکی خلاف
پر ہو اس طرح کی تعریف سنت کی کہ جسمین اقتصار مواظبت نبویہ پر ہی تو بیشک مشہور بین الجمہور
ہی لیکن کلام اولنکا بحث تراویح مین اسپر دال ہے کہ مواظبت نبویہ شرط نہین ہی اور مواظبت
خلفا ہی ثبوت سنیت ہی پس اگر یہہ مشہور مذہب جمہور بنایا جاوی اور اوس سی اشتراط مواظبت
نبویہ نزدیک جمہور کے استخراج کیجاوی تو کلام اولنکا اوس بحث مین بالکل لغو ہوا جاتا ہی اور
تناقض بین لازم آتا ہی اعلم لکن لہو لار الکہار اولی الایدی والابصار العلم ہذا اور اسی طرح
ابن کمال پاشا کی عبارت سی یہہ ثابت ہی کہ یہہ تعریف مشہور ہی لیکن خالی تصور سی نہین ہے
کیونکہ ان لوگونکی نزدیک تراویح کی یا اوسکی مقدار کی سنیت مواظبت خلفا سی ثابت ہی پس
تعریف ان لوگونکی یا تو محمول مسامحہ پر ہوگی یا تعریف بالخاص یا بالفرد الکامل یا تعریف معرف
خاص کی نہ مطلق کی مقرر ہوگی الغرض یہہ کہنا کہ مواظبت نبویہ نزدیک جمہور کی شرط ہی اور
بدون مواظبت نبویہ کی اونکی نزدیک صورت ثبوت سنت موکدہ کی نہین ہے اسکا اثبات آپ پر
لازم ہی اور میرا اور ابن کمال کا کلام آپکی موافق مدعی کے نہین ہی آپ تحفۃ الاخیار کو دیکھکی
بہت خوش ہوئی اپنا مطلب اوس سی ثابت کرنی لگے اور یہ نہ سمجھی کہ آپکی دعوی مین اور عبارت
تحفہ کی مطلب مین فرق آسمان وزمین کا ہی اسقدر بھی غور نہ کیا کہ اگر یہہ تعریف مشہور
کرنیوالون کا مذہب اشتراط نبویہ پر ہوتا تحفہ مین اسپر ایراد خروج مواظبت خلفا کا کیون کرتے جاتا
اور ابن کمال کسطرح قصور ثابت کرتا اور یہہ بھی نہ خیال کیا کہ کبھی فکر مشہور سی اشارہ اس طرف
ہوتا ہی کہ یہہ خلاف تحقیق ہی آپ نی شاید نہین دیکھا کہ بیضاوی نی اپنی تفسیر مین لفسیفیہ

فیہ ظلمات ورعد وبرق مین جب تحریر کیا المشہور ان سببہ اضطراب اجرام السحاب واصطکاکہا
الخ عبد الحکیم فی اوسکی حواشی مین ترقیم کیا اشار بلفظ المشہور الی انہ خلاف التحقیق والصحیح المعول ما وقع
فی الحدیث الصحیح انہ صوت زجر الملک الموکل بالسحاب انتہی پس عبارت تحفہ سی یہہ ثابت ہوا کہ یہہ تعریف
مشہور بین الجمہور ہی لیکن خلاف تحقیق عند الجمہور ہی نا لم بر بین فہم ودانش اس قسم کی مضامین پر
کہ آپکی رسائل مین بوجہ عدم تامل یا مغالطہ کی واقع ہین اہل علم وفہم کو کمال استعجاب ہوتا ہی اور
آپکی متانت وذکاوت واستعداد علمی مین شبہہ واقع ہوتا ہی ؎ گر ہمین مکتب است واین ملا
کار طفلان خراب خواہد شد ۔ **قال** فی المذہب الماثور اور یہہ بہی آپکی رسالہ تحفۃ الاخیار سے
ثابت ہی کہ صاحب بزازیہ وصاحب خزانۃ المفتین ونسفی وامام خواہرزادہ وصاحب ہدایہ و
عینی ورکن الدین اصولی وزاہدی وصاحب جامع الرموز وصاحب تحریر وصاحب خلاصۃ الفتاوی
وصاحب بحر وعبد المولی ومیاطی وشیخ مصری وصاحب خزانۃ الروایۃ وصدر الشریعہ وغیرہم کا یہی
مسلک ہی **اقول** تحفۃ الاخیار مین تفاصیل تعریف سنت مین مرقوم ہوا ہی القول الاول
ما فی البزازیۃ وخزانۃ المفتین وغیرہما نقلہ النسفی فی المستصفی شرح الفقہ النافع عن الامام خواہر
زادہ ان السنۃ ما فعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی سبیل المواظبۃ اور پھر مرقوم ہی والی
ہذا التعریف مال صاحب الہدایۃ حیث علل سنیۃ المضمضۃ والاستنشاق فی الوضوء وسنیۃ الاعتکاف
بالمواظبۃ النبویۃ وقال المواظبۃ دلیل السنیۃ وقال العینی فی البنایۃ شرح الہدایۃ احسن التعریفات
تعریف خواہرزادہ واقول بل ہو اوہن التعریفات وکیف یکون احسن فان فیہ خدشۃ من وجوہ
الخ اور پھر مرقوم ہی القول الرابع ما نقلہ الزاہدی فی شرح مختصر قدوری عن رکن الدین الاصولی
ان السنۃ ما واظب علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولم یترکہ قط الا مرۃ او مرتین تعلیما او تسہیلا
ولم یعرف اختصاصہ بہ اور پھر مرقوم ہی القول الثامن ما ذکرہ صاحب جامع الرموز حیث

فز
لیکن ہمارا قول
غیر مشہور ہمارا پیرا
عبارت تحفہ وبزازیہ
وخزانۃ المفتین وغیرہ
ہا وغیرہم کو اور ہمارا
جماعت فقہا پر اور ہم
کو بالکل غیر مقلد

قال السنۃ لغۃ العادۃ وشریعۃ مشترکۃ بین ما صدر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قول او فعل او تقریر
وبین ما واظب علیہ بلا امر وجوب اور پھر مرقوم ہی القول التاسع ما واظب علیہ النبی صلی اللہ
علیہ وسلم مع الترک احیانا لعذر کما فی التحریر اور پھر مرقوم ہی القول الحادی عشر ما فی خلاصۃ
الفتاوی من ان السنۃ ما واظب علیہ الرسول واصحابہ والواجب الکمال الفرائض والادب
الکمال السنن اور پھر مرقوم ہی القول الخامس عشر ما اختارہ صاحب البحر حیث قال والذی ظہر
للعبد الضعیف ان السنۃ ما واظب علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکن ان کانت لا مع الترک فھو
دلیل السنیۃ المؤکدۃ وان کانت مع الترک احیانا فھو دلیل غیر المؤکدۃ وان اقترنت بالانکار علی
من لم یفعلہ فھو دلیل الوجوب انتہی وتبعہ فی ذلک عبد المولی الدمیاطی فی تعالیق الانوار حاشیۃ
الدر المختار والشیخ عمر المصری فی الجواہر النفیسۃ شرح الدرۃ المنیفۃ وغیرہما اور پھر مرقوم ہے
القول الحادی والعشرین ما فی خزانۃ الروایۃ عن الشاہان السنۃ ہی الطریقۃ التی سلکہا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر مرقوم ہی القول الثانی والعشرون السنۃ المؤکدۃ ما واظب
علیہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم علی وجہ العبادۃ مع الترک احیانا کما اختارہ صدر الشریعۃ
اپنی ان عبارات کو ملاحظہ فرما کی فی الفور لکھدیا کہ ان فقہاء کا یہی مسلک ہی نہ اور کتب
کی عبارات کو دیکھا نہ فقہاء مذکورین کی کلمات کو دوسری موقع پر غور کیا نہ عبارات تحفہ
کو بطبع سلیم وفہم مستقیم مطالعہ کیا حضرت سلامت کیا اہل علم کی یہی شان ہی کہ جسکی طرف
جو چاہین منسوب کروین اور غیر مذہب کو مذہب بنا دین آیا اہل استعداد کا یہی کام ہی کہ بغیر
غور وفکر جو دلمین آئی تحریر کر دین کیا خوب کہا جنسی کہا ہے اگر ہوتا زمانہ مین حصول علم بی محنت
تو بس ساری کتابین ایک جاہل دھو کی پیجاتا + مرۃ بعد مرۃ ہم عرض کر چکے ہین اور پھر نصیحۃ
لحق المسلمین عرض کرتے ہین کہ بدون تامل وافر وفکر فاتر کسی امر کو آپ نہ لکھدیا کرین اور

اپنی مطلب کی اثبات کی واسطی افترا نکیا کرین وما علینا الا البلاغ **اس مقام** پر آپکا کلام
کہ آپکی رسالہ تحفۃ الاخیار سی ثابت ہی کہ صاحب بزازیہ الخ معاقب ہی بچند وجوہ **اول** یہہ کہ
مراد آپکی یا تو یہہ ہی کہ ان فقہار کا سنت موکدہ کی تعریف کرنی مین یہی مسلک ہی کہ مواظبت نبویہ
پر مع الترک احیانا ہو یا بلا ترک مطلقا ہو اقتصار کرتے ہین اور مواظبت خلفار کا ذکر نہین کرتے
ہین یا یہہ مراد ہی کہ ان فقہار کا مسلک ثبوت سنت موکدہ مین اور کسی فعل کی سنت موکدہ ہونا
اشتراط مواظبت نبویہ ہی اور مواظبت خلفار سی اونکی نزدیک ثبوت سنت موکدہ نہین ہے
اور جس فعل پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی مواظبت ثابت نہین ہوئی اور خلفار نی اوسپر
مواظبت کی وہ ان لوگونکی نزدیک سنت موکدہ نہین ہی بر تقدیر اول اگرچہ نسبت کرنا اس امر کا
ہماری تحفۃ الاخیار کی طرف صحیح ہی اسوجہ سی کہ اوسمین ان لوگونسی ایسی تعریف کہ مقتصر مواظبت
نبویہ پر ہی منقول کی گئی ہی اور ہر تعریف مورد ایرادات بنائی گئی ہی لیکن اسقدر نہ آپکی کچھہ مفید
ہی اور نہ ہماری کچھہ مضر ہی اسوجہ سی کہ ہم اسکی مقر ہین کہ ایک جماعت فقہار نی ایسی تعریف
کی ہی مگر کوئی تعریف اونکی خالی خدشات سی نہین ہی اور آپ مدعی اس امر کی ہین کہ سنت موکدہ
مین اکثر فقہار کی نزدیک مواظبت نبویہ شرط ہی اور یہہ دعوی اس مضمون سی ثابت نہین ہے
اور ہر تقدیر ثانی نسبت کرنا اس امر کا تحفۃ الاخیار کیطرف خالی افترا سی نہین کیونکہ تحفہ مین
ان فقہار سی ایسی تعریفات نقل کی گئی ہین جو مواظبت صحابہ کی ذکر سی خالی ہین اور جملہ
تعریفات محذوش کی گئین ہین اور یہہ نہین اوسمین مرقوم ہی کہ ان لوگون کا مذہب اشتراط
مواظبۃ نبویہ ہی **دوم** یہہ کہ سابقا عبارات منقولہ سی معلوم ہوچکا کہ صدر الشریعۃ اور
صاحب ہدایہ اور صاحب بحر اور عینی شارح ہدایہ اور عبد الموول دمیاطی اور نسفی صاحب کافی
اور زاہدی وغیرہم مواظبت خلفار کو بثبت سنت موکدہ سمجھتی ہین اور بحث تراویح مین بھی

استدلال پیش کرتی ہین پس ثابت کرنا اس امر کا کہ ان فقہار کے نزدیک ثبوت سنیت مین مواظبت
نبویہ شرط ہی بمجرد اقتصار تعریف جائز نہین ہی سوم یہ کہ بعض ان فقہا سی کہ تعریف سنت
مین اقتصار مواظبت نبویہ پر کرتے ہین وہ لوگ ہین کہ دوسری بحث مین تعریف سنت موکدہ کو
عام بھی بطور خود یا علی سبیل النقل ذکر کرتے ہین مثل صاحب خزانۃ الروایات کی کہ ایک مقام پر
شاہان سی تعریف سنت ساتہ الطریقۃ التی سلکہا الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل کی اور دوسرے
مقام پر خلاصۃ الفتاوی سی تعریف سنت ساتہ ما واظب علیہ النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام واصحابہ
کی ذکر کے وعلی ہذا القیاس بہت سی کتب فقہ مین موجود ہی ناظر ماہر پر مخفی نہین ہی پس
ان لوگون کا اشتراط مواظبت نبویہ مذہب بنانا ترجیح بلا مرجح سی خالی نہین اور قصر نظر سی یہ نسبت صحیح
نہین ہی چہارم یہ کہ عبارات منقولۂ سابقہ سی معلوم ہوا کہ صاحب تحقیق شرح منتخب حسامی عبد الغفور
بخاری اور قاسم بن قطلوبغا تلمیذ ابن الہمام اور شمس الدین ابن امیر الحاج صاحب حلیۃ المحلی
شرح منیۃ المصلی تلمیذ ابن الہمام اور اخی چلپی مولف ذخیرۃ العقبی اور صدر الشریعہ شارح
وقایہ اور برجندی شارح مختصر وقایہ اور صاحب ہدایہ اور ابراہیم حلبی صاحب شرح صغیری و
کبیری اور صاحب اختیار اور صاحب مستخلص اور زیلعی اور صاحب بحر اور عینی اور حصکفی مولف
درمختار اور ملا عابد سندی اور طحطاوی اور ابن عابدین اور عبد المولی دمیاطی اور شرنبلالی
اور غزی مولف تنویر الابصار اور شیخ عبد الحق دہلوی اور بحر العلوم اور صاحب جامع المضمرات
اور زاہدی شارح مختصر قدوری اور صاحب مجمع البرکات اور قاضیخان اور لبنی وغیرہم مواظبت
خلفاء کو ثبوت سنیت تاکید یہ بتاتی ہین اور تحفۃ الاخیار مین جو عبارات تعریف سنت مین مذکور
کی گئی ہین اونسی یہ ثابت ہین کہ صاحب نہر فائق وابن کمال باشا صاحب اصلاح وایضاح اور
صاحب سراج وہاج اور طحطاوی اور عینی اور عبد العزیز بخاری اور امیر کاتب اتقانی صاحب

فقہار کی
مواظبت خلفاء کی
سنت موکدہ قرار
دینے مین

غایۃ البیان اور ابن ہمام اور مولی خسرو محمد بن فراموز صاحب دُرر وغرر اور قہستانی صاحب جامع الرموز
اور ابن عابدین اور بحر العلوم وغیرہم اسی مسلک کو اختیار کرتے ہین پس بر تقدیر تسلیم اس امر کے
کہ بعض فقہا اور ان فقہا سے جن کا ذکر آپنی کیا آپکی مسلک کی موافق ہین ہمکو کچھہ ضرر نہین کیونکہ دوسرے
جماعت نقاد فن کی بلکہ ایک جماعت آپکی جماعت سے بھی ہماری مسلک کی موافق ہین **قال** فی المذہب
الماثور اور آپنی تحفۃ الاخیار مین عینی کو اون لوگون مین معدود کیا جو سنت موکدہ کو عام مواظبت
نبویہ سے کرتے ہین حالانکہ یہہ بات محض غلط ہی بلکہ عینی اون لوگون مین سے ہین جو سنت موکدہ کو
خاص سمجھتے ہین چنانچہ آپ خود تحفۃ الاخیار مین لکھتے ہین قال العینی فی البنایۃ شرح الہدایۃ احسن
التعریفات تعریف خواہرزادہ اور تعریف خواہرزادہ سے شرط ہونا مواظبت نبویہ کا صاف ظاہر ہی
اور بھی عینی نے صاحب غایۃ البیان کی تعریف کی رد مین لکھا ہی والثانی ان تعریفہ ہذا یدخل فیہ
سنۃ غیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہکذا فی تحفۃ الاخیار اور بھی عینی نے صاحب عنایہ کی تعریف کا رد
کیا ہی چنانچہ آپ تحفۃ الاخیار مین لکھتے ہین وردہ العینی بانہ غیر مانع لتناولہ سنۃ غیر النبی صلعم
اگر کہا جاوی کہ خود عینی نے منحۃ السلوک شرح تحفۃ الملوک مین تعریف صاحب غایۃ البیان کو ذکر
کیا ہی تو جواب اوسکا یہہ ہی کہ مجرد ذکر دلالت اختیار کرنے پر نہین کرتا ہی بلکہ مختار اوسکی نزدیک
رد اوس تعریف کا ہی **اقول** عینی کو اون لوگونسی معدود کرنا جو مواظبت خلفاء کو بھی ثبوت سنیت
موکدہ سمجھتے ہین بوجہ اونکی چند اقوال کی کہ اونکی تصانیف مین واقع ہوئی ہین ہی ایک قول
اونکا تعریف سنت مین شرح تحفۃ الملوک کی بحث سنن وضوء مین ہی مافی فعلہ ثواب وفی ترکہ
عتاب لاعقاب انتہی بوجہ اسکی کہ یہہ تعریف شامل ہی افعال نبویہ و افعال خلفاء کو اور یہی
تعریف وہ ہی کہ صاحب غایۃ البیان نی بھی اسکو ذکر کیا ہی اور رد کرنا عینی کا اونپر بنایہ شرح
ہدایہ مین اوس شخص کی نزدیک جو عینی کے عادات اور مخاصمات سے واقف ہی اور نظر اوسکی

ف
اقرار ناموری کا فکر
بیشتر صاحب کا بھی
بر اظہر من الشمس ہین

تصانیف مختلفہ عینی پر پڑی ہی دلیل عدم اختیار عینی پر نہین ہی اسواسطی کہ عینی کی عادت
شرح ہدایہ وشرح صحیح بخاری مین کثرت ایراد شراح پر ہی اور شراح ومحشین کی کلام پر کہ بوجہ من الوجوہ سوء
ایراد ہو ایراد کرنا گو دفع اوسکا سہل ہو انکا ملتزم ہی بہت سی مضامین خود عینی اپنی تصانیف مین
درج کرتی ہین اور اپنا مختار بناتی ہین اور وہی مضامین جب شراح ہدایہ وغیرہ سی صادر ہوتی
ہین اونکو مقدوح جسط حسی ممکن ہو کر دیتی ہین اور یہہ کلام آپکا کہ مجرد ذکر دلالت اختیار کرنے پر
نہین کرتا ہی بلکہ مختار اوسکی نزدیک رد اوس تعریف کا ہی موجب تعجب ہی مجرد رد کو مختار سمجھنا
اور مجرد ذکر کو باعث اختیار نہ سمجھنا ترجیح بلا مرجح سی خالی نہین ہی بلکہ مستلزم ترجیح مرجوح ہی
اسوجہ سی کہ رد وقدح کے ملتزم کی نظر صرف نقض کلام غیر پر ہوتی ہی خواہ اپنی موافق ہو یا مخالف
ہو اور کسی حکم یا تعریف کو ذکر کرنیسے کہ علی سبیل النقل ونحو ذلک نہو طبیعت سلیمہ شہادت اختیار
کی دیتی ہی بشرطیکہ کوئی کلام دوسری موقع کا اوس سی مانع نہو اور اگر یہہ امر مسلم ہو کہ مجرد ذکر
دلالت اختیار کرنی پر نہین کرتا ہی تو آپکا استناد ساتہہ مشہور ہونی تعریف سنت کی بہ مواظبت
علیہ الرسول اوپر اس امر کی کہ جمہور کی نزدیک مواظبت نبویہ شرط ہی آپ ہی کی قول سی باطل
ہوجاتا ہی کیونکہ خصم کہیگا کہ مجرد ذکر کرنا مواظبت نبویہ کا تعریف سنت مین دلالت اختیار شرط
پر نہین کرتا ہی **دوسرا قول** عینی کا بحث تراویح منحۃ السلوک مین وہی ای التراویح سنۃ
موکدۃ ذکر القدوری لفظ الاستحباب والاصح انہا سنۃ موکدۃ لمواظبۃ الخلفاء الراشدین علیہا نص
علیہا صاحب الہدایۃ انتہی اسوجہ سی کہ اگر مواظبت خلفاء سی سنت موکدہ ثابت نہین ہوتی مواظبت
خلفاء دلیل سنت موکدہ ہونی تراویح کی نہ ہوسکتی **تیسرا قول** عینی کا بحث طہارت بنایہ
شرح ہدایہ مین جسکا ذکر تحفۃ الاخیار کی اصل اول مین ہوا ہی سیرۃ العمرین لاشک ان فی
فعلہما ثواب وفی ترکہ عقاب لانا امرنا بالاقتداء بہما بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم اقتدوا باللذین

من بعدی ابی بکر و عمر فاذا کان الاقتدا بهما مامورا به یکون واجبا و تارک الواجب یستحق العقاب
والعتاب انتهی کیونکہ اس سی صاف معلوم ہوا کہ سیرت عمرین رضہ کی عمل مین ثواب اور ترک سی استحقاق
عتاب کا ہوتا ہی **چوتھا قول** عینی کا تحت قول صاحب ہدایہ کی بحث تراویح مین واکثر المشائخ
علی ان السنة فیها الختم مرة انتهی فان قلت ما المراد فی قول المصنف علی ان السنة فیها الختم قلت
قال فی الدرایة ای سنة الخلفاء الراشدین انتهی اسوجہ سی کہ سنیت ختم جو ہدایہ مین مذکور ہی
اوس سی مراد سنت موکدہ ہی اور جب تفسیر اسکی ساتھہ سنت الخلفاء کی جائز رکھی معلوم ہوا کہ
مواظبت خلفاء بھی مثبت سنیت ہی **الغرض** عبارات عینی کی اس باب مین مختلف واقع ہوئی
ہین بعض عبارات سی تو صراحة یا اشارة یہہ معلوم ہوتا ہی کہ مواظبت خلفاء انکی نزدیک بھی مثبت
سنت موکدہ ہی اور بعض عبارات ایرادات سی معلوم ہوتا ہی کہ مواظبت خلفاء سی سنت موکدہ
ثابت نہین ہی پس امر دوم کو عینی کا مختار رکھنا اور امر اول کو غیر مختار سمجھنا ترجیح بلا مرجح بلکہ ترجیح
مرجوح ہی **قال** فی المذہب الماثور اور ابن الہمام کو اون لوگون مین سی معدود کرنا جو سنت
موکدہ مین مواظبت نبویہ شرط نہین کرتی ہین محل تامل ہی کیونکہ قول ثالث و تاسع و عاشر کی
بیان سی معلوم ہوتا ہی کہ ابن الہمام کی نزدیک مواظبت نبویہ شرط ہی اور ظاہر امعلوم ہوتا ہی
کہ قول تاسع عشر مین جو عبارت تحریر کی آپنی نقل کی اوس سی آپکو یہہ وہم ناشی ہوا ہی اور حال آنکہ
وہان بیان مطلق سنت کا ہی نہ خاص سنت موکدہ کا **اقول** ابن الہمام کی کلمات مین کسیقدر
تخالف واقع ہوا ہی بعض عبارات سی معلوم ہوتا ہی کہ سنت موکدہ مواظبت نبویہ مع الترک
احیانا سی ثابت ہوتی ہی قطع نظر اس سی کہ وہ ترک بعذر ہو یا بلا عذر ہو جیسا کہ بحث طہارت
فتح القدیر مین لکھتے ہین السنة ما واظب علیها النبی صلی اللہ علیہ وسلم مع الترک احیانا انتهی اور بعض
کلمات سی معلوم ہوتا ہی کہ مواظبت مع الترک احیانا بغیر عذر دلیل سنیت موکدہ ہی جیسا کہ بعض

فت
اقول کا نوی قول
صاحب کا ابن ہمام
اور کچھ اوپر کی
سنت مین

مواضع تحریر الاصول مین لکھتے ہین السنۃ ما واظب علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مع الترک احیانا بغیر
عذر انتہی اور بعض مقامات سی معلوم ہوتا ہی کہ مواظبت ثبت سنیت ہی جیسا کہ بحث سواک
فتح القدیر مین لکھتے ہین ولا سنۃ بدون المواظبۃ انتہی اور بعض عبارات سی مفہوم ہوتا ہی کہ مواظبت
مقرونہ بعدم الترک مطلقا بشرط عدم الانکار علی الترک بہی ثبت سنیت ہی جیسا کہ بحث اعتکاف
فتح القدیر مین رقم کرتے ہین دلیل السنۃ حدیث عائشۃ رضی فی الصحیحین وغیرہما ان النبی صلعم
کان یعتکف العشر الاواخر من رمضان حتی توفاہ اللہ ثم اعتکفت ازواجہ بعدہ فہذہ المواظبۃ
المقرونۃ بعدم الترک مرۃ لما اقترنت بعدم الانکار علی من لم یفعلہ من الصحابۃ کانت دلیل
السنۃ والا کانت دلیل الوجوب انتہی اور عبارت بحث اذان فتح القدیر سی عدم الترک مرۃ
دلیل الوجوب انتہی معلوم ہوتا ہی کہ مواظبت مقرونہ بعدم الترک دلیل وجوب ہی اور
مع الترک دلیل سنت ہی اور عبارت تحریر الاصول سی بحث تقسیم عزیمت ورخصت مین معلوم
ہوتا ہی کہ مواظبت خلفا بہی ثبت سنت ہی چنانچہ بعد ذکر تفاسیر عزیمت ورخصت کی لکھتے ہین
فتقسم کل اربعۃ العزیمۃ الی فرض ما قطع بلزومہ وواجب ما ظن والی سنۃ الطریقۃ الدینیۃ منہ عم
او الراشدین او بعضہم ومطلقہا ینقسم الی سنۃ ہدی تارکہا مضلل کالاذان والجماعۃ والی زائد
کما فی اکلہ وقعودہ ولبسہ انتہی والی نفل یثاب علی فعلہ فقط وما تعلق بہ دلیل ندب یخصہ وہو المستحب
والمندوب انتہی پس لازم ہی کہ ان عبارات مختلفہ مین اسطرحی جمع کیجاوی کہ کسی عبارت کا
مضمون مہمل وباطل نہووی اور وہ یہہ ہی کہ جو فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی منقول ہی
یا اوسپر آپنی مواظبت فرمائی ہی یا نہین مواظبت کی بلکہ کبہی اوسکو کیا اور کبہی نکیا بر تقدیر
ثانی وہ فعل مندوب ومستحب ہی وبر تقدیر اول دو حال سی خالی نہین ہی یا کبہی کبہی آپ نی
بغیر عذر کی ترک کر دیا یا کبہی ترک نہین کیا بر تقدیر اول وہ سنت موکدہ ہی وبر تقدیر ثانی زجرو

والنکار تارکین پر واقع ہوا یا نہین بر تقدیر اول وہ فعل واجب ہی و بر تقدیر ثانی وہ فعل از قبیل عبادات
ہی اور مواظبت اوسپر علی سبیل العبادۃ ہی یا از قبیل عادات ہی اور مواظبت اوسپر علی سبیل العادۃ
ہی بر تقدیر اول وہ فعل سنت موکدہ ہی و بر تقدیر ثانی وہ فعل سنت زائدہ ہی اور مواظبت خلفاء ہی
ثبت سنت ہی بشرطیکہ علی سبیل العبادۃ ہو اور امارات وجوب سی خالی ہو ورنہ موجب استحباب یا وجوب ہے
ہرگاہ یہہ امر ممہد ہوا آپکا کلام اس مقام مین چند وجوہ سی باطل ٹھہرا **اول** یہہ کہ ابن ہمام کو اون
لوگون مین معدود کرنا جو مواظبت نبویہ شرط نہین کرتے ہین محل تامل کس وجہ سی ہی اگر یہہ وجہ ہے
کہ تحفۃ الاخیار کی عبارت القول الثالث ماذکرہ فی بحث الطہارۃ من فتح القدیر وہو المشہور بین الجمہور
من ان السنۃ ما واظب علیہ الرسول مع الترک احیانا اور عبارت القول التاسع السنۃ ما واظب علیہ النبی
صلی اللہ علیہ وسلم مع الترک احیانا بغیر عذر کما فی التحریر اور عبارت القول العاشر السنۃ ما واظب
علیہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم مع ترک ولو حکما لعدم الانکار علی من لم یفعل وہذا التعریف ماخوذ
مما حققہ ابن الہمام فی بحث الاعتکاف منادی اس امر پر ہی کہ ابن الہمام مواظبت نبویہ شرط کرتے
ہین تو جواب اسکا یہہ ہی کہ اگرچہ ان عبارات سی اشتراط مواظبت نبویہ بوجہ اسکی کہ اوسپر اقتصار
کیا ہی مفہوم ہوتا ہی لیکن عبارت تحریر بحث تقسیم عزیمت مین جو سابقا منقول ہوئی اور تحفہ مین قول
تاسع عشر مین ذکر کی گئی صاف صاف عدم اشتراط پر دلالت کرتی ہی اور پر ظاہر ہی کہ صراحت
اقوی غیر صراحت سی ہی اور اقتصار مواظبت نبویہ پر عبارات سابقہ مین ممکن ہے کہ بوجہ جواز
تعریف بالخاص کے یا بوجہ مناسبت مقام کی یا بوجہ اسکی کہ وہ تعریف صرف اوسی سنت کی ہے
جو مواظبت نبویہ سی ثابت ہوتی ہی الی غیر ذلک من الوجوہ ہو پس اون عبارات کو دیکھہ کے
تامل عدم اشتراط مین کرنا اور اس عبارت کو ملاحظہ کر کی قطع نظر کرنا محل استعجاب ہی اور اگر
یہہ وجہ ہی کہ ابن ہمام نی بحث تراویح مین آٹھہ رکعت کو جو مواظبت حکمیہ نبویہ سی ثابت ہی

سنت بنایا اور باقی کو جو مواظبت خلفاء سی ثابت ہی مستحب بنایا چنانچہ فتح القدیر مین بعد ذکر
اخبار فعل نبوی و فعل خلفاء وغیرہ کی لکھتے ہین فتحصل من ہذا کلہ ان قیام رمضان سنۃ احدی
عشرۃ رکعۃ بالوتر فی جماعۃ فعلہ علیہ السلام ثم ترکہ لعذر وافادانہ لولا خشیۃ ذلک لواظبت بکم
ولاشک تحقق الامن من ذلک بوفاتہ فیکون سنۃ وکونہا عشرین سنۃ الخلفاء الراشدین و
قولہ علیہ السلام علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین ندب الی سنتہم ولا یستلزم کون ذلک سنۃ
او سنۃ لمواظبتہ بنفسہ الا العذر وتبقدیر عدم ذلک العذر انما استفدنا انہ کان یواظب علی ما وقع
منہ وہو ما ذکرناہ فیکون العشرون مستحبا وذلک القدر منہ ہو السنۃ کالاربع بعد العشاء ومستحبۃ ورکعتان
منہا ہی سنۃ وظاہر کلام المشائخ ان السنۃ عشرون ومقتضی الدلیل ما قلنا انتہی اس سی صاف
معلوم ہوا کہ ابن ہمام کی نزدیک مواظبت خلفاء سی سنت موکدہ ثابت نہین اور سنت موکدہ کے
ثبوت کی لیئے مواظبت نبویہ کی کوئی صورت نہین تو جواب اوسکا قطع نظر اس سی کہ یہہ تحقیق ابن
ہمام کی مخالف حنفیہ کی ہی اور بوجوہ محذوش ہی یہہ ہی کہ تحفۃ الاخیار مین کہین یہہ نہین
کہا گیا ہی کہ ابن ہمام کی نزدیک ثبوت سنت مین مواظبت نبویہ شرط نہین ہی بلکہ یہہ کہا گیا ہی
کہ ایک جماعت کثیرہ حنفیہ نی کہ منجملہ اونکی ابن ہمام بھی ہین تعریف سنت کو عام کیا ہی بدین
عبارت وقد علم من ہہنا ان کثیرا من اصحابنا کصاحب البنایۃ وصاحب التحریر وبحر العلوم و
صاحب الکشف والتحقیق وصاحب التبیین وصاحب الاصلاح والایضاح وصاحب مرقاۃ الاصول
وصاحب المحیط وصاحب الخلاصۃ وصاحب النہر وابی الیسر البزدوی والطحاوی وغیرہم عمموا تعریف
السنۃ بحیث تشمل سنۃ الخلفاء ایضا وجعلوہ مما یلام تارکہ بل جعلہ صاحب البنایۃ مما یعاقب الخ
اور یہہ مضمون صحیح ہی کہ ابن ہمام نی تحریر مین تعریف سنت علی وجہ العموم کی ہی گو فی نفسہ
اونکی یہہ رای نہو اور اس باب مین تحقیق اونکی مخالف رای طائفہ کثیرہ حنفیہ ہو ہان اگر تحفہ مین

یہہ دعوی کیا جاتا کہ ابن ہمام کا یہہ مذہب ہی تو البتہ محل استعجاب ہوتا **ثانی** یہہ کہ عبارات ابن ہمام
کی جو قول ثالث و تاسع و عاشر مین مذکور ہین ظاہرا اونمین تخالف ہی پس ضرور ہی کہ ایک کی قید دوسرے
مین منضم کیجاوی اور مآل سبکا ایک سمجھا جاوی پس اگر تحریر کی عبارت جو قول تاسع عشر مین مذکور ہے
ساتھہ عبارات سابقہ کی منضم کرکی توافق کیا جاوی تو کیا مضائقہ ہی **ثالث** یہہ کہ تحریر کی عبارت
کو جو تاسع عشر مین مذکور ہی مطلق سنت پر حمل کرنسی کیا مراد ہی آیا یہہ مراد ہی کہ وہ سنت عام ہی اس سی کہ
سنت موکدہ ہو یا زائدہ ہو یا یہہ مراد ہی کہ عام ہی اس سی کہ سنت مصطلحہ ہو جو واسطہ بین الواجب
والمندوب ہی یا مستحب ہو کیونکہ امر مستحب پر بھی سنون کا اطلاق جائز ہی تقدیر ثانی باطل ہے اسوجہ
سی کہ ابن الہمام نی عبارت مذکورہ مین غرضیت کی چار قسم ذکر کرکی فرض و واجب و سنت و نفل
اور قسم رابع مین مندوب کو شمار کیا پس ضرور ہی کہ سنت وغیرہ مین مندوب داخل ہو وی تا مدخل
اقسام و عدم تباین لازم نا وی اور فی الواقع مندوب قسم نفل کا ہی اور بعبارۃ جمیع اقسام سنت کی
ہی اسوجہ سی کہ سنت مین مواظبت شرط ہی جیسا کہ رد المحتار مین بحث سنن و ضوء مین مرقوم ہی

اعلم ان المشروعات اربعۃ اقسام فرض و واجب و سنت و نفل فما کان فعلہ اولی مع منع الترک
ان ثبت بدلیل قطعی ففرض او ظنی فواجب و بلا منع الترک ان کان مما واظب علیہ الرسول او الخلفاء
الراشدون من بعدہ فسنۃ والا فمندوب و نفل و السنۃ نوعان سنۃ الہدی و ترکہا یوجب اساءۃ و کراہۃ
کالجماعۃ والاذان والاقامۃ ونحوہا وسنۃ الزوائد و ترکہا لا یوجب ذلک کسیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی
لباسہ وقیامہ وقعودہ والنفل ومنہ المندوب یثاب فاعلہ ولا یسئی تارکہ قیل وہو دون سنن الزوائد
وزید علیہ ان النفل من العبادات وسنن الزوائد من العادات وہل یقول احد ان نافلۃ الحج دون
التیامن فی التنعل والترجل کذا حققہ العلامۃ ابن کمال فی تغییر التنقیح وشرحہ اقول فلا فرق بین النفل
وسنن الزوائد من حیث الحکم لانہ لا یکرہ ترک کل منہما وانما الفرق کون الاول من العبادات والثانی

من العادات لكن اورد عليه ان الفرق بين العبادة والعادة بالنية المتضمنة للاخلاص كما فى الكافى
وغيره وجميع افعاله صلى الله عليه وسلم مشتملة عليها كما بين فى محله واقول قد تتلو اسنة الزوائد ايضا بتطويله
صلى الله عليه وسلم القراءة فى الركوع والسجود ولا شك فى كون ذلك عبادة فح نمنع كون سنة
الزوائد عادة ان النبى صلى الله عليه وسلم واظب عليها حتى صار عادة له ولم يتركها الا احيانا لان سنة
هى الطريقة المسلوكة فى الدين فمن فى نفسها عبادة وسميت عادة لما ذكرنا ولما لم تكن من مكملات
الدين سميت سنة الزوائد بخلاف سنة الهدى وهى السنن المؤكدة القريبة من الواجب التى تضليل
تاركها لان تركها استخفاف بالدين وبخلاف النفل فانه كما قالوا ما شرع لنا زيادة على الفرض والواجب
والسنة بنوعيها ولذا جعلوه قسما رابعا ومنه المندوب والمستحب وهو ما ورد به دليل ندب غير خصه كما فى التحرير
فالنفل ما ورد به دليل ندب عموما او خصوصا ولم يواظب عليه النبى صلى الله عليه وسلم ولذا كان
دون سنة الزوائد كما صرح به فى التنقيح انتهى اورى رد المحتار مين تحت قول صاحب درمختار
كى وعرفها الشمنى بما ثبت بقوله عليه السلام وفعله وليس بواجب ولا مستحب لكنه تعريف لمطلقها
مرقوم هى قوله لمطلقها اى لمطلق السنة الشامل لقسميها وهما السنة المؤكدة المسماة بسنة الهدى
وغير المؤكدة المسماة سنة الزوائد واما المستحب المرادف للنفل والمندوب فهو قسيم لهما لا قسم منها
كما قدمناه انتهى اورى اوسيمين بحث مستحبات وضوء مين تحت قول صاحب درمختار كى ومستحبه
وسيمى مندوبا واديا وفضيلة وهو ما فعله صلى الله عليه وسلم مرة وتركه اخرى وما احبه السلف الخ
مرقوم هى قوله وسيمى مندوبا زادغيره ونفلا وتطوعا وقد جرى على ما عليه الاصوليون وهو المختار
من عدم الفرق بين المستحب والمندوب والادب كما فى حاشية نوح افندى على الدرر وقد يطلق
عليه اسم السنة وصرح قهستانى بانه دون سنن الزوائد انتهى اورى اوسيمين هى قوله وهو الخ
يرد عليه ما رغب فيه عليه السلام ولم يفعله فالاولى ما فى التحرير ان ما واظب عليه مع ترك

بلا عذر سنته و ما لم یواظب علیه مندوب و مستحب و ان لم یفعله بعد ما رغب فیه بحر انتهی اور بحر الرائق مین
ہی قوله و مستحبه التیامن هو فی اللغة الشئی المحبوب ضد المکروه و عند الفقهاء هو ما فعله صلی الله علیه وسلم مرة
و ترکه اخری و المندوب ما فعله مرة او مرتین تعلیما للجواز کذا فی شرح النقایة و یرد علیه ما رغب فیه و لم
یفعله و ما جعله تعریفا للمستحب جعله فی المحیط تعریفا للمندوب فالاولی ما علیه الاصولیون من عدم الفرق
بین المستحب و المندوب فما واظب علیه صلی الله علیه وسلم مع ترکه ما بلا عذر سنته و ما لم یواظب علیه
مندوب و مستحب و ان لم یفعله بعد ما رغب فیه کذا فی التحریر انتهی ان عبارات سی معلوم هوا که مطلق
سنت خواه سنت موکده هو یا زائده مغائر و قسیم نفل و مستحب و مندوب و غیره هی اور مابه الفرق مواظبت
و عدم مواظبت هی اور مستحب و مندوب قسم نفل کا اور قسیم سنت و غیره کا هی پس اگر عبارت ابن الهمام
مذکوره محمول مطلق سنت پر هو عام ازین که سنت هو یا مندوب هو بوجه اسکی که اطلاق سنت کا
مندوب پر بهی جائز هی تداخل اقسام لازم آویگا اور مستحب و مندوب قسیم سنت کا باقی نرهی گا اور
تقدیر اول که تعریف سنت کی جو ابن همام نی ساته قول اپنی الطریقة المدنیة منه علیه السلام او الراشدین
او بعضهم کی هی تعریف مطلق سنت کی هی جو مشتمل سنت موکده و سنت زائده کو هی نه خاص سنت موکده
کی صحیح هی لیکن آپکی کچهه مفید اور همارے مضر نهین بلکه آپکو مضر اور همکو مفید هی اسوجه سی که سنت موکده
و سنت زائده مین فقهاء و اصولیین کی نزدیک بهی فرق هی که اگر مواظبت عبادت پر یا علی سبیل العبادة
هووه اول هے اور اگر عادت پر یا علی سبیل العادة هووه ثانی هی سوا اسکی اور کسیطرحکا فرق
نهین هی اور پر ظاهر هی که تعریف مقسم کو هر قسم پر صادق آنا ضرور هی پس جب ابن الهمام نی
مطلق سنت کی یهه تعریف کی اوسکی دونو قسمون مین اسکا صدق ضرور هوگا اور مابه الفرق
صرف سبیل عبادت و عادت هوگا پس سنت موکده عبارت اوس طریقه مستمره سی هوگی جو
علی وجه العبادة هو خواه وه طریقه مستمره نبویه هو یا خلفاء راشدین کل یا بعض کا طریقه هو

اور سنت زائدہ عبارت اوس طریقۂ مستمرہ سی ہوگی جو علی وجہ العادۃ ہو خواہ وہ مستمرہ نبویہ
ہو یا خلفاء ہو پس اس سی ثابت ہوا کہ سنت موکدہ مواظبت خلفا سی ثابت ہوتی ہی جیسا کہ
مواظبت نبویہ سی ثابت ہوتی ہی وذلک مارد ناہ **ثم قال** فی المذہب الماثور اور صاحب ہدایہ
کی کلام مین تعارض معلوم ہوتا ہی کیونکہ تحفۃ الاخیار کی قول اول کی بیان مین آپ لکھتی
ہین والی ہذا التعریف مال صاحب الہدایۃ حیث علل سنیۃ المضمضۃ الاستنشاق فی الوضوء
وسنیۃ الاعتکاف بالمواظبۃ وقال المواظبۃ دلیل السنیۃ اور پھر یہہ بھی آپ لکھتی ہین والدلیل
کلام صاحب الہدایۃ حیث یستدل علی سنیۃ التراویح بمواظبۃ الخلفاء الراشدین پس صاحب ہدایہ
کو قطعا اون لوگون مین معدود کرنا جو سنت موکدہ مین مواظبت نبویہ شرط نہین کرتے ہین غیر
مناسب ہی بلکہ ظاہر یہہ ہی کہ مختار صاحب ہدایہ کا قول اول ہی اور تطبیق بین القولین یہہ
ہی کہ جہان مواظبت شرط کرتا ہی وہان مراد سنت سی سنت موکدہ ہی اور جہان نہین شرط
کرتا ہی وہان مراد سنت سی مطلق سنت ہی **اقول** آپ کی فہم و دانش سی یہہ تحریر چند وجوہ
سی بمراحل دور رہی کاش آپکو اگر کتب کا ملاحظہ میسر نہ تھا تحفۃ الاخیار کو بغور مطالعہ کیا ہوتا
کہ شبہہ تعارض وغیرہ دفع ہو جاتا قطع نظر اور کتب کی ہدایہ و حواشی ہدایہ کو معاینہ کر لیا ہوتا کہ
ایسا مضمون واہی قلم مبارک سی نہ نکلتا کس کس مضمون کا مین استعجاب کرون کس کس تحریر
پر تعجب کرون ؎ دل کو رو دون یا جگر کا غم کرون ٭ ایک مین کس کس کا اب ماتم کرون
بگوش ہوش سنئی اور بقلب شہید تامل کیجئے فقہاء کی اعتبار مواظبت نبویہ مین باب سنت مین
دو قول ہین ایک وہ جو مشہور ہی السنۃ ما واظب علیہ الرسول مع الترک احیانا اسمین قید
ترک کی متضمن کرتے ہین اور مواظبت نبویہ کو جو بلا ترک مطلقا ہو اوسکو دلیل وجوب سمجھتی ہین
اور اسمین بعض ترک کو بغیر عذر کی ساتھ مقید کرتے ہین اور بعض ترک کو عام ترک حقیقی و

حکمی سے کرتی ہین اور مواظبت نبویہ کو جو بلا ترک حقیقۃ وحکما ہو ثبت وجوب بتاتی ہین صاحب فائق
بعد ذکر تعریف مذکور کے لکھتی ہین ثم ہذا کلہ ظاہر فی ان المواظبۃ بدون الترک تفید الوجوب وہو
مخالف لاستدلالہم علی سنیۃ الاعتکاف فی العشر الاخیر من رمضان بانہ علیہ السلام واظب علیہ
حتی توفاہ اللہ کما فی الصحیح واشار فی الفتح الی الجواب بانہا لما اقترنت بعدم الانکار علی من لم
یفعلہ کان دلیل السنیۃ والا یکون دلیل الوجوب انتہی اور بھی لکھتے ہین الشرط فی المواظبۃ
المواظبۃ مع ترک انتہی اور بحث سنن وضو مین صاحب کفایہ محشی ہدایہ رقم کرتے ہین انما
جعلنا الفاتحۃ واجبۃ لمواظبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم من غیر الترک انتہی اور بھی لکھتے المواظبۃ
تدل علی الوجوب انتہی اور عینی بنایہ شرح ہدایہ مین بحث تراویح مین کہتے ہین کون الشی سنۃ
لا یستلزم مواظبۃ النبی علیہ الصلوۃ والسلام اذ لو واظب علیہ کان واجبا انتہی اور اسیوجہ سی
محشین ہدایہ مثل صاحب نہایہ وصاحب کفایہ وصاحب عنایہ وغیرہ کلام صاحب ہدایہ کو بحث
سنن وضو مین والمضمضۃ والاستنشاق لان النبی علیہ الصلوۃ والسلام فعلہما علی سبیل المواظبۃ
اور اوسکی کلام کو والسواک لانہ صلعم کان یواظب علیہ مقید ساتھہ ترک کی کرتے ہین بخیال اسکی کہ ثبت
سنیت وہی مواظبت ہی جو مع الترک ہو نہ وہ کہ بلا ترک ہو چنانچہ عینی کلام اول کی شرح مین لکھتی
ہین یدل علی انہما واجبتان کما ذہب الیہ احمد وآخرون ولکن قید الشیخ قوام الدین بقولہ ای
مع الترک والا کانتا واجبتین والدلیل علی الترک ان عائشۃ نقلت وضوء رسول اللہ صلعم ولم یذکر
ایضا فی حدیث الاعرابی الذی علمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الواجبات وتبعہ علی ذلک
الشیخ الاکمل وقال السغناقی لا یقال المواظبۃ تدل علی الوجوب حتی قال اہل الحدیث ہما فرضان
فی غسل الجنابۃ والوضوء استدلالا بالمواظبۃ لانا نقول انہ علیہ السلام کان یواظب فی العبادات
التی فیہا تحصیل الکمال کما کان یواظب علی الاذکار وفی کتاب اللہ امر بتطہیر اعضاء مخصوصۃ

والزیادۃ علی النص لاتجوز الا بما یثبت النسخ قلت اما القوام والاکمل فانہما قد رای قول صاحب الہدایۃ
مع الترک وکیف یقید بذلک وقد روی صفۃ وضوء النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اصحابہ ثلثۃ وعشرون
نفرا کلہم حکوا فیہ المضمضۃ والاستنشاق انتہی اور شرح کلام ثانی مین لکھتی ہین ذکر ان استعمال
السواک سنۃ ثم احتج علی ذلک بمواظبۃ النبی علیہ السلام ومع ہذا لم یذکر شیئا من الاحادیث الدالۃ
علی المواظبۃ وقد علم ان مواظبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی فعل شئی یدل علی ان ذلک واجب
وقد اعتذر عنہ الشراح بان المواظبۃ مع الترک دلیل السنیۃ وبدونہ دلیل الوجوب وقد دل علی
ترکہ حدیث الاعرابی فانہ لم ینقل فیہ تعلیم السواک قال الاکمل ویدل ترک التعلیم علی ترکہ دفعا
للتعارض فان عدم الترک یدل علی الوجوب وترک التعلیم علی عدمہ کان بلا مانع قلت ادعوا
ان مواظبۃ علی السواک وہو دلیل السنیۃ ثم احتجوا علی ذلک بحدیث الاعرابی وفیہ نظر من وجہین
الاول انہم لم یاتوا بحدیث فیہ تصریح بانہ ترکہ فی الجملۃ والثانی ان استدلالہم بحدیث الاعرابی
لاتم انتہی **دوسرا قول** وہ کہ جسمین ترک کی قید مذکور نہین ہی جیسا کہ تحفۃ الاخیار مین
بزازیہ وخزانۃ المفتین ومستصفی سی منقول ہی السنۃ ما فعلہ صلی اللہ علیہ وسلم علی سبیل المواظبۃ
اس قول کے موافق مواظبۃ نبویہ بلا ترک دلیل سنت ہی بخلاف قول اول کی کہ اوسمین مواظبت
بلا ترک دلیل وجوب ہی اور دلیل سنت مواظبت مع الترک ہی **ہرگاہ** یہ امر ممہد ہوا پس
سمجھنا چاہیی کہ صاحب ہدایہ نی چونکہ سنیت مضمضہ واستنشاق وسنیت سواک وسنیت اعتکاف
مواظبت نبویہ سی ثابت کی اور قید ترک ذکر نہ کی ظاہرا اوس سی معلوم ہوا کہ وہ طائفہ قول
ثانی سی ہے اور صاحب بحر وغیرہ نی بہی انہین وجوہ سی قول ثانی اوسکی طرف منسوب کیا ہے
چنانچہ بعد نقل چند تصریحات سنت کی بحث سنن وضوء مین لکھتے ہین وما فی فتح القدیر وغیرہ من
انہ ما واظب علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مع الترک احیانا فمنتقض بالفرض فان القیام فی الصلوۃ

مثلا حصلت المواظبة مع الترک احیانا لعذر المرض فلذا زاد فی التحریر ان یکون الترک احیانا بغیر عذر
وظاهره ان المواظبة بلا ترک اصلا لا تفید السنیة بل الوجوب وظاهر الهدایة یخالفه فانه فی الاستدلال
علی سنیة المضمضة والاستنشاق قال لان النبی علیه الصلوة والسلام فعلهما علی سبیل المواظبة
وکذا استدلالهم علی سنیة الاعتکاف فی العشر الاخیر من رمضان یفید انها تفید السنیة مطلقا
وکذا قال فی فتح القدیر فهذه المواظبة المقرونة بعدم الترک لما اقترنت بعدم الانکار علی من لم
یفعله من الصحابة کان دلیل السنیة والا تکون دلیل الوجوب والذی ظهر للعبد الضعیف ان
السنة ما واظب علیه النبی علیه الصلوة والسلام لکن ان کانت لا مع الترک فهی دلیل السنة المؤکدة
وان کانت مع الترک احیانا فهو دلیل غیر المؤکدة وان اقترنت بالانکار علی من لم یفعله فهی دلیل الوجوب
فافهم هذا فانه یحصل به التوفیق انتهی بناءً علیه تحفة الاخیارین بعد نقل تعریف صاحب خزانة المفتین
وغیره کی کہا گیا ہی والی ہذا التعریف مال صاحب الهدایة حیث علل سنیة المضمضة والاستنشاق فی
الوضوء وسنیة الاعتکاف بالمواظبة النبویة وقال المواظبة دلیل السنیة بدین مراد کہ چونکہ صاحب ہدایہ
نی سنیت مضمضہ وغیرہ بمواظبت نبویہ ثابت کی اور قید ترک کی ذکر نہ کی میلان اوسکا اسی قول
کیطرف معلوم ہوا کہ مواظبت نبویہ بلا ترک دلیل سنت ہی پس منشاء میلان کا صرف اسیقدر
ہی کہ جیسا کہ تعریف مذکور مین قید ترک نہین ہی ایسا ہی صاحب ہدایہ نی مواظبت بلا ترک
دلیل سنت بنائی ہی نہ یہہ کہ جسطرح مواظبت خلفاء اوس تعریف مین مذکور نہین ہی اسیطرح
صاحب ہدایہ کی نزدیک مواظبت خلفاء دلیل سنت نہین ہی کیونکہ بحث سنیت مضمضہ وغیرہ مین
کوئی قول صاحب ہدایہ کا ایسا نہین کہ جس سی صرف اقتصار سنت مواظبت نبویہ پر ثابت ہووے
ہان اگر اوس مقام مین تعریف سنت کی صرف بمواظبت نبویہ کی ہوتی البتہ گنجایش اس امر کی
تہی کہ اوسکی طرف یہہ قول منسوب ہووی صرف سنیت مضمضہ واستنشاق واعتکاف کی کہ

درحقیقت ثبوت انکا بمواظبت نبویہ ہی مواظبت نبویہ سی ثابت کرنیسی یہہ نہین ثابت کہ ثبوت سنیت
انکی نزدیک منحصر اوسیمین ہوجاوی اور چونکہ صاحب ہدایہ نی سنیت تراویح کو مواظبت خلفاء سی
ثابت کیا چنانچہ کلام انکا ہدایہ ومختارات النوازل مین منقول ہوچکا اور یہ ظاہر ہی کہ اگر انکی نزدیک
مواظبت خلفاء ثبت سنیت نہ ہوتی استدلال انکا لغو ہوتا بناءً علیہ تحفۃ الاخیار مین بعد ذکر اون
لوگون کی کہ مواظبت خلفاء کو بہی موجب سنیت سمجہتی ہین کہا گیا والیہ یمیل کلام صاحب الہدایۃ
حیث یستدل علی سنیۃ التراویح بمواظبۃ الخلفاء الراشدین بل کلام جمیع الفقہاء فی ذلک المبحث
انتہی اور اس امر کو صاحب ہدایہ وغیرہ کی کلام سی موافق ہماری تحریر کی اور فقہاء نی بہی
استنباط کیا جیساکہ ابن کمال باشا ایضاح الاصلاح مین لکھتے ہین السنۃ ما واظب علیہ النبی
صلی اللہ علیہ وسلم علی وجہ العبادۃ مع الترک وفیہ قصور لان ما واظب علیہ الخلفاء الراشدون
ایضا من السنۃ الا یری الی ما قالہ صاحب الہدایۃ فی التراویح والاصح انہا سنۃ لانہ واظب علیہ
الخلفاء الراشدون انتہی اور صاحب نہر فائق ضمن ایرادات مین تعریف ابن الہمام پر السنۃ
ما واظب علیہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم مع الترک احیانا لکھتے ہین لابد وان یزاد او واظب علیہ
الخلفاء الراشدون بعدہ لیدخل التراویح اذ قد اطبقوا علی سنیتہا لمواظبۃ الخلفاء علیہا انتہی پس
معلوم ہوا کہ صاحب ہدایہ کی کلام سی قطعا مواظبت خلفاء کا ثبت سنیت ہونا ثابت ہوتا ہی
اور خصوص تعریف سنت بمواظبت نبویہ کسی کلام سی ثابت نہین ہوتا ہی اور یہہ بہی ثابت ہوتا ہی
کہ مواظبت نبویہ بلا ترک دلیل سنیت ہی پس ہرگز کلام صاحب ہدایہ مین تعارض نہین ہی ذرا
آپ غور فرماتی تو شبہۂ تعارض سی باز رہتی **طرفہ ماجرا** یہہ ہی کہ آپ اپنی گمان مین تعارض
پیدا کرکے دعوی اس امر کا کرتے ہین کہ ظاہر یہہ ہی کہ مختار صاحب ہدایہ کا قول اول ہی ہم
آپ سی پوچہتی ہین کہ اس امر کی کیا دلیل ہے اور صاحب ہدایہ کی استدلال کا سنت تراویح

مین کیا جواب ہی شاید چونکہ آپکی رای کی موافقت اس قول مین ہوتی ہی اسیوجہ سی حکم ظہور
کا ہوا ہی طرہ برآن تطبیق بین القولین آپ سی جو صادر ہوئی کہ جہان صاحب ہدایہ مواظبت
نبویہ شرط کرتا ہی وہان مراد سنت سی سنت موکدہ ہی اور جہان نہین شرط کرتا ہی وہان
سنت سی مراد مطلق سنت ہی کسی مستعد و صاحب علم کو پسند نہ آئی اولا اسوجہ سی کہ شرط
کرنا صاحب ہدایہ کا ثبوت سنت کو ساتھہ مواظبت نبویہ کی کسی کلام سی اوسکی مفہوم نہین و
ثانیا اسوجہ سی کہ جہان مواظبت خلفاء سی سنت ثابت کرتا ہی اوس سی مطلق سنت لینا
ہرگز جائز نہین جسکو ادنی بہی شعور ہوگا اور ہدایہ اوسکی مطالعہ سی گذرا ہوگا وہ ایسی بات
نہ کہی گا عبارت ہدایہ کی بحث تراویح مین مع متن و شرح یہہ ہی یستحب ان یجتمع الناس فی
شہر رمضان فیصلی بہم امامہم خمس ترویحات ذکر لفظ الاستحباب والاصح انہا سنۃ کذا روی
الحسن عن ابی حنیفۃ لانہ واظب علیہ الخلفاء الراشدون انتہی پس اس عبارت مین مراد
سنت سی جو مدلل بمواظبت خلفاء کی گئی یا سنت موکدہ نبویہ ہی یا سنت زائدہ یا مستحب
کہ اوسپر بہی اطلاق سنت کا آتا ہی یا سنت صحابہ اور احتمال مطلق سنت کا انمین احتمالات
کی طرف راجع ہی کیونکہ اوسکی سوا انکی اور کوئی صورت نہین ہی احتمال ثانی باطل ہے
اسوجہ سی کہ مواظبت خلفاء کی اور مواظبت نبویہ حکمیہ کی تراویح پر علی سبیل العادۃ نہین
تہی بلکہ علی وجہ العبادۃ تہی پس بالضرورت تراویح سنت زائدہ نہوگی اسیوجہ سی علماء نے
تراویح کی مستحب و سنت ہونی مین خلاف کیا اور کسی نی اوسکو سنت زائدہ نہین لکہا اور
احتمال ثالث بہی باطل ہے اسوجہ سی کہ اگر تراویح صاحب ہدایہ کی نزدیک مستحب ہوتی اور
مواظبت خلفاء اونکی نزدیک ثبت استحباب ہوتی تو قدوری کی خلاف پر اصح کا حکم نہ دیتی اور
جو مطلب قدوری کا اپنی گمان مین سمجہی تہے یعنی یہہ کہ تراویح مستحب ہے اوسکی مخالفت نہ کرتی

جو شخص ادنی عقل بھی رکھتا ہوگا وہ عبارت مذکورہ سی صاف سمجھ لیگا کہ صاحب ہدایہ عبارت
قدوری سی استحباب تراویح سمجھی اور اوسکی مخالفت کرکے سنت کو اصح ٹھہرانی لگی پس اگر سنت سی
مراد مستحب ہو عبارت مذکورہ مہملہ ہوجاویگی اور بسبب عدم فہم کی صاحب ہدایہ کی طرف لازم آویگی
علاوہ ازین صاحب ہدایہ سنت کا حکم کرکے کذا روی الحسن عن ابی حنیفۃ سی موکد کرتے ہین اور
یہ ظاہر ہی کہ حسن کی روایت امام اعظم سی تراویح کی سنت موکدہ ہونیکی ہی نہ سنت زائدہ و مستحب
ہونیکے جیسا کہ ماثبت بالسنۃ وغیرہ مین مذکور ہی پس لاجرم سنت سی ارادہ استحباب یا سنت زائدہ
کا جائز نہین ہی اور احتمال رابع یعنی یہہ کہ مراد سنت سی سنت صحابہ ہی خالی نہین اس سی کہ سنت
صحابہ نزدیک صاحب ہدایہ کی سنت زائدہ ہی یا مستحب یا سنت موکدہ ہی تقدیر اول و دوم کا بطلان
ابھی معلوم ہوا اور تقدیر سوم محل صحیح ٹھہرا پس عبارت صاحب ہدایہ مین سنۃ کی لفظ سی یا تو سنت
موکدہ نبویہ مراد ہی یا سنت صحابہ کہ وہ بھی راجع اسیطرف ہی اور سوا اسکی اور کوئی محمل عبارت
مذکورہ کا نہین ہی پس قول آپکا کہ جہان مواظبت نبویہ شرط نہین کرتا ہی وہان سنت سی مراد مطلق
سنت ہی صاحب ہدایہ پر افترا ہی اور اوسکی کلام کی اور کلام شراح و محشین کی برخلاف ہے

ثم قال فی المذہب الماثور اور ملا خسرو کی کلام سی بھی تصریح اس امر کی نہین نکلتی کہ سنت
موکدہ مین مواظبت نبویہ شرط نہین ہے کیونکہ عبارت اونکی جو قول عشرین مین آپنی نقل کی ہی

یہہ ہی سنۃ ان کان ذلک الفعل طریقۃ مسلوکۃ فی الدین سلکہا الرسول علیہ الصلوۃ والسلام
وغیرہ ممن ہو علم فی الدین پس اگر واو بمعنی اونکہا جاوی کما ہو الظاہر تو اون لوگون مین معدود
نہین ہوسکتی اور اگر واو بمعنی او کی لیا جاوی تو البتہ معدود ہوسکتی ہین لکنہ تکلف بحت ہی
اقول شاید یہہ تکلف بحت اسوجہ سی ہی کہ آپکی راسی کی مخالف ہی ورنہ ہر ذی فہم یہی کہیگا کہ
واو یہان بمعنی او کی ہی اسوجہ سی کہ اگر واو بمعنی او کی نہ لیا جاوی زیادہ کرنا وغیرہ ممن ہو علم

فی الدین کا بیفائدہ ہوگا کیونکہ سنت موکدہ مین صرف مواظبت نبویہ کافی ہی اعلام دین صحابہ وتابعین
کی موافقت شرط نہین ہی اور بر تقدیر تسلیم اس امر کی کہ واو اپنی معنی اصلی پر ہی ملاحظہ واون
لوگون مین معدود ہوسکتی ہین اسطور پر کہ تعریف سنت مجموع من حیث المجموع نہ بنائی جاوی
بلکہ ماقبل واو ومابعد واو ہر ایک تعریف مستقل ہووی **قلت** فی الکلام المبرور چوتھی یہہ کہ اگرچہ
مواظبت خلفاء صاف کسی نص سی ثابت نہین ہوتی ہی لیکن معاینہ چند احادیث سی معلوم
ہوتا ہی کہ زیارت قبر نبوی زمانہ خلفاء مین شائع تھی **قال** فی المذہب المأثور اولا کلام اون
احادیث مین بھی آتا ہی ثانیا زمانہ خلفاء مین شائع ہونی سی مواظبت ثابت نہین ہوتی ہے
اقول جواب کلام بھی آتا ہی اور زمانہ خلفاء مین ایک امر کی شائع ہونیسی گو اونکی مواظبت
فعلیہ ثابت نہین ہوتی ہی مگر بوجہ سکوت وعدم انکار کی مواظبت تشریعیہ تو قطعا ثابت ہوتی ہے
اور وہ بھی مثبت سنت ہوتی ہی جیسا کہ بحر العلوم شرح تحریر الاصول مین تحت قول ابن ہمام کی
دسنۃ الطریقۃ الدینیۃ منہ علیہ الصلوۃ والسلام او الخلفاء الراشدون او بعضہم لکھتے ہین ینبغی ان
یراد اعم من ان تکون طریقۃ دینیۃ مستمرۃ فی الدین منہ صلی اللہ علیہ وسلم بان باشرہ او لابان
استمر الناس علیہا باذنہ او باذن الخلفاء انتہی **قلت** فی الکلام المبرور مواہب لدنیہ مین ہے
عن نافع عن ابن عمر انہ کان اذا قدم من سفر دخل المسجد ثم اتی القبر المقدس فقال السلام علیک
یا رسول اللہ السلام علیک یا ابا بکر السلام علیک یا ابتاہ **قال** فی المذہب المأثور یہ اثر صحیح
ہی لیکن اس سی تو مستحب ہونا بھی ثابت نہین ہوتا چہ جائیکہ سنت موکدہ صارم منکی مین ہے
مع ان فعل ابن عمر اذا لم یفعل مثلہ سائر الصحابۃ انما یصلح للتسویغ کما مثال ذلک فی ما یفعلہ
بعض الصحابۃ واما القول بان ہذا الفعل مستحب او منہی عنہ او مباح فما ثبت الا بدلیل شرعی
فالوجوب بدلالۃ الندب والاباحۃ والاستحباب والکراہۃ والتحریم لا یثبت شئی منہا الا بالادلۃ الشرعیۃ

الاربعة والادلة الشرعية كلها مرجعها اليه فالقرآن هو الذي بلغه والسنة هي التي علمها والاجماع
عرف بقوله انه معصوم والقياس انما يكون حجة اذا علمنا ان الفرع مثل الاصل وان علة الاصل
في الفرع وقد علمنا انه صلى الله عليه وسلم لا يتناقض فلا يحكم في المتماثلين بحكمين متناقضين ولا يحكم
بالحكم لعلة تارة وبمنعه اخرى مع وجود العلة الا لاختصاص احدى الصورتين بما يوجب التخصيص
فشرعه هو ما شرعه وسنته هو ما سنه لا يضاف اليه قول غيره وفعله وان كان من افضل الناس اذا
وردت سنته بل لا يضاف اليه الا بدليل يدل على الاضافة ولهذا كان الصحابة كابي بكر وعمر و
ابن مسعود يقولون باجتهادهم ويكونون مصيبين موافقين سنته ولكن يقول احدهم اقول هذا
برائي فان يكن صوابا فمن الله وان كان خطأ فمني ومن الشيطان والله ورسوله بريئان عنه
فان كل ما خالف سنته فهو شرع منسوخ مبدل لكن المجتهدين وان قالوا بآرائهم واخطأوا فلهم
اجر وخطأوهم مغفور لهم انتهى **اقول** تحرير الاصول مين ہى وقوله عليه الصلوة والسلام اقتدوا
باللذين من بعدى ابى بكر وعمر وعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين يفيدان اهلية الاقتداء لا مع
الاجتهاد ويرد عليه ان ذلك مع ايجاب انتهى اور بحر العلوم كى شرح مين ہى استدل القائلون بانعقاد
الاجماع باشيخين وبالخلفاء بقوله صلعم اقتدوا باللذين من بعدى ابى بكر وعمر رواه الترمذي وبقوله
عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين اجيب بان هذين يفيدان اهلية الاقتداء بهما وهم لا منع الا جتهاد
في مقابلتهم ويرد عليه انهما يفيدان اهلية الاقتداء مع ايجاب الاقتداء لان الامر للايجاب وعلى
للالزام انتهى اور قاسم بن قطلوبغا كى شرح مختصر منار مين ہى تقليد الصحابي وهو اتباعه في قوله
او فعله معتقدا للحقية من غير تامل في الدليل واجب يترك به القياس في غير ما ثبت الخلاف فيه بينهم
لقوله صلى الله عليه وسلم مثل اصحابي مثل النجوم بايهم اقتديتم اهتديتم رواه الدارقطني وابن عبد البر
من حديث ابن عمر وقد روي معناه من حديث انس وفي اسانيدها مقال لكن يشد بعضها بعضا

قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر وعمر رواہ الترمذی وقال حسن صحیح
من حدیث حذیفۃ وصححہ ابن حبان وللترمذی مثلہ من حدیث ابن مسعود وان اکثر اقوالہم مسموع
من حضرۃ الرسالۃ وان اجتہدوا فرایہم اصوب لانہم شاہدوا موارد النصوص وعند الکرخی یجب
فی مالا یدرک بالقیاس انتہی اور مرآۃ الاصول شرح مرقاۃ الوصول مین ہی یجب علی غیر الصحابی
تقلیدہ وہو عبارۃ عن اتباع الغیر فیما یقول اویفعل معتقدا للحقیۃ من غیر تامل فی الدلیل ثم ان
مذہب الصحابی اذا کان اوحاکما اومفتیا لیس بحجۃ علی صحابی آخر وحجۃ علی آخرین فی ما شاع بین الاصحاب
وسلموہ لا فیما اختلفوا فیہ فانہ لیس بحجۃ علی غیرہ بل تجوز مخالفتہ اجماعا قیدللکلین معا واختلف فی المجہول
وہو ما لم یعلم فیہ اتفاقہم واختلافہم فقیل لا یجب وقیل یجب مطلقا وقیل فیما لا یدرک بالقیاس انتہی
اور ابن ملک کی شرح منار مین ہی وتقلید الصحابی واجب وہو عبارۃ عن اتباعہ فی قولہ اوفعلہ
معتقدا للحقیۃ من غیر تامل فی الدلیل یترک القیاس بہ لاحتمال السماع من النبی صلی اللہ علیہ وسلم
بل الظاہر من حالہ انہ یقینی بالنص فکان قولہ مقدما ولئن سلمنا ان قولہ صادر عن الرای فرای الصحابی
اقوی وقال الکرخی لا یجب تقلیدہ الا فی مالا یدرک بالقیاس انتہی آن عبارات سی اور امثال
اسکی کہ عامۂ کتب اصول مین موجود ہین معلوم ہوتا ہی کہ اتباع خلفاء راشدین خصوصا شیخین
نیرین ضروری ولازم ہی اور اتباع قول صحابی وفعل صحابی واجب ہی اجماعا اوس صورت
مین کہ وہ قول وفعل درمیان صحابہ کی شائع ہوگیا ہو اور کسی نی خلاف نہ کیا ہو اور واجب
نہین ہی اجماعا اوس صورت مین کہ اختلاف واقع ہوا ہو اور جب مخالفت وعدم مخالفت معلوم
نہو تو اوسمین اختلاف ہی بعضون کی نزدیک مطلقا واجب ہی اور بعض کی نزدیک مطلقا واجب
نہین ہی اور بعض کی نزدیک مالا یدرک بالرای مین واجب ہی اور مایدرک مین نہین واجب
ہی پس اختلاف علماء کا صورت اختلافیہ مین وجوب وعدم وجوب مین ہی نہ استحباب

وعدم استحباب بین بلکہ تصریحات علماء استحباب وسند و بیت اتباع فعل وقول صحابی پر دال ہیں
مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح میں ہی وعن ابن مسعود من کان مستنا فلیستن بمن قد مات
ای علی الاسلام والعمل وعلم حالہ قال الطیبی اخرج الکلام مخرج الشرط تنبیہا علی الاجتہاد وتحری
طریق الصواب بنفسہ بالاستنباط من معانی الکتاب والسنۃ فان لم یمکن فلیقتد باصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لانہم نجوم الہدی وکان ابن مسعود یوصی القرون الآتیۃ بعد قرون الصحابۃ
والتابعین باقتفاء اثرہم والاہتداء بسیرہم واخلاقہم انتہی والظاہر انہ یوصی التابعین ومن
بعدہم تبع لہم بالاقتداء بالصحابۃ لکن خص اموا تہم لانہم علم استقامتہم علی الدین واستدامتہم
علی الیقین بخلاف من بقی منہم حیا فانہ یکن منہم الافتتان ووقوع المعصیۃ والطغیان وہذا توقع
منہ فی حقہ لکمال خوفہ علی نفسہ ولما رآی من الفتن العظیمۃ ووقوع الہالکین فیہا والا فہو ممن
یقتدی بہ حیا ومیتا وقد شہد لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالجنۃ وانہ افقہ الصحابۃ بعد الخلفاء
الاربعۃ فان الہی لا تومن علیہ الفتنۃ اولئک اصحاب محمد کانوا افضل ہذہ الامۃ ابرہا قلوبا واعمقہا
علما ای اکثرہا غورا من جہۃ العلم وادقہا فہما واوفرہا حظا من العلوم المختلفۃ کالتفسیر والحدیث
والفقہ والقرارۃ والفرائض واما من بعدہم فقد افترقوا فصار بعضہم مفسرا وبعضہم محدثا وغیر
ذلک لعدم القابلیۃ العظمی والاستعدادات الکاملۃ العلیا واقلہا تکلفا ای فی العمل فانہم کانوا
یمشون حفاۃ ویصلون علی الارض اختارہم اللہ لصحبۃ نبیہ ولاقامۃ دینہ واعرفوا لہم فضلہم
ای علی غیرہم واتبعوہم ای کونوا متبعین لہم حال کونکم ماشین علی اثرہم ای عقیبہم فی العلم والعمل
فانہم اتبعوا اثر النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی ما شاہدوا من الاقوال والافعال والاحوال ولذا
قال صلی اللہ علیہ وسلم اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم وتمسکوا بما استطعتم من اخلاقہم
وسیرہم فانہم کانوا علی الہدی المستقیم رواہ رزین انتہی ملخصا اور مجالس الابرار میں تحقیق

معنی حدیث ابن مسعود مین ان اللہ نظر فی قلوب العباد فاختار محمدا فبعثہ برسالتہ ثم نظر فی قلوب العباد
فاختار لہ اصحابا فجعلہ الضار دینہ ووزرا وبنیہ فما رآہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن وما رآہ المسلمون
قبیحا فھو عند اللہ قبیح بعد ابطال اس امر کی کہ لام مسلمین لام جنس نہین مذکور ہی فھو اما للعھد والمعھود
ما ذکرہ فی قولہ فاختار لہ اصحابا فیکون المراد بالمسلمین الصحابۃ فقط او للاستغراق خصائص الجنس
فیراد بالمسلمین اہل الاجتہاد الذین ہم الکاملون فی صفۃ الاسلام فیکون المعنی ما رآہ الصحابۃ او اہل
الاجتہاد حسنا فھو عند اللہ حسن ویجوز ان یکون للاستغراق الحقیقی فیکون المعنی ما رآہ جمیع المسلمین حسنا
فھو عند اللہ حسن وما رآہ جمیع المسلمین قبیحا فھو عند اللہ قبیح وما اختلف فیہ فالعبرۃ فیہ للقرون الثلثۃ المشھود
لھم انتہی چنانچہ تمام عبارت اوسکی تحفۃ الاخیار مین مذکور ہی اور یہی تحفہ مین حواشی مشکوۃ سید
سند سی زیر حدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین مذکور ہی وفی الحدیث دلیل علی ان ما احدا
من الخلفاء الاربعۃ اذا قال قولا وخالفہ غیرہ من الصحابۃ کان المصیر الیہ اولی انتہی اور یہی فتح القدیر
سی منقول ہی وقولہ علیہ السلام علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین ندب الی سنتھم انتہی اور یہی
حدیقہ ندیہ سی منقول ہی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم عضوا علیھا بالنواجذ اشارۃ الی ان سنۃ الخلفاء
بعدہ ہی سنۃ ایضا لانھم سنوھا من شریعتہ ارشادا وھدایۃ للقاصرین الی طریقتہ لامن قبل نفوسھم
انتہی اور یہی کشاف سی منقول ہے وقد رضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لامتہ اتباع اصحابہ
والاقتداء بآثارھم فی قولہ اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم انتہی اور یہی نسیم الریاض شرح
شفای قاضی عیاض سی منقول ہی قولہ اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم فیہ الحث بما فعلوہ
وقالوہ من الاحکام انتہی اور یہی تحقیق شرح منتخب حسامی اور کشف شرح اصول بزدوی
سی منقول ہے اصحاب الشافعی یقولون السنۃ ما واظب علیہ الرسول فاما النفل الذی ندب
علیہ الصحابۃ فلیس بسنۃ وہی علی اصلھم مستقیم فانھم لا یردون اقوال الصحابۃ حجۃ فلا یردون انعام

ایضا سنتہ وعندنا اقوالہم حجۃ فیکون افعالہم سنۃ انتہی اور بھی تبیین شرح منتخب حسامی سی منقول
ہی ولا یختص مطلق السنۃ بسنۃ الرسول خلافا للشافعی وحکمہا ان یطالب المرء باقامتہا ویعاقب
علی ترکہا لانہ لا یخلو اما ان یکون طریقۃ الرسول او طریقۃ الصحابۃ وکل واحد من الطریقین امرنا باحیائہا
ونہینا عن اماتتہا انتہی اور بھی تحقیق سی منقول ہی قد ثبت بالدلیل ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم متبع فی ما سلک من طریقۃ الدین وکذا الصحابۃ انتہی پس ان عبارات وغیرہ سی معلوم ہوا کہ
طریقہ صحابہ کا مہتم بالشان ہی اگر باعث وجوب وسنیت نہو تو استحباب وندب سی کم نہین ہی خصوصا
جبکہ کوئی فعل کسی صحابی سی ایسی وقت مین صادر ہووی کہ مجمع اجلہ صحابہ ہووی اور باوجود
اہتمام بلیغ صحابہ کی رد بدعات ومستحدثات مین کوئی اوسپر انکار نہ کری علی الخصوص ایسا صحابی
کہ ہمہ تن مستعد رد محدثات مین ہووی اور بی اصل شرعی کسی فعل کو جائز نہ کہی پس جب
ابن عمر رضی باوجود اہتمام رد مستحدثات وابطال مخترعات کی زیارت قبر نبوی کا انکار کیا اور
باوجود اسکی کہ وہ زمانہ مجمع اجلہ صحابہ کا تھا کسی نے اوسپر انکار نہ کیا بلکہ اور صحابہ سی بھی یہہ
فعل منقول ہوا استحباب مین اسکی کیا شبہہ رہا پس آپکا قول کہ اس سی تو مستحب ہونا بھی نہین ثابت
ہوتا ہی موجب تعجب ہوتا ہی اور آپنی جو کلام صارم کا اپنی موافقت کی واسطی نقل کیا ہر چند کہ
اوسکا جواب سابق سی معلوم ہو چکا مگر آپکی خاطر سی اوسکا جواب مفصل بھی دیا جاتا ہی قولہ مع
ان فعل ابن عمر اذا لم یفعل مثلہ سائر الصحابۃ انما یصلح للتسویغ کا مثال ذلک فی ما یفعلہ بعض الصحابۃ
اقول فیہ اولا انہ ماذا اراد بقولہ اذا لم یفعل مثلہ سائر الصحابۃ ان اراد انہ لم یفعل مثلہ غیرہ
من الصحابۃ بل تفرد بہ ابن عمر من بینہم فہو افتراء وکذب فان مجیٔ کثیر من الصحابۃ عند قبر النبی
صلی اللہ علیہ وسلم والوقوف علی باب حجرتہ والسلام علیہ ثابت لا ینکرہ الا من جہل کتب التواریخ
والآثار ولم یوسع النظر فی کتب الاخبار وان اراد انہ لم یفعل بہ جمیع من سواہ فہذا لا یثبت مدعا

قولہ ابن عمر رضی اللہ عنہ

وثانيا بعد تسليم انه لم يفعل مثله غيره لا يخفى انه لم ينكره ايضا غيره وكان ذلك العصر مجمعا لاجلة الصحابة وثقات الامة وكان ينكر بعضهم على بعض فى كل ما حدث ولم نظر عنده دليله ولا يمكن ان يكون هذا الفعل من ابن عمر عن اعينهم مستورا ولا ان يكون الساكت معذورا ومع هذا فلما لم ينكر عليه احد دل على توافق كل من اطلع عليه ولم ينكره فلم يبق التفرد تفردا وثالثا انه ماذا اراد من قوله انما يصلح للتسويغ ان اراد الجواز والاباحة بنافيه قوله فى ما بعده وان اراد معنى آخر فليبينه حتى ينظر فيه قوله واما القول بان هذا الفعل مستحب او منهى عنه او مباح فلا يثبت الا بدليل شرعى اقول ظاهره ان فعل بعض الصحابة ليس بدليل شرعى وانه لا يثبت الاباحة ايضا فضلا عن غيرها وكل منهما باطل اما الاول فلان آثار الصحابة ايضا من الدلائل الشرعية بالنسبة الى باقى الامة باعتبار كون منبعها حضرة الرسالة ولذا عد ائمة الاصول فى تصانيفهم بحثا مستقلا فى اتباع الصحابة وحكموا بوجوبه او استحبابه وجعلوه ملحقا بالسنة واما الثانى فلانه لما لم تثبت من افعال الصحابة الاباحة التى هى ادنى الدرجات فما معنى التسويغ الذى اقربه اولا ان فعل بعض الصحابة ثبتت قوله لا تثبت شيء منها الا بدليل شرعى هذا صحيح لكنا نقول الاثر ايضا دليل شرعى فتثبت لكن لا من حيث استقلاله بل باعتبار استناده قوله فالقرآن هو الذى بلغه الخ اقول وكذلك اقتداء الخلفاء والصحابة رغب اليه النبى صلى الله عليه وسلم حيث قال اقتدوا باللذين من بعدى ابى بكر وعمر رض وقال عليكم بسنتى وسنة الخلفاء الراشدين وقال اصحابى كالنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم وهو حديث حسن على الصحيح من قولى المحدثين لا ضعيف كما هو قول جمع منهم ولا موضوع كما ذهب اليه من شذ منهم بل هو صحيح عند اهل الكشف كما نص عليه الشعرانى فى الميزان وليطلب تفصيل الابحاث المتعلقة بهذه الاحاديث الثلثة من رسالتى تحفة الاخيار فى احياء سنة سيد الابرار وتعليقاتى عليها المسماة بنخبة الانظار وامر الناس باقتداء الشيخين وباتباع معاذ فى ما سنه فى سبق الصلوة وقال تعالى

یاایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم ومن المعلوم ان الصحابۃ من اولی الامر منکم ومن المعلوم ان الصحابۃ من اولی الامر فلو لم یکن اتباعہم واجبا او سنۃ فلا اقل من ان یکون مستحبا بالم یخالف سنۃ فکما ان القرآن والسنۃ والاجماع والقیاس مرجعہا الیہ کذلک اقوال الصحابۃ وافعالہم مرجعہا الیہ وملحقۃ بسنۃ وآثبات ان الادلۃ الشرعیۃ منحصرۃ فی ہذہ الاربعۃ وآثار الصحابۃ خارجۃ عنہا ان اردت بہ ان اصول الادلۃ الشرعیۃ منحصرۃ فیہا فصحیح لکنہ غیر مفید وان اردت اعم من ذلک فغیر سدید فان شرائع من قبلنا حجۃ لنا لکنہا ملحقۃ بالقرآن والسنۃ والاستحسان ایضا حجۃ لنا لکنہ ملحق بہذہ الاربعۃ فکذلک آثار الصحابۃ علی تقدیر کونہا حجۃ ملحقۃ بالسنۃ فلا یقدح فی انحصار الاصول فی الاربعۃ ولا فی کون مرجع الکل الی حضرۃ الرسالۃ **قولہ** فشرعہ وما شرعہ وسنتہ ہو سنۃ لا یضاف الیہ قول غیرہ وفعلہ اذا وردت سنۃ **اقول** نعم اذا وردت سنۃ بشیئ ووقع فعل غیرہ او قولہ مخالفا لہ لا یعتبر الا السنۃ واما اذا لم یرد المخالفۃ یعتبر من حیث الحاقہ بہ وہذا کما ان الحدیث المرفوع اذا خالف القرآن وکان خبر آحاد لا یعتبر بہ **قولہ** بل لا یضاف الیہ الا بدلیل **اقول** الدلیل فی ما نحن فیہ قائم **قولہ** ولہذا کان الصحابۃ الخ **اقول** ہذا عین الدلیل علی ان آراء الصحابۃ وافعالہم ملحقۃ بالسنۃ والاستناد بہا لیس الا من حیث استنادہا الی حضرۃ الرسالۃ فان وقعت مخالفۃ للسنۃ الثابتۃ لا یعتبر بہا **قولہ** فان کل ما خالف سنتہ فہو شرع منسوخ مبدل **اقول** نعم کذلک ولا یلزم منہ ان یکون ما یوافق شرعہ وما لم یرد فیہ سنۃ مرفوعۃ صریحۃ لا موافقۃ ولا مخالفۃ کذلک **قولہ** لکن المجتہدون الخ **اقول** کذلک جمیع الصحابۃ خصوصا الخلفاء والعبادلۃ وامثالہم ان قالوا او فعلوا بآرائہم وعلم بوجہ آخر خطأہم فخطاؤہم مغفور وتعبہ ماجور وان لم یظہر خطاؤہم یستندا بآثارہم **قلت** فی الکلام المبرور اورزرقانی شرح مواہب بین لکھتی ہین فی الشفا من نافع کان ابن عمر یسلم علی القبر رأیتہ مائۃ مرۃ واکثر یاتی ویقول السلام علی النبی السلام علی ابی بکر

السلام علی ابی وظاهره ان هذا کان دابه وان لم یسافر لانه لم یسافر اکثر من مائة مرة فحدث نافع تارة
عن حاله اذا من سفر تارة عن حاله بدون السفر **اقول** فی المذهب الماثور اولا تو یهه روایت بلا اسناد هی
پس قابل اعتبار نهین ثانیا یهه روایت مطلقه حمل کیجاویگی مقید پر بدلیل روایت صحیحه کے جنمین لفظ
اذا قدم من سفر کا آیا هی اور بدلیل اسکے که امام مالک نی اون لوگونکی به نسبت جو نه سفر سی آتی تهے
اور نه سفر کا اراده رکهتی تهے اور حضرت کی قبر پر وقوف کرکی سلام کرتی تهی فرمایا لم یبلغنی هذا عن اهل
الفقه ببلدنا ولن یصلح آخر هذه الامة الا ما صلح اولها ولم یبلغنی عن اول هذه الامة وصدرها انهم کانوا
یفعلون ذلک ویکره الا لمن جاء من سفر او اراده اور صارم سی باب اول مین منقول هوا که ابن عمر رض
سی جو تسلیم وا تیان قبر منقول هی تو وه سفر سی قدوم کی وقت هی نه مطلقا ثالثا اگر بالفرض
بدون سفر هی ابن عمر رض سی ثابت هو تو بهی زیارت کا سنت موکده هونا اس سی لازم نهین آتا هے
اقول صرف اس اثر سی یهه غرض نهین که سنت موکده هونا اس سی ثابت هوتا هی تا عدم ثبوت
سنیت سی اس اثر سی کچه ضرر پهونچی بلکه غرض اس اثر وغیره سی یهه هی که مجموع آثار سی اسقدر
ثابت هوتا هی که زیارت قبر نبوی زمانه سلف مین شائع تهی اور اس اثر کی بلا سند هونیسی اگر یهه غرض
هی که آپکو اسکی سند معلوم نهین تو کچه حرج نهین اگر یهه غرض هی که واقع مین اسکی سند نهین
تو صحیح نهین حواشی شفا مسماة به المدد والفیاض بنور شفاء عیاض مین به نسبت اس اثر کی مرقوم هی
رواه البیهقی وغیره اور اس روایت کو مطلق سمجهنا اور اوسکو مقید پر حمل کرنا موجب عجب هی هوسکتا
سی که یهه روایت مطلقه نهین هی بلکه مقیده هی جیسا که روایت سابقه مقیده هی هان اگر روایت
مطلق زیارت کی بدون ذکر مائة مرة اور اکثر کی هوتی البته روایت مقیده بالسفر پر محمول هوسکتی
اسیوجه سی علماء اس روایت کی حمل سی روایت سابقه پر انکار کرتی هین جیسا که زرقانی لکهتی هین
وظاهره ان هذا کان دابه وان لم یسافر لانه لم یسافر اکثر من مائة مرة فحدث نافع تارة عن حاله اذا

قدم من سفر وتارة عن حاله بدون سفر فلا یحل علیه انتهی اور امام مالک کا قول سد الذریعة و
انکار التکثیر الزیارة واقع ہوا ہی اور یہہ مسئلہ علحدہ مختلف فیہا ہی کہ اکثار زیارت اہل مدینہ کے
واسطے مستحب ہی یا نہیں ایک جماعت ائمہ کی قائل استحباب ہی اور امام مالک کی یہہ راے ہی کہ مکروہ
ہی سمہودی وفاء الوفا میں لکھتے ہین فی کتاب الجامع من البیان لابن رشد شرح العتبیة بلفظہ
وسئل یعنی مالک عن المار بقبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتری ان یسلم کلما مر بہ قال نعم اری ذلک علیه
ان یسلم کلما مر بہ وقد اکثر الناس من ذلک فاما اذا لم یمر بہ فلا اری ذلک وذکر حدیث اللہم لا تجعل
قبری وثنا قال وسئل عن الغریب یاتی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کل یوم فقال ما ہذا من الامر
ولکن اذا خرج قال ابن رشد المعنی فی ہذا انه یلزمه ان یسلم علیه کلما مر بہ متی ما مر ولیس علیه ان
یمر یسلم علیه الا للوداع عند الخروج ویکرہ له ان یکثر المرور بہ والسلام علیه والاتیان کل یوم الیه
لئلا یجعل القبر بفعله ذلک کالمسجد الذی یوتی کل یوم للصلوة فیه وقال عیاض فی الشفا قال
مالک فی کتاب محمد ویسلم علی النبی صلی اللہ علیه وسلم اذا دخل وخرج یعنی فی المدینة وفی ما بین
ذلک وقال مالک فی المبسوط ولیس یلزم من دخل المسجد وخرج منه من اہل المدینة الوقوف
بالقبر وانما ذلک للغرباء وقال فیه ایضا لا باس لمن قدم من سفر وخرج الی سفر ان یقف عند
قبر النبی صلی اللہ علیه وسلم فیصلی علیه ویدعو له ولابی بکر وعمر فقیل له فان ناسا من اہل المدینة
لا یقدمون من سفر ولا یریدونه ویفعلون ذلک فی الیوم مرة او اکثر وربما وقفوا فی الجمعة او فی
الایام المرة او المرتین او اکثر عند القبر فیسلمون ویدعون ساعة فقال لم یبلغنی ہذا عن احد من اہل
الفقه ببلدنا وترکه واسع ویکرہ الا لمن جاء من سفر او اراده قال الباجی ففرق بین اہل المدینة
والغرباء لانهم تصدوا لذلک واہل المدینة یقیمون بہا لم یقصدوہا من اجل القبر والتسلیم قال ابن لبابة
والملخص من مذہب مالک ان الزیارة قربة ولکن علی عادته فی سد الذرائع یکرہ منها الاکثار

الذی قد یفضی محذورا ما لائمۃ الثلثۃ یقولون باستحبابہا واستحباب الاکثار منہا لان الاکثار من الخیر
خیر وقال النووی فی زیارۃ القبور ویستحب الاکثار من الزیارۃ وان یکثر الوقوف عند قبور اہل الخیر
والفضل وسبق فی الفصل العشرین من الباب الرابع قول عبداللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب
فی جزء ہدم جدار الحجرۃ کنت اخرج کل لیلۃ من آخر اللیل فابدأ بقبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاسلم
علیہ ثم اتی مصلای فاجلس فیہ حتی اصلی الصبح وروی ابن زبالۃ عن عبدالعزیز بن محمد قال رأیت
رجلا من اہل المدینۃ یقال لہ محمد بن کیسان یاتی اذا صلی العصر من یوم الجمعۃ ونحن جلوس مع
ربیعۃ بن ابی عبدالرحمن فیقوم عند القبر فیسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویدعو حتی لمسی فقال
جلساؤہ انظروا الی ما یصنع ہذا فیقول دعوہ فانما للمرء ما نوی وقال ابن عبدالحکم سمعت الشافعی
یقول قال ابن عجلان لبعض الامراء انک تطیل ثیابک وتطیل الخطبۃ وتکثر المجی الی قبر النبی صلعم
فقال لہ اما طول ثیابی فانی اعلمہا واما کثرۃ المجی الی قبرہ علیہ الصلوۃ والسلام فلو کان فیہ
العجلان ما اتیتہ انتہی **قلت** فی الکلام المبسوط اور شفاء الاسقام فی زیارۃ خیر الانام کی باب
ثالث مین مرقوم ہی ممن روی السفر الی زیارتہ علیہ الصلوۃ والسلام عنہ بلال بن رباح
قال فی المذہب الماثور صارم منکی مین ہی والجواب ان یقال الخ **اقول** اسمقام پر چند ابحاث
ہین **بحث اول** یہہ کہ قصہ رحیل بلالؓ کو ایک جماعت محدثین ومورخین کی اپنی تصانیف مین نقل
کرتی ہی اور ایک جماعت اوسکی سند کی محتج بہ ہونیکی قائل ہی منجملہ اونکی شیخ الاسلام ابوعبداللہ
ذہبی ہین تاریخ الاسلام مین لکہتی ہین وروی سلیمان بن بلال عن ابی الدرداء عن ام الدرداء قال لما دخل
عمر الشام سأل بلالا ان یقره بالشام ففعل قال وآخی ابو رویحۃ الذی آخی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم بینہ وبینی قال نعم فنزل داریا فی خولان فاقبل ہو واخوہ الی قوم من خولان فقالا انا
اتیناکم خاطبین وکنا کافرین فہدانا اللہ ونحن مملوکین فاعتقنا اللہ وفقیرین فاغنانا اللہ فان تزوجونا

بحث تعلق قصہ رحیل بلال رضی اللہ عنہ من دمشق الی داریا من خولان وبیان صحتہ

فالحمد لله وان ترددونا فلا حول ولا قوة الا بالله فزوجوهما ثم رآى بلال النبى صلى الله عليه وسلم
يقول له ما هذه الجفوة اما آن لك ان تزورنى فانتبه وركب راحلته حتى اتى المدينة فذكر انه قد اذن
بها فارتجت المدينة فما روى يوم اكثر باكيا بالمدينة من ذلك اليوم انتهى اور منجملہ انکے ابو القاسم
ابن عساکر اور عبد الغنى مقدسى صاحب كمال فى اسماء الرجال اور ابو الحجاج مزى مولف تهذيب الكمال
ہين جيسا كه تقى سبكى شفاء الاسقام مين لكهتے ہين وممن روى عنه السفر الى زيارته صلى الله عليه
وسلم بلال بن رباح معونون رسول الله سافر من الشام الى المدينة لزيارة قبره رونينا ذلك
باسناد جيد وممن ذكره الحافظ ابو القاسم بن عساكر وذكره الحافظ ابو محمد عبد الغنى المقدسى فى الكمال
فى ترجمة بلال فقال ولم يؤذن لاحد بعد النبى صلى الله عليه وسلم فى ما روى الا مرة واحدة
فى قدمة قدمها الى المدينة لزيارة قبره وقيل انه اذن لابى بكر فى خلافته وممن ذكر ذلك الحافظ
ابو الحجاج المزى ابقاه الله انتهى بعد اسكى سبكى فى سند ابن عساكر مع روايت تمام قصه كى ذكر كى
جيسا كه سابقا منقول هو چكى اور تحفة الزوار الى قبر النبى المختار مين اس قصه كو ذكر كر كى بسند
جيد كا حكم ديا اور ابن حجر مكى هيتمى نے جوہر منظم فى زيارة قبر النبى المكرم مين لكها وجاء بسند جيد ان
بلالا استدر حلة من الشام الى زيارة رسول الله وفى رواية ان ذلك لرويته له صلى الله عليه وسلم
قائلا له ما هذه الجفوة يا بلال اما آن لك ان تزورنى فاتى قبر النبى صلى الله عليه وسلم وجعل يبكى ويمرغ
وجهه عليه وكان ذلك فى خلافة عمر والصحابة متوافرون ولم ينكر منهم احد عليه هذه القضية التى
لا تخفى عليهم انتهى اور يهى دوسرى مقام پر ترقيم كيا وعلى ما وجهنا به ما مر عن ابن عمر اى غلبته
حال ووجد تحمل ما جاء عن غيره ايضا كما جاء بسند جيد ان بلالا لما زار النبى صلى الله عليه وسلم
الشام للمنام السابق ذكره جعل يبكى ويمرغ وجهه على القبر انتهى اور سمهودى فى وفاء الوفاء
باخبار دار المصطفى مين لكها ممن سافر الى زيارة قبر النبى صلى الله عليه وسلم بلال بن رباح

کما رواہ ابن عساکر بسند جید انتہی بحث دوم یہہ کہ عبارت صارم کی جو آپنی ذکر کی وہ کمن
فیہ ہین چندان مضر نہین ہی اسوجہ سی کہ اونہون نی اس قصہ کی رواۃ مین جرح کی چند وجوہ سی
ایک یہہ کہ اس روایت کی ساتہہ متفرد ہی محمد بن الفیض غسانی عن ابراہیم بن محمد بن سلیمان عن ابیہ
محمد بن سلیمان بن بلال عن جدہ سلیمان بن بلال بن ابی الدرداء عن ام الدرداء عن ابی الدرداء
اور ابراہیم بن محمد شیخ غیر معروف بالثقۃ والامانۃ ہی اور نہ معروف بالضبط والعدالت ہی بلکہ وہ
مجہول غیر معروف بالنقل وغیر مشہور بالروایۃ ہی دوسری یہہ کہ محمد بن فیض اسکی ساتہہ متفرد ہی
کوئی اوسکا متابع نہین ہی تیسری یہہ کہ محمد بن سلیمان قلیل الحدیث ہی لم یشتہر من حالہ ما یوجب قبول
اخبارہ چوتھی یہہ کہ سلیمان بن بلال رجل غیر معروف اور غیر مشتہر بکمل العلم ہی لیکن پر ظاہر ہی کہ
کلام اوسکا بعض رواۃ کی حق مین غیر مسلم ہی لسان المیزان مین مرقوم ہی ثم ذکر ابن عساکر محمد
بن سلیمان بن بلال بن ابی الدرداء الانصاری من اہل دمشق فقال روی عن ابیہ وامہ وابن ابی مریم
صالح وسعید بن عبد العزیز وروی عنہ ابراہیم ابنہ وسلیمان وعبد الرحمن بن ہشام بن عمار وابو حسان
الزیادی وکنیتہ ابو سلیمان ذکرہ البخاری فقال سمع عن ابیہ عن جدتہا وذکرہ ابن ابی حاتم فقال الحدیثہ
باس انتہی اور بر تقدیر تسلیم اونکی جمیع کلمات کی اور ثبوت ضعف جمیع رواۃ کی اوس سی موضوع
ہونا اس قصہ کا لازم نہین کیونکہ ضعف رواۃ کا یا جہالت رواۃ کی یا تفرد ضعیف کا یا تفرد متہم
بالکذب کا یا متروک ہونا رواۃ کا یا منکر ہونا کسی روایت کا وامثال ذلک مستلزم وضع نہین سخاوی
فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث مین لکھتے ہین والموقع لہ ای ابن الجوزی فی ذلک ای الحکم بالوضع
استنادہ فی غالبہ بضعف راویہ الذی رمی بالکذب مثلا غافلا عن مجیئہ من وجہ آخر وربما یکون
اعتمادہ فی التفرد قول غیرہ ممن یکون کلامہ فیہ محمولا علی النسبی ہذا مع ان مجرد تفرد الکذاب بل
الوضاع ولو کان بعد الاستقصاء فی التفتیش من حافظ متبحر تام الاستقراء غیر مستلزم لذلک

بل لابد معه من انضمام شئی مما سیاتی ولذا کان الحکم من المتاخرین عسیر احدا وللنظر فیه مجال خلاف
الائمة المتقدمین الذی منحهم الله التبحر فی علم الحدیث والتوسع فی حفظه کشعبة والقطان وابن مهدی
ونحوهم واصحابهم مثل احمد وابن المدینی وابن معین وابن راهویه وطائفة ثم اصحابهم مثل البخاری
ومسلم وابی داؤد والترمذی والنسائی وهکذا الی زمن الدارقطنی والبیهقی ولم یجئ بعدهم مساوهم
ولا مقارب افاده العلائی وقال فتی وجدنا فی کلام احد من المتقدمین الحکم بکان معتمد الما
اعطاهم الله من الحفظ الغزیر وان اختلف النقل عنهم عدل الی الترجیح انتهی وفی جزمه باعتمادهم
فی جمیع ما حکموا به من ذلک توقف انتهی اور بھی دوسری مقام پر لکھتے ہین یقع فی کلامهم المطرح
وهو غیر الموضوع جزما وقد اثبته الذهبی نوعا مستقلا وعرفه بانه ما نزل عن الضعف وارتفع عن المصنوع
قال شیخنا وهو المتروک فی التحقیق یعنی الذی زاده فی النخبة وعرفه بالمتهم راویه بالکذب انتهی اور
جلال الدین سیوطی وجزیرین باب الاطعمه مین لکھتے ہین المنکر نوع آخر غیر الموضوع وهو من
اقسام الضعیف انتهی اور باب المناقب مین لکھتی ہین المنکر من قسم الضعیف وهو محتمل
فی الفضائل انتهی اور ابن عراق تنزیه الشریعه مین کتاب التوحید کی فصل دوم مین لکھتی ہین
قال الزرکشی فی نکته علی ابن الصلاح بین قولنا موضوع وقولنا لا یصح بون کبیر فان الاول
اثبات الکذب والاختلاق والثانی اخبار عن عدم الثبوت ولا یلزم منه اثبات العدم وهذا
یجئ فی کل حدیث قال فیه ابن الجوزی لا یصح نحوه قلت وکان نکته تعبیره بذلک حیث عبر به آ
لم یلح له فی الحدیث قرینة تدل علی انه موضوع غایة الامر انه احتمل عنده ان یکون موضوعا لانه
من طریق متروک او کذاب وهذا انما یتم عند تفرد الکذاب والمتهم علی ان الحافظ ابن حجر خص هذا فی
النخبة باسم المتروک ولم ینظمه فی سلک الموضوع وستعرف فی الاحادیث المتعقبة علی ابن الجوزی
ان کثیرا منها لم تنفرد رواتها انتهی اور رہی کتاب السنة کی فصل اول مین لکھتے ہین

قال ابن عدی بعدان ذکر لجعفر بن جسر عدة احادیث ولجعفر مناکیر سوی ماذکرت ونحن من قبل ابیہ
وکان ابن الجوزی اعتمد علی کلام العقیلی فظن انہ وضعہ فانہ قال فی حفظ اضطراب شدید کان یذہب
الی القدر وحدث بمناکیر وساق لہ ہذا الحدیث ثم قال ہذا حدیث منکر انتہی وہذا لا یقتضی الحکم بالوضع
اور یہی کتاب الصلوٰۃ کی فصل دوم مین لکھتے ہین لا یلزم من کون الحدیث منکرا ان یکون موضوعا
انتہی اور کتاب الجہاد کی فصل سوم مین لکھتے ہین قلت لا یلزم من کون الحدیث منکرا ان یکون موضوعا
انتہی اور عبدالوہاب شعرانی میزان کبری مین لکھتے ہین فقہاء بان ذلک ابلیس [illegible] حدیث کل
من تکلم الناس فیہ لمجرد الکلام فربما یکون قد توبع علیہ وظہرت شواہدہ وکان الاصل والغالب ترک
ما انفرد بہ وخالف فیہ الثقات ولم نظفر لہ بشواہد ولو اننا فتحنا باب الترک لحدیث کل او اکثر من تکلم بعض الناس
فیہ لمجرد الکلام لذہب معظم احکام الشریعة انتہی بحث سوم بر تقدیر ثبوت ضعف سند اس قصہ کے
اس مقام پر کچھ ضرر نہین اسوجہ سی کہ استشہاد وساتھہ اسکی کسی حکم کی اثبات کی واسطی نہین کیا گیا ہی
تا اوسمین ضعف سند قادح ہووی بلکہ واسطی اثبات وجوب فعل زیارت کی بعض صحابہ سی استشہاد
کیا گیا ہی اور ایسی مباحث مین حدیث ضعیف بہی کافی ہوتی ہی ضرورت اثبات شرائط صحت وحسن
مصطلحین کی نہین ہوتی ہی علی جلبی انسان العیون فی سیرة النبی المامون مین لکھتے ہین لا یخفی
ان السیر تجمع الصحیح والسقیم والضعیف والبلاغ والمرسل والمنقطع والمعضل دون الموضوع وقد قال
الامام احمد وغیرہ من الائمة اذا رویانا فی الحلال والحرام شددنا واذا رویانا فی الفضائل ونحوہا تساہلنا
انتہی اور ابن سید الناس عیون الاثر فی فنون المغازی والسیر مین لکھتے ہین ثم غالب ما یروی محمد
بن اسحق عن الکلبی الضاب واخبار من احوال الناس وایام العرب وسیرہم ویجری مجری ذلک مما
سمح کثیر من الناس فی حملہ عمن لا یحمل عنہ الاحکام وممن حکی عنہ الترخیص فی ذلک الامام احمد انتہی اور
ملا علی قاری رسالہ الحظ الاوفر فی الحج الاکبر مین لکھتے ہین الحدیث الضعیف معتبر فی فضائل الاعمال

حاشیہ
جناب علی کی حدیث
مصنف فضائل الاعمال
دیوبند کے نزدیک

عند جمیع العلماء من ارباب الکمال انتہی اور زرین عراقی شرح الفیۃ الحدیث مین لکھتے ہین لما غیر الموضوع
فجوزوا التساہل فی اسانیدہ وروایتہ من غیر بیان ضعفہ اذا کان فی غیر الاحکام والعقائد فی الترغیب
والترہیب من المواعظ والقصص وفضائل الاعمال ونحوہا انتہی اور تقریب مین نووی لکھتے ہین
یجوز عند اہل الحدیث التساہل فی الاسانید الضعیفۃ وروایۃ ماسوی الموضوع من الضعیف والعمل بہ
من غیر بیان ضعفہ فی غیر صفات اللہ والاحکام انتہی بحث چہارم کتاب الموضوعات ملا علی قاری
کی جو آپنی عبارت نقل کی کہ جسمین ذیل سی موضوع ہونا فقہ رحیل ہلال کا مذکور ہی ماخن فیہ مین
جب قابل اعتبار ہی کہ دلیل وضع کی قائم ہووی ورنہ نہ کیونکہ اوپر معلوم ہوا کہ تفرد
بعض رواۃ یا جرح رواۃ یا منکریت وغیرہ مستلزم وضع نہین ہی علاوہ ازین آپنی منیۃ متعلقہ
صفحہ ۳۳۳ مین یہہ ارشاد کیا ہی کہ اس زمانہ مین کسی حدیث کو صرف باعتبار اسناد کی صحیح یا حسن
نہین کہہ سکتی ہین بلکہ مدار صحیح وحسن کا تصریح ائمہ حدیث پر ہی اور اس امر کی اثبات کی واسطی
عبارت مقدمہ ابن الصلاح کی ساتہہ استناد کیا ہی ہر چند کہ مذہب ابن صلاح کا اس باب مین
مقدوح ومجروح ہی جیسا کہ عنقریب انشاء اللہ ذکر آتا ہی لیکن چونکہ آپنی اوسیکو مختار فرمایا ہی
بناء علیہ کہا جاتا ہی کہ جسطرحسی ابن صلاح کی نزدیک ازمنۂ متاخرین بدون تصریح ائمۂ متقدمین
کی کسی حدیث پر حکم صحت یا حسن کا نہین ہوسکتا ہی اسیطرحسی کسی حدیث پر حکم ضعف یا وضع کا بھی
بمجرد قدح رواۃ وضعف اسناد وبدون تصریح متقدمین نہین ہوسکتا ہی جیسا کہ سیوطی فی تدریب الراوی
شرح تقریب النواوی مین لکھا ہی فالحاصل ان ابن الصلاح سد باب التصحیح والتحسین والتضعیف
علی اہل ہذہ الازمان لضعف اہلیتہم وان لم یوافق علی الاول ولاشک ان الحکم بالوضع اولی
من المنع قطعا الا حیث لا یخفی انتہی پس بنا علی ہذا حکم وضع کا صاحب ذیل وغیرہ متاخرین سی
بدون تصریح ائمہ متقدمین کی کیونکر مقبول ہوسکتا ہی فلعلکم ستہتم ما کتبتم فی المنیۃ او صفحتم انظر

عنہ ہنا للمغالطہ **بحث پنجم** حدیث سنن ابی داؤد کی جو آپنی نقل کی جسکا مفاد یہ ہی کہ بعد رحلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلال نے قصد شام کا کیا اور حضرت ابوبکر رضی نی ارشاد کیا کہ تم میری پاس قیام کرو اوسکی جواب مین بلال نے کہا ای ابوبکر اگر تمنی اللہ جلشانہ کیواسطی مجکو آزاد کیا ہی تو مجکو چھوڑ دو اور اگر اپنی نفس کیواسطی آزاد کیا ہی تو مجکو رد کو تب ابوبکر رضی نی اجازت دی اور بلال نی شام کی طرف رحلت کی اور وہین وہ مقیم رہی یہانتک کہ انتقال کرگئی اس مقام پر کیا مفید ہی اسوجہ سی کہ اسمین کہین تصریح اس امر کی نہین ہی کہ کبھی بلال نے شام سی سفر نہین کیا البتہ یہہ روایت اوس قصہ مشہورہ کی ابطال کیواسطی مفید ہی جسمین یہہ ہی کہ بلال نی جب زیارت نبوی کی واسطی آئی بحکم حسنین رضی اذان کہی اور اوسیوقت اونکو غش آگیا اور اوسی حالت مین انتقال فرمایا **قلت** فی منہیۃ الکلام المبرور اس سی یعنی قصہ بلال سی جواز سفر واسطی زیارت نبویہ کی ثابت ہی اور یہی مذہب جمہور ارباب تحقیق کا ہی الخ **قال** فی المذہب الماثور اثر رحیل بلال کا قابل احتجاج نہونا اور مطلوب پر نہ دلالت کرنا عبارات منقولہ سی ظاہر ہوا اور یہہ دعوی کہ یہی مذہب جمہور ارباب تحقیق کا ہی مطالب بنقل العبارات ہی علماء بغداد نی حرمت سفر زیارت قبور کا فتوی دیا ہی صارم مین مرقوم ہی وقد زعم ہذا المعترض ایضا الخ **اقول** اس مقام پر چند امور قابل التفات ہین **اول** یہہ کہ اثر رحیل کے قابل احتجاج نہونا جو آپنی مذکور کیا اوسکا حال معلوم ہوچکا **دوم** یہہ کہ اوسکا مطلوب پر دلالت نہ کرنا جیسا کہ صاحب صارم نی لکہا ولو کان ثابتا لم یکن فیہ حجۃ علی محل النزاع فان الذی فیہ ان بلالا رکب وقصد المدینۃ وقاصد المدینۃ قد یقصد المسجد وقد یقصد القبر وقد یقصد ہما جمیعا ولیس فی الخبر انہ قصد مجرد القبر انتہی مخدوش ہی فان من نظر عبارۃ قصۃ بلال علم انہ لم یسافر الا بقصد الزیارۃ ولم یکن مقصودہ من الرکوب الی المدینۃ والدخول فیہا بعد رویۃ النبی صلعم

فی المنام وقولہ لہ ماہذہ الجفوۃ یا بلال اما آن لک ان تزورنی الا الزیارۃ ومجرد الاحتمال لایکفی
لابطال الاستدلال سوم یہہ کہ عبارات دالہ اس امر پر کہ جواز شد رحال الی القبور تعدد الزیارۃ
مذہب جمہور ارباب تحقیق ہی بلکہ یہی مذہب جمہور علمای امت محمدیہ ہی بلکہ یہی صحیح وصواب ہی
اور مخالف اسکا خطا وغلط ہی سابقا مذکور ہوچکین بنظر انصاف اونکو ملاحظہ کیجئی اور اپنا
اعادہ نفرمائی چہارم یہہ کہ جن علمار نی حرمت شد رحال الی القبور کا باستناد احادیث
میاہی سابقا معلوم ہوچکا کہ کوئی استناد اونکا خالی خدشات سی نہین ہی
فی جواس باب مین موافقت ابن تیمیہ کی کی اونکا نام وحال معلوم کرنا مستند کیواسطی ضرور نہین
نہین کہ وہ مفتین علمای معتمدین سی تھی یا نہ تھی اور بر تقدیر اسکی کہ وہ معتمدین سی ہون اور اونکا فتوی
لائق اعتبار ہو اونکی فتوی دینی سی ہمارا کیا ضرر ہی اولا تو اسوجہ سی کہ جسطرح اقوال ابن تیمیہ
پر جمہور علمار خدشات کرگئی ہین وہ ہی خدشات اونکی موافقین پر بہی اگرچہ لاکھہ دو لاکھہ ہون
قائم کئی جاوینگی ثانیا اسوجہ سی کہ علمار بغداد کا فتوی حرمت کا دینا منافی اسکی نہین ہی کہ قول
جواز مذہب جمہور ارباب تحقیق ہی **قال** اور ایک جماعت اہل تحقیق کی حرمت سفر زیارت
قبور کیطرف گئی ہی جیسی امام مالک وقاضی عیاض وابو محمد جوینی وقاضی حسین وابن بطہ
وابن تیمیہ وابن القیم وابن عقیل وابن عبد الہادی وجمہور قدمار شافعیہ وحنابلہ بلکہ جمہور علمار
کا بہی یہی قول ہی اور ائمہ ثلثہ سی اسکا خلاف منقول نہین **اقول** نہ یہہ قول جمہور کا ہی نہ
قدمار شافعیہ وحنابلہ کا ہی اور نہ یہہ قول امام مالک کا ہی اور نہ اسپر اجماع سکوتی ائمہ ثلثہ کا ہی
بلکہ جمہور علمار کی نزدیک یہہ قول مردود ہی جیسا کہ ان سب امور کی تحقیق مفصلا سابقا مذکور ہوچکی
باقی عبارات صارم کی جو اپنی نقل کین وہ بہی اگرچہ تحقیقات سابقہ سی مثل غبار منتشر کی ہوگئین
لیکن بنظر شعر اعد ذکر نعمان لنا ان ذکرہ ہو المسک ما کررتہ تتضوع اسمقام پر جواب

جواب عبارات صارم

اونکا قولا بقول دینا مناسب معلوم ہوتا ہی اما قولہ قد صرح مالک وغیرہ بان من نذر السفر
الی المدینۃ الکان مقصودہ الصلوۃ والسلام فی مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفی بنذرہ وان کان
مقصودہ مجرد زیارۃ القبر من غیر صلوۃ فی المسجد لم یف بنذرہ لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
لا تعمل المطی الا الی ثلثۃ مساجد والمسئلۃ ذکرہا اسمعیل بن اسحق فی المبسوط ومعناہ فی المدونۃ والجلاب
وغیرہا من کتب اصحاب مالک ففیہ انہ لیس نصا فی حرمۃ شد الرحال الی قبر الرسول فضلا عن حرمۃ
شد الرحال الی غیرہ لقصد الزیارۃ بوجہین احدہما ان المذکور فی المبسوط ہو انہ سئل مالک عمن نذر ان
یاتی قبر النبی فقال ان کان اراد مسجد الرسول فلیاتہ ولیصل فیہ وان کان اراد القبر فلا یفعل الا ان یکون
الذی جاء لاجلہ المطی الا الی ثلثۃ مساجد وہذا صریح فی ان سائلا سأل مالکا عمن نذر ان یاتی
قبر النبی اجاب عنہ بخلاف الظاہر انہ منع من قصد القبر نفسہ وہو خارج عن محل النزاع فان النزاع انما ہو فی زیارۃ
القبر والسفر الیہ بقصد الزیارۃ لا بقصد نفس القبر فان اتیان القبر قد یقصد بہ زیارۃ من فیہ
وہو الذی حکم الجمہور بکونہ قربۃ وکون السفر الیہ قربۃ وہو الذی یقصدہ الناس غالبا وقد یقصد بہ
نفس المکان لشرفہ وہذا لا یقول احد بانہ قربۃ الا فی ما تشہد بہ الشرع وثانیہما بعد تسلیم ان مراد
مالک المنع من الاتیان بقصد الزیارۃ ان یقال غایۃ ما یدل علیہ کلام مالک ہو عدم لزوم نذر
السفر الی القبر ولیس ان کل ما لا یلزم بالنذر فہو لیس بقربۃ کما سیاتی ذکرہ ان شاء اللہ تعالی وقولہ
وہذا الذی قالہ مالک ما علمت احدا من ائمۃ المسلمین قال بخلافہ بل کلامہم یدل علی موافقتہ مردود
بان ما قالہ مالک لا یدل علی الکراہۃ ایضا فضلا عن الحرمۃ فلا باس بالموافقۃ علی انہ لا بد من ذکر کلام
ائمۃ المسلمین مثل ابی حنیفۃ والشافعی واحمد الدال صریحا علی حرمۃ شد الرحال الی زیارۃ القبور وفجر
دعوی ان کلامہم یدل علی موافقتہ مغالطۃ واضحۃ وقولہ وقد ذکر اصحاب الشافعی واحمد فی السفر
الی زیارۃ القبور قولین التحریم والاباحۃ وقد علمتہم والمتہم قالوا انہ محرم وکذلک اصحاب فیہ انہ

افتراء على الائمة فاى كلام من كلماتهم يدل على الحرمة وفى اى كتاب ذكروا عدم القربة حاشاهم
عن ذلك ونسبته الى قدمائهم افتراء آخر فاى متقدم من قدماء اصحاب الشافعى واحمد صرح بهذا
وابن بطة وابن عقيل الحنبليان والجوينى وقاضى حسين الشافعيان ليسوا من قدمائهم كما لا يخفى
على من ناظر بتراجم العلماء واخبار وفياتهم ونسبته الى اصحاب مالك افتراء ثالث فان ظاهره يدل
على انهم متفقون على ذلك وانى له اثبات ذلك **وقوله** وانما وقع النزاع بين المتاخرين لان قوله
صلى الله عليه وسلم لا تشد الرحال الا الى ثلثة مساجد صيغة خبر ومعناه النهى فيكون حراما وقال بعضهم
ليس نهى وانما معناه انه لا يشرع وليس بواجب ولا مستحب بل مباح فيه ان حصر النزاع بين
المتاخرين يشير الى ان القدماء كلهم متفقون على الحرمة وليس كذلك ولا بد له على ذلك من اقامة
البينة ثم ما وجه به النزاع ليس بصحيح ايضا فان من جوز حمل حديث لا تشد على النهى عن السفر الى مسجد
سوى المساجد الثلثة او على النهى عن السفر الى مكان سواها بقصد نفس البقعة ومن حرم حمله على
اطلاقه فهذا منشأ النزاع لا ما ذكره **وقوله** فى موضع آخر قد تقدم عن مالك وغيره انه اذا نذر
اتيان المدينة ان كان قصده الصلوة فى المسجد وفى بنذره والا لم يف بنذره وهذا قول
جمهور العلماء فيه انه بظاهره صحيح لان جمهور العلماء موافقون لمالك فى ان النذر بزيارة القبر
او بالسفر اليه مما لا يلزم الوفاء به غير صحيح فى مانقله من ان حرمة السفر لقصد الزيارة قول مالك
وجمهور العلماء وفانه افتراء بلا امتراء يكذبه عبارات نقاد العلماء **وقوله** فمن سافر الى مدينة الرسول
او بيت المقدس بقصد زيارة هناك من القبور او آثار الانبياء والصالحين كان سفره محرما عند
مالك والاكثرين وقيل انه سفر مباح ليس بقربة كما قاله طائفة من اصحاب الشافعى واحمد فيه
انه افتراء على مالك والجمهور لا يفيده اعادة امثال هذه الجمل مما لم يصح هذه النسبة بالتحقيق المنور
وقوله وما علمنا احدا من علماء المسلمين المجتهدين الذين تذكر اقوالهم فى مسائل الاجماع ذكر ان ذلك

مستحب فيه انه لا يلزم تصريح كل من الفروع والجزئيات عن الائمة فالعلوم تتزايد يوما فيوما بحسب اختلاف حوادث الامة وقواعدهم تقتضي الجواز فما لم يظهر تصريحهم على خلافه نحكم بالجواز وقوله فدعوى من ادعى ان السفر الى مجرد القبور مستحب باجماع علماء المسلمين كذب ظاهر وكذلك ان ادعى ان هذا قول الائمة الاربعة وجمهور علماء المسلمين فهو كذب بلا ريب فيه انه انما يكون كذبا لو ادعى تصريحهم بذلك واذ ليس فليس نعم قولك وقول شيخك ان الحرمة قول مالك وجمهور العلماء وعليه اجماع الائمة الاربعة وقدماء اصحاب المذاهب المتفرقة ونحو ذلك من الدعاوي العريضة الطويلة كاذبة قطعا وقوله وان قال ان هذا قول بعض المتاخرين امكن ان يصدق في ذلك وهو بعيد ان تعرف صحته فقد نقل قولا مخالفا شاذا مخالفا للاجماع مخالفا للمنصوص الرسول فيه انه ليس مخالفا لنص الرسول ولا اجماع ههنا الا الاجماع التصريحي ولا الاجماع السكوتي كما هو ظاهر لمن له ادنى مرتبة في قواعد الاصول وقوله والقاضي عياض من مالك وجمهور اصحابه يقولون ان السفر الى غير المساجد الثلثة محرم كقبور الانبياء فيه مع كونه متضمنا على الافتراء على مالك وجمهور اصحابه يعلم ان السفر الى مصر والشام وبلاد الهند وغيرها لطلب العلم او للجهاد او زيارة الاحياء ايضا محرم عندهم وقوله فقول عياض ان زيارة قبره صلعم سنة مجمع عليها اراد به الزيارة الشرعية كما ذكره مالك واصحابه من انه يسافر الى مسجده ثم يسلم عليه ويصلي عليه فيه ان هذا ليس بزيارة لقبره في الحقيقة وانما هو امر مشروع عند دخول جميع مساجد الدنيا وعياض انما يقول بفضيلة زيارة القبر لا زيارة المسجد ويستدل عليه ببعض الاحاديث الواردة بلفظ زيارة القبر كحديث من زار قبري وجبت له شفاعتي ومن طالع شفاء عياض علم علما ضروريا ان القاضي بعيد بمراحل عما حمل كلامه عليه هذا الحامل ولعله لم تيسر له الرجوع اليه او لم يحصل له فهم فيه وقوله في موضع آخر لكلموا في شد الرحال لمجرد زيارة القبور فمن مانع لذلك كمالك والجمهور

ومن بیچ لہ کطائفۃ من المتاخرین فیہ انہ مشتمل علے مغالطات مرذکرہا وتعلمی امثال ہذہ الاقاویل
التی ردہا العلماء مرۃ بعد مرۃ لایفید ابن تیمیۃ ولا ابن عبد الہادولا من تبعہ اعادتہا ولو الف مرۃ
ولنا فی ردہا العودۃ بعد عودۃ تنبیہ باب شدرحال مین ابن عبد الہادنی صارم مین کوئی امر
جدید قابل اعتماد نہین تحریر کیا بلکہ اونہین تقریرات ومضامین ابن تیمیہ کاکہ سبکی وغیرہ فضلاء
دین اونکو بارہا مردود کرچکی ہین بعبارات متفرقہ مواضع متشتتہ مین اعادہ کیا اور یہ ظاہر ہی
کہ اعادہ اقوال مخذوشہ کا اگرچہ لاکھہ طور پر کیا جاوی کسیطرح مفید نہین ہوسکتا بنا وعلیہ اونکے
اس قسم کی عبارات کی رد مین تطویل نہین کی گئی شفاء الاسقام ومبرد سبکی ردصارم وغیرہ کتب
نقاد فن حدیث اس باب مین کافی ووافی ہی اعلام کلام مبرد مین بعض اخبار درباب زیارت
قبر نبوی کی واسطے استشہاد اس امر کی کہ یہہ قربت ازمنہ متقدمہ مین شائع تہی نقلا عن شفاء الاسقام
ووفاء الوفاء وغیرہ مذکور ہوئی تہی اوسکی جواب مین آپسی بحر نقل کلام صاحب صارم وغیرہ کہ جسمے
ضعف اونکا ثابت ہوتا ہی اور کچھہ نہوسکا ہر چند کہ وہ مباحث صارم وغیرہ کی متکلم فیہ ہین اور چند
امور اونسی قابل مواخذہ ہین لیکن قطعا لتطویل المسافۃ ودفعا للسآمۃ کہا جاتا ہی کہ اس قسم کے
امور مانحن فیہ مین کچھہ مضر نہین ہین کیونکہ غرض ان اخبار وحکایات سی کسی حکم شرعی کا ثابت کرنا
نہین ہی بلکہ صرف تاسیس واستشہاد مقصود ہی اور وہ حاصل ہی اور نفس زیارت کا قربت
ہونا بدلائل عدیدہ ثابت ہی قال فی القول المنصور علاوہ اسکی صرف مواظبت خلفاء کا مفید
سنت ہونا خلاف تحقیق ہی بدو وجہ وجہ اول یہہ کہ اگر فرض کیجیی کہ ایک فعل ایسا ہی کہ اوسپر
آنحضرت صلعم نی مواظبت نہین کی لیکن اوسکی رغبت دلائی پس وہ فعل لامحالہ مستحب ہوگا
اور بعد آنحضرت ؐ کی خلفاء راشدین نی اوسپر مواظبت کی پس اگر خلفاء کی مواظبت سی سنت
موکدہ ہوجاوی تو ہم پوچھتی ہین کہ آیا استحباب باقی رہا یا منسوخ ہوجائیگا بر تقدیر اول

اجماع متنافیین لازم آتا ہی اور بہ تقدیر ثانی لازم آویگا نسخ اور حدوث دلیل شرعی بعد آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اگر کوئی شبہہ کری کہ صورت مفروضہ مین ناسخ فعل خلفاء راشدین نہین بلکہ
حدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین پس جواب اوسکا یہہ ہی کہ اس بنا پر لازم آتا ہی کہ
اجماع کا ناسخ ہونا بہی درست ہو جاوی کیونکہ اسوقت اجماع ناسخ نہوگا بلکہ وہ آیات واحادیث
جو حجیت اجماع کی دلیل ہین بلکہ چاہیی کہ قیاس کا ناسخ ہونا بہی درست ہو جاوی قلت فی الکلام
المبرد نسخ عبارت ہی تبدیل حکم شرعی سی جو موقت اور موبد نہو بدلیل شرعی اور توقیت حکم کی
تین صورتین ہین اول یہہ کہ توقیت صریح بوقت معین ہو باین طور کہ شارع کہدی کہ یہہ حکم
فلانی سال تک رہیگا اور مثال اس صورت کی احکام شرعیہ مین نادر الوجود ہی دوسری صورت
یہہ ہی کہ حکم شرعی منوط بعلت ظاہرہ ہو اور توقیت حکم تا وجود علت اوسی نص حکم سی مفہوم ہوتے
ہو اس صورت مین جب تک وہ علت موجود رہی گی حکم ثابت رہیگا اور جب مرتفع ہو جائیگی
حکم بہی مرتفع ہو جائیگا اور اسکو اصولیین ساتھہ انتہاء الحکم بانتہاء سببہ تعبیر کرتے ہین اور نسخ سی
اسکو فرق سمجھتی ہین تیسری صورت یہہ ہی کہ توقیت ایک حکم شرعی کی دوسری نص سی
صراحۃً یا دلالۃً معلوم ہو گئی کہ حکم سابق فلانی وقت تک رہیگا اس صورت مین جب وہ وقت
جو دوسری نص سی مفہوم ہی آئیگا حکم نص سابق کا ارتفاع بنص توقیت ہو جائیگا مثال اسکی
حکم جزیہ ہی کہ احادیث سی تقرر اسکا اہل ذمہ پر بلا توقیت ثابت ہی اور نص آخری اسکو موقت
بوقت نزول حضرت عیسی علی نبینا وعلیہ السلام کیا چنانچہ ابو داؤد وغیرہ حدیث نزول عیسی مین
روایت کرتی ہین فیدق الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ اب ہم شق ثانی اختیار کرکی کہہ سکتی
ہین کہ جب خلفاء راشدین ایک فعل مستحب پر مواظبت کرین استحباب اوسکا مرفوع ہو جائیگا نہ اسوجہہ
سی کہ مواظبت صحابہ ناسخ استحباب ہوئی بلکہ اسوجہہ سی کہ حکم استحباب بضم حدیث علیکم بسنتی وسنۃ

الخلفاء الراشدین مقیدتا وقت مواظبت خلفاء تھا اور اس سی اجماع و قیاس کا ناسخ ہونا نہین
لازم آتا کیونکہ اجماع و قیاس قبیل آرا می امت سی ہی اور رای موقت و معرف توقیت نہین
ہوسکتی **قال** سے فی المذہب الماثور اسمین کلام ہی بچند وجوہ اول یہہ کہ توقیت کی صورت اولی
تو مسلم ہی لیکن بصورت ثانیہ و ثالثہ مین نظر ہی ان دونو کو توقیت کسنی کہا ہی **اقول** عبارت
مولوی ولی الدرح کی شرح مسلم الثبوت مین جو کلام مبرور مین واسطی الیضاح صورت ثانیہ کے
لکھی گئے فان قلت الفرق بین انتہاء الحکم بانقطاع موجبہ کانقطاع سہم المولفۃ قلوبہم وبین
النسخ عسیر جدا لان کل نسخ لابد لہ من انتہاء مصلحۃ منوطۃ بالمنسوخ او علۃ موجبۃ فتسمیۃ احدہما
نسخا دون الآخر مجرد اصطلاح قلت لاشبہۃ فی کون الحکم منوطا بمصلحۃ موجبۃ لہ ولکن تلک
المصلحۃ قد تکون بحیث یفہم الفاحص ان الحکم منوط بہا من کلام الشارع فیفہم بقاؤہ ببقائہا
فاذا علم انتفاؤہا یحکم بانقطاع الحکم فہذا من الشرع لا غیر کانقطاع رخصۃ الافطار بالاقامۃ
وانقطاع التکالیف بتناہیہا بالموت وقد یکون بحیث لا یفہم من الخطاب وحی اذا رفعہ کان
نسخا انتہی صاف اس امر پر دال ہے کہ جو حکم منوط بعلت ظاہرہ ہو جیسی سہم مولفۃ القلوب وغیرہ
او سکا ارتفاع بوجہ انعدام علت باعتبار نسخ سی مفترق ہی اور وہ ابتدای سی موقت بوقت
وجود علت ہی اور عبارت سیوطی شرح سنن ابو داؤد مین دال النووی معنی وضع الجزیۃ مع
انہا مشروعۃ فی ہذہ الشریعۃ ان مشروعیتہا مقیدۃ بنزول عیسی لما دل علیہ ہذا الخبر ولیس
عیسی بناسخ لحکم الجزیۃ بل نبینا صلی اللہ علیہ وسلم بہ المبین لغایتہا بقولہ انتہی جو کلام مبرور
مین واسطی الیضاح صورت ثالثہ کی لکھی گئے صاف دال اس امر پر ہی کہ حکم جزیہ شرع
مین مطلق نہین ہی بلکہ مغیا بغایت و موقت بوقت نزول عیسیٰ ہی پس ان دونو صورتونکے
موقت ہونمین نظر کی کیا وجہ ہی اگر یہہ وجہ ہی کہ کسی کتاب مین اسکو بلفظ موقت نہین

ذکر کیا ہی تو کچھہ مضر نہین کیونکہ لفظ موقت کی اطلاق ہونیسی یہہ نہین لازم کہ اس قسم کیصورتین
مطلق مین داخل ہوجاوین اور مورد نسخ ہوسکین باوجودیکہ جو مُصل موقت ہونیکا اور مورد نسخ
نہونیکا ہی وہ پایا جاتا ہی اہل علم کی شان سی بعید ہی کہ اطلاق الفاظ مین منازعت کرین اور
قطع نظر معانی ومناشی کی تصریح الفاظ کی جستجو کرین اور اگر یہہ وجہ ہی کہ موقت حسب تصریح
ائمہ اصول منسوخ نہین ہوتا ہی اور اس قسم کی صورتون پر ورود نسخ ہوتا ہی تو صحیح نہین
ہی اسوجہ سی کہ اگرچہ بعض فقہاء اسپر اطلاق نسخ کا کرتی ہین مگر محققین کی نزدیک ایسی صورتین
نسخ نہین ہی **ثم قال** فی المذہب المأثور دوم یہہ کہ جو حکم منتہی بانتہاء مبہہ ہی اوسکا محل نسخ
ہونا غیر مسلم ہی کیونکہ موقت کی محل نسخ نہونیکی یہہ وجہ ہی کہ اگر نسخ قبل اسوقت کی ہو تو
بدو جہل لازم آتا ہی اور اگر بعد اسوقت کی ہو تو اوسپر اطلاق نسخ نہین کیا جاتا ہی اب حکم
موقت بالتوقیت الثانی مین ہم شق ثانی اختیار کرتے ہین یعنی یہہ کہ نسخ بعد ارتفاع اس
علت کی ہو اور یہہ امر کہ نسخ اوسپر اطلاق نہین کیا جاتا غیر مسلم ہی کیونکہ نسخ کی اطلاق نہ کیی
جانیکی تو وجہ یہہ ہی کہ وہان حکم باقی رہا ہی نہین نسخ کسکا ہوگا بخلاف مانحن فیہ کی کہ یہہ حکم
مطلقا رفع نہین ہوا بلکہ اوسکا سقوط بسبب سقوط سبب کی ہوگیا ہی پس اگر فرض کرو کہ وہ
علت پھر عود کری تو اوسی نص سی وہ حکم لوٹ آویگا مثلا فرض کیا جاوی کہ دنیا مین کوئی شخص
مالک نصاب باقی نرہی تو حکم زکوۃ مرتفع ہوجائیگا کیونکہ اوسکی علت مرتفع ہوگئی لیکن جب کوئی
مالک نصاب ہوجائیگا تو وہی حکم موافق آیات واحادیث فرضیت زکوۃ کی عود کریگا اور شق
اول ہی اختیار کرسکتی ہین کیونکہ جو حکم شرعی منوط بعلت ظاہرہ ہو اگر قبل ارتفاع علت کی
حکم مرتفع کردیا جاوی تو بدو جہل لازم نہین آتا ہی جیسا کہ رخصت افطار منوط ہی ساتھہ اقامت
کی اور تکالیف بتمامہا منوط ہین ساتھہ حیات کی حال آنکہ نسخ رخصت افطار قبل ارتفاع

اقامت وحیات کی بیشک جائز ہی **اقول** یہہ کلام کہ من ادلہ الی آخرہ قیل وقال عقلی پر مبنی ہی
اور کتب شرع سی اسکو کچھہ علاقہ نہین ہی چند وجہ کا مورد ہی **اول** یہہ کہ حکم منتہی بانتہا سببہ وہ
حکم ہی کہ جسکا ثبوت مقید ساتھہ ایک سبب کی ہو اور اوسکی شرعیت کا منشا ایک امر خاص ہو اور مخاطب
واحص اس امر کو نفس نصوص سی سمجھہ لیتا ہو کہ اس حکم کی شرعیت اسی سبب کی ساتھہ مقید ہی اور بر تقدیر
انتفا سبب یہہ حکم مرتفع ہی ایسی حکم کا انتفاء بوقت انتفاء منشا اگرچہ اوسمین نص بھی وارد ہو گئے
ہو محققین علماء کی نزدیک نسخ مین داخل نہین ہی اگر بعض کتب مین اوسپر اطلاق نسخ کا بمعنی عام
یا بمعنی لغوی ہو پس آپکی عدم تسلیم ایسی حکم کی ارتفاع کی نسخ نہونی کی کہ مبنی ایک شبہہ واہیہ
پر ہی لائق اعتبار نہین ہو گی بلکہ فروع مکابرہ سی سمجھی جاویگی سیوطی اتقان فی علوم القرآن مین
لکھتی ہین ما امر بہ بسبب ثم یزول ذلک السبب کالامر حین الضعف والقلۃ بالصبر والصفح ثم نسخ ذلک
بایجاب القتال وہذا فی الحقیقۃ لیس نسخا بل ہو من قسم المنسأ فالمنسأ ہو الامر بالقتال الی ان
یقوی المسلمون وفی حال الضعف یکون الحکم ہو الصبر علی الاذی وبہذا یضعف ما ھج بہ کثیرون من
ان الآیات فی ذلک منسوخۃ بآیۃ السیف ولیس کذلک بل ہی بمعنی المنسأ بمعنی ان کل امر وقتی یجب
امتثالہ فی وقت ما لعلۃ تقتضیہ ثم ینتقل بانتقال تلک العلۃ الی حکم آخر ولیس بنسخ انما النسخ ازالۃ الحکم
حتی لا یجوز امتثالہ انتہی اور عینی شرح ہدایہ مین لکھتے ہین فان قلت لا یجوز النسخ بالاجماع بل
لا یتصور لان حجیۃ الاجماع بعد وفاتہ علیہ السلام فکیف انتسخت الموالفۃ قلوبہم بالاجماع قلت فیہ
اجوبۃ الاول انہ یجوز ان یکون فی ذلک نص علیہ عمر رض الثانی انہ لیس من باب النسخ بل من باب
انتہاء الحکم بانتہاء العلۃ الداعیۃ وقد کانوا یعرفون الداعی الی الحکم فلما زال زال الحکم انتہی **دوم**
یہہ کہ کتب علماء مین یہہ امر کہ سقوط سہم موالفۃ القلوب وامثال ذلک نسخ سی خارج ہی مذکور ہی
جیساکہ عبدالعزیز بخاری تحقیق شرح منتخب حسامی مین لکھتے ہین وکذا تسکم بسقوط نصیب الموالفۃ

قلوبهم لان ذلک لم ینسخ بالاجماع بل هو من قبیل انتهاء الحکم بانتهاء موجبه علی ما عرف انتهی اور ابن ملک
شرح منار مین لکهتے هین قال بعض المعتزلة یجوز النسخ بالاجماع لان المؤلفة قلوبهم سقط تصیبهم من الصدقات
بالاجماع المنعقد فی زمان ابی بکر قلنا ضعیف لانه لم ینسخ بالاجماع بل هو من قبیل انتهاء الحکم بانتهاء علته
انتهی صدر هم یهه که قول آپکا اوسکا محل نسخ نهونا غیر مسلم هی الخ اس سی کیا مراد هی اگر یهه مراد هی
که حکم منتهی بانتهاء سببه کا حالت وجود مین محل نسخ نهونا غیر مسلم هی تو صحیح هے اسوجه سی که جو حکم
منوط بعلت ظاهره هو وه بهی مثل اور احکام کی باوجود بقاء سبب قابل نسخ هی مثلاً سهم
مؤلفة القلوب حالت بقاء سبب مین قابل اس امر کے تهاکه نسخ کر دیا جاتا مگر یهه خارج از بحث هی
کیونکه غرض یهه هی که جو حکم منتهی بانتهاء سببه هی اوسکا ارتفاع بارتفاع سبب نسخ سی خارج هی
اور اگر مراد یهه هی که ارتفاع حکم مرتفع بارتفاع سبب نسخ مین داخل هی تو یهه قطع نظر اسکی که خلاف
تصریح محققین هے فی نفسه بهی باطل هے اسوجه سی که جب وه حکم منوط بعلت ظاهره هوا اور اوسکی
مشروعیت کا ایک سبب خاص ٹهہرا بدوامر سی یهه امر معلوم هوا که جب تک یهه سبب باقی رهیگا
حکم بهی باقی رهیگا اور جب مرفوع هوجائیگا تو مرفوع هوجائیگا پس رفع اوسکا وقت ارتفاع مناط تقریر
حکم سابق کی اور نص سابق کی هی اور حقیقة یهه نسخ نهین هی اولاً اسواسطی که یهه ارتفاع بارتفاع
سبب اوسی نص حکم سی مستفاد هی اور نسخ مین تغایر ناسخ و منسوخ ضرور هی وثانیاً اسواسطی
که یهه امر اوسی وقت سی مستفاد هی جسوقت سی حکم منصوص هی اور نسخ مین تراخی ناسخ ضرور
هی وثالثاً اسواسطی که ارتفاع سبب کبهی بعد زمان نزول وحی کی هوتا هی حال آنکه نسخ بعد زمان
وحی کی نهین هوسکتا هی ورابعاً اسواسطی که نسخ سی حکم مرفوع بالکلیه مرتفع هوجاتا هی اور انتهاء
الحکم بانتهاء سببه سی مطلق ارتفاع نهین لازم آتا هی حتی که اگر سبب عود کریگا تو وهی حکم سابق
بنص سابق عود کریگا وخامساً اسواسطی که نسخ مین منسوخ کی ساتهه امثال نهین جائز هی

اور مانحن فیہ مین بعد ارتفاع کی ہے بروقت عود بسبب امتثال جائز ہی اسیوجہ سی محققین سقوط سہم
مولفۃ القلوب وغیرہ کو نسخ نہین سمجھتے ہین اور اگرچہ دفع اس مولفۃ القلوبہ ایک حکم شرعی ہی لیکن نسخ
مطلق ارتفاع حکم شرعی کا نام نہین ہی بلکہ اوس ارتفاع حکم شرعی کا جو نص متراخی مغایر نص سابق
ہو اور مفید ارتفاع کا مطلقا ہو اور وہ مانحن فیہ مین مفقود ہی آری اوسپر نسخ کا اطلاق کرنا بالمعنی اللغوی
یا بالمعنی عام اصطلاحی درست ہی مگر اسکا کوئی منکر نہین ہی **الغرض** موقت بالمعنی الثانی اور بالمعنی
الثالث پر اگرچہ تا زمان نزول وحی نسخ وارد ہو سکتا ہی لیکن ارتفاع اوسکا بارتفاع سبب
یا ببلوغ وقت نسخ نہین سمجھا جاتا ہی پس فرق ان دونو مین اور موقت اول مین یہہ ہی کہ موقت
اول کا نسخ مطلقا ممکن نہین نہ قبل ببلوغ وقت اور نہ بعد ببلوغ وقت اور ارتفاع اوسکا بعد ببلوغ
وقت داخل نسخ نہین اور موقت بالمعنیین الاخیرین مین حالت بقاء سبب اور قبل ببلوغ وقت مین
تا زمانۂ نزول وحی نسخ وارد ہو سکتا ہی لیکن ارتفاع اوسکا بارتفاع السبب یا ببلوغ الوقت زمانۂ
وحی مین ہو یا بعد اوسکی ہو نسخ سی خارج ہوتا ہی آپ فی بعض کلام مبرور کو ملاحظہ نہین فرمایا اور
مقصود اوسکا کما حقہ ذہن رسا مین نہ آیا ورنہ ایسی تحریر نہ فرماتی اور تقریرات لاطائلہ درج صحیفہ
نہ کرتی **چہارم** یہہ کہ کلام آپکا ہم شق ثانی اختیار کرتے ہین الخ بالکلیہ مقصود سی بیگانہ ہی اسواسطی
کہ موقت بالمعنی الثانی کی ذیل نسخ مذہبی یہہ غرض نہین کہ اوس حکم کا مطلقا نسخ نہین ہو سکتا ہی
تا یہہ ایراد ہو وی کہ بعد ارتفاع بار تفاع سببہ کی بوجہ اسکی کہ حکم مطلقا رفع نہین ہوا اوسپر
نسخ وارد ہو سکتا ہی بلکہ غرض یہہ ہی کہ ارتفاع اوسکا بارتفاع سببہ چونکہ اصل نص سی ثابت ہی
نسخ سی خارج ہی **علاوہ ازین** جب حکم بوجہ ارتفاع سبب کی مرتفع ہو گیا نسخ اوسکا کیونکر ہو سکیگا
کیونکہ نسخ عبارت ازالہ حکم شرعی سی ہے اور ازالہ زائل محال ہے بلکہ ایسی صورت مین اگر کوئی نص
حاکم رفع آویگی اوس سی یا تو تاکید اوسی ارتفاع کی جو نص سابق سی مفہوم ہو چکا ہی ہوگی

یا ممانعت استمال حکم سی زمانۂ آیندہ مین برتقدیر عدم سبب ہوگی یا ابطال سببیت سبب مناط ونحو
ذلک مراد ہوگی وعلی کل تقدیر حقیقۃ وہ نسخ نہوگی **پنجم** یہہ کہ آپکا قول بخلاف ماکن فیہ کہ یہہ حکم
مطلقا رفع نہین ہوا الخ ہماری موید ہی کیونکہ اس سی معلوم ہوتا ہی کہ ارتفاع موقت بالمعنی
الثانی بارتفاع سبب نسخ نہین ہی اسوجہ سی کہ نسخ مین ازالہ حکم کا بالکلیۃ ہوجاتا ہی اور یہہ امر
یہان نہین ہی **ششم** یہہ کہ قول آپکا مثلا فرض کیا جاوی الخ بالکل مقام سی مناسبت نہین
رکھتا ہی اسوجہ سی کہ ماکن فیہ مین سبب شئی منتہی بانتہاء سببہ سی مراد سبب ومنشأ ومناط
شرعیت ہی اور زکوۃ کی شرعیت بمنشأ ملک نصاب نہین ہی بلکہ منشأ شرعیت اوسکا دفع حاجت
فقیر ونحو ذلک ہی اور ملک نصاب شرط وجوب ہی پس برتقدیر عدم مالک نصاب ارتفاع
حکم زکوۃ اسوجہ سی نہین کہ سبب شرعیت اوسکا معدوم ہوگیا بلکہ سبب اوسکا موجود ہی لیکن
چونکہ شرط وجوب کا وجود نہوا حکم مفقود ہوا **ہفتم** یہہ کہ کلام آپکا کہ شق اول ہی اختیار
کرسکتی ہین الخ اسیقدر مثبت ہی کہ نسخ حکم معلول بعلت ظاہرہ قبل ارتفاع علت کی زمانہ
نزول وحی مین ہوسکتا ہی لیکن اسکا کوئی منکر نہین غرض صرف اسیقدر ہی کہ ارتفاع
حکم منوط بعلت ظاہرہ بارتفاع علت نسخ سی خارج ہی **ہشتم** یہہ کہ قول آپکا جیسا کہ رخصت
افطار الخ بہی مقصود سی علٰحدہ ہی اسوجہ سی کہ رخصت افطار اور تکالیف تمامہا جو موقت
تا وقت اقامت وموت ہین اگرچہ منسوخ ہوسکتی ہین مگر ارتفاع رخصت افطار کو بوقت
اقامت وارتفاع تکالیف کو بروقت موت تمام عقلاء نسخ نہین سمجھتی ہین حال آنکہ رفع حکم
شرعی وہان موجود ہی تحقیق مین ذکر شرائط نسخ مین ہی مثل کون الناسخ والمنسوخ حکمین
شرعیین فان العجز والموت یزیلان التعبد الشرعی ولا یسمیان نسخا انتہی **نہم** **قال** فی المذہب المامور
سوم یہہ کہ جو احکام ایسی ہین کہ اونکا منوط بعلت ومصلحت ہونا کلام شارع سی سمجھا جاتا ہی

چاہیی کہ وہ عمل نسخ نہو سکین **اقول** یہہ ایراد بہی مبنی عدم فہم مراد پر ہی **ثم قال** چہارم یہ
کہ سہم مولفۃ القلوب کو اون احکام کی قبیل سی جو متہی بانتہاء سببہ ہین مطلقا سمجہنا غلط ہی کیونکہ
امام ابو حنیفہؒ کی نزدیک منسوخ ہی چنانچہ میزان شعرانی مین موجود ہی ومن ذلک قول ابی حنیفۃ
ان حکم مولفۃ القلوب منسوخ وہو احدی الروایتین عن احمد الخ **اقول** آپ میزان مین لفظ منسوخ
دیکہہ کی بہت خوش ہوئی اور ہمپر ایراد کرنی پر تیار ہوگئی نہ تو اور کتب حنفیہ اصولیہ وفقہیہ
کو دیکہا کہ اونہین سقوط سہم مولفہ کو منسوخ نہین کہا ہی اور بعضون نی اطلاق نسخ کا بالمعنی
العام کیا ہی اور بعضون نی اگرچہ نسخ شرعی کا اطلاق جائز رکہا لیکن جواز اسکا بدلیل قوی
اونسی ثابت نہو سکا اور نہ میزان کو بغور مطالعہ کیا کہ مراد اوسکی منسوخ سی بمعنی عام ہی نہ بمعنی شرعی
اصولی کیونکہ غرض اوسکی اس مقام مین صرف بیان مذاہب ہی سقوط وعدم سقوط مین نہ نسخ وعدم
نسخ اور نہ یہہ خیال کیا کہ بالفرض اگر میزان مین مراد منسوخ سی منسوخ اصطلاحی ہو تو بمقابلہ کتب
ثقات کب اوسکا اعتبار ہوگا اور نہ یہہ لحاظ کیا کہ اگر بالفرض امام ابو حنیفہ کی نزدیک سقوط سہم
مولفہ نسخ بہی ہو تو ہمپر ایراد نہین وارد ہوگا کیونکہ کلام مبرورین مین یہہ دعوی نہین کیا گیا
کہ سہم مولفہ بالاتفاق منسوخ نہین ہی اور نہ یہہ کہا گیا کہ امام کی نزدیک وہ منسوخ نہین ہے
ایسی ایرادات اور مضامین پر آپکی ہمکو کمال تعجب ہوتا ہی اور یہہ معلوم ہوتا ہی کہ آپ طریقۂ
مناظرہ سی بمراحل دور ہین بغرض مکابرہ ومجادلہ تقریرات بی فائدہ فرماتی ہین اگر ایسی ایرادات
کیطرف ہم متوجہ ہون تو ایک لفظ بہی آپکی تحریرات سی نچہوڑین اور اپنی رسائل کی حجم بڑہانیکی
غرض سی جو چاہین لکہدین **ثم قال** فی المذہب الماثور پنجم یہہ کہ صورت ثالثہ مین خود نص دم
جسکو آپ موقت ٹہہراتی ہین ناسخ ہی اسکی تصریح امام نووی نے کی ہی شرح صحیح مسلم مین ہے
واما قولہ ویضع الجزیۃ فالصواب فی معناہ انہ لا یقبلہا ولا یقبل من الکفار الا الاسلام فعلی ہذا قد تقال

هذا خلاف ما هو حکم الشارع الیوم وجوابه ان هذا الحکم لیس مستمرا الی یوم القیامة بل هو مقید بما قبل نزول
عیسیٰ وقد اخبرنا النبی فی هذه الاحادیث بنسخه ولیس عیسیٰ هو الناسخ بل نبینا هو المبین للنسخ فان عیسیٰ
یحکم بشرعنا **اقول** اسمین کلام ہی چند وجوہ سی **اول** یہہ کہ نسخ جیسا کہ کتب اصول مین مشرح ہی
عبارت ازالہ حکم سی ہی صاحب تحقیق لکھتا ہی ہو فی الشریعة عبارة عن رفع الحکم الشرعی بدلیل شرعی
متاخر انتہی اور دوسری مقام پر لکھتا ہی النسخ اسقاط الحکم فی بعض الازمان الداخلة تحت العموم انتہی
اور سیوطی اتقان مین کہتا ہی انما النسخ ازالة الحکم حتی لا یجوز اشتمالہ انتہی پس حکم وجوب جزیہ کہ بحدیث
صلیب وقتل خنزیر وبوضع الجزیہ جو شان عیسوی مین وارد ہی مقید تا زمان نزول حضرت
عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام ہی اگر اسی روایت سی منسوخ کہا جاوی تو دو حال سی خالی نہین
یا تو حکم اوسکی منسوخیت کا زمانہ ورود حدیث مذکور سی دیا جاوی یا زمانہ عیسوی مین دیا جاوی شق
اول پر لازم آتا ہی کہ بعد ورود اس حدیث کی جزیہ لینا درست نہوا اور شق دوم پر لازم آتا ہی
کہ نسخ بعد زمانہ نبوی ہوا اگر یہہ کہیں کہ حدیث نی منسوخیت کی زمانہ کی خبر دی کہ اس حکم مین منسوخیت
زمانہ عیسیٰ مین آویگی تو ہم کہینگے کہ منسوخیت کسی حکم مین بعد زمانہ نبوی کی کسی زمانہ مین نہین ہوسکتی
پس یہہ خبر اس امر باطل کی کیونکر ہوگی حاصل یہہ ہی کہ نسخ کی تحقیق کیواسطی ازالہ حکم شرعی کا تحقق
ضروری ہی اور وہ مائحن فیہ مین زمانہ نبوی مین نہین ہی اور ازالہ زمانہ عیسوی کا نسخ ہونا ممکن نہین
ہی پس کیونکر کہہ سکتی ہین کہ حکم جزیہ شرعا منسوخ ہی **دوم** یہہ کہ نسخ کیواسطی شارع ناسخ ضروری
اور وہ اس مقام پر نہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوسکتی ہین بوجہ اسکی کہ یہہ حکم آپکی بعد ہی اجماعا
باقی رہا اور نہ عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام ہوسکتی ہین کیونکہ کوئی شخص تبدیل احکام شرعیہ نہین کرسکتا
پس اس حکم کو کسکی حکم سی منسوخ کہین اور بغیر ناسخ کی کیسی صفت منسوخیت ثابت کرین **سوم**
یہہ کہ صفت منسوخیت نفس ناسخ سی جدا نہین ہوسکتی بلکہ جسوقت ناسخ کا ورود ہوتا ہی اوسیوقت

نسخ
نسخ کی اصل کی
جو قرآن مین مذکور ہین

حکم مین یہہ صفت آجاتی ہی پس اگر حدیث ویضع الجزیۃ کو ناسخ حکم جزیہ کا کہین لازم آتا ہی کہ وقت
ورود سی صفت منسوخیت ثابت کرین چہارم یہہ کہ ناسخ ضرور ہی کہ دلیل شرعی متاخر ہو جیسا کہ کتب
اصول مین مصرح ہی پس اگر حدیث ویضع الجزیۃ کو ناسخ کہین ضرور ہوگا کہ اسکا تاخر بخصوص ایجاب
جزیہ سی ثابت کرین اور بغیر اثبات اس امر کی ہرگز اوسکو ناسخ کہنا درست نہوگا اور کسی کا قول معتبر
نہوگا تلویح مین ہی یجوز ان لا یعلم تراخی ذلک النص فلا یصح جعلہ ناسخا انتہی اور شرح منار لابن
ملک مین ہی النص اذا لم یعرف کونہ متراخیا لا یکون مبینا لانتہاء الحسن انتہی **پنجم** یہہ کہ حدیث مذکور خبر
اس امر کی ہی کہ زمانۂ عیسی مین جزیہ نہ لیا جاویگا پس دو حال سی خالی نہین یا تو خبر ثبوت منسوخیت
کی ہو یا مقصود اوس سی توقیت حکم جزیہ و اخبار انتہاء حکم جزیہ ہو دوی شق اول باطل ہی اسوجہ سی
کہ اوسمین صفت منسوخیت کی بالمعنی المصطلح نہ تو زمانہ نبوی مین ہو سکتی ہی نہ زمانۂ عیسوی مین پس
ضرور ہوا کہ اسکو مبین رفع حکم و مخبر نہایت بقاء حکم کہین **ششم** یہہ کہ قول نووی کا آپکی عبارت منقولہ
مین لیس مستمرا الی یوم القیامۃ اور قول اوسکا بل ہو مقید بما قبل نزول عیسی اول دلیل اس امر پر ہی
کہ ارتفاع حکم جزیہ زمانۂ عیسوی مین نسخ سی خارج ہی کیونکہ جب حدیث مذکور سی تقیید اوسکی تا زمانۂ
عیسیٰ ثابت ہوئی اوسکی ارتفاع پر زمانۂ عیسوی مین تعریف نسخ اصطلاحی کی صادق نہ آئی **ہفتم**
یہہ کہ آپکو اشتباہ نووی کی قول وقد اجزنا فی ہذہ الاحادیث بمشعشعۃ سی اور بل نبینا ہو المبین للنسخ سی
واقع ہوا حال آنکہ استثناء مجرد الفاظ کی سامنہ بغیر تامل معانی کی عجیب معلوم ہوتا ہی اگر نووی نے لفظ
نسخ کا اس مقام پر اطلاق کیا تو اس سی کیا ہوتا ہی جب تک کہ معنی نسخ صادق نہ آوی **ثم قال**
فی المذہب الماثور ششم اس تقریر سی لازم آتا ہی کہ اجماع و قیاس سی بھی حکم شرعی مرفوع ہو جاوی
اس وجہ سی کہ حکم سابق بضم احادیث و آیات کی کہ دال حجیت اجماع و قیاس پر ہین مقید تا وقت
ظہور اجماع و قیاس تہا اور جب اجماع و قیاس ظاہر ہو گیا وہ حکم شرعی بدلالت ان آیات و احادیث کے

عبارت نووی کی طرف

مرفوع ہوگیا اور اس وقت مین رای معرف توقیت حسن نہوگی بلکہ وہ آیات واحادیث **اقول** تحقیق
مین ہی القیاس المظنون لایکون ناسخا للشئ عند الجمہور جلیا کان او خفیا ونقل عن ابی العباس بن
شریح من اصحاب الشافعی ان النسخ یجوز بہ لان النسخ بیان کالتخصیص فکما جاز التخصیص بہ جاز النسخ
وکان ابو القاسم الانماطی من اصحابہ لایجوز ذلک بقیاس الشبہ ویجوز بقیاس مستخرج من الاصول
وتمسک الجمہور بالتفاق الصحابۃ واسنم کانوا مجمعین علے ترک الرای بالکتاب والسنۃ انتہی اور یہی وہین
ہی الاجماع یجوز کونہ ناسخا للکتاب والسنۃ والاجماع عند بعض متاخرنا ومنہم عیسی بن ابان والیہ
ذہب بعض المعتزلۃ وعند جمہور العلماء لایجوز لانہ عبارۃ عن اجتماع الآراء ولا مجال للرای فی معرفۃ
ناسخیۃ وقت الحسن والقبح ولان النسخ حال حیاۃ الرسول لاتفاقنا علی ان لانسخ بعدہ وفی حال
حیاتہ لایکون انعقاد الاجماع بدون رایہ ویکون الرجوع الیہ فرضا ولان الاجماع لاینعقد بخلاف
الکتاب والسنۃ فلا یتصور ان یکون ناسخا لہما ولو وجد الاجماع بخلافہما لکان ذلک بناء علی نص آخر
ثبت عندہم انہ ناسخ للکتاب والسنۃ انتہی اور مرآۃ الاصول شرح مرقاۃ الوصول مین ہی الاجماع
لاینسخ شیئا ولاینسخ بہ شئ لان الاجماع بعد عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکفایۃ فی عہدہ وللنسخ
بعدہ وکذا القیاس لانہ لما کان منظرا کان الناسخ والمنسوخ فی الحقیقۃ نصہ لانفسہ علی انہ لاینسخ بعدہ
علیہ السلام والعبرۃ فی عہدہ بالنص لا بالقیاس انتہی آن عبارات سی اور امثال انکی سی چند
امور معلوم ہوتی کہ باعث ورود ایرادات متعددہ آپکی کلام پر ہوئی **اول** یہہ کہ اجماع اور
قیاس کا ناسخ ہونا متفق علیہ نہین ہی بلکہ بعض فقہاء کی نزدیک دونو مین قابلیت ناسخیت کی ہے
پس مطلقا ان دونو کو قابلیت ناسخیت سی نکالنا خالی مغالطہ سی نہین ہی **دوم** یہہ کہ آپ کا
قول کہ اجماع وقیاس سی بھی حکم شرعی مرفوع ہوجاوی الخ اس سی کیا مراد ہی وہ حکم
جو زمانۂ نبوی مین مرفوع ہوچکا یا وہ حکم جو تا وفات نبوی باقی رہا شق اول کچھہ مفید نہین

اسوجہ سی کہ جو حکم شرعی کہ زمانہ نبوتی مین کسی ناسخ سی مرفوع ہوچکا بوجہ اسکی کہ رفع مرفوع محال ہی اجماع
وقیاس اوسکا رافع نہین ہوسکتا اگر ہوگا تو موکد نسخ ہوگا اور شق دوم باطل ہی اسوجہ سی کہ تمام
احکام شرعیہ مطلقہ کہ جن پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی وفات پائی وہ دلالۃ موبد ہوتی ہین اور
مورد نسخ وہ احکام ہین جو موبد نہین ہین پس اجماع وقیاس سی جو بعد زمانۂ نبوتی کی منعقد ہوا اونکا
نسخ نہین ہوسکتا اگر کہی کہ جائز ہی کہ اجماع وقیاس زمانۂ نبوتی مین ناسخ حکم ہون تو ہم کہینگی
کہ اگر وہ اجماع وقیاس موافق نص ہی تو ناسخ نہین اور اگر مخالف ہو تو معتبر نہین توضیح مین ہی

واما الناسخ فہو اما الکتاب والسنۃ لا القیاس علی ما یاتی ولا الاجماع لانہ ان کان فی حیوۃ النبی یکون
من باب السنۃ وان کان بعدہ فلا نسخ انتہی اور تلویح مین ہی ای بعد النبی علیہ السلام لان الاحکام
حال موبدۃ لانقطاع الوحی انتہی اور تحقیق یہ ہی اما الثالث ای الموبد دلالۃ فمثل الشرایع
التی نسخ علیہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانہا موبدۃ لا یحتمل النسخ لانہ خاتم النبیین ولا نبی بعدہ
ولا وحی الا بوحی علی لسان نبی فلا یبقی احتمال النسخ بعد ہذہ الدلالۃ انتہی اگر کہی جس پر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نی مواظبت نہ کی اوسکا استحباب موبد ہوگیا پس ضرور ہی کہ مواظبت خلفاء
سی وہ مرفوع ہوگا تو ہم کہینگی کہ بوجہ وفات نبوتی کی وہ احکام موبد ہوتی ہین جو غیر موقتہ ہین
اور استحباب کو ہم موقت تا وقت مواظبت خلفاء کہتے ہین پس اسکا مرتفع ہوجانا ممکن ہی بخلاف
ادلۂ حجیت اجماع وقیاس کی کہ اگر وہ موقت احکام شرعیہ تا بہ ظہور اجماع وقیاس ہون تو لازم
آتا ہی کہ کوئی حکم شرعی موبد نہووی وہو خلاف المعقول والمنقول **سوم** یہہ کہ کوئی حکم شرعی
مقید تا زمانۂ ظہور اجماع وقیاس نہین ہوسکتا اور احادیث وآیات کو جو اجماع وقیاس کی
حجیت پر دال ہین تو قیت حکم کوئی عاقل تجویز نہین کرسکتا اسوجہ سی کہ اعتبار اجماع وقیاس
کا بعد زمانہ نبوتی ہوتا ہی اور اوسوقت ہر حکم شرعی بوجہ تائید کی مرتفع نہین ہوسکتا ہی

بخلاف اسکی کہ ایک حدیث دوسری حدیث کی موقت بنائی جاوی کیونکہ اس صورت مین حدیث
موقت سی توقیت موبد کی نہین لازم ہوتی ہی **چہارم** یہہ کہ ادلۂ حجیت اجماع و قیاس کو موقت
سمجھنا مخالف نصوص صریحہ کی ہی کہ جن سی صاف ثابت ہوتا ہی کہ جملہ احکام شرعیہ غیر مرتفعہ
بعد وفات نبوی کی موبد ہین کسیطرحسی مرتفع نہین ہوسکتی ہین **پنجم** یہہ کہ نصوص واضحہ اس
امر پر دال ہین کہ بوقت تنازع و وقوع حوادث رجوع الی الکتاب والسنۃ لازم ہی اور بعد
ورود کتاب وسنت کی چون وچرا محرم ہی قال اللہ تعالی یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا
الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول وقال اللہ تعالی وما کان
لمومن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لہم الخیرۃ من امرہم الی غیر ذلک من الآیات
والاحادیث الواضحات پس باوجود ورود ان نصوص کی تجویز کرنا تقیید احکام کی ساتھہ زمانۂ
ظہور اجماع و قیاس کی باستناد ادلۂ حجیت خالی سفاہت سی نہین اگر یہہ شبہہ ہووی کہ ایسی
لازم ہی کہ مواظبت خلفا رہی رافع استحباب فعل نبوی نہووی تو جواب اوسکا یہہ ہی کہ مواظبت
خلفا ملحق بسنت نبویہ ہی **ششم** یہہ کہ چونکہ رافعیت و مرفوعیت اون صفات مین ہی کہ جنکا
وجود زمانۂ نبوی پر منحصر ہی اسوجہہ سی ناسخ وہی دلیل ہوگی جسکی حجیت زمانہ نبوی مین ثابت
ہوگی اور اجماع کی حجیت چونکہ بعد زمانہ نبوی کی ہوئی صفت رفع اوسمین نہ آسکی **ہفتم** یہہ کہ
حجت ہونا اجماع کا اور قیاس کا شئی دیگر ہی اور معرف نہایت حسن ہونا شئی دیگر ہی اور چونکہ
یہہ دونو قبیل آرای عباد سی ہین کسیطرحسی معرف غایت حسن ومنہی حکم حسن نہین ہوسکتی
پس ایسی حالت مین ادلۂ حجیت موقت احکام شرعیہ تا زمانہ ظہور اجماع وغیرہ نہین ہوسکتی
ہین اسوجہہ سی کہ یہہ امر موقوف صلاحیت بیان نہایت حسن پر ہی اور وہ یہان مفقود ہی
ہشتم یہہ کہ ادلۂ حجیت اوسی اجماع و قیاس کی حجیت کی ثبت ہین جو مخالف کتاب وسنت

نہین ہوسکتا مطلقا اور ناسخ وہی اجماع و قیاس ہوگا جو مخالف ہو نہ مطلقا پس اون ادلہ کو باعث تقیید سمجھنا خالی سخافت سی نہین ہی **نہم** ادلہ حجیت اوسی اجماع کی حجیت کی ثبت ہین جو بعد زمانہ نبوی کی ہووی اور اوسمین قابلیت ناسخیت و رفع حکم کی نہین ہی پس ادلہ حجیت کا موقتہ سمجھنا جہالت ہی **دہم** ادلہ حجیت اوس قیاس کی حجیت کی ثبت ہین جو مظہر ہوتا ہے اور ناسخ کو ضرور ہی کہ ثبت ہووی **یازدہم** صحابہ و من بعدہم نی اجماع اس امر پر کیا ہی کہ جو حکم مخالف کتاب و سنت ہو وہ مردود ہی پس ادلہ حجیت اجماع و قیاس کو باعث توقیت سمجھنا خلاف اجماع کی ہی **الغرض** آپکا یہہ کلام من اولہ الی آخرہ مغالطات و اضحات سی مملو ہی اور یہہ کہنا کہ کلام مبرور کی تقریر سی یہہ لازم آتا ہی سراسر قصور ہی **ثم قال** ہفتم اگر توقیت بالمعنی الثالث مانع نسخ ہو تو لازم آتا ہی کہ نسخ بالکلیۃ باطل ہو جاوی کیونکہ جس نص کو تم ناسخ کہو گی ہم اوسکو تمہاری قاعدہ کی موافق کہدینگی کہ یہہ نص موقت ہی پہلی نص کی پس وہ حکم موقت ٹھہریگا اور نسخ موقت جائز نہین **اقول** ہر ناسخ بہ نسبت علم الٰہی کے موقت ہی اور چونکہ بندو کو حال وقت کا نہین معلوم ہوتا ہی اور حکم سابق مطلق وارد ہوتا ہی اسوجہ سی نص متاخر رافع ناسخ سمجھی جاتی ہی تحقیق مین ہے وہو فی حق صاحب الشرع بیان محض لانتہاء الحکم الاول لیس فیہ معنی الرفع لانہ کان معلوما عند اللہ انہ ینتہی کذا بالناسخ فکان الناسخ بالنسبۃ الی علمہ تعالے مبینا للمدۃ لا رافعا الا انہ اطلقہ فکان ظاہرہ البقاء فی حق البشر فکان النسخ تبدیلا بالنسبۃ الی ظاہر الاستمرار الذی فی حق العباد بیانا محضا لمدۃ الحکم فی حق صاحب الشرع انتہی اور شرح منار لابن ملک مین ہی الحاصل ان فی النسخ جہتین ففی حق اللہ بیان محض لانتہاء الحکم الاول لیس فیہ معنی التبدیل لانہ کان معلوما عند اللہ انہ ینتہی فی وقت کذا بالنسخ فکان الناسخ بالنسبۃ الی علمہ مبینا للمدۃ لا رافعا لان الرفع یقتضی الثبوت والبقاء لولاہ وہہنا البقاء بالنسبۃ الی علمہ محال وفی حق البشر

تبدیل لانہ ازال ما کان ظاہرہ الثبوت انتہی پس اگر مراد آپکی یہہ ہی کہ ہر ناسخ بہ نسبت علم آلہی کی موقت ہوگا تو لازم ملتزم ہی اور اگر یہہ مراد ہی کہ بہ نسبت مکلفین کے ہر ناسخ موقت ہوگا تو غلط ہی اسوجہ سی کہ جب نص سابق بظاہر مطلق وارد ہوئی نص ثانی اوسکی ناسخ ہوگی آسی بعد ورود ناسخ کی حکم منسوخ کی توقیت ظاہر ہو جاتی ہی اسیوجہ سی بار دیگر اوسپر نسخ وارد نہین ہو سکتی ہی اور ما نحن فیہ مین چونکہ حدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین سی الزام ما واظب علیہ الخلفاء ثابت ہوا ارتفاع حکم استحباب بمواظبت خلفاء لازم ہوا پس دو حال سی خالی نہین یا یہہ کہ استحباب فعل نبوی کو منتہی بوقت مواظبت خلفاء کہین اور اسی حدیث کو موقت سمجھین یا یہہ کہ اس حدیث کو ناسخ سمجھین یا فعل صحابہ کو ناسخ کہین شق ثالث باطل ہے اسوجہ سی کہ نسخ امر شرعی کا سوای نبی کی کسی کی قول وفعل سے ممکن نہین اور شق ثانی بہی باطل ہے اسوجہ سی کہ ناسخ بمجرد ورود حکم شرعی کو مرتفع کر دیتا ہی احد بعد ورود اوسکی ازالہ کلیہ حکم کا ہو جاتا ہی اور ظاہر ہی کہ ما نحن فیہ مین حکم استحباب فعل نبوی کا بوقت ورود اس حدیث کی مرفوع نہین ہی پس ضرور ہوا کہ شق اول اختیار کرین اور ارتفاع حکم ببلوغ وقت کہین بخلاف نصوص شرعیہ ناسخہ کی کہ اونکو ناسخ کہنی مین کوئی قباحت نہین اور اونکو موقت بنانی کی کوئی ضرورت نہین اور بخلاف نصوص حجیت اجماع وقیاس کیونکہ اونمین سی کوئی اس امر پر دال نہین ہی کہ اجماع وقیاس باعث رفع حکم شرعی ہی یا باعث الزام ما الایلزم ہی تا اوسکو موقت کہنا درست ہووی اور اجماع وقیاس کا رافع حکم ہونا مجوز ہووی ثم قال فی المذہب المأثور ہشتم یہہ کہ تحقیق شرح منتخب حسامی مین جو قاضی ابوزید سی نقل کیا ہی کہ لیس لہذا القسم مثال فی المنصوص شرعا اس سی یہہ غرض نہین کہ توقیت کی قسم اول کی مثال نادر الوجود ہی بلکہ غرض یہہ ہی کہ حکم موقت کی مثال احکام شرعیہ مین پائی نہین جاتی ہی اقول یہہ ایراد لفظی خارج از

علماء ہی کیا آپکو نہین معلوم کہ نادر الوجود کا اطلاق معدوم الوجود پر بھی وارد ہی ثم قال
فی المذہب الماثور حاصل کلام یہہ ہی کہ حکم موقت وہی حکم ہی جسکی توقیت خود اوسکی نص سی بھی
جاتی ہو اور جو حکم معلل بعلت ظاہرہ ہی وہ حکم مطلق ہے نہ موقت گو زوال علت سی وہ حکم
جاتا رہتا ہو پس یہہ حکم کہ وہ محل نسخ نہین ہے خطا ہی اور ایسا ہی اوس حکم کو جسکی توقیت
نص متراخی سی ہو محل نسخ نہ سمجھنا غلط ہی کیونکہ وہ اصطلاحا توقیت نہین بلکہ نسخ ہی اقول
مرآۃ الاصول مین ہی وہو ای النسخ واقع خلافا لابی مسلم الاصفہانی ولم یر بانکارہ وقوعہ ظاہرہ
فانہ لا یصدر عن مسلم فکیف عن ابی مسلم وذلک لان الظاہر منہ امران الاول انکارہ اطلاق
لفظ النسخ وہو مخالف للنص لقولہ تعالی ما ننسخ من آیۃ والثانی انکارہ ارتفاع الشرائع السابقہ
بشریعۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہو ایضا باطل بل مرادہ ان الشریعۃ المتقدمۃ موقتۃ الی ورود
الشریعۃ المتاخرۃ اذ ثبت فی القرآن ان موسی وعیسی بشر ابشرع نبینا واوحیا الرجوع
الیہ عند ظہورہ واذا کان الاول موقتا لا سیما الثانی ناسخا قلنا لا نسلم ان البشارۃ والایجاب
یقتضیان توقیت احکامہما لاحتمال ان یکون الرجوع الیہ لکونہ مفسرا او مقررا او مبدلا للبعض دون
البعض فمن این یلزم التوقیت بل ہی مطلقۃ نعم منہا التابید فتبدیلہا یکون نسخا انتہی اور حواشی سعد
شرح مختصر ابن حاجب مین ہی فان قیل کیف یتصور من ابی مسلم انکار النسخ وہو من ضروریات الدین
ضرورۃ ثبوت نسخ بعض احکام الشرائع السابقۃ بالادلۃ القاطعۃ علی حقیۃ شرعنا ونسخ بعض احکام
شرعنا بالادلۃ القاطعۃ من شرعنا قلنا ہو لا ینکر عدم بقاء تلک الاحکام وانما ینازع فی الانقطاع
والارتفاع وزعم ان حقیۃ تلک الاحکام کانت مقیدۃ بظہور شرعنا وکذا فی احکام شرعنا فیرجع النزاع لفظیا
انتہی ان عبارات سی معلوم ہوا کہ حصر کرنا موقت کا اوسی نص پر جسکی توقیت خود اوسی نص سے
بھی جاتی ہو درست نہین ہی اور جو حکم معلل بعلت ظاہرہ ہو یا موقت بنص آخر ہو اوسکو کلام میرزا

مین کہین بالکلیہ نسخ سی خارج نہین کیا ہی بلکہ غرض یہہ ہی کہ انتہار الحکم بانتہار سببہ اور انتہار الحکم
ببلوغ الوقت نسخ مین داخل نہین ہی نہ یہہ کہ ایسی احکام پر نسخ مطلقا وارد ہونا ممکن نہین ہے **قال**
فی القول المنصور دوم یہہ کہ غیر نبی صلعم کا قول یا فعل یا تقریر دلیل مستقل واسطی حکم شرعی کے نہین ہوسکتا
بلکہ محتاج اس امر کا ہی کہ اوس قول یا فعل یا تقریر کی سند کتاب وسنت سی ہو صحابہ عموما اور خلفار
خصوصا مسائل مین باہم مناظرہ کرتے تہی اور ہر واقعہ مین تلاش دلیل شرعی کی کرتے تہی اور ایک
دوسری کی قول کو رد کرتے تہی اور اگر سند اوسکی کتاب وسنت سی نہین پاتی تہی تو اوسکو بدعت
مین داخل کرتی تہی پس اگر قول وفعل وتقریر خلفا یا اہل بیت یا دیگر صحابہ دلیل مستقل ہوتی تو امر
مذکور کیون وقوع مین آتا **قلت** فی الکلام المبرور اس کلام مین چند خدشات ہین اول یہہ کہ
دلیل مستقل سی کہ جسکو مولف منحصر کتاب وسنت مین کرتے ہین معلوم نہین کیا مراد لیا ہی **قال**
فی المذہب الماثور دلیل مستقل وہ دلیل ہی جو فی ذاتہ مثبت حکم یعنی اس حیثیت سی ہو کہ اوسکا
حکم بالحقیقۃ مبنی اوسی پر ہو نہ کسی دوسری دلیل پر اور یہہ امر سوای کتاب وسنت کسی مین پایا
نہین جاتا ہی بیان اسکا دو طرح پر ہی اول یہہ کہ حاکم نزدیک اہل سنت کی نہین ہی مگر اللہ جل شانہ
پس اوسیکی وحی مثبت حکم حقیقۃ وبالذات ہوگی اور وحی الہی منحصر ہی وحی متلو اور غیر متلو مین
اول کا نام کتاب ہی اور دوسری کا نام سنت اور اجماع وقیاس وحی نہین ہی بلکہ محتاج ہی
طرف وحی کی کیونکہ اجماع محتاج سند کا ہی اور قیاس محتاج ہی مقیس علیہ کا اور بظاہر اگرچہ
اسناد حکم کی اجماع وقیاس کیطرف ہوتی ہی لیکن فی الحقیقۃ مثبت حکم سند مقیس علیہ ہی اور
اثر اجماع وقیاس کا صرف اظہار حکم اور تغییر وصف حکم ہی کیونکہ اجماع حکم کو ظنیت سی طرف قطعیت
کی اور قیاس حکم کو خصوص سی طرف عموم کی متغیر کر دیتا ہی **اقول** اسمین بچند وجوہ کلام ہی
اول یہہ کہ ثبت فی ذاتہ سی کیا مراد ہی اگر ثبت حکم فی نفس الامر مراد ہی تو سنت دلیل مستقل

قولہ اس امر کی کہ آثار صحابہ دلیل مستقل ہین یا نہین اور ابطال اس دعوی کا دلیل مستقل کا کتاب وسنت مین

نہ تھہریگی بلکہ عبارت کتاب بھی دلیل مستقل سی خارج ہوگی کیونکہ کوئی انمین سی ثابت حکم فی نفس الامر نہین ہی بلکہ ثبت فی نفس الامر بجز کلام نفسی و خطاب قدیم کی کوئی چیز نہین اور اگر مراد ثبت حکم بالنسبتہ الی علمنا ہی تو اجماع بھی دلیل مستقل ہے اور حصر ادلہ سکا کتاب و سنت مین باطل ہے عبد اللہ لبیب حواشی تلویح مین لکھتے ہین قد تقرر فی موضعہ ان السبب الحقیقی للحکم ہو الخطاب النفسی القدیم واما اللفظی فہو سبب ظاہری فعلم من ہذا ان لیس شئی منہما سببا حقیقیا و ثبتا فی نفس الامر للحکم بل ظاہرا بالنسبتہ الینا تم ہذا انما ہو فی ماسوی القیاس واما القیاس فلیس لہ الا صورۃ الاثبات لانا اذا تفحصنا وجدنا ان الحکم کان ثابتا بسبب آخر ظاہری لہ والقیاس اظہرہ بخلاف ماسواہ انتہی دوم یہ کہ آپ نی جو معنی فی ذاتہ کی بیان کیی یعنی یہ کہ اوسکا حکم بالحقیقتہ اوسی پر مبنی ہو نہ کسی دوسری دلیل پر تفسیر مجمل بالمجمل ہے معلوم نہین کہ اس سی کیا مقصود ہی اگر یہ مقصود ہی کہ اوسکا حکم اوسپر مبنی ہو ثبوت نفس الامری مین اور کسی دلیل کیطرف محتاج نہو اس ثبوت مین تو یہہ تعریف کسی دلیل پر ادلہ اربعہ شرعیہ سی صادق نہین آتی ہی اور اگر یہہ مقصود ہی کہ ثبوت علمی مین اوسکا حکم اوسپر مبنی ہو اور کسی دلیل پر نفس الامر مین مطلقا موقوف نہو تو سنت اس سے خارج ہوگی اور دلیل مستقل منحصر فی فرد واحد ہوگی اسوجہ سی کہ ثبوت حکم سنت سی موقوف اوسکی حجیت پر ہی اور وہ موقوف کتاب اللہ پر ہی جیسا کہ کشف مین ہی کونہا حجۃ ثابت بالکتاب انتہی اور شرح مختصر منار لقاسم الحنفی مین ہی الکتاب اصل من کل وجہ و آحاد السنۃ عن الکتاب لتوقف حجیتہا علیہ انتہی اور اگر مقصود یہہ ہی کہ دلیل مستقل وہ دلیل ہی جس سی ثبوت علمی حکم ہو اور یہہ ثبوت فی نفسہ کسی دلیل کے ملاحظہ پر موقوف نہو گو حجیت اوس دلیل کی باوجود نفس الامری یا اثبات نفس الامری کسی اور پر موقوف ہو پس یہہ تعریف اجماع پر بھی صادق ہی کیونکہ وہ بھی اثبات علمی مین باقرار آپکی اور بتصریح ائمہ اصول کی محتاج کسی دلیل کی ملاحظہ کا نہین ہے

تلویح مین ہی فان المستدل بہ لا یفتقر الی ملاحظۃ السند انتہی اور فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت
مین ہی والاجماع وان کان لابد فیہ من اسند علی ما علیہ الجمہور ولکن لا یحتاج الیہ المستدل
ولا یضاف الحکم الیہ بعد دلالۃ الاجماع انتہی **الغرض** آپکی اسقدر عبارت کہ شرح المغنی باغلق
ہی کچھہ مفید نہین ہی یا تو تفصیل شافی کبھی یا کتب اصول کو بغور نظر ملاحظہ کرکی اپنی کلام کو باطل
سمجھی **سوم** یہہ کہ اسقدر صحیح ہی کہ حاکم سوای اللہ جل شانہ کی کوئی نہین ہی مگر یہہ کلام آپکا کہ اوسیکی
وحی مثبت حکم حقیقۃ و بالذات ہوگی خالی مغالطہ سی نہین ہے اسوجہ سی کہ اگر اثبات سی مراد
اثبات نفس الامری ہی تو وحی الٰہی ہی حقیقۃ ثبت نہین ہی بلکہ مثبت حقیقۃ و بالذات کلام
نفسی ہی اور ما سوا اوسکی جیسی کہ کتاب اللہ بہی اوسی ہی کاشف ہی مثل مختصر عضدی مین ہی العلم
ان الحکم ای الکتاب والسنۃ والاجماع والقیاس والاستدلال راجعۃ الی الکلام النفسی اذ لولا دلالۃ
علیہ لما کان فیہ حجۃ انتہی اور مسلم الثبوت و فواتح الرحموت مین ہی ثم ہذہ الاصول الاربعۃ راجعۃ
الی کلام النفس للباری فانہ ہو الحاکم حقیقۃ بکلامہ الازلی وہذہ الدلائل کواشف عنہ وفی شرح المختصر
مطابقا لما نقل عن الآمدی ان الکتاب راجع الی الکلام النفسی للباری والسنۃ الی الکلام النفسی
للرسول والاجماع الی النفسی للمجمعین والقیاس الی النفسی للمجتہدین ولا یخفی بعدہ فان النفسی
لما سوی اللہ لا حجۃ فیہ ولو کانت فلرجوعہ الی کلام اللہ انتہی اور اگر مراد اثبات علمی ہے تو حقیقۃ
و بالذات سی اگر مراد یہہ ہی کہ وحی الٰہی متلو یا غیر متلو حقیقۃ ثبت ہی اور ما عدا اوسکی مجازا
و بالعرض ثبت ہی تو قطع نظر اسکی کہ یہہ مخالف تمام علمای امت محمدیہ کی ہی فی نفسہ غلط محض ہے
اسوجہ سی کہ ثبت علمی جیسا کہ اوس ثبت سی ہی کہ جس سی ثبوت حکم کا ہمارے علم کی بہ نسبت
ہوجاوی اور ہمکو علم اوسکی ثبوت کا اوس سی حاصل ہوجاوی اور یہہ مضمون ہر دلیل پر صادق
ہی سوای قیاس کی اور کوئی اس سی نہین خارج ہی اور اگر مراد یہہ ہی کہ وحی الٰہی متلو و غیر متلو

یوجہ اسکی کہ حقیقۃ کلام حاکم حقیقی ہے مثبت حکم بلاواسطہ ہی اور ماعدا اسکا ثبت بواسطہ ہی تو اگرچہ یہہ فی نفسہ صحیح ہی لیکن اولاً تو یہہ اصطلاح دلیل مستقل کی اصطلاح جدید ہی کہین اسکا کتب علماء مین نشان نہین ہی ثانیاً موافق اس اصطلاح کی لازم آتا ہی کہ سنن فعلیہ و تقریریہ و اجتہادیہ دلیل مستقل سے خارج ہوجاوین اور مصداق دلیل مستقل کا صرف کتاب و سنن قولیہ ہووین و ہذا لا یقولہ عاقل فضلا عن فاضل چہارم یہہ کہ آپکی عنوان بیان ہی معلوم ہوتا ہی کہ آپکی نزدیک دلیل مستقل منحصر کلام حاکم حقیقی یعنی وحی متلو و غیر متلو مین ہی اور ماسوا اسکی دلیل غیر مستقل ہے پس اب آپسی استفسار کیا جاتا ہی کہ سنن فعلیہ و تقریریہ و اجتہادیہ کہ کتب اصول مین بحث سنت مین مبحوث عنہا ہین آپ کی نزدیک دلیل مستقل ہین یا غیر مستقل ہین اور دونو شق آپکی تقریر سی باطل ہین لیکن شق اول پس اسوجہ سی کہ یہہ سنن اگرچہ مشابہ وحی ہین لیکن حقیقۃ وحی نہین ہین اور اگر انکو بعض اصولیین نی وحی مین داخل بھی کیا ہی تو علی سبیل الحقیقۃ نہین داخل کیا ہی بلکہ بوجہ مشابہت و ملازمت وحی کی افراد وحی مین داخل کیا ہی کشف

بزدوی مین ہی جعل المصنف الاجتہاد منہ صلی اللہ علیہ وسلم وحیا باطنا باعتبار المآل فان تقریرہ

علی اجتہادہ یدل علی انہ الحق حقیقۃ کما اذا ثبت بالوحی ابتداء وجعلہ شمس الائمۃ مشابہا بالوحی

بہذا الاعتبار ایضا فقال واما ما یشبہ الوحی فی حق الرسول فہو استنباط الاحکام من النصوص

بالرای والاجتہاد فان ما یکون منہ بہذا الطریق فہو بمنزلۃ الثابت بالوحی انتہی پس ہرگاہ یہہ سنن حقیقۃ حکم حاکم حقیقی نہوئین بلکہ قبیل افعال و اقوال بشر سی ہوئین ثبت بحکم کہ صفت حاکم حقیقی ہے بالذات نہونگی اور دلیل مستقل سے خارج ہونگی کیونکہ اگر قرآن مین متابعت فعلیہ و تقریریہ و اجتہادیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نہ کیا جاتا حکم انسی نہین ثابت ہوسکتا اور اگر کہئی کہ اجتہاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گو وحی حقیقۃ نہین ہی لیکن بوجہ اسکی کہ انہیا

خطا پر فی الفور مطلع کردی جاتی ہین جب کوئی وحی اوس مجتہد کی منع مین نہین وارد ہوگی وہ مجتہد
حکما وحی ہوگا اور ایسی افعال نبویہ غیر زلات و طبعیہ کہ ثبت وجوب یا ندب یا اباحت علی اختلاف
الاقوال ہین بوجہ اسکی کہ انبیا معصوم ہوتی ہین اور فعل غیر مرضی الٰہی پر مقرر نہین کیی جاتی ہین ملحق
بالوحی ہین تو ہم کہینگے کہ الحاق بالوحی و استلزام وحی و مشابہت وحی امر دیگر ہی اور وحی حقیقی
امر دیگر ہی اسقدر ہر عاقل جانتا ہی کہ فعل نبوی و تقریر نبوی و اجتہاد نبوی حقیقۃ وحی نہین ہے
پس ثبت حکم بالذات نہین ہی اور لیکن شق دوم پس اسوجہ سی کہ آپ قول منصور مین تحریر
کر چکی ہین کہ دلیل غیر مستقل افادۂ حکم مین تابع دلیل مستقل ہوتی ہی جس حکم کا افادہ دلیل مستقل
متبوع کریگی وہی حکم دلیل غیر مستقل سی بہی ثابت ہوگا پس اگر دلیل متبوع افادہ وجوب کریگی
تو دلیل تابع بہی افادہ وجوب کریگی اور اگر وہ افادۂ سنت موکدہ کریگی تو یہہ بہی اور اگر وہ افادۂ
استحباب کریگی تو یہہ بہی افادہ استحباب کریگی الخ پس اگر سنن فعلیہ نبویہ وغیرہ دلیل غیر مستقل ہون
ضرور ہی کہ افادہ حکم مین تابع دلیل مستقل یعنی وحی متلو یا غیر متلو ہون اور ثبت امر زائد نہون حال
آنکہ یہہ امر بتصریح عامۂ علما باطل ہی کتب فن مین تصریح اس امر کی موجود ہی کہ مواظبت فعلیہ
نبویہ بلا ترک یا مع الترک ثبت وجوب یا سنت موکدہ ہی جیسا کہ عبارات مفیدہ اس مضمون کی
تحفۃ الاخیار مین مبسوط ہین اور کتب اصول و فقہ اس بحث سی مملو ہین پس جس امر کی ترغیب
و ندب کتاب و سنت قولیہ سی ثابت ہوا ہو مواظبت اوسپر مفید سنیت یا وجوب ہوتی ہی اور دلیل
غیر مستقل امر زائد دلیل مستقل سی ثابت کر دیتی ہی پس یا تو آپکا وہ کلام باطل ہی یا یہہ کلام
باطل ہی و الحق ان کلا منہما باطل لا یفیدہ بہ عاقل و منجملہ یہہ کہ آپکی فحوای بیان سی معلوم ہوتا ہے
کہ آپ سنت کو کہ احد من الادلۃ الشرعیۃ ہی منحصر وحی غیر متلو مین سمجھتی ہین حال آنکہ وہ سنت
عام ہی فعلیہ وغیرہ سی ائمہ اصول اسکی تصریح کرتے ہین مسلم الثبوت و فواتح الرحموت مین ہے

وہی ہمنا ما صدر وظہر عن الرسول غیر القرآن من قول وفعل وتقریر انتہی اور یہ ظاہر ہی کہ فعل وتقریر نبوی حقیقۃ وحی نہین ہی اگر کہئی کہ کتاب اللہ مین وما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی موجود ہی تو ہم کہینگے کہ اسکو بعض مفسرین صرف باب قرآن مین وارد سمجھتی ہین اور بعض جو عام کرتی ہین وہ بہی باقتضای سوق کلام مختص ساتہہ منطوق کے کرتے ہین اور اصولیین بہی انہین دو مسلک پر سالک ہین معالم التنزیل مین ہی ان ہو الا نطقۃ فی الدین وقیل القرآن انتہی اور تفسیر بیضاوی مین ہی ان ہو القرآن او الذی ینطق بہ الا وحی یوحی الا وحی یوحیہ اللہ الیہ واتبع بہ من لم یرد الاجتہاد لہ واجیب عنہ بانہ اذا اوحی الیہ بان یجتہد کان اجتہادہ وما یستند الیہ وحیا وفیہ نظر لان ذلک حکم یکون بالوحی لا الوحی انتہی اور نفحی جار اللہ آبادی کی حواشی تفسیر بیضاوی مین ہی قال بعض الافاضل اجاب عنہ صاحب الکشف بان ہذا غیر قادح لانہ بمنزلۃ قول اللہ لنبیہ تہ فلا تحزن کذا فہو حکمی فیکون وحیا ولا ینافیہ قولہ تعالی علمہ شدید القوی لان الاجتہاد لا ینافی التعلیم والتلقی من روح القدس ونحن نقول کون ہذا بمنزلۃ ذلک فی حیز المنع کیف ولو کان کذلک کان ما ادی الیہ رای المجتہدین وحیا لانہم مامورون بالاجتہاد وفی قولہ لا ینافی التعلیم ایضا نظر وکیف لا والحال ان المنصوص ینافی الاجتہاد فالصواب فی الجواب ان یقال لما کان فی مرجع الضمیر احتمالان کیف یقطع بالاحتمال الواحد انتہی اور تحقیق شرح منتخب حسامی مین ہی واما تمسک الخصم بقولہ تعالی وما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی فہو فاسد اذ لا دلیل فیہ علی موضع النزاع فانہ نزل فی شان القرآن ردا لما زعم الکفار انہ افترا من عندہ وکان معناہ ان ما ینطق بہ قرآنا فہو وحی لا ان ینطق بہ مطلقا کذلک ولئن سلمنا ان المراد بہ التعمیم فاجتہادہ وحی باطن انتہی پس بہر تقدیر فعل نبوی وتقریر نبوی خارج ہی بلکہ اجتہاد نبوی بہی حقیقۃ وحی نہین ہی پس معلوم ہوا کہ حصر کرنا سنت کا وحی غیر متلو پر محض باطل ہے غالبا آپنی تلویح ملاحظہ کرکے ایسی تقسیم کی اور حواشی تلویح کو ملاحظہ نکیا

اور نہ تدقیق نظر کی بسبب حواشی تلویح مین لکھتے ہین السنۃ القولیۃ وحی بلاشبہۃ لقولہ تعالی
ماینطق عن الھوی والفعلیۃ والتقریریۃ ان جعلا من الوحی فالمراد من السنۃ مایعم الثلثۃ والا
فالقولیۃ وہمارا جتمان الیہا انتہی **ششم** یہہ کہ یہہ قول آپکا کہ اجماع وقیاس وحی نہین ہے
الخ بعینہ فعل وتقریر واجتہاد نبوی مین جاری ہی کہ کوئی انمین کا وحی نہین ہی بلکہ محتاج طرف
وحی کی ہے پس لازم آتا ہی کہ یہہ سب دلیل غیر مستقل ہون واللازم باطل فالملزوم یہہ کہ قول آپکا
اجماع محتاج سند کا ہی مطلقا غیر مسلم ہی حسن چلپی حواشی تلویح مین لکھتے ہین الاجماع قد
لایکون عن دلیل بان یخلق اللہ فیہم العلم الضروری فیوفقہم للصواب انتہی اور کتب اصول مین
مذکور ہی کہ اشتراط سند قطعی یا ظنی واسطی اجماع کی مختلف فیہ ہی جمہور متکلمین وفقہاء کا مذہب
اشتراط ہی اور بعض علماء کا مذہب عدم اشتراط ہی چنانچہ کشف مین ہی اعلم ان عند عامۃ
الفقہاء والمتکلمین لاینعقد الاجماع الا عن ماخذ ومستند واجازوا قوم ان انعقادہ لاعن دلیل بان
خلق اللہ فیہم العلم الضروری لیس بممتنع بل ہو من الجائزات انتہی پس آپکا کلام کہ موہم اطلاق
ہی خالی مغالطہ وعدم تمامیت سی نہین ہی **ہشتم** یہہ کہ قول آپکا لیکن فی الحقیقۃ الخ اگرچہ باب
قیاس مین درست ہی لیکن حق اجماع مین نہین درست ہی اسوجہ سی کہ قیاس مثبت حکم نہین ہے
بلکہ مظہر بخلاف اجماع کی کہ یہہ حقیقۃ مثبت حکم ہی یعنی ثبوت ملی نہ ثبوت فی نفس الامر اور اگرچہ اجماع
بمذہب جمہور محتاج الی السند ہی لیکن حکم مجمع علیہ کا ثبوت اجماع کی طرف مسند ہی اور سند کے ملاحظہ
کی احتیاج نہین ہی جیسا کہ سابقا کلام بحر العلوم سی معلوم ہو چکا **نہم** یہہ کہ کلام آپکا اجماع حکم
کو ظنیت سی طرف قطعیت کی الخ کہ موہم اس امر کا ہی کہ اجماع سی صرف یہی فائدہ ہی کہ حکم ظنیت
سی مرتبہ قطعیت تک آجاتا ہی اور ثبوت حکم سند اجماع سی ہوتا ہی باطل ہے اولا اسوجہ سی کہ
کبھی سند اجماع قطعی ہوتی ہے اور حکم مین قطعیت قبل اجماع کی موجود ہوتی ہی ثانیا اسوجہ سی

کہ اجماع مین صرف یہی امر نہین ہوتا ہی بلکہ ثبوت حکم بہی اوسی سی ہوتا ہی جیسا کہ سابقا
مفصلا معلوم ہوچکا دہم تفسیر کتاب کی ساتھہ وحی متلو کی اور سنت کی ساتھہ وحی غیر متلو کی گزرچکی
تلویح وغیرہ مین مذکور ہی لیکن ظاہر ابنی اون لوگونکی مذہب پر ہی جنکی نزدیک صرف سنن
قولیہ حجت ہین تحقیق مین ہی ثم قیل وجہ الانحصار ان الحکم اما ان ثبت بالوحی او بغیرہ والاول
اما ان یکون متلوا اولم یکن والاول ہو الکتاب والثانی السنۃ وان ثبت بغیرہ فاما ان ثبت
بالرای الصحیح اوغیرہ والاول ان کان رای الجمیع فہو الاجماع وان لم یکن فہو القیاس والثانی
الاستدلالات الفاسدۃ وافعال النبی صلعم داخلۃ فیہا ومن جعل افعالہ موجبۃ قال الدلیل السمعی
اما ان یکون وارد امن جہۃ الرسول اولم یکن والاول ان کان متلوا فہو الکتاب وان لم یکن
فہو السنۃ ویدخل فیہا اقوال النبی وافعالہ الخ **ثم قال** فی المذہب الماثور دوم یہہ کہ ناسخ منحصر
ہی کتاب وسنت مین اور اجماع وقیاس ناسخ نہین ہوسکتا اور جو دلیل کہ قیاس واجماع کی
ناسخ نہونی پر دال ہی اوس سی ثابت ہوتا ہی کہ یہہ دونونی ذاتہا ثبت حکم نہین ہوسکتے
اقول استقدر مسلم ہی کہ یہہ دونونی ذاتہا ثبت حکم نہین ہوتی ہین بوجہ اسکی کہ یہہ دونو وحی
حقیقۃ نہین ہین بلکہ قبیل آرا عباد سی ہین اسیوجہ سی ناسخ بہی حکم الٰہی کے نہین ہوتی ہین لیکن
یہہ دونو اس امر مین مفترق ہین کہ قیاس صرف مظہر ہی مطلقا ثبت نہین ہی بخلاف اجماع کی
کہ وہ ثبت حکم ہی اور مستدل ساتہہ اوسکی محتاج ملاحظہ سند کی طرف نہین ہوتا ہی پس بحیثیت
استقلال استدلال اجماع بہی دلیل مستقل مین داخل ہی اور اگر بمعنی ثبت بالذات سی خارج
ہی تو خروج سنن فعلیہ وغیرہ بہی لازم ہی **ثم قال** پس ثابت ہوا کہ قیاس واجماع بالذات
ثبت حکم نہین ہین پس دلیل مستقل نہوئی **اقول** آپ کی اس اصطلاح جدید کی موافق
اگرچہ اجماع وقیاس دلیل غیر مستقل ہے لیکن ساتہہ اوسکی بعض سنن کا خروج بہی لازم آتا ہے

اور بانضمام تقریر قول منصور ایک کلام باطل پیدا ہوتا ہی جیسا کہ سابقا معلوم ہوچکا **ثم قال** اسیواسطی اصولیین کتاب وسنت کو حکم مین برابر لکھتے ہین چنانچہ توضیح مین مرقوم ہی والکتاب والسنۃ فی اثبات الحکم مثلان **اقول** بلاشبہہ کتاب وسنن قولیہ غیر اجتہادیہ بوجہ اسکی کہ یہہ دونو وحی ہین ایک متلو دوسری غیر متلو اثبات حکم مین برابر ہین لیکن اس سی یہہ نہین لازم کہ ماعدا انکی یعنی سنن اجتہادیہ وفعلیہ وغیرہ دلیل غیر مستقل ہو کی مطلقا تابع دلیل مستقل ہو دین اور کتب اصول مین جو بحث نسخ مین مماثلت کتاب وسنت اثبات حکم مین مرقوم ہی مراد وہان صرف سنت قولیہ ہے نہ فعلیہ ونہ تقریریہ جیسا کہ ماہر فنون پر مخفی نہین ہی **قلت فی الکلام المبرد** اگر مراد یہہ ہی کہ دلیل مستقل وہ دلیل ہے جو غیر کی طرف محتاج نہو اور فی ذاتہ مثبت احکام ہو تو اس معنی سے سنت نبویہ بھی دلیل مستقل نہین بلکہ فرد اوسکا فقط کتاب اللہ اسواسطی کہ سنت نبویہ بھی محتاج طرف کتاب اللہ کی ہی کیونکہ اگر کتاب اللہ مین حکم امتثال امر نبوی کا نہوتا کیونکر قول نبی یا فعل مثبت احکام ہوتا **قال** فی المذہب المأثورہ معنی مستقل کے آپنی خوب تراشی ہین اس معنی کر تو کتاب اللہ بھی دلیل مستقل نہین ہوسکتی کیونکہ وہ بھی غیر کیطرف محتاج ہی نور الانوار مین

ہی ثم لا باس ان تکون ہذہ الاصول فرعا لشئی آخر لانہا کلہا اصول بالنسبۃ الی الحکم فالکتاب والسنۃ فرع للتصدیق باللہ ورسولہ الخ **اقول** آپ کی علم وفہم کو سلام ہی اسقدر غور نہین کرتے کہ احتیاج الی الغیر سی یہان مراد احتیاج الی الدلیل الآخر من حیث اثباتہ والاحتجاج بہ ہی نہ مطلق احتیاج الی الفاعل اور نہ احتیاج الی الغیر مطلقا تا لازم آوی کہ کتاب اللہ بھی دلیل مستقل نرہی بوجہ اسکی کہ وہ بھی محتاج الی التصدیق باللہ ورسولہ ہی بلکہ کوئی ممکن مستقل نرہی کیونکہ ہر ممکن محتاج الی الفاعل ہی عامۂ کتب اصول اس امر سی مالامال ہین کہ حجیت اجماع وقیاس موقوف کتاب وسنت پر ہی اور حجیت سنت موقوف کتاب اللہ پر ہی اور حجیت

کتاب اللہ کی کسی دلیل پر ان ادلہ اربعہ سی موقوف نہین ہی کشف مین ہی قدم الکتاب
لانہ فی شرع اصل مطلق من کل وجہ وبکل اعتبار واعتبہ بالسنۃ لان کونہا حجۃ ثابت بالکتاب
واخر الاجماع عنہما التوقف موجبہ علیہما انتہی اور شرح مختصر منار مین ہی قدم الکتاب لانہ اصل
من کل وجہ واخر السنۃ عن الکتاب لتوقف حجیتہا علیہ واخر الاجماع لتوقف حجیتہ علیہما واخر القیاس
لانہ فرع بالنسبۃ الی الادلۃ انتہی اور ملا خسرو کی حواشی تلویح مین ہی الاصل فیہا الکتاب لانہ
راجع الی قول اللہ المشرع للاحکام والسنۃ مخبرۃ عن قول اللہ وحکمہ ومستند الاجماع راجع الیہما
واما القیاس والاستدلال ففرع تابع لہما انتہی اور تحقیق مین ہی قدم الکتاب علی الجمیع لانہ فی الشرع
اصل مطلق من کل وجہ وبکل اعتبار واعتبہ بالسنۃ لان کونہا حجۃ ثابت بالکتاب لقولہ تعالے
ما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوہ واخر الاجماع عنہما التوقف موجبیۃ علیہما ولکن الثلثۃ
مع تفاوتہا تجمع موجبۃ للاحکام قطعا انتہی **ثم قال** اگرچہ کتاب اللہ مین حکم امتثال سنت نبویہ کا
ہی لیکن اوس سی یہہ نہین ثابت ہوتا ہی کہ سنت کا حجت ہونا موقوف کتاب اللہ پر ہی
جیسا کہ کتاب اللہ مین حکم امتثال کتاب اللہ کا ہی اوس سی یہہ نہین ثابت ہوتا ہی کہ کتاب اللہ
کا حجت ہونا موقوف کتاب اللہ پر ہی بلکہ حق یہہ ہی کہ سنت کا حجت ہونا وثبت احکام ہونا
موقوف کتاب اللہ پر نہین کیونکہ سنت نام ہی وحی غیر متلو کا اور کتاب اللہ نام ہی وحی متلو کا
اور وہ دونو حجیت واثبات احکام مین مساوی ہین بلکہ اگر کہا جاوی کہ کتاب اللہ خود موقوف
سنت پر ہی تو مستبعد نہین کیونکہ ثبوت کتاب اللہ خود موقوف بیان آنحضرت پر اور بیان
آنحضرت صلعم سنت ہی **اقول** سبحان اللہ چشم بد دور اس مقام پر ایسی دانائی کی بات آپنی
تحریر فرمائی کہ اوسکی دیکھنی سی بی اختیار ہنسی آگئی قطع نظر اسکی کہ آپکی تحقیق شریف مخالف
جملہ علماء امت محمدیہ ہی اسوجہ سی کہ وہ سب اپنی تصانیف مین لکھتے ہین کہ حجیت سنت

موقوف ہی کتاب اللہ پر جیسا کہ چند عبارات اس مضمون کی مذکور ہو چکین فی نفسہ بہی مردود
ہی بچند وجوہ **اول** یہہ کہ حجت اصلیہ و موجب حقیقی بوجہ اسکی کہ حاکم حقیقی سوای اللہ جل جلالہ
کی کوئی نہین صرف حکم حاکم حقیقی ہے چنانچہ آپ بہی اسکا اقرار کر چکی ہین اور کتب اصول اسکی
تحقیق سے مملو ہین پس کسی بشر کا حکم گو بدرجہا فضیلت رکہتا ہو کسی بشر پر حجت نہین ہی جبتک
فرمان الٰہی کی ساتہہ منضم نہو وی اسیوجہ سے آنحضرت صلعم کا قول و رای امور دنیویہ مین کہ محض
رای و عقل سے ہون اور امر شرعی سے متعلق نہون لازم الاتباع نہین آنحضرت صلعم نے خود اس
امر کی تصریح کر دی کہ مین بہی مثل تمہاری بشر ہون جب مین امور دنیا مین حکم کرون تو مجکو
اختیار ہے اور امر دین مین میری اتباع لازم ہی جیسا کہ صحیح مسلم مین ہی قدم نبی اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم المدینہ وہم یابرون النخل فقال ما تصنعون قالوا کنا نصنعہ قال لعلکم لو لم تفعلوا لکان
خیرا فترکوہ فنقصت فذکروا ذلک لہ فقال انما انا بشر اذا امرتکم بشیئ من امر دینکم فخذوا بہ واذا امرتکم
بشیئ من رای فانما انا بشر انتہی اور اسیوجہ سے ائمہ انبیاء اولا قبول و تسلیم سے انکار کرتے رہے اور
یہی کہتے رہے کہ یہہ مدعی نبوت ہماری مثل بشر ہی اسکا قول بہکو واجب التسلیم نہین ہی پس معلوم
ہوا کہ بعد تصدیق بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم و بما جاء بہ النبی کی جب اسکی تصدیق حاصل ہوئی کہ یہہ
کتاب منزل کلام اللہ ہی اور اوسمین حکم اتباع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا موجود ہی تب اتباع
قول نبوی جو غیر قرآن ہی لازم ہوئی نہ بمجرد قول نبی بلکہ بارشاد الٰہی اور اگر کتاب اللہ مین
حکم اطاعت رسول اللہ کا نہوتا کوئی فرد بشر مکلف ساتہہ اتباع غیر قرآن کی نہوتا کیونکہ حاکم
حقیقی سوای اللہ کی کوئی نہین اور کوئی بشر فی نفسہ کسی بشر کا واجب الاتباع نہین **دوم**
یہہ کہ سنت نبویہ کا حجت ہونا اسی وجہ سے ہی کہ وہ وحی غیر متلو اور حکم حاکم ہی نہ اسوجہ سے کہ
وہ کلام نبوی ہی کیونکہ کسی بشر کا کلام کسی بشر پر حجت نہین ہو سکتا جب تک کہ حکم حاکم ساتہہ

اوسکی منضم نہووی اور کوئی بشر کسی بشر کو اپنی اطاعت کیواسطے مجبور نہین کرسکتا جبتک
کہ حکم جابر حقیقی نازل نہووی اور علم اس امر کا کہ کلام نبوی وحی غیر متلو ہی قرآن متلو پر موقوف
ہی وما ینطق عن الھوی ان ہو الا وحی یوحی وغیرہ اسکا مثبت ہی پس ثابت ہوا کہ حجیت سنت کی
کتاب اللہ پر موقوف ہی اگر کہی کہ سنت کا وحی غیر متلو ہونا قطع نظر قرآنکی حدیث انی اوتیت القرآن
ومثلہ معہ سی بہی ثابت ہی تو ہم کہینگے کہ البتہ بہ نسبت اوس شخص کی جسنی یہہ کلام آپکی زبان مبارک
سی بالمشافہ سنا بوجہ اسکی کہ بنی بدرجہا کذب وافترا سی دور ہی یہہ کہہ سکتی ہین کہ اوسکو
اس حدیث کی استماع سی یہہ یقین ہوگیا کہ آپکی احکام غیر قرآن بہی وحی غیر متلو اور حکم حاکم حقیقی
ہین اور لازم الاتباع ہین لیکن بہ نسبت اور لوگونکی الی قیام القیامۃ کہ اس قسم کی احادیث
اونکو بوسائط آحاد کہ مفید ظن ہین پہونچین لازم آتا ہی کہ اتباع قول نبوی فرض باقی نرہی کیونکہ
فرضیت اوسکی موقوف علم قطعی اس امر پر ہی کہ یہہ وحی غیر متلو ہی اور ثبوت اسکا ظنی ہی بلکہ
بہ نسبت اوس شخص کی بہی جسنی بالمشافہ ان حدیثون کو سنا ہو کہہ سکتی ہین کہ اوسپر بہی طاعت جملہ
اقوال نبویہ فرض نہووی اسوجہ سی کہ ان احادیث سی اسیقدر ثابت ہوتا ہی کہ آپکو سوای
قرآن کی وحی غیر متلو بہی عنایت ہوئی ہی نہ یہہ کہ جو قول آپکا ہی وہ وحی غیر متلو ہی سوم یہہ
کہ جسطرح سنت قولیہ نبویہ حجت ہی ویسہی سنت فعلیہ وغیرہ بہی حجت ہی جیسا کہ کتب اصول
مین محقق ہی پس اگر بالفرض حجیت سنت قولیہ کی کتاب اللہ پر موقوف نہوا اور بوجہ اسکی کہ وہ بہی
وحی ہی مثبت احکام ہو تو حجیت سنت فعلیہ وغیرہ کہ حقیقۃ وحی نہین ہین بالضرورۃ کتاب اللہ
پر موقوف ہی **چہارم** یہہ کہ قول آپکا سنت نام ہی وحی غیر متلو کا الخ مثبت مدعی نہین ہوسکتا
سی کہ وحی متلو وغیر متلو کی مساوات فی اثبات الاحکام سی مساوات فی الحجیۃ لازم نہین
پنجم یہہ کہ قول آپکا وہ دونو حجیت واثبات احکام مین مساوی ہین غالبا قول صاحب توضیح سی

وہما مثلان ماخوذہی حال آنکہ بحث نسخ مین کہ اصولیین اس عبارتکو ذکر کرتی ہین اوسکی شرح
ساتھہ مساوات فی اثبات الاحکام کی کرتے ہین اگر مطولات پر نظر کی قدرت نہین تو مختصرات
اصول ہی کو ملاحظہ کیجیی اور ایجاد بندہ کی مصداق نہوجیی ششم یہہ کہ یہہ کلام آپکا کہ کتاب اللہ
موقوف سنت پر ہی اس سی کیا مراد ہی اگر یہہ مراد ہی کہ کتاب اللہ کی حجیت سنت پر موقوف
ہی تو قطع نظر اسکی کہ مخالف تمام علماء ہی باطل محض ہے اسوجہ سی کہ کتاب اللہ کی حجیت اگر
سنت پر موقوف ہووی تو لازم آتا ہی کہ کلام الٰہی کی حجیت موقوف کلام بشری پر ہو جاوی وہذا
لایلتزمہ الا جاہل اور اگر کہیی کہ کلام بشری بہی حقیقۃ کلام الٰہی ہی تو جواب اسکا یہہ ہی کہ ثبوت
اس امر کا بہی کلام الٰہی متلو پر موقوف ہی اور اگر یہ کلام متلو کی یہہ بات بہی ثابت ہو تو بطور
ظنیت کی ثابت ہوگی پس لازم ہوگا کہ حجیت قرآن قطعی نہ ہی وہذا لا یقولہ الا ملحد او زندیق اگر
حجیت کتاب اللہ حجیت سنت پر موقوف ہوتی تو کفار کو بڑا موقع ہاتھہ لگتا اسوجہ سی کہ حجیت
کتاب اللہ کہ مبین و موضح و حاکم ہی موقوف حجیت سنت پر رہی اور سنت کی حجیت بوجہ تشابہ
بشری کی اونکی نزدیک قابل تسلیم و اطاعت کی نہ تھی پس کبھی اونکی نزدیک حجیت شریعت ثابت
نہین ہوتی و سواس خناس نی بڑا احسان کیا کہ یہہ شبہہ کفار کی دلون مین نہ ڈالا کہ ہمیشہ وہ
محروم رہتی اور کبھی مشرف اسلام سی نہ ہوتی اور اگر مراد یہہ ہی کہ نزول کتاب اللہ و ظہور
کتاب اللہ و نحو ذلک موقوف سنت پر ہی تو بھی باطل ہی اسوجہ سی کہ اس قسم کی امور صرف
تلاوت نبویہ پر موقوف ہین اور سنن نبویہ غیر تلاوت نبویہ ہین ہفتم یہہ کہ قول آپکا ثبوت
کتاب اللہ موقوف بیان آنحضرت پر ہی الخ غلط ہی اسوجہ سی کہ بعد تصدیق بما جاء بہ النبی
کی ثبوت کتاب اللہ موقوف تلاوت نبویہ پر ہی نہ بیان نبوی پر اور سنت نبوی غیر تلاوت
نبوی ہی مین گمان کرتا ہون کہ آپنی یہہ مضمون چند سطری حالت نوم مین یا حالت اضطراب

وپریشانی مین تحریر کیا یا یہہ کہ اتفاق نظر ثانی کا نہین ہوا آپکی تصانیف مین بہت مقام ایسے ہین کہ مکتوبات نومیہ وشطحیات تحفظیہ سی معلوم ہوتی ہین اگر یہی طریقہ افہام وتفہیم وتالیف ہی اور پھر اوسپر اشارۃ دعوی محققیت کا بھی ہے تو ایسی تحقیق کو اہل اسلام سلام کرتے ہین **قلت** فی الکلام المبرور اور سر اسمین یہہ ہی کہ حاکم نزدیک اہل سنت کی نہین ہی مگر اللہ تعالی پس کلام آلہی مثبت حکم حقیقۃ وبالذات ہوگا اور کلام بشر خواہ نبی ہو خواہ مجتہد مثبت فی نفسہ نہین ہوسکتا **قال** فی المذہب الماثور کلام آلہی سی اگر مراد وحی ہی تو یہہ حصر مسلم ہے لیکن اس تقدیر پر سنت کو مثبت احکام بالذات نہ کہنا غلط ہی کیونکہ اس معنی کر سنت بھی کلام آلہی ہی اسلیی کہ وہ وحی غیر متلو ہی اور اگر مراد کلام آلہی سی کتاب اللہ ہی تو یہہ حصر غیر مسلم ہی **اقول** یہہ کلام مخدوش ہی اولا اسوجہ سی کہ ہر سنت نبوی کو وحی غیر متلو کہنا محض غلط ہی سنت تقریریہ وفعلیہ تو وحی نہین ہے اگرچہ مستلزم وحی حکمی کو ہی وثانیا اسوجہ سی کہ سنت قولیہ اجتہادیہ بھی حقیقۃ کلام واستنباط بشر ہی گو حکما وحی ہو مگر حقیقۃ وحی نہین ہی ثالثا یہہ کہ بالذات سی مراد بقرینہ سباق وہ ہی جو اپنی حجیت مین محتاج کسی دلیل شرعی کیطرف نہووی پس بر تقدیر یکہ مطلقا سنت وحی ہی ٹھہری بوجہ اسکی کہ حجیت اوسکی موقوف ہی وحی متلو پر مثبت بالذات نہوگی بلکہ صرف کتاب اللہ حجت مستقلہ ومثبت بالذات ہوگی **قلت** فی الکلام المبرور اور اگر مراد دلیل مستقل سے وہ دلیل ہی جو اثبات احکام مین اور استدلال مین محتاج طرف غیر کے نہووی یا وہ دلیل جسمین احتمال قطعیت ہو تو یہہ معنی کتاب وسنت واجماع پر صادق آتی ہین کیونکہ ہر ایک انمین سی مستقل فی الاحتجاج ہی تلویح مین ہی ثم الثلثۃ الاول اصول مطلقۃ لکونہا ادلۃ مثبتۃ للاحکام مستقلۃ والقیاس اصل من وجہ لاستناد الحکم الیہ دون وجہ لکونہ فرعا للثلثۃ انتہی **قال** فی المذہب الماثور اسکا رد بھی تلویح مین موجود ہے

الخامس الاجماع ایضا یفتقر الی السند فینبغی ان لا یکون اصلا اور اسکا جواب بہی اگرچہ تلویح مین
بدو وجہ مذکور ہی لیکن میری نزدیک او سمین نظر ہی چنانچہ عبارت او سکی یہہ ہی وعن الخامس بعد تسلیم
ما ذکر ان الاجماع انما یحتاج الی السند فی تحققہ لا فی نفس الدلالۃ علی الحکم فان المستند لا یفتقر الی
ملاحظۃ السند والالتفات الیہ بخلاف القیاس فان الاستدلال بہ لا یمکن بدون اعتبار احد الاصول
الثلثۃ والعلۃ المستنبطۃ منہا وقد یجاب بان الاجماع یثبت امرا زائدا لاثبتہ السند وہو قطعیۃ الحکم بخلاف
القیاس فانہ لا یفید زیادۃ بل ربما یورث نقصانا بان یکون حکم الاصل قطعیا وحکمہ ظنیا انتہی جواب
اول مخدوش ہی بدین طور کہ اس قول سی کہ اجماع دلالت علی الحکم مین محتاج سند کا نہین ہے
کیا مراد ہی اگر مراد یہہ ہی کہ دلالت علی الحکم مین محتاج ملاحظہ سند کا نہین ہے تو مسلم ہی لیکن اس سے
یہہ نہین لازم کہ حکم کی اسناد حقیقۃ اجماع کی طرف ہو جاوی تاکہ وہ دلیل مستقل ٹھہری اور اگر
یہہ مراد ہی کہ دلالت علی الحکم مین محتاج تحقق سند کا نہین تو غیر مسلم ہی اور جواب ثانی مخدوش
ہی بدین وجہ کہ مراد اس قول سی کہ اجماع ثبت قطعیت حکم ہی کیا ہی اگر یہہ ہی کہ باعتبار واقع
کی اجماع ثبت قطعیت حکم ہی تو غیر مسلم ہی کیونکہ ہو سکتا ہی کہ نفس الامر مین ثبت قطعیت حکم دائی
وسند ہو لیکن قطعیت او سکی بسبب عارض کی پوشیدہ ہو گئی ہو اور ظنیت آگئی ہو او سکو اجماع نی
ظاہر کر دیا اور اگر مراد یہہ ہی کہ باعتبار ہماری علم کے اجماع ثبت قطعیت ہی پس اس سی یہہ نہین
لازم کہ قطعیت کی اسناد حقیقۃ اجماع کی طرف ہو تاکہ وہ دلیل مستقل ٹھہری علاوہ ازین قطعیت
حکم نہین ہی بلکہ صفت حکم پس او سکی ثبت ہونیسی ثبت حکم ہونا لازم نہین آتا ہی قطع نظر اس سے
عموما قطعی ہونا مقتضی استقلال نہین نور الانوار مین ہی وہذا باعتبار الاغلب والاکثر والاعم
الخصوص منہ البعض وخبر الواحد ظنی والقیاس بعلۃ منصوصۃ قطعی انتہی علاوہ اسکی اجماع کا عموما
ثبت قطعیت ہونا غیر مسلم ہی تلویح مین ہی ثم الاجماع علی مراتب فالاولی بمنزلۃ الآیۃ والاخیر المتواتر

یکفر جاحدہ والثانیۃ بمنزلۃ المشہور بضلیل جاحدہ الخ **اقول** اس قسم کی مباحث سی کہ آپکی تحریرات مین مسطور ہوئی آپکی واقفیت علمیہ وفہم کتب درسیہ کا حال بھی معلوم ہوتا ہی ایک تو بحث لام واضافت کی گذر چکی کہ جس سی فہم مطول وغیرہ کا حال واضح ہوگیا دوسری بحث یہہ تلویح کی متعلق آئی کہ اسنی پردہ فاش کردیا معلوم ہوتا ہی کہ آپ نہ حواشی وشروح دیکھتی ہین نہ اور کتب فن کو ملاحظہ کرتی ہین نہ بغور مطالعہ فرماتی ہین بلکہ جو امر خاطر عالی مین بادی النظر آگیا اوسکو عقد لاینحل سمجھتی ہین اور پھر کنایہ محقق بنی جاتی ہین **آپکی** اعتراضات جو تلویح پر وارد ہوئی صاحب نظر وسیع وفہم صحیح کی نزدیک لغو معلوم ہوتی ہین **لیکن** اعتراض جواب اول پس اسوجہ سی کہ عبارت تلویح الاجماع انما یحتاج الی السند فی تحققہ لا فی نفس الدلالۃ علی الحکم مین مراد یہہ ہی کہ اجماع ودلالت علی الحکم مین اور اوسکی ساتھہ اثبات واستدلال مین محتاج ملاحظۂ سند کا نہین ہے یعنی مستدل بالاجماع کو صرف ذکر اجماع واثبات وقوع اجماع کافی ہی اور اثبات حکم کی واسطی کچھہ احتیاج طرف تفتیش داعی وسند کلام الٰہی وکلام نبوی کی نہین ہی اولاً تو قول اوسکا انما یحتاج الی السند فی تحققہ صاف اس امر پر دلالت کرتا ہی کہ غرض اوسکی انکار احتیاج دلالت اجماع علی الحکم طرف تحقق سند کی نہین ہی اسوجہ سی کہ تحقق ووجود اسبق العوارض ہی اور دلالت علی الحکم عوارض لاحقہ مین سی ہی پس ہرگاہ تحقق اجماع محتاج طرف تحقق سند کی ہوا لامحالہ توقف دلالت علی الحکم کا بھی تحقق واقعی سند پر ہوگا ثانیاً قول اوسکا فان المستدل بہ لا یفتقر الی ملاحظۃ السند والالتفات الیہ بھی صاف واضح ہوگیا کہ غرض اوسکی انکار احتیاج اجماع کا ہی دلالت علی الحکم مین ملاحظہ سند کیطرف نہ تحقق سند کی طرف ثالثاً محشین تلویح نی بھی اس مضمون کو واضح کردیا ہے حواشی لبیب مین ہی معناہ ان الاجماع محتاج الی السند فی تحققہ ووجودہ لا فی الدلالۃ لنا علی الحکم وکونہ سببا رشتبا ظاہرا فلذا لا یفتقر فی الاستدلال بالاجماع وتعیین السبب الظاہری للحکم اثابت یہ

الی ملاحظۃ السند بخلاف القیاس انتہی رابعاً سوای تلویح کی اور کتب اصول مین یہی مضمون
بکمال توضیح مذکور ہی پس باایں ہمہ عبارت تلویح مین چون وچرا کرنا اور اگر مگر کرکے تاویل کرنا
بلاطائل ہے اور یہہ قول آپکا کہ اس سی یہہ نہین لازم کہ حکم کی اسناد حقیقۃً اجماع کیطرف ہوجاے
قطع نظر اسکی کہ مخالف تصریحات اصولیین ہی کیونکہ وہ اپنی تصانیف مین کتاب وسنت واجماع
کو ادلۂ مستقلۂ مثبتۃ للاحکام سی اور قیاس کو غیر مثبت شمار کرتے ہین جیسا کہ کشف مین ہی لکن
الثلثۃ مع تفاوت درجاتہا حجج موجبۃ للاحکام قطعاً ولا یتوقف فی اثبات الاحکام علی شیٔ فقدمت
علی القیاس الذی یتوقف فی اثبات الحکم علی المقیس علیہ انتہی فی نفسہ بہی باطل ہی اسوجہ سی کہ اگر
اسناد حکم سی مراد اسناد ثبوت حکم نفس الامری ہی تو سنت وکتاب بہی حقیقۃً مثبت نہین ہے
جیسا کہ سابقاً گذر چکا اور اگر اسناد ثبوت علمی ہے تو اوسکی وجود مین کوئی شبہہ نہین ہی کیونکہ جب
دلالت اجماع علی الحکم مثل دلالت کتاب وسنت کی محتاج طرف ملاحظہ سند کی نہ ہوئی اثبات
علمی مین مثل کتاب وسنت کی دلیل مستقل ٹھہری آوسکو نہ تسلیم کرنا خالی مکابرہ سی نہین ہی کیونکہ
یہان مراد مستقل سی وہی دلیل ہی جو دلالت علی الحکم اور اوسکی ساتھہ استدلال کرنے مین اور
ثبوت علمی ہونمین محتاج کسی دلیل آخر کی طرف نہووی اور یہہ تعریف اس تقدیر پر ان تینونپر
صادق آتی ہی اور اگر مستقل سے کوئی دوسرا معنی مراد لیا گیا ہی تو وہ خارج از بحث ہی اوسکو
معرض عدم تسلیم مین ذکر کرنا خالی مغالطہ سی نہین ہی اور جواب ثانی پر جو آپنی ایراد
کیا ہی اوسکی لغویت کی وجہ یہہ ہی کہ اجماع کا مثبت قطعیت ہونا فی نفس الامر بطلان اوسکا
ظاہر ہی اس احتمال کی ذکر کرنیسی بجز تسوید کی اور کیا فائدہ ہی بلکہ کتاب وسنت بہی مثبت
قطعیت واقعیہ نہین ہی کیونکہ سابقاً معلوم ہوچکا کہ ان ادلہ مین کوئی مثبت فی نفس الامر
نہین ہے آرہی اثبات علمی مین یہہ تینون مستقل ہین اور قیاس غیر مستقل ہی اور کوئی

ان تینون مین سی اثبات علمی حکم و اثبات قطعیت مین ملاحظہ کسی دلیل آخر کیطرف محتاج نہین
ہین گو ثبوت حجیت وجود نفس الامر وغیرہ مین ایک دوسری کا محتاج ہووی پس ہرگاہ اجماع
کو اثبات قطعیت مین احتیاج ملاحظہ غیر کی طرف نہوئی بالضرورۃ دلیل مستقل و اصل مطلق
ٹھہری پس عدم تسلیم استقلال اجماع بالمعنی الذی نحن فیہ لغو ہوئی **اور علاوہ** جو اپنی
بیان فرمایا وہ صاحب تلویح پر وارد نہین اسوجہ سی کہ اصل اس جواب کا جو اوسنی و قد یجاب
بان الاجماع یثبت امرزائدا الاثبتہ السند و ہو قطعیتہ الحکم بخلاف القیاس الخ سی ذکر کیا ہے
صاحب توضیح کا ہی جیسا کہ حواشی تلویح سی ظاہر ہی لیکن چونکہ ظاہرا صاحب توضیح کی تقریر
سی معلوم ہوتا تہا کہ قطعیت حکم بھی حکم ہی حال آنکہ یہہ صحیح نہین ہی صاحب تلویح نی اوسکی
اصلاح کیواسطی امرزائدا کا لفظ زائد کرکے اشارہ کیا کہ قطعیت اگرچہ حکم نہین ہی مگر چونکہ
متعلقات حکم سی ہی اور اسکی اثبات کی واسطی اجماع کافی ہی اسوجہ سی اجماع ادلہ مستقلہ سی
معدود ہوئی کیونکہ اس سی بھی ایک امرزائد ثابت ہوتا ہی گو غیر حکم ہو اور جیسا کہ کتاب و سنت
اثبات حکم مین مستقل ہی اجماع بھی اثبات قطعیت مین مستقل ہی بخلاف قیاس کی کہ یہہ کسی باب مین
مستقل نہین ہی پس صاحب تلویح یہہ نہین کہتا ہی کہ قطعیت حکم حکم ہی تا آپ کے ایراد کا
سورد ہووی بلکہ وہ باوجود علم اس امر کی کہ وہ امرزائد ہی یہہ کہتا ہی کہ بر تقدیر تسلیم اسکی
کہ اجماع بہ نسبت حکم کی مستقل نہووی بہ نسبت وصف حکم کی مستقل ہوسکتی ہی بخلاف قیاس کے
کہ اوسکو کسیطرح سی استقلال نہین ہی **اور علاوہ** دوسرا آپکا مبنی غفلت پر کتب فن سی
ہی عموما اجماع کی ثبت قطعیت ہونیکا کون مدعی ہی گفتگو یہہ ہی کہ اصل اجماع مین مثل کتاب و
سنت کی قطعیت ہی اور اصل قیاس مین ظنیت ہی حسن چلپی و محمد بن فراموز کی حواشی تلویح
مین ہی قولہ و قد یجاب الخ اعترض علیہ بان العام المخصوص و الآیۃ المأولۃ و خبر الواحد و الاجماع

المنقول الینا بالآحاد لیست بقطعیة والقیاس بعلة منصوصة قطعی واجیب بان الاصل فی الثلثة
القطع وعدمه بالعارض والقیاس بالعکس فاختلفا باعتبار الاصل انتہی اور ابن ملک کی شرح
منار مین ہی الاصل فی الثلثة الاول القطع وعدمه بالعارض وامر القیاس بالعکس انتہی اور
درمیان دونو علاوہ کی جو آپنی قطع نظر اس سی عموما الخ فرمایا منشا اوسکا کتب فن سی قطع نظر ہی
اگر اصل وعدم اصل کے تحقیق کو ملاحظہ کرتے ایسی تحریر نہ فرماتی قلت فی الکلام المبرور دوسرا
خدشہ یہہ ہی کہ صحابہ کی باہم مناظرہ کرنیسی اور مسائل کو طرف کتاب وسنت کی راجع کرنیسی یہہ
نہین لازم کہ غیر صحابہ کیواسطی انحصار دلیل کا دو فرد مین ہو جاوی قال فی المذہب المأثور
یہہ کہین قول منصور مین نہین کہا گیا کہ صحابہ کی مسائل کو طرف سنت وکتاب کی راجع کرنیسی یہہ
لازم آتا ہی کہ غیر صحابہ کی واسطی انحصار دلیل کا دو فرد مین ہو جاوی بلکہ یہہ کہا گیا ہی کہ قول
وفعل وتقریر خلفاء راشدین یا اہل بیت یا دیگر صحابہ دلیل شرعی مستقل نہین ہی کیونکہ اگر دلیل
مستقل ہوتی تو صحابہ استناد وحکم طرف کتاب وسنت کی کیون کرتی اقول آپنی قول منصور مین
انحصار دلیل مستقل کا کتاب وسنت مین کرکے ماعدا کو دلیل غیر مستقل ٹھہرانا اور بانضمام اسکی کہ دلیل
غیر مستقل تابع دلیل مستقل ہوتی ہی امر زائد ثابت نہین کرسکتی یہہ امر ثابت کیا کہ فعل وقول صحابہ
وغیرہ ثبت سنیت امر مستحب کی نہین ہوسکتی کلام مبرور مین آپکی یہہ دونو مقدمی مخدوش کیی
مقدمہ ثانیہ اسطور پر کہ تابع کو بھی ضرور لازم کہ افادہ مثل حکم متبوع کری اور مقدمہ اولی اسسے
سی کہ اگر مستقل سی مراد وہ دلیل ہی جو محتاج الی الدلیل لاثبات احکام مین نہو اور حجیت مین
کسی پر موقوف نہو تو سنت بھی مستقل سی خارج ہی پس لازم آتا ہی کہ وہ بھی حکم زائد ثابت
نہ کرسکی وہو باطل عقلا ونقلا اور اگر مراد وہ ہی جو اثبات احکام مین محتاج طرف ملاحظہ غیر
کی نہو بلکہ بنفسہ ثبت ہو تو اجماع بھی داخل مستقل ہے بعد اسکی جو منشا آپکی انحصار کا تھا

یعنی صحابہ کا کتاب وسنت کی طرف رجوع کرنا اوسپر خدشہ کیا گیا اسطور پر کہ مصداق دلیل کا
باختلاف مستدلین مختلف ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی واسطی طریقہ ثبوت حکم دینی متلو و وحی
غیر متلو واجتہاد مین منحصر تہا اور صحابہ کیواسطی زمانہ نبوی مین بھی یہی تین طریقہ تہی اور بعد
زمانہ نبوی کی اجماع کا بھی تحقق ہوا اور غیر صحابہ کی واسطی بشہادت چند احادیث کی اقوال
وآثار صحابہ بہی دلیل مقرر ہوئی اور یہہ سب سوای قیاس کی دلیل مستقل مین داخل ہین جسکو
کہ مستقل نے اثبات الحکم فی علمنا ہین اسیوجہ سی اہل اصول بحث آثار صحابہ اپنی کتب مین درج کرتی
ہین اور ترتیب استدلال اون لوگون کی واسطی جو بعد صحابہ کی ہین یون بیان کرتے ہین
کہ اولا کتاب اللہ سی حکم واقعہ تلاش کیا جاوی اگر نہ ملی تو سنت سی اگر نہ ملی تو آثار صحابہ سی
اگر نہ ملی تو اجماع سی اگر نہ ملی تو قیاس سی پس چونکہ صحابہ کی واسطی دلیل مستقل کا انحصار کتاب
وسنت مین تہا بجز رجوع الی الکتاب والسنۃ کی کوئی چارہ نہ تہا اور اس سی یہہ نہین لازم کہ مابعد
صحابہ کی واسطی انحصار نہین دو نوفرد مین ہو جاوی بلکہ انکی بہ نسبت استقلال ثبوت علمی کے
واسطی آثار صحابہ واجماع بہی موجود ہی پس اگرچہ آپ صحابہ کی اقوال وآثار کی مطلق حجیت کے
قول منصور مین قائل تہی مگر مستقل سی اوسکو نکالتی تہی اوسپر کلام مبرور مین خدشہ کیا گیا کہ
آثار صحابہ دلائل شرعیہ مین داخل ہین اور ادلہ مستقلہ مین بہ نسبت مابعد صحابہ کی معدود ہین
مگر عنوان بحث مین اولا بطلان انحصار دلیل کتاب وسنت مین اور اختلاف مصداق دلیل
باختلاف مستدلین ذکر کیا گیا بعد ازان استقلال ان سب ادلہ کا یعنی کتاب وسنت واجماع و
آثار صحابہ سوای قیاس کی بیان ہوا جیساکہ ناظر کلام مبرور کی صفحہ ۲۹ اور صفحہ ۱۲۰ اور صفحہ ۱۳۱
پر مخفی نہین ہی اور اب مذہب ماتریدیہ مین جو معنی استقلال کی بیان فرمائی قطع نظر اسکی کہ کس
طرح سی مورد ایراد ات ہی جیساکہ سابقا گذر چکا باعث آپکی نجات کی نہین ہی اسوجہ سی

کہ سنت بنویہ فعلیہ وتقریریہ وغیرہ بہی مستقل سی خارج ہوتی جاتی ہی اور صرف کتاب وسنت قولیہ
غیر اجتہادیہ کہ حقیقۃ وحی ہین دلیل مستقل ٹھہرتی ہی وہو باطل عقلا ونقلا قلت فی الکلام المبرو
توضیح اسکی یہہ ہی کہ دلیل حکم عبارت اوس چیز سی ہی جو ثبت حکم ہو یعنی علم حکم اوس سی
حاصل ہو خواہ محتاج طرف دوسری کی ہو یا نہو اور مصداق اسکا باختلاف مستدلین مختلف
ہی قال فی المذہب الماثوریہہ احتمال کہ فعل وقول وتقریر صحابہ بہ نسبت ہماری دلیل مستقل
ہی گو بہ نسبت صحابہ کی نہو باطل ہے کیونکہ استقلال وعدم استقلال باختلاف مستدلین نہین مختلف
ہوتا ہی اور صاحب قول منصوریہہ نہین کہتا ہی کہ آثار صحابہ واجماع دلیل شرعی نہین ہی بلکہ
یہہ کہتا ہی کہ سوای کتاب وسنت کی کوئی دلیل شرعی مستقل نہین ہی اقول مستقل بحسب تصریح
ائمہ فن عبارت اوس دلیل سی ہی جو اثبات علی حکم اور اوسکی سامتہ استدلال مین محتاج
ملاحظہ غیر کا نہو اور یہہ امر باختلاف مستدلین مختلف ہی عصر نبوی مین اجماع دلیل مستقل نہین
ہی اور بعد عصر نبوی کی مستقل ہے اور اثر صحابی بہ نسبت دوسری صحابی کے مستقل نہین ہے
اور بہ نسبت غیر صحابی کے مستقل ہے پس انکار کرنا اسکا اور ایسہی انکار استقلال اجماع وآثار
صحابہ خالی خفاقت سی نہین آری جو معنی مستقل کے آپنی وقت تالیف مذہب ماثور کی تراشی
ہین یعنی مستقل وہ دلیل ہی جو وحی الہی ہو متلو یا غیر متلو البتہ وہ مختلف باختلاف مستدلین
نہین ہی اور اجماع وآثار صحابہ پر صادق نہین ہی مگر اولا تو یہہ اصطلاح جدید ہی ثانیا سنت
قولیہ اجتہادیہ بہی اس سی خارج ہی اور اگر کہیئی کہ وہ حقیقۃ اگرچہ وحی نہین ہی مگر حکما وحی ہے
تو کچہہ فائدہ نہین اسوجہ سی کہ جب حقیقۃ وحی نہوئی ثبت حکم بالذات وہ حکم حاکم حقیقی
حقیقۃ جو مدار استقلال ہی نہوئی اور اگر کہیی کہ اجتہاد وحی باطن ہی تو آپکو مضر ہی کیونکہ ایکجماعت
علما کی نزدیک مطلق اجتہاد اگرچہ اجتہاد غیر نبی ہو وحی باطن ہی جیساکہ کتب اصول مین مشرح

ثالثاً سنت فعلیہ وتقریریہ بھی خارج ہی ارا تبعاً غیر مستقل باین معنی کو لازم نہین کہ افادۂ حکم مین
تابع مستقل ہووی نہین تو لازم آویگا کہ سنت فعلیہ وغیرہ بھی ثبت امر زائد نہ ہووی وہو باطل
معقولاً ومنقولاً الغرض ابتک وہ معنی مستقل وغیر مستقل کے کہ جس سی کتاب وسنت اور لمین
اور ماعدا اسکی ثانی مین داخل ہوجاوی اور افادۂ حکم مین بالکلیہ تابع اول ہوجاوی
امر زائد ثابت نہ کرسکی منفح نہین ہوئی آپکی تحریرات مین عجیب مضامین مختلفہ واقع ہوتی ہین کہ
ایک سی دوسری باطل ہوتی جاتی ہین **قلت** فی الکلام المبرور اور چند احادیث سی یہہ امر
صاف ظاہر ہی کہ اقوال وافعال وتقریرات صحابہ بھی دلائل احکام شرعیہ ہوسکتی ہین الخ
قال فی المذہب المانور قطع نظر اس سی کہ اقوال وافعال وتقریرات صحابہ کا عموماً حجت شرعیہ
کہنا محل تامل ہے کلام یہان دلیل مستقل مین ہی اور استقلال ان امور کا ابتک پایۂ ثبوت
کو نہین پہونچا اور امام ابو حنیفہ کا یہہ قول کہ ہم اخذ کرتے ہین قضیۂ صحابہ کی ساتھہ اس امر پر
دال ہی کہ اقضیۂ صحابہ عموماً حجت شرعیہ ہین اور نہ اس امر پر کہ وہ حجت مستقلہ ہین شاہد اس مقال
کا ہی کہ عمل حنفیہ خود فیما یعقل بالقیاس مین مختلف ہی چنانچہ عبارت منار اسپر دال ہی **اقول**
استقلال بالمعنی المصطلح الجدید اگرچہ آثار صحابہ مین موجود نہین ہی لیکن اس سی کچھہ ضرر نہین
کیونکہ اس قسم کا استقلال تو بعض سنن مین بھی نہین ہی اور استقلال بمعنی عدم الاحتیاج
فی اثبات الحکم العلمی الی ملاحظۂ دلیل آخر آثار صحابہ مین بھی باقتضای احادیث متعددہ موجود
ہی اور مفاد کلام امام ابو حنیفہ کا جو بعبارات مختلفہ کلام مبرور مین میزانی شعرانی سی نقل
کیا گیا ہی بھی یہی ہی کہ جس امر کی دلیل صریح کتاب وسنت سی نہ ملی اوسمین اقضیہ صحابہ کی
ساتھہ عمل کیا جاوی اور اسکی ضرورت نہین کہ موافق اقضیہ صحابہ کی کوئی نص وحی متلو یا غیر
متلو کی ملی البتہ اسقدر ضرور ہی کہ کوئی نص صریح مخالف اوسکی نہ ملی اور عمل حنفیہ فی مایعقل

بالقیاس ہین مختلف ہوتی ہی یہہ نہین لازم کہ مطلقا حجیت استقلالیہ باطل ہو جاوی قلت فی الکلام
المبرور اور ائمہ اصول اپنی تصانیف مین ایک بات واسطی احتجاج کی ساتھہ آثار صحابہ کی مقصود
کرتی ہین اور اوسمین اقوال و افعال و تقریرات صحابہ کو راجع طرف سنت اور قیاس اور اجماع
کی کرکے قابل احتجاج ٹھہراتی ہین **قال فی المذہب الماثور** اسمین کلام ہی بچند وجوہ اول یہہ
کہ ائمہ اصول جو باب واسطی احتجاج کی ساتھہ آثار صحابہ کی مقصود کرتے ہین اور اوسمین اقوال
مختلفہ اسباب ہین نقل کرتے ہین اوس سی صرف اسیقدر ثابت ہوتا ہی کہ وجوب تقلید صحابی
مسئلہ مختلف فیہا ہی اور یہہ کہ بعض اسبات کی طرف گئی ہین کہ عموما قول صحابی حجت ہی اور بعض
اسبات کی طرف کہ قول صحابی حجت نہین اور بعض تفصیل کرتے ہین پس اس سی نفس الامر مین
حجت ہونا قول صحابی کا ثابت نہین ہوتا چہ جائیکہ اوسکا مستقلہ ہونا ثابت ہو دوم یہہ کہ اسبات
مین عبارت مناسبی تین اقوال معلوم ہوتی ہین اور یہہ حجت مستقلہ ہونیکی منافی ہین منافات
ثابت کی تو ظاہر ہی اور ثانی و اول کی اسلیئے کہ آثار صحابہ موافق ان دو نو قول کی حکما حدیث
مرفوع ہین تو مرجع فی الحقیقۃ سنت مرفوعہ ٹھہری سوم مذہب صحیح نزدیک محدثین کی یہہ ہی کہ قول
و فعل و تقریر صحابی حجت نہین کیونکہ یہہ سب داخل حدیث موقوف ہین اور حدیث موقوف موافق
مذہب صحیح کی حجت نہین ہی مجمع البحار مین ہی الموقوف ما روی عن الصحابی من قول او فعل متصلا
او منقطعا و ہو لیس بحجۃ **اقول کلام اول** بعینہ جمیع مسائل خلافیہ مین جاری ہی پس لازم
آتا ہی کہ ابحاث خلافیہ مین کوئی حکم معین نہو سکی اور کوئی صاحب مذہب اپنی قول و دلیل کے
موافق فتوی نہ دی سکی کیونکہ بوجہ وقوع خلاف کی امر نفس الامری حیز خفا مین رہیگا اور حکم جزمی
کسی کا درست نہو گا **اور کلام دوم** مخدوش ہی اسوجہ سی کہ آثار صحابہ کا حکما مرفوع ہونا مانع
استقلال بحسب علمنا نہین ہی اور استقلال یعنی مخترع طبع عالی کی اگرچہ منافی ہی لیکن اس تقدیر پر

سنت نبویہ اجتہادیہ وفعلیہ وتقریریہ بھی مستقل نہین رہتی ہے کیونکہ ان سبکا واجب الاتباع
ہونا اسیوجہ سے ہی کہ ہر ایک انمین سے مستلزم وحی یا وحی حکمی ہی تو مرجع فی الحقیقۃ وحی حقیقی
غیر متلو ومتلو ٹھہری وہذا باطل ومع بطلانہ لا یودی ضم المقدمۃ الثانیۃ الی طائل کما ذکرنا مرۃ
بعد مرۃ اور کلام سوم خالی مغالطہ سے نہین ہی کیونکہ موافق مذہب صحیح کی محدثین کی
نزدیک قول وفعل صحابی مما لا یدرک بالرای حجت ہی اور ما یدرک بالرای کی حجیت مختلف فیہ
ہی اور حجیت مالا یدرک بالرای کی دلیل اگرچہ انکی نزدیک یہہ ہی کہ وہ حکما مرفوع ہی لیکن
یہہ منافی حجیت واستقلال نہین ہی اور جس معنی استقلال کی منافی ہی وہ کچھہ مضر نہین ہے
حافظ ابن حجر شرح نخبۃ الفکر مین لکھتے ہین مثال المرفوع من القول حکما ما یقولہ الصحابی الذی
لم یاخذ عن الاسرائیلیات مما لا مجال للاجتہاد فیہ ولا تعلق لہ ببیان لغۃ او شرح غریب کالاخبار
عن الامور الماضیۃ من بدء الخلق واخبار الانبیاء او الآتیۃ کالملاحم والفتن واحوال یوم
القیامۃ وکذا الاخبار عما یحصل بفعلہ ثواب مخصوص او عقاب مخصوص ومثال المرفوع من الفعل
حکما ان یفعل الصحابی مالا مجال للاجتہاد فیہ فیدل ذلک علی ان الفعل عندہ عن النبی صلعم
انتہی اور سیوطی تدریب الراوی شرح تقریب النواوی مین لکھتے ہین من المرفوع ایضا ما
عن الصحابی ومثلہ لا یقال من قبل الرای ولا مجال للاجتہاد فیہ جزم بہ الرازی فی المحصول
وغیر واحد من ائمۃ الحدیث وقال شیخ الاسلام من ذلک حکمہ علی فعل من الافعال بانہ طاعۃ اللہ
ورسولہ او معصیتہ وجزم بذلک الزرکشی فی مختصرہ واما البلقینی فقال للاقوی ان ہذا لیس بمرفوع
وسبقہ الی ذلک ابو القاسم نقلہ ابن عبد البر وردہ علیہ انتہی اور سیوطی طلوع الثریا باظہار ما کان
خفیا مین لکھتے ہین قال ابو عمرو الدانی قد یحکی الصحابی قولا او یوقفہ فیخرجہ اہل الحدیث فی المسند
لامتناع ان یکون الصحابی قالہ الا بتوقیف قال الحافظ ابن حجر ہذا ہو معتمد کثیر من کبار الائمۃ کما

حجیت ہونا قول صحابی کا محدثین
وحنفیہ کے نزدیک

الصحیح والامام الشافعی وابی جعفر الطبری والطحاوی وابی بکر بن مردویہ فی تفسیرہ المسند
والبیہقی وابن عبد البر فی آخرین قال وقد حکی ابن عبد البر الاجماع علی انہ مسند وبذلک جزم
الحاکم فی علوم الحدیث والامام الرازی فی المحصول انتہی اور حافظ عراقی کی شرح الفیہ میں
ہی ما جاء عن صحابی موقوفا علیہ ومثلہ لا یقال من قبل الرای حکمہ حکم المرفوع کما قال
الامام فخر الدین فی المحصول اذا قال الصحابی قولا لیس للاجتہاد فیہ مجال فہو محمول علی السماع
وما قالہ فی المحصول موجود فی کلام غیر واحد من الائمۃ کابی عمر بن عبد البر وغیرہ انتہی اور فتح المغیث
بشرح الفیۃ الحدیث میں ہی قال ابن العربی فی القبس اذا قال الصحابی قولا لا یقتضیہ
القیاس فانہ محمول علی المسند وہو مذہب مالک وابی حنیفۃ انہ کالمسند انتہی وہو اظہر من احتجاج
الشافعی فی الجدید بقول عائشۃ فرضت الصلوۃ رکعتین رکعتین حیث اعطاہ حکم المرفوع لکونہ
مما لا مجال للرای فیہ والا فقد نص علی ان قول الصحابی لیس بحجۃ انتہی پس ان عبارات
اور اسکی امثال سی کہ ماہرین حدیث پر مخفی نہین معلوم ہوا کہ حدیث موقوف جو قبیل مالا یدرک
بالرای سی ہو وہ باتفاق محدثین حجت ہی اور امام شافعی سی اگرچہ ایک روایت مخالفت
کی ہی مگر وہ ضعیف ہی اور یہی مذہب حنفیہ کا بالاتفاق ہی ہان جو موقوف مایدرک
بالرای ہو اوسمین محدثین کا اور حنفیہ کا خلاف ہی بعضون کی نزدیک حجت ہی اور بعضون
کی نزدیک نہین اور امام شافعی بھی بحسب قول جدید کی منکرین کی صاتھ ہین پس اطلاق
حکم آیکا کہ حدیث موقوف محدثین کی نزدیک موافق مذہب صحیح کی حجت نہین صحیح نہین
خلاصہ طیبی میں ہی الموقوف لیس بحجۃ عند الشافعی وطائفۃ من العلماء وحجۃ عند طائفۃ
انتہی اور سیوطی کے اتمام الدرایۃ لقراء النقایہ میں ہی لیس قول صحابی حجۃ علی غیرہ علی
الجدید والقدیم نعم لحدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم انتہی اور تحریر الاصولیین

ابن ہمام لکھتے ہین الحق الرازی من الحنفیۃ والبردعی وفخر الاسلام واتباعہ قول الصحابی فی مایکن فیہ الرای باسنۃ لا المسئلہ فیجب تقلیدہ ونفاہ الکرخی وجماعۃ والشافعی انتہی بحر العلوم شرح تحریر مین کہتے ہین انما الخلاف بین متاخرنا فی اقوال الصحابۃ فی مایدرک بالرای والقیاس فالکرخی منا یمنع الحجیۃ والرازی والبردعی وفخر الاسلام وشمس الائمۃ علی الحجیۃ والیہ میل المصنف وعلیہ الشافعی فی قولہ القدیم وروی عن مالک واحمد فی روایۃ واما الشافعی فی قولہ الجدید فلا یری قول الصحابی حجۃ اصلا وانکار الحجیۃ فی مالا یدرک انکار الواضحات الضروریۃ لا یعبأ بہ اصلا انتہی اور فتاوی قاسم بن قطلوبغا مین ہی قول الصحابی حجۃ عندنا واتابعی الذی زاحم الصحابۃ فی الفتوی حجۃ عندنا انتہی اور فتح القدیر مین ہی قول الصحابی حجۃ عندنا مالم تنفہ شئی من السنۃ انتہی **قلت** فی الکلام المبرور اب سمجھنا چاہیی کہ چونکہ صحابہ کی واسطی دلیل مستقل نہ تھی مگر کتاب وسنت اسواسطی وہ لوگ سندان دو نوسی تالاش کرتی تھی اور جو لوگ بعد صحابہ کی ہین اونکی واسطی چند دلیلین ثبت احکام ہین کتاب وسنت واجماع وقیاس وآثار صحابہ اور یہہ سب سوای قیاس کی دلیلین مستقل ہین پس آثار واقوال صحابہ کی حجیت سی انکار کرنا جیسا کہ مولف سی صادر ہوا خلاف معقول ومنقول ہی **قال** فی المذہب الماثور اجماع وآثار صحابہ کا دلیل مستقل ہونا کسی دلیل سی آپنی ثابت نہین غیرہا **اقول** جس معنی کی اعتبار سی ہم ان سبکو دلیل مستقل کہتی ہین یعنی الذی لا یحتاج المستدل فی اثبات الحکم بہ الی ملاحظۃ دلیل غیرہ وہ عبارات اصول سی جو کلام مبرور مین مذکور ہین ثابت ہی اور عدم استقلال بالمعنی البدعی کا مضر نہین کما ذکرنا سابقا **ثم قال** فی المذہب الماثور مولف قول منصور کو منکر حجیت امور مذکورہ مطلقا قرار دینا افترا ہی البتہ ان امور کی حجت مستقلہ ہونیکا اوس ہی انکار ہی **اقول** انکار مطلق استقلال کا محض باطل ہی اور انکار معنی جدید کا مضر نہین ہی اور جسکو آپ افترا لکھتی ہین اوسکا خود عبارات لاحقہ مین اقرار کرتے ہین **قال**

فی القول المنصور اور غیر نبی کی فعل و قول و تقریر کی حجت مستقلہ ہونی پر ایک دلیل یہہ ہی کہ
حاکم شرع مین نہین ہے مگر حق سبحانہ اور اوسکی حکم کا دریافت کرنا غیر نبی کو متصور نہین مگر الہام
سی یا رای محض سی یا کتاب و سنت یا قیاس سی شقین اولین تو بدیہی البطلان ہین اور بر تقدیر
اخیرین دلیل مستقل ہونی **قلت** فی الکلام المبرور انحصار باطل ہی کیونکہ منجملہ صور دریافت
کرنیکی اجماع ہی کہ وہ بہی دلیل قطعی مستقل ہے اور منجملہ اوسکی یہ نسبت قرون متاخرہ کی آثار
صحابہ ہین کہ وہ بہی کاشف عن السنۃ النبویہ ہین **قال** فی المذہب الماثور توجیہ حصر یہہ ہے
کہ اجماع راجع ہی طرف کتاب و سنت کی کیونکہ اجماع کی لیی سند کا ہونا ضرور ہی اور سند اجماع
یا کتاب ہوگی یا سنت یا قیاس اور آثار صحابہ بہی راجع کسی ایک کی طرف ان مین سی ہوتی ہین
اقول سند کا اجماع کی واسطی ضرور ہونا مجمع علیہ نہین اور بقول آپکی محقق کو تقلید جمہور لازم
نہین ہی فراست اس امر کی شاہد ہی کہ اجماع کا ذکر کلام منصور مین آپسی سہواسا قط ہوگیا
جب اوسپر تنبیہ کی گئی یہہ توجیہ ایجاد فرمائی اگر بسبب رجوع کی ترک ذکر منظور تہا تو قیاس کو بہی
ذکر نہ کرتی اور توجیہ اوسکی ذکر کرنیکی جو آپنی مذہب ماثور مین بیان فرمائی اگرچہ صحیح ہی مگر قبیل
نکات بعد الوقوع سی ہی انشدک باللہ الذی یعلم ناظر و ماضغی ہل انت صادق فیما تکلفت بہ ام قولک
بمجرد الہوی **قلت** فی الکلام المبرور اگر کہیی کہ جب آثار صحابہ کاشف عن قول النبی او فعلہ او
تقریرہ ٹہہری تو پہر دلیل مستقل کہان باقی رہی تو ہم کہینگے کہ بالنسبت ہماری آثار صحابہ بہی دلیل
مستقل ہین باین معنی کہ جب کسی مسئلہ مین ہم حدیث مرفوع بعد تلاش کی نہ پاوینگی اور افعال
یا اقوال صحابہ اوسمین موجود ہونگی تو ہم انہین آثار سی استناد کرینگی خواہ سند ان آثار کی ہم
کتاب و سنت سی پاوین یا نپاوین **قال** فی المذہب الماثور اولا تو یہہ بات عموما صحیح نہین کیونکہ
امام شافعی کی نزدیک تو مطلقا صحابی کی تقلید واجب ہی نہین اور حنفیہ کی نزدیک البتہ الامدرک

بالقیاس مین بالاتفاق تقلید صحابی واجب ہی لیکن مالایدرک بالقیاس حکم مرفوع مین
ہی پس اوسکا حجت مستقلہ ہونا بحیثیت اثر صحابی کی نہین بلکہ بحیثیت حدیث مرفوع ہونیکی اور
مالایدرک بالقیاس مین خود عمل حنفیہ کا مختلف ہی ثانیاً اگر یہی تقریر مستقل ہونیکی لئی کافی ہو تو
لازم آتا ہی کہ آثار تابعین و تبع تابعین بھی دلیل مستقل ہو جاوین **اقول** اسمین کلام ہی چند
وجوہ **اول** یہہ کہ امام شافعی کے نزدیک مطلقاً آثار کا حجت نہونا اگرچہ بعض مختصرات اصول مین
مذکور ہی لیکن ابن حجر مکی ہیتمی شافعی رسالہ شن الغارہ علی من اظہر معرۃ تقولہ فی الخناو عوارہ
مین لکھتے ہین علی ان الصحیح ان الصحابی اذا قال قولاً وانتشر عنہ ولم یخالف فیہ کان حجۃ لامزید
فی ذلک ہین منطوقہ و مفہومہ انتہی **دوم** یہہ کہ امام شافعی کا قول قدیم تو یہہ ہی کہ آثار صحابہ
مطلقاً حجت ہین اور قول جدید اگرچہ بظاہر اسپر دال ہی کہ مطلقاً حجت نہین لیکن بقرائن عقلیہ و
نقلیہ یہہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ مراد انکار حجیت مایدرک مین ہی جیساکہ سابقاً معلوم ہو چکا اور اتفاق
محدثین کا حجیت پر مالایدرک مین مذکور ہو چکا پس مطلقاً نسبت کرنا انکار حجیت کا اونکی طرف
خالی مغالطہ سی نہین ہی **سوم** یہہ کہ جو قول آپنی یہان اتفاقا حنفیہ کا لکھا ہی یعنی آثار صحابہ
کا مالایدرک مین حجت ہونا اور حکم مرفوع مین ہونا وہی قول محدثین کا بھی ہی یا تو متفق علیہ
بین المحدثین ہی جیساکہ بعض کتب سی ظاہر ہی اور اگر نہین تو قول جمہور محدثین کا تو بیشک
ہی اور اگر نہین تو علی الصحیح یہہ قول ہونا اونکا بلاشک ہی پس فرق آپکا درمیان محدثین
وحنفیہ کی اور سابقا یہہ لکھنا کہ محدثین کی نزدیک مطلقاً موقوف حجت نہین خالی افتراء
وبہتان سی نہین **چہارم** یہہ کہ قول آپکا کہ اوسکا حجت مستقلہ ہونا بحیثیت اثر صحابی نہین بلکہ
بحیثیت حدیث مرفوع ہونیکی بعینہ سنت نبویہ قولیہ مین جاری ہی کیونکہ اوسکا حجت مستقلہ ہونا
بحیثیت قول نبی نہین بلکہ بحیثیت اوسکی روی غیر متلو ہونیکی پس لازم آتا ہی کہ وہ بھی حجت مستقلہ

فی فاتہ مزہبی اور انحصار دلیل مستقل کا ادلہ اربعہ مین سی صرف کتاب اللہ پر ہوجاوی وہذا خلاف
ما ادعیتم سابقا پنجم اثر صحابی مالا یدرک مین گو حکما مرفوع ہووی مگر حقیقۃ تو وہ اثر صحابی
ہی پس آثار صحابہ کا حجت مستقلہ ہونا کسی حیثیت سی ہوثابت ہوا اور مطلقا انکار حجیت و استقلال
باطل ہوا ششم یہ کہ عمل حنفیہ کا مایدرک بالرای مین اگرچہ مختلف ہی اور روایت صریحہ نہونا
اس باب مین اصحاب مزہب سی کتب مزہب مین مذکور ہی لیکن ظاہر اقوال امام ابو حنیفہ سی
جو میزان شعرانی وغیرہ مین مذکور ہین یہی ہی کہ مختار اونکا مطلقا احتجاج ہی خواہ مایدرک بالرای
ہو خواہ مالا یدرک ہو مگر بچند شروط کہ ماہر کتب اصول و ناظر عبارات منقولہ پر مخفی نہین اسیوجہ سی
بحر العلوم فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت مین تحت قول مصنف کی لا روایۃ فی المسئلۃ المذکورۃ
عن الامام ابی حنیفۃ وصاحبیہ بل اختلف علمہم الخ لکھتے ہین لکن قال الشیخ عبد الحق الدہلوی فی
فتح المنان فی تائید مزہب النعمان قال ابن المبارک قال ابو حنیفۃ ما جاء من رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فبالراس والعین وما جاء عن اصحابہ فلا اترکہ فہذا النص صریح منہ علی انہ یقلد الصحابۃ واما عملہ
فی بعض المسائل علی خلاف قول الصحابی فلعلہ ثبت عندہ معارضۃ قول آخر انتہی ہفتم یہ کہ
آثار تابعین کی حجیت اولا تو مختلف فیہ ہی بعض حنفیہ کی نزدیک ایسی تابعی کے اقوال کہ زمانہ صحابہ
مین مزاحمت کرتا ہو اور فتوی اوسکا مشتہر ہوا ہو حجت ہین اور اسیکو بعض اصولیین صحیح لکھتی
ہین اور بعض کی نزدیک مطلقا حجت نہین ہین ابن نجیم مصری فتح الغفار شرح منار مین لکھتی ہین
واما التابعی ففی تقلیدہ خلاف عندنا وظاہر الروایۃ عن ابی حنیفۃ انہ لا یصح تقلیدہ لانہ دون الصحابی
لعدم احتمال التوقیف فان قول الصحابی انما جعل حجۃ لاحتمال السماع ولفضل اصابتہم فی الرای
ببرکۃ الصحابۃ ومشاہدۃ احوال التنزیل وذلک مفقود فی حق التابعی وان زاحمہم فی الفتوی وقال
شمس الائمۃ لا خلاف فی ان قول التابعی لیس بحجۃ یترک بہ القیاس فقد روی عن ابی حنیفۃ انہ

تابعین کی

یبقی بخلافہ وانما الخلاف فی ان قولہ ہل یعتد بہ فی اجماع الصحابۃ حتی لا یتم اجماعہم مع خلافہ فعندنا
یعتد بہ وعند الشافعی لا یعتد بہ وکان شمس الائمۃ لم یعتبر روایۃ النوادر وفخر الاسلام اعتبرہا
وتبعہ المصنف فقال فان ظہرت فتواہ فی زمن الصحابۃ کشریح والحسن وسعید بن المسیب والشعبی
والنخعی ومسروق وعلقمۃ کان مثلہ عند البعض وہو الصحیح لم یصرح فخر الاسلام بتصحیحہ وانما اخذ
دلیل ہذا القول فقال فی التقریر الظاہر انہ اختارہا لتاخیرہا فی البیان انتہی اقول کذا فی کاتب الفارابی
تبیین شرح منتخب حسامی میں کہتی ہیں ان زاحم التابعی الصحابۃ یجوز تقلیدہ عند بعض مشائخنا
لانہم لما سوغوا رایہ فیما بینہم صار کواحد منہم خلافا للبعض لانہ لا یحتمل رایہ التوقیف والسماع عن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیبقی رایہ ورای غیرہ سواء ولانہ لم یوجد الامر بالاقتداء بالتابعی کما
روی عن ابی حنیفۃ اذا اجتمعت الصحابۃ سلمنا لہم واذا جاء التابعون زاحمناہم یحقق ہذا وانما قال
ہذا لانہ کان منہم وما روی عنہ لا تثبت اجماع الصحابۃ فی الاشعار لان الخفی کان یکرہہ یحقق الاول
وانما قید بمزاحمۃ التابعی الصحابۃ فی الفتوی لانہ اذا لم یکن کذلک لا یجوز تقلیدہ بالاتفاق انتہی اور
مسلم الثبوت وفواتح الرحموت میں ہی لو زاحم التابعی بفتواہ رای الصحابۃ فلیس مثلا لہم فلا یکون
قولہ کالمرفوع لعدم وجود المناط وہو السماع ومشاہدۃ القرائن ولافضل الصحابۃ انتہی اور ایجاز
محدثین کی نزدیک بھی اثر تابعی فیما لا یدرک بالرای میں مثل اثر صحابی کی حجت ومرفوع حکمی ہی
طلوع الشمس یا ظہرہا کان خفیا میں ہی فان صدر ذلک عن التابعی فہو مرفوع مرسل کما ذکرہ
ابن الصلاح وصرح بہ البیہقی فی ہذہ المسئلۃ فانہ اخرج فی شعب الایمان بسندہ عن ابی قلابۃ
وقال ہو من التابعین فمثلہ لا یقول الا عن بلاغ ممن فوقہ ممن یاتیہ الوحی وقد روی مالک فی الموطا
عن یحیی بن سعید انہ کان یقول ان المصلی لیصلی الصلوۃ وما فاتہ الحدیث قال ابن عبد البر ہذا لہ
حکم المرفوع اذ یستحیل ان یکون مثلہ رایا ویحیی بن سعید من صغار التابعین انتہی وعلی کل تقدیر

آثار صحابہ کی حجت مستقلہ ہونیسی یہہ نہین لازم کہ آثار تابعین و تبع تابعین حجت مستقلہ ہوجاوین
کیونکہ احادیث باب احتجاج باثار الصحابہ مین عموما یا خصوصا وارد ہوئی ہین اور بعض اونکی
اگرچہ من حیث السند متکلم فیہ ہین لیکن ماہر فنون کی نزدیک اوس کلام کی جوابات موجود ہین
بخلاف احتجاج باثار التابعین و من بعدہم کہ اس باب مین کوئی حدیث وارد نہین ہوئی قلت
اور اگر مجرد کاشف ہونا آثار صحابہ کا مضر استقلال ہی تو سنت نبویہ بھی دلیل مستقل نرہیگی کیونکہ وہ
بھی کاشف عن الکلام النفسی ہے **قال** فی المذہب المأثوریہہ کلام ناشی ہی دلیل استقلال
کی معنی سی غفلت کرنیسی پس جانا چاہیی کہ دلیل حکم وہ ہی جس سی علم حکم حاصل ہو اور استقلال
عبارت اس سی ہی کہ اوسکا اسطور پر ہونا کہ اثبات حکم مین کسی دوسری دلیل کیطرف محتاج
نہو اور کتاب و سنت کا دلیل ہونا تو ظاہر ہی اور مستقل ہونیکی یہہ دلیل ہی کہ یہہ دونو وحی ہین
اور وحی اثبات حکم مین کسی دوسری دلیل کیطرف محتاج نہین ہی **اقول** اگرچہ اس کلام کا
مدلول ہونا ناظرین مضامین سابقہ پر مخفی نہوگا مگر تشحیذ الاذہان تطویل کرنی مین بھی مضائقہ
نہین ہی **اولا** یہہ قول کہ اثبات حکم الخ اگر مراد اس سی اثبات نفس الامری ہی تو کتاب اللہ
پر نہین صادق ہی اور اگر اثبات علمی ہے تو اجماع پر بھی صادق ہی کیونکہ وہ بھی اثبات حکم
مین محتاج کسی دلیل کیطرف نہین ہی اگرچہ اپنی حجیت وغیرہ مین محتاج ہی **ثانیا** محتاج ہونیسی
کسی دلیل کیطرف کیا مراد ہی اگر یہہ مراد ہی کہ اثبات مین محتاج کسی دلیل کی وجود کیطرف نہو تو
بجز کتاب اللہ کی یہہ امر کسی پر صادق نہین ہی اور اگر یہہ مراد ہی کہ کسی دلیل کی ملاحظہ کی
طرف محتاج نہو تو اجماع پر اور آثار صحابہ فیما لا یدرک پر بھی صادق ہی کیونکہ یہ دونون بھی
اثبات علمی مین کسی دلیل کی ملاحظہ کی طرف محتاج نہین ہین اگرچہ نفس حجیت وغیرہ مین محتاج
ہین **ثالثا** مطلقا سنت کا وحی حقیقی ہونا ممنوع بلکہ غلط ہی سنت فعلیہ و قولیہ اجتہادیہ و تقریریہ

وحی نہین ہی **رابعاً** وحی کا اثبات حکم مین محتاج نہونا کسی دلیل کیطرف وحی حقیقی مین
مسلم ہی اور حکمی مین غیر مسلم ہی **خامساً** استقلال بانیمعنی کہ اثبات حکم مین محتاج کسی
دلیل کے ملاحظہ کی نہووی منحصر حکم حقیقی حاکم حقیقی مین نہین ہی البتہ استقلال باینمعنی
کہ وہ حکم حقیقی حاکم حقیقی ہووی منحصر کتاب وسنت مین ہی لیکن سنن فعلیہ وغیرہ کا خروج
لازم ہی **قال** فی القول المنصور بعد تمہید اس امر کی جاننا چاہیی کہ مواظبت خلفاء فعل
غیر نبی ہی اور کوئی فعل غیر نبی دلیل مستقل نہین ہوسکتا اور دلیل مستقل افادۂ حکم مین تابع
دلیل مستقل ہوتی پس اگر دلیل متبوع افادہ وجوب کریگی دلیل تابع بہی افادہ وجوب کریگی
اور اگر وہ افادۂ سنیت کریگی تو یہہ بہی افادۂ سنت اور اگر وہ افادۂ استحباب کریگی تو یہہ بہی
نہ یہہ کہ خواہنخواہ افادۂ سنت موکدہ کریگی **قلت** فی الکلام المبرم دلیل تابع کو یہہ نہین لازم
کہ افادۂ حکم مثل حکم متبوع کریگی ملاحظہ کیجیئی کہ اجماع تابع سند کی ہی کہ مستنبط کتاب وسنت سی ہو
اور کبھی سند اجماع مستفاد خبر واحد سی ہوتی ہی اور مفید ظن ہوا کرتی ہی اور اجماع موافق
اوس سند کی مفید قطع ہوتی ہی اسیطرح جائز ہی کہ مواظبت صحابہ کہ تابع ہی کسی سند کے
مفید سنیت ہو اور وہ سند مفید استحباب ہو **قال** فی المذہب المأثور اسکا جواب بچند وجوہ
ہی اوّل یہہ کہ یہہ قول کہ دلیل تابع افادۂ حکم مثل حکم متبوع کرتی ہی مراد اس سی یہہ ہی
کہ حکم من حیث النوع متحد ہوتا ہی گو بنظر قطعیت وظنیت کی مختلف ہو دوم یہہ کہ خبر واحد
اصل مین قطعی ہوتی ہی اور ظنی اس سبب سی ہوجاتی ہی کہ ناقل مین شبہہ ہوتا ہی پس
اجماع نے اوس قطعیت کو جو بسبب عارض شبہہ کی پوشیدہ ہوگئی تہی ظاہر کردیا پس تماثل
بین الحکمین ثابت ہوا سوم یہہ کہ یہہ قول کہ کبھی سند اجماع ظنی ہوتی ہی اگرچہ جمہور علماء کی
موافق درست ہی لیکن ایک جماعت فی مثل داؤد ظاہری و محمد بن جریر وغیرہما نے اسکو منع

کیا ہی امور محققہ کو تقلید جمہور ضرور نہین پس کوئی شخص یہی مذہب اختیار کرلی کہ سند
اجماع کا قطعی ہونا ضرور ہی یا یہہ اختیار کرلی کہ ہر اجماع مفید قطعیت نہین ہوتا ہی تو صاحب
کلام مبرور کو بڑی صعوبت پیش آویگی **اقول** جواب اول مخدوش ہی **اولاً** اسوجہہ ہی
کہ حکم تابع کا من حیث النوع متحد ہونا حکم متبوع کی یا مطلقاً متحد ہونا مجرد دعوی بلا دلیل ہے
آپکو لازم تہا کہ اسپر کوئی دلیل عقلی یا نقلی قائم کرتے اور مجرد استقرا ناقص مفید نہین ہے
ثانیاً اسوجہہ ہی کہ آپکی تقریرات سابقہ سی معلوم ہوا کہ مستقل وہ دلیل ہی جو حکم حاکم حقیقی
و وحی متلو یا غیر متلو ہو اور سوا اسکی ہر دلیل غیر مستقل و تابع ہی پس بانضمام اس مقدمہ
ثانیہ کی یہہ لازم آتا ہی کہ فعل نبوی بہی ثبت وجوب و سنیت نہو اور جس امر کا استحباب
وحی متلو و غیر متلو سی ثابت ہوا ہو اوسپر مواظبت نبویہ بلا ترک یا مع الترک احیانا مع الوعید
علی الترک یا بلا وعید علی اختلاف الاقوال ثبت وجوب و سنیت نہو کیونکہ دلیل تابع افادہ
غیر حکم متبوع کا نہین کرسکتی حالانکہ یہہ خلاف جمہور فقہاء و اصولیین و محدثین و ثقات علمای
دین ہی جیسا کہ ماہر علوم نقلیہ و ناظر تحفۃ الاخیار وغیرہ پر مخفی نہین ہی **ثالثاً** اسوجہہ سی کہ آپنے
قول منصور وغیرہ مین اقرار اس امر کا فرمایا کہ تراویح آٹھہ رکعت بوجہ مواظبت حکمیہ نبویہ کی
سنت موکدہ ہین اور باقی بوجہ مواظبت صحابہ کی مستحب ہین حال آنکہ تراویح کی ایک رکعت
کی بہی سنیت علی سبیل التاکید وحی متلو و غیر متلو یعنی کتاب اللہ و قول رسول اللہ سی ثابت
نہین ہی البتہ ندب و استحباب احادیث قولیہ سی ثابت ہوتا ہی اور ظاہر ہی کہ فعل نبوی و
مواظبت نبویہ حقیقۃ وحی نہین ہی بلکہ حقیقۃ فعل بشری ہی اور آپ کی نزدیک دلیل مستقل منحصر
وحی متلو و غیر متلو مین ہی اور ماسوا اسکی تابع و غیر مستقل ہی مفید زیادتی نہین ہوسکتی ہی
پس اس مقام پر فعل نبوی کہ دلیل تابع ہی وحی نہین ہی کیونکہ بر خلاف تبوع ثبت سنیت

ہوگیا اور اپنی منصب تبعیت کو کیون اوسنی چھوڑ دیا اور یہہ نہ زبان پر لائی گا کہ فعل نبوی
حکما وحی ہی اسوجہ سی کہ اسکا رومرۃ بعد مرۃ ہوچکا حکما وحی ہونا اور مستلزم وحی ہونا اور چیز
ہی اور حقیقۃ حکم حاکم حقیقی ہونا اور چیز ہی اور باعث استقلال آپکی تحریر کی موافق ثانی ہے نہ
اول ورنہ غیر مستقل بہی مستقل ہوجائیگی پس یا تو ماکن منہ کی قاعدہ کو باطل سمجہی یا تراویح کی
سنیت کو بالکل اوڑا دیجئی رابعا جب اختلاف حکم تابع وحکم متبوع بحسب قطعیت وظنیت کی جائز
ہوا فادہ تابع کا امر زائد کو اور صفت قویہ کو بہ نسبت متبوع اور قوی ہوجانا تابع کا اس اعتبار
سی کہ وہ حکم مع صفت قطعیت ثابت کرتا ہی ثابت ہوا پس خواہ مخواہ اثبات تابع حکم قوی حکم
متبوع سی بہی جائز ہوگا ومن ادعی الفرق فعلیہ البیان بالبرہان اور **جواب دوم** آپکا
قطع نظر اسکی کہ مخالف ائمہ اصول ہی کیونکہ وہ اس امر کی تصریح کرتے ہین کہ اجماع مثبت
قطعیت ہی نہ مظہر جیسا کہ تلویح وغیرہ مین ہی الاجماع یثبت امرا زائدا لا یثبتہ السند وہو القطعیۃ
فی نفسہ بہی باطل ہے اسوجہ سی کہ ظنیت کی دو قسم ہین ایک ظنیۃ الثبوت دوسری ظنیۃ الدلالۃ
قسم اول جمیع اخبار احاد مین موجود ہوتا ہی اور قسم دوم بعض مین مفقود ہوتا ہی جیسا کہ
ابن ملک شرح منار مین لکھتے ہین الاوجہ ان یقال الادلۃ السمعیۃ اربعۃ انواع قطعی الثبوت
والدلالۃ کالنصوص المفسرۃ والمحکمۃ والسنۃ المتواترۃ وقطعی الثبوت ظنی الدلالۃ کالآیات
الماولۃ وظنی الثبوت قطعی الدلالۃ کاخبار الآحاد التی مفہوماتہا قطعیۃ وظنی الثبوت ظنی الدلالۃ
کالتی مفہوماتہا ظنیۃ فبالاولی یثبت الفرض وبالثانی والثالث یثبت الوجوب وبالرابع السنۃ
اوالاستحباب انتہی پس یہہ قول آپکا کہ خبر واحد اصل مین قطعی ہوتی ہی اس سی اگر مراد
قطعی الدلالۃ ہی تو محض باطل ہی کیونکہ خبر آحاد کو کیا نصوص قطعیہ کو بہی قطعیۃ الدلالۃ ہونا
لازم نہین ہی اور اگر مراد قطعی الثبوت ہی تو صحیح ہی لیکن اوس حالت مین وہ خبر آحاد نہین رہے

خبر آحاد من حیث انہ خبر آحاد ضرورۃ ظنی الثبوت ہوتی ہی اور اجماع سی اس ظنیت کا رفع اور
اظہار قطعیۃ الثبوت ممکن نہین ہے ورنہ لازم آتا ہی کہ جب موافق کسی خبر آحاد کی مضمون پر اجماع
ہوجاوی وہ خبر آحاد من حیث انہ خبر آحاد قطعی ہوجاوی اور عدم بقاء ظنیت سی منکر اوسکا
کافر ہوجاوی آری بوجہ اجماع کی حکم خبر آحاد کی قطعیت ابتداء امر سی ثابت ہوجاتی ہی نہ یہ
کہ قطعیت مخفیہ ظاہر ہوتی ہی **اور جواب سوم** آپکا خالی مغالطہ سی نہین عامہ کتب مین
یہہ مذکور ہی کہ خلاف ظاہر یہ وغیرہ کا قیاس کی سند اجماع ہونی مین ہی اور خبر واحد کا سند
ہونا اونکی نزدیک بہی جائز ہی جیساکہ ابن نجیم فتح الغفار شرح منار مین لکھتے ہین والداعی
قد یکون من اخبار الآحاد اتفاقا کذا فی عامۃ الکتب والقیاس وہو قول الجمہور انتہی اور کشف
اصول بزدوی مین ہی المذکور فی عامۃ الکتب انہم وافقون فی انعقاد الاجماع عن خبر الآحاد
واختلفوا فی انعقادہ عن القیاس انتہی پس نسبت کرنا ظاہر یہ کی طرف انکار استناد بانظنی کو
مطلقا مخالف عامہ کتب ہی اور اگر یہہ نسبت صحیح بہی ہو جیساکہ بعض اہل اصول کے کلام سی
معلوم ہوتا ہی پس اس مذہب کی اختیار کرنے والی کی سانتہ اوسیطرحی سرزنش کیجاوی گے
جیساکہ ائمہ اصول نی مخالفین کے کی ہی اور محقق کو اگر تقلید جمہور لازم نہین تو تقلید قوت
دلیل سے مفر نہین ہی جیساکہ آپ سابقا تحریر کرچکی ہین اور دلیل ظاہر یہ کی اس مقام پر نہایت
ضعیف ہی کسی محقق کی شان سی نہین ہی کہ ایسی مذہب کو اختیار کری ہان اگر تعصبا و
مکابرۃ کوئی اختیار کریگا اوسوقت اوسکا استیصال کردیا جاویگا اور جب تقلید جمہور کی محقق کو
لازم نہین ہی تو پھر اپنی باب زیارت وسنیت تراویح مین بیفائدہ کیون جمہور حنفیہ پر افترا کرکی
اپنا ذمہ پاک کیا لازم تہا کہ قول جمہور کو موافق واقع کی قول جمہور کہکی میدان تحقیق مین آتے
وامن جمہور حنفیہ کا خواہمخواہ پکڑنا کیا ضرور تہا **قلت** فی الکلام المبرور اگر تبعیت حکم تابع

واسطی حکم متبوع کی تسلیم کرلیجاوی تو کہہ سکتی ہین کہ یہہ اوسوقت ہی جب کوئی نص دوسرے
تابع کی حکم کی باب مین نہ آئی ہو اور اگر کسی نص سی افادۂ حکم تابع ہوگیا ہو تو اوسوقت تابع
سی موافق اوس نص کی افادہ ہوگا اور ہمارے فن مین چند احادیث وارد ہین کہ اوس سی
فائدہ دینا مواظبت صحابہ کا سنیت کو معلوم ہوتا ہی پس خواہ نخواہ افادہ سنیت کریگی **قال**
فی المذہب الماثور دلیل تابع من حیث انہ تابع غیر حکم متبوع کا افادہ نہین کرسکتی والا ہر
اتباع تابعا امر کوئی نص ایسی نہین ہوسکتی جو اس امر پر دلالت کری کہ دلیل تابع غیر حکم
دلیل متبوع کا افادہ کرسکتی ہے اور وہ احادیث جن سی آپکو یہہ شبہہ پیدا ہوا کہ مواظبت صحابہ
افادہ سنت موکدہ کرتی ہی ہرگز اس امر پر نص نہین ہین کیونکہ اونمین جو اتباع سنت صحابہ کے
تاکید ہی نہ اس وجہ سی کہ سنت صحابہ فی نفسہا واجب الاتباع ہی بلکہ اس وجہ سی کہ سنت صحابہ بعینہا
سنت نبی ہی اگر کہا جاوی کہ جب سنت نبی اور سنت صحابہ عین ٹھہری تو بعد ذکر سنت نبی کی سنت
صحابہ کی ذکر کی کیا حاجت تہی تو جواب یہہ ہی کہ فائدہ اوسکا یہہ ہی تا معلوم ہوجاوی کہ یہہ سنت
محکمہ غیر منسوخہ ہی **اقول** اسمین کلام ہی بچند وجوہ **اول** یہہ کہ دلیل تابع کا من حیث انہ تابع
اگرچہ غیر حکم متبوع افادہ نہین کرسکتی لیکن بحیثیت اخری حکم قوی کو افادہ کرسکتی ہی اور یہہ منافی
اوسکی تبعیت کی نہین ہی **دوم** یہہ کہ جو لوگ اس امر کے قائل ہین کہ سند اجماع ظنی نہین
ہوسکتی اونکی شبہات باطلہ مین سی ایک شبہہ یہہ بہی ہی کہ اجماع فرع و تابع سند ہی پس
اگر سند اجماع ظنی ہو زیادتی فرع کی اصل پر لازم ہوگی کیونکہ سند مفید ظن ہی اور اجماع
مفید قطع ہوگی واللازم باطل فالملزوم مثلہ غالبا آپکو بہی اونہین کی اشتباہ سی اشتباہ پیدا
ہوا ہی کتب ائمہ اصول کو دیکہیی کہ اونمین اس شبہہ کا کما حقہ استیصال کردیا گیا ہی **سوم**
یہہ کہ اجماع کا بعد وجود شرائط و ارتفاع موانع مفید قطعیت ہونا اور سند کا اوسکی ظنی ہونا

آپکی نزدیک بھی ابھی تک مسلم ہی اور یہی مذہب جمہور اصولیین کا ہی حال آنکہ اجماع تابع ہی
اور فرق اسطور پر کہ تابع مفید غیر حکم متبوع نہین ہوسکتی لیکن مفید صفت حکم جو قوی ہو صفت
متبوع سی ہوسکتی ہی خلاف عقل و نقل ہے **چہارم** فعل نبی صلعم جو قسم زلات و خصوصیات سے
نہو اور علی سبیل المداومت ہوا ہو نزدیک حنفیہ کی مثبت وجوب ہی اور بعضون کی نزدیک مثبت سنیت
ہی حال آنکہ وہ دلیل تابع ہی **پنجم** اس قاعدہ مین تابع سی کیا مراد ہی اگر مراد وہ دلیل ہی جو اثبات
علمی مین محتاج طرف ملاحظہ دلیل آخر کے ہو جیسی قیاس تو یہہ قاعدہ صحیح ہی کیونکہ ایسا تابع جو
اثبات مین محتاج طرف ملاحظہ متبوع کی ہو غیر حکم متبوع ثابت نہین کرسکتا بلکہ وصف قوی بھی جو حکم
متبوع مین ہو کبھی نقصان پذیر ہوجاتا ہی لیکن آثار صحابہ کا اس تابع مین داخل ہونا غیر مسلم ہی
اور اگر مراد وہ دلیل ہی جو اثبات علمی مین محتاج طرف وجود دلیل آخر کی ہو یا جو اپنی حجت مین محتاج
طرف وجود دلیل آخر کے ہو تو سنت نبویہ بھی مثبت وجوب وغیرہ اون چیزون مین جنکا کتاب اللہ
بھی وجوب نہین ثابت ہی ہوگی کیونکہ وہ بھی تابع ہی اور اگر وہ دلیل ہے جو غیر وحی و حکم حاکم
حقیقی ہو تو فعل نبوتی کی ساتھہ منتقض ہے اور اگر ثبوت وجوب کو فعل نبوتی سی یا ثبوت قطعیت
کو اجماع سی تسلیم نہ کیجئی گا اوسوقت آپکی ساتھہ وہی معاملہ کیا جاویگا جو ائمہ اصول نی مخالفین
کی ساتھہ کیا ہی اور اگر یہہ عذر پیش کیجئی گا کہ فعل نبوتی بھی وحی حکمی یا مستلزم وحی ہی تو وہی
جواب ہوگا جو سابقا مذکور ہوچکا **ششم** بعض کتب اصول مین بحث قیاس مین مذکور ہے
کہ قیاس مین اصل ظنیت ہی کیونکہ وہ فرع ہی اور فرع تابع اصل کے ہوتی ہی متبوع سی
قوی نہین ہوتی نہی شاید آپکو اوسی مقام سی اشتباہ پڑا ہوگا اوسکا دفع اسطور پر ہی کہ
مراد اون لوگون کی وہی فرع ہی جو اثبات علمی مین محتاج طرف ملاحظہ دلیل آخر کے ہو
ہفتم یہہ قول آپکا کوئی نص ایسی نہین ہوسکتی الخ دعوی بلا دلیل ہی کیونکہ دلیل تابع کو

یہہ ضرور نہین کہ جمیع حیثیات سی وہ تابع ہو اگرچہ باستقلال اوسکو کسی دوسری نص سی ملجاوی
توکیا حرج ہی ملاحظہ کیجئی نصوص حجیت اجماع فی اس امر پر دلالت کیا کہ اجماع مفید قطع ہی
اگرچہ بسند اوسکی ظنی ہو یہہ تفوق تابع کو متبوع پر دوسری نص سی حاصل ہوگیا اور مواظبت
نبویہ کو بوجہ نصوص کی یہہ تفوق ہوگیا کہ اوس سی غیر حکم متبوع ثابت ہوتا ہی ہشتم قول
آپکا ہرگز اس امر پر نص نہین مکابرہ ہی کیونکہ کسی نص مین اگر چند احتمالات بلا دلیل ہون
اوسکا اصل مقصود مین نص ہونا باطل نہین ہوتا ہی نہم جو احتمال آپنی اون احادیث مین
پیدا کیا اوسکی ترجیح بہ نسبت اوس احتمال کے جو ہماری رای ہی ثابت کیجئی ورنہ خرما و ہم
درہم ہر سنت صحابہ کا بعینہ سنت نبویہ ہونا غلط ہی اذان اول جمعہ کی اور اجتماع بیس
رکعت تراویح پر اور جمع مصاحف قرآن اور تعدد نماز عید ایک شہر مین وامثال ذلک جو
خلفا وغیرہ سی منقول ہین سنت نبویہ نہین ہین اور حدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین
مین یہہ قید نہین کہ جو سنت صحابہ کہ مطابق ہماری سنت کی ہو وہ واجب الاتباع ہی اور
جو ہماری سنت نہو وہ نہین یازدہم آپنی جو فائدہ ذکر سنت صحابہ کا اپنی مطلب کی بنا پر
بیان کیا ہی وہ قبیل نکات بعد الوقوع سی ہی سنت نبویہ کا بعد وفات نبوی کی محکمہ غیر منسوخہ
ہونا ہر مسلم کی نزدیک جو آنحضرت کو خاتم سمجھتا ہوگا اور استحالہ نسخ بعد النبی ص کو جانتا ہوگا
بدیہی ہی اس افادہ کیواسطی وسنۃ الخلفاء الراشدین کی لفظ بڑہانا آپ ہی کی فہم مین آیا
اور کوئی ماہر اسکو نہین تجویز کرسکتا تنبیہ اس مقام پر مولوی محمد بشیر صاحب فی قول منصور
مین تحفۃ الاخیار پر چند ایرادات کئی تھی ہر چند کہ جواب اونکا کلام مبرور نہین دی و یا گیا
مگر مولوی صاحب فی غور نہ فرمایا مذہب ماثور مین اوسمین پھر گفتگو کی چونکہ نقل جمیع عبارات
مین تطویل لاطائل ہی قولاً قولاً اونکا اجمالاً جواب دینا مناسب معلوم ہوتا ہی ناظرین کو چاہیے

چواب ایرادات مولوی محمد بشیر صاحب بر منتخبہ تحفۃ الاخیار

کہ اس مبحث کو ساتھ تحفۃ الاخیار اور قول منصور اور کلام مبرور اور مذہب ماثور کی ملاحظہ کرے
تا احقاق حق منکشف ہو جاوی اور اگر زائد تفصیل منظور ہو تو میری تعلیقات نخبۃ الانظار
علی حواشی تحفۃ الاخیار کا ملاحظہ ہو **قولہ** فی المذہب الماثور المتبادر من کلامکم ان الحمل
علی المعنی المجازی مستلزم للجمع بین الحقیقۃ والمجاز وورودہا اوردنا علی ہذا ظاہر والتاویل
الذی ذکرتم الآن تکلف بحت **اقول** نعم المتبادر من کلامنا ہو ما ذکرتم لکن لا یتبادر منہ
استلزام جمیع اقسام المعنی المجازی وجمیع افرادہ حتی عموم المجاز ایضا الجمع بین الحقیقۃ والمجاز
حتی یکون ما اوردتم علیہ ظاہرا والمعنی الذی بذہنک علیہ ان کان تکلفا بحتا فلیس ہو اشنع
من التکلفات التی اخترتم فی عباراتکم بل فی عبارات الفقہاء والاصولیین الذین ہم
بمراحل عما اوردتم کما لا یخفی علی من طالع ما ذکرنا سابقا **قولہ** منہ یظہر من وجود الاول ان
الاستحالۃ التی اقمتم علی شق الندب فی تحفۃ الاخیار یقولکم لزم ان تکون السنۃ البنویۃ مندوبۃ
قد ابطلتہا بقولی لا ضیر فی کون السنۃ المؤکدۃ البنویۃ مندوبۃ ولم تاتوا بجواب اصلا وانہضتم
استحالۃ اخری الآن فکانکم اعترفتم ببطلان الاستحالۃ الاولی **اقول** لا یلزم من الانتقال
من حجۃ قد خدش علیہا الخصم الی حجۃ اخری واضحۃ اعتراف ایراد الخصم اما سمعتم ان سیدنا ابراہیم علی
نبینا وعلیہ الف صلوۃ وتسلیم لما حاج مع نمرود فی اثبات الرب فقال ربی الذی یحیی ویمیت فلم
یتامل الخصم الکافر فی حجتہ لبلادتہ وقال انا احیی ویمیت فطلب رجلا لم یکن مستحقا للقتل فقتلہ وفک
رقبۃ رجل استحقہ فعلم سیدنا ابراہیم انہ غبی اشد الغباوۃ لا ینفع الکلام معہ ورفع خدشتہ مع ان
خدشتہ کانت من الاباطیل وبطلانہا کان واضحا لکل عقیل فترک حجتہ السابقۃ وانتقل الی حجۃ اخری
فقال ان اللہ یاتی بالشمس من المشرق فات بہا من المغرب فبہت الذی کفر فالرب افضل من عاقل
یقول ان ابراہیم علیہ السلام قول نمرود واعترف بانہ یحیی ویمیت واحتج بدلیل آخر کلا واللہ ہذا لا یقولہ

الالحاد وزندیق او کافر والمسئلة مبسوطة فی موضعها ان الانتقال من حجة الی اوضح منها لایستلزم
الاعتراف ببطلان الاولی کما لایخفی علی من طالع کتب المناظرة وتفاسیر الائمة وانما ذکرت قصة ابراهیم
مع خصمه لتحصیل لکم التنبه لسوء عاقبتکم فکلما اضربت عن امر خدشتم علیه صفحا قطعا للمسافة وانتقلتم الی
المقالة الواضحة اوردتم علینا بانکم لم تجیبوا عن خدشتی فکانکم اعترفتم وهکذا عادة امثالکم واشبالکم
وهی لعادة سیئة من اقبح القبایح حتی لم یجوزا رتکابها خصم ابراهیم علیه السلام الیضا مع شدة خصومته
وکمال غباوته وفرط عتوه وجهله فضل یلیق مثل هذا بشان امثالکم لاسیما بشان من یدعی المناظرة
لاحقاق الحق ویزعم انه لایحتاج الی تقلید الجمهور وانه فی نفسه محقق فعلیکم التوبة من امثال هذه
البدعات السیئة فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارة والمرجو منکم
ان لاتلوموا فی علی ما اوردت من القصة المذکورة فانی ما قصدت به الا النصیحة لاتحقیرشانکم
او انالمار علیکم معاذ الله من ذلک **وبعد** وهذا نقول ذکرت فی تحفة الاخیار ان کلمة علیکم فی حدیث علیکم
بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین لایخلوا اما ان یکون محمولا علی الندب واما ان یکون محمولا علی
اللزوم واما ان یکون محمولا علی کلیهما لاسبیل الی الاول والالزم ان تکون السنة النبویة ایضا
مندوبة ولاسبیل الی الثالث للزوم الجمع بین الحقیقة والمجاز فتعین الاوسط الخ فاوردتم علیه
فی القول المنصور انا نختار انه محمول علی الندب المقابل للوجوب واللزوم ولاضیر فی کون السنة
المؤکدة النبویة مندوبة بالمعنی المقابل للوجوب اذ هو بهذا المعنی یشمل السنة المؤکدة ایضا

فی التلویح مایاتی به المکلف ان تساوی فعله وترکه فهو المباح والافان کان فعله اولی مع

المنع عن الترک واجب وبدونه مندوب وقال ایضا بعیده المراد بالمندوب مایشمل السنة والنفل
الخ ولما کان هذا الایراد مندفعا بادنی تامل لمن طالع تحفة الاخیار وتامل فی عبارة التلویح وحواشیه
لم التفت الی دفعه واقمت حجة اخری لعدم ارادة الندب فی الکلام المبدوء بان کلمة علیکم فی کلام العرب

موضوعة للزوم وحمله على الندب معنى مجازى والمجاز لا يصار اليه الا عند تعذر الحقيقة وانتم ما رضيتم بهذا بل
اردتم ان الابطل ما ذكرتم والكشف الصناع عن بطلان ما اوردتم فاقول قد اختلفوا فى حكم ترك السنة
المؤكدة فمنهم من قال انه يلام تاركها ومنهم من قال يعاتب ومنهم من قال يستحق محذورا دون العقوبة
بالنار كحرمان الشفاعة ومنهم من قال يستحق الضلالة والفسق ومنهم من قال الواجب والسنة متساويان
فى لزوم الاثم بتركهما ومنهم من قال السنن المؤكدة التى هى قريبة من الواجب كالجماعة والاذان ونحو ذلك
اثم تاركها كاثم تارك الواجب واثم تارك ما سواها ادون منه واما المندوب فى المقابل للسنة والواجب
فليس فى تركه اثم بتة قال النسفى فى المنار فخواهرزاده حد السنة فعله النبى صلعم على سبيل المواظبة ويوم
باتيانها ويلام بتركها انتهى وقال الاتقانى صاحب غاية البيان السنة ما فى فعله ثواب وتركه عقاب
لا عقاب انتهى وقال صاحب العناية حكمها ان يثاب فى الفعل ويستحق الملامة فى الترك انتهى وقال
العينى فى البناية فى تركها اى السنن المؤكدة التى فى قوة الواجب عذاب ايضا انتهى وقال ايضا
سيرة العمرين لا شك ان فى فعلها ثواب وفى تركها عقاب انتهى وقال ايضا السنة المؤكدة فى قوة الواجب
انتهى وقال ايضا فى البدائع عامة مشائخنا قالوا الاذان والاقامة سنتان مؤكدتان لما روى ابو يوسف
عن ابى حنيفة انه قال فى قوم صلوا فى المصر بجماعة بغير اذان واقامة انهم اخطأوا السنة واتموا اساءوا
سنة والقولان متقاربان لان السنة المؤكدة بمنزلة الواجب فى الاثم انتهى وقال صاحب غاية البيان
الجماعة سنة مؤكدة يعنى سنة فى قوة الواجب وهى التى نسميها سنة الهدى وهى التى اخذ لها هدى وتركها
ضلالة وتاركها يستوجب اساءة وكراهة انتهى وقال القهستانى فى جامع الرموز حكمه اى سنة الهدى
كالواجب فى مطالبة الدنيا الا ان تاركه يعاقب وتاركها يعاتب انتهى وقال البخارى فى التحقيق
كل فعل واظب عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل التشهد فى الصلوات والسنن الرواتب يندب
الى تحصيله ويلام على تركه مع لحوق اثم يسير انتهى وقال ايضا فيه وهى اى سنة الصحابة ما يندب الى تحصيله ويلام

فرض
يلزم ان تعلم كل ما يترك
السنة المؤكدة موجب
كناه وملامت وعقوبت

علی ترکہ ولکنہا دون ما واظب علیہ الرسول انتہی وقال الاتقانی فی التبیین فی عرف الشرع
یراد بہا ای السنۃ طریقۃ الدین اما للرسول او للصحابۃ وحکمہا ان یطالب للرباقامتہا ویعاتب
علی ترکہا لانہ لا یخلو اما ان یکون طریقۃ الرسول او طریقۃ الصحابۃ وکل واحد من الطریقین امرنا
باحیائہا ونہینا عن اماتتہا انتہی وقال ایضا فیہ لا یلزم من نفی العقاب نفی الذم والعتاب کما
فی السنۃ انتہی وقال مولی خسرو محمد بن فراموز الرومی فی مرقاۃ الوصول وشرحہ السنۃ نوعان
سنۃ الہدی وتارکہا مسیئ یستحق اللوم کصلوۃ العید والاذان والاقامۃ والصلوۃ بالجماعۃ وسنن
الروائب وسنۃ الزوائد وتارکہا لا یستحقہ انتہی وقال صاحب التلویح ترک الواجب حرام یستحق
بہ العقوبۃ بالنار وترک السنۃ المؤکدۃ قریب من الحرام یستحق حرمان الشفاعۃ انتہی وفی التحقیق حکم
السنۃ ہو الاتباع وہذا الاتباع اثبات بمطلق السنۃ خال عن وصفی الفرضیۃ والوجوب الا ان
یکون من اعلام الدین نحو صلوۃ العید والاذان والاقامۃ والصلوۃ بالجماعۃ فان ذلک
بمعنی الواجب فی حق العمل انتہی وفی الکشف مثلہ وفی شرح مقدمۃ الصلوۃ للقہستانی فی التمر تاشی
تارک السنۃ آثم علی الصحیح وقال ابو الیسر یذم علیہ مع لحوق اثم یسیر انتہی وفی المحیط وغیرہ
رجل ترک سنن الصلوۃ ان لم یر السنن حقا فقد کفر وان رآہا حقا منہم من قال لا یاثم والصحیح
انہ یاثم لانہ جاء الوعید فی الترک انتہی وفی تحریر الاصول تنقسم مطلقہا الی سنۃ ہدی تارکہا مضلل
ملوم کالاذان والجماعۃ والی زائدۃ کما فی الکلۃ وقعودہ انتہی وفی شرحہ لبحر العلوم الذی قلنا
قبل ان تارک سنن الہدی محروم الشفاعۃ فی العقبی معناہ انہ لا یکون شفیعا لغیرہ واما کونہ مشفوعا
للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فلا یمنعہ ترک السنۃ کیف ولا یمنعہ ترک الفرض واتیان الحرام انتہی وفی المنار
وشرحہ فتح الغفار لصاحب البحر الرائق وہی نوعان سنۃ الہدی وتارکہا یستوجب اساءۃ ای التضلیل
واللوم قال فی التحریر تارکہا مضلل ملوم انتہی والاساءۃ افحش من الکراہۃ وظاہرہ کلامہم

ان المراد بالاساءة الاثم وان سنة الهدى لاتختص بالسنة المؤكدة بل يدخل الواجب فيها بناء على انه
ثبت وجوبه بالسنة والا فالسنة قسيم الواجب انتهى وفى الصبح الصادق شرح المنار المشهور انها تشتمل
لوما فى الدنيا وحرمان الشفاعة فى العقبى لما رووه مرفوعا من ترك سنتى لم ينل شفاعتى وقال ابو البسر
كل سنة واظب عليها بدون الترك يندب الى تحصيله ويلام على الترك مع لحوق اثم يسير انتهى
وفى البحر فى بحث الجماعة السنة والواجب سواء خصوصا ما كان من شعار الاسلام انتهى وفى الدر
المختار فى بحث الاذان هو سنة للرجال مؤكدة هى كالواجب فى لحوق الاثم انتهى وفى البحر الذى
يظهر من كلام اهل المذهب ان الاثم منوط بترك الواجب او السنة المؤكدة على الصحيح المتضمن
بان من ترك سنن الصلوات الخمس قيل لا يأثم والصحيح انه يأثم ذكره فى فتح القدير وتصريحهم بالاثم
لمن ترك الجماعة وكذا فى نظائره لمن تتبع كلامهم ولا شك ان الاثم مقول بالتشكيك بعضه اشد
من بعض فالاثم لتارك السنة المؤكدة اخف من الاثم لتارك الواجب انتهى وفيه ايضا فى
موضع آخر قد ذكرنا مرارا ان السنة المؤكدة بمنزلة الواجب عندنا ولهذا كان الاصح انه يأثم بترك
السنة المؤكدة كالواجب انتهى وفيه ايضا فى موضع آخر السنة المؤكدة بمنزلة الواجب فى الاثم كما
صرحوا به كثيرا انتهى وفى النهر الفائق فى البدائع تاويل ما فى الجامع انها اى صلوة العيد سنة
انها واجبة بالسنة او هى سنة مؤكدة وانها فى معنى الواجب على ان اطلاق اسم السنة لا ينفى
الوجوب بعد قيام الدليل على وجوبها انتهى وامثال هذه العبارات الدالة على ما ذكرنا كثيرة
ولو شئت سودت الكراريس الكثيرة باثبالها ولكن خوف التطويل لا يرخص بالزيادة على ما
اوردناها مع ان المنصف يكفيه ما ذكرنا والمتعسف لا ينفعه شئ وان زدنا فظهر من هذا كله
ان ترك السنة المؤكدة ممنوع عنه فى الشريعة والا فما معنى العتاب او استحقاق الضلالة او الملامة
او العذاب ولزوم الاثم وحرمان الشفاعة ونحو ذلك فان ما ليس بممنوع تركه فى الشريعة لا يستوجب

تارکہ شیئا من ہذہ القبایح و ایضا قد صرحوا ان ترک السنۃ الموکدۃ مکروہ تحریما یستحق مرتکبہ مجدورا
دون العقاب بالنار و قد اقر بہ صاحب التلویح ایضا فہو اما صغیرۃ کما ذہب الیہ صاحب البحر فی
بعض رسائلہ ان ارتکاب المکروہ التحریمی من الصغائر و اما کبیرۃ کما ہو المحقق لاسیما علی رای
الامام محمد ان کل مکروہ تحریمی حرام علی ما ہو مبسوط فی موضعہ و منہم من صرح ان ترک السنۃ الموکدۃ
مکروہ تنزیہا و علی ہذا یکون من الصغائر و ایا ما کان فہو ممنوع عنہ لما ہو المعلوم ان کل صغیرۃ
و کبیرۃ قد منع عنہا اجمالا او تفصیلا فی الشریعۃ و بالجملۃ فترک السنۃ ممنوع عنہ مستلزم لاثم من
ارتکبہ و ان کان اثمہ ادون من اثم ترک الواجب و المنع فیہ او دون من منع ترک الواجب
و ہذا مع اتفاق جماہیر الفقہاء و الاصولیین علیہ ثابت بالاحادیث المرویۃ ایضا کما لا یخفی علی
من مہر فی علوم الشریعۃ و بہ ظہر ان من ذہب الی ان الاثم منوط بترک الواجب و ان تارک السنۃ
الموکدۃ و لو مرۃ بعد مرۃ لا یستحق ان اراد ان العقاب بالنار منوط بہ فہو صحیح غیر مخالف للکلام الائمۃ
و ان اراد ان مطلق الاثم منوط بہ فقد اتی بشیء عجیب مخالف للکتاب و السنۃ و لو لا غرابۃ المقام
لاتیت باقوال المخالفین و ادرد علیہ بالبرہان المبین اذا تمہد ہذا کلہ فنقول ذکر صاحب التلویح
او لا ان ما یاتی بہ المکلف ان تساوی فعلہ و ترکہ مباح و الا فان کان فعلہ اولی فمنع عن
الترک واجب و بدونہ مندوب و ان کان ترکہ اولی فمنع المنع عن الفعل بدلیل قطعی حرام و بدلیل
ظنی مکروہ کراہۃ التحریم و بدون المنع عن الفعل مکروہ کراہۃ التنزیہ ثم قال المراد بالواجب ہہنا یشمل
الفرض ایضا و المراد بالمندوب ما یشمل السنۃ و النفل و ہذا بظاہرہ فاسد لوجوہ احدہا ان
صاحب التلویح صرح فی بحث الاحکام ان ترکہا قریب من الحرام و من المعلوم ان کل حرام
او قریب من الحرام لا بد ان یکون ممنوعا عنہ و الا لا یکون حراما و لا قریبا الیہ بل حلالا او قریبا
الیہ فمع ذلک کیف یصح منہ ادخال السنۃ فی المندوب المفسر بما یکون فعلہ اولی و لا یکون ترکہ

ممنوعا وثانیهما انه یخالف کلام صاحب التوضیح والباقی مما لا یعاقب علیه فان ترک المندوب
الداخل فیه ترک سنة الهدی داخل فی الباقی مع انه مما یعاقب علیه ولو بحرمان الشفاعة وثالثهما
انه مخالف لجمهور الفقهاء والاصولیین ان السنة الموکدة یلزم فعلها ویکره ترکها وان تارکها مستحق
للعذاب او العقاب او الملامة ونحو ذلک فان هذا کله نص علی ان ترکها ممنوع عنه ورابعها
انه مخالف للاحادیث والآیات الواردة فی الزام اتباع الطریقة النبویة والزجر علی تارکها فانها بجملتها
وبکلامه فی هذا المقام مختل النظام ولذا توجه ناظر وکلامه الی توجیهه فدفع حسن چلپی فی حواشیه
الامر الثانی بان المراد بالعقاب العقاب بالنار وتارک السنة الموکدة لا یستحقه بل یستحق حرمان
الشفاعة ونحوها وان ارتفع به الایراد الثانی لکن لم یرتفع الباقی بل قد قوی بانه لما کان ترک
السنة مما یوجب عقوبة ولو حرمان الشفاعة کیف یکون داخلا فی المندوب وذکر اللبیب فی حواشیه
توجیهین احدهما ان المراد بقوله فمع المنع عن الترک فی تفسیر الواجب المنع علی وجه یوجب العقاب
بالنار فسنة الهدی یخرج عن الواجب وتدخل فی المندوب فانها وان کانت ممنوع ترکها فان
تارکها مسیئ ضال مبتدع لکن لیس ذلک علی وجه یوجب العقاب بالنار وثانیهما ان المراد بالمنع
مطلقه فیکون سنة الهدی داخلة فی الواجب ویخص قوله المراد بالمندوب ما یشمل سنة سنة الزوائد
واقول هناک توجیة ثالث وهو ان یکون المراد بالمنع عن الترک ورود ما یدل علی المنع فی
خصوص مادته وبعدمه عدمه فیکون المقصود ان ما یاتی به المکلف ان کان فعله اولی فان ورد
فی خصوصه نص زاجر ومانع عن الترک فهو واجب وان لم یرد فی ذلک المادة منع خاص فمندوب
سواء لم یرد فیه نص مانع مطلقا کما فی المندوب المقابل للواجب والسنة او ورد نص مانع لکن
لا بخصوصه بل بعمومه کما فی السنة فح لا قباحة فی دخول سنة الموکدة فی المندوب فان المنصوص وان
ورد ت بالمنع عن ترک السنة ولو نه موجبا لحرمان الشفاعة والضلالة لکنها لم ترد مخصوصة بسنة

بل مطلقة وح يدخل السنن المؤكدة التي ورد المنع عن الترك فيها بخصوصها كالجماعة ونحو ذلك
في افراد الواجب ولا عائبة فيه فانهم جعلوها في حكم الواجب وقالوا انها تشبه الواجب او من
افراد الواجب وهذا التوجيه يقرب مما اختاره ابن العمام ان ما واظب عليه النبي صلى الله عليه
وسلم فمع الزجر عن الترك واجب والا فسنة وتوجيه آخر وهو ان يكون المراد بالمنع عن الترك
ورود الزجر الشديد كاللعن وامثال ذلك فالواجب هو ما ورد فيه مثل ذلك والمندوب
ما ليس كذلك اعم من ان يكون المنع فيه واردا او لا يكون ممنوعا مطلقا والحاصل ان ظاهر
كلام صاحب التلويح المستفاد منه ان المندوب بمعنى ما ليس فيه منع مطلقا عن الترك يعم السنة
مطلقا باطل فلا بد من ان يوجه بنحو هذه التوجيهات لئلا يخالف كلامه هذا كلامه في موضع آخر
وكلام الثقات والروايات اذا عرفت هذا كله فاعلم ان حاصل عبارة تحفة الاخيار على ما هو
ظاهر لمن تامل ادنى المتامل ولو كان خاليا عن دقة الافكار ان كلمة عليكم ان كان محمولا على
الندب المقابل للملزوم وهو ما ليس عن تركه منع مطلقا لزم ان تكون السنة النبوية مندوبة
بمعنى ما يكون فعله اولى ولا يكون تركه ممنوعا مطلقا واللازم باطل بالمعقول والمنقول
واجماع اكثر ائمة الفقه والاصول فالملزوم مثله باطل وان كان محمولا على الندب واللزوم
كليهما يلزم الجمع بين الحقيقة والمجاز فتعين ان يكون محمولا على اللزوم فثبت ان سنة النبي ص
وسنة خلفائه كليهما لازمة يمنع من تركهما ويأثم تاركهما وذلك ما اردناه وح لا ورود ولما اورد تم
من انا نختار انه محمول على الندب المقابل للوجوب واللزوم ولا اضير في كون السنة النبوية
مندوبة بهذا المعنى اذ هو بهذا المعنى يشمل سنة المؤكدة واستندتم على ما ذكرتم بعبارة التلويح
وذلك لما تقرر في ما ذكرنا ان السنة النبوية ممنوع تركها ومن المعلوم ان كل ما منع عن تركها
شرعا لازم على المكلفين شرعا وان كان اللزوم مختلفا بحسب اختلاف المنع وضعفا وشدة

الاول الذی ذکرنا فی التحفة اقمنا علیه استحالة ندب السنة النبویة هو کون علیکم محمولا علی الندب المقابل للالزوم الذی لیس فیه منع مطلقا والاستحالة لازمة علیه قطعا وما ذکرتم من ان یکون محمولا علی الندب المقابل للوجوب واللزوم ان اردتم باللزوم عین الوجوب وزعمتم ان اللزوم والوجوب واحد شرعا مع قطع النظر عن فساد زعمکم ان فی واو وانتم فی واو آخر فانی ما اقمت الاستحالة علی تقدیر حمل علیکم علی الندب المقابل للالزوم مطلقا لا علی ما ذکرتم وان اردتم باللزوم مطلقه الشامل للوجوب بعد السنة الموکدة فقولکم لا ضیر الخ غیر صحیح لان کون السنة الموکدة مندوبة بالمعنی المقابل للالزوم مطلقا بمعنی ما لا یکون فیه منع مطلقا باطل عقلا ونقلا واستنادکم بعبارة التلویح غیر صحیح ایضا لما مر من انه لا یمکن حمل الندب فی کلامه علی ما لیس فی ترکه منع مطلقا وادخال السنة الموکدة فیه فان قال قائل سلمنا ان الاستحالة التی اقمتم علی الشق الاول تامة لکن یبقی شق آخر غیر الشقوق المذکورة وهو ان یکون علیکم محمولا علی الندب المقابل للوجوب الدائمی فیه السنة الموکدة وغیرها قلنا هذا معنی مجازی وقد البطلته فی التحفة وفی الکلام المبرور فلا حاجة الی اعادته قوله الثانی ما ذا اردتم باللزوم فی هذا القول ان اردتم اللزوم الذی یشمل الفرض والواجب والسنة فکون کلمة علیکم موضوعة له غیر مسلم کیف ونصابها لنصاب صیغة الامر اذ هی اسم فعل بمعنی الامر ولم یقل احد ان صیغة الامر موضوعة للالزوم الذی یشمل الفرض والواجب والسنة وان اردتم اللزوم الذی یشمل الفرض والواجب فقط دون السنة فکون کلمة علیکم موضوعة له عند عامة العلماء وکون الندب بمعنی مجازیا مسلم لکن هو بمعزل عن مقصودکم اقول ان اللزوم اللغوی اعم من لزوم الواجب والفرض الشرعی فانه عبارة عن کون شیء ثابت فی الذمة بحیث لا یبرء ذمته الا بالاداء او الابراء وعند عدمهما یستحق صاحبه ملامة وزجرا وکذا اللزوم الشرعی اعم منهما فانه عبارة عن ثبوت اداء فعل فی الذمة والتکلیف به من جانب الشارع بحیث لا یسقط الا بالابراء والاداء وعند فوتهما

يستحق عقابا او عتابا او ملامة او اسارة ونحو ذلك فاللزوم باى معنى اخذ يشمل السنة المؤكدة فانها قد ازيد
بانها عنا ومنعنا عن تركها ولذا حكم على تارك السنة باستحقاق العقاب او العتاب او الضلالة او الكراهة
ونحو ذلك كما مر ذكره ولولا ذلك لما كان كذلك وقد ورد اطلاق اللزوم على اداء السنة المؤكدة
وعدم تركها فى كلامهم كثيرا الا ترى الى قول صاحب نور الانوار لما نهى المحرم عن لبس المخيط ولا بد ان
يلبس شيئا ليستر به العورة وادنى ما تكون به الكفاية هو الازار والرداء لزم ان لا يترك كلما ترك السنة
المؤكدة انتهى وامثال ذلك كثيرة لا حاجة الى نقلها فانه يكفينا ما ذكرنا ان ترك السنة يوجب زجرا او
ملامة فاللزوم الشرعى وكذا اللغوى يشمل الواجب والفرض والسنة كلها الا انه كلى مشكك فاللزوم
فى الواجب والفرض حتمى ظنى او قطعى وفى السنة غير حتمى وتحسبه الاثم فى تركها ايضا مشكك فيلزم
بترك السنة اثم دون اثم ترك الواجب والفرض وهذا كله مصرح فى كلامهم فى مواضع صراحة او اشارة
اذا عرفت هذا فنقول ليس كل اسم فعل موضوعا لمعنى كل امر بل لكل معنى امر مخصوص مثلا صه
قائم مقام اسكت ورويد مقام امهل وهكذا فكذلك عليك ليس موضوعا للتادية معنى كل امر بل
لتادية معنى خاص وهو الزم على ما صرح به ائمة اللغة والنحو والشرع فعليك بالصلوة معناه الزم الصلوة
وعليك بحسن الخلق معناه الزمه ونحو ذلك فلا يفيد عليك الا ايجاب لزوم المفعول واللزوم متناول
لكل من الواجب والفرض والسنة فلا يثبت به الا اللزوم المطلق وينتفى الاباحة والندب وتعيين
شئى منها يكون بدليل آخر فقولكم نضا بها نضاب الامر مسلم لكن لا كل امر بل امر خاص مشتق من اللزوم
الذى هو عام من لزوم الفرض والواجب والسنة وقولكم ولم يقل احد ان صيغة الامر موضوعة الخ
فيه مغالطة واضحة فان الامر انما هو موضوع لايجاب مبدع الامر او ما فى حكمه فصل موضوع لايجاب
الصلوة واضرب لايجاب الضرب وهكذا فكذلك الزم موضوع لايجاب لزوم المفعول ولزومه مختلف ايجابا
لزومه المستفاد من هيئة الامر متحد فان فررتم الى ان اللزوم مرادف للوجوب والفرضية اخذنا تم

بانه مخالف لکثیر من کلماتکم فی هذه الرسالة وکلمات ثقات الائمة وان استبعدتم ثبوت السنیة بالامر
الموضوع للایجاب عرضنا علیکم ما فی شرح المختصر الاصول للعضد وغیره ان کیف ایجاب للکف تحریم
لفعل فکذلک الزم ایجاب للزوم دون ما الزم غایة ما فی الباب ان المساق الی الذهن عند فقد
القرائن منه هو اللزوم الکامل المختص بالواجب والفرض وهو امر آخر فتفهم ان علیک موضوع للایجاب
اشیر عرضی لا یخلو عن مغالطة مردودة **قوله** والثالث ان القول بان الندب معنی مجازی وان کان
صحیحا علی مذهب الجمهور لکن للمناقش ان یکون لا نقلد الجمهور لم لا یجوز ان یکون الحق ان الندب
معنی حقیقی او یکون الامر مشترکا بین الوجوب والندب والاباحة **اقول** مثل هذا المناقش فی مثل
هذا المقام لا یکون الا مکابرا او مجادلا فیکون مطرودا من نظر الفضلاء غیر قابل لان یتکلم به العلماء ولو فرض
مناظرنا مناقش فی امثال هذه المباحث المحققة اقمنا علیه حجما تدفع شبهه الواهیة **قوله** هذا من محدثاتکم
الصائب **اقول** هذا کقول القائلین باسمعنا هذا فی آبائنا الاولین وسعوا النظر فی العلوم الشرعیة
ولا تکونوا من الغافلین **قوله** لابد لکم من بیان الدلائل **اقول** لا حاجة لنا الی ذلک فانه امر مسلم
بیننا وبینکم بل بین جمیع العلماء والفقهاء ولو لم یکن له دلیل سوی الاجماع لکفی فکیف وله دلائل
لا تحصی فمن لم یفتح بصره او کابره عقله او طلب من الخصم امرا یعلمه ویسلمه فلیبک علی نفسه **قوله** لامریة
فی ان اللزوم الذی هو مقتضی علیک عین الوجوب الذی هو مقتضی الامر الخ **اقول** هذا اسفسطة
واضحة تبین بطلانها **قوله** کذلک تخصیص الخلفاء بالذکر فی حدیث علیکم بسنتی تنبیها علی انهم اول
من یقتدی بهم **اقول** هذا من محدثاتکم فاتوا بسنده ان کنتم صادقین فانه لم یذهب الی هذا التوجیه
فی هذا المقام احد من الشراح المعتبرین **قوله** لا یخفی تکلفه وان سلم فهو بعینه جار فی عبارة الاکثر
التی نقلتها فی الصفحة السادسة من القول المنصور **اقول** جریانه فیها باطل کما مر ذکره **قوله**
لا تستلزم المساواة فی التقسیم **اقول** لکن ظاهره یستدعی المساواة فی نفس اللزوم **قوله**

الحمل علی المعنی المجازی ضروری لعدم صحة المعنی الحقیقی **اقول** ہذا انما ہو بحسب زعمکم الفاسد فہو بناء الفاسد علی الفاسد **قولہ** لابد من بیان تلک الدلائل **اقول** ہذا الطلب لیس من شان المناظرین فایاکم ثم ایاکم ان تکونوا من المجادلین والمکابرین **قولہ** لکنہ عین الوجوب الذی ہو مقتضی الامر **اقول** فیہ مغالطة نشأت من عدم الفرق بین معنی المادة ومعنی الصیغة **قولہ** بل المراد ان الوجوب الذی ہو مقتضی الامر معنی حقیقی **اقول** نعم للہیئة لا للمادة **قولہ** لابد من تحریر تلک الدلائل **اقول** ہذا یشبہ کلام مجادلی الاوائل **قولہ** فنقول ہذا ایضا احتمال **اقول** الذی ذکرنا مدلول ظاہر الحدیث وموافق لکلام الائمة وما ذکرتم احتمال بلا دلیل مخالف لکلمات جماہیر الامة **قولہ** ابداع الاحتمال کاف لبطلان دلیلکم **اقول** لیس الاحتمال بلا دلیل کافیا للابطال الا عند ارباب الجدال واطلاق اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال من مزعومات الجہال **قولہ** قالوا بعدم لزوم اتباع الصحابة **اقول** کذلک جماعة من المحققین قالوا بلزومہ فما ہو الجواب عنہم فہو الجواب عنی **قولہ** ہنا ادلة مسطورة فی زبر الاولین دالة علی ان السنة الخلفاء لیست بحجة **اقول** اجوبتہا وما علیہا ایضا مذکورة فی زبر الآخرین فان کنتم فی ریب مما قلنا فانظروا کتب الاصول بنظر الانصاف ان کنتم منصفین ولا حاجة لنا الی تطویل البحث فی مثل ہذا فانہ امر قد فرغ عنہ **قولہ** وقد کتبت فی القول المنصور حججا ثلثة علی ہذا الامر **اقول** لقد حسنتم حیث صدقتم ہہنا وابرزتم ما کنتم اخفیتم واللہ یعلم ما اسررتم وما اعلنتم وکذبتم فی صفحة ۲۰۷ من المذہب المأثور حیث قلتم ان جعل مولف القول المنصور منکر الحجیة آثار الصحابة افتراء انعم ہو منکر لکونہا حجة مستقلة فیا لہا من مدافعة ومناقضة ولعلکم نسیتم ما قدمت ایدیکم او اقررتم علی انفسکم وقد مر بطلان کل ما ذکرتم سابقا فلا حاجة الی ذکرہ آنفا **قال** فی القول المنصور قول بالوجوب کا حال یہ ہے کہ یہہ قول نہ تو مجتہدین فی الشرع سی مانند ائمہ اربعہ کی منقول ہی اور نہ مجتہدین فی المذہب سے

اور نہ مجتہدین نے المسائل سے اور نہ اصحاب تخریج سی اور نہ اصحاب متون سے
اگر منقول ہی تو انہین فقہا سی جو طبقہ سابعہ مین داخل ہین کہ غث اور سمین مین فرق نہین
کر سکتی اور اکثر قائلین بالوجوب کا استدلال حدیث جفانی سی ہی اور یہہ حدیث قطع نظر اس سے
کہ اکثر محدثین اسکو موضوع اور بعضی ضعیف لکہتی ہین وجوب پر دلالت نہین کرتی ہی کیونکہ لفظ
جفا تو حدیث من بدا جفا مین بہی آیا ہی اوسکی نسبت مجمع البحار مین مرقوم ہی غلظ طبعہ لقلۃ
مخالطۃ الناس **قلت** فی الکلام المبرور یہہ مخدوش ہی ساتہہ چند وجوہ کی اول یہہ کہ سابقا
آپنی جذب القلوب سی نقل کیا ہی کہ امام ابو حنیفہ قائل قرب وجوب ہین اور آپ خود قول
محقق مین تسلیم کر چکی ہین کہ قرب وجوب و وجوب دونو متقارب ہین دوسری یہہ کہ قول وجوب
کو ایک طائفہ فقہا نی جو کہ معتمد علیہم تہی نقل کیا اور بعضون نی بطور خود بدون نقل تحریر کیا
جیسا کہ عبارتین اونکی کلام مبرم مین مرقوم ہین اور قول ندب جو آپنی اختیار کیا اوسکو قول
محقق مین فتاوی عالمگیری اور رد المحتار اور درمختار سی نقل کیا اور مصنفین انکی نہ مجتہدین
سی ہین اور نہ اصحاب ترجیح سی اور نہ اصحاب تخریج سی اور نہ اصحاب متون سی اگر کوئی شبہہ
کرے کہ عالمگیری وغیرہ مین قول ندب کو بلفظ قال مشائخنا کی ذکر کیا ہی اس سی معلوم ہوتا ہی
کہ یہہ قول قدما حنفیہ کا ہی تو جواب یہہ ہی کہ مشائخنا کی تعیین کسی کتاب مین نہین ہی بغیر تعیین
کی کیونکہ یہہ قول منسوب بہ قدما ہو سکتا ہی **قال** فی المذہب المأثور جامعین عالمگیری کی
مجتہدین اور اصحاب ترجیح و تخریج اور اصحاب متون کی نہونیسی قول ندب کا غیر معتبر ہونا
لازم نہین آتا ہی کیونکہ قول ندب اسوجہ سی معتبر نہین کہ جامعین عالمگیری اسکی قائل ہین
بلکہ اس وجہ سی کہ یہہ قول جمیع مشائخ کا ہی علاوہ اسکی قول ندب تو شرنبلالی و ابن ہمام
و صاحب منح الغفار و عبد النبی کی کلام سی بہی ثابت ہوتا ہی جنکی مدح و ثنا آپنی اس رسالہ مین

نسخہ
[illegible]

لکھی ہے اور اونکی عبارات مین جو لفظ قریب واجب کا ہی اوسکو عین واجب پر محمول کرنا غلط
محض ہے **اقول** اسمقام پر کلام ہی چند وجوہ **اول** یہہ کہ دو حال سی خالی نہین یا یہہ کہ
نقل عبارت عالمگیری اسوجہ سی ہی کہ یہہ قول ندب مختار جامعین عالمگیری ہی یا اسوجہ سے
کہ اوسمین یہہ قول بلفظ قال مشائخنا منقول ہی اور وہ مفید استغراق ہی شق اول کا بطلان
تو آپکی نزدیک بہی مسلم ہوا اور شق دوم کا بطلان سابقا ظاہر ہوچکا **دوم** یہہ کہ نسبت کرنا
ثبوت ندب کا کلام شرنبلالی وصاحب منح وعبد الغنی کیطرف افتراء محض ہی عبارت شرنبلالے
یعنی زیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم من افضل القرب واحسن المستحبات بل تقرب من درجۃ اللزوم
من الواجبات مین تین لفظ واقع ہین ایک افضل القرب دوسری احسن المستحبات تیسری تقرب
من درجۃ اللزوم من الواجبات لفظا اول سی ندب مطلقا ثابت نہین اسوجہ سی کہ قربت بحسب شرع
ولغت عام ندب و وجوب وغیرہ سی ہی اور کلام فقہاء وغیرہ مین بمعنی طاعت کی مستعمل ہی جسکی
کی حواشی اشباہ مین ہی القربۃ فعل ما یثاب علیہ وبمعرفۃ من تیقرب الیہ وان لم یتوقف علی نیۃ
انتہی اور افضل الطاعات کا مستحب ومندوب پر اطلاق مستنکر ہی بلکہ واجب وفرض وما یقرب
منہا پر شائع ہی اور لفظ سوم سی صاف معلوم ہوتا ہی کہ زیارت قریب واجب ہی اور سابقا
معلوم ہوچکا کہ بحسب اطلاق واستعمال فقہاء قریب واجب جس چیز پر اطلاق ہوتی ہی وہ
مساوی واجب کی منع ترک ولزوم اثم وغیرہ مین ہوتی ہی پس جب زیارت حکم واجب مین
ہوی مندوب بمعنی ما یثاب علی فعلہ ولا یعاقب ولا یلام علی ترکہ نہوئی اور لفظ دوم اگرچہ
بظاہر مفید اس امر کو ہی کہ زیارت مندوب ہی لیکن نص نہین ہی اسوجہ سی کہ اطلاق مستحب
ومندوب مطلق طاعت پر بہی وارد ہی اور اگر نص بہی ہو تو کچہہ مفید نہین ہی اسوجہ سی کہ بعد اوسکی
حکم قرب وجوب کا بکلمہ بل موجود ہی اور لفظ بل کبہی اضراب البطالی کی واسطی آتا ہی اور کبہی

اضراب انتقالی اور کبھی ترقی کی واسطے آتا ہی جیسا کہ ماہر فنون پر مخفی نہین ہی پس بر تقدیر اسکی
کہ احسن المستحبات سی حکم ندبیت کا ہو بوجہ بل کی یا تو وہ باطل سمجھا جائیگا یا مشکوک عنہ یا خیر
ملتفت الیہ ہوگا اور اعتبار حکم مابعد بل کا ہوگا اور عبارت صاحب منح یعنی زیارۃ قبر نبینا من اعظم القربۃ
وارجی الطاعات وفی شرح المختار ہی افضل المندوبات واستحباب بل تقرب من درجۃ الواجبات
بھی ذکر ندب سی عاری ہی کیونکہ اعظم القربات وارجی الطاعات تو مستلزم ندب نہین ہی اور
لفظ افضل المندوبات والمستحبات اگرچہ بظاہر مفید ندب ہی لیکن بوجہ ورود بل غیر معتبر یا غیر ملتفت الیہ
ہے اور عبارت عبد الحی صاحب سنن الہدی یعنی زیارۃ النبی سنۃ من سنن المسلمین وفضیلۃ
مرغبۃ فیہا للمسلمین وقال الکرمانی من اصحابنا الحنفیۃ انہا مندوبۃ قربۃ الی الواجب فی حق من کان
سعۃ بھی ذکر ندب سی خالی ہی کیونکہ سنۃ من سنن المسلمین وفضیلۃ کی لفظ تو ندب کی ساتھ خاص
نہین ہی جیسا کہ سابقا گذر چکا اور کرمانی سی مندوبۃ جو منقول ہی وہ یقینا بمعنی ندب خاص کے
نہین ہی بلکہ بمعنی مطلق قربت کی اولا تو اسوجہ سی کہ وہ موصوف قربۃ الی الواجب کی ہی اور
وہ بحسب تحقیق سابق حکم واجب مین ہی اور مندوب بالمعنی الخاص حکم واجب مین نہین ہوسکتا ہے
ثانیا اسوجہ سی کہ اگر مندوبۃ بالمعنی الخاص ہوتا اور قربۃ من الواجب اوسپر محمول ہوتا تو ضمیر فیہ
فی حق من کان لہ سعۃ لغو ہوجاتا کیونکہ استحباب مقید صاحب وسعت کی ساتھ نہین ہی البتہ قرب
وجوب و وجوب مقید اوسکی ساتھ ہی پس معلوم ہوا کہ نسبت کرنا ثبوت ندب بالمعنی الاخص کا ان
حضرات کی کلام سی غیر صحیح ہی خدا جانی آپکی کیسی عادت ہی کہ جو رای آپکی ہوتی ہی کلام فقہاء کو
بھی گو عبارات اونکی آبی ہوں آپ اوسکی موافق سمجھ لیتی ہین اور بیاک ہو کی نسبت کر دیتی ہین
زعم ہر کس بحوالی خویش خطی دارد سوم یہہ کہ کلام ابن ہمام سی ثبوت ندب آپکو مفید نہین
کیونکہ اوسی سی قول قرب وجوب بھی جو حکم وجوب مین ہی ثابت ہی اونکی عبارت یہہ ہی

قال مشائخنا هی افضل المندوبات وفی مناسک الفارسی وشرح المختار انها قریبة من الوجوب
لمن له سعة اور اگر مشائخنا کی استغراق پر اعتماد ہو وی تو کلام سابق کو ملاحظہ کرلیجئی معلوم
ہو جاوی کہ ہر جمع مضاف مفید استغراق نہین ہی قطع نظر اسکی اس عبارت مین یقینا اضافت
مشائخنا کی استغراقیہ نہین ہی اسوجہ سی کہ ابن ہمام نی متصل اوسکی قول قرب وجوب کو شرح
مختار سی نقل کیا حال آنکہ وہ بہی مشائخ حنفیہ سی ہی اور اگر یہہ خیال ہو کہ قریبة من الوجوب بہی
ندب پر محمول ہی تو قطع نظر اسکی کہ اطلاق قریب واجب کا مندوب پر اطلاق فقہا مین وارد
نہین جیسا کہ سابقا گذر چکا اس مقام پر ممکن نہین اسوجہ سی کہ اگر معنی اوسکی ندب کی ہوتی تو
ابن ہمام کو بعد ذکر ندب کی بلفظ قال مشائخنا اوسکی ذکر کی ضرورت نہ تہی اور بہی اسوجہ سی
کہ اس تقدیر پر قید لمن له سعة کی لغو ہوئی جاتی ہی چہارم یہہ کہ عبارت عالمگیریہ مین جو آپنی
قول حق مین نقل کی یعنی قال مشائخنا انها افضل المندوبات وفی مناسک الفارسی
وشرح المختار انها قریبة من الوجوب لمن له سعة قطع نظر اسکی کہ ہر جمع مضاف مفید استغراق
نہین جیسا کہ سابقا گذر چکا یقینا مشائخ سی جمیع مشائخ مراد نہین ہین کیونکہ بعد اوسکی قرب
وجوب شارح مختار سی منقول ہی اور وہ بہی مشائخ حنفیہ سی ہی اور حمل قرب وجوب علی الندب
قطع نظر اسکی کہ خلاف استعمال فقہا ہی اون وجوہ سی جو ابہی مذکور ہین اس مقام پر نہین ممکن
ہی پس استناد آپکا اثبات واختیار ندب مین سائنہ عبارت عالمگیری و ابن ہمام وعبد النبی و
صاحب منح وشرنبلالی کی باطل ہے پنجم یہہ کہ قریب واجب کو اگر من کل الوجوہ عین واجب سمجہنا
درست نہو تو حکم واجب مین سمجہنا تو بیشک صحیح ہی اور اسیقدر مین مطلب ثابت نہی اور حمل کرنا اوسکا
ندب پر جیسا کہ آپکی خاطر عاطر مین ہی محض غلط ہی کما مر سابقا مفصلا ششم یہہ کہ آپنی فرمایا تہا
کہ قول بالوجوب کسی مجتہد سی منقول نہین ہمنی آپ ہی کی عبارت منقولہ جذب القلوب سی ثابت کیا

الطال استناد مولوی صاحب عبارات مذکورہ کی
وعدم ثبوت مطلب سی

حکم واجب مین ہونا نزدیک امام ابو حنیفہ کی ثابت کیا آپنی اوسکا جواب نہین دیا غالبا آپنی اسکو تسلیم فرمایا **ہفتم** آپنی فرمایا تھا کہ قول بالوجوب اونہین فقہا سی جو طبقہ سابعہ مین داخل ہین منقول ہی ہمنی یہہ شبہہ کیا کہ اس قول کو ایک طائفہ فقہا معتمدین نی مثل شرنبلالی و ابن الہمام و صاحب منح و صاحب سنن الہدی نقل کرکے سکوت کیا اور بعضون نی بطور خود حکم دیا آپنی اسکا کچھ جواب نہین دیا غالبا تسلیم فرمایا اب یا تو ان فقہا کا طبقہ سابعہ مین ہونا ثابت کیجئی یا اپنا حصر قول منصور کا باطل سمجھئی **ہشتم** یہہ کہ فتاوی عالمگیریہ و فتح القدیر وغیرہ مین شرح مختار سی حکم قرب وجوب کہ حکم وجوب مین ہی منقول ہی اور شارح مختار اصحاب متون معتبرہ سی ہی ترجمہ اوسکا طبقات کفوی و طبقات علی قاری وغیرہ مین بشرح و بسط مذکور ہی ملاحظہ کرلیجئی اور اگر اوسکا ملاحظہ نہ نصیب ہو تو میرا رسالہ النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر اور الفوائد البہیۃ فی تراجم الحنفیہ مطالعہ کرلیجئی کہ اوس مین حال اوسکی فقاہت و ثقاہت کا معلوم ہو جاوی

قلت فی الکلام المبرور شیری یہہ کہ حدیث جنانی کو اکثر محدثین کا موضوع کہنا کہانتک ثابت ہوا قول محقق مین آپنی صغانی اور زرکشی و ابن جوزی اور ذہبی اور ابن عبد الہادسی حکم وضع کا نقل کیا اور کلام مبرم مین یہہ امر محقق کردیا گیا کہ صغانی اور ابن جوزی مبالغین فی حکم الوضع سی ہین اونکا اعتبار نہین اور ابن حجر نی کہدیا کہ ذہبی نی حکم وضع کا بتبعیت ابن جوزی کیا باقی رہی زرکشی اور ابن عبد الہاد بعد ثابت ہونی اس امر کی کہ ان دونونی بہ تبعیت مبالغین کی حکم نہین دیا ان دو کی حکم سی اکثر کا حکم کہان سی لازم آیا چہارم کہ معنی جفا کی لغت مین چند معدود ہین جیسا کہ تاموس مین ہی جفا جفاء و تجافی الخ اور نہایہ مین ہی فی الحدیث فاسجدت فتجافی الخ ان عبارات سی ظاہر ہی کہ جب جفا متعدی بمفعول کیطرف بلا واسطہ ہوتا ہی معنی اوسکی ضد بر و صلہ کی ہوتی ہین اور جو جفا بمعنی غلظ طبع کی ہی وہ لازم ہی

قال فی المذہب الماثور اسکی تحقیق باب اول مین گذر چکی **اقول** آیندہ اسکا رد آتا ہی اور آپنی ہماری ایراد سوم کا جواب نہین دیا غالبا تسلیم فرمایا کہ اکثر محدثین کی طرف نسبت وضع حدیث جفانی کی کرنا افترا و بہتان بغیر برہان ہی اور سابقا اسکی تحقیق گذر چکی کہ اکثر کیطرف نسبت حکم وضع محض باطل ہے آپ کی خدمت مین نصیحۃ التماس ہی کہ ایسی دھوکون مین کلام ابن تیمیہ وابن عبدالہادی وغیرہ کی نہ پڑا کیجئی اور بی سمجھی بوجھی کسیکو کسی طرف نسبت نہ کردیا کیجئے اور قول بعض کو قول اکثر اور مختلف فیہ کو مجمع علیہ نہ بنایا کیجئی **قال** فی القول المنصور یہان سے مرجوحیت قول بالسنۃ المؤکدہ کی اور قول وجوب کی ثابت ہوگئی اور قول مرجوح پر فقہا نے فتوی دینا حرام لکھا ہی مفتی کو چاہیی کہ جسکی قول پر فتوی دیتا ہی اوسکی روایت و درایت تحقیق کرلی نہ جلیسا کہ صاحب کلام مبرم نے کیا کہ وجوب پر ابوعمران المالکی مجہول الحال اور اوسکی مقلدین کا قول ہی بی باک ہوکر فتوی دیدیا **قلت** فی الکلام المبرور اس کلام مین چند تعقبات ہین اول یہہ کہ مرجوحیت قول وجوب اور قول بالسنۃ کی جو وجوہ بیان کی گئی سب مردود ہوگئے دوم یہہ کہ ابوعمران مالکی کا مجہول الحال ہونا کذب وزور ہی طبقات مالکیہ کو ملاحظہ کیجئی **قال** فی المذہب الماثور مجہی تو ابوعمران مالکی کا کچہہ نشان نہین ملتا آپہی ازراہ عنایت اس شخص کا حال لکہہ کر رفع جہالت کیجئی **اقول** الحمد للہ آپنی فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لاتعلمون پر عمل فرمایا اور دعوی جہالت کو چہوڑ کی عجز ظاہر فرمایا من علم حجۃ علی من لم یعلم وفوق کل ذی علم علیم کا لحاظ کیا علماء کی یہی شان ہی کہ جو امر معلوم نہو اوسکو اہل علم سی استفسار کرلین یا خود جد وجہد کرکے تالاش کرین نہ یہہ کہ جسکا حال معلوم نہو اوسکو بلا تردد مجہول کہدین شہاب خفاجی مصری نسیم الریاض شرح شفا عیاض مین لکہتی ہین ابوعمران الفاسی المالکی ہو موسی بن عیسی الفجومی بفتح الفین المعجمہ وسکون المثلثۃ وجیم

مضمومة وواو وميم وياء نسبة القبيلة من البربر والفاسي نسبة لفاس بلدة بالمغرب وابو عمران فقيه
المغرب توفي سنة ثلاثين واربعمائة في ثالث عشر رمضان انتهى اور ملا علي قاري مكي شرح شفا مين
لكهتي هين قال ابن ماكولا ابو عمران الفاسي فقيه اهل العراق في وقته انتهى اور محمد بن خليل الظاكي
زبدة المقتفى في تحرير الفاظ الشفا مين لكهتي هين ابو عمران الفاسي موسى بن عيسى الفقيه الفاسي
نسبة الى بلد فاس بالمغرب تقارب سبتة انتهى اور ابو سعد سمعاني كتاب الانساب مين لكهتي هين
الفاسي بفتح الفاء في آخرها سين مهملة هذه النسبة الى فاس بلدة بالمغرب في اقصاه تقارب سبتة
مدينة عظيمة بسيكنها الصالحون وعامتهم حملة القرآن على مذهب مالك كان بها جماعة من اهل العلم
منهم ابو عمران موسى بن عيسى الفقيه اهل القيروان في وقته نزل بها انتهى اور ذهبي سير النبلا مين
ابو عمران كي شاگرد رشيد كي ترجمه مين لكهتي هين عبد الحق بن محمد بن هارون شيخ المالكية الصقلي
تفقه على ابي بكر بن عبد الرحمن وابي عمران الفاسي مات بالاسكندرية سنة ست وستين واربعمائة وله كتب
منها النكت والفروق لمسائل المدونة وكتاب تهذيب الطالب انتهى اب فرمائي كيا اب بهي ابو عمران
پر تعريف مجهول كي يعني من لم يشتهر بطلب العلم في نفسه ولا عرفه العلماء به جيسا كه كتب فن مين مرقوم
هي صادق آتي هي كيا آپكي عدم علم سي كوئي ذات معروف مجهول هو جاتي هي اگر آپكو نهين معلوم
تها سكوت كرتي بي باك هوكر مجهول كهديتا كب جائز هي اس عادت سفيه پر توبه فرمائي اور
ورطه جهل مركب سي باهر تشريف لائي فتوى رضا مين جسكي رد كلام مهرور كي ساته ملحق كي
گئي هي آپني جرأت فرمائي كهديا كه ابو عبد الله جرجاني حنفي نه مجتهد في المذهب هي نه مجتهد في المسائل
نه اصحاب تخريج سي هي نه اصحاب ترجيح سي نه اصحاب متون سي بلكه محتمل هي كه طبقه سابعه مين
هو اور كتب فن كو نه ديكها كه ادسين وه ارباب ترجيح سي معدود هي طبقات حنفيه مين محمود بن
سليمان كفوي لكهتي هين الشيخ الامام اوحد الاعلام ابو عبد الله الفقيه الجرجاني محمد بن يحيى

بن مہدی عدہ صاحب الہدایۃ من اصحاب التخریج حیث قال فی باب صفۃ الصلوۃ ثم القومۃ والجلسۃ سنۃ عندہما فی تخریج الجرجانی وفی تخریج الکرخی واجبۃ الخ وہو تلمیذ ابی بکر الرازی تلمیذ ابی الحسن الکرخی وتفقہ علیہ ابو الحسین احمد بن محمد القدوری والامام احمد بن محمد الناطفی مات سنۃ ثمان وتسعین وثلاث مائۃ انتہی من کان لہ علم فلیقل بہ ومن لا یکون عندہ علم فلیقل اللہ اعلم **قلت** فی الکلام المبرور سوم یہہ کہ صاحب کلام مبرم نی بحر و متابعت ابو عمران فتوی نہین دیا بلکہ بمتابعت ایک طائفہ حنفیہ اس قول کو اختیار کیا **چہارم** آپنی قول مذہب پر فتوی دیا وہ بمتابعت ارباب عالمگیری و رد المحتار و در مختار دیا اور اونکا حال نہ دریافت کیا کہ یہہ کس طبقہ کی لوگ ہین **قال** فی المذہب الماثورین نی بحر و متابعت ارباب عالمگیری و در مختار کی فتوی نہین دیا بلکہ بمتابعت مشائخ حنفیہ و ائمہ اربعہ و احادیث صحیحہ کی اس قول کو اختیار کیا **اقول** جواب اسکا سابقا گذر چکا ہذا آخر الکلام فی ہذا المقام والحمد للہ علی التمام **باب دوم** رد مین اون اقوال کی جو مولوی محمد بشیر صاحب سی مذہب ماثورین صفحہ ۲۸۴ سی آخر تک متعلقہ باب دوم کلام مبرور کی واقع ہوئے واضح ہو کہ کلام مبرور کا باب اول مشتمل تہا اوپر رد اون اقوال کے جو مولوی صاحب موصوف سی دیباچہ قول منصور مین اور اوسکی باب اول مین واقع ہوئی تہی اور چند خدشات بطور نمونہ مجملا دیباچہ کلام مبرور مین اونپر وارد کئی گئی تہی اون سبکی جواب مین مولوی صاحب نے مذہب ماثورین ابتدای باب سوم صفحہ ۲۸۵ سی لغایت صفحہ ۲۸۴ تسوید اوراق فرمایا جو اب اونکا باب اول مین مذکور ہو چکا اور بعض کا جواب آیندہ مذکور ہوتا ہی آور باب دوم کلام مبرور مین رد اون اون اقوال کا تہا جو مولوی محمد بشیر صاحب سی باب دوم قول منصور مین کلام مبرم کی متعلق صادر ہوئی تہی آوسکی جواب مین مذہب ماثورین صفحہ ۲۸۴ سی

نوٹ
باب دوم
رد مین اون اقوال
کی جو مذہب ماثورین
متعلقہ باب دوم
کلام مبرم کی رد مین ہوئے

تا آخر سعی بلیغ فرمائی مگر بہت سی مقامات واگذاشت فرمائی اور علی سبیل الطفرۃ جس مقام پر اشکال واقع ہوا اوسکو چھوڑ کی بڑھتی چلی گئے اب بنظر احقاق حق اوس سعی کی جمیل شہرنے کی کیفیت بیان کی جاتی ہے لیکن جیسا التزام باب اول مین واسطی فہم ناظرین کی کیا گیا کہ بقدر حاجت تمام عبارت قول منصور و کلام مبرم و مذہب ماثور کی نقل کرکی احقاق حق کیا گیا اگر ویسا التزام اس باب مین ہو تو تطویل طویل ہوئی جاتی ہی اسوجہ سی مناسب معلوم ہوا کہ صرف قول مذہب ماثور علی قدر الحاجۃ نقل کرکی جواب دیا جاوی ناظرین کو پاہیئے کہ اگر منصف و غیر منصف و محق و مبطل مین امتیاز طلب کرین تو کلام مبرم و کلام مبرور و قول منصور و مذہب ماثور کو مع اس باب کی ملاحظہ کرین تا معلوم ہوجاوی کہ احد الخصمین مین کسکا کلام خالی تعسف سی ہی اور کسکا کلام پر تعصب ہی **قولہ** وجوہ ثلثہ کا جواب کہ دیا **اقول** وہ سب مردود ہی ہوچکا **قولہ** اور ایراد رابع آپکا مسلم ہی فی الواقع لفظ معتبرین بیجا غلط ہی **اقول** یہی شان علماء کی ہی کہ اپنی غلطی کے وقوع کا اقرار کرلین یا اوس سی کچھ تعرض نہ کرین نہ یہ کہ خواہ نخواہ اوسکو صحیح بناوین نظر انصاف سی امید ہی کہ اور بہی اغلاط اور مساعیات اور معارضات جو آپکی قول محقق و قول منصور و مذہب ماثور و فتوی مسئلہ رضاعت دیوبند مین واقع ہوئی ہین اقرار فرمائینگی **قولہ** فی الواقع یہہ ایراد رابع ہی نہ ثالث اس مقام پر بیشبہ مجسی غلطی ہوئی **اقول** ایسی اور بہی غلطیان جیسی مولف مجمع بحار کو ابن طاہر کہنا اور ابو عبداللہ حرجانی کو اصحاب تخریج ہی نکالنا اور ابو عمر کو مجہول کہنا اور وضع حدیث جنانی کی حکم کی نسبت زرکشی کیطرف کرنا وغیر ذلک تمام مذکور ہوا و سیاتی بعضہا **قولہ** مراد اعظم قربات و اعلی درجات سی افضل مندوبات ہی بقرینہ اوس عبارت کی جو شیخ نی جذب القلوب مین لکہی ہی پس معلوم ہوا کہ مختار شیخ استحباب ہی **اقول** سابقا معلوم ہوچکا کہ عبارت جذب القلوب اختیار استحباب و تضعیف قول وجوب وغیرہ پر

نہین دلالت کرتی ہی **قولہ** تحریف نام تغییر و تبدیل کا ہی اور جب آپنی اوس عبارت کو جو اس امر
پر دال ہی کہ علمارنی قول وجوب مین تاویل کی ہی حذف کیا تو تغییر و تبدیل پائی گئی **اقول** شاید آپکی
نزدیک اختصار اور اقتصار اور تحریف و تبدیل مین کچھہ فرق نہین ہی **قولہ** مجھی بفراست ایمان معلوم
ہوتا ہی کہ یہہ قول آپکا کذب ہی **اقول** یہہ فراست ایمان نہین بلکہ فراست طغیان ہی یا ایہا الذین
آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم **قولہ** وجہ اول و دوم و چہارم و پنجم کا جواب
ماسلف سی ظاہر ہوا **اقول** جو کچھہ ظاہر ہوا اوسکا ابطال بہی ہو چکا **قولہ** اور جواب وجہ سوم
یہہ ہی کہ صاحب قول منصور نی قرب اضافی ہونی اور قریب واجب کی مستحب پر اطلاق ہونیمین
لزوم کا دعوی نہین کیا صرف مقصود رفع اس استبعاد کا کہ اطلاق قریب بواجب کا مستحب کیونکر
درست ہوگا **اقول** اگر لزوم نہین تو کچھہ آپکو مفید نہین صرف ایک امر غیر واقع غیر مطابق للاستعمال
کی جواز کا بیان کرنا بی فائدہ ہی **قولہ** اسکی ساتھہ علی تقدیر ثبوتہ بہی تو قسطلانی نی کیا ہے
پس معلوم ہوا کہ قسطلانی کو ثبوت حدیث جفانی مین تامل ہی **اقول** بعد اسکی قسطلانی نے
یہہ بہی تو لکھا ہی و بالجملہ فمن تمکن من زیارتہ و لم یزرہ فقد جفاہ و لیس من حقہ علینا ذلک
انتہی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ رای اوسکی مائل اسیطرف ہی کہ تارک زیارۃ جافی ہی اور قول
اوسکا علی تقدیر ثبوتہ نص اس امر مین نہین کہ اوسکو اسکی ثبوت مین تامل ہی بلکہ ظاہر یہہ ہے
کہ چونکہ ثبوت حدیث جفانی مختلف فیہ تہا اوسنی اس لفظ سی اپنا عہدہ بری کر دیا اور ایسہی
لفظ لایصح جو اوسکی کلام مین در باب حدیث جفانی کی واقع ہی نہ تو موضوعیت پر دلالت
کرتا ہی اور نہ تضعیف پر نص ہی لیکن اول پس اسوجہ سی کہ درمیان لایصح اور درمیان
موضوع کی فرق ہی ملا علی قاری کتاب الموضوعات مین لکھتی ہین لا یلزم من عدم الصحۃ
وجود الوضع انتہی اور یہی دوسری مقام پر لکھتی ہین لا یلزم من عدم صحۃ ثبوت وضعہ انتہی

بیان آپکا ام الکتاب
طعن مین لایصح
وضع و ضعیف کو
مستلزم نہین بلکہ
حسن پر بہی ادرکا
اطلاق درست ہی

اور ابن عراق تنزیہ الشریعۃ عن الاحادیث الموضوعۃ مین کتاب التوحید کی فصل ثانی مین لکھتے
ہین قال الزرکشی فی نکتہ علی ابن الصلاح بین قولنا موضوع و قولنا لا یصح بون کثیر فان
الاول اثبات الکذب والاختلاق والثانی اخبار عن عدم الثبوت و لا یلزم منہ اثبات العدم
وہذا یجئ فی کل حدیث قال فیہ ابن الجوزی لا یصح ونحوہ انتہی اور حافظ ابن حجر قول مسدد
فی الذب عن مسند احمد مین بحث حدیث عموم مغفرۃ حجاج مین کہتی ہین لا یلزم من کون
الحدیث لم یصح ان یکون موضوعا انتہی اور محمد طاہر فتنی مولف مجمع البحار تذکرۃ الموضوعات
مین لکھتی ہین قال السیوطی فی اللآلی قال الزرکشی بین قولنا لم یصح و قولنا موضوع بون کثیر
فان الوضع اثبات الاختلاق و قولنا لم یصح لا یلزم منہ اثبات العدم وانما ہو اخبار عن عدم
الثبوت وقال ایضا لا یلزم من جہل الراوی وضع حدیث و فی الوجیز فرق بین المنکر والموضوع
وذکر السخاوی عنہ ان لفظ لا یثبت لا یلزم منہ ان یکون موضوعا فان الثابت یشمل الصحیح
فقط والضعیف دونہ انتہی اور لیکن ازمانی پس اسوجہ سی کہ لا یصح اور ایسہی لا یثبت کا اطلاق
بمعنی نفی صحت اصطلاحیہ حسن پر درست ہی جیسا کہ محمد بن عبد الباقی زرقانی شرح مواہب
لدنیہ مین لکھتی ہین قال ابن رجب ومن امثلتہا حدیث معاذ رفعہ یطلع اللہ لیلۃ النصف من
شعبان فیغفر لجمیع خلقہ الا لمشرک او مشاحن رواہ ابن حبان صححہ وکفی بہ عمادا انتہی وفیہ رد
علی قول ابن دحیہ لم یصح فی لیلۃ نصف شعبان شئی الا ان یرید نفی الصحۃ الاصطلاحیۃ فان
حدیث معاذ ہذا حسن لا صحیح انتہی اور حافظ ابن حجر عسقلانی نتائج الافکار تخریج احادیث
الاذکار مین بحث اذکار وضوء مین تحت قول نووی کی ثبت عن احمد بن حنبل انہ قال
لا اعلم فی التسمیۃ فی الوضوء حدیثا ثابتا لکھتی ہین قلت لا یلزم من نفی العلم ثبوت العدم
وعلی التنزل لا یلزم من نفی الثبوت ثبوت الضعف لاحتمال ان یراد بالثبوت الصحۃ فلا ینفی الحسن

علی القول لا یلزم من نفی الثبوت عن کل فرد نفیہ عن المجموع انتہی اور ملا علی قاری کتاب الموضوعات
مین تحت حدیث من طاف بہذا البیت اسبوعا الخ لکھتے ہین مع ان قول السخاوی لا یصح لا ینافی
الضعف والحسن انتہی اور نور الدین علی سمہودی جواہر العقدین فی فضل الشرفین مین لکھتے ہین
ثلثت لا یلزم من قول احمد فی حدیث التوسعۃ علی العیال یوم عاشورا لا یصح ان یکون باطلا فقد
یکون غیر صحیح وہو صالح للاحتجاج بہ اذ الحسن رتبۃ بین الصحیح والضعیف انتہی تنبیہ عبارت مذکرہ
کی جو ابھی منقول ہوئی کلام مبرہن مین اوسکی بہ نسبت مطبوع ہو گیا ہی کہ ابن طاہر فتنی تذکرۃ الموضوعات
مین لکھتے ہین قال السیوطی فی اللآلی قال الزرکشی بین قولنا لم یصح وقولنا موضوع بون کثیر فان
الموضوع اثبات الکذب وقولنا لم یصح لا یلزم منہ اثبات العدم وانما ہو اخبار عن عدم الثبوت وقال
ایضا لا یلزم منہ ان یکون موضوعا فان الثابت یشمل الصحیح والضعیف انتہی اسمین خطا کاتب ہی
بجای محمد طاہر کی ابن طاہر ہو گیا مصنف تذکرۃ الموضوعات کا نام محمد طاہر ہی جیسا کہ کتب تاریخ
مین مصرح ہی اور لفظ دونہ کا بعد لفظ الضعیف کی چھوٹ گیا ناظرین کو چاہیی کہ اوس رسالہ مین
اصلاح کر دیوین ہذا ہو اظہار للحق الصادق ومثل ہذا فلیعمل العاملون قولہ پہلی ابن حجر فی لکھا ہی
بجعل من حج البیت قید البیان الاولی والاہم حتی لا یکون لہ مفہوم ویوید ذلک سقوطہ من روایات
اخر ظاہر ہی کہ اشارہ ذلک کا یہان طرف جعل کے ہی اور حال آنکہ قریب ہی اور یہی ابن حجر لکھتا ہی
وجفائہ حرام فعدم زیارتہ المتضمن لجفائہ کذلک ویوید ذلک ان جماعۃ من اصحاب المذاہب الاربعۃ
الخ اس عبارتین اشارہ ذلک کا طرف حرمۃ کی ہی حال آنکہ وہ قریب ہی پس بنا علی ہذا ممکن فیہ
ہین اشارہ لذلک کی طرف سنت واجبہ کی کرنا بعید نہین ہی اقول اس مقام پر زیادہ تر کیفیت
استعداد عالی واضح ہو گئی اولاً تو اسوجہ سی کہ جس مقام مین ایک مضمون قابل اشارہ کی بعید ہو
اور ایک مضمون لایق اشارہ کی قریب ہو ایسی مقام پر ذلک کو بعید پر اور ہذا کو قریب پر حمل کرنا چاہیے

اور بلا وجہ وجیہ ترک کرنا اسکا نہین چاہیی اور جس مقام پر کہ ایک ہی چیز لائق اشارہ کے ہو
اوس جگہ وہی مشار الیہ ہذا یا ذلک کا جو لفظ اشارہ ہو ہوگا پس یہہ دو عبارتین جو آپ نی
ذکر فرمائین نہین سوای ایک امر کی کوئی قابل اشارہ نہین ہی پس بالضرورت اشارہ ذلک
کا اوسکی طرف ہوگا اور قرب مشار الیہ کا قادح نہوگا بخلاف عبارت متکلم فیہ کی کہ وہان قبل ذلک
کی اور دو ایک امر بہی لائق اشارہ مذکور ہین پس باوجود اسکی لذلک کو قریب پر حمل کرنا
اور بعید کو چہوڑ دینا آپ ہی کا کام ہی **ثانیا** اسوجہ سی کہ جو جو ہر منظم ابن حجر کو دیکہیگا صاف
سمجہہ لیگا کہ رای اوسکی وجوب زیارت کی ہی شاید آپکو اوسکی ملاحظہ کا اتفاق نہین ہوا اگر ذرا لوگ
ایسہی ہی تو بغیر دیکہنی کسیکے کلام کی اور بغیر غور سباق وسیاق کی اپنی موافق اوسکی کلام
کو محمول کرنا بڑی جرأت کا کام ہی اور اگر آپ کی ملاحظہ سی وہ کتاب گذری ہی پہر بہی آپنی
چشم پوشی کی ہی تو زیادہ تر بی باکی ہی **ثالثا** قطع نظر اسکی کہ رای ابن حجر کی وجوب کی طرف
ہی عبارت متنازع فیہا مین لذلک کا اشارہ تاویل کی طرف ممکن ہی نہین اسوجہ سی کہ بعد اوسکے
جو حدیثین بیان کیین ہین اونمین سی ایک بہی ثبت قول ماؤل نہین بلکہ بعض اونمین سی ثبت
وجوب ہین اور بعض ثبت قربت ہین **قولہ** چونکہ یہہ لفظ مقابلہ قول بالوجوب کی بیان
کیا گیا پس واجب کو شامل نہوگا **اقول** شاید آپنی مواہب لدنیہ کو ملاحظہ نہین کیا
ورنہ ایسی تحریر نہ فرماتی عبارت اوسکی یہہ ہی اعلم ان زیارۃ قبرہ الشریف من
اعظم القربات وارجی الطاعات والسبیل لہ اعلی الدرجات ومن اعتقد غیر ہذا فقد
انخلع من ربقۃ الاسلام وخالف اللہ ورسولہ وجماعۃ العلماء الاعلام وقد اطلق بعض المالکیۃ
وہو ابو عمران الفاسی کما ذکرہ فی المدخل عن تہذیب الطالب لعبد الحق انہا واجبۃ قال ولعلہ
اراد وجوب السنن المؤکدۃ وقال القاضی عیاض انہا سنۃ من سنن المسلمین مجمع علیہا وفضیلۃ

مرغب فیہا انتہی بعد اسکی احادیث زیارت مثل من زار قبری وجبت لہ شفاعتی ومن حج ولم یزرنی فقد جفانی وغیرہ نقل کرکے تحریر کیا قال العلامۃ زین الدین بن الحسین العراقی ینبغی لکل مسلم اعتقاد کون زیارتہ قربۃ للاحادیث الواردۃ فی ذلک ولقولہ تعالی ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک الخ بعد اوسکی تحریر کیا وقد اجمع المسلمون علی استحباب زیارۃ القبور کما حکاہ النووی واوجہا انطاہر فزیارتہ صلی اللہ علیہ وسلم مطلوبۃ بالعموم والخصوص ولان زیارۃ القبور تعظیم وتعظیم واجب انتہی اب آپہی انصاف فرمائی کہ اس عبارت مین بلحاظ سیاق وسباق قربت سی مطلق طاعت مراد ہی یا خصوص ندب مقابل سنت وواجب مراد ہی اگر مراد ندب ہوتا جملہ ومن اعتقد غیر ہذا فقد انخلع الخ مہمل ہوجاتا کیونکہ معتقد وجوب یا سنیت کا رتبۂ اسلام سی خارج ہونا لغو ومہمل ہے اور آپ کا یہہ گمان کہ قربت چونکہ مقابل للوجوب ہی اسوجہ سی استحباب مراد ہوگا محض غلط ہی اسوجہ سی کہ مقابل وجوب کا یعنی ندب بعد اوسکی مذکور ہی ہر مبتدی بہی ان عبارات کو دیکہہ کے یہی کہیگا کہ غرض قسطلانی کی اولا بیان مطلق قربت وطاعت ہی بعد ازان ذکر وجوب واستحباب وسنیت مقصود ہے مگر افسوس کہ آپکی خیال مبارک مین نہین آتا ہی **قولہ** صحت میری کلام کی موقوف اسکی اثبات پر نہین کیونکہ دراصل قسطلانی اور ابن حجر مکی کی قول سی آپنی استناد کی ہی پس میری لیی یہی کافی ہی کہ محتمل ہے کہ یہہ دونو طبقہ سابعہ مین سی ہون **اقول** اسمین کلام ہی بچند وجوہ ایک یہہ کہ خصم کو بہ نسبت کسی فقیہ یا عالم کی جسکی ساتہہ مستند استناد کری بدون تتبع حال وتجسس مقال وحال مجرد وہم وخیال یہہ کہنا کہ محتمل ہے کہ یہہ طبقۂ سابعہ مین داخل ہو بوجہ اسکی کہ احتمال بلا دلیل ہی نہین درست ہی آرہی جو خصم مجادل ہو اور اپنی رفع الزام یا الزام مقابل کے واسطی احتمالات پیدا کیا کرتا ہو اوسکو سب درست ہی **دوسری** یہہ کہ اگر یہہ خصم کو کہنا جس مقام پر چاہی درست وکافی بہی ہو تو بہی آپکو کہان نجات ہی کیونکہ

اعتمال قول ابن حجر وقسطلانی بطبقہ سابعہ مین

آپنی یہہ نہین فرمایا کہ محتمل ہے کہ یہہ دو نو طبقہ سابعہ مین ہون بلکہ قول منصور کی صفحہ ۵ مین یہہ ارشاد کیا کہ قسطلانی اور ابن حجر مکی اون طبقات فقہا مین سی نہین ہین کہ جنکی قول پر فتوی دیا جاوی بلکہ طبقہ سابعہ مین ہین بناء علیہ آپ سی کلام مبرور مین اس دعوی نفی اور اثبات کی اثبات کا استفسار ہوا اب یا تو اس دعوی کو مدلل کیجیی یا عجز ظاہر فرما کی ایسی تحکمات سی باز آئی **تیسری** یہہ کہ کتب تراجم مین ان دو نو کی فقاہت و جلالت مذکور ہی عبد القادر عیدروس نور سافر فی اخبار القرن العاشر مین ابن حجر مکی کی حال مین لکھتے ہین کان بحرا فی الفقہ و تحقیقہ امام اقتدی بہ الائمہ و ہمام یعتمد فی اقلیم الحجاز مضافا یعجز عن الاتیان بمثلہما المعاصرون و ابجاثہ فی المذہب کالطراز المذہب انتہی کیا ارباب طبقہ سابعہ کی ایسی توصیف و ثناء ہوا کرتی ہی **قولہ** علاوہ اسکی قول منصور مین یہہ کہا گیا [illegible] ثابت ہوتا ہی اور آپکی مخوای کلام سی کلام مبرم مین سمجھا جاتا ہے کہ عبارات منقولہ سی یہہ امر ثابت ہی حالانکہ یہہ بات غلط محض ہی **اقول** آپنی صفحہ ۲ قول منصور مین ارشاد کیا کہ سنت موکدہ ہونا تو کسی سی منقول نہین ہان بعض مالکیہ سی وجوب منقول ہے اور اوسکی تاویل دوسری مالکیہ نے سنت موکدہ کی سا تہہ کی ہی اس عبارت سی صاف ظاہر ہی کہ آپکو مطلق سنت موکدہ کی کسیکے قول ہونیسی انکار تہا **قولہ** اولی اس مقام پر یہہ تہا کہ بجای ضعف تضعیف کیا جاتا اور ضعف بولنا اور تضعیف مراد لینا اگرچہ ہو سکتا ہی لیکن خالی تکلف سی نہین **اقول** ضعف سی تضعیف مراد لینی کی کوئی ضرورت نہین بلکہ نسبت ضعف قول وجوب کی طرف حنفیہ کی معنی یہی ہین کہ نسبت کرنا اس امر کی کہ حنفیہ سی ضعف صادر ہوا یا یہہ کہ اونکی کتب مین ضعف مصرح ہوا اور اگر تسلیم کیا کہ اولی لفظ تضعیف تہا تو ایسی ترک اولی پر اوس عبارت سی اعتراض کرنا جیسا کہ صفحہ ۲ قول منصور مین ارشاد ہوا شان ارباب علم و استعداد نہین ہی حسن چلپی حواشی مطول مین مفتاح فن اول مین لکھتی ہین المناقشۃ فی العبارۃ بعد وضوح المقصود لیس من دأب المحصلین

انتہی **قولہ** یہہ کہنا کہ طحطاوی نی جہان صیغہ مجہول کو محمول ضعف پر کیا وہان قرینہ تضعیف موجود ہی اور ہانکن فنیہ مین مفقود و تصحیح بالامر حج ہی بلکہ تصحیح مرجوح ہی کیونکہ قرینہ تضعیف ہانکن فنیہ مین موجود ہی جسکا بیان قول منصور مین ہوا **اقول** وہ قرینہ مردود ہوچکا اور قیل کا ضعف پر حمل کرنا مطلقا باطل ہے حسن شرنبلالی اپنی رسائل المسائل البہیۃ الزاکیۃ علی المسائل الاثنی عشریہ مین لکھتے ہین کذالک استدل صاحب الہدایۃ لکن حکاہ بصیغۃ قیل التی توہم ان صاحب الہدایۃ لم یرض بما قالہ ابو سعید البردعی حتی ان بعض شراح الہدایۃ ضم ذالک عن مولفہا حیث قال ان قول المصنف وقیل الاصل الخ فیہ اشارۃ الی ان مختارہ غیرہ و قد رد الشیخ اکمل الدین ضم ذلک الشارح عنہ کما سنذکرہ فان صیغۃ قیل لیس حکما وخلت علیہ یکون ضعیفا انتہی اس سی معلوم ہوا کہ قیل جو ہدایہ مین بحث مسائل اثنا عشریہ مین واقع ہی صاحب عنایہ و شرنبلالی کی نزدیک واسطی ضعف کی نہین ہے بلکہ شرنبلالی نی تصریح کردی کہ ضعیف ہونا مابعد قیل کا کچہہ ضرور نہین اور ہدایہ مین بحث نواقض وضو مین ہی والضحک مایکون مسموعا لہ دون جیرانہ وہو علی ما قیل یفسد الصلوۃ دون الوضوء انتہی یہان بہی قیل ضعف کی واسطی نہین ہی حاشیہ عبد الغفور مین ہی انما قال ذلک لعدم الروایۃ فیہ عن الامام انتہی ایسہی اگر وسعت نظر سی دیکہی تو صدہا جگہ فقہا کی کلام مین قیل ضعف مین نہین مستعمل ہے **قولہ** سنیت تراویح اور بیس رکعت تراویح کی قول جمہور ہونی سی یہہ نہین ثابت ہوتا ہی کہ جمہور کی نزدیک بیس رکعت تراویح سنت موکدہ ہی بلکہ صرف اسقدر کہ جمہور کی نزدیک تراویح سنت ہی اور جمہور کی نزدیک بیس رکعت ہی **اقول** ظاہر کلام صاحب بحر الرائق و صاحب نہر فائق و صاحب منیۃ المستملی سی جو کلام مبرد مین مذکور ہی یہی ہی کہ جمہور کی نزدیک بیس رکعت سنت موکدہ ہین و عبارت فتح القدیر ظاہر کلام المشائخ ان السنۃ عشرون بہی اسی پر دال ہی اور حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی مین بعد نقل بحث

ابن ہمام کی مذکور ہی نعم حیث قال صاحب المذہب ما قال کما قدمناہ وحکی الاجماع علی استنان الجمیع کما ذکرناہ فلا یخرج علی خلافہ ولا عدول عن مقتضاہ انتہی **قولہ** بعد تسلیم وانقطاع اختلاف صرف ہیچدر ثابت ہوتا ہی کہ سنیت تراویح پر حنفیہ کا اتفاق ہی اور یہہ متنازع فیہ نہین **اقول** اتفاق حنفیہ نفس تراویح کی سنیت پر بہی متنازع فیہ ہی کیونکہ آپنی قول منصور کی صفحہ ۲۰ مین اسمین اختلاف ذکر کیا اور آپکی عنوان کلام سی یہان معلوم ہوتا ہی کہ آپکو انقطاع اختلاف مین کچہہ اشتباہ ہی اگر ایسا ہی تو عبارات انقطاع کا جو کلام مبرور مین مذکور ہین جواب دیجئی ورنہ اجماع پر ایمان لائی **قولہ** یہہ دعوی عبارت منقولہ درمختار سی ہرگز ثابت نہین ہوتا ہی **اقول** آپنی عبارت کلام مبرور مین غور نہین فرمایا عبارت منقولہ درمختار کی یعنی واذا ذلیت بالصحیح او الماخوذ بہ او بہ یفتی او علیہ الفتوی لم یفت بمخالفہ سند اس قول کی ہی کہ صحیح سی جانب مخالف کا غلط ہونا لازم ہوتا ہی کیونکہ جب درمختار مین حکم لم یفت مخالفہ کا دیا معلوم ہوا کہ قول مخالف اون اقوال کا جو بلفظ صحیح وغیرہ مذکور ہون غلط ہوتا ہی پس جبکہ صاحب خزانۃ الفتاوی ومجمع الانہر وغیرہ نے سنیت تراویح کو صحیح لکہا غلط ہونا قول آخر یعنی استحباب وغیرہ کا معلوم ہوگیا اور فتوی دینا اوسپر جائز نہوا ردالمحتار مین ہی اما اذا کان التصحیح بصیغۃ تقتضی قصر الصحۃ علی تلک الروایۃ فقط کالصحیح والماخوذ بہ ونحوہما مما یفید ضعف الروایۃ المخالفۃ لم یجز الافتاء بالمخالفۃ لما سیاتی ان الفتیا بالمرجوح جہل انتہی باقی رہا یہہ امر کہ جب ایک مسئلہ مین بعض کتب مین اصح واقع ہوا اور بعض مین صحیح تو اخذ ساتہہ صحیح کی چاہیی یعنی جانب مخالف کو صحیح نہ سمجہنا چاہیی بلکہ غلط سمجہنا چاہیی تو وجہ اوسکی ظاہر ہی اولاً تو یہہ کہ صحیح کبہی مقابل روایت مردودہ کی بہی آتا ہی اور صحیح ہمیشہ مقابل غلط کی ہوتا ہی ثانیاً یہہ کہ مقتضای احتیاط یہی ہی کہ مخالف کا فتوی ندیا جاوے بامخالفت صحیح کی سہو جاوی **قولہ** یہہ استعمال قلیل ہی اور غالب استعمال وہی ہی جو ہمنی ذکر کیا **اقول**

ہان سچ ہی مگر اسمقام پر ظاہر یہی ہی جو ہمنی ذکر کیا **قولہ** جسطرح روافض رکعات ظاہرہ کو سنت
عمری بمعنی بدعت کی کہتے ہین اوس سی مین بری ہون بلکہ مین باقی کو مستحب جانتا ہون **اقول**
یہی امید آپ سی ہی مگر اصول آپکی باقی کی بدعت سیئہ ہونیکو ثابت کرتے ہین اور اگر مستحب ہی
تو پھر اوسکی ترک مین اسقدر کیون اہتمام ہی کیا امر مستحب کی کرنے سی گناہ لازم ہوتا ہی **قولہ**
بعد تسلیم اسبات کی کہ تراویح کی سنیت قول جمہور ہی صرف اسیقدر ثابت ہوتا ہی کہ نفس تراویح سنت
ہی نہ یہہ کہ بیس رکعت سنت موکدہ ہین **اقول** دونو امر ثابت ہین بلکہ نفس تراویح کی سنیت کو
تو بہت سی فقہاء مجمع علیہ لکھتی ہین اور آپکی عنوان بیان سی معلوم ہوتا ہی کہ آپکو ابہی تک سنیت
تراویح کی قول جمہور ہونیمین اشتباہ ہی اگر ایسا ہی تو عبارات منقولہ کلام مبرور اور صدہا
ایسی عبارات کا جواب دیجیئی ورنہ سر تسلیم خم فرمائی **قولہ** یہہ غلط ہی ان دونو کی کلام سی صرف
اسیقدر ثابت ہوتا ہی کہ تراویح جمہور کی نزدیک بیس رکعت ہین نہ یہہ کہ جمہور کی نزدیک
بیس سنت ہین **اقول** حکم غلط کا قطعا غلط ہی بدون تامل وفکر کی کسی چیز پر حکم غلط کرنا
خبط ہی صاحب غنیہ کہتا ہی علم من ہذہ السنۃ ان التراویح عشرون رکعۃ بعشر تسلیمات عندنا
وہو مذہب الجمہور وعند مالک ست وثلثون احتجاجا بعمل اہل المدینۃ وما احتج بہ لیس بحجۃ لانہم یصلون
فرادی بین کل ترویحتین اربع رکعات والکلام فی ما ہو المشہور سنۃ بالجماعۃ لا فی ما عداہ انتہی
اس نقط والکلام فی ما ہو سنۃ سی صاف معلوم ہوتا ہی کہ التراویح عشرون رکعۃ عندنا
وہو مذہب الجمہور سی مراد یہی ہی کہ یہہ عدد نزدیک جمہور کی سنت ہی اور صاحب بحر قولہ
عشرون رکعۃ بیان لکمیتہا وہو قول الجمہور الخ لکھتا ہی لکن المحقق فی فتح القدیر ذکر
ما حاصلہ ان الدلیل یقتضی ان یکون السنۃ من العشرین ما فعلہ رسول اللہ اس استدراک
سی صاف معلوم ہوتا ہی کہ سابقا غرض یہی ہی کہ بسنیت بیس رکعت کی قول جمہور ہی

والعلم هذا ظاهر لمن له ادنی مناسبة بالعلوم الشرعیة فما لهولاء القوم لایکادون یفقهون حدیثا
قولہ فتح القدیر کی عبارت سی اسقدر معلوم ہوتا ہی کہ ظاہر کلام مشایخ سی یہہ ہی کہ بیس تراویح
سنت ہین پس اسمین اشعار ہی اس بات کی طرف کہ چونکہ ظاہر کلام مشایخ مخالف دلیل ہی
اسواسطی غیر ظاہر پر محمول کرنا چاہیی **اقول** نہین بلکہ اس بات کی طرف کہ مذہب مشایخ کا
اس مقام پر مخالف اصول کی ہی لیکن کسی مذہب کی ضعف و مخالفت اصول سی یہہ نہین لازم
ہی کہ نفس مذہب کی تاویل کر لیجاوی اور اپنی نزدیک جو معلوم ہووی وہ اوسکی طرف نسبت
کر دیا جاوی اور مخالف ہونا اس بحث کا اصول کی صرف بحسب زعم ابن ہمام کی ہی ورنہ حقیقۃ
کچھہ مخالفت نہین ہی جیسا کہ سابقا گذر چکا **قولہ** انمین سی بعض کے کلام سی تو وجوب ثابت
ہی نہین ہوتا ہی اور بعض کی کلام سی وجوب ثابت ہوتا ہی مگر وہ ماؤل ہی **اقول** وجوب
جو ابو عمران کی کلام مین واقع ہی وہ تو البتہ نزدیک بعض علماء کی ماؤل ہی باقی جو وجوب
ابن حجر مکی کی کلام مین ہی وہ تو بہت صاف ہی جیسا کہ سابقا معلوم ہو چکا اور جن لوگونکی
عبارات مین قرب وجوب واقع ہی وہ بھی مشارک وجوب ہی **قولہ** مقصود اوس سی یہہ ہی
کہ اگر وہ حدیث جو عند المحدثین المحققین موضوع ہی الخ **اقول** اگر یہہ مقصود ہی تو بھی غلط
ہی کیونکہ حدیث جو عند المحققین محدثین غیر متشددین کی نزدیک موضوع نہین ہی اور اگر ابن
تیمیہ و اتباع ابن تیمیہ مین آپکی نزدیک محققیت کا انحصار ہی تو ہر کس بحیال خویش کا مضمون
صادق ہی **قولہ** علاوہ اسکی مین کہتا ہون کہ قطع نظر اس سی کہ قول محقق مین اسکی موضوعیت
کا دعوی کیا گیا ہی یا نہین اب مین دعوی کرتا ہون کہ یہہ حدیث موضوع ہی **اقول** آپکی
قبل ہی بعض علماء اسکی موضوعیت کا دعوی کر چکے ہین مگر محققین محدثین اوس دعوی کو باطل
کر چکے ہین ابن عراق فی تنزیہ الشریعۃ مین اور ظاہر فتنی فی تذکرۃ الموضوعات مین اور سیوطی

لآلی مین زرکشی سی نقل کیا بالغ ابن الجوزی فذکرہ فی الموضوعات انتہی اور سبکی نے شفاء السقام
مین لکہا قد ذکرہ ابن الجوزی فی الموضوعات وہو سرف منہ انتہی اور ابن حجر مکی نی جوہر منظم
مین تحریر کیا ذکرا ابن الجوزی فی الموضوعات اساءۃ منہ وغایۃ امرہ انہ غریب انتہی اور سنا بقا
عبارت ملا علی قاری کی شرح شفا کی اور درۂ مضیئہ کی اور ابن حجر مکی کی جسمین اسحدیث
کی باب مین بسند صحیح بہ ہی اور عبارت قاری کی شرح لباب المناسک کی جسمین بسند حسن
ہی منقول ہوچکی مدعی موضوعیت کو لازم ہی کہ اسکی موضوعیت بوجہ معقول ثابت کری اور
مجرد متابعت ابن عبد الہادیا ابن تیمیہ یا ابن جوزی اوسکی واسطی مفید نہین ہی اور نہ قدح
کرنا اوسکی بعض رواۃ مین یا اوسکا منکر ہونا اوسکی واسطی مفید ہی کیونکہ نزدیک نقاد فن
کی منکر غیر موضوع ہی اور جرح رواۃ مستلزم وضع نہین ہی سیوطی وجیرہ مین باب فضائل
القرآن مین لکھتے ہین قال الذہبی فی تاریخہ نقلت من خط السیف احمد بن ابی المجد الی لفظ
قال صنف ابن الجوزی کتاب الموضوعات فاصاب فی ذکرہ احادیث مخالفۃ للعقل والنقل
ومما لم یصب فیہ اطلاقہ الوضع علی احادیث بکلام الناس فی احد رواتہا کقولہ فلان ضعیف
اولیس بالقوی اولین ولیس ذلک الحدیث مما یشہد القلب ببطلانہ ولا فیہ مخالفۃ للعقل والنقل فلا حجۃ
فی انہ موضوع سوی کلام ذلک الرجل فی احد رواتہ وہذا عدوان ومجازفۃ انتہی اور یہی
وجیرہ مین باب الاطعمہ مین ہی المنکر نوع آخر غیر الموضوع انتہی اور تنزیہ الشریعہ لابن عراق
فی کتاب الصلوۃ مین ہی لا یلزم من کون الحدیث منکرا ان یکون موضوعا انتہی اور یہی اوسمین
کتاب الجہاد والسفر مین ہی قلت لا یلزم من کون الحدیث منکرا ان یکون موضوعا انتہی اب
اس مقام پر کلام ابن عبد الہاد صاحب صارم کا یہی حال سن لینا چاہیی اور سمجہہ لینا چاہیے
کہ جو کچہہ اونہون نی تحریر فرمایا ہی اوس سے موضوع ہونا اس حدیث کا ثابت نہین ہوتا ہے

قوله فی بحث حدیث من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی الذی اخرجه ابن عدی عن علی بن اسحق نا محمد بن محمد بن النعمان بن شبل حدثنی جدی قال حدثنی مالک عن نافع عن ابن عمر مرفوعا علم ان هذا الحدیث حدیث منکر جدا لا اصل له بل هو من المکذوبات والموضوعات وهو کذب علی مالک مختلق علیه لم یحدث به قط ولم یروه الا من جمع الغرائب والموضوعات اقول کونه منکرا لا یستلزم کونه موضوعا بل قصاری امره ان یکون ضعیفا ان لم یکن حسنا وکونه لم یروه الا من جمع الغرائب والموضوعات ایضا لا یدل علی انه من الموضوعات فکم من حدیث رواه من جمعها وبین ضعفها او نکارتها او غرابتها ولم یحکم بوضعه او سقوطه لاحتجاج به وقد دعوی انه کذب علی مالک وانه لم یحدث به قط وانه من المکذوبات زاد لیل علیها ومجرد جرح الرواة لا ینفع لاثبات هذه الدعاوی التی اوردها قوله وقد اصاب الشیخ ابو الفرج بن الجوزی فی ذکره فی الموضوعات واخطأ هذا المعترض فی رده الکلام اقول هذا ایضا مجرد دعوی لیس تحتها جدوی فالخصم یقول لقد اخطأ ابن الجوزی فی ذکره فی الموضوعات والعجب انه قد اخرج کثیرا من الصحاح والحسان فی الموضوعات وبلغ افراطه الی ان اخرج حدیثا من صحیح مسلم واحادیث من مسند احمد فی الواهیات المکذوبات قوله والحمل فی هذا الحدیث علی محمد بن محمد بن النعمان لا علی جده کما ذکره الدارقطنی فی الحواشی علی کتاب المجروحین لابی حاتم بن حبان قال ابن حبان فی کتاب الضعفاء النعمان بن شبل ابو شبل من اهل البصرة یروی عن ابی عوانة ومالک والبصریین والحجازیین وروی عنه ابن ابنه محمد بن محمد بن النعمان بن شبل یاتی عن الثقات بالطامات وعن الاثبات بالمقلوبات وروی عن مالک عن نافع عن ابن عمر قال قال رسول الله من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی حدثناه احمد بن عبید بهمدان نا محمد بن محمد بن النعمان وقال الحافظ ابو الحسن الدارقطنی فی الحواشی علی کتابه بهذا حدیث غیر محفوظ عن النعمان انما یروی ابن ابنه والطعن فیه علیه لا علی النعمان

ولقد صدق ابو الحسن الدارقطني في هذا القول فان النعمان بن شبل انما يعرف برواية هذا الحديث
عن محمد بن الفضل بن عطية المشهور بالكذب عن جابر الجعفي عن محمد بن علي عن علي بن ابيطالب ولم
يروه عن النعمان بن شبل عن مالك عن نافع عن ابن عمر الا ابن ابنه **اقول** كون الطعن فيه على
محمد بن محمد بن النعمان كما ذكره الدارقطني في حواشي كتاب ابن حبان لا يدل على كونه موضوعا
وكذا كلامه في كتاب احاديث مالك الغرائب التي ليست في الموطا بعد ما اخرجه من الطريق المذكور
تفرد به هذا الشيخ وهو منكر انتهى لا يستلزم كونه موضوعا بل كون الراوي وضاعا وكذابا ايضا
لا يستلزم كون جميع ما رواه مكذوبا والحكم على الحديث بالوضع بمجرد جرح رواته من عادات
ابن الجوزي وقد عده العلماء من مجازفاته **قوله** وما ذكره المعترض عن عمران بن موسى انه وثق
النعمان بن شبل ليس بصحيح عنه وعمران ليس من ائمة الجرح والتعديل المرجوع الى قولهم **اقول**
يكفي فيه قول ابن عدي بعد ما ذكر احاديث النعمان هذه الاحاديث عن نافع عن ابن عمر بهذه
النسخة النعمان بن شبل عن مالك ولا اعلم رواه عن مالك غير النعمان بن شبل ولم ار في احاديثه
حديثا غريبا قد جاوز الحد فاذكره وسكوته على ما حكى عن عمران بن موسى الزجاجي في مصدر ترجمته
انه ثقة **قوله** ولو ثبت ان النعمان بن شبل وثقه من يعتمد عليه لم يكن في ذلك ما يقتضي
قبول ما روى عنه في الزيارة ولا قوته فان الطعن فيه يدل على غيره والطعن فيه على ابن ابنه كما ذكر
ذلك شيخ المحدثة ابو الحسن الدارقطني **اقول** الطعن عليه لا يستلزم كونه موضوعا نعم ان ثبت
ضعف محمد بن محمد بن النعمان او النعمان بحيث يكونان ممن لا يحتج به ولا يكتب حديثه بطريق صحيح
عن امام جارح معتمد نجيح ثبت كون هذا الحديث بهذا السند ساقطا عن الاعتبار لكنه مع
ذلك لا يثبت كونه مكذوبا ولا اخرجه مطلقا من حيز الاعتبار والاغلا **قوله** ومن العجب قول
هذا المعترض في آخر كلامه على هذا الحديث فلا جرم قبلنا كلام الدارقطني ورددنا كلام ابن الجوزي

مع ان معنى كلام الدارقطنى وكلام ابن الجوزى متفق غير مختلف فان الدارقطنى ذكر ان الحديث منكر وان الطعن والعلل فيه على محمد بن محمد بن النعمان وابن الجوزى ذكره فى الموضوعات وحكى قول الدارقطنى محتجا به ومعتمدا عليه فقبول المعترض قول احدهما ورده قول الآخر مع اتفاقهما فى المعنى من باب الخبط والتخبيط **اقول** هذا اعجب من هذا المعترض فان السبكى نقل كلام الدارقطنى انه منكر تفرد به هذا الشيخ وقال الظاهر ان الانكار منه بحسب تفرده وعدم احتماله بالنسبة الى الاسناد المذكور ولا يلزم من ذلك ان يكون المتن فى نفسه منكرا ولا موضوعا وبنى عليه قبول كلام الدارقطنى ورد كلام ابن الجوزى وهو امر لا اختيار عليه فان كون حديث منكرا او كون راويه متفردا برواية او مطعونا لا يستلزم كونه موضوعا فلا جرم يرد كلام ابن الجوزى ولا يصح له على ما حكم به الاستدلال بكلام الدارقطنى **قوله** ولو فرض انه حديث صحيح وخبر مقبول لم يكن فيه حجة الا على الزيارة الشرعية وقد ذكرنا غير مرة ان شيخ الاسلام لا ينكر الزيارة الشرعية الخ **اقول** فيه حجة على زيارة القبر الشرعية وشيخ الاسلام لا يجوزها بل يجعلها غير مقدورة كما سياتى ذكره **قوله** فى بحث حديث على مرفوعا من زار قبرى بعد موتى فكانما زارنى فى حياتى ومن حج ولم يزر قبرى فقد جفانى المروى من طريق النعمان بن شبل عن محمد بن الفضل عن جابر عن محمد بن على عن على بن ابيطالب هذا الخبر منكر جدا ليس له اصل بل هو حديث مفتعل موضوع وخبر مختلق موضوع لا يجوز الاحتجاج به لوجوه احدها انه من رواية النعمان بن شبل وقد اتهمه موسى بن هارون الحمال **اقول** قد مر حال النعمان وكونه متهما لا يستلزم كون خبره موضوعا وكذا كونه منكرا **قوله** الثانى ان فى اسناده محمد بن الفضل بن عطية وكان كذابا **اقول** رده السمهودى فى وفاء الوفاء بان محمد بن الفضل الراوى هذا الحديث مدنى وابن عطية كوفى وقيل مروزى نزل بخارا فالظاهر انه غيره **قوله** الثالث ان فى طريقه جابرا وهو الجعفى ولم

یکن ثقة الخ **اقول** الکلام فی جابر اوان کان کثیرا لکن ذکر فی تهذیب الکمال وتهذیبه فی ترجمته قال ابو نعیم عن الثوری اذا قال جابر حدثنا واخبرنا فذاک وقال ابن مهدی عن سفیان ما رأیت اورع فی الحدیث منه وقال ابن علیة عن شعبة جابر صدوق فی الحدیث وقال یحیی بن ابی بکیر عن شعبة کان جابر اذا قال حدثنا وسمعت فهو من اوثق الناس وقال وکیع مهما شککتم فی شیئ فلا تشکوا فی ان جابرا ثقة حدث عنه معمر وسفیان وشعبة وحسن بن صالح وقال ابن عبد الحکم سمعت الشافعی یقول قال سفیان الثوری لشعبة لئن تکلمت فی جابر الجعفی لاتکلمن فیک وقال معلی بن منصور قال لی ابو عوانة کان سفیان وشعبة ینیانی عن جابر الجعفی کنت ادخل علیه فاقول من کان عندک فیقول شعبة وسفیان انتهی **قوله الرابع** ان محمد بن علی الذی روی عنه جابر هو ابو جعفر الباقر ولم یدرک جدا بیه علی بن ابی طالب **اقول** المنقطع غیر الموضوع **قوله** نقلا عن شیخه انه قال بعد ما ذکر حدیث من زارنی بعد مماتی فکانما زارنی فی حیاتی المروی من طریق حفص بن ابی داود بعد ان ذکر کلام الائمة فی حفص ونفس المتن باطل فان الاعمال التی فرضها الله ورسوله لایکون الرجل بها مثل ابی واحد من الصحابة **اقول** نعم ولکن باب الترغیب واسع فتنزل فیه غیر مستبعد وجهات التفضیل مختلفة فالفضل الجزئی او المساواة الجزئیة غیر بعید ولیت شعری ما ذا یقول فی حدیث بل اجر خمسین منکم ونحوه المروی فی سنن ابی داود وغیره وقد نقل بعد هذا عن شیخه کلاما طویلا اکثره مشتمل علی امور غریبة واقوال مجازفة یکفی فی رد ها مامر منا وما سیاتی فلا حاجة الی تطویل الکلام ههنا بردالباقی **خلاصه** کلام انصاف جو تفریط وافراط سی خالی هی یه هی که حدیث جفانی جسکی ساتهه قائلین بالوجوب کا استناد هی طرق عدیده سی مروی هی اور محدثین کا اسکی باب مین اختلاف هی ایک جماعت تو اوسکو موضوع کهتی هین اور بسیاری جرح رواة کی استناد کرتی هی لیکن ثبوت اسکا ابهی تک نهین

ہوا اور مدعین موضوعیت کی کلام سی اثبات اونکی دعوی کا نہو سکا اور ایک جماعت اسکو ضعیف کہتی
ہی اور تیسری جماعت اسکو حسن و محتج بہ سمجھتی ہے چنانچہ تفصیلی ان سب امور کی سابقا گذر چکی پس
یہہ کہنا کہ یہہ حدیث بالاتفاق موضوع ہی یا اکثر محدثین کی نزدیک یا بقول صحیح مرفوع ہی درست
نہین ہی اور ایسہی یہہ دعوی کرنا کہ بالاتفاق یہہ حدیث محتج بہ ہی نہین درست ہی پس اب مسئلہ
وجوب زیارت کا اوس قسم کی مسائل سی ٹھہرا کہ اونکی سند کی محتج بہ و غیر محتج بہ ہونہین محدثین کا خلاف
ہی و علی وجہ ہو مولیہا فاستبقوا الخیرات **قولہ** اگرچہ نفس عبارت شامی و طحطاوی سی ضعف معلوم
ہوا لیکن جب صاحب درمختار نی تضعیف اس قول کی کی اور شامی اور طحطاوی نی اوسپر سکوت
کیا تو کلام طحطاوی و شامی کا اس حیثیت سی تضعیف پر دال ہوا **اقول** صاحب درمختار کی
طرف نسبت تضعیف کی افترا و خیال خام ہی اور لفظ قیل کا نص تضعیف مین نہین ہی جیسا کہ مفصلا
گذر چکا اور شامی کا سکوت مسلم نہین ہی کیونکہ اوسکی عبارت مین موجود ہی ذکرہ ایضا الخیر الرملی
فی حاشیتہ المنح وقال وانتصر لہ انتہی **قولہ** حاصل میری دلیل کا یہہ ہی کہ زیارت مطلق قبور یا حادیث
مذکور مستحب ہی اور زیارت قبر نبوی کی وجوب پر کوئی دلیل قائم نہین پس مثل دیگر قبور کی استحباب
پر باقی رہی **اقول** یہہ حاصل آپکی ذہن مین ہوگا قول محقق مین تو کہین اسکا نشان نہین ملتا
قولہ سند قربت ہونا منافی سند استحباب ہونیکی نہین **اقول** ہان مگر مستلزم بہی نہین اور منحصر بہی
نہین کیونکہ سند وجوب بہی سند قربت ہو سکتی ہی **قولہ** اوسکی کلام سی صاف ظاہر ہی کہ وہ احادیث
مطلق زیارت قبور سی زیارت قبر نبوی کا ویسا ہی استحباب ثابت کرتا ہی جیسا کہ دیگر قبور کا استحباب
اونسی ثابت کیا جاتا ہی **اقول** اگرچہ بعض عبارات سبکی سی یہہ مفہوم ہوتا ہی مگر سیاق و سباق
کی دیکھنی سی معلوم ہوتا ہی کہ مقصود اوسکا صرف اثبات قربت ہی چنانچہ عنوان باب مین تحریر
کرتا ہی الباب الخامس فی تقریر کون الزیارۃ قربۃ و ذلک بالکتاب والسنۃ والاجماع والقیاس

فت
لیکن ما ولی
فلا یخفی ما فیہ
عبارتہ کما تو

انتہی اور اس باب مین لکھتا ہی فزیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم قربۃ لحث الشرع علیہا و ترغیبہ فیہا
انتہی اور بعد اوسکی لکھتا ہی قد بان لک بہذا انہا تلزم بالنذر و انہا علی تقدیر ان یقال لا یلزم بالنذر
لا یخرجہا عن کونہا قربۃ انتہی اور بعد اوسکی لکھتا ہی کل ما یلزم بالنذر قربۃ ولیس کل قربۃ یلزم و زیارۃ
قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم مما یلزم بالنذر و لو ثبت عند احد من العلماء انہ یقول لا یلزم بالنذر لم یکن فی
ذلک ما یقتضی ان یقول انہا لیست بقربۃ انتہی اور چونکہ اصل غرض اثبات قربت ہی نہ استحباب
خاص و نہ وجوب اسوجہ سی باب خامس مین عبارات مختلفہ واقع ہوئی ہین بعض وجوب پر دلالت
کرتی ہین اور بعض استحباب خاص پر دلالت کرتے ہین **قولہ** اور سبکی کا یہہ قول کہ زیارت قبر نبوی
افراد تعظیم سی ہی اور تعظیم واجب ہی نص اسپر نہین ہین کہ نزدیک سبکی کے زیارت قبر نبوی واجب
ہو جائی بلکہ محتمل ہے کہ مقصود سبکی کا ترجیح دینا ہو استحباب زیارت قبر نبوی کو اور پر استحباب زیارت سائر
قبور کی **اقول** صحیح ہی بلکہ اور عبارات سبکی کے جو باب خامس وغیرہ مین واقع ہین دال اس امر پر
ہین کہ اونکی نزدیک زیارت واجب نہین ہی مگر ظاہر عبارت سبکی زیارۃ القبر تعظیم للنبی صلی اللہ علیہ
وسلم و تعظیمہ واجب اسیکی طرف مائل ہی کہ زیارت واجب ہی چنانچہ ابن عبد الہادی بھی اس عبارت
سی یہی امر سمجھا اور اوسکی رد مین کمال مبالغہ کیا جیساکہ آپنی عبارت اونکی باب اول مین نقل کی
ہی اور چونکہ کلام اونکا خالی خدشات سی نہین ہی اس مقام پر اوس سی تعرض مناسب معلوم
ہوتا ہی **قولہ** الکلام علیہ من وجوہ احدہا ان یقال ہا تان المقدمتان ان اخذتا علی اطلاقہما انتجتا
ان زیارۃ قبرہ واجبۃ ثم یلزم علی ہذا لوازم منہا ان تارک زیارتہ عاص آثم مستحق للعقوبۃ بنتفاء العذر
و فی ہذا تفسیق جمیع الصحابۃ الا من صح منہم الزیارۃ و لا ریب ان ہذا شر من قول الرافضۃ الذین یکفرون
جمہورہم بترکہم تولیتہ علی بل ہو من جنس قول الخوارج الذین یکفرون بالذنب لان تارک ہذہ الزیارۃ
عندہ تارک لتعظیمہ و ترک تعظیمہ کفر او ملزوم للکفر فان تعظیم الرسول من لوازم الایمان فعدمہ مستلزم

للكفر وعلى هذا كل من لم يزر قبره فهو كافر لانه تارك لتعظيمه اقول لموجب الزيارة ان يقول بالزمتين
ان تارك الزيارة مع الاستطاعة عاص آثم مستحق للعقوبة ملتزم وما الزم عليه من تفسيق جميع الصحابة
الامن صح منهم الزيارة ليس بلازم لوجوه احدها ان من التاركين من لم يكن له الاستطاعة للوصول
الى المدينة المنورة لبعدا مكانهم وعدم ما يحتاج في سفرهم فلا يلزم تفسيق جميعهم وثانيها ان منهم من
لم يترك الزيارة في نفس الامر وان لم يصح لنا الخبر بهذا الامر وعدم نقل شئ لا يدل على عدمه فليس
لعدم وجدان لمر دلالة على عدمه فلا يصح قوله انه يلزم تفسيق جميعهم الامن صح نقل الزيارة عنهم
وثالثها ان هذا الوجب ليس واجبا متفقا عليه من السلف الى الخلف بل هو مختلف فيه فيجوز ان
يكون التاركون معتقدين للاستحباب لعدم ظهور دليل الايجاب فلا يلزم من اثبات الايجاب تفسيقهم
حاشاهم عن ذلك ثم حاشاهم ورابعها ان هذا التقرير منتقض بجميع الفرائض والواجبات المختلف فيها
فمن يجوز لحنفي ان يقول الموالاة في الوضوء والترتيب في الوضوء والنية في الوضوء وتعديل
الاركان والصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم في الصلوة وامثال ذلك ليست بفرائض ولا
واجبات اذ لو كان كذلك لزم تفسيق جميع الصحابة او تكفيرهم الامن صح عنه نقل هذه المذكورات
وليس يجوز لاحد ان يقول راد اعلى من ذهب الى وجوب الصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم
كلما ذكر اسمه ولو في المجلس الف مرة من محققي الحنفية وغيرهم انه يلزم على هذا تفسيق جميع الصحابة
الامن صح ذلك عنهم وليس يجوز لشافعي ان يقول راد اعلى من اوجب الوتر ثلاث ركعات انه
يلزم عليه تفسيق جميع الصحابة الامن صح عنه ثلث ركعات وامثال هذا كثيرة على ماهر العلوم غير
خفية كلا والله لا يرتضي بامثال هذه التقريرات التي هي اشبه بالواهيات عاقل فضلا عن
فاضل والسر في ذلك ان باب التكفير والتفسيق مسدود في الامور المختلف فيها فلذا يجوز بهذا
الالزام في الواجبات والفرائض المختلف فيها فاي عيب على القائل بوجوب الزيارة لدليل

الخ لرد وكيف يلزم عليه مالا يلتزمه وبهذا ظهر ان القول بوجوب الزيارة ليس بشر من قول الرافضة وان كان هذا شرا منه كان القول بوجوب الصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم كلما ذكر اسمه وبوجوب النية والترتيب في الوضوء وغيرها من الواجبات والفرائض المختلف فيها ايضا شرا من قول الرافضة بعين ما ذكره بالزام ما الزمه وهذا لا يلتزمه احد من العقلاء فضلا عن الفضلاء وأعجب منه ما ترقى به انه من قول جنس الخوارج فان كان هذا من جنسه كان القول بوجوب الامور المختلف في وجوبها التي لم تثبت وجوبها والمداومة عليها من جميع الصحابة ايضا من جنسه والقول بخارج عن دائرة العقل واحاطة على ان القائل بوجوب الزيارة لا يقول بكونه فرضا او واجبا قطعيا بحيث يكون تاركه او منكره كافرا فليس كل من قال بكل تارك لكل فرض وواجب كافرا فلا يلزم ان يكون تارك الزيارة او منكر وجوبها كافرا او فاسقا ولعله ظن ان كل امر يحكم بوجوبه او فرضيته يحكم بكفر تاركه ومنكره او فسقه فان كان كذلك فهو زعم باطل على ما لا يخفى على من يعد من الافاضل وما وجه به كونه من جنس قول الخوارج ان تارك الزيارة تارك لتعظيمه وتركه تعظيمه كفر لا يخفى وجهه على من له ادنى شعور فان تعظيم النبي صلى الله عليه وسلم والافعال الدالة عليه اجناس متعددة منها ما هي ملزومة للايمان والاخلال بها اخلال بالايمان ومنها ما هي منهية في الشريعة كسجود التحية له او لقبره والطواف بقبره ومنها ما ليس كذلك وليس كذلك فمطلق تعظيمه صلى الله عليه وسلم بابي هو وامي من لوازم الايمان لكن ليس ترك كل جزئي من جزئياته مخلا بالايمان فلا يلزم من كون زيارة القبر تعظيما له ان يكون تركه موجبا للكفر تاركه وبالجملة ان اراد بقوله ترك تعظيمه كفر ان ترك جميع جزئيات تعظيمه كفر فلا يلزم عليه تكفير من ترك السجود له او لقبره والطواف به او لتقبيل قبره وغير ذلك مما هو معدود من جزئيات التعظيم وهذا لا يقول به من له عقل سليم وان اراد ان بعض جزئياته كذلك يلزم عليه عدم انتاج شكله لاشتراط كلية كبرى الشكل الاول على ما هو محقق في محله فان قال لما كان كل تعظيمه واجبا كما هو مقتضى كبرى

الشكل الذى ذكره السبكى لابد ان يكون كل ترك تعظيمه كفرا وهو الكبرى الشكلى قلنا لا نسلم تقتضى
كبرى شكل السبكى بافهمته على ما سياتى وعلى تقدير تسليمه لا ملازمة بين كون كل جزئى من جزئيات
تعظيمه واجبا وبين كون كل ترك جزئى منها كفرا فليس ترك كل واجب بل ولا كل فرض كفرا قوله
الوجه الثانى ان الخوارج انما كفروا الامة لمخالفة امره ومعصيته وتمسكوا بنصوص متشابهة لم يردوها
الى المحكم واما عباد القبور فكفروا لموافقة الرسول فى نفس مقصوده وجعلوا تجريد التوحيد كفرا وتنقيصا
فاين المكفر بالذنب الى المكفر لموافقة الرسول وتجريد التوحيد يونجه اقول هذه مغالطة واضحة وسفسطة
فاضحة فان عباد القبور ان اراد بهم من يعبد القبور ويسجد لها تعظيما لها او لاصحابها ويجعل قبر النبى
صلى الله عليه وسلم او غيره من الانبياء والصلحاء عيدا وثنا ويستغيث باصحاب القبور ويطلب
منهم قضاء الحوائج معتقدا فيهم انهم يجلبون نفعا او يدفعون ضرا ويسافر الى القبور بقصد تعظيمها لا
وارتكاب ما نهت عنه الشريعة ويأتى عند القبور بالعبادات التى هى من خواص العبد حضرة به ونيته
لاصحابها نذورا ويذبح عندها ذبائح تقربا اليهم به وامثال ذلك مما عده العلماء من الشرك او افعال
الشرك فالقائلون بكون الزيارة قربة او بكونها مستحبا او واجبا والمجوزون شد الرحال الى زيارة
النبوى متباعدون عنهم بل احل بل هم مونجون لهم وزاجرون لهم وناهون عن افعالهم وحركاتهم
بل هم موافقون فى ذلك مع جميع السلف والخلف من جميع الافاضل فهم برئيون عن عهدة ما لزم
عباد القبور ولا يلزم عليهم ما الزم عليهم عباد القبور فانهم لم يكفروا ولم يفسقوا احدا لموافقة الرسول
ولم يجعلوا تجريد التوحيد تنقيصا بل جعلوه كمالا وزيادة فى الايمان المقبول وان اراد بهم من
يقول بكون زيارة القبر النبوى الشرعية قربة او واجبا او مستحبا ومن يجوز شد الرحال الى زيارة
القبر النبوى على النهج الشرعى ظانا ان القول بذلك مخل بالتوحيد وداخل فى الشرك الجلى او الخفى فهو
من اصول شيخ الاسلام ابن تيمية وقد ردوها ثقات العلماء مرة بعد مرة فانه مع جلالة قدره وتبحره

ظن ان من اصول الشرک باللہ اتخاذ القبور مساجد وقد لعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من تیخذ القبور مساجد
ومن تیخذ علیہا سرجا وحذر عن جعل قبرہ عیدا و وثنا وتخیل ان منع زیارۃ القبر النبوی والسفر الیہا من
باب المحافظۃ علی التوحید وان فعلہا مودی الی الشرک ومخل بتجرید التوحید وفرع علیہ عدم کون السفر الیہا
قربۃ بل مانع فی ذالک وحکم بکونہ معصیۃ لاتنال بہ نعمۃ الرخصۃ وحکم بکون زیارۃ القبر النبوی ممتنعۃ وغیر
مقدورۃ وغیر قربۃ وانما جوز الدخول فی المسجد النبوی واداء ما ہو المشروع عند دخول سائر المساجد فہذہ
دخولہ وسماہ زیارۃ شرعیۃ ولیست زیارۃ لقبرہ فی الحقیقۃ لاشرعا ولا عرفا ولا لغۃ ولم یکتف علی ذلک بل
اراد حمل کلام الائمۃ والفقہاء الذین قالوا باستحباب زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکونہ قربۃ علی ذلک
وہذا کلہ باطل اما کون زیارۃ قبرہ ممتنعۃ غیر مقدورۃ وحمل کلامہم علی ما حملہ منیاتی ما علیہ واما الاصل الذی
اصلہ فہو مستاصل من اساسہ وذالک لان اتخاذ القبور مساجد واعیادا واوثانا والوقوف علیہا و
تصویر الصور علیہا ہو المودی الی الشرک وہو الذی ورد اللعن علیہ والزجر عنہ واما نفس زیارۃ قبر النبی
او غیرہ علی الوجہ الشرعی او کونہ قربۃ او مستحبا او واجبا او کون السفر الیہا جائزا فلیس عین تلک الافعال
ولا مودیا الی الشرک ولو کان کذلک لسد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابواب زیارۃ القبور مطلقا ولورد الشرع بسد
الذرائع بالمنع عنہ مطلقا فالشرک والمودی الیہ ممنوع عنہ بلاشبہۃ واما الذی قد یودی الی الشرک وقد
لایودی فلا یحکم مطلقا بکون مثل ہذہ الامور محرمۃ او مکروہۃ بل ما حرمہ الشرع عنہا فہو محرم وما لم یحرمہ
فلیس بمحرم وکذا ما لیس بمحرم اداؤہ علی سبیل یودی الی المحرم ایضا محرم واما اداؤہ علی النہج المباح
فلیس بمحرم وبالجملۃ تجعل القبور مساجد اوثانا ونحو ذلک ممنوع عنہ ونفس زیارۃ القبر النبوی علی
الوجہ الشرعی لیس بممنوع عنہ نعم اداؤہ علی الوجہ البدعی والشرکی ممنوع عنہ فتخیل ان نفس زیارۃ
القبر النبوی او القول بکونہا مشروعۃ ونحو ذلک مفض الی الشرک قول خال عن التحصیل لایقبلہ من لہ عقل
عقیل وما احسن قول من قال فی ترجمۃ ابن تیمیۃ ابن علمہ اکبر من عقلہ ولقد تکفل شیخ الاسلام التقی السبکی

الجامع بين التبحر العلمي والعقلي لاستيصال امثال هذه الاصول التي مهدها الشيخ ابن تيمية الحنبلي في
كتابه شفاء الاسقام بدلائل واضحة مقبولة عند الاعلام فشفى صدور المومنين من غيا هب الشكوك وظلمات
الاوهام فرحمه الله رحمة واسعة وجزاه بها بنعمة وافية فانها قد بذلا الوسع في تحقيق هذه الامور مبنية صالحة الا
ان احدهما اصاب ما هو الحق في ذلك وثانيهما زل قدمه في مهالك ولا يجب في ذلك على شيخ الاسلام
ابن تيمية فقد كان في تحقيق ما حقق صالح النية وخالص الطوية الا انه لكمال تجرده سلك مسالك غير مرضية
فله اجر واحد على سعيه وللمصيب اجران على سعيه وذلك فضل الله يوتيه من يشاء بعميم لطفه ورحم الله
ابن عبد الهادي حيث تكفل لنصرة شيخه بالامر يد عليه داتي في اصعاب مباحث شريفة يتعجب الواقف عليها
من تجرده وسعة علمه لكنه مع ذلك اشرب حب شيخه وحبك في الشيء يعمي ويصم فسود الكراريس بنقل عبارات
شيخه وبالغ في تاصيل قواعده واصوله ونقل تلك الاقوال المردودة والاصول السخيفة التي رده السبكي
وغيره غير مرة ولم يات بما يجاب به عن شبهاتهم القوية فصار الناقبان يخاطب بهذا الشعر ع زيادة القول
تحكي النقص في العمل ٭ ومنطق المرء يهديه للرشد ٭ ان اللسان صغير جرمه وله ٭ جرم كبير كما قد قيل
في المثل ٭ فكم مذمت على ما كنت قلت به ٭ وما ندمت على ما لم تكن تقل ٭ قوله الوجه الثالث ان زيارة
قبره لو كان تعظيما له لكانت مما لا تتم الايمان الا بها ولكانت فرضا على كل من استطاع اليه سبيلا ولما
اضاع السابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان اقامة هذا الفرض
وقام به الخلف الذين خلفوا من بعدهم يزعمون انهم اولياء الرسول وحزبه والقائمون بحقوقه وما كانوا
اولياؤه الا اهل طاعته والقيام بما جاء به اقول الملازمة الاولى ليس فيها المقدم مستلزما للتالي فنطلق
تعظيم النبي صلى الله عليه وسلم من لوازم الايمان لكن ليس كل جزئي من جزئيات الافعال التعظيمية بحيث
يعلم بدونه الايمان اما ترى ان الصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم كلما ذكر اسمه تعظيم له واداء لحقه وليس
تركه مخلا بالايمان اتفاقا وسجود التعظيم او التحية له او لقبره تعظيم له وليس بجائز باتفاق جماهير الائمة

خلفاء وسلطانا بل قد ورد النهي عنه في الشريعة نصا وحبه صلى الله عليه وسلم من ماله وولده ونفسه من آثار تعظيمه وليس الاخلال به اخلالا بأصل الايمان وان كان باعثا لعدم كماله ومثل ذلك كثير في كتب الائمة شهيرا واما حديث الاضاءة فقد مر الجواب عنها في التقريرات السابقة **قوله** الوجه الرابع انه اذا كانت زيارة قبره واجبة على الاعيان كانت الهجرة الى القبر آكد من الهجرة اليه في حياته فان الهجرة الى المدينة انقطعت في حياته بعد الفتح وعند عباد القبور ان الهجرة الى القبر فرض معين على من استطاع اليه سبيلا وليس يخفى فان هذا زعمه صريحة لما جاء به الرسول واحداث في دينه بما لم يأذن به **اقول** للامر اغمته ولا مخالفة فلم يدل الى الآن دليل شرعي قوي على عدم وجوب الزيارة وكل ما يخيل هذا المتخيل ومن فوقه في البطلان فهو مستأصل بالدلائل القوية وقد وجد الحاكم بالوجوب نصا يدل بظاهره على الوجوب ولم يقل ذلك برأي نفسه ولا اتى بامر يحكم الاصول الشرعية باستحالة مغايرة من تكلم معه هو الكلام على ما استدل به ضعيفا او تاويلا واي عيب على من قال بوجوب شئ وجد حديثا يدل بظاهره على وجوبه وظن قابلية احتجاجه وكيف يكون مراغما لله ورسوله مع استدلاله بنص رسوله وغاية ما يكون ان يكون دليله ضعيفا ولا يحكم به بكونه مراغما ومناقضا ومحدثا ومبتدعا فهذه مسائل منتشرة في كتب الدين مختلف فيها بين الائمة المجتهدين يستدل كل من الفريقين على مدعاه بدليل شرعي ويكون دليل احد الطرفين ضعيفا ثبوتا او استدلال بنظر خفي فهل يقال لاحدهما انه مخالف لله ورسوله ومحدث ومبتدع في الدين بما لم يأذن به وهل يجوز عند عاقل ان يقال للمجتهدين الذين اثبتوا المسائل بالدلائل فظر ضعفها للجانب المقابل انهم مبتدعون محدثون كلا وآلله هذا لا يجوزه عاقل فضلا عن فاضل نعم لو قام دليل قوي على عدم وجوب الزيارة او استحالته او استند الحاكم به برايه كان لما ذكره مجال وبدونه لا مجال لمثل هذا المقال فكل مقال مقام ولكل مقام مقال ثم قوله وعند عباد القبور مغالطة واضحة يعلمها من له ادنى شعور فان القائل بفرضية الزيارة او وجوبها جماعة من الظاهرية والمالكية والشافعية وليسوا بعباد القبور بل هم كلهم منفرون وناهون عن عبادة

القبور ولو استحق الحاكم بالوجوب او بالاستحباب او بالقربة فى زيارة القبر النبوى ان يقال له عابد القبور
فالظاهرية الذين حكموا بوجوب مطلق زيارة القبور احقاء بان يلقبوا العباد القبور والتزامه مما يصدر عن
عاقل فضلا عن كامل ولقد قال ربنا تبارك وتعالى فى الكتاب المكنون ولا تنابزوا بالالقاب بئس
الاسم الفسوق بعد الايمان ومن لم يتب فاولئك هم الظالمون واما استبعاده من انه كيف يكون
زيارة قبره وابيه دائمة موكدة من البحرة اليه فى حياته التى هى منقطعة غير واجبة فهو مجرد استبعاد ليس له
استناد واما علم ان الحضور عنده بعد مماته من افراد زيارة قبور الانبياء والبحرة اليه فى حياته من افراد ملاقات
الانبياء وهما صنفان متبائنان فلا يلزم من عدم وجوب البحرة فى حياته اليه عدم وجوب زيارة قبره
ولا من انقطاعه انقطاعه نعم لو دل دليل على مجانستهما فى هذا الحكم لكان استبعاده مسلما وسيجىء ما يتعلق
بهذا البحث فيما يجىء **قوله** الوجه الخامس ان يقال لهذا المعترض واشباهه من عباد القبور انتم جعلون
كل تعظيم للرسول او نوعا خاصا من التعظيم فان اوجبتم كل تعظيم لزمكم ان توجبوا السجود لقبره وتقبيله
واستلامه والطواف به لانه من تعظيمه وقد انكر صلى الله عليه وسلم على من عظمه بما لم يأذن به كتعظيم من
سجد له وقال لا تطروني كما اطرت النصارى عيسى بن مريم فانما انا عبد الله فقولوا عبد الله ورسوله
ومعلوم ان مطريه انما قصد تعظيمه وقال صلى الله عليه وسلم لمن قال له يا محمد يا سيدنا وابن سيدنا وخيرنا
وابن خيرنا عليكم بقولكم ولا يستهوينكم الشيطان انا محمد بن عبد الله ورسوله والله ما احب ان
ان ترفعونى فوق منزلتى التى انزلنى الله فمن عظمه بما لا يحب فانما اتى بضد التعظيم وايضا فان الحلف
به تعظيم فقولوا يجب على الحالف ان يحلف به لانه تعظيم له وتعظيمه واجب وكذلك تسبيحه وتكبيره والذبح
باسمه كل هذا تعظيم له وان ايجاب مثل هذا مثل ايجاب الحج اليه بالزيارة ولا فرق بينهما وان قلتم انما
نوجب تعظيما خاصا طوبتم بضابطة هذا النوع وحده **اقول** هذه وندنة لا طائل تحتها ولو سكت عنها
لكان اسلم من التكلم بها **اما اولا** فلانه جعل تقى الدين السبكى شيخ الاسلام المجمع على جلالته وانصافه

واجتهاده بين بلاد مصر والشام بل غيرها من ديار الاسلام واشباههم القائلين بكون زيارة قبر النبي صلى الله
عليه وسلم قربة او مندوبا او واجبا من عباد القبور وهو تنابز بالالقاب القبيحة وقد زجر عنه الله ورسوله وحملة
الشريعة من ارباب الشعور وحاشاهم ثم حاشاهم عن هذه الصفة الشنيعة والسمة القبيحة ومن طالع كتاب السبكي
المسمى شفاء الاسقام وغيره من تصانيفه التي هي احق بان تكتب بماء الذهب ويزل بها الاوهام علم انه كان من
اكابر الموحدين المتدينين واعاظم ثقات الدين المتين فان كان القائل بزيارة قبر النبي صلى الله عليه وسلم بكونه
قربة او مستحبا او واجبا دليل للحاظ عقلا ونقلا بهذا القول مستحقا ان يقال له انه من عباد القبور فليشهد
الثقلان ان السبكي وجميع اتباعه من عباد القبور فان هذا ميراث اهل البدعة ارباب الحديث والسنة من نبيهم
ومورثهم من اطلاق مخالفيهم الالقاب المذمومة عليهم فيا شوقا الى كلمة صار اتباع السنة واحقاق الامور
الشرعية واثبات مشروعية زيارة قبر المصطفى صلى الله عليه وسلم وبلغه الى الدرجات العلى باعثا للتاقيب بها
وعند الله تجتمع الخصوم ويجازى كل سيئة بمثلها وقدس الله روح الشافعي حيث قال في ما نقل عنه ؎

ان كان رفضا حب آل محمد	فليشهد الثقلان اني رافضي	ورحم الله ابن تيمية حيث قال ؎
ان كان نصبا حب صحب محمد	فليشهد الثقلان اني ناصبي	وعفا الله عن بعض اتباعه حيث قال ؎
فان كان تجسيما ثبوت صفاته	وتنزيهها عن كل تاويل مفتر	فاني بحمد الله ربي مجسم ✽ هلموا شهودا

واملاؤا كل محضر ✽ ولعله لم يفهم معنى العبادة والزيارة الشرعية وظن ان من ذهب الى كون زيارة القبر
النبوي الشرعية قربة او واجبا او مستحبا فقد عبد القبور او جوز عباداتها ولم يتامل في ان الفرق بينهما
كما بين السموات والارضين وما بينهما واما ثانيا فلان ما ورد في حديث سيدنا في اثناء الكلام يشعر
بانه لا يجوز اطلاق سيدنا على سيد الانام اخذا من الحديث المذكور الوارد في كتب الاعلام فان كان
هذا كذلك فهو قول باطل لا ينبغي ان يتكلم بمثله فاضل ولبحث في هذا البحث مذكور في كتب الشراح المحدثين
وتحقيقها ثور من علماء الدين واما ثالثا فلان للقائل بوجوب الزيارة ان يقول نحن نوجب

كل تعظيم له صلى الله عليه وسلم وعلى آله الا ما دل الشرع على منعه فلا يلزم عليه ما الزمه من ايجاب السجود
له والحلف به وغيره واما ارار البعافلان له ان يقول نحن نوجب كل تعظيم ورد دليل بايجابه وزيارة القبر
النبوى كذلك لورود حديث جبانى فان قال هو حديث ساقط قلنا هذا بحث آخر خارجى واما خاما مسئلة
فلان له ان يقول نحن نوجب نوعا من التعظيم وهو ما لا يفضى الى الشرك الجلى او الخفى ولم يرد بمنعه دليل
شرعى وزيارة القبر كذلك فان تخيل ان نفسه مستلزم لاتخاذ القبور مساجد او اعيادا او اوثانا فموخيل
غير مرضى قوله الوجه السادس ان يقال الصلوة عليه صلى الله عليه وسلم كلما خطر بالبال تعظيم له فاوجبوا
بذا التعظيم واحكموا على من قال لا يجب تارك لتعظيمه بل احكموا على من قال لا يجب عليه الصلوة كلما ذكر اسمه
بانه تارك للتعظيم فهل كان ائمة الاسلام وعلماء الامة تاركين لتعظيمه تاركين لما يفهم الوجوب ام كانوا اشد
تعظيما منكم اقول هذا انما يرد على الموجب اذا قصد ان كل فرد من افراد تعظيمه مطلق واجب والا فلا نسلم
هذا نحو ان يقال رد اعلى القائلين بوجوب الوتر ثلاث ركعات وان تاركه آثم احكموا على من اكتفى على ركعة
واحد من السلف انه تارك للوتر آثم وامثال ذلك فى المختلف فيه غير قليل وتجويزه مما يابى عنه العقل السليم
قوله الوجه السابع بيان ان الذين كرهوا من الفقهاء الصلوة عامية عند الذبائح يكونون على قولكم تاركين لتعظيم وذلك
قادح فى ايمانهم وكذلك من كره او حرم الحلف به اقول هذا نظير الاوجه السابقة وقد مر الجواب فى التقريرات
السابقة قوله الوجه الثامن ان القول بعدم زيارة قبره او باستحبابها او بعدم جواز شد الرحال لا يقدح
فى تعظيمه بوجه من الوجوه اقول نعم لكن بشرط ان لا يجر الكلام الى سوء الادب بوجه من الوجوه قوله
الثامن ان تعظيمه هو موافقته فى غبته ما يحب وكراهته ما يكره اقول نعم لكنه غير مفيد للوجوب فانه لم يقل ما
كره النبى صلى الله عليه وسلم ولا انجر كلامه الى امر يفضى الى سوء الادب قوله العاشر ان ايجاب زيارة قبره
او استحبابها وشد الرحال اليها لاجل تعظيمه تضمين جعل القبر منسكا يحج اليه كما يحج الى البيت العتيق كما يفعله
عباد القبور اقول نحن وانتم شركاء فى توبيخ عباد القبور وزجرهم ومنعهم وبيان جهالاتهم وضلالاتهم

لکن کون ایجاب زیارۃ قبرہ او استحبابہا او تجویز شد الرحال الیہا لیس عین عبادۃ القبور ولا مستلزما لہا
نعم الزیارۃ المتضمنۃ لذلک ممنوعۃ ولا یلزم منہ بطلان مطلق الزیارۃ **قولہ** الحادی عشر ان ہذا الذی قصدہ
عباد القبور من التعظیم ہو بعینہ السبب الذی لاجلہ حرم رسول اللہ اتخاذ القبور مساجد وایقاد السرج علیہا
ولعن فاعل ذلک ونہی عن الصلوۃ الیہا وحرم اتخاذ قبرہ عیدا **اقول** ہذا الزام علی عباد القبور وانا سلمنا
فی ذلک لکن القول بکونہ زیارۃ قبر النبی الشرعیۃ واجبا او مستحبا او قربۃ لیس عین ذلک ولا مستلزما لذلک
قولہ الثانی عشر ان ہذا الذی یفعلہ عباد القبور من المقاصد والوسائل لیس بتعظیم فان التعظیم محلہ القلب
واللسان والجوارح وہم ابعد الناس منہ **اقول** نعم ولکن الکلام ہہنا مع غیر عباد القبور وان ظن ان
کل من خالفہ او خالف شیخہ فی ما ذکرہ فہو منہم فلیبک علی نفسہ واللہ اعلم بالصواب وعندہ حسن المآب **قولہ**
اگر تسلیم کیا جاوی کہ مقصود سبکی صرف اثبات قربت ہی تو ہم یہی کہہ سکتی ہین کہ مقصود ہمارا احادیث مطلق
زیارت قبور سی صرف اثبات قربت ہونی زیارت قبر نبوی کا ہی لیکن جب اور کوئی دلیل وجوب پر قائم
نہین تو ادنی قربت ثابت ہوگا **اقول** آپکا کلام قول محقق مین بالکلیہ اس سی ابا کرتا ہی **قولہ** اور جو کہ
سنت موکدہ وواجبہ وفرض پر کوئی دلیل قائم نہین اس صورت مین بعد ثبوت استحباب زیارت قبر غیر
نبی کی کہا جاویگا کہ جب زیارت قبر غیر نبی مستحب ہوی تو زیارت قبر نبوی بدرجہ اولی مستحب ہوگی **اقول**
اسی بیان سی آپکی ثابت ہوتا ہی کہ مجرد استحباب زیارت غیر نبی کافی واسطی اثبات استحباب قبر نبوی نہین
ہوسکتا وذلک ہو المراد فانا **قولہ** ظاہر عبارت مقاصد سی یہی ہی کہ یہہ قول متعلق کان لمن زارنی فی حیاتی
وبعدی **اقول** ملا علی قاری شرح شفا مین لکہتی ہین روی عن ابن عمر فی ما رواہ ابن خزیمۃ والبزار والطبرانی
بطرق وشواہد حسنۃ بل صحیحۃ لاجلہا قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من زار قبری وجبت لہ شفاعتی وفی
روایۃ حلت رواہ الدارقطنی وصححہ جماعۃ من اہل الحدیث انتہی اور سیوطی ہمنا اہل الصفا تخریج احادیث
شفا مین لکہتی ہین حدیث ابن عمر من زار قبری وجبت لہ شفاعتی ابن خزیمۃ فی صحیحہ متوقفا فی ثبوتہ

والبزار والطبرانی ولہ طرق وشواہد حسنہ لاجلہا الذہبی انتہی وسیوطی وقد نتشرہ فی الاحادیث المشتہرہ میں
لکھتے ہیں حدیث من زار قبری وجبت لہ شفاعتی ابن ابی الدنیا من طرق عن ابن عمر قال الذہبی طرقہ کلہا
لینۃ یقوی بعضہا بعضا لان ما فی روایاتہا متہم بالکذب قال ومن اجودہا اسنادا حدیث حاطب من زارنی
بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی اخرجہ ابن عساکر وغیرہ انتہی اور شہاب خفاجی
نسیم الریاض شرح شفای عیاض میں لکھتے ہیں روی عن ابن عمر رواہ ابن خزیمۃ والبزار والطبرانی
والذہبی وحسنہ ولہ طرق وشواہد تعضدہ والطعن فی روایاتہ مردودۃ کما بینہ السبکی وقول البیہقی انہ منکر
یجاب عنہ بان معناہ انہ انفرد بہ رواتہ والفرد قد یطلق علیہ ذلک کما قالہ احمد فی حدیث دعاء الاستفتاح
مع انہ فی الصحیحین وقول الذہبی طرقہ کلہا لینۃ یقوی بعضہا بعضا لاینافیہ لان غایتہ انہ بتسلیمہ ذلک
حسن وہو یطلق علیہ الصحۃ قال قال رسول اللہ من زار قبری وجبت لہ شفاعتی انتہی اور ابن حجر
مکی جوہر منظم میں کہتے ہیں حدیث من زار قبری وجبت لہ شفاعتی وفی روایۃ حلت محبتہ من الامۃ
الحدیث قول الذہبی طرقہ کلہا لینۃ یقوی بعضہا بعضا لاینافیہ لان غایتہ انہ بتسلیمہ ذلک حسن وہو یطلق
علیہ الصحۃ انتہی اور زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں لکھتے ہیں روی الدارقطنی وابو الشیخ وابن ابی الدنیا
کلہم من حدیث ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من زار قبری وجبت لہ شفاعتی ورواہ عبد الحق
فی احکامہ الوسطی والصغری وسکت عنہ ای الکلام فی سندہ بالقدح وسکوتہ عن الحدیث فیہا دلیل علی
صحتہ اراد بہ ما قابل الضعیف فیشتمل الحسن لغیرہ کہذا الحدیث المنجبر بتعدد طرقہ والا فقد ضعفہ البیہقی وقال
الذہبی طرقہ کلہا لینۃ لکن تقوی بعضہا ببعض لان ما فی روایاتہا متہم بالکذب قال ومن اجودہا اسنادا
حدیث حاطب من زارنی بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی وبالجملۃ قول ابن تیمیۃ موضوع لیس بصواب
وقد عارضہ السبکی بقولہ بل حسن او صحیح انتہی ولعل ذلک لتعدد طرقہ وکثرۃ شواہدہ انتہی اور نور الدین
سمہودی وفاء الوفا باخبار دار المصطفی میں بحث حدیث من زار قبری وجبت لہ شفاعتی لکھتے ہیں

قال الذہبی طرق ہذا الحدیث کلہا لینۃ یقوی بعضہا بعضا لان ما فی رواتہا متہم بالکذب قال ومن اجودہا
اسنادا حدیث حاطب من زار نی بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی اخرجہ ابن عساکر وغیرہ انتہی اور ابن
علان حاشیہ مناسک نووی مین لکہتی ہین حدیث من زار قبری وجبت لہ شفاعتی رواہ ابن خزیمۃ
فی صحیحہ وصححہ جماعۃ کعبد الحق والتقی السبکی ولا ینافی ذلک قول الذہبی طرقہ کلہا لینۃ یقوی بعضہا بعضا
انتہی ان سب عبارات سی صاف صاف واضح ہی کہ کلام ذہبی یقوی بعضہا بعضا متعلق اسی حدیث
کی ساتہ ہی نہ کہ من زار نی فی حیاتی کی ساتہ اور ظاہر عبارت مقاصد حسنہ سی بہی یہی ہی آپکو شاید
اوسکی پوری عبارت کی ملاحظہ کا اتفاق نہین ہوا بلکہ وہی قطعہ جو کلام مبرم مین منقول ہی نظر سی
گذرا اسی وجہ سی غیر ظاہر پر حکم ظاہر کا دیا گیا عبارت مقاصد کی یہہ ہی حدیث من زار قبری وجبت
لہ شفاعتی ابو الشیخ وابن ابی الدنیا وغیرہما عن ابن عمر وہو فی صحیح ابن خزیمۃ واشار الی تضعیفہ وہو
عند ابی الشیخ والطبرانی وابن عدی والدار قطنی والبیہقی وبعضہم کان من زار نی فی حیاتی وضعفہ
البیہقی وکذا قال الذہبی طرقہ کلہا لینۃ لکن یقوی بعضہا ببعض لان ما فی رواتہا متہم بالکذب
قال ومن اجودہا اسنادا حدیث حاطب من زار نی بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی اخرجہ ابن عساکر
وغیرہ وللطبرانی مرفوعا من زار قبری کنت لہ شفیعا او شہیدا وقد صنف السبکی شفاء الاسقام فی زیارۃ
خیر الانام انتہی **قولہ** اگر یہہ دعوی نہین تو یہہ قول آپکا اسقدر مستدلین کو کافی ہی صحیح نہین ہوسکتا
کیونکہ کفایت اثبات حسن یا صحت پر موقوف ہی **اقول** کفایت اثبات صحت وحسن ذاتی پر موقوف
نہین ہی بلکہ حسن لغیرہ بہی بوقت کثرت طرق حجت ہی سخاوی فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث
مین لکہتی ہین وکذا یمکن التمسک بظاہر تعریف ابن الجوزی للحسن وقولہ مستدلا بہ وصلح للعمل بہ فی
الحاق الحسن لغیرہ بذلک فی الاحتجاج وہو کذلک فی ما لم تکثر طرقہ ولذلک قال النووی فی بعض
الاحادیث ہذہ وان کانت اسانید ضعیفۃ لکن مجموعہا یقوی بعضہا ببعض ویصیر الحدیث حسنا ویحتج بہ

البیہقی فی تقویۃ الحدیث بکثرۃ الطرق الضعیفۃ وظاہر کلام ابی الحسن بن القطان یرشد الیہ فانہ قال ہذا القسم لایحتج بہ کلہ بل یعمل بہ فی فضائل الاعمال ویتوقف عن العمل بہ فی الاحکام الا اذا کثرت طرقہ او عضدہ اتصال عمل او موافقۃ شاہد صحیح او ظاہر القرآن واحسنہ شیخنا وصرح فی موضع آخر ان الضعیف الذی ضعفہ ناشئ عن سوء حفظہ اذا کثرت طرقہ ارتقی الی مرتبۃ الحسن انتہی اور متبادر عند الاطلاق حسن سی حسن لذاتہ ہی جیسا کہ فتح المغیث مین ہی وہذا ہو الحسن حقیقۃ بخلاف الآخر فانہ لکونہ یطلق علی مرتبۃ من مراتب الضعیف مجازا انتہی اسیوجہ سی کلام مبرورین کہا گیا کہ کلام مبرم مین دعوی بھی جانی حسن کا کلام ذہبی سی نہین کیا گیا بلکہ دعوی تقویت کا اور وہ حاصل ہے بعد اوسکی بطور علاوہ کی حسن ہونا بھی ثابت کر دیا گیا **قولہ** اسمین کلام ہی بچند وجوہ **اول** یہ کہ جب ضعف بوجہ قلت حفظ راوی کی ہو متابع کو چاہیی کہ اوسکا نظیر فی الروایۃ ہو یعنی اوس سی ادون نہو اور مسلم بن سالم موسی بن ہلال سی ادون ہی کیونکہ اوسکی غیر ثقہ ہونیکی تصریح لسان المیزان مین موجود ہی **اقول** اہل یمکن یہ جرح مبہم ہی **قولہ** دوم ہر ضعیف متابعت کی صلاحیت نہین رکھتا ہی ابن الصلاح لکھتے ہین ولیس کل ضعیف یصلح لذلک ولہذا یقول الدارقطنی فلان یعتبر بہ وفلان لایعتبر بہ وقد تقدم التنبیہ علی ذلک اور اس سی پہلی بیان حدیث حسن مین لکھا ہی والصحیح ان الحسن قسمان احدہما الحدیث لایخلو رجال اسنادہ من مستور لم تحقق اہلیتہ غیر انہ لیس مغفلا کثیر الخطأ فیما یرویہ ولا ہو متہم بالکذب فی الحدیث ای لم یظہر منہ تعمد الکذب فی الحدیث ولا سبب مفسق اور بھی اوسمین لکھا ہی لیس کل ضعف فی الحدیث یزول بمجیئہ من وجہ ہل ذلک یتفاوت فمنہ ضعف یزیلہ ذلک بان یکون ضعفہ ناشیا من حفظ راویہ مع کونہ اہل الصدق والدیانۃ اور غالبا جملہ وقد تقدم التنبیہ علی ذلک سی انہین دونو قول کیطرف اشارہ کرتا ہی پس معلوم ہوا کہ متابعت کی صلاحیت وہ رکھتا ہی جو اہل صدق ودیانۃ سی ہو اور مغفل وکثیر الخطأ نہو اور نہ کوئی سبب مفسق اوسمین پایا جاوی اور مسلم بن سالم غیر ثقہ ہی **اقول** اسمین کلام ہی بچند وجوہ

ایک یہہ کہ عبارت اولی ابن صلاح کی جو نوع خامس عشر مقدمہ ابن الصلاح مین واقع ہی
مضمون اوسکا یہہ ہی کہ ہر ضعیف قابلیت متابع ہونی اور افادہ تقویت وجبر نقصان کی نہین رکھتا ہی
اور ضعیف بضعف شدید کی متابعت سی نقصان اصل روایت کا نہین جا سکتا اور عبارت ثانیہ کا
جو نوع ثانی مقدمہ مین بیان حدیث حسن مین واقع ہی اور ایسہی عبارت ثالثہ کا جو اوسی کی بعد
واقع ہی مضمون یہہ ہی کہ حدیث ضعیف اگر اوسکی رواۃ مین ضعف شدید ہی مثل کثرت خطاء و
مغفلیت وغیرہ بوجہ کثرت طرق و وجود متابعات کہ اوسکی مثل یا اودن ہون قوی نہین ہو سکتے
آری جسکی رواۃ مین ضعف بوجہ قلت ضبط و سوء حفظ ہو وہ بکثرت طرق و متابعات حسن ہو جاتی
ہی پس عبارت اولی متابع بالکسر کے ذکر مین ہی کہ ہر ضعیف صلاحیت متابع ہونیکی نہین رکھتا ہی
اور عبارت ثانیہ و ثالثہ ذکر متابع بالفتح مین کہ ہر ضعف بوجہ متابع کی دور نہین ہو سکتا ہی آپنی دونو
کو خلط فرمانا کی جو تقریر متابع بالفتح کی ہی یعنی یہہ کہ مغفل کثیر الخطا نہو اور نہ اوسمین سبب مفسق ہو
متابع بالکسر مین جاری فرمانا کی ارشاد کیا کہ متابعت کی صلاحیت وہ رکھتا ہی جو اہل صدق و دیانت
سی ہو اور مغفل و کثیر الخطا نہو اور نہ اوسمین کوئی سبب مفسق ہو غالبا آپکو اشتباہ جملہ و قد تقدم التنبیہ
علی ذلک سی ہوا ہی حال آنکہ عبارت ابن الصلاح مین علی مثل ذلک ہی دوسری یہہ کہ متابع کو
ثقہ ہونا ضرور نہین پس اگر مسلم غیر ثقہ بھی ہو کچھہ حرج نہین ہی فتح المغیث مین ہی و کما انہ لا احصاء
للمتابعات فی الثقۃ کذلک الشواہد ولذا قال ابن الصلاح واعلم انہ قد یحتمل فی باب المتابعۃ والاستشہاد
روایۃ من لا یحتج بحدیثہ وحدہ بل یکون معدودا فی الضعفاء وفی کتابی البخاری ومسلم جماعۃ من الضعفاء
ذکرا ہم فی المتابعات والشواہد ولیس کل ضعیف یصلح لذلک وقال النووی فی شرح مسلم انما یعتمدون
ہذا ای ادخال الضعفاء فی المتابعات والشواہد لان المتابع لا اعتماد علیہ وانما الاعتماد علی ما تقبلہ انتہی
ولا انحصار لہ فی ہذا بل قد یکون کل من المتابع والمتابع لا اعتماد علیہ فباجتماعہما تحصل القوۃ انتہی

اور بھی اوسمین ہی ان الحسن لا یشترط فی الثانی قسمیہ ثقہ روایتہ ولا اتصال سندہ والکتفی فی عاضدہ بکونہ
مثلہ مع ان کلا منہما بانفرادہ ضعیف لا تقوم بہ الحجۃ انتہی تیسری یہہ کہ متابع کثیر الخطا بھی ہوسکتا ہی
اور اوسکی وجہ سی جبر نقصان ہوتا ہی بحث مراسیل مین فتح المغیث مین ہی کما تقدم فی تقریر الحسن لغیرہ
ان الضعیف الذی ضعفہ من جہۃ قلۃ حفظ راویہ وکثرۃ غلطہ لا من جہۃ اتہامہ بالکذب اذا روی مثلہ بسند
آخر نظیرہ فی الروایۃ ارتقی الی درجۃ الحسن لانہ یزول ح ما یخاف من سوء حفظ الراوی ویعتضد کل منہما
بالآخر انتہی ان دونو وجہون سی معلوم ہوا کہ آپکا یہہ خیال کہ متابع کو ضرور ہی کہ ثقہ ہو اور مغفل وکثیر الخطا
نہو محض لغو ہی چوتھی یہہ کہ جو جرح مسلمہ بن سالم کی لسان المیزان مین بلفظ لیس بثقہ مذکور ہی
وہ مثل لیس بعدل وغیرہ کی مبہم ہی جیسا کہ اس عبارت کشف اصول بزدوی اما الطعن من ائمۃ الحدیث
فلا یقبل مجملا ای مبہما بان یقول ہذا الحدیث غیر ثابت او منکر او فلان متروک الحدیث او ذاہب الحدیث
او مجروح او لیس بعدل من غیر ان یذکر سبب الطعن وہو مذہب عامۃ المحدثین والفقہاء انتہی ہی وضح
ہوتا ہی کیونکہ جارح نی بیان نہین کیا کہ وجہ اوسکی عدم توثق کی کیا ہی آیا کذب ہی یا فسق یا کچھہ اور
ہی اور جرح مبہم مذہب جمہور غیر مقبول ہی پانچوین یہہ کہ کبھی ثقہ کا اطلاق عادل ضابط پر
آتا ہی جیسا کہ فتح المغیث مین ابن حجر سی منقول ہی ان تفسیر الثقہ بمن فیہ وصف زائد علی العدالۃ وہو الضبط
انما ہو اصطلاح لبعضہم انتہی اور تدریب الراوی مین ہی الثقہ من جمع العدالۃ والضبط انتہی پس ح
عبارت لسان المیزان کی ساتھہ استدلال کرنی اوسکو ضرور ہی کہ اس احتمال کو کہ وہ نفی مطلق توثق کی
نہین ہی بلکہ توثق مع الضبط کی اور یہہ مستلزم بطلان عدالت کو نہین ہی باطل کری قولہ سوم صحیح یہہ
ہی کہ موسی بن ہلال اس حدیث کو روایت عبداللہ بن عمر عمری ملکبری کرتا ہی اور اونکی نسبت ابو حاتم
محمد ابن حبان بستی نی کتاب المجروحین مین لکھا ہی کان ممن غلب علیہ الصلاح والعبادۃ حتی غفل
عن حفظ الاخبار فبطل المناکیر فی روایتہ فلما فحش خطاؤہ استحق الترک انتہی پس مغفل وکثیر الخطا ہونا

پہان اس امر کا کہ لیس بعدل وغیرہ مبہم ہی

اسکا ثابت ہوا پس تعریف اول حسن کی صادق نہ آئی اقول اسمین کلام ہی بچند وجوہ اول
یہہ کہ وہ الفاظ جو راوی کی روایت کی حسن یا تقویت پر دال ہوتی ہین ائمہ جرح وتعدیل سی عبداللہ
عمری کی حق مین وارد ہین ذہبی کاشف مین لکھتی ہین قال ابن معین صویلح وقال ابن عدی لاباس
بہ صدوق انتہی اور ابن حجر تہذیب التہذیب مین لکھتی ہین قال ابوطالبہ عن احمد لاباس بہ قد روی
ولکن لیس مثل اخیہ عبیداللہ وقال ابوحاتم رایت احمد بن حنبل یحسن الثناء علیہ وقال عثمان الدارمی
عن ابن معین صویلح وقال ابن ابی مریم عن ابن معین لیس بہ باس یکتب حدیثہ وقال یعقوب بن
شیبۃ ثقہ صدوق فی حدیثہ اضطراب وقال ابن عدی لاباس بہ فی روایاتہ صدوق وقال ابن
عمار الموصلی لم یترکہ احد الا یحیی بن سعید وزعموا انہ اخذ کتب اخیہ عبیداللہ فرواہا وحکی الدارمی عن ابن معین
صالح ثقہ انتہی دوم یہہ کہ عبداللہ عمری کی بعض روایات پر بعض ائمہ جرح وتعدیل نی حسن کا حکم
بہی دیا جیسا کہ تہذیب التہذیب مین ہی اور دلہ یعقوب بن شیبۃ حدیثا وقال ہذا حدیث حسن الاسناد
وقال فی موضع آخر رجل صالح مذکور بالعلم والصلاح انتہی سوم یہہ کہ کثرت خطا واستحقاق ترک
کی نسبت طرف عمری کی بجز ابن حبان کی اور کسی ائمہ جرح سی صادر نہین ہوئی اور ابن حبان
کا تشدد فی الجرح ہونا اور اوسکی عادت ایسی کلمات کی ساتہہ تکلم کرنیکی معلوم ہی ذہبی میزان الاعتدال
مین ترجمۂ افلح بن سعید مین اور ابن حجر قول مسدد فی الذب عن مسند احمد مین لکھتی ہین ابن حبان
ربما جرح الثقۃ حتی کانہ لایدری ما یخرج من راسہ انتہی اور ذہبی میزان مین ترجمۂ عثمان بن
عبدالرحمن طرائفی مین لکھتی ہین واما ابن حبان فانہ تقعقع کعادتہ فقال فیہ یروی عن الضعفاء
اشیاء یدلسہا عن الثقات فلما کثر ذلک فی اخبارہ فلا یحتج بہ عندی الا ان یحتج بروایتہ بکل حال انتہی چہارم
یہہ کہ یہہ حکم ابن حبان کا قابل سماعت کی نہین اسوجہ سی کہ مسلم نی روایت عمری کو اخراج کیا ہی
اور بخاری ومسلم کی شرط مین یہہ داخل ہی کہ راوی حدیث مغفل ومتروک نہووی اسیوجہ سی

بیان اس امر کا کہ روایت عبداللہ عمری کی حسن ہی

بیان اس امر کا کہ ابن حبان کا تشدد فی الجرح عندی ہی

سبکی لکھتے ہین ہذا الکلام من ابن حبان یعرفک انہ لم یتکلم فیہ لجرح فی نفسہ وانما ہو لکثرۃ غلطہ واما
حکمہ باستحقاق الترک فمخالف لاخراج لہ مسلم فی المتابعات انتہی باقی رہا ترک یحیی سعید کا عمری کو یہہ چند ان
قادح نہین کیونکہ یحیی بوجہ کمال احتیاط کی بسبب سوء حفظ کی بہی راوی کو ترک کر دیتے تہی جیسا کہ
عبارت ترمذی جو جامع ترمذی کی کتاب العلل مین واقع ہی معلوم ہوتا ہی قال علی بن المدینی
ولم یر یحیی عن شریک ولا عن ابی بکر بن عیاش ولا عن الربیع بن صبیح ولا عن المبارک بن فضالہ
قال ابو عیسی وان کان یحیی ترک الروایۃ عن ہولاء فلم یترک الروایۃ عنہم انہا متہم بالکذب ولکنہ ترکہم
لحال حفظہم وذکر عن یحیی بن سعید القطان انہ کان اذا رای الرجل یحدث عن حفظہ مرۃ ہکذا ومرۃ ہکذا
لا یثبت علی روایۃ واحدۃ ترکہ انتہی پنجم یہہ کہ روایت من زار قبری وجبت لہ شفاعتی عبد اللہ
عمری نافع سے کی ہی اور معتبر ہونا اوسکی روایت کا نافع کا ائمہ جرح وتعدیل سے منقول ہی چنانچہ سبکی
لکھتے ہین وقال یحیی بن معین لیس بہ باس یکتب حدیثہ وقال انہ فی نافع صالح انتہی اور پہر لکھتے ہین
لیس ہذا الحدیث فی مظنتہ ان یحصل فیہ التباس علی عبد اللہ لانی سندہ ولا فی متنہ فانہ فی نافع کما سبق
ومتن الحدیث فی غایۃ القصر والوضوح انتہی قولہ چہارم یہہ کہ یہہ حدیث اگرچہ دوسری وجہ سے مروی ہے
جسمین مسلمہ بن سالم واقع ہی لیکن اس سے کچہ اسکی تقویت نہین ہوتی ہی بلکہ اضطراب سند اور متناظاہر ہوتا ہے
کیونکہ ایک نے اپنی روایت مین کہا ہی عن نافع عن سالم عن ابن عمر اور دوسری نے کہا عن نافع عن ابن عمر
اور ایک نے زیارت قبر کا ذکر کیا اور اعمال الی الزیارۃ کا ذکر نہین کیا اور دوسری نے اعمال کا ذکر کیا اور قبر
کا ذکر نہین کیا اور اضطراب موجب ضعف ہوتا ہی ابن الصلاح اپنی مقدمہ مین لکھتے ہین والاضطراب
موجب ضعف الحدیث لاشعارہ بانہ لم یضبط اقول مطلق اضطراب کو موجب ضعف سمجھنا محض غلط ہی
ابن صلاح مقدمہ مین قبل عبارت منقولہ کی لکھتے ہین انما نسمیہ مضطربا اذا تساوت الروایتان اما اذا
ترجحت احدہما بکثرۃ لاتقانہا او لامر آخری بان یکون راویہا احفظ او اکثر صحبۃ للمروی عنہ او غیر ذلک من وجوہ

الترجیحات المعتمدة فالحکم للراجحة ولا یطلق علیه ح وصف المضطرب ولا له حکمه انتهی اور ابن حجر ہدی
ساری مقدمۂ فتح الباری مین کہتے ہین الاختلاف علی الحفاظ فی الحدیث لا یوجب ان یکون مضطربا
الا بشرطین احدہما استواء وجوہ الاختلاف فمتی رجح احد الاقوال قدم ولا یعل الصحیح بالمرجوح وثانیہما
مع الاستواء ان تتعذر الجمع علی قواعد المحدثین او یغلب الظن ان ذلک الحافظ لم یضبط ذلک الحدیث
بعینہ انتہی اور ظاہر ہی کہ ماکن فیہ کا اضطراب متن و سند ادنی تامل سی رفع ہو سکتا ہی جمع بہی ممکن
بلکہ ظاہر اور ترجیح بہی موجود پس مجرد اضطراب سی حکم ضعف کا بہ تبعیت ابن عبد الہادی دینا موجب
عجب ہوتا ہی قولہ نجم یہہ حدیث شاذ مردود ہی اور تقریر اسکی دو طرح پر ہی اول یہہ کہ روایت عبد اللہ
بن عمر مکبر کی مخالف روایت حفاظ ثقات ہی چنانچہ ایوب سختیانی و عبید اللہ بن عمر و ربیعہ بن عثمان
وغیرہم جو اسحدیث کی روایت کی اوسمین ذکر اعمال و زیارۃ قبر نہین ہی بلکہ لفظ بعض کا یہہ ہی من
استطاع منکم ان یموت بالمدینۃ فلیمت فانہ من مات بہا کنت لہ شفیعا و شہیدا یوم القیامۃ اور لفظ
بعض کا یہہ ہی لا یصبر علی لاوائہا و شدتہا احد الا کنت لہ شہیدا و شفیعا یوم القیمۃ دوم یہہ کہ عبد اللہ
بن عمر مکبر اسکی روایت کی ساتہ متفرد ہی اور وہ درجہ حافظ ضابط سی بعید ہی اقول وجہ اول
مردود ہی اسوجہ سی کہ حدیث من استطاع ان یموت بالمدینۃ الحدیث وغیرہ جو اور حفاظ نی روایت
کی ہی فضیلت موت فی المدینۃ و قیام بالمدینۃ وغیرہ مین وارد ہی اور حدیث من زار قبری فضیلت
زیارت قبر نبوی مین وارد ہی اور ہر ایک امر دوسری سی جداگانہ ہی اور مطلق مغایرت سی مخالفت
لازم نہین ہی پس روایت عمری کی مخالف روایت اور حفاظ کی نہین ہی تا شاذ مردود ہو جاوے
البتہ اور حفاظ نی فضیلت زیارت قبر کو روایت نہین کیا عمری اوسکی ساتہ متفرد ہوا اور مجرد تفرد باعث
مردود ہونی کا نہین ہو سکتا جیسا کہ کلام مبرد مین عبارات ابن الصلاح و ابن جماعت و اکرم سندی
وغیرہ سی ثابت کیا گیا اور وجہ دوم بہی مردود ہی اسوجہ سی کہ عمری کا درجہ حافظ ضابط سی بعید ہونا

ابطال کون شاذ مردود
حدیث من زار قبری
حدیث استطاع فی الخ

شاید بوجہ قول ابن حبان کی گمان کیا گیا اور جواب اسکا سابقا گذر چکا قولہ اراد جہالۃ الوصف
وقولہ فروایۃ احمد ترفع من شانہ ردہ محمد بن احمد بن عبد الہادی فی الصارم بما حاصلہ ان روایۃ
احمد عن الثقات ہو الغالب من فعلہ وقد یروی الامام احمد قلیلا عن الضعفاء وہکذا روایۃ عن موسی
بن ہلال اقول موسی بن ہلال کے حق مین جو ابو حاتم نی مجہول کہا چند وجوہ سی مورث ضرر نہین
ہوسکتا اول تو وہ جو سبکی نے شفاء الاسقام مین لکہا کہ اگر مراد مجہول العین ہی تو صحیح نہین کیونکہ جہالت
عین دو شخص کی روایت سی مرتفع ہوجاتی ہی اور موسی سی سات شخصون نی روایت کی ہے
اور اگر جہالت وصف ہی تو روایت احمد اونسی اس جہالت کو دفع کردیتی ہی اور شان موسوی
کو بلند کردیتی ہی خصوصا جب کہ معلوم ہی کہ امام احمد ثقہ سی روایت کرتی ہین اور غیر ثقہ کیطرف
التفات نہین کرتی ہین عبارت اونکی یہہ ہی واما قول ابی حاتم الرازی فیہ انہ مجہول فلا یضر فانہ اما
ان یرید جہالۃ العین او جہالۃ الوصف فان اراد جہالۃ العین وہو غالب اصطلاح اہل ہذا الشان
فی ہذا الاطلاق فذلک مرتفع عنہ لانہ قد روی عنہ احمد بن حنبل ومحمد بن جابر المحاربی ومحمد بن اسمعیل
الاحمسی وابو امیۃ محمد بن ابراہیم الطرطوسی وعبید بن محمد الوراق والفضل بن سہل وجعفر بن محمد
وبروایۃ اثنین تنتفی جہالۃ العین فکیف بروایۃ سبعۃ وان اراد جہالۃ الوصف فروایۃ احمد ترفع من شانہ
لا سیما ما قالہ ابن عدی فیہ وممن ذکرہ فی مشایخ احمد ابو الفرج بن الجوزی وابو اسحق وا احمد
لم یکن یروی الا عن ثقۃ وقد صرح الخصم بذلک فی الکتاب الذی صنفہ فی الرد علی البکری بعد عشرۃ
کراریس منہ قال ان للقائلین بالجرح والتعدیل من علماء الحدیث نوعان منہم من لم یرو الا عن ثقۃ
عندہ کمالک وشعبۃ ویحیی بن سعید وعبد الرحمن بن مہدی واحمد بن حنبل وکذلک البخاری وامثالہ
وقد کفانا الخصم بہذا الکلام مؤنۃ تبیین ان احمد لا یروی الا عن ثقۃ وح لا یبقی لہ مطعن فیہ انتہی
اور ابن عبد الہادی نی صارم مین اس امر کو اختیار کیا کہ مراد مجہول سی مجہول الوصف ہی اور در باب

فسر
بیان اس امر کا کہ امام احمد کا روایت
کرنا موسی بن ہلال کی حق مین
قول ابو حاتم کہ مجہول
غیر مقبول ہی

روایت احمد کی تحریر کیا روایۃ احمد عن الثقات ہو الغالب من فعلہ والاکثر من عملہ کما ہو المعروف من طریقۃ
شعبۃ ومالک وعبد الرحمن بن مہدی ویحیی بن سعید القطان وغیرہم وقد روی احمد قلیلا فی بعض
الاحیان عن جماعۃ نسبوا الی الضعف وقلۃ الضبط وذلک علی وجہ الاعتبار والاستشہاد لا علی طریق الاحتجاج
والاعتماد مثل روایتہ عن عامر بن صالح الزبیری ومحمد بن القاسم الاسدی وعمر بن ہارون البلخی وعلی
بن عاصم الواسطی وابراہیم بن ابی اللیث وتلید بن سلیمان الکوفی ونحوہم ممن اشتہر الکلام فیہم وکذا
روایتہ عن موسی بن ہلال ان صحت روایتہ عنہ انتہی اس عبارت سی یہہ بات ثابت ہوتی کہ امام احمد
کی روایت جو واسطی اجتہاد واستناد کی ہو وہ غیر ثقہ سی نہین ہوتی ہی اور جو روایت اعتبار واستشہاد
کی واسطی ہو وہ ضعیف سی بہی ہوتی ہے اور یہی مضمون شیخ ابن عبد الہادی کی یعنی ابن تیمیہ کی کلام
سی بہی مفہوم ہی چنانچہ منہاج السنۃ مین ایک مقام پر لکہتی ہین والناس منہم من لا یروی عمن
یعلم انہ یکذب مثل مالک وشعبۃ ویحیی بن سعید وعبد الرحمن بن مہدی واحمد بن حنبل فان ہولاء لا یروون
عن شخص لیس ثقۃ عندہم ولا یروون حدیثا یعلمون انہ کذاب وقد روی احمد واسحق وغیرہما احادیث
تکون ضعیفۃ عندہم لاتہام رواتہا بسوء الحفظ ونحو ذلک لیعتبر بہا ویستشہد انتہی پس اس امر کا اثبات
ابن عبد الہادی اور اوسکی ناصرین کی ذمی پر ہی کہ روایت احمد کی موسی بن ہلال سی واسطی استشہاد
واعتبار کی ہی نہ واسطی اعتماد واستناد کی دوم یہہ کہ روایت عادل کی شیخ غیر مبہم سی باعث تعدیل
کی ہوتی ہی یا نہین اسمین تین مذہب ہین ایک یہ کہ مطلقا تعدیل نہین ہی دوسری یہہ کہ مطلقا ہی تیسرے
یہہ کہ اگر راوی ایسا ہی کہ غیر ثقہ سی روایت نہین کرتا ہی تو اوسکی روایت تعدیل ہی ورنہ نہ اور
یہی مذہب اصولیین کا ہی عراقی کی شرح الفیہ مین ہی اما روایۃ العدل عن شیخ یصرح باسمہ فہل ذلک
تعدیل فیہ ثلثۃ اقوال احدہا انہ لیس بتعدیل وہذا قول اکثر العلماء من اہل الحدیث وغیرہم والثانی انہ
تعدیل مطلقا والثالث انہ ان کان ذلک العدل الذی روی عنہ لا یروی الا عن عدل کانت روایتہ

تعدیلا والا فلا وہوالمختار عند الاصولیین کالسیف الآمدی وابن الحاجب وغیرہما انتہی اور سخاوی فتح المغیث
مین قول ثانی کی بعد لکھتا ہی حکاہ جماعۃ منہم الخطیب وکذا قال ابن المنیر فی الکفیل التعدیل قسمان صریحی وغیر صریح
فالصریحی واضح وغیر صریحی ہوالضمنی کروایۃ العدل انتہی اور بعد قول ثالث کی لکھتا ہی ہذا ہوالصحیح عند
جماعۃ من الاصولیین کالسیف الآمدی وابن الحاجب وغیرہما بل وذہب الیہ جمع من المحدثین والیہ
میل الشیخین وابن خزیمۃ فی صحاحہم والحاکم فی مستدرکہ انتہی اور ابن ہمام فی تحریر الاصول مین بہ نسبت
قول ثالث کی وہوالاعدل تحریر کیا پس مجہول کہنا ابو حاتم کا موسی کو اگرچہ مذہب اول پر مضر ہی
لیکن مذہب ثانی پر بالکل باطل ہے کیونکہ روایت ثقات کی موسی سی اوسکی تعدیل ہی اور ایسہی مذہب
ثالث پر جبتک یہہ نہ ثابت ہو کہ ثقات کی روایت اوس سی علی سبیل الاعتبار ہی کیونکہ مقام احتجاج
مین روایت امام معتمد کی کسی راوی سی گو اوس ہی بجز ایک کی کسی فی روایت نہ کی ہو باعث تعدیل
ہی جیسا کہ فتح المغیث مین ہی وبالجملہ فروایۃ امام ناقل للشریعۃ لرجل ممن لم یرو عنہ سوی واحد فی
مقام الاحتجاج کافیۃ فی تعدیلہ وتعدیلہ انتہی چہ جائیکہ ایسی راوی سی کہ اوس سی روایت کرنیوالے
متعدد ہون خلاصہ یہہ کہ جرح ابو حاتم کی مطلقا مضر نہین ہی بلکہ بعض مذاہب پر پس اگر کوئی شخص
مذہب ثانی کو اختیار کرلی یا مذہب ثالث کو اختیار کرکی طلب دلیل اس امر پر کری کہ احمد کی روایت
موسی سی بر سبیل اعتبار ہی تو خصم کو مشکل پڑجائیگی سوہم مراد ابو حاتم کی مجہول سی مجہول الوصف
ہوا کرتی ہی جیسا کہ سخاوی کی عبارت سی ظاہر ہی علی ان قول ابی حاتم فی الرجل انہ مجہول لا یرید
بہ انہ لم یرو عنہ سوی واحد بدلیل انہ قال فی داؤد بن یزید الثقفی انہ مجہول مع انہ قد روی عنہ جماعۃ
ولذا قال الذہبی عقبہ ہذا القول یوضح لک ان الرجل قد یکون مجہولا عند ابی حاتم وقد روی عنہ جماعۃ
ثقات یعنی انہ مجہول الحال انتہی اور مجہول الحال کی روایت قبول کرنی مین اگرچہ بحسب تصریح ابن صلاح
وغیرہ کی قول جمہور یہہ ہی کہ نہین مقبول ہی مگر ایک قول یہہ بہی ہی کہ اگر دو شخص اوس سی راوی

بیان اس امر کا کہ جرح ابو حاتم کی مجہول سی مجہول الوصف ہوا کرتی ہی

بیان اس امر کا کہ مجہول الحال کی روایت قبول کرنی مین اگرچہ بحسب تصریح ابن صلاح وغیرہ کی قول جمہور یہہ ہی کہ نہین مقبول ہی مگر ایک قول یہہ بہی ہی کہ اگر دو شخص اوس سی راوی

ہون اور وہ دونو ایسی ہون کہ غیر عدل سی روایت نہ کرتی ہون تو روایت اوسکی مقبول ہی اور یہ
قول یہہ بھی ہی کہ مطلقا مقبول ہی اور یہی مذہب دارقطنی و بزار کا ہی اور بعض نے اسکو اکثر اہل حدیث
کی طرف نسبت کیا ہی جیسا کہ فتح المغیث مین ہی و قیل یقبل مطلقا و ہو لازم من جعل مجرد روایۃ العدل
عن الراوی تعدیلا لہ کما تقدم بل اولی بل نسبہ ابن الموات لاکثر اہل الحدیث کالبزار و الدارقطنی و عبارۃ
الدارقطنی من روی عنہ ثقتان فقد ارتفعت جہالتہ و ثبت عدالتہ و قال ایضا فی الدیات نحوہ و کذا
اکتفی بمجرد روایتہا ابن حبان و قیل بتفصیل فان کان لا یروی الا عن عدل قبل والا فلا انتہی پس اگر
مستدل مذہب دارقطنی وغیرہ کو اختیار کرے ابو حاتم کی مجہول کہنی سی کیا ہوگا اور بقول آپکی محقق کو
تقلید جمہور لازم نہین ہی چہارم یہہ کہ ابو حاتم نزدیک محدثین کی مبالغین فی الجرح و متشددین
مین معدود ہی پس مجرد جرح اوسکی مستوجب ترک احتجاج کی نہین ہوسکتی جبتک کہ کوئی متوسط اوسکا
شریک نہو وہی کیونکہ متشدد فی الجرح کی توثیق پر کمال اعتماد ہوتا ہی اور اوسکی تجریح پر وثوق نہین
ہوتا ہی جبتک کہ جارح غیر متشدد اوسکی شرکت نہ کرے حافظ ابن حجر بذل الماعون فی فضل الطاعون
مین تعدیل ابو بکر بن یحیی کو فی مین لکہتی ہین و یکفی فی تقویتہ توثیق النسائی و ابی حاتم مع تشددہما اور مقدمہ
فتح الباری مین لکہتی ہین محمد بن ابی حری البصری من شیوخ احمد فی المیزان ان ابا حاتم قال لا یحتج بہ فتنبہ
فی ذلک و ابو حاتم عنده عنت و قد احتج بہ البخاری انتہی اور سیوطی زہر الربی علی المجتبی مین لکہتی ہین قال
ابن الصلاح حکی ابو عبد اللہ بن مندۃ انہ سمع محمد بن سعد الباوردی بمصر یقول کان مذہب النسائی
ان لا یخرج عن کل من لم یجمع علی ترکہ قال ابو الفضل العراقی ہذا مذہب متسع قال الحافظ ابن حجر فی نکتہ
علی ابن الصلاح ما حکاہ عن الباوردی لم اجد بذلک اجماعا خاصا و ذلک ان کل طبقۃ ممن نقاد الرجل
لا یخلو من متشدد و متوسط فمن الاولی شعبۃ و سفیان الثوری و شعبۃ اشد منہ و من الثانیۃ یحیی القطان
و ابن مہدی و یحیی اشد منہ و من الثالثۃ یحیی بن معین و احمد بن حنبل و یحیی اشد من احمد و من الرابعۃ

ابو حاتم والبخاری وابو حاتم اشد من البخاری فقال النسائی لا یترک الرجل عندی حتی یجتمع الجمیع علی
ترکه فاما اذا وثقه ابن مهدی وضعفه یحیی القطان مثلا فانه لا یترک لما عرف من تشدید یحیی قال الحافظ
واذا تقرر ذلک ظهر ان الذی یتبادر الی الذهن من ان مذهب النسائی متسع لیس کذلک فکم من رجل
اخرج له ابو داؤد والترمذی وتجنب النسائی اخراج حدیثه بل تجنب اخراج حدیث جماعة من رجال
الصحیح انتهی اور ایسی فتح المغیث وغیره مین هی اور یهی فتح المغیث مین هی وقسم الذهبی من تکلم
فی الرجال اقساما فقسم تکلموا فی سائر الرواة کابن معین وابی حاتم وقسم تکلموا فی کثیر من الروایات کمالک
وشعبة وقسم تکلموا فی الرجل بعد الرجل کابن عیینة والشافعی قال والکل علی ثلاثة اقسام قسم منهم تعنت
فی الجرح یتثبت فی التعدیل یغیر الراوی بالغلطتین والثلاث فهذا اذا وثق تخصصا فعض علی قوله
بنواجذک وتمسک بتوثیقه واذا ضعف رجلا فانظر هل وافقه غیره علی تضعیفه فان وافقه ولم یوثق
ذلک الرجل احد من الحذاق فهو ضعیف وان وثقه احد فهذا هو الذی قالوا فیه لا یقبل فیه الجرح
الا مفسرا یعنی لا یکفی فیه قول ابن معین مثلا ضعیف ولم یبین سبب ضعفه ثم یحیی البخاری وغیره یوثقه
ومثل هذا یختلف فی تصحیح حدیثه وتضعیفه ومن ثم قال الذهبی وهو من اهل الاستقراء التام فی نقد
الرجال لم یجتمع اثنان من علماء هذا الشان قط علی توثیق ضعیف ولا علی تضعیف ثقة ولهذا کان
مذهب النسائی ان لا یترک حدیث الرجل حتی یجتمع الجمیع علی ترکه کما تقدم وقسم منهم متسع کالترمذی
والحاکم قلت وکابن حزم فانه قال فی کل من ابی عیسی الترمذی وابی القاسم البغوی واسمعیل بن محمد
الصفار وابی العباس وغیرهم من المشهورین انه مجهول وقسم معتدل کاحمد والدارقطنی وابن عدی انتهی

پنجم یه که ابو حاتم کی خاص جرح مجهولیت سی اعتماد مرتفع هی کیونکه معاینه کتب رجال سی معلوم هوتا هی
که وه اس باب مین متساهل هی حتی که رواة بخاری وغیره پر طعن مجهولیت کرتا هی اور معروف کو مجهول
کهدیتا هی حافظ ابن حجر هدی ساری مقدمه فتح الباری مین لکهتی هین الحکم بن عبد الله ابو النعمان البصری

بیان اس کلام کا ابو حاتم کی جرح مجهولیت سی اعتماد مرتفع هی

قال ابن ابی حاتم عن ابیہ مجہول قلت لیس بمجہول من روی عنہ اربع ثقات وثقہ الذہلی انتہی اور
بہی لکہتی ہین عباس بن الحسین القنطری قال ابن ابی حاتم عن ابیہ مجہول قلت ان اراد العین فقد
روی عنہ البخاری وموسی بن ہارون والحسن بن علی المعمری وان اراد الحال فقد وثقہ عبد اللہ بن احمد
بن حنبل قال سألت ابی فذکرہ بخیر انتہی اور سیوطی تدریب الراوی شرح تقریب النواوی مین لکہتی
ہین جہل جماعۃ من الحفاظ قوما من الرواۃ لعدم علمہم وہم قوم معروفون بالعدالۃ عند غیرہم وانا اسرد
ما فی الصحیحین من ذلک احمد بن عاصم البلخی جہلہ ابو حاتم ووثقہ ابن حبان وقال روی عنہ اہل
بلدہ وابراہیم بن عبد الرحمن المخزومی جہلہ ابن القطان وعرفہ غیرہ فوثقہ ابن حبان واسامۃ بن حفص
المدینی جہلہ ابو القاسم اللالکائی قال الذہبی لیس بمجہول روی عنہ اربعۃ واسباط ابو الیسع جہلہ
ابو حاتم وعرفہ البخاری وبیان بن عمرو جہلہ ابو حاتم ووثقہ ابن المدینی وابن حبان وابن عدی
وحمید اللہ بن واصل جہلہ ابو حاتم ووثقہ احمد وغیرہ والحکم بن عبد اللہ المصری جہلہ ابو حاتم ووثقہ
الذہلی وروی عنہ اربع ثقات عباس بن الحسین القنطری جہلہ ابو حاتم ووثقہ احمد وابنہ ومحمد
بن الحکم المروزی جہلہ ابو حاتم ووثقہ ابن حبان وروی عنہ البخاری انتہی اگرچہ شبہہ ہووی
کہ اگرچہ ابو حاتم باب جرح مین خصوصا حکم مجہولیت مین متشدد ہی لیکن وہ اس مقام پر متفرد
نہین ہی بلکہ دار قطنی بہی کہ متوسطین مین سی ہی اوسکو مجہول کہتا ہی جیساکہ ابن حجر فی لسان المیزان
مین ترجمۂ موسی بن ہلال مین لکہا ہی وفی اسئلۃ البرقانی انہ سال الدارقطنی عن موسی بن ہلال
فقال مجہول انتہی تو جواب اوسکا یہہ ہی کہ یہہ قول دار قطنی کا خود اوسکی مذہب وتصریح کی خلاف
ہی کیونکہ اوسنی ایک مقام پر لکہا ہی من روی عنہ ثقتان فقد ارتفعت جہالتہ وتثبت عدالتہ انتہی
جیساکہ سخاوی نے فتح المغیث مین نقل کیا ہی اور ظاہر ہی کہ موسی سی کئی ثقہ کی روایت ثابت
ہی پس کیونکر وہ مجہول ہوسکتا ہی الحاصل موسی سی جہالت عین وجہالت وصف دونون مرتفع

ہین اور قول ابی حاتم و دارقطنی کا اسکی حق مین مجہول مقبول نہین **قولہ** قال السبکی و اما بعد قول ابن عدی فیہ ما قال و وجود متابع لہ فانہ یتعین **قولہ** الخ قد رد قول ابن عدی الحافظ ابو الحسن بن قطان حیث قال و ہذا من ابی احمد قول صدر عن تصفح روایات ہذا الرجل لا عن مباشرۃ لاحوالہ و المتابع ہو مسلم بن سالم الجہنی و قد علمت ان متابعتہ لم تزد الا اضطرابا فی سند الحدیث و متنہ علی ان مسلما لیس مما یصلح للمتابعۃ کیف و ہو اودون من موسی اذ موسی مستور الحال و مسلم قد نص الحافظ ابن حجر علی انہ لیس بثقۃ **اقول** قد عرفت ان الاضطراب الذی اوجبتہ متابعۃ مسلم اضطراب لا یوجب الضعف و ان مسلما یصلح للمتابعۃ و ان موسی لیس مستور الحال و اما قول ابن القطان فقد رد علیہ السبکی فی شفاء الاسقام بقولہ و قول ابن القطان ان قول ابن عدی صدر عن تصفح روایات موسی لا عن مباشرۃ احوالہ لا یفید ایضا لان کثیرا من جرح المحدثین و توثیقہم علی ہذا النحو ہو اولی من ثبوت العدالۃ المجردۃ من غیر نظر فی مدرکہ انتہی فالاحتجاج بالقول المردود عجیب جدا **قولہ** موسی بن ہلال کی جرح کو مبہم کہنا کمال علمی پر دال ہی کیونکہ موسی پر جرح بسبب اوسکی مجہولیت کی ہی چنانچہ ابو حاتم نے اسکی تصریح کی ہی **اقول** جرح مبہم کیسی ہے تو جرح معتبر ہی بالکل خارج ہی اور کلام مبرورین مجہول پر جرح مبہم کا اطلاق نہین کیا گیا ہے آپکا افترا ہی **قولہ** طیبی نے جو احتمالات لکہی ہین اوس سی یہ نہین لازم کہ ان سب وجوہ سی ضعف حدیث کا رفع ہو جاوی کیونکہ احتمال ثالث ہی ضعف کا رفع بدیہی البطلان ہی کیونکہ منشاء ضعف کا تو اسناد ہی اور اسناد وہیان متغیر نہین **اقول** آپکو اسکی لکہنی کی کیا ضرورت تہی خود طیبی نے بعد قسم ثالث کی لکہدیا فہو بالنظر الی افراد الاسناد فرد و بالنظر الی تغییر الالفاظ حسن انتہی علاوہ ازین ما نحن فیہ مین قسم ثالث نہین پس قسم ثالث سی ضعف نہ مرفوع ہونا کچہ مضر نہین **قولہ** مراد ذہبی کی منکر سی وہی ہی جو اسباب جرح سی ہی جیسا کہ مقدمہ میزان سی ظاہر ہی حیث قال و ادرد عبارات الجرح و جال کذاب او وضاع یضع

الحدیث ثم متہم بالکذب و متفق علی ترکہ متروک لیس بثقۃ و سکت عنہ و ذاہب الحدیث و فیہ نظر
و ہالک و ساقط ثم واہ بمرۃ و لیس بشیئ ضعیف جدا و ضعفوہ جدا و ضعیف و ضعفوہ و واہ و منکر الحدیث **اول**
شعر مزن بی تامل بگفتار دم ✤ نکو گوئی اگر دیر گوئی چہ غم ✤ اس مقام پر کلام ہی چند وجوہ کہ
جس سی معلوم ہو جائیگا کہ آپ ہی اس مقام پر کمال غفلت بوجہ قصر نظر واقع ہوئی ہی **اول**
یہہ کہ ملا علی قاری نی شرح شفا مین اور شہاب خفاجی نی شرح شفا مین اور سیوطی نی تخریج
احادیث شفا مین اور سخاوی نی مقاصد مین تصریح اس امر کی کردی کہ ذہبی نی حدیث
من زار قبری وجبت لہ شفاعتی کی تحسین کی ہی چنانچہ عبارات ان سبکی اور اور علماء کی
سابقا اس رسالہ مین اور کلام مبرم مین منقول ہو چکین پس یا انیہہ کیونکر کہہ سکتی ہین کہ
ذہبی نی جو اس حدیث کی باب مین میزان الاعتدال مین منکر کہا اوس سی وہی مراد ہی جو
الفاظ جرح سی ہی **دوم** یہہ کہ جو نسخہ میزان الاعتدال کا بالفعل پیش نظر ہی اوسمین بعد
لفظ متفق علی ترکہ کی ثم متروک ہی آپنی نقل مین مرتبہ ثالثہ کو ساتھہ ثانیہ کی خلط فرمایا اور بعد
لفظ واہ کی لفظ منکر الحدیث جو آپنی ذکر کیا نہین ہی بلکہ بعد واہ کی یہہ عبارت ہی و نحو ذلک
ثم ضعیف و فیہ ضعف و قد ضعف لیس بالقوی الخ **سوم** یہہ کہ بر تقدیر یکہ منکر الحدیث عبارات
مذکورہ مین نسخ صحیحہ مین ہو تو بھی کچھہ حرج نہین اسوجہ سی کہ یہہ اگرچہ بحسب ظاہر نظر جرح مفسر
ہی مگر بحسب دقیق نظر مبہم ہی اسوجہ سی کہ مراد اوس سی ضعیف مخالف ثقات ہی نہ مجرد متفرد
مخالف ثقات کیونکہ مجرد تفرد راوی قدح نہین جیسا کہ ماہر فن پر مخفی نہین اور ضعیف کہنا کسی
راوی کو مبہم ہی پس ایسی منکر الحدیث بھی مبہم ہی فاضل یلمعی ابو المحاسن محمد قائم بن صالح حنفی
سندی نزیل المدینۃ المنورہ اپنی رسالہ فوز الکرام بمابثبت فی وضع الیدین تحت السرۃ او فوقہا تحت
الصدر عن الشفیع المظلل بالغمام مین بعد ذکر تعریف شاذ و منکر کی لکھتے ہین فاذا احطت

بیان اس امر کا کہ ذہبی نی حدیث من زار قبری وجبت لہ شفاعتی کی تحسین کی ہی اور اور علماء کی تحسین کا بیان اور سبکی کا اطلاق منکر کا اور اور علماء کا اطلاق ضعیف کا

بہذا علمت ان قول من قال فی احد ہو منکر الحدیث جرح مجرد او حاصلہ انہ ضعیف خالف الثقات
ولا ریب ان قولہم ہذا ضعیف جرح مجرد فیمکن ان یکون منشاہ عند الجارح بالایراد المجتہد العامل بروایتہ
جرحا حقا ان قیل ان الانکار جرح مفسر کما صرح بہ الحفاظ اجیب بان معنی منکر الحدیث کما سمعت ضعیف
خالف الثقة والاسباب الحاملة للائمة علی الجرح متفاوتة منہا ما یقدح ومنہا ما لا یقدح فربما ضعف النبی للایاہ الاخر
جرحا انتہی پس اگر روایت حدیث من زار قبری وجبت لہ شفاعتی کے حق میں اگر ذہبی سی منکر الحدیث
صادر بھی ہوا تو کچھ مضر نہیں چہارم یہ کہ مجرد انکار کسی راوی حدیث کی مطلقا مضر نہیں بلکہ جب
کثرت مخالفت ہو فوز الکرام میں بعد عبارت مذکورہ کے ہی ومع قطع النظر عن ہذا التحقیق لا یضر النکارة
الا عند کثرة المخالفة للثقات ففی مقدمة فتح الباری ثابت بن عجلان الانصاری قال العقیلی لا یتابع
علی حدیثہ وتعقب ذلک ابو الحسن بن القطان بان ذلک لا یضرہ الا اذا کثر منہ روایات المناکیر مخالفة
الثقات قال الحافظ ہو کما قال انتہی اور بھی اوسمین ہی من ضعفہ یعنی عبد الرحمن بن اسحق الواسطی
راوی حدیث وضع الیدین تحت السرة انما ضعفہ لانہ خالف فی بعض المواضع الثقات وتفرد بعضہا
بالروایات وہو لا یضر وانما یضر کثرة روایة المناکیر وکثرة مخالفة الثقات ولم تثبت ومن ادعی ذلک
الکثرة فعلیہ البیان بالبرہان لا بالحسبان انتہی پس اگر کوئی راوی حدیث وجبت لہ شفاعتی پر اطلاق
منکر الحدیث ہوا بھی ہو تو جب تک کثرت انکار و مخالفت ثابت نہ ہوگی کچھ ضرر نہیں ہوگا پنجم
یہ کہ منکر الحدیث اگر جرح مفسر مطلقا مضر بھی ہو یہ نہیں لازم کہ جہاں اس لفظ کا اطلاق ہو وہیں
مراد وہی ہو جو جرح مضر ہی بلکہ اکثر اوسکا اطلاق مجرد تفرد کی وجہ سی یا بعض روایات کی منکرہ ہونے سی
بھی آتا ہی اور یہ کچھ مضر نہیں حافظ زین الدین عراقی فی تخریج کبیر احادیث احیاء العلوم میں لکھتے
ہیں کثیرا ما یطلقون المنکر علی الراوی لکونہ روی حدیثا واحدا انتہی اور سخاوی فتح المغیث میں بعد
اسکی لکھتا ہی وقد یطلق ذلک علی الثقة اذا ہو دی المناکیر عن الضعفاء قال الحاکم قلت للدارقطنی

فائدہ
قول الہیثمی فیہ ضعیف جرح مجرد

فائدہ
قول الذہبی فی ثابت ہذا منکر الحدیث جرح مجرد

فائدہ
بعض الفاظ جرح کی تفسیر

سلیمان بن بنت شرجیل قال ثقة قلت الیس عنده مناکیر قال یحدث بها عن قوم ضعفاء اما
ہو فثقة انتہی ہان اگر یہہ ثابت کیجئی کہ ذہبی کی کلام مین جہان لفظ منکر کا ہوتا ہی اوس سی وہی
مراد ہوتا ہی جو جرح مفسر ہی تو البتہ اسکو فائدہ دیگا اور مجرد ذکر کرنا ذہبی کا منکر الحدیث کو الفاظ
جرح سی اس امر پر دلالت نہین کرسکتا **ششم** یہہ کہ خود ذہبی میزان مین ترجمۂ عبداللہ بن معاذ
زبیری مین تحریر کرتے ہین قولہم منکر الحدیث لا یعنون بہ ان کل ما رواہ منکر بل اذا روی الرجل
جملة و بعض ذلک مناکیر فہو منکر الحدیث انتہی کذا فی فتح المغیث اس سی صاف معلوم ہوا کہ اونکی
نزدیک بہی مطلقا منکر الحدیث الفاظ مضرہ مین سی نہین ہی **ہفتم** یہہ کہ اگر تسلیم کیا کہ تسلیم المکذوبات
والخرافات کہ الفاظ منکر الحدیث مطلقا الفاظ جرح مفسر مضر سی ہی اور ذہبی کی کلام مین جہان یہہ
لفظ ہی وہان یہی مراد ہی تو بہی ماخن فیہ مین کچھہ ضرر نہین اسوجہ سی کہ راوی کا منکر الحدیث ہونا
جو باعث جرح ہی اور شئی ہی اور حدیث کا منکر ہونا یا روایت کرنا احادیث منکرہ کا اور شئی ہے
اور امر ثانی امر اول کو مستلزم نہین ہی کسی شخص کی احادیث کا منکر ہونا یا روایت احادیث منکرہ
کی کرنا اوسکی منکر الحدیث و غیر محتج بہ کو مستلزم نہین اور کسی کی حدیث پر منکر کا حکم دینا یا اوسپر روایت
منکرات کا حکم دینا مستلزم حکم منکر الحدیث و غیر محتج بہ کو نہین ہی میزان الاعتدال مین ترجمۂ احمد بن
عتاب مروزی مین ہی قال احمد بن سعید بن معدان شیخ صالح روی الفضائل والمناکیر قلت ما کل
من روی المناکیر ضعیف انتہی اور مقدمہ فتح الباری مین ہی محمد بن ابراہیم التیمی من صغار التابعین
مدنی مشہور و ثقہ ابن معین و الجمہور و ذکرہ العقیلی فی الضعفاء و روی عن عبداللہ بن احمد بن حنبل
قال سمعت ابی یقول و ذکرہ فی حدیثہ شئی یروی احادیث مناکیر قلت المنکر اطلقہ احمد بن حنبل و
جماعة علی الحدیث الفرد الذی لا متابع لہ فیحمل ہذا علی ذلک و قد احتج بہ الجماعة انتہی اور بہی اوسمین ہے
برید بن عبداللہ بن ابی بردة عن ابی موسی الاشعری وثقہ ابن معین و العجلی و الترمذی و قال

ابن عدی صدوق واحادیثہ مستقیمۃ وانکر ما روی حدیث اذا اراد اللہ برامۃ خیرا قبض نبیہا قبلہا
ومع ذلک فقد ادخلہ قوم فی صحاحہم وقال احمد روی مناکیر قلت تحتج بہ الائمۃ کلہم واحمد وغیرہ یطلقون
المناکیر علی الافراد المطلقۃ انتہی اور فتح المغیث مین ہی قال ابن دقیق العید قولہم روی مناکیر لا تقتضی
بمجردہ ترک روایتہ حتی تکثر المناکیر فی روایتہ وینتہی الی ان یقال فیہ منکر الحدیث لان منکر الحدیث وصف
فی الرجل یستحق بہ الترک بحدیثہ والعبارۃ الاخری لا تقتضی الریبۃ کیف وقد قال احمد فی محمد بن
ابراہیم التیمی یروی احادیث منکرۃ وہو ممن اتفق علیہ الشیخان والیہ المرجع فی حدیث انما الاعمال
بالنیات انتہی ہرگاہ یہہ امر ممہد ہوا پس اب سمجھلی کہ مقدمہ مین اگرچہ ذہبی نی منکر الحدیث کو الفاظ
جرح سی معدود کیا لیکن حدیث وجبت لہ شفاعتی کی کسی راوی پر اطلاق اس لفظ کا نہین کیا
بلکہ نفس حدیث پر اطلاق منکر کا کیا چنانچہ ترجمۂ موسی بن ہلال مین لکھتی ہین وانکر ما عندہ حدثنا
عن عبد اللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر مرفوعا من زار قبری وجبت لہ شفاعتی رواہ ابن خزیمۃ عن محمد
بن اسمعیل الاحمسی عنہ انتہی اور منکر ہونا کسی حدیث کا مستلزم راوی کی منکر الحدیث ہونیکو نہین
ہی پس کہانسی معلوم ہوا کہ یہانسی مراد منکر مردود ہی نہ منکر مقبول کیونکہ مقدمہ سی اگر معلوم ہوا
تو اسقدر معلوم ہوا کہ راوی کا منکر الحدیث ہونا اوسکی جرح ہی نہ یہہ کہ نفس حدیث پر اطلاق
منکر کا موجب جرح راوی وعدم قبول روایت ہی ہشتم یہہ کہ حدیث پر حکم نکارت کرنا موافق اصول
حنفیہ کی جرح مبہم ہی کشف بزدوی مین ہی اما الطعن من ائمۃ الحدیث فلا یقبل مجملا ای مبہما
کان یقول ہذا الحدیث غیر ثابت او منکر او فلان متروک الحدیث او ذاہب الحدیث او مجروح او لیس
بعدل من غیر ان یذکر سبب الطعن وہو مذہب عامۃ الفقہاء والمحدثین انتہی نہم یہہ کہ جس قسم
کی عبارت ذہبی نی اسحدیث کی باب مین لکھی وہ نزدیک نقاد فن کی مستلزم ضعف کی نہین ہے
بلکہ حسن پر بھی اوسکا اطلاق آتا ہی جیسا کہ سیوطی تدریب الراوی مین لکھتی ہین وقع فی عبارۃ

انکر ما رواہ فلان کذا وان لم یکن فلک الحدیث ضعیفا قال ابن عدی انکر ما روی یزید بن عبد اللہ
بن ابی بردۃ اذا اراد اللہ بامۃ خیرا قبض نبیہا قبلہا قال وہذا طریق حسن رواتہ ثقات وقد اوخلہ قوم
فی صحاحہم انتہی وہم یہ کہ خود ذہبی کی کلام مین ایسی عبارت کا اطلاق غیر ضعیف پر وارد ہی
تدریب مین ہی قال الذہبی انکر ما للولید بن مسلم من الاحادیث حدیث حفظ القرآن وہو عند الترمذی
وحسنہ وصححہ الحاکم علی شرط الشیخین انتہی پس معلوم ہوا کہ اس قسم کی عبارت مستلزم ضعف نہین
یازدہم یہ کہ ذہبی فی میزان الاعتدال مین ذکر مناکیر رواۃ مین غالبا متابعت کامل ابن عدی کی
کی ہی اور ابن عدی فی کامل مین ہر متکلم فیہ کو ذکر کیا ہی اگرچہ وہ ثقہ ہو اور ذکر منکرات مین اتہام
کیا ہی گو راوی منکر الحدیث نہو بلکہ ثقہ ہو ذہبی تذکرۃ الحفاظ مین ترجمہ حافظ عبد اللہ بغوی مین
لکھتی ہین قال ابن عدی کان صاحب حدیث ثم اخذ ابن عدی یضعفہ ثم قواہ وقال لولا انی شرطت
ان کل من تکلم فیہ متکلم ذکرتہ والا کنت لا اذکرہ انتہی اور دیباچہ میزان الاعتدال مین لکھتی ہین وفیہ
من تکلم فیہ مع تثقتہ وجلالتہ بادنی لین وباقل تجریح فلولا ان ابن عدی وغیرہ من کتب موفی الجرح
ذکروا ذلک الشخص لما ذکرتہ لتثقتہ ولم ارمن الرای ان احذف اسم احد ممن لہ ذکر بتبلیغین ما فی کتب الائمۃ
المذکورین خوفا من ان تتعقب علی لانی ذکرتہ لضعف فیہ عندی انتہی اور آخر میزان مین لکھتے ہین
فاجعلہ موضوعہ فی الضعفاء وفیہ خلق من الثقات ذکرتہم لکذب عنہم او لان الکلام غیر موثر فیہم
ضعفا انتہی اور زین عراقی کی شرح الفیہ مین ہی فیہا ای معرفۃ الثقات والضعفاء لائمۃ الحدیث
تصانیف منہا ما افرد فی الضعفاء وصنف فیہ البخاری والنسائی والعقیلی والساجی وابن حبان
والدارقطنی والازدی وابن عدی ولکنہ ذکر فی کتابہ الکامل کل من تکلم فیہ وان کان ثقۃ وتبعہ علی
ذلک الذہبی فی المیزان الا انہ لم یذکر احدا من الصحابۃ والائمۃ المتبوعین وفاتہ جماعۃ ذیلت علیہ
فی مجلد انتہی اور فتح المغیث مین ہی فی کل منہما تصانیف ففی الضعفاء لیحیی بن معین وابی زرعۃ الرازی

للبخاری فی کبیر وصغیر والنسائی وابی حفص الفلاس ولابی احمد بن عدی فی کاملہ وہو اکمل الکتب
المصنفۃ قبلہ واجلہا ولکنہ توسع لذکرہ کل من تکلم فیہ وان کان ثقۃ نہتی اور یہی اوسمین ہی وجمع الذہبی
معظمہا فی میزانہ فجاء کتابا نفیسا علیہ معول من جاء بعدہ مع انہ تتبع ابن عدی فی ایرادہ کل من تکلم فیہ
ولو کان ثقۃ انتہی اور مقدمہ فتح الباری مین ترجمہ عکرمہ مین ہی من عادتہ ای ابن عدی فیہ
ای الکامل ان یخرج الاحادیث التی انکرت علی الثقۃ او علی غیر الثقۃ انتہی پس معلوم ہوا کہ مجرد قول
ذہبی کا اور ابن عدی کا انکر ماروا ہ یا حدیث منکر ونحو ذلک دلالت ضعف پر نہین کرتا ہی الحاصل
ذہبی کا حدیث وجبت لہ شفاعتی کو منکر کہنا منافی اوسکی حسن کی نہین ہی ان گیارہ وجہون کو غور سی
ملاحظہ فرمائی اور پھر کبہی زبان پر لفظ منکر نہ لائی اور تضعیف حدیث کا اقرار ذہبی پر نہ کیجئی **قولہ** الاولا
موسی بن ہلال کا مجہول الوصف ہونا ثابت ہوا ثانیا اگر ثقہ ہونا اوسکا ثابت بہی ہو جاوی تو بہی حدیث
ضعیف رہیگی کیونکہ اسکی اسناد مین عبداللہ بن عمر عمری ہی اور وہ مغفل ہی **اقول** ان دونو
امر کا جواب گذر چکا **قولہ** چونکہ ذہبی نے اس حدیث کو منکر لکہا ہی اور ظاہر یہہ ہی کہ مراد منکر سی وہ
ہی جو اسباب جرح سی ہی پس یہہ قول منافی اوس قول کی ہی جو مقاصد اور وفاء الوفاء اور
درمنظم سی منقول ہوا اسواسطی یہہ نقل قابل اعتبار نہین پس چاہیی کہ یہہ بات ثابت کی جائی
کہ ذہبی نے یہہ کس کتاب مین لکہا ہی **اقول** کچہہ ضرورت اسکی اثبات کی نہین کیونکہ ایک جماعت
عظیمہ محدثین کی اس امر کو نقل کر رہی ہی اور ہر ایک اونمین سی معتمد علیہ ہی مثل سیوطی وسخاوی
وغیرہ کی زرقانی کی شرح مواہب مین بحث خصائص محمدیہ مین ہی السیوطی حجۃ فی النقل انتہی اور
مشکل لگہنا ذہبی کا ہر گز منافی حسن کے نہین ہی اور جس امر کو آپ ظاہر کہتی ہین وہ اوسی شخص کے
نزدیک ظاہر ہی جو اطلاعات ومحاورات ذہبی وابن عدی واستعمالات محدثین سی واقف نہین
ہی اور نہ ذی صاحب نظر وسیع کی یہہ امر خفی بلکہ جلی بطلان مین ہی جیسا کہ ابہی مفصلا گذر چکا ہے

قولہ محمد بن عبدالہادی نے سبکی کے اون سب باتونکو جس پر مدار حسن ہی اوٹھادیا اور اس حدیث کا ضعیف ہونا ثابت کردیا **اقول** ہماری تقریرات سابقہ سی جملہ تحقیق ابن عبدالہادی کی اور گئی مگر تشحیذ الاذہان اونکی بعض مقامات کی جو متعلق اس بحث کی ہین اجمالا رد کی جاتی ہی اور تفصیل اوسکی تحریر سابق و آیندہ پر مفوض کی جاتی ہی **قولہ** فی الصارم المنکی ہذا الحدیث الذی ابتدأ المعترض بذکرہ وزعم انہ حسن او صحیح ہو مثل حدیث ذکرہ فی الباب وہو مع ہذا حدیث غیر صحیح ولا ثابت بل ہو حدیث منکر عند ائمۃ ہذا الشان ضعیف الاسناد عندہم لا یقوم بمثلہ حجۃ ولا یعتمد علی مثلہ عند الاحتجاج الا الضعفاء فی العلم **اقول** کون ہذا الحدیث یعنی من زار قبری وجبت لہ شفاعتی منکرا لا یدل علی ضعفہ فلیس کل منکر ضعیفا ولا کل ما تفرد بہ احد رواتہ واہیا ثم بعد تسلیم انہ ضعیف لا یلزم منہ ترک الاحتجاج بہ فلیس کل ضعیف ولو بارد فی ضعف ما یترک الاحتجاج بہ علی ان من المعلوم ان الحدیث الضعیف اذا لم یکن شدید الضعف معتبر بہ فی فضائل الاعمال فلا ینفع القیل والقال فان کون زیارۃ القبر النبوی قربۃ ومشروعۃ ثابت بالادلۃ الصحیحۃ الصریحۃ وہذا الحدیث یثبت الفضیلۃ الزائدۃ **قولہ** وقد بین ائمۃ ہذا العلم والراسخون فیہ ضعف ہذا الخبر ونکارتہ **اقول** لا یلزم من النکارۃ الضعف ولا من الضعف ترک الاحتجاج بہ **قولہ** وجمیع الاحادیث التی ذکرہا المعترض فی ہذا الباب وزعم انہا بضعۃ عشر حدیثا لیس فیہا حدیث صحیح بل کلہا ضعیفۃ واہیۃ وقد بلغ الضعف ببعضہا الی ان حکم علیہ الائمۃ الحفاظ بالوضع کما اشار الیہ شیخ الاسلام **اقول** فبطل بعد تسلیم ما ذکرت بما ذکرت قول شیخکم شیخ الاسلام ابن تیمیۃ الہمام ان جمیع الاحادیث الواردۃ فی الزیارۃ موضوعۃ کما نقلتہ عنہ فی مواضع من کتابک ونقلہ فی کتابہ خصمک **قولہ** ولو فرض ان ہذا الحدیث صحیح ثابت لم یکن فیہ دلیل علی مقصود وہذا المعترض ولا حجۃ علی مرادہ **اقول** ہذا غیر صحیح کما سیاتی بیانہ **قولہ** فکیف وہو حدیث منکر ضعیف الاسناد واہی الطریق لا یصلح الاحتجاج بمثلہ **اقول**

ردّ علامہ ابن عبدالہادی و ابن تیمیہ علیہما الرحمۃ

هذه مبالغة غير مقبولة **قوله** ولم يصححه احد من الحفاظ المشهورين ولا اعتمد عليه احد من الائمة المحققين
اقول قد ذكره في معرض الاحتجاج جمع من المحققين منهم القاضي عياض المالكي وغيره ودعوى انه لم يصححه
احد من الحفاظ المشهورين ان اراد به نفي الصحة الاصطلاحية فمسلم لكنه لا يفيده وان اراد اعم منه
فيطالب باثباته على انه لا يلزم منه عدم اعتبار حكم المتاخرين بحسنه او صحته فكم من حديث حكم القدماء
بضعفه او وضعه ابطله المتاخرون وكم من حديث سكت عنه القدماء بحث عنه المتاخرون فان
ذهبت في ذلك الى مذهب ابن الصلاح اخذتكم بما اخذه به نقاد الفن من ارباب الصلاح **قوله**
بل انما رواه مثل الدارقطني الذي يجمع في كتابه غرائب السنن ويكثر فيه من رواية الاحاديث المنكرة
والموضوعة ويبين علة الحديث وسبب ضعفه وانكاره في بعض المواضع او رواه مثل ابي جعفر العقيلي
وابن عدي في كتابيهما في الضعفاء مع بيانهما ضعفه ونكارته او مثل البيهقي مع بيانه ايضا لانكاره
اقول لا يلزم من ذلك كونه موضوعا ولا ضعيفا واهيا فليس كل ما في هذه الكتب ساقطا وبيانهم
ضعفه او نكارته ايضا غير مستلزم له والواجب هو النظر في ما ضعفوه به هل هو مما يسقط الاحتجاج به ام
ضعفه غير مضر في الاحتجاج به **قوله** قال البيهقي وسواء قال عبيد الله او عبد الله فهو منكر عن نافع عن
ابن عمر لم يبت به غيره هكذا ذكره الحافظ الذهبي ان هذا الحديث منكر عن نافع عن ابن عمر سواء قال فيه
موسى بن هلال عن عبيد الله او عبد الله والصحيح انه عن عبد الله المكبر وهذا الذي قاله البيهقي وحكم بعلية
قول صحيح بين وحكم جلي واضح لا يشك من له ادنى اشتغال بهذا الفن **اقول** انكاره لا يستلزم
ما ذكرته من سقوطه عن الاحتجاج به ولا هو منافٍ لحسنه ولم يصرح البيهقي بنفي الحسن ولا باثبات شدة
الضعف انما اكتفى على ذكر النكارة وهو غير مثبت لما ادعيته **قوله** وذلك ان تفرد مثل هذا العبد المجهول
الحال الذي لم يشتهر من امره ما يوجب قبول احاديثه وخبره عن عبد الله العمري المشهور بسوء الحفظ
وشدة الغفلة عن نافع عن ابن عمر بهذا النمر من بين سائر اصحاب نافع الحفاظ من اقوى الحجج وابين الادلة

علی ضعف تفرد به وانکاره وردہ وعدم قبولہ اقول ہذہ مبالغۃ غیر مقبولۃ اما اولا فلعدم کون موسی مجہولا وعدم کون حکم الدارقطنی وابی حاتم علیہ بالجہالۃ مقبولا واما ثانیا فلعدم تسلیم کون العمری شدید الغفلۃ وعدم تسلیم حکم ابن حبان علیہ بفحش الغلط وشدۃ الغفلۃ واما ثالثا فلعدم کون سوء حفظہ مضر الحسن روایتہ قولہ مع ان اعرف الناس بہذا الشان فی زمانہ واثبتہم فی نافع واعلمہم باخبارہ مالک بن انس امام دار الہجرۃ وقد نص علی کراہۃ قول القائل زرت قبر النبی ولو کان ہذا اللفظ معروفا عندہ لاشعر وعا او ماثورا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یکرہہ ولو کان ہذا الحدیث من احادیث نافع التی رواہا عن ابن عمر لم یخف علی مالک اقول الملازمۃ الثانیۃ لیس فیہا المقدم مستلزما للتالی فلا یصیر فی الاحتجاج بالاحادیث تفرد بعض رواتہا وعدم وصولہا الی کثیر من رواتہا والملازمۃ الاولی ایضا کذلک فان الکلام انما ہو فی ذکرہا جمع من الاماثل ولم یقتصر علی کراہۃ اطلاق زیارۃ القبر النبوی بل کرہ اطلاق طواف الزیارۃ وغیرہ ایضا فلا یدل ذلک علی انہ غیر شرعی وقد ذکر القاضی عیاض المالکی فی کتابہ الشفا لکلامہ وجہا ورد بعضہا واختار بعضہا فقال کرہ مالک ان یقال زرنا قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقد اختلف فی معنی ذلک فقیل کراہۃ الاسم لما ورد من قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن اللہ زوارات القبور وہذا یردہ قولہ نہیتکم عن زیارۃ القبور الا فزوروہا وقولہ من زار قبری فقد اطلق الاسم وقیل لان الزائر افضل من المزور ولیس بشئی اذ لیس کل زائر بہذہ الصفۃ وقد ورد فی حدیث اہل الجنۃ زیارتہم لربہم ولم یمنع ہذا اللفظ فی حقہ وقال ابو عمر وانما کرہ مالک ان یقال طواف الزیارۃ وزرنا قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاستعمال الناس بینہم ذلک بعضہم لبعض وکرہ تسویۃ النبی مع سائر الناس بہذا اللفظ وان یخص بان یقال سلمنا علی النبی وایضا فان الزیارۃ مباحۃ بین الناس وواجب شد المطی الی قبرہ یدیا لوجوب ہہنا وجوب ندب وترغیب وتاکید والاولی عندی ان منعہ وکراہۃ مالک له لاضافتہ الی قبر النبی لقولہ علیہ السلام اللہم لا تجعل قبری وثنا یعبد بعدی اشتد غضب اللہ علی قوم

توجیہ قول الامام مالک فی کراہۃ اطلاق لفظ زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اتخذوا قبور انبیائهم مساجد فحمی اضافة هذا اللفظ الی القبر والتشبه بفعل اولئک قطعًا للذریعة وحسما للباب
انتهی کلامه وقال جمال الدین محمد بن خلیل الاطاکی فی زبدة المقتفی فی تحریر الفاظ الشفا ذکر الشیخ
تقی الدین بن تیمیة فی مناسکه ان هذا القول کرهه طائفة کمالک وغیره قال وقد علموا ذلک بان لفظ
الزیارة صار مشترکا بین ما شرع وما لم یشرع فان من الناس من یکون مقصوده من زیارة قبور الانبیاء
والصالحین ان یصلی عند قبورهم ویدعو عندها وبسبب هم الحوائج وهذا لیس بمشروع انتهی وقال شیخ
الاسلام تقی الدین السبکی فی شفاء الاسقام بعد نقل عبارة الشفا ما اختاره ویشکل علیه قوله صلی الله
علیه وسلم من زار قبری فقد اضاف الزیارة الی القبر الا ان یقال هذا الحدیث لم یبلغ مالکا فلم یحسن ما قاله
اقتضی فی الاعتذال عنه لا فی اثبات هذا الحکم فی نفس الامر ولعله یقول ذلک من قول النبی صلی الله
علیه وسلم لا محذور فیه وانما المحذور فی قول غیره وقد قال عبد الحق الصقلی عن ابی عمران المالکی انه
قال انما کره مالک ان یقال زرنا قبر النبی صلی الله علیه وسلم لان الزیارة من شاء ترکها وزیارة قبر
النبی واجبة قال عبد الحق یعنی من السنن الواجبة ینبغی ان لا یذکر الزیارة فیه کما یذکر فی زیارة الاحیاء
الذین من شاء زارهم ومن شاء ترک والنبی اشرف واعلی من ان یسعی انه یزار وقد قال ابو الولید محمد
بن رشد المالکی فی البیان والتحصیل قال مالک اکره ان یقال الزیارة لزیارة البیت الحرام واکره
ما یقول الناس زرت النبی واعظم ذلک ان یکون النبی یزار قال ابن رشد ما کره مالک هذا والله اعلم
الا من وجه ان کلمة اعلی من کلمة فلما کانت الزیارة تستعمل فی الموتی وقد وقع فیها من الکراهة ما وقع
کره ان یذکر مثل هذه العبارة فی النبی صلی الله علیه وسلم کما کره ان یقال ایام التشریق وأستحب ان یقال
ایام معدودات کما قال الله تعالی وکما کره ان یقال العتمة ویقال العشاء الآخرة ونحو هذا وکذلک
طواف الزیارة لانه استحب ان یسمی بالافاضة وقیل انه کره لفظ الزیارة فی الطواف بالبیت والمضی الی
قبر النبی لان المضی الی قبره لیس لعینه بذلک ولا لنفعه به وکذلک الطواف بالبیت وانما یفعل رغبة فی الثواب علی ذلک

من عند الله انتهى كلام ابن رشد وقد وقع فيه كراهة مالك قول الناس زرت النبي صلى الله
عليه وسلم وهو يرد ما قاله عياض فانه كره اسناد الزيارة الى القبر فيحتمل ان يكون العلة فيه ما قاله
عياض وان يكون العلة فيه ما قاله ابو عمران وابن رشد وامّا اضافة الزيارة الى النبي
صلى الله عليه وسلم ان ثبت عن مالك فيتعين ان يكون العلة فيه ما قاله ابو عمران وابن رشد والمختار
في تاويل كلام مالك ما قاله ابن رشد دون ما قاله عياض لان ابن الموازي حكى في كتابه في كتاب الحج
قال شهب قيل لمالك فمن قدم معتمرا ثم اراد ان يخرج الى رباط عليه ان يودع قال هو من لك في
سعة ثم قال لا يعجبني ان يقول احد الوداع وليس هو من الصواب وانما هو الطواف قال واكره
ان يقال الزيارة واكره ما يقول الناس زرت النبي صلى الله عليه وسلم واعظم فلك ان يكون
النبي يزار وقال مالك في وداع البيت ما يعرف في كتاب الله ولا سنة نبيه الوداع وانما هو الطواف
بالبيت قلت لمالك ارءيت هذا الطواف الذي يودع به اهو الالتزام قال بل الطواف وانما قال
فيه عمر آخر النسك الطواف بالبيت قيل لمالك فالذي يلتزم ارءيت له ان يتعلق باستار الكعبة عند
الوداع قال لا ولكن يقف ويدعو قيل له وكذلك قبر النبي صلى الله عليه وسلم قال نعم انتهى ما اردت
نقله من الموازية وهو من اجل كتب المالكية القديمة المعتمد عليها وسياق حكاية شهب عن مالك رشيد
الى المراد وان مالكا انما كره اللفظ كما كره اللفظ في طواف الوداع انتهى كلام السبكي وبهذا ظهر
بطلان قوله لو كان هذا اللفظ معروفا عنده او مشروعا او ماثورا عن النبي صلى الله عليه وسلم لم يكرهه
فانه لا تلازم بين معروفية ومشروعية وماثورية وبين عدم كراهته فان كراهته تحتمل ان يكون
لوجوه اخر ذكرها اصحاب مذهبه وهم اعرف بمذهبه من اصحاب غير مذهبه وان كان هذا اللفظ معروفا
ومشروعا ولا يستلزم كراهة اطلاق لفظ الزيارة منسوبا الى قبر النبي صلى الله عليه وسلم او الى نفسه عدم
مشروعيته وعدم معروفيته وعدم ماثوريته واما قرع سمعك انه فذكره اطلاق لفظ الغيبة على العشا

وکرہ اطلاق لفظ الزیارۃ علی طواف الزیارۃ واطلاق طواف الوداع علی طواف الافاضۃ فہل یقول
عاقل ان ہذا یدل علی عدم مشروعیتہ وماثوریتہ ولو سلمنا ان ہذا اللفظ لم یکن معروفا ولذلک کرہ
مالک فہل یلزم من ذلک عدم الاحتجاج بروایۃ وردت باطلاقہ فعلہا لم تبلغ الامام مالک ولا عجب فی
ذلک فقد ثبت منہ لا ادری فی مسائل عدیدۃ وہو غیر قادح فی جلالتہ الشہیرۃ وکذا اظہر بطلان قول
ابن عبد الہادی فی موضع آخر من الصارم انما کرہ مالک اطلاق ہذا اللفظ لانہ لم یثبت عندہ فیہ حدیث
ولم یصح فیہ عندہ خبر بخصوصہ انتہی فانہ بعد تسلیم ما ذکر یقال لا یتوقف اطلاق لفظ علی شیء بعد صحتہ بمعناہ
ومعناہ علی ورودہ فی الشریعۃ بخصوصہ ولا یکن مجرد ہذا الامر توجیہا لکراہتہ نعم من الالفاظ لم ترد فی النصوص
بخصوصہا ولم یکرہ احد من الائمۃ اطلاقہا کیف والنصوص الشرعیۃ انما تؤخذ منہا الاحکام لا اطلاق
الالفاظ وتصحیح الکلام ثم قال ہہناک ولان ہذا اللفظ قد صار یستعمل فی عرف کثیر من الناس
فی الزیارۃ الغیر الشرعیۃ انتہی وہذا ایضا باطل فانہ مع کونہ مبنیا علی مجرد اوہم والخیال یستلزم ان
یکرہ اطلاق زیارۃ القبر مطلقا من غیر خصوص بقبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما واللازم باطل باجماع الامۃ
المحمدیۃ ومنصوص السنن الصحیحۃ ولقد صدق فی حقہ ما قالہ المتنبی فی دیوانہ شعر وکم من عائب قولا صحیحا
وآفتہ من الفہم السقیم ۔ ولکن تاخذ الاذہان منہ ۔ علی قدر القرائح والعلوم ثم قال ہہناک ولان
زیارۃ قبرہ لا یمکن منہا احد کما یمکن من الزیارۃ المعروفۃ عند قبر غیرہ انتہی وہذا ایضا باطل فانہ مبنی
علی اشتراط مشاہدۃ القبر فی زیارۃ القبر وہو امر لم یصرح بہ احد من المسلمین فضلا عن علماء الدین
وبعد تسلیم ذلک کما تسلیم المزخرفات لا یصلح ہذا القدر توجیہا للکراہۃ فعدم امکان شیء بسبب مانع
لا یستلزم عدم جواز اطلاق اللفظ ولا الکراہۃ ثم قال ہہناک نقلا عن شیخہ ابن تیمیۃ انہ قال فی
کتابہ اقتضاء الصراط المستقیم بعد ان ذکر قول مالک وتاویل عیاض قلت غلب فی عرف کثیر
من الناس استعمال لفظ زیارۃ فی زیارۃ قبور الانبیاء والصالحین واستعمال لفظ الزیارۃ فی الزیارۃ

البدعية الشركية لافى الزيارة الشرعية انتهى وهذا ايضا باطل لان ما ادعاه من ان غالب استعمال
الزيارة فى الزيارة الشرعية البدعية ان اراد عرف زمانه فبعد تسليمه غير مفيد لتوجيه قول مالك الذى هو اقدم
منه بكثير وان اراد به عرف زمان مالك وهو زمان اتباع التابعين والتابعين فمجرد دعوى ليس عليه
عنده سند لا قوى ولا حقير ومن ادعى فعليه البيان بالنقول الصحيحة ولا تنفعه الخيالات الوهمية ثم قال
هناك نقلا عن شيخه انه قال فى بعض مصنفاته المتاخرة وذلك لان لفظ زيارة قبره ليس المراد بها نظير
المراد بزيارة قبر غيره فان قبر غيره يوصل اليه ويجلس عنده ويمكن الزائرون للقبور عندها من سنة او
بدعة واما هو صلى الله عليه وسلم فلا سبيل لاحد ان يصل الا الى مسجده لا يدخل احد بيته ولا يصل الى قبره
بل دفنوه فى بيته بخلاف غيره فانهم دفنوه فى الصحراء كما فى الصحيحين عن عائشة رضى الله عنها انه قال فى مرض موته
لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبور انبيائهم مساجد قالت عائشة رضى الله عنها ولولا ذلك لابرز قبره وفى
صحيح مسلم عنه انه قال قبل ان يموت بخمس ان من كان قبلكم كانوا يتخذون القبور مساجد فلا تتخذوا القبور مساجد انى
انهاكم ان تتخذوا قبره عيدا ودفن فى حجرته لئلا يتمكن احد من ذلك وكانت عائشة رضى الله عنها ساكنة فيها فلم يكن فى
حياتها يدخل احد لذلك انما يدخلون عليها ولما توفيت لم يبق بها احد ثم لما ادخلت الحجرة فى المسجد سدت
وبنى الجدار عليها فما بقى احد يمكن من زيارة قبره كالزيارة المعروفة عند قبر غيره بل انما يصلى الناس الى مسجده
ولم يكن السلف يطلقون على هذا زيارة قبره ولا يعرف عن احد من الصحابة لفظ زيارة قبره البتة ولم
يتكلموا بذلك وكذلك عامة التابعين فان هذا المعنى يمتنع عندهم فلا يعبر عن وجوده وهو قد نهى
عن اتخاذ القبور مساجد ولهذا كره مالك وغيره ان يقال زرنا قبر النبى ولو كان السلف يطلقون
بهذا لم يكرهه مالك ولو كان فى هذا حديث معروف عن النبى صلى الله عليه وسلم لعرفه هو ولم يكرهه
مالك وامثاله من علماء المدينة الاخيار بلفظ تكلم به النبى فقد كان يتحرى الفاظ النبى صلى الله عليه وسلم
ولكن طائفة من العلماء سموا هذا زيارة قبره وهم لا يخالفون مالكا ومن معه فى المعنى بل الذى يستحب

اولئك من الصلوة والسلام وطلب الوسيلة ونحو ذلك في مسجده يستحبه هو لا لكن سموا هذا زيارة القبر وان كرهوا ان يسموا هذا زيارة قبره انتهى وهذا كله من اوله الى آخره مزخرفة اما اولا فلان قوله لفظ زيارة قبره ليس المراد بها نظير المراد بزيارة قبر غيره الخ دعوى بغير حجة والدليل الذى اقامه عليه سفسطة وذلك لان زيارة القبور التى جاءت النصوص باستحبابها ومشروعيتها ليس فيها تخصيص بقبر دون قبر ولا شك انه مفهوم واحد له افراد متعددة فزيارة القبر بالمعنى المشروع يشمل زيارة القبر النبوى وزيارة قبر غيره من غير تفرقة وما الياعث على ان المراد بزيارة القبر النبوى غير المراد بزيارة قبر غيره وای مخصص خصص زيارة القبر النبوى وفرق بينه وبين زيارة قبر غيره فان قال هو ان مشاهدة القبر النبوى غير ممكن بخلاف قبر غيره قلنا هذا ليس داخلا فى مفهوم زيارة القبر المشروع لا فى قبره ولا فى غيره واما ثانيا فلان ما ذكره من ان قبره لا سبيل لاحد ان يصل اليه بخلاف غيره ما ذا اراد ومن ان اراد انه لم يكن اليه سبيل من وقت دفنه ولم تمكن احد من عين ما دفنه فغلط ظاهر يكذبه كلام الائمة سلفا وخلفا بل كلامه فى مواضع اخر ايضا وان اراد انه لم يبق اليه سبيل من زمان سد الحجرة النبوية فمسلم غير مفيد اذ لا يجوز ان يكون هذا الامر الحادث بزمان كثير من عهد دفنه بلا امر ومخصصا لزيارة قبره من عموم زوروا القبور ولا ان يكون باعثا لكون المراد بلفظ زيارة قبره غير ما يتعارف من زوار القبور واما ثالثا فلان قوله بل دفنوه فى بيته الخ صحيح لكنه غير مفيد لما ادعاه اذ لم يكن بيته مما لا سبيل الى الدخول فيه بل كان مفتوح الباب يدخله من شاء والدخول فيه فدفنه فى بيته لا يستلزم ان لا يكون الى الدخول اليه سبيل نعم لو دفنوه فى بيته وسدوا الحجرة من حينه كما وقع بعد ذلك لكان ما ذكره صحيحا واما رابعا فلان قوله ودفن فى حجرته تسلما تمكن احد من ذلك يفيد ان دفنه فى حجرته كان بسبب تحذيره عن اتخاذ قبره مسجدا ووثنا وسد الابواب زيارة قبره ولولا ذلك لدفنوه فى الصحراء وهو قول لم يسبق اليه عالم قبله فى ما علمنا بل دفنه فى بيته بعد ما اختلفوا فى موضع دفنه كان لما روى انهم حديث ان الانبياء يدفنون حيث يقبضون على ما هو المشهور فى كتب الحديث والسير ولولا ذلك لدفنوه

فی البقیع او فی غیرہ فان کان لہ علم یفید ان دفنہ فی الحجرۃ کان للغرض الذی خیلہ فلیات بہ منقولا
عن السلف الماضیین ولا ینفعہ مجرد خیال الواہمین واما خامسا فقولہ ولم یکن فی حیاتہا احد
یدخل لذلک انما یدخلون علیہا مجردہ دعوی لا سبیل لہ الی اثباتہا فما ادراہ انہم لم یکونوا یدخلون فی الحجرۃ
بنیۃ زیارۃ القبر النبوی بل للحجر وملاقات عائشۃ فان کان عندہ او عندنا صریح سبیل لاثباتہ فلیبینہ والا
فمجرد خیالہ غیر نافع لہ واما سادسا فقولہ فما بقی احد یمکن من زیارۃ قبرہ کالزیارۃ المعروفۃ
عند قبرہ ماذا اراد بہ ان اراد انہ لم یمکن احد من زیارۃ قبرہ لمشاہدتہ کالزیارۃ المعروفۃ عند قبر غیرہ مسلم
لکنہ لا یستلزم انتفاء زیارۃ القبر المشروعۃ مطلقا فلیست مشاہدۃ القبر فیہا شرطا شرعا ولا عرفا وان
اراد انہ لم یمکن احد من زیارۃ قبرہ مطلقا فہو باطل قطعا واما سابعا فلانہ ماذا اراد من نفی التمکن ان
اراد بہ نفی التمکن بمعنی الامتناع الذاتی او الامتناع النفس الامری فہو غیر صحیح وان اراد نفی التمکن العادی بمعنی
السد فمسلم غیر مفید لانہ لا یستلزم ارتفاع شرعیۃ زیارۃ قبرہ من حاق الواقع ونفس الامر وقد وفق جماعۃ
من المتاخرین بالوصول الی حجرتہ ومشاہدۃ قبرہ کما ہو مبسوط فی تواریخ المدینۃ واما ثامنا فلانہ
لا شبہۃ فی ان نفی التمکن من الدخول فی حجرتہ قد صار حادثا بعد وفات عائشۃ رض وفی حیاتہا لم یکن
التمکن منتفیا فکیف یتصور ان یکون ہذا الامر الحادث بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بزمان کثیر رافعا للشرعیۃ
زیارۃ القبر وموجبا لان یکون المراد من زیارۃ قبرہ غیر المتعارف من زیارۃ القبر والا یلزم وجود النسخ
والتخصیص بعد العہد النبوی وبطلانہ امر غیر خفی واما تاسعا فلان الاحادیث التی ورد فیہا التحذیر
عن جعل قبرہ مسجدا وثنا لا دلالۃ لہا علی المنع من ترک زیارۃ القبر النبوی راسا فان اتخاذ القبر مسجدا
وعیدا وثنا امر آخر والزیارۃ الشرعیۃ امر آخر واحدہما لا یستلزم الآخر فغایۃ ما یلزم منہا المنع من زیارۃ
القبر بحیث یفضی الی اتخاذہ مسجدا وعیدا وثنا لا مطلقا وتوہم ان نفس زیارۃ قبرہ مستلزم لما منع عنہ
توہم باطل واما عاشرا فلان ظاہر کلامہ ینادی بان سد ہم الحجرۃ النبویۃ بعد فوت عائشۃ کان

تحذیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن جعلہ مسجدا او وثنا للا یصل الیہ احد ولا یتخذہ احد مسجدا او عیدا او ہو
امر لم یصح بہ احد قبلہ فان کان لہ علم بذلک فلینقلہ عمن یعتمد علیہ وہذہ کتب التواریخ والسیر شاہدۃ
ببطلان ما ذکرہ والہ علی ان سدہم کان لامر آخر لا لما توہمہ **واما حادی عشر** فلان قولہ لم یکن
السلف یطلقون علی ہذا زیارۃ قبرہ صحیح فی نفسہ وکیف یمکن ان یطلق علیہ احد زیارۃ قبرہ فان کل
عاقل یعلم ان الدخول فی مسجدہ صلی اللہ علیہ وسلم انما ہو زیارۃ لمسجدہ واداء الصلوۃ والسلام علیہ
عند دخول مسجدہ اداء لما ہو المشروع فی سائر المساجد من غیر تخصیص لمسجدہ وکل واحد منہما لیس
بداخل تحت مفہوم زیارۃ قبرہ لکنہ لیس بمفید لما زعمہ **واما ثانی عشر** فلان قولہ ولا یعرف عن احد
من الصحابۃ الخ بعد تسلیمہ غیر مفید لہ فان عدم اطلاق لفظ زیارۃ القبر فی زیارۃ القبر النبوی من الصحابۃ
وعامۃ التابعین لا یدل علی فقدہ فان الاحکام الشرعیۃ لا تقتنص من الاطلاقات العرفیۃ وقد کان وجود
ہذا الامر عندہم من البدیہیات الاولیۃ فان نصوص استحباب زیارۃ القبور المطلقۃ شاملۃ لزیارۃ القبر النبوی
وقبر غیرہ بل قد صح عن ابن عمر وردی عن غیرہ الاتیان الی القبر النبوی واداء الصلوۃ والسلام عندہ
من دون کفایۃ اداء الصلوۃ والسلام عند دخول مسجدہ ہل ہذا الا زیارۃ قبرہ لا بالمعنی الذی توہمہ سلمکم
ہذا بلفظ زیارۃ القبر النبوی او بغیرہ فما بالہ یستدل بعدم معروفیۃ اطلاق لفظ زیارۃ القبر علی زیارۃ القبر النبوی
فی عہد الصحابۃ والتابعین علی ما توہمہ ولا یستدل بما ثبت عندہم من تحقق مصداقہ علی ابطال ما زعمہ
واما ثالث عشر فلان قولہ فان ہذا المعنی ممتنع عندہم افتراء علیہم فاتوا بسند منقول معتمد دال
علی امتناعہ عندہم عن السلف الماضیین وادعوا شہدارکم من دون اللہ ان کنتم صادقین
واما رابع عشر فلان قولہ وہو نہی عن اتخاذ القبر مسجدا کلمۃ حق اراد بہ باطلا فان ورود النہی
عما ذکرہ صحیح لکنہ غیر زیارۃ القبر عرفا وشرعا ولغۃ والنہی عن احدہما غیر مستلزم لثانیہما لا عرفا ولا لغۃ
ولا شرعا وافضاء احدہما الی ثانیہما احیانا لا یفید ما ذکرہ مطلقا **واما خامس عشر** فلان قولہ

واما ذكره مالك الخ افتراء عليه وهذه كتب اصحاب مذهب مالك الذين هم اعرف منه بمذهب امامهم تكذبه بل نصوص مالك المذكورة في كتبهم ايضا تبطل بوهمه فانها كلها شاهدة على ان كراهة مالك اطلاق زيارة القبر لم يكن لما ذكره وان المعنى الذي حكم بامتناعه ليس يمتنع عنده ولولا خوف التطويل لبسطت الكلام في ذكرها وقد مر بعضها واما سادس عشر فلان مالكا قد كره اطلاق لفظ الزيارة على طواف الزيارة ايضا فهل يقال انه انما كره ذلك لانه عنده ممتنع وجوازا واما سابع عشر فلان قوله ولو كان السلف يطلقون بهذا لم يكره مالك بعد تسليمه لا يدل الا على عدم نطق السلف بهذا اللفظ الا على امتناع مصداقه واما ثامن عشر فلان قوله ولو كان في هذا حديث معروف الخ غير صحيح لجواز عدم بلوغ ذلك الحديث الى مالك واضرابه الحاكمين بالكراهة وعلى تقدير البلوغ ايضا يجوز ان يكون حكمهم بالكراهة لامر آخر كما هو مبسوط في كتب المالكية واما تاسع عشر فلان قوله وامتناله من علماء المدينة اليوم لان قول الكراهة قول جماعة من علماء المدينة مطالب بتصحيح النقل ودونه لا يخلو عن المناقشة واما العشرون فلان قوله لكن طائفة من العلماء سموا هذا زيارة قبره افتراء عليهم فتسمية زيارة مسجده واداء ما هو مشروع في مسجده وتسمية غيره بزيارة القبر مما لا يصدر عن عاقل فضلا عن فاضل ولكن هذا التعجب مما ابتدع امر الم يسبق اليه لم يبان بحمل كلام الائمة سلفا وخلفا عليه وهذه كتبهم شاهدة بافترائه وما ذكره عليهم فان اصحاب المذاهب الاربعة الحنفية والمالكية والشافعية والحنبلية في كتبهم المصنفة في المناسك وفي ابواب الحج من كتبهم الفقهية يبحثون في ان زيارة القبر النبوي واجب ام مستحب وفي ان الزائر هل الاولى له ان يبدء بالروضة او بالاتيان الى القبر وفي انه هل يستحب له استقبال القبر النبوي ام استدباره عند الدعاء وفي انه هل تستحب له البعد من قبره ام قربه وفي انه يستحب الاتيان عند القبر بعد الدخول في مسجده واداء ما هو مشروع فيه وفي انه هل يستحب للزائر اكثار الزيارة ام تقليلها وفي انه هل يقف الزائر عند القبر ام لا وفي ان الزائر حين قصد المدينة هل بحر دنية الزيارة ام يضم معه نية

زيارة المسجد الذى هو احد المساجد التى تشد اليها الرحال الى غير ذلك من المباحث المذكورة فى
كتبهم ويقيمون على ما اختاروه دلائل ضعيفة او قوية ويستدلون على استحباب زيارة قبره او وجوبه
بالاحاديث الواردة فى زيارة قبره لا بالاحاديث الواردة بفضل مسجده وهذا كله ينادى باعلى النداء
على ان مرادهم من زيارة القبر النبوى الذى حكموا باستحبابه او وجوبه وبحثوا عن كيفياته وآدابه
ليس ما توهمه فان نسب احد الى هؤلاء باجمعهم الخطاء والسهو وسوء الفهم فهو احق بان يتهم **واما**
الحادى والعشرون فلان قوله وهم لا يخالفون مالكا فى المعنى كلمة حق صدرت بارادة
باطل فانهم لا يخالفون فى ان زيارة قبره غير زيارة مسجده بل هم متفقون على ذلك الا ان مالكا كره
اطلاق هذا اللفظ وهم لا يكرهونه **واما الثانى والعشرون** فلان قوله لكن سموا هذا زيارة
لقبره الخ افتراء عليهم يكذبه كلامهم وبالجملة امثال هذه الكلمات التى صدرت عن ابن تيمية وتلامذته
مع جلالة قدرهم وتبحرهم لا ينبغى ان يصغى اليها واعادة امثالها مما بدها العلماء فى تصانيفهم مرة
بعد مرة لا تنفع لناصريها **قوله** فى الصارم وهذا الذى صححه ابن عدى هو الصحيح وهو انه من رواية
عبد الله بن عمر العمرى الصغير المكبر المضعف وليس من رواية اخيه عبيد الله العمرى الكبير المصغر الثقة
الثبت **اقول** هذا بعد تسليمه غير مفيد فان ضعف عبد الله العمرى لحسن حديثه غير مضر **قوله** ولو فرض
ان الحديث من رواية عبيد الله لم يلزم ان يكون صحيحا فان تفرد موسى به عنه دون سائر
اصحاب المشهورين بملازمته وحفظ حديثه وضبطه من اول الاشياء على انه منكر غير محفوظ **اقول**
غاية ما يلزم منه نفى الصحة الاصطلاحية ولا يلزم من المنكرية الموضوعية ولا اسقوطه عن الحجية **قوله**
وقد ذكر الامام ابو محمد عبد الرحمن بن ابى حاتم فى كتاب الجرح والتعديل موسى بن هلال وقال
سألت ابى عنه فقال مجهول **اقول** هذا غير مقبول فان جهله فقد عرفه غيره **قوله** وذكر الحافظ
ابو الحسن بن القطان فى كتابه بيان الوهم والايهام الواقعين فى كتاب الاحكام لعبد الحق

الا شبيلي ان هذا الحديث الذي رواه موسى بن هلال حديث لا يصح وانكر على عبد الحق سكوته
عن تضعيفه وقال اراه تسامح لانه من الحث والترغيب في عمل ثم ذكر كلام ابي حاتم والعقيلي
في موسى ومال الى قولهما اقول كلامه شاهد بانه انما ينكر الصحة الاصطلاحية وانه لا يخرجه عن الاحتجاج
به في اثبات الفضيلة وهو غير مضر لما نحن فيه وقبوله كلام ابي حاتم انه مجهول وكلام العقيلي انه لا يتابع
على حديثه غير مقبول في ما نحن فيه كما مر ذكر ذلك فيما مر قوله ثم قال ابن القطان فاما ابو احمد بن عدي
فانه ذكر هذا الرجل بهذا الحديث وقال لموسى غير هذا وارجو انه لا باس به قال وهذا من ابي احمد
قول صدر من تصفح روايات هذا الرجل لا عن مباشرة لاحواله فالحق فيه انه لم يثبت عدالته اقول
ما ذكره من الرد على ابن عدي قد رده السبكي كما مر ذكره وقوله ولم يثبت عدالته مع تعنته في الرجال
ليس مما يثبت جرحه كما يعلم من الميزان وسياتي ذكره قوله قال ابن القطان وقد ضعف ابو محمد
يعني عبد الحق حديثه انما النساء شقائق الرجل من اجل عبد الله بن عمر العمري وذكر اختلاف المحدثين
فيه وكذلك فعل ايضا في اول الوقت رضوان الله فانه رده من اجله اقول لا يلزم من ضعف
العمري عدم الاحتجاج بجميع رواياته وان كانت في فضائل الاعمال لا سيما اذا كانت له شواهد
قوله وقد تكلم في عبد الله العمري جماعة من ائمة الجرح الخ اقول نعم لكن ليس جرحه الى ان يخرج
الحديث عن الحسن لغيره اما جرح ابن حبان عليه بانه كان ممن غلب عليه الصلاح والعبادة
حتى غفل عن حفظ الاخبار وجودة الحفظ للآثار فوقعت المناكير في روايته فلما فحش خطاؤه استحق
الترك فهو تقعقع كعادته في تشدده وما نقله من جامع الترمذي ان العمري ضعفه يحيى بن سعيد
من قبل حفظه وما نقله من تاريخ البخاري ان يحيى بن سعيد كان يضعفه وما نقله عن كتاب الكنى
للنسائي انه ضعيف وما نقله عن العقيلي حاكيا عن ابن معين انه قال فيه ضعيف فكل ذلك غير مضر
لكون روايته حسنا بشواهده قوله ولو فرض ان موسى بن هلال العبدي وعبد الله العمري

من الرواة الثقات وقد ران هذا الحديث المروى من طريقهما من الاحاديث الصحيحة لم يكن فيه
دليل الا على الزيارة الشرعية وتلك لا ينكرها شيخ الاسلام ولم يكرهها بل يندب اليها ويحض عليها
ويستحبها وقد قال في الجواب الباهر الخ **اقول** هذه مغالطة تفضح من تتحكم بها فان الزيارة الشرعية
التي يستحبها شيخ الاسلام ابن تيمية يريد بها الدخول في المسجد النبوي واداء الصلوة والسلام عنده
كما هو المشروع في مسجد غيره ويقول ان زيارة القبر النبوي ليس كزيارة قبر غيره بل هو مخصوص من
عموم زوروا القبور وانه ليس في مسجده عبادة زائدة سوى اداء ما هو المشروع في سائر المساجد
وان زيارة قبره غير مقدورة وغير ممكنة وغير مشروعة بل ممتنعة وهذه امور لم يقل بها احد قبله
ومن المعلوم عند كل عاقل ان المعنى الذي اراده من الزيارة الشرعية ليست بزيارة قبره في الحقيقة
وانما وقع النزاع في هذا لا في ذلك والاحاديث الواردة في الزيارة انما تدل على هذا لا على ذاك فان
ادعى احد ان مراده صلى الله عليه وسلم بما من لفظ من زار قبري ومن جاء في زائر او غير ذلك
هو الدخول في مسجده واداء ما هو المشروع في مسجد غيره فقد خالف العرف واللغة وكلام الائمة بل افترى
على صاحب الشريعة عليه الف صلوة وتحية اللهم احفظنا من امثال هذه البلية وما ذكره من كلام
شيخه في الجواب الباهر مع طوله لا يرجع الى طائل مر رد امثاله في مامر وسياتي رد بعضه فلا حاجة
ههنا الى رده **قوله** في بحث حديث من جاء في زائرا لا لتعلة الا زيارتي كان حقا على ان اكون
له شفيعا يوم القيامة انه حديث ضعيف ساقط الاسناد منكر المتن لا يصلح للاحتجاج ولا يجوز
الاعتماد على مثله **اقول** هذه دعوى من غير حجة ومبالغة من غير بينة **قوله** ولم يخرجه احد من
اصحاب الكتب الستة ولا رواه احمد في مسنده ولا احد من الائمة المعتمد على ما اطلقوه في رواياتهم ولا
صححه امام يعتمد على تصحيحه **اقول** عدم تخريج اصحاب الستة واحمد ليس بجرح عندهم فليس كل
ما ليس فيها ساقطا عندهم كما لا يخفى على من طالع اصولهم وعدم تصحيح امام معتمد على تصحيحه ان اريد

شتت
رد كلام صارم الدين حول حديث
من جاء في زائرا لا يعين

نفى التصحيح الاصطلاحى فمسلم لكنه غير مفيد فليس كل ما لم يصححه امام متقدم ساقطا **قوله** وقد تفرد به هذا الشيخ
الذى لم يعرف بنقل العلم ولم يشتهر بحمله ولم يعرف من حاله ما يوجب قبول تفرده وهو مسلمة بن سالم الجهنى
الذى لم يشتهر الا برواية هذا الحديث المنكر وحديث آخر موضوع ذكره الطبرانى وتبعه الحجامة فى
الراس امان من الجنون والجذام والبرص والنعاس والضرس **اقول** ودعوى جهالة مسلمة
بن سالم الجهنى مردودة فان لم يعرفه فقد عرفه غيره **قوله** واذا انفرد مثل هذا الشيخ المجهول الحال بالقليل
الرواية بمثل هذين الحديثين المنكرين عن عبيد الله بن عمر من بين سائر اصحاب عبيد الله الثقات علم
انه شيخ لا يحل الاحتجاج بخبره ولا يجوز الاعتماد على روايته **اقول** كل ذلك دعوى من غير حجة فليس
الشيخ مجهولا ولا مما لا يحل الرواية عنه وللانكار مستلزما للسقوط الاحتجاج به فليس كل من يروى
مناكير لا يحتج به **قوله** مع ان الراوى عنه وهو عبد الله بن محمد العبادى احد الشيوخ الذين لا يحتج
بما تفرد وا به قد اختلف عليه فى اسناده فقيل عنه عن نافع عن سالم وقيل عنه عن نافع وسالم وقد
خالفه من هو امثل منه وهو مسلم بن حاتم الانصارى وهو شيخ صدوق فرواه عن مسلمة بن
سالم عن عبد الله يعنى العمرى عن نافع عن سالم عن ابن عمر وهذه الرواية رواية مسلم التى قال فيها
عن عبد الله وهو العمرى الصغير المكبر الضعيف اولى من رواية العبادى التى اضطرب فيها وقال
عن عبيد الله يعنى العمرى الكبير المصغر الثبت **اقول** هذه الاولوية كافية فيما نحن فيه فليس ضعف
العمرى المكبر مضر الحسن روايته **قوله** وكلتا الروايتين لا يجوز الاعتماد عليهما لمدارهما على شيخ واحد
غير مقبول الرواية وهو مسلمة الجهنى وهو شبيه بموسى بن هلال صاحب الحديث المتقدم **اقول**
ادعاء كون الجهنى غير مقبول الرواية محتاج الى اثباته وانى له ذلك وكونه شبيها بموسى يعنى للمتابعة **قوله**
والاقرب ان الحديثين فى هذا واحد يرويه العمرى المتكلم فيه وقد اختلف عليه شيخان غير معروفين بالنقل
ولا مشهورين بالضبط فى اسناد الحديث وتنه **اقول** كونهما مجهولين ادعاء محض وعدم شهرتهما

بالضبط غير مضر فيما نحن فيه وكذا ضعف العمري قوله ومثل هذا الحديث اذا تفرد به شيخان مجهولا الحال قليلا الرواية عن شيخ سيئ الحفظ مضطرب الحديث واضطرابه لم يجز الاحتجاج به على حكم من الاحكام الشرعية اقول دعوى جهالة الحال مردودة والاضطراب غير مورث للضعف مطلقا كما هو في الكتب الاصولية وبعد تسليم ذلك عدم الاحتجاج على حكم من الاحكام الخمسة لا يستلزم عدم الاحتجاج في اثبات فضيلة الاحكام الشرعية قوله والمحفوظ عن نافع عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم ما رواه ايوب السختياني وعبيد الله بن عمر وربيعة وغيرهم ولفظ بعضهم من استطاع منكم ان يموت بالمدينة فليمت بها فانه من مات بها كنت له شفيعا وشهيدا وليس في هذه الروايات ذكر زيارة القبر ولا قوله من جاءني زائرا فعلم ان ما رواه مسلمة وموسى شاذ غير محفوظ اقول ليس كل شاذ مردودا ولا كل غير محفوظ ساقطا كما بسطه ائمة الاصول سلفا وخلفا قوله ولو قدر ثبوت ما رواه مسلمة بن سالم وما رواه موسى لم يكن في ذلك دلالة على الزيارة على غير الوجه المشروع وشيخ الاسلام لا ينكرها اقول هذه مغالطة فان شيخه قد انكر زيارة القبر مطلقا شرعية او بدعية وانما جوز ما ليس بزيارة القبر حقيقة على ما تشهد به الكلمات السابقة واللاحقة قوله وقد قال شيخ الاسلام في اثناء كلامه في الجواب عما اعترض به عليه بعض قضاة المالكية في مسئلة اعمال المطي الى القبور بعد ان ذكر النزاع في السفر الى زيارة القبور قال وهذا النزاع لم يتناول المعنى الذي اراده العلماء بقولهم يستحب زيارة قبره فان مرادهم بذلك هو السفر الى مسجده اذ كان المسافرون والزوار لا يصلون الى مسجده ولا يصل احد الى قبره ولا يدخل الى حجرته لكن قد يقال هذا في الحقيقة ليس زيارة لقبره اقول كون مرادهم ما ذكر يكذبه كلامهم وعدم الوصول الى الحجرة وعدم مشاهدة القبر ليس مقتضيا لما نسب اليهم وتعلمي لما لم يكن هذا زيارة قبر في الحقيقة كما اقره فاطلاق زيارة القبر عليه من ما ولهم الى آخرهم واستدلالهم بالاحاديث الواردة في زيارة القبر دون الاحاديث الواردة في المسجد النبوي لا يخلو عن سفاهة ومن ظن السفاهة فيهم باجمعهم او المسامحة او السهو والخطأ

لعل قال ابن بشر

او عدم الفهم الى جميعهم فهو اسفه السفهاء **قوله** نقلا عنه ولذا كره من كره من العلماء ان يقول زرت قبره ومنهم ومن لا يكره **اقول** توجيه الكراهة مما لم يسبق اليه احد من اصحاب الهداية **قوله** نقلا عنه والطائفتان متفقون على انه لا يزار قبره كما يزار القبور بل انما يدخل الى مسجده **اقول** هذا افتراء عليهم باجمعهم وامى كلام من كلماتهم وال على ما نسبه اليهم بل الطائفتان متفقتان على شرعية زيارة القبر النبوى بالمعنى الذى لا يريده **قوله** نقلا عنه السفر المسمى زيارة انما هو سفر الى مسجده **اقول** هذا باطل كالمثالة **قوله** نقلا عنه فالذى يقصد مجرد القبر ولا يقصد المسجد مخالف للحديث **اقول** بل مخالفته الا فى زعمه وزعم من وافقه وهو مردود عند الجمهور **قوله** نقلا عنه ومما يوضح هذا انه لم يعرف عن احد من الصحابة انه تكلم باسم زيارة قبره فعلم ان مسمى هذا الاسم لم يكن له حقيقة عندهم **اقول** لو سلم انه لم يعرف عنهم التكلم به فذلك غير مضر لان الاحكام الشرعية لا تبتنى على اطلاقاتهم وعدم اطلاقهم لا يدل على انه ليس لمسماه حقيقة عندهم بل يجوز ان يكون لوجه آخر كما ذكره العلماء فى تصانيفهم **قوله** نقلا عنه والذين اطلقوا هذا الاسم من العلماء انما اراد وا به اتيان مسجده والصلوة والسلام فيه **اقول** هذا افتراء عليهم مع تكذيب عباراتهم والى الله المشتكى من امثال هذه الهفوات والخرافات **قوله** نقلا عنه لما احتاج المنازعون فى هذه المسئلة الى ذكر سنة النبى وسنة خلفائه لم يقدر احد منهم على ان يستدل فى ذلك بحديث منقول عنه الا وهو حديث ضعيف بل موضوع ومكذوب **اقول** ادعاء كون جميعها كذبا او ضعيفا ساقطا كذب **قوله** نقلا عنه لكن علم ان الزيارة المعهودة ممتنعة فى قبره فليست من العمل المقدور ولا المامور فامتنع ان يكون احد من العلماء يقصد بزيارة قبره هذه الزيارة وانما اراد وا السفر الى مسجده **اقول** عدم كونه مقدورا وكونه مامورا انما يقال به قبالة احد من المسلمين فهو اول من خرق فى هذا اجماع المسلمين فان اراد احد من ناصريه نصرته فليبينه نقلا عن السلف الماضيين ولا ينفع نقل الاقوال المردودة التى ردها غير مرة علماء الدين والعلمى

لقد اتى فى هذا المبحث بامر عجيبة غريبة فالله يرحمه ويعفو عنه قوله فى بحث حديث من زار قبرى حلت له شفاعتى اعلم ان هذا الحديث الذى ذكر من رواية البزار حديث ضعيف منكر ساقط الاسناد لا يجوز الاحتجاج بمثله عند احد من ائمة الحديث وحفاظ الاثر اما عبد الله بن ابراهيم الغفارى هو شيخ ضعيف الحديث جدا الخ اقول كلامه بطوله فى بحث هذا الحديث لا يفيد ضررا فان التقى السبكى قد اقر ان من رواته الغفارى وعبد الرحمن بن زيد بن اسلم ضعيفان لكن قصد به تقوية الاول وهو حديث من زار قبرى وجبت له شفاعتى حيث قال قال البزار عقب ذكره هذا الحديث عبد الله بن ابراهيم حدث باحاديث لا يتابع عليها وانما يكتب من حديثه ما لا يخطئ الا عنه وعبد الرحمن بن زيد بن اسلم روى له الترمذى وابن ماجة وضعفه جماعة وقال ابن عدى ان له احاديث حسانا وانه ممن احتمله الناس وصدقه بعضهم وانه ممن يكتب حديثه واذا كان المقصود من هذا الحديث تقوية الاول به وشهادته له لم يضر ما قيل فى هذين الرجلين اذ ليس راجعا الى تهمة كذب ولا فسق ومثل هذا يحتمل فى المتابعات والشواهد انتهى كلامه لا يقال قد جرح الحاكم وغيره على الغفارى بروايته الاحاديث الموضوعة وجعلوه متهما بالكذب ايضا فكيف يعتبر روايته لانا نقول بعد تسليم ان الغفارى او ابن زيد مجروحان بتهمة الكذب او الفسق لا ضرر ايضا فى اصل المقصود فان ائمة اصول الحديث صرحوا ان ضعف الحديث اذا كان للكذب فى راويه او شذوذ او شديد الضعف وغيرها مما يقتضى الرد فانه وان لم يجبر بكثرة الطرق لكن يخرج بكثرة طرقه القاصرة عن درجة الاعتبار بحيث لا يجبر بعضها بعض يرتقى عن مرتبة المردود المنكر الذى لا يجوز العمل به بحال الى رتبة الضعيف الذى يجوز العمل به فى فضائل الاعمال وربما تكون تلك الطرق الواهية بمنزلة الطريق الذى فيه ضعف يسير بحيث لو فرض مجئ ذلك الحديث باسناد فيه ضعف يسير كان مرتقيا بها الى مرتبة الحسن لغيره وذكر بعضهم ان الضعيف لفسق الراوى ونحوه وان كان لا يوثر فيه موافقة غيره اذا كان مثله لكن يرتقى مجموع الطرق

له قوله صلعم من زار قبرى حلت له شفاعتى

عن کونہ منکرا او لا اصل لہ بل ربما کثرت الطرق حتی اوصلتہ الی درجۃ المستور وسئی الحفظ بحیث
اذا وجد لہ طریق آخر فیہ ضعف قریب محتمل ارتقی المجموع ذلک الی درجۃ الحسن اذا تقرر ہذا فقول
الغرض من ایراد ہذا الحدیث انما ہو تقویۃ الاول والاول مرتق بنفسہ من غیر ضم ہذہ الروایۃ
الی درجۃ الحسن فلا ضیر فی کون بعض رواتہ متہما وآن سلم عدم کون الاول حسنا بنفسہ فلا ریب
ان ضعفہ قریب محتمل لیس مثل ضعف ہذا الحدیث فیرتقی المجموع الی درجۃ الضعیف الذی یعمل
بہ فی فضائل الاعمال او الی الحسن وبالجملۃ الکلام ہہنا غیر قادح فی اصل المقصود قولہ وقد صرح
غیر واحد من المتقدمین والمتاخرین من الشافعیۃ وغیرہم بتضعیف الحدیث المروی عن ابن عمر
فی ہذا الباب حتی ان الشیخ ابا زکریا النووی فی شرح المہذب لما ذکر قول ابی اسحق تستحب زیارۃ
قبرہ صلی اللہ علیہ وسلم لما روی عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من زار قبری وجبت
لہ شفاعتی قال النووی اما حدیث ابن عمر فرواہ ابو بکر البزار والدارقطنی والبیہقی باسناد ین
ضعیفین جدا یعنی الاسناد الذی فیہ عبد اللہ العفاری والاسناد المتقدم الذی فیہ موسی
بن ہلال ولقد صدق الشیخ ابو زکریا فیما قالہ فی ہذا الحدیث واما ہذا المعترض فانہ خالف من قبلہ
واخذ یقوی موسی بن ہلال ویرد علی من ضعفہ ثم اخذ یشیر الی تقویۃ حدیث العفاری وجعلہ
شاہد الحدیث العبدی اقول ہذا کلہ تطویل بلا طائل لا یرجع الی حاصل اما اولا فلانہ لا شبہۃ
فی ان ہذا الحدیث مما تکلم فی ضعفہ ولا یدعی السبکی انہ لم یضعفہ احد بل غرضہ اثبات ان الحسن بمجموع الطرق
فلا یفید تضعیف النووی واما ثانیا فلان حکم النووی علی کل واحد من الطریقین علی حدۃ بالضعف
وان کان صحیحا لکنہ لا ینافی الحسن واما ثالثا فلان النووی انما حکم علیہما بالضعف لا بالوضع
ولا باستحقاق الترک ولیس کل ضعیف ولو بادنی ضعف واہیا او ساقطا واما رابعا فلان
التصحیح والتضعیف لیس منحصرا فی احد واہلیتہ غیر منحصرۃ علی احد وذہب ابن الصلاح انہ لا یمکن

الحكم بالتصحيح والتحسين والتضعيف في هذه الاعصار مقدوح عند نقاد الاصول فكم من حديث صححه او ضعفه المتقدمون حكم المتاخرون على حكمهم بالبطلان بشواهد الاصول فاي عيب في ذلك على السبكي الذي بلغ الى رتبة الاجتهاد ولم يبق له احتياج الى ربقة التقليد والانقياد في انه حسن حديثا ضعفه النووي او غيره من المتقدمين نعم ينبغي النظر فيما ذكره من توجيه الحسن بل هو صحيح ام لا سواء وقع قوله مخالفا او موافقا للماضيين والانصاف النجالي عن الاعتساف ممن له ملكة في علوم الحديث يحكم بان ما حكم به السبكي حكم قوي فلا ضير لو وقع قوله مخالفا لقول النووي واما خامسا فلانهم صرحوا بان الحديث الضعيف معتبر في اثبات فضائل الاعمال الثابتة بالادلة الصحيحة بل نقل النووي الاجماع عليه حيث قال في كتاب الاربعين قد اتفق العلماء على جواز العمل بالحديث الضعيف في فضائل الاعمال انتهى وقال شارحه ابن حجر المكي اشار المصنف بحكايته الاجماع على ما ذكره الى الرد على من نازع فيه بان انما تتلقى من الشرع فاثباتها بالحديث الضعيف اختراع عبادة وشرع في الدين ما لم ياذن به الله وجه رده ان الاجماع لكونه قطعيا تارة وظنيا ظنا قويا اخرى لا يرد بمثل ذلك لو لم يكن عنه جواب فكيف وجوابه واضح اذ ذلك ليس من باب الاختراع بل هو اتباع فضيلة ورجاؤها بادلة ضعيفة من غير ترتب مفسدة عليه كما تقرر انتهى ومثل ذلك في كتب المتقدمين والمتاخرين كثير في اصولهم شهير فعلى هذا يقال حكم النووي بضعف الحديثين لا يضر في اصل المقصود بحسب تعدده فضلا عن عجزه فان الاحاديث الواردة في الزيارة ليس الغرض منها اثبات كونه قربة فان له دلائل اخر صحيحة ولو لم يكن الا عموم حديث زوروا القبور لكفى فكيف وله ادلة اخر قوية بل الغرض منها اثبات الفضيلة الزائدة والا يضر فيها الضعف مطلقا بل يكفي فيها الاحاديث الضعيفة فان خامسا احد في قبول الضعيف في فضائل الاعمال او في ثبوت مشروعية زيارة القبر النبوي بدلائل اخر فضمنا ظهره بايراد نصوص المحدثين من المتقدمين والمتاخرين ولا حاجة لنا الى التطويل ههنا فانه امر مدفوع

ف
الكلام في قبول الحديث الضعيف في فضائل الاعمال

عنہ فی کتب الدین وبالجملۃ فکلام النووی لایضر فی المقصود مطلقا ولا یورث الی التقی السبکی صیبا
قولہ ولو کان ہذا الحدیث من الاحادیث الصحیحۃ المشہورۃ لم یکن فیہ دلیل علی غیر الزیارۃ علی الوجہ
المشروع وقد علم ان الزیارۃ نوعان شرعیۃ وغیر شرعیۃ فالشرعیۃ لم یمنع منہا شیخ الاسلام ولم ینہ
عنہا وقد قال الشیخ فی منسکہ صنفہ فی اواخر عمرہ الخ اقول ہذہ مغالطۃ فاضحۃ فان زیارۃ القبر
الشرعیۃ وغیر الشرعیۃ کل منہا قد منع عنہا شیخ الاسلام بل جزم بامتناع زیارۃ القبر النبوی وحکم
بعدم مشروعیتہا وامتناع شد الرحال الی الزیارۃ الشرعیۃ التی جوزہا وحکم باستحبابہا اراد بہا الدخول فی المسجد
النبوی واداء ما ہو المشروع عند دخول سائر المساجد عند دخولہ وہذا لیس بزیارۃ قبر فی الحقیقۃ
لا شرعا ولا لغۃ ولا عرفا والاحادیث الواردۃ فی الزیارۃ لا تدل علی ہذا بل علی ذلک واما کلام
شیخنا فی منسکہ المنقول ہہنا بطولہ فہو مشتمل علی تلک الاقوال المردودۃ التی ردہا السبکی وغیرہ ومر قد
منہ فلا حاجۃ الی التطویل بردہ ولعل اہملنی الزمان وساعدتنی مشیۃ الملک المنان لافرد کتابا
مستقلا فی ردہا فی الصارم مشتملا علی رد اقوال شیخنا الاعظم والتطویل فی ہذا المقام یخرج الکلام
عن النظام تنبیہ صاحب صارم نے اور احادیث زیارت کی رواۃ مین جو گفتگو کی اور آپنی اوسکی
عبارات طویلہ کی باب دوم مین نقل کی ہی اونمین بہت مقامات پر کلام ہی اور بعض مقام
قابل تسلیم ہی لیکن کسیطرحسی شیخ الاسلام تقی سبکی کو مضر نہین ہی اور نہ اصل مقصود مین مضر
ہی چونکہ اوسمین گفتگو کرنا بوجہ اسکی کرہ ہماری اور آپکی بحث سی خارج ہی اور تطویل کرنا اوسمین
بخراسکی کہ حجم رسالہ بڑہ جاوی اور اس وجہ سی انتفار کیا جاوی اور کچھ فائدہ نہین بخشتا ہی اسوجہ
سی اوس سی اعراض کیا جاتا ہی اور رد مستقل پر انشاء اللہ تعالی محول کیا جاتا ہی ہماری اور
آپکی درمیان جو مباحث متنازع فیہا ہین اوسمین مباحث سابقہ ومباحث لاحقہ کافی ہین اور صارم
کی رد ہو چکی ہی اوسکو ملاحظہ کیجئی ابن علان شرح منہاج نووی مین لکہتی ہین لانظر لانکار ابن تیمیہ

للزیارۃ کما اشرنا الیہ فانہ کما قال العز بن جماعۃ عبد اضلہ اللہ وقد اطال فی الرد علیہ التقی السبکی فی تصنیف مستقل وتحری بعض تلامذۃ ابن تیمیۃ فرد کلام السبکی وسماہ الصارم المنکی ای بالنون ورددت علیہ ذلک فی المبرد المبکی ای بالموحدۃ وہو لطیف اعان اللہ علی اتمامہ انتہی **قولہ** اسکا غیبت وہتک ستر مسلم بلا ضرورت ہونا غیر مسلم ہی **اقول** اسکا غیبت وہتک ستر مسلم ہونا تو اظہر من الشمس ہے البتہ بنظر نصح وتنقید احادیث غیبت محرمہ سی مستثنی ہی فتح المغیث مین ہی فالجرح خطرای خطر من قولہم خاطر نفسہ ای اشرف علی الہلاک فان فیہ مع حق اللہ ورسولہ حق آدمی ومع ذا فالنصح فی الدین للہ ورسولہ وللکتاب وللمومنین حق واجب یتاب متعاطیہ اذا قصد بہ ذلک ولذا استثنوا ہذا من الغیبۃ المحرمۃ انتہی اور شرح عراقی مین ہی ولقد حسن الشیخ تقی الدین بن دقیق العید حیث یقول اعراض المسلمین حفرۃ من حفر النار واقف علی شفیرہا طائفتان من الناس المحدثون والحکام انتہی اور بلا ضرورت ہونا اسکا اسوجہ سی کہ اگر آپکو صرف احقاق حق مقصود تہا تو اقوال جرح وتوثیق کو نقل کرکی جرح کو ترجیح دیتی اقوال توثیق سی چشم پوشی کرنا اور مجرد جرح کی نقل پر کفایت کرنا آپکو کچہہ ضرورت نہا پس جب آپنی مجرد نقل جرح پر باوجود موجود ہونی توثیق کی کفایت کی غیبت وہتک ستر مسلم بلا ضرورت صادر ہوئی اور یہی اسوجہ سی کہ سخاوی لکہتی ہین لایجوز التجریح بشیئین اذا حصل بواحد فقد قال العز بن عبد السلام فی قواعدہ انہ لایجوز للشاہد ان یجرح بذنبین مہما امکن الاکتفاء باحدہما فان القدح انما یجوز للضرورۃ فلیقدر بقدرہا وواقفہ علیہ القرافی وہو ظاہر انتہی **قولہ** اور ابن جوزی کی کتاب مین اور میری کتاب مین فرق ہی کیونکہ ابن جوزی کی کتاب جرح وتعدیل مین ہی جسمین منقول ہونا دونوقسم کی اقوال کا ضرور ہی بخلاف میری کتاب کی کہ وہ موضوع واسطی ذکر جرح وتعدیل کے نہین پس ہمکو واسطی رفع استدلال خصم کی ذکر جرح کافی ہی **اقول** اس تقریر کی سخافت ظاہر ہی اسوجہ سی کہ اول کتاب آپکی یعنی قول محقق واسطی رفع

ف بیان اس امر کا کہ جرح کو ترجیح دینا بلا ضرورت معین جائز نہی ۱۲

استدلال خصم کی نہ تھی بلکہ واسطے اثبات دعوی کی تھی اور یہی اسوجہ سی کہ جب آپکی کتاب موضوع جرح و تعدیل کی واسطے نہ تھی بلکہ غرض اوس سی احقاق حق تھی تو اور یہی اکتفا کرنا ذکر جرح پر اور چشم پوشی کرنا توثیق سی معیوب ہوا بلکہ مکر و فریب ہوگیا قولہ اسمین کلام ہی بچند وجوہ اول یہہ کہ یہہ دعوی معارض ہی ساتھہ اوسکی جو قاضی ابوبکر نی جمہور سی نقل کیا ہی سیوطی تدریب مین لکھتے ہین الثالث لایجب ذکر السبب فی واحد منہما اذا کان الجارح والعدل عالما باسباب الجرح والتعدیل والخلاف فی ذلک بصید لم رضیا فی اعتقادہ وافعالہ وہذا اختیار القاضی ابی بکر ونقلہ عن الجمہور واختارہ امام الحرمین والغزالی والرازی والخطیب وصححہ الحافظ ابو الفضل العراقی والبلقینی فی محاسن الاصطلاح انتہی اقول آپکی تقریرات جو اس مقام پر واقع ہوئین اس امر پر دلالت کرتی ہین کہ یا تو آپکو ملاحظہ کتب اصول حدیث و اصول فقہ کا میسر نہین ہوا یا یہہ کہ آپنی خوب غور نہین کیا یا یہہ کہ عمداً آپنی قول کی بنانی کیواسطی ایسی امور کا ارتکاب کیا وایا کان فہو بعید عن شان العلماء لیستنکرہ محققوا الفضلاء شعر یا رب نہ وہ سمجھی ہین نہ سمجھینگی میری بات + دی اور دل اونکو جو نہ دی مجکو زبان اور + تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ ابن الصلاح فی اپنی کتاب مین اس امر کو ذکر کیا کہ تعدیل بغیر ذکر سبب بمذہب صحیح مقبول ہے اور جرح بدون ذکر سبب مقبول نہین اور یہی مذہب حفاظ حدیث کا مثل بخاری و مسلم و ابو داؤد وغیرہ کا ہی عبارت اونکی یہہ ہی التعدیل مقبول من غیر ذکر سببہ علی المذہب الصحیح واما الجرح فلا یقبل الا مفسرا مبینا السبب لان الناس یختلفون فی ما یجرح وما لا یجرح وذکر الخطیب انہ مذہب الائمۃ من حفاظ الحدیث ونقادہ مثل البخاری ومسلم وغیرہما لذلک صح فی البخاری جماعۃ ممن ضعفہم غیرہ الجرح فیہم کعکرمۃ مولی ابن عباس وکاسمعیل بن ابی اویس وعاصم بن علی وعمرو بن مرزوق وغیرہم واحتج مسلم بسوید بن سعید وجماعۃ اشتہر الطعن فیہم وہکذا فعل ابو داؤد السجستانی انتہی اور

زین عراقی فی شرح الفیہ ہین اس باب ہین چار قول ذکر کیے قول اول یہہ کہ تعدیل مبہم مقبول ہے
اور جرح مبہم غیر مقبول ہی اور اسکی بہ نسبت لکہا وہو الصحیح المشہور انتہی اور یہہ بہی لکہا القول
الاول ہو الذی نص الشافعی علیہ وقال الخطیب ہو الصواب عندنا وقال ابن الصلاح انہ الصحیح
المشہور وحکی الخطیب انہ ذہب الائمۃ من حفاظ الحدیث ونقادہ مثل البخاری ومسلم وغیرہما الی ان
الجرح لا یقبل الا مفسرا قال ابن الصلاح وہذا ظاہر مقرر فی الفقہ واصولہ انتہی اور قول دوم یہہ
جرح مبہم مقبول ہی اور تعدیل مبہم غیر مقبول ہی اور یہ بہ نسبت اسکی لکہا نقلہ امام الحرمین فی البرہان
والغزالی فی المنخول تبعا لہ عن القاضی ابی بکر لظاہر انہ وہم منہما والمعروف عنہ انہ لا یجب ذکر اسبابہما
معا انتہی اور قول سوم یہہ کہ تعدیل وجرح دونون مین بیان سبب ضرور ہی اور اوسکی بہ نسبت
لکہا حکاہ الخطیب والاصولیون انتہی اور قول رابع یہہ کہ دونون مین ذکر سبب ضرور نہین جب
جارح ومعدل عالم وبصیر ہو دی اور اوسکی بہ نسبت لکہا وہو اختیار القاضی ابی بکر ونقلہ عن
الجمہور فقال قال الجمہور من اہل العلم اذا جرح من لا یعرف الجرح یجب ان لا یکشف عن ذلک ولم یزل جہابذۃ
ذلک علی اہل العلم بہذا الشان قال والذی یقوی عندنا ترک الکشف عن ذلک اذا کان الجارح
عالما کما لا یجب استفسار المعدل عما بہ صار المزکی عندہ معدلا الی آخر کلامہ وممن حکاہ عن القاضی
الغزالی فی المستصفی خلاف ما حکاہ عنہ فی المنخول وما ذکرہ عنہ فی المستصفی ہو الذی حکاہ صاحب
المحصول والآمدی وہو المعروف عن القاضی کما رواہ الخطیب عنہ فی الکفایۃ انتہی اور یہہ بہی بہ نسبت
قول رابع کی لکہا قال امام الحرمین ابو المعالی الجوینی فی کتاب البرہان الحق ان کان المزکی
عالما باسباب الجرح والتعدیل اکتفینا باطلاقہ والا فلا وہذا ہو الذی اختارہ ابو حامد الغزالی والامام
فخر الدین بن الخطیب وممن اختارہ ایضا من المحدثین الخطیب فقال بعد ان فرق بین الجرح
والتعدیل فی بیان السبب علی انا نقول ایضا ان کان الذی یرجع الیہ فی الجرح عدلا مرضیا

فی اعتقادہ وافعالہ عاملا بصفۃ العدالۃ والجرح واسبابہما عالما باختلاف الفقہاء فی احکام ذلک
قبل قولہ فیمن جرحہ مجملا ولا یسأل عن سببہ انتہی اور شیخ الاسلام ذکریا الیضاری فی فتح الباقی
بشرح الفیۃ العراقی مین بہ نسبت قول اول کے لکہا قال ابن الصلاح انہ ظاہر مقرر فی الفقہ
واصولہ وقال الخطیب انہ الصواب عندنا انتہی اور بہ نسبت قول رابع کی تحریر کیا اختارہ القاضی
ابوبکر الباقلانی ونقلہ عن الجمہور ولما کان ہذا مخالفا لما اختارہ ابن الصلاح من کون الجرح
المبہم لا یقبل وہو عین القول الرابع قال جماعۃ منہم التاج السبکی لیس ہذا قولا مستقلا بل تحریر
لمحل النزاع اذ من لا یکون عالما باسبابہما لا یقبلان منہ لا باطلاق ولا بتقیید لان الحکم علی الشی
فرع تصورہ ای فالنزاع فی اطلاق العالم دون اطلاق غیرہ وبہذا ان سلم فلا نسلم ان تقیید غیر العالم
بہما ای تفسیرہ لہما لا یقبل انتہی اور سخاوی نی فتح المغیث مین بہ نسبت قول اول کی لکہا ہذا
القول بالتفصیل ہو الذی علیہ الائمۃ حفاظ الاثر ای الحدیث ونقادہ کالبخاری ومسلم شیخی الصحیح
وغیرہما من الحفاظ مع اہل النظر کالشافعی فقد نص علیہ وقال ابن الصلاح انہ ظاہر مقرر فی الفقہ
واصولہ وقال الخطیب انہ الصواب عندنا انتہی اور بہ نسبت قول رابع کی تحریر کیا اختارہ القاضی
ابوبکر الباقلانی ونقلہ عن الجمہور وممن حکاہ عن القاضی الغزالی فی المستصفی لکنہ حکی عنہ الیضا فی
المنخول خلافہ وما ذکرہ فی المستصفی ہو الذی حکاہ صاحب المحصول والآمدی وہو المعروف عن القاضی
کما رواہ الخطیب عنہ فی الکفایۃ باسنادہ الصحیح واختارہ الخطیب الیضا وذلک بعد تقریر القول الاول
الذی صوبہ وبالجملہ فہذا خلاف ما اختارہ ابن الصلاح فی کون الجرح المبہم لا یقبل ولکن قد قال
ابن جماعۃ انہ لیس بقول مستقل بل ہو تحقیق لمحل النزاع وتحریر لہ اذ من لا یکون عالما بالاسباب
لا یقبل منہ جرح ولا تعدیل لا بالاطلاق ولا بالتقیید فالحکم بالشی فرع عن العلم التصوری وبہذہ
نحوہ التاج السبکی وقال انہ لا جرح ولا تعدیل الا من العالم انتہی اور شیخ الاسلام نووی نے

تقریب مین قول اول پر یعنی یہہ کہ تعدیل مبہم مقبول ہی اور جرح مبہم نہین کفایت کرکی اوسیکو
صحیح لکہا اور سیوطی نی اوسکی شرح مین یعنی تدریب مین ترتیم کیا و مقابل الصحیح اقوال بعد اوسکی
تین قول یعنی ثانی و ثالث و رابع ذکر کئی اور بہ نسبت قول ثانی کے نقلہ امام الحرمین و الغزالی و الرازی
فی المحصول اور بہ نسبت قول ثالث کی حکاہ الخطیب و الاصولیون اور بہ نسبت قول رابع کی ہذا حکیا
القاضی ابی بکر و نقلہ عن الجمہور و اختارہ الغزالی و الرازی و الخطیب و صححہ الحافظ ابو الفضل العراقی
و البلقینی فی محاسن الاصطلاح تحریر کیا اور ابن جماعۃ نی اپنی مختصر مین قول اول پر جو مختار ابن صلاح
ہی کفایت کرکی اوسپر حکم دیا ہذا ہو الصحیح المختار فیہا و بہ قال الشافعی انتہی اور طیبی نے بہی خلاصہ
مین اوسپر کفایت کرکی علی الصحیح المشہور کی ساتہہ مزین کیا اور مقدمہ شرح مشکوۃ مین بہی اسی
کفایت کرکی ساتہہ علی الاشہر کی موکد کیا اور فاضل اکرم سندہی فی امعان النظر بشرح شرح
نخبۃ الفکر مین لکہا اکثر الحفاظ علی قبول التعدیل بلا ذکر السبب و عدم قبول الجرح الا بذکر السبب
انتہی اور ملا علی قاری شرح شرح نخبہ مین لکہتی ہین الجرح لا یقبل بالمبہم بین وجہہ بخلاف التعدیل فانہ
یکفی فیہ ان یقول عدل او ثقہ مثلا انتہی اور حافظ ابن حجر نی شرح نخبۃ الفکر مین اس امر کو اختیار کیا
کہ اگر مجروح تعدیل سی خالی ہو جرح مجمل اوسکی حق مین مقبول ہی ورنہ نہ اور یہہ قول چونکہ مشتمل
تفصیل ہین من ثبتت عدالتہ و بین من لم یثبت عدالتہ پر ہی کہ جس سی اقوال سابقہ خالی ہین
قول خامس ان بحث مین معدود ہی عبارت اونکی یہہ ہی الجرح مقدم علی التعدیل و اطلق
ذلک جماعۃ لکن محلہ التفصیل و ہو انہ ان صدر مبینا من عارف باسبابہ لانہ ان کان غیر مفسر
لم یقدح فیمن ثبتت عدالتہ و ان صدر من غیر عارف بالاسباب لم یعتبر بہ ایضا فان خلا عن التعدیل
قبل مجملا غیر مبین السبب اذا صدر من عارف علی المختار لانہ اذا لم یکن فیہ تعدیل کانہ فی حیز المجہول
و اعمال قول الجرح اولی من اہمالہ و مال ابن الصلاح فی مثل ہذا الی التوقف انتہی اور اس

عبارت مین تقیید جارح کی ساتھہ بصیر عارف کی احترازی نہین ہی بلکہ بیان واقعی ہی بدلیل اونہین
کی قول ان صدر من غیر عارف لم یعتبر کی اور بدلیل اونہین کی قول کی جو قبل اس عبارت کی واقع
ہی یقبل التزکیۃ من عارف باسبابہا لا من غیر عارف وینبغی ان لا یقبل الجرح والتعدیل الا من عدل
متیقظ انتہی اسیوجہ سی اکرم سندی تحریر کرتے ہین اما التقیید بکون الجارح عارفا بالاسباب فظاہر
ان من تکلم بلا معرفۃ لا عبرۃ بہ ولذا قال التاج السبکی انہ لا یقدر بل ولا جرح الا من العالم انتہی
اور ابن دقیق العید شرح الامام باحادیث الاحکام مین تحریر کرتی ہین بعد ان یوثق الراوی من جہۃ
المزکین قد یکون الجرح فیہ مبہما غیر مفسر ومقتضی قواعد الاصول عند اہلہ انہ لا یقبل الجرح الا مفسرا انتہی
اور نووی شرح صحیح مسلم مین لکہتی ہین لا یقبل الجرح الا مفسرا مبین السبب انتہی اور کشف الاسرار
شرح اصول بزدوی مین بہ نسبت قول اول کی یعنی یہہ کہ جرح مبہم مطلقا مقبول نہین مرقوم ہی
وہو مذہب عامۃ الفقہاء والمحدثین انتہی اور مناہل الاصول اور اوسکی شرح فتح الغفار تالیف ابن
نجیم مین ہی الطعن المبہم من ائمۃ الحدیث بان یقول ہذا الحدیث غیر ثابت او منکر او مجروح اور اوسکو
متروک الحدیث او غیر العدل لا یجرح الراوی فلا یقبل الا اذا وقع مفسرا بما ہو جرح متفق علیہ انتہی
اور قاسم بن قطلوبغا کی شرح مختصر منار مین ہی لا یسمع الجرح فی الراوی الا مفسرا بما ہو قادح متفق
علیہ انتہی اور ابن ملک کی شرح منار مین ہی قال بعض العلماء الطعن المبہم یکون جرحا لان التعدیل
المطلق مقبول فکذا الجرح قلنا اسباب التعدیل غیر منضبطۃ والجرح لیس کذلک انتہی اور صبح مسلم
شرح منار مین ہی الذی مال الیہ الجمہور من الفقہاء ومنہم الحنفیۃ والمحدثین منہم البخاری ومسلم ان
التعدیل یکفی الابہام فیہ واما الجرح فلا بد من البیان والتفسیر وعلی ہذا فالطعن المبہم غیر جارح انتہی
اور منتخب حسامی مین ہی الطعن المبہم لا یوجب جرحا فی الراوی کما لا یوجبہ فی الشاہد ولا یمنع العمل
بہا الا اذا وقع مفسرا بما ہو جرح متفق علیہ ممن اشتہر بالنصیحۃ والاتقان دون التعصب والعناد

من ائمۃ الحدیث انتہی اور تحقیق شرح حسامی مین ہی ان طعن طعنا مبہما لا یقبل کما لا یقبل فی
الشہادۃ وکذا ان کان مفسرا بامر مجتہد فیہ وکذا اذا کان مفسرا یوجب الجرح بالاتفاق ولکن الطاعن
معروف بالتعصب او متہم بہ انتہی اور تبیین شرح حسامی مین ہی ان کان الانکار من ائمۃ الحدیث
فلا یخلوا اما ان یکون الانکار والطعن مبہما بان قال مطعون او مجروح او مفسرا فان کان مبہما فلا
مقبول انتہی اور توضیح مین ہی فان کان الطعن مجملا لا یقبل وان کان مفسرا فان فسر بما ہو جرح
شرعا متفق علیہ والطاعن من اہل النصیحۃ لا من اہل العداوۃ والعصبیۃ یکون جرحا والا فلا
انتہی اور مرآۃ الاصول شرح مرقاۃ الوصول مین ہی ان کان الطاعن من ائمۃ الحدیث فمجملہ نحو
ان الحدیث غیر ثابت او مجروح او متروک او راویہ غیر عدل لا یقبل ومفسرہ بما اتفق علی کونہ
جرحا شرعا والطاعن ناصح جرح والا فلا انتہی اور تحریر الاصول مین ابن ہمام فی مذہب اول
کو قول اکثر لکہا اور بحر العلوم فی اوسکی شرح مین تحریر کیا ہذا ہو مذہب الجمہور وہو الاصح عند المصنف
وغیرہ انتہی اور عینی بنایہ شرح ہدایہ مین تحت قول صاحب ہدایہ کی شعر المیتۃ طاہر لکھتے ہین
واما یوسف بن ماہیعۃ فانہ لا یوثر فیہ الضعف الا بعد بیان جہۃ الجرح والجرح المبہم غیر مقبول
عند الحذاق من الاصولیین انتہی اور بہی بحث سور کلب مین ہی قال القدوری فی تجریدہ
ان قولہم عبد الوہاب بن الضحاک عن اسمعیل بن عیاش ہما ضعیفان غیر معتد بہ حتی یبینوا صفۃ
الضعف فان الجرح المبہم غیر معتبر انتہی ان عبارات سی اور امثال انکی سی کہ اونکی نقل کیوا سطے
ایک دفتر کثیر چاہیی یہہ بات ثابت ہوگئی کہ نہ قبول ہونا جرح مبہم کا مختار اکثر اصولیین ومحدثین
ہی اور یہی مذہب اکثر علماء کا اور جمہور فقہاء ومحدثین کا ہی بلکہ یہی مذہب صحیح ہی پس قول ہمارا
کلام مبرورمین کہ جمہور فقہاء حنفیہ وغیر حنفیہ وجمہور محدثین منجملہ آن بخاری ومسلم کا مذہب ہے
کہ جرح مبہم مقبول نہین اور یہی مذہب صحیح ومختار محققین کی نزدیک ہی نہایت درست ہوا

اور قول آپکا مذہب ماثور مین چند وجوہ سی لغو محض ٹھہرا اول یہہ کہ ہمنی کلام مبرور مین عبارت
مذکورہ مین چند دعاوی کئی ہین ایک یہہ کہ مقبول ہونا جرح مبہم کا مذہب جمہور حنفیہ وغیر حنفیہ
کا ہی دوسری یہہ کہ یہی مذہب جمہور محدثین کا ہی تیسری یہہ کہ یہی مذہب بخاری و مسلم کا ہی
چوتھی یہہ کہ یہی مذہب صحیح ہی پانچوین یہہ کہ یہی مختار محققین ہے اور ان پانچون امور کا ثبوت
اون عبارات سی جو ابھی مذکور کی گئی ہین اور اون عبارات سی جو کلام مبرور مین مذکور ہوئی
تھین ظاہر ہی اور اور کتب سی بھی انکا ثبوت بین ہی آور آپنی جو اظہار معارض فرمایا اور یہہ
ارشاد کیا کہ یہہ دعوی معارض ہی ساتھہ اوسکی جو قاضی نی جمہور سی نقل کیا اس سی غرض
اظہار معارض جملہ دعاوی خمسہ ہی یا صرف اظہار معارض دعوی اولی و ثانیہ کا ہی اگر مقصود
امر اول ہی تو عبارت سیوطی اوسکی مثبت نہین اور اگر مقصود امر ثانی ہی تو کچھہ مضر نہین کیونکہ
اگر بر تقدیر صحت تعارض حکم اذا تعارضا تساقطا کا دیا جاویگا بقیہ دعاوی سی جنکا کوئی
معارض نہین اثبات مقصود ہو جائیگا دوم یہہ کہ ابن صلاح وغیرہ نی خطیب سی انہ مذہب
الائمۃ من حفاظ الحدیث و نقادہ نقل کیا اور اس سی بحسب تصریح آپکی کہ جمع معرف باللام و جمع
مضاف مفید استغراق ہی افادہ استغراق کا ہوا اور کشف مین وہو مذہب عامۃ الفقہاء والمحدثین
انتہی تحریر کیا اور صاحب صبح صادق فی الذی مال الیہ الجمہور من الفقہاء منہم الحنفیۃ والمحدثین
منہم البخاری و مسلم اور صاحب تحریر فی اکثر الفقہاء و منہم الحنفیۃ والمحدثین لا یقبل الجرح الا مبینا
لا التعدیل اور صاحب امعان النظر فی اکثر الحفاظ اور شارح تحریر فی ہو مذہب الجمہور اور طیبی نی
علی الاشہر اور بہی علی الصحیح المشہور اور ابن صلاح نی انہ الصحیح المشہور لکہا کہ جس سی صاف
نہ مقبول ہونا جرح مبہم کا نزدیک جمہور کی معلوم ہو گیا اور یہہ لوگ اکثر انمین سی محدثین ہین اور
قاضی ابو بکر باقلانی سی کہ متکلمین مین معدود ہین بدرجہا افضل ہین پس نقل انکی بہ نسبت

نقل باقلانی کی زیادہ تر معتمد ہوگی اور نقل باقلانی کی کچھ ضرر نہ کریگی سوم یہہ کہ عبارات سالفہ
سی یہہ ثابت ہوا کہ یہہ مذہب جمہور محدثین کا ہی اور باقلانی نی جو امر جمہور سی نقل کیا اوس سی
بطن غالب مراد جمہور متکلمین ہونگی کیونکہ باقلانی حفاظ حدیث سی نہین ہی بلکہ ائمہ متکلمین سی ہے
اور ہر صاحب فن اپنی فن کی علماء سی نقل کرتا ہی پس ان دو نو مین کچھ منافات نہین اور یہ ظاہر ہی
کہ مباحث حدیث مین ائمہ حدیث کا قول زیادہ تر معتبر ہے اور ائمہ کا اعتبار نہین چہارم یہہ کہ اگر
مراد باقلانی کی جمہور سی جمہور محدثین ہون نقل اوسکی مقابل نقل ائمہ حدیث کی نہین ہوسکتی
جب تک صراحۃ کسی محدث معتمد کی کلام سی یہہ نہ ثابت کیجئی کہ مذہب باقلانی مذہب جمہور
محدثین ہی اپکو نجات نہین ہوسکتی لکل فن رجال ولکل مقام مقال پنجم یہہ کہ اگر مراد
باقلانی کی جمہور اہل علم ہون تب بھی یہہ نقل معارض نہین ہوسکتی اسوجہ سی کہ جمہور اہل علم
کی یہہ مذہب ہونیسی جمہور محدثین کا مذہب ہونا لازم نہین محتمل ہے کہ قائل اس مذہب کا
محدثین سی عدد قلیل ہو اور غیر محدثین سی عدد کثیر ہو جیسا کہ فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث
مین بحث زیادات الثقات مین مرقوم ہی وح فالجواب عن الخطیب ان یقال ان الحکی ہنا کان عن
اہل الحدیث خاصۃ وہو کذلک واما ہہنا فعن الجمہور من الفقہاء والمحدثین فالاکثریۃ بالنظر الی المجموع
من الفریقین ولا یلزم من ذلک اختصاص اہل الحدیث بالاکثریۃ انتہی اور مباحث حدیث مین
اعتبار جمہور محدثین کا ہی ششم یہہ کہ عبارت فتح الباقی وفتح المغیث وغیرہ سی معلوم ہوا
کہ قول قاضی کا قول مستقل نہین ہی بلکہ تحریر محل نزاع ہی کیونکہ جرح وتعدیل غیر عارف بصیر
کی تو معتبر ہی نہین ہی پس یہہ کہنا کہ عارف بصیر کی جرح مبہم مقبول ہی اور غیر عارف بصیر کی نہین
صحیح نہین ہی پس اصل نزاع عارف بصیر کی جرح مبہم مین ہی اور وہی نزدیک جمہور محدثین
کی مقبول نہین ہی ہفتم یہہ کہ عبارات سابقہ سی واضح ہوا کہ مذہب جمیع حنفیہ یہی ہی کہ

جرح مبہم مقبول نہین ہی پس اگر جمہور اہل علم کا مذہب اسکی خلاف بہی ہو مقلد حنفی کو کچھہ
مضر نہین ہشتم یہہ کہ اقوال مختلفہ اس بحث مین مع دلائل وشہات کتب اصول فقہ وحدیث
مین مذکور ہین اور مسئلہ فی نفسہا اجتہادیہ ہی جیسا کہ قاضی عضدنی لکہا ہی فقد عرفت المأخذ
والمسئلۃ اجتہادیۃ انتہی اور ایسی مواضع مین اعتبار قوت دلیل کا ہی اور دلیل مذہب اول
کی اس بحث مین قوی ہی تہم یہہ کہ قبول ہونا جرح مبہم کا اگر مذہب جمہور نہ ہو تو کیا حرج ہے
اسوجہ سی کہ ائمہ حدیث اسکو صحیح ومختار وظاہر لکہتی ہین جیسا کہ عبارات سابقہ اوپر شاہد
ہین اور مقابل صحیح کا بقول آپکی غلط ہی اور اوسپر فتوی دینا حرام ہی دہم یہہ کہ عبارت
سیوطی کے جو آپنی نقل کی یہہ ملاحظہ نہین کیا کہ خلاف صحیح کی بیان مین وہ عبارت مذکور
ہی قولہ دوم یہہ کہ جرح کی تقدیم مین جو خلاف بین العلماء ہی اور جمہور کا مذہب اسباب
مین تقدیم جرح ہی اوسکی محل کے تعیین صاحب تحریر اور معتمد اور مسلم فی کی ہی تقریر تیسیر
دونو شرح تحریر مین مرقوم ہی والخلاف عند اطلاقہا ای الجرح والتعدیل بلا تعیین سبب
او تعیین الجارح سببا لم ینفہ المعدل او نفاہ المعدل بطریق غیر یقینی انتہی اور مسلم مین مرقوم
ہی ومحل الخلاف اذا اطلقا او عین الجارح سببا لم ینفہ المعدل او نفاہ لا بیقین انتہی اور
معتمد مین بہی ایسا ہی ہی پس یہانسی صاف ظاہر ہوا کہ جمہور کی نزدیک ہر جرح مبہم غیر
مقبول نہین ہی والا محل خلاف ہونا اوسکا کیا معنی کیونکہ جب اونکی نزدیک جرح مبہم قبول
ہی نہین تو اختیار کرنا تقدیم جرح مبہم کو کیونکر ہو سکتا ہی اور ابن صلاح وغیرہ فی جو نقل
کیا ہی وہ اسکی مخالف ہی پس صورت توفیق نہین مگر یہہ کہ بمہور کی کلام کا محل جرح غیر
عارف بصیر ہی پس جرح مبہم عارف بصیر باستثناء اوس شخص کی جسنی تصریح کی ہو کہ جرح مبہم
عارف بصیر کی بہی مقبول نہین بالاتفاق مقبول ہی پس قول قاضی کو مخالف مختار ابن الصلاح

سمجھنا جیسا کہ سخاوی سمجھا درست نہین اقول چشم بد دور جو قول لاحق آپکا ہوتا ہی وہ نسبت
قول سابق کا کاشف استعداد زائد کا ہوتا ہی اگر فہم علماء کی یہی کیفیت ہی تو خدا حافظ ہی اولا
ہمسی تعیین محل خلاف نسئی اور عبارات کتب کو بغور مطالعہ کیجئی بعد اوسکی اپنی کلام کا حال
ملاحظہ کیجئی حافظ ابن حجر عسقلانی نخبہ و شرح نخبہ مین لکھتی ہین الجرح مقدم علی التعدیل و اطلق
ذلک جماعۃ لکن محلہ التفصیل وہو انہ ان صدر مبینا من عارف باسبابہ لانہ ان کان غیر مفسر
لم یقدح فیمن ثبتت عدالتہ وان صدر من غیر عارف بالاسباب لم یعتبر بہ ایضا فان خلا
عن التعدیل قبل مجملا غیر مبین السبب اذا صدر من عارف علی المختار لانہ اذا لم یکن فیہ تعدیل
کان فی حیز المجہول واعمال قول الجرح اولی من اہمالہ ومال ابن الصلاح فی مثل ہذا الی التوقف
انتہی اور ملا علی قاری تحت قول لانہ ان کان غیر مفسر لم یقدح فی من ثبتت عدالتہ کی لکھتی ہین
لان الناس یختلفون فی ما یجرح وما لا یجرح فلا بد من بیان سببہ انتہی اور سندی امعان النظر
مین لکھتی ہین ہہنا مسلکان الاولی اذا اختلف الجرح والتعدیل قدم الجرح وقیل ان کان
المعدلون اکثر عددا قدم التعدیل وقیل لا یرجح احدہما الا بمرجح الثانی اکثر الحفاظ علی قبول التعدیل
بلا ذکر السبب وعدم قبول الجرح الا بذکر السبب قال المطیب انہ الصواب عندنا وقیل بعکسہ وقیل
لا بد من بیان سببہما وقال امام الحرمین واختارہ تلمیذہ الغزالی والامام فخر الدین الحق ان یحکم
بما اطلقہ العالم باسبابہما ولم یصنف اختار فی کل من المسلکین القول الاول من الاقوال المذکورۃ
فی کل منہما ورکب المسلکین فحصل منہ تقیید تقدیم الجرح علی التعدیل اذا کان مفسرا فعلم من کلامہ
ان الجرح اذا لم یکن مفسرا قدم التعدیل سواء کان الجارح عالما بالاسباب اولا انتہی اور سخاوی
فتح المغیث مین تحت قول صاحب الفیہ کی وقدموا الجرح لکھتی ہین لکن ینبغی تقیید الحکم بتقدیم
الجرح بما اذا فسر اما اذا تعارضا من غیر تفسیر فانہ یقدم التعدیل قالہ المزنی وغیرہ وعلیہ یحمل

قول من قدم التعدیل کالتقاضی ابی طیب الطبری وغیرہ انتہی اور سیوطی تدریب الراوی شرح
تقریب النواوی مین لکہتی ہین واذا اجتمع فیہ ای الراوی جرح مفسر وتعدیل فالجرح مقدم ولو
زاد عدد المعدل ہذا ہو الاصح عند الفقہاء والاصولیین ونقلہ الخطیب عن جمہور العلماء انتہی اور
بعد چند سطور کے لکہتی ہین وتقیید الجرح بکونہ مفسرا جاء علی ما صححہ المصنف وغیرہ کما صرح بہ ابن دقیق
العید وغیرہ انتہی اور نووی شرح صحیح مسلم مین لکہتی ہین عاب عائبون مسلما بروایتہ فی صحیحہ عن
جماعۃ من الضعفاء ولا عیب علیہ فی ذلک وجوابہ من اوجہ ذکرہا ابن الصلاح احدہا ان یکون
ذلک فی ضعیف عند غیرہ ثقۃ عندہ ولا یقال الجرح مقدم علی التعدیل لان ذلک فی ما اذا کان
الجرح ثابتا مفسر السبب والا فلا یقبل الجرح اذا لم یکن کذا انتہی ان عبارات سی صاف ظاہر ہوا کہ
تقدیم جرح علی التعدیل مین جو خلاف واقع ہی اور قول جمہور اوسمین تقدیم جرح ہی وہ مقید
جرح مفسر کے ساتہ ہی اور بر تقدیر جرح مبہم کی تعدیل مقدم ہی اور جرح غیر مقبول ہی اب
اپنی کلام کی بطلان کی وجوہ ملاحظہ کیجی **اول** تو یہہ کہ جرح مبہم کو بہی تعدیل پر مقدم سمجہنا
جیسا کہ آپکی ظن مبارک مین آیا خلاف قول محدثین مثل ابن حجر ونووی وقاری وسندی وغیرہ
کی ہی پس باقتضای صاحب البیت ادری بما فیہ یہ قول آپکا مردود ہی **دوم** یہہ کہ نسبت اس
امر کی طرف جمہور کی افترا و بجت ہی آج تک کسی محدث معتمد نے نہین لکہا کہ بمذہب جمہور جرح
مبہم بہی تعدیل پر مقدم ہی **سوم** اکثر کتب اصول فقہ وحدیث مین مسئلہ تقدیم جرح کو بعنوان
اذا تعارض الجرح والتعدیل قدم الجرح بیان کیا ہی اور اونہین کتب مین قبل اوسکی یا بعد
اوسکی مسئلہ جرح مبہم کو بیان کرکی لکہا ہی کہ جرح مبہم بمذہب جمہور وبمذہب صحیح ومختار غیر
مقبول ہی اور تعدیل مبہم مقبول ہی اور یہ ظاہر ہی کہ مقبول وغیر مقبول مین تعارض کہ عبارت
تساوی الشیئین ظاہر اسی ہی نہین ہو سکتا ہی پس صاف معلوم ہوا کہ نزدیک جمہور کی جرح

اوسیوقت مقدم ہوتی ہی جب متعارض تعدیل کی ساتھہ ہووی اور وہ نہین ہی مگر جرح مفسر
پس مبہم عنوان مسئلہ سی ہی خارج ہی چہارم ابہام جرح عبارت عدم ذکر سبب جرح سی ہے
جیسی کسی کو فاسق کہدینا بدون ذکر سبب فسق کی کہ کذب ہی یا ترک صلوۃ ہی یا زنا یا شرب خمر
یا قتل وغیر ذلک ہی اور مقابل اوسکی تفسیر ہے کہ عبارت ذکر سبب جرح سی ہی پھر جرح مفسر
یعنی جو بذکر سبب ہو دو قسم پر منقسم ہی ایک مطلق السبب دوسری معین السبب قسم اول
عبارت اس سی ہی کہ اوس سبب کو جو جارح نی ذکر کیا مثلاً کذب یا قتل یا غیر ذلک مطلق چھوڑدیا
ہو اور تعیین اوسکی نکی ہو قسم ثانی عبارت اس سی ہی کہ اوس سبب کو بالتعیین ذکر کیا ہو مطلق
پر کہ یہہ شخص فاسق ہی کیونکہ اسنی فلان شخص کو فلانی دن فلانی مقام پر قتل کیا یا فلانی روز
فلانی واقعہ مین کذب اس سی صادر ہوا وعلی ہذا فقس ہر گاہ یہہ امر ذہن نشین ہوا معلوم
ہوا کہ لفظ اطلاق جو تحریر و مسلم وغیرہ مین مذکور ہی مقابل تعیین کے ہی اور قسم جرح مفسر کا ہی
عبارت عضد اسپر شاہد ہی وہذا ای تقدیم الجرح علی التعدیل اذا اطلقا واما اذا عین الجارح
السبب ونفاہ المعدل بطریق یقینی مثل ان یقول الجارح ہو قتل فلانا یوم کذا وقال المعدل ہو
انہ ارایتہ بعد ذلک الیوم فیقع بینہما التعارض ویصار الی الترجیح انتہی پنجم یہہ کہ اگر بالفرض
اطلاق بمعنی ابہام ہو تو یہہ محل خلاف غیر جمہور کی مذہب پر مبنی ہی جیسا بحر العلوم شرح تحریر
مین لکھتی ہین والخلاف المذکور انما ہو عند اطلاق الجارح والمعدل او تعیین الجارح سببا لم
ینفہ المعدل او نفاہ لکن بتعیین اعلمان الحق الاول الثانی علی مختار الاکثر من عدم قبول الجرح بدون
بیان السبب انتہی اور شرح مسلم مین لکھتی ہین ومحل الخلاف اذا اطلقا وہذا علی رای من یقبل الجرح
المبہم ولما علی ما ہو المختار فلا اعتبار فیہ قبل التعدیل الا اذا علم صحۃ الرای انتہی اور جس مسئلہ مین
کہ چند اقوال ہون او جمہور ایک طرف ہون اوسکی محل خلاف بیان کرنیسی یہہ نہین لازم کہ وہ محل

ف یہہ جملہ اصل کتاب کا نہین ہی صاحب کا اپنا اضافہ ہی اور یہہ قول اصل کتاب کا ہی

خلاف بہی جمہور کی نزدیک ہووی بلکہ ممکن ہی کہ ایک امر محل خلاف مشترک ہووی اور ایک سامر خاص
ساتھہ غیر جمہور کی ہووی پس ہمارا سخن فیہ مین محل الخلاف اذا طلقا سی یہہ نہین لازم کہ یہہ صورت بہی
محل خلاف جمہور کی نزدیک ہوجاوی بلکہ یہہ صورت محل خلاف غیر جمہور ہی اور بالعداوسکی محل خلاف
مشترک ہی ششم یہہ کہ نقل ابن صلاح کو مخالف عبارت تحریر و مسلم وغیرہ سمجھنا محض غلط ہی
اسوجہہ سی کہ ابن الصلاح ناقل اس امر کا ہی کہ عدم قبول جرح مبہم مذہب مشہور ہی اور عبارت
تحریر و مسلم وغیرہ اسکی خلاف پر دال نہین ہی جیسا کہ ابہی گذر چکا اور اگر بالفرض خلاف بہی ہو
تو نقل ابن الصلاح بہ نسبت نقل صاحب مسلم وغیرہ کی مباحث اصول حدیث مین زیادہ تر معتمد
ہی ہفتم صورت توفیق جو آپنی پیا فرمائی یعنی یہہ کہ جمہور جو انکار قبول جرح مبہم کرتے ہین محل اونکے
کلام کا جرح غیر عارف بصیر ہی مخالف عقل و نقل ہے لیکن اول پس اسوجہہ سی کہ جو شخص عارف
بصیر باسباب الجرح والتعدیل نہووہ اس باب مین مثل عامی کی ہی اوسکی جرح کسیطرح سی معتبر
نہین ہوسکتی بلکہ اوسکی قبول کی رای بجز غیر عارف بصیر کی کسیکی نہین ہوسکتی پس اگر محل کلام جمہور
عدم قبول جرح مبہم غیر عارف بصیر ہو ضرور ہی کہ اونکی مخالف کا قول قبول جرح مبہم غیر عارف بصیر کے
ہووی ورنہ خلاف باقی نرہیگا اور یہہ قول کسی عاقل کا نہین ہوسکتا چہ جائیکہ مخالفین جمہور کہ
محققین سی ہین اور لیکن ثانی پس اسوجہہ سی کہ نقاد فن قبول جرح کو مشروط ساتھہ عدالت و تیقظ
و بصارت جارح کرتے ہین اور اوسمین خلاف نہین لکھتی ہین اس سی معلوم ہوتا ہی کہ عدم قبول
جرح غیر عارف بصیر اتفاقی ہی جمہور و غیر جمہور کا اسمین خلاف نہین ہی فتح الباقی مین نقلا
عن التاج اسبکی مرقوم ہی من لایکون عالما باسبابہا لایقبلان منہ لا باطلاق ولا بتقیید انتہی اور
فتح المغیث مین نقلا عن ابن جماعۃ مرقوم ہی من لایکون عالما بالاسباب لایقبل منہ جرح ولا تعدیل لا
بالاطلاق ولا بالتقیید انتہی اور یہی اوسمین تاج سبکی سی منقول ہی لاجرح ولا تعدیل الا بالعالم

ف
ابطال تقریر ابن الصلاح و توفیق
کلام جمہور سی بیان قول
ابن الصلاح و ابو بکر
باجلانی کا جو موہوی خلاف
صاحب سی صادر ہوا

انتہی اور شرح نخبۃ الفکر مین ہی ان صدر الجرح من غیر عارف باسبابہ لم یعتبر بہ انتہی اور یہی ہی
ہی یقبل التزکیۃ من عارف باسبابہا لا من غیر عارف وینبغی ان لا یقبل الجرح الا من عدل متیقظ
انتہی اور امعان النظر مین ہی ظاہر ان من تکلم بلا معرفۃ لا اعتبرۃ بہ انتہی اور تحریر الاصول مین ہی بعید
من عالم القول بسقوط روایتہ او ثبوتہا بقول من لا خبرۃ عندہ بالقاح وغیرہ انتہی ان عبارات سی
معلوم ہوا کہ غیر بصیر عارف بالاسباب کی جرح کسی کے نزدیک معتبر نہین ہی بلکہ اعتبار اسکا علما سی
از بس بعید ہی پس اگر محمل قول جمہور وہ ہی جو آپنی لکہا ہی تو ضرور ہی کہ اوسکا مخالف بہی نکلی
تا خلاف متحقق ہووی واذ لیس فلیس مشتم یہہ کہ نقاد فن بحث قبول جرح مین چار قول نقل
کرتی ہین اور بعض پانچ قول ذکر کرتے ہین اور اس مسئلہ کو مختلف فیہ بین الجمہور وغیر الجمہور سمجہتی
ہین جیسا کہ عبارات سابقہ اسپر شاہد ہین اور مبحث خلافی مین ضرور ہی کہ مورد خلاف مشترک
ہو تا نزاع مفید ہو ورنہ نزاع لفظی ہو جائیگی اور شان فضلا سی بعید احل دصد ہو جائیگی پس اگر عدم
قبول جرح مبہم کا جو قول جمہور ہی محمل عدم قبول جرح مبہم غیر عارف بصیر ہو تو اصحاب قول دوم
کا کہ جو عکس قول جمہور کی قائل ہین یہہ محمل ہو کہ جرح مبہم غیر عارف بصیر کے مقبول ہو وہذا
لا یلتزمہ عاقل فضلا عن فاضل اور اسیوجہ سی ابن حاجب نی مختصر مین جب پانچ قول ذکر کیئی بدین
عبارت قال القاضی یکفی الاطلاق فیہما وقیل لا فیہما وقال الشافعی فی التعدیل وقیل بالعکس وقال
الامام ان کان عالما کفی فیہما والا لم یکف انتہی ابن ہمام نی تحریر مین اوسکو رد کیا بدین عبارت ہا نسب
الی القاضی من الاکتفاء بالاطلاق غیر ثابت وبعید من عالم القول بسقوط روایتہ او ثبوتہا بقول
من لا خبرۃ عندہ بالقادح وغیرہ انتہی اور بعد اوسکی تحریر کیا فیجب کون الاقوال علی تقدیر
العلم انتہی اس سی معلوم ہوا کہ قبول جرح مبہم غیر عارف بصیر بالاسباب کسی کا قول نہین ہی بلکہ
کسی عالم کا قول نہین ہو سکتا ہی پس اگر محمل قول جمہور وہ ہو جو آپکا مزعوم ہی تو ضرور ہی

کہ اصحاب قول دوم کا قول قبول جرح مبہم غیر عارف بصیرہ ہو یا یہہ کہ نزاع لفظی ہو دکل منہما بعید
غیر سدید منہم یہہ کہ جمہور کا یہہ قول کہ جرح مبہم مقبول نہین اگر مراد اوس سی جرح غیر بصیر ہے تو اونکی
قول سی تعدیل مبہم مقبول ہی کیا مراد ہی آیا تعدیل غیر عارف یا تعدیل عارف بر تقدیر اول
مخالفت نقل کی لازم آتی ہی کیونکہ کتب نقاد مین مصرح ہی کہ تعدیل غیر عارف بالاسباب مقبول
نہین ہی اور بہی مخالفت عقل کی اسوجہ سی کہ جو شخص اسباب عدالت سی واقف نہو اور یا بعدم
وبا جرح مین تمییز نرکھتا ہو اوسکی تعدیل مبہم قبول کرنا سخت بیوقوفی ہی اور بر تقدیر دوم
لازم آتا ہی کہ جمہور کی نزدیک تفرقہ تعدیل وجرح مین باقی نرہی کیونکہ غیر عارف کی دونو مقبول
نہونگی اور عارف کی دونو مقبول ہونگی پس اسوقت مین قول اول کا کہ جو جمہور کی طرف
منسوب ہی کہین نشان نملیگا اور تمام محدثین واصولیین کا قول تفرقہ کو لکہنا اور اوسکو
صحیح ومختار وقول جمہور وغیرہ کہنا محض لغو ہوجائیگا وہذا لا یلتزمہ الا معاند خامل او غبی جاہل
دہم یہہ کہ اگر مراد آپکی مراد جمہور ہو لازم آتا ہی کہ قول رابع جو تمام کتب مین معرض
خلاف مین مخالف قول اول لکہا جاتا ہی قول رابع باقی نرہی بلکہ عین قول اول ہوجاوے
حال آنکہ آج تک کسی کی عقل سلیم نی اس امر کو تجویز نہین کیا البتہ بعضون نی اسقدر لکہا کہ یہہ
قول مستقل نہین ہی بلکہ تحریر محل نزاع ہی لیکن یہہ کسی نی نہین لکہا کہ یہہ عین قول اول ہی
پس آپکا یہہ فہم مخالف اجماع ہی وان کنتم فی ریب ما حققنا فادعوا شہداءکم وآتوا ببرہان
مبین فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودہا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین
یازدہم یہہ قول آپکا کہ محل قول ابن صلاح وہی ہی جو مہنی بیان کیا قطع نظر اسکی کہ ادعاء
محض ومخالف عقل ونقل ہی ابن صلاح کی کلام کی بہی صریح مخالف ہی اسوجہ سی کہ ابن صلاح
بعد تحقیق اس امر کی کہ تعدیل مبہم مقبول ہی اور جرح مبہم مقبول نہین ہی تحریر کرتی ہین

قوله تحقیقنا موافق لما حرره المحقق النحریر صاحب الفوائد المدنیة ابن الهمام وغیره

تقائل ان مقبول انما یعتمد الناس فی جرح الرواة وردحدیثهم علی الکتب التی صنفها ائمة الحدیث
فی الجرح والتعدیل وقلما یتعرضون فیها لبیان السبب بل یقتصرون علی مجرد قولهم فلان ضعیف
وفلان لیس بشئی ونحو ذلک او هذا حدیث ضعیف وهذا حدیث غیر ثابت ونحو ذلک فاشتراط بیان
السبب یفضی الی تعطیل ذلک وسد باب الجرح فی الاغلب الاکثر وجوابه ان ذلک وان لم نعتمده فی
اثبات الجرح والحکم به فقد اعتمدناه فی ان توقفنا عن قبول حدیث من قالوا فیه مثل ذلک بناء علی
ان ذلک اوقع عندنا فیهم ریبة قویة یوجب مثلها التوقف ثم ان انزاحت عنهم الریبة بالبحث عن حاله
اوجب الثقة بعدالته قبلنا حدیثه ولم نتوقف کالذین احتج بهم صاحبا الصحیحین وغیرهما ممن مسهم مثل
هذا الجرح من غیرهم فافهم وذلک فانه مخلص حسن انتهی بیان مخالفت کا دو طور پر ہی ایک یہہ کہ
منشا ایراد کا اختیار عدم قبول جرح مبہم ہی پس اگر مقصود اوس سی جرح غیر عارف بصیر ہو
باقتضای جواب لازم آتا ہی کہ جرح مبہم غیر عارف بصیر کی بہی باعث توقف ہو وہو باطل
عقلا ونقلا دوسری یہہ کہ رواة بخاری ومسلم پر جو روح مبہمہ ارباب بصیرت کی طرف سی ہوئی ہین
پس اگر مراد وہ ہو جو آپکا زعوم ہی قول ابن صلاح کا کالذین احتج بهم صاحبا الصحیحین الخ درست
نہین ہوتا ہی اور اگر کہیی کہ ایراد باعتبار جرح مبہم ارباب بصیرت ہی تو قطع نظر اسکی کہ سیاق وسباق
اس سی آبی ہی جواب غلط ہوا جاتا ہی کیونکہ موافق آپکی زعوم کی جرح ارباب بصیرت مقبول ہی ضرورت
توقف کی نہین دوم ایراد مبہم اعتراض آپکا سخاوی پر قطع نظر اسبق کی مرتفع ہی اسوجہ سی کہ اس امر
مین سخاوی متفرد نہین بلکہ اکثر نقاد حدیث اوسکی موافق ہین اور بعض اوسکو تحریر محل نزاع کہتی ہین
اور آج تک کسی محدث یا اصولی نے یہہ نہین لکہا کہ قول قاضی اور جمہور ایک ہی یہہ ایجاد آپکی تمام علماء
امت محمدیہ کی خلاف ہی فلا عبرة به **قوله** سوم یہہ کہ مقبولیت جرح مبہم اصحاب بصیرت ہمنی قول محققین
قرار دیا ہی نہ قول جمہور اور مخالفت جمہور عموما موجب شناعت نہین ہی **اقول** یہہ قول محققین

محدثین کا نہین ہی بلکہ قول بعض محققین متکلمین اور بعض محدثین اور مباحث حدیث مین اعتماد
محققین محدثین پر ہی **قولہ** چہارم یہہ کہ عموما یہہ قول کہ عدم مقبولیت جرح مبہم مختار ہی غیر صحیح
ہی کیونکہ جب مجروح تعدیل سی خالی ہو تو موافق مذہب مختار کی جرح مبہم بہی مقبول ہوتی ہی چنانچہ
عبارت شرح نخبہ سی ظاہر ہی **اقول** یہہ مختار ابن حجر و من تبعہ کا ہی نہ جمہور کا جیسا کہ شروح الفیہ
سی ظاہر ہی **قولہ** پنجم اشباہ و نظائر مین ارباب بصیرت کی جرح مبہم کی مقبولیت کو صحیح لکہا ہی
حیث قال الاصح قبول الجرح المبہم من العالم بہ اور حموی نی کچہہ اسمین کلام نہین کیا اور تلویح
سی بہی ظاہر ہی کہ ارباب بصیرت کی جرح مبہم کا مقبول ہونا حق ہی **اقول** صاحب اشباہ ابن
نجیم مصری اور سید احمد حموی اور صاحب تلویح سعد الدین تفتازانی ائمہ محدثین سی نہین ہین
تا انکا قول اس فن مین معتبر کہا جاوی علامہ ہاشم بن عبد الغفور سندی رسالہ معیار النقاد
فی تمییز المنقوش من الجیاد مین لکہتی ہین معلوم لدیکم ان صاحب البحر و شارح المنیۃ لیسا بمحدثین
کبیرین فی علم الحدیث حتی یکون قولہما معتبرا فی ہذا الفن انتہی انکی تصحیح اور سکوت پر تصحیح و سکوت
ابن ہمام وغیرہ محدثین حنفیہ و غیر حنفیہ بلا شبہہ مقدم ہی **قولہ** جرح مبہم کا مقبول ہونا اور مسئلہ
ہی اور جرح کا تعدیل پر مقدم ہونا دوسرا مسئلہ ہی پس یہہ قول اس مقام پر خلط مبحث ہی
اقول ہان سچ ہی مگر دونو کی ترکیب سی ایک امر منقح ہوتا ہی جیسا کہ عبارت شرح نخبہ و معان
النظر سی واضح ہی پس مطلقا جرح کو تعدیل پر مقدم سمجہنا جیسا کہ آپنی قول منصور مین دعوی کیا ہے
غلط ہی **قولہ** اولا یہہ مذہب صرف امام اور قاضی کا نہین بلکہ ایک جماعت اسطرف گئی ہی چنانچہ
کشف بزدوی مین بعد اوس عبارت کی جو آپنی صفحہ ۶۳ مین نقل کی متصلا مرقوم ہی و ذہب
القاضی ابو بکر الباقلانی و جماعۃ الی ان الجرح المطلق مقبول اور آویسمین قول غزالی بہی منقول
ہی پس باوجود اسکی کہ کشف مین آپنی دیکہا کہ یہہ قول صرف قاضی کا نہین ہی یہہ ظاہر کیا کہ

کہ مقبولیت جرح مبہم اصحاب بصیرت صرف مذہب قاضی و امام کا ہی یہہ امر دیانت سی ازبس بعید
ہی **اقول** سبحان اللہ وبحمدہ ہماری عبارت کلام مبرور کی صفحہ ۴۶ مین یہہ ہی تقدیم جرح مبہم
ارباب بصیرت مذہب بعض کا ہی عضدی اسکو امام کیطرف منسوب کیا اور ابن ہمام و زین عراقی
وغیرہ نی اسکو قاضی ابوبکر کیطرف منسوب کیا لیکن جمہور محدثین اسکو مختار نہین کرتے ہین اور خلاف
صحیح لکھتی ہین فقط اسمین لفظ صرف کہان ہی اگر ایک جماعت اور بہی اس مذہب کی قائل ہو
تب بہی ہمارا قول صادق ہی اپنی طرف سی لفظ صرف زائد کرنا اور بہتان کرنا دیانت و تقوی سی
بعید ہی **قولہ ثانیا** عضدی تقدیم جرح مبہم ارباب بصیرت کو منسوب طرف امام کی نہین کیا بلکہ
کافی ہونی اطلاق ارباب بصیرت کو تعدیل و جرح مین منسوب طرف امام کی کیا ہی **اقول**
یہ نسبت باعتبار ترکیب مسلمین و تنقیح مبحث صحیح ہی **قولہ** ثالثا ہم اسماء اون فقہا و محدثین کے
لکھتی ہین جو جرح مبہم مقبولیت کی قائل ہین اوس سی صاف معلوم ہو جائیگا کہ یہہ مذہب بعض کا
ہی یا جماعت کثیرہ کا ہی وہ اسما یہہ ہین امام الحرمین امام غزالی امام رازی آمدی صاحب منہاج
تاج الدین سبکی علامہ تفتازانی قاضی ابوبکر باقلانی خطیب ابوالفضل عراقی بلقینی ابراہیم بن
منجم چنانچہ عبارات ذیل امر مذکور پر دلالت کرتی ہین **اقول** اسمین کلام ہی بچند وجوہ **اول**
یہہ کہ اون لوگون مین بجز خطیب و زین عراقی و بلقینی کی کوئی حفاظ حدیث مین نہین ہی اور مقابل
انکی ایک جماعت عظیمہ اجلہ محدثین کی ہی **دوم** یہہ کہ بعض کا قائل ہونا منافی جماعت کثیرہ کی قائل
ہونیکی نہین جیسا کہ ناظرین مختصرات پر مخفی نہین ہی پس کلمہ یا کا بی محل ہی **سوم** یہہ کہ اگر جماعت
کثیرہ اس مذہب کیطرف گئی ہو تب بہی کچہہ مضر نہین کیونکہ کلام ہمارا یہہ ہی کہ یہہ خلاف جمہور ہی
اور وہ امر ابتک باقی ہی **چہارم** یہہ کہ زین عراقی کا تصحیح کرنا اس مذہب کو اگرچہ تدریب مین
مذکور ہی مگر مخالف تصریح زین عراقی کی شرح الفیہ مین ہی کیونکہ اوسمین اونہون نی قول اول کے

تصحیح کی ہی پنجم یہہ کہ خطیب نی بہی مذہب اول کو صواب لکہا ہی جیسا کہ عبارات سابقہ سی واضح
ہوتا ہی ششم یہہ کہ ہم اسامی اون فقہا و محدثین کی لکہتی ہین جنہون نی جرح مبہم کو
مطلقا مقبول نہین کیا ہی یا اوسپر حکم صحیح یا صواب کا دیا ہی بخاری و مسلم ابو داؤد خطیب
نووی ابن صلاح زین عراقی زکریا انصاری ابن جماعۃ طیبی ابن دقیق العید سیوطی سخاوی
ابن حجر عسقلانی اکرم سندی ملا علی قاری مکی محمد قائم سندی صدر الشریعۃ نسفی قاسم بن قطلوبغا
الفانی ملا خسرو ابن ہمام ابن ملک صاحب کشف عینی قدوری وغیرہ جمہور فقہا و محدثین چنانچہ
عبارات سابقہ اسپر دلالت کرتی ہین اب فرمائی کہ کسطرف جماعت زائد ہی اور کسطرف جمہور کی
شرکت ہی اور کسکی جماعت زیادہ معتمد ہی ہفتم جو آپنی عبارتین صفحہ ۳۰۰ مین اور بعض عبارات
اوسکی قبل نقل کی ہین اونمین سی بعض کشف کی عبارات تو البتہ اس امر پر دال ہین کہ یہہ مذہب
مختار مصنف اوس کتاب کا ہی جیسی عبارت برہان امام الحرمین و مستصفے غزالی اور ابن نجیم اور
نفتازانی لیکن یہہ لوگ محدثین سی نہین ہین باقی اور عبارات جیسی عبارت اسنوی کی شرح منہاج
کی اور سبکی کی جمع الجوامع کی اور تقریر شرح تحریر کی اونمین صرف قول قاضی کو نقل کیا ہی اور
اوسکی بعض اتباع کو ذکر کیا ہی اور اس سی یہہ نہین لازم کہ یہہ مذہب اوسکی مصنف کا بہی ہو جاوے
ہان اگر کوئی عبارت دال اختیار پر ہوتی البتہ کافی ہوتی اور چونکہ عادت جناب والا کی باب قطع و برید
مین معلوم ہی آپکی نقل پر اعتماد نہین ہو سکتا ہی بہر تقدیر ہم آپکی قول کو صادق تسلیم کر کی کہتی
ہین کہ ان لوگون کا کہ اکثر انکی محدثین مین نہین ہین یہہ مذہب ہونا محقق فن حدیث کو مضر نہین
قولہ اولا تو ثابت ہوا کہ مقبولیت جرح مبہم ارباب بصیرت مذہب جمہور ہی ثانیا جمہور کی موافق
فتوی دینی پر بہی عموما اصرار نہین بلکہ جس مقام پر کہ جمہور کی دلیل قوی ہو اقول جو کچہہ آپنی
ثابت کیا وہ مردود ہو گیا اور معلوم ہو گیا کہ مقبولیت جرح مبہم ارباب بصیرت مذہب بعض خلاف

جمہور ہی اور اگر مدار قوت دلیل پر ہی تو قطع نظر اسکی کہ دلیل اس مقام مین جمہور کی قوی ہی آپکا
کلام باب اول قول منصور مین لغو ہوا جاتا ہی جیسا کہ مفصلا گذر چکا **قولہ** اولا منقح باب اول مین معلوم
ہوا کہ جن لوگون کی نزدیک جرح مبہم مقبول نہین اونکی نزدیک بھی جرح تعدیل پر مقدم ہوتی ہی
اقول ہان صحیح ہی مگر اون لوگون کی نزدیک صرف جرح مفسر تعدیل پر مقدم ہوتی ہی نہ ہر جرح
اور جو لوگ جرح مبہم کو مقبول کہتی ہین اونکی نزدیک ہر جرح مقدم ہوتی ہی پس یہہ حکم کلی کہ
جرح مطلقا مقدم ہی تعدیل پر اونمین نہین لوگونکی مذہب پر ہی جنہون نی مبہم کو بھی مقبول کیا ہی
نہ جمیع مذاہب پر اور بمذہب جمہور الجرح مقدم علی التعدیل یا تو جزئیہ ہی یا کلیہ مقید الموضوع ہی **قولہ**
ثانیا اس قول کی سند کی لیی جو آپنی عبارات شرح تحریر و شرح نخبہ و فتح المغیث نقل کی ہین وہ
مطلب سی بیگانہ ہین قول بحر العلوم مین شق اول سی مراد آپ مذہب اول یعنی تقدیم الجرح مطلقا
سمجھی ہین اور حال آنکہ یہہ غلط ہی بلکہ مراد شق اول سی وہ ہی جو محل خلاف مین صاحب تحریر
نی بیان کی ہی اور شرح نخبہ اور فتح سی صرف یہہ نکلتا ہی کہ تقدیم جرح تعدیل پر جب ہی کہ جرح مفسر
ہو نہ یہہ کہ تقدیم جرح اوس مذہب پر ہی جسمین جرح مبہم مقبول ہوتی ہی **اقول** فی الواقع مطلب ان عبارات
کا یہی ہی جو آپنی بیان کیا مگر یہی مطلب آپکی مضر اور ہماری مفید ہی کیونکہ اس سی معلوم ہوا کہ کلیہ
کل جرح مقدم علی التعدیل کا اوس مذہب پر ہی جسمین جرح مبہم مقبول ہی نہ جمیع مذاہب پر اور
بر تقدیر عدم قبول جرح مبہم جو مذہب جمہور و مختار ہی یہہ کلیہ نہین بلکہ یا تو جزئیہ ہی بعض الجرح
مقدم علی التعدیل یعنی المفسر اور یا کلیہ مقید الموضوع ہی یعنی کل جرح مفسر مقدم علی التعدیل و ذلک
مالا ریب فیہ **قولہ** اولا عموما یہہ بات غلط ہی کیونکہ مذہب بعض کا یہہ ہی کہ جرح مبہم مقبول ہی اور
تعدیل مبہم غیر مقبول ہی **اقول** یہہ مذہب ثانی ہی اور گفتگو مذہب رابع پر ہی اصحاب مذہب
رابع مین سی کوئی اسکا قائل نہین ہی کہ جرح ارباب بصیرت کی مبہم مقبول ہی اور جرح مبہم

نحیار ارباب بصیرت کی مقبول نہین ہی اور تعدیل مبہم ارباب بصیرت کی مقبول نہین ہی **قولہ ثانیاً** تعدیل و جرح مبہمین کا مقبول ہونا اور مسئلہ ہی اور جرح کا تعدیل پر مقدم ہونا اور مسئلہ ہی جو لوگ جرح و تعدیل مبہمین کی مقبولیت کی قائل ہین وہ لوگ اس بات کی بہی قائل ہین کہ وقت تعارض جرح و تعدیل جرح مقدم ہی **اقول** یہہ بات آپکی قابل تسلیم ہی مگر یہہ خلاف جمہور ہی **قولہ اولاً** اس باب کی شروع مین معلوم ہوا کہ یہہ جرح مبہم نہین ہی **اقول** یہہ حوالہ صحیح نہین اسوجہ سی کہ آپنی مفتح اس باب مین صفحہ ۱۸۰ مین جرح عبداللہ عمری کو اس امر کی ساتہہ کہ وہ زیادت کرتا تہا اور یہہ کہ حدیث مین اوسکی اضطراب ہی اور یہہ کہ حفظ اخبار مین غافل ہوگیا مفسر تحریر کیا ہی اور ابن حجر نی جرح اوسکی ان امور مین ایک امر کی ساتہہ نہین کی ہی بلکہ اسیقدر لکہا ہی عبداللہ بن عمر العمری الکبیر ضعیف الحدیث اور یہہ بی شبہہ جرح مبہم ہی جیسا کہ عبارات سابقہ سی واضح ہوتا ہی اور ترمذی نی جامع مین اس امر کی تصریح کی کہ ضعف اسکا بوجہ سوء حفظ کی ہی عبارت اونکی یہہ ہی وعبداللہ بن عمر ضعفہ یحیی بن سعید من قبل حفظہ انتہی اور ظاہر ہی کہ ضعف بوجہ سوء حفظ کی منافی حسن ہونی حدیث کی نہین ہی جیسا کہ سابقا مذکور ہوچکا ہی **قولہ ثانیاً** جرح مبہم ارباب بصیرت کا مقبول ہونا ہمنی جمہور فقہاء و محدثین سی ثابت کردیا **اقول** وہ سب مردود بہی ہوچکا **قولہ ثالثاً** اس باب کی اول مین ثابت ہوا کہ جنکی نزدیک جرح مبہم مقبول نہین اونکے نزدیک بہی مجروح کی حدیث مین توقف ہی **اقول** اسکا جواب بہی گذر چکا ہی **قولہ رابعاً** مراد نکارت سی وہ ہی جو اسباب جرح مین ہی اور وہ منافی حسن ہی **اقول** یہہ دعوی بلا دلیل ہی کما مر فیما مر **قولہ** باب حدیث مین اسکی خلاف ہی کیونکہ ثبوت حدیث رجال پر موقوف ہی **اقول** ہان مگر باب جرح رجال مین ایسا نہین ہی **قولہ** یہہ ابن القطان حافظ ابوالحسن علی بن محمد بن عبدالملک الفارسی المشہور بابن القطان ہی یہہ شخص حافظ و علامہ ہی اور ابصر الناس ہی

صناعت حدیث کی ساتھہ اور احفظ واسطی رجال حدیث کی ہکذا فی سبل السلام شرح بلوغ المرام نقلا
عن اتحاف النبلاء اس ابن القطان نی اگرچہ احوال رجال مین تعنت کیا ہی لیکن جب ابو حاتم رازی
وعقیلی و دارقطنی اس باب مین اوسکی موافق ہین تو اوسکا قول قابل اعتبار ہی اقول آپکی عبارت
ہکذا فی سبل السلام نقلا عن اتحاف النبلاء سی بحسب ظاہر محاورات علماء یہہ معلوم ہوتا ہی کہ یہہ ترجمہ
ابن القطان کا سبل السلام مین نقلا عن اتحاف النبلاء مذکور ہی حال آنکہ امر بالعکس ہی بیساکہ
عبارت اتحاف النبلاء سی واضح ہی ابو الحسن علی بن محمد بن عبد الملک الفارسی المشہور بابن القطان
حافظ علامہ است ابصر مردم بود بصناعت حدیث واحفظ ایشان برای رجال واشد اعتناء
بروایت آن از دست کتاب الوہم والایہام وآنرا بر احکام کبیر عبد الحق وضع کردہ دلالت دارد
بر حفظ و قوت فہم ولیکن تعنت کرد در احوال رجال وفاتش در سنہ ۶۲۸ بودہ ہکذا فی سبل السلام
شرح بلوغ المرام انتہی اور چونکہ خود آپکو اقرار ہی کہ یہہ ابن القطان متعنت ہی قول اوسکا موسی بن
ہلال کی حق مین لم تثبت عدالتہ جو لسان المیزان مین منقول ہی کچھہ مضر نہین اور ابو حاتم و
دارقطنی کی موافقت ابن القطان کی اس حکم خاص مین نہین کی بلکہ لفظ مجہول کا اطلاق کیا ہی
اور سابقا معلوم ہو چکا کہ ان دونو کا مجہول کہنا محض غلط ہی اور عقیلی کا قول لا یتابع علی حدیثہ بھی
کچھہ مضر نہین جیساکہ سابقا واضح ہو چکا اور حافظ ابن حجر فی مقدمہ فتح الباری وغیرہ مین جرح
عقیلی کو اس لفظ کی ساتھہ بہت مقامات مین غیر معتبر ٹھہرایا ہی بلکہ اس بحث مین بھی قول عقیلی کو
غیر معتبر سمجھا ہی چنانچہ تلخیص الحبیر تخریج احادیث شرح الرافعی الکبیر مین لکھتی ہین قال العقیلی
لا یصح حدیث موسی بن ہلال ولا یتابع علیہ ولا یصح فی الباب شئی وفی قولہ لا یتابع علیہ نظر فقد
رواہ الطبرانی من طریق مسلمۃ بن سالم الجہنی عن عبد اللہ بن عمر بلفظ من جاءنی زائرا لا تعلمہ حاجۃ
الا زیارتی کان حقا علی ان اکون لہ شفیعا یوم القیامۃ انتہی قولہ ابن قطان اس قول مین

بیان ابن القطان و ابو حاتم
و دارقطنی و عقیلی حق
بیان موسی بن ہلال
کی مجہول و منفرد ہین

متفرد نہین ہی بلکہ ابو حاتم و عقیلی و دار قطنی بہی جو ائمہ حدیث سی ہین اوسکی شریک ہین اور موسے
بن ہلال کی توثیق صرف ابن عدی نی کی ہی ایک جماعت کو اسکا موثق کہنا غلط ہی اور ابن
عدی کی توثیق کا ابن القطان نی جواب دیا ہی علاوہ اوسکی جرح تعدیل پر مقدم ہوتی ہی
اقول ابو حاتم و دار قطنی و عقیلی کی جرح غلط محض یا غیر مفسر ہی اور سوای ابن عدی کی موسے
کی توثیق اور دون نی بہی کی ہی عبارت لسان المیزان کی جو آپنی صفحہ ۴۴۶ قول منصور مین نقل
کی اوسمین موجود ہی ہو صالح الحدیث باوجود اسکی علم کی صرف ابن عدی کو موثق کہنا دیانت
سی بعید ہی اور ابن قطان نی جو جواب ابن عدی کی توثیق کا دیا ہی اوسکا جواب بہی سبکی
نی دی دیا جیسا کہ تفصیل ان سب امور کی سابقا ہو چکی قولہ ابن القطان جارح موسی کو غیر
اوس ابن قطان کی سمجھنا جسکی جرحین اکثر میزان مین معتبر نہین کی ہین آپکی کمال علمی پر دال
ہی اقول آپکی یہہ تقریر کمال علمی پر دال ہی اسوجہ سی کہ ہمنی کلام مبرور مین یہہ نہین دعوے
کیا کہ یہہ دو نوعین ہین بلکہ بوقت تالیف کلام مبرور ہمکو نہین معلوم تہا کہ یہہ دو نوعین ہین
یا غیر ہین بلکہ یہہ بہی نہین معلوم تہا کہ جارح موسی کون ہی اسیوجہ سی ہمنی کلام مبرور مین
لکہدیا کہ یہہ ابن القطان جو جارح موسی ہی معلوم نہین کہ کون ہی اور پہر یہہ بہی لکہدیا
کہ میزان مین ایک ابن قطان کی جو باب جرح مین دستگاہ تام رکہتی تہی جرحین اکثر معتبر نہین
کے ہین پس ابن قطان دیگر کا قول بمقابلہ جم غفیر کیونکر مقبول ہوگا اس غرض سی کہ اگر
یہہ جارح وہی ہی جسکی جرحین ذہبی نی میزان مین معتبر نہین کے ہین پس اوسکی عدم اعتماد
جرح کی واسطی تو عبارت میزان شاہد ہی اور اگر غیر ہی تو ایسا دستگاہ تام باب جرح مین نہین
رکہتا ہی یا مرتبہ توسط اوسکو ایسا حاصل نہین ہی کہ بمقابلہ ابن عدی وغیرہ اوسکی جرح
معتبر کیجاوی اور میری یہہ عادت نہین ہی کہ جس کسیکی حال سی مین مطلع نہون اوسکو

ف
حال جارح ابن القطان

مجہول کہدون اب آپکی تصریح سی جب یہہ معلوم ہوا کہ یہی ابن قطان وہی ہی جسکا حال میزان
سی معلوم ہی تو ہمارا مطلب خوب ثابت ہوگیا کیونکہ ذہبی میزان مین سرنہ حفص بن اسلم مین
لکہتی ہین قال ابن القطان لایعرف لہ حال قلت لم اذکر ہذا النوع فی کتابی ہذا لان ابن القطان
یتکلم فی کل من لم یقل فیہ امام عاصر ذلک الرجل او اخذ عن عاصرہ ما یدل علی عدالتہ و فی الصحیحین
من ہذا النمط کثیرون ما وضعہم احد ولا ہم مجاہیل انتہی اور ترجمہ مالک مصری مین کہتی ہین قال
ابن القطان ہو ممن لم یثبت عدالتہ یرید انہ مالفی احد علی انہ ثقہ و فی رواۃ الصحیح عدد کثیر
ما علمنا ان احدا وثقہ والجمہور علی ان من کان من المشائخ قد روی عنہ جماعۃ ولم یات بانکر
علیہ ان حدیثہ صحیح انتہی اس سی معلوم ہوا کہ ابن قطان کی یہہ عادت ہی کہ جس شیخ کی حق مین
کسی نی تصریح اس امر کی نہین کی کہ وہ ثقہ ہی اوسکی حق مین وہ لم یثبت عدالتہ لکہتا ہی اور
جس شیخ کی شان مین اوسکی معاصر یا تلمیذ معاصر فی کلمات تعدیل کی نہین کہی اوسکی حق مین
وہ لایعرف لہ حال کہتا ہی اور بتصریح ذہبی وغیرہ نقاد فن اسقدر موجب جرح نہین ہوسکتا ہے
یہہ امر تو صحیحین کی رواۃ مین بہی پایا جاتا ہی باوجودیکہ اونکی قابل احتجاج ہونیکا کوئی انکار
نہین کرسکتا ہی پس صاف معلوم ہوا کہ موسی بن ہلال کی حق مین قول ابن القطان کا
لم یثبت عدالتہ جو لسان المیزان مین منقول ہی کیطرح سی موجب جرح و مورث ضرر نہین ہوسکتا
ہی تعجب ہی کہ باوجود اسکی کہ عبارت میزان ہمنی کلام مبرد مین لکہدی تہی اور آپکو یہہ بہی معلوم
ہوگیا تہا کہ ابن القطان جارح وہی ہی جسکا حال میزان سی معلوم ہوتا ہی پہر بہی یہہ امر آپکی
خیال مبارک مین نہ آیا قولہ دار قطنی کی مراد مجہول سی مجہول الوصف ہی اور رد و شخص کی روایت
کرنیسی وہ جہالت رفع ہوجاتی ہی وہ جہالت عین ہی نہ جہالت وصف اقول یہہ مذہب اور
ائمہ کا ہی اور دار قطنی کی نزدیک دو ثقہ کی روایت سی جہالت وصف بہی مرتفع ہوجاتی ہی

فتح المغیث مین ہی عبارۃ الدارقطنی من روی عنہ ثقتان فقد ارتفعت جہالتہ وثبتت عدالتہ انتہی
اور معلوم ہی کہ موسی بن ہلال سی کئی ثقہ کی روایت ثابت ہی پس معلوم ہوا کہ دارقطنی کا قول
اوسکی حق مین مجہول خواہ مجہول العین مراد ہو یا مجہول الوصف محض غلط ہی تنبیہ فن جرح وتعدیل
اگرچہ اسکو علمای معاصرین نہایت آسان سمجہتی ہین اور جو روایت اپنی خلاف ہوا وسکی رد
کی جرحین میزان ولسان المیزان وتہذیب التہذیب وتقریب التہذیب وغیرہ سی نقل کردیتی
ہین مگر میری نزدیک یہہ فن نہایت مشکل ومحنت طلب ہی ائمہ جرح وتعدیل جیسی ابن معین
وابن قطان وابو حاتم وبخاری وعقیلی ودارقطنی وغیرہم کی خاص خاص مصطلحات ہین کہ اکثر
لوگ اوس سی واقف نہین ہوتی ہین اسیوجہ سی ضعیف کو ثقہ اور ثقہ کو ضعیف سمجہہ لیتی ہین
مجرد کتب رجال سی جرح لکہدینا نہایت آسان ہی مگر اس جرأت کی سزا عذاب وخسران ہی
جب تک کہ ائمہ جرح وتعدیل کی مصطلحات کی تحقیق نہووی اور اسباب باعثہ علی الجرح
کی تنقید نہووی اور کتب اصول حدیث وشروح حدیث مبسوطہ کا مطالعہ نصیب نہووی قلم
ہاتہہ مین لینا اور جو نظر کی نیچی آوی اوسکو بغیر سمجہی بوجہی لکہدینا بڑی جرأت ہی اعاذنا اللہ
من ذلک وامثالہ **قولہ** یہہ بات جمہور محدثین ومذہب صحیح کی مخالف ہی ابن صلاح مقدمہ
مین فرماتی ہین الخ **اقول** اس تحریر سی بجز تسوید ورق کی اور کیا فائدہ ہی ہمنی تو خود ہی
کلام مبرور مین عبارت فتح المغیث کی لکہدی تہی جس سی یہہ معلوم ہوتا تہا کہ روایت کسی
ثقہ کی کسی راوی سی تعدیل راوی پر بمذہب اکثر محدثین وبمذہب صحیح نزدیک ایک جماعت
محدثین کی دال نہین ہی اور دوسرا قول یہہ ہی کہ تعدیل پر دال ہی اور تیسرا قول تفصیلی
ہی وہ یہہ کہ اگر وہ ثقہ ایسا ہی کہ غیر ثقہ سی روایت نہین کرتا ہی اوسکی روایت تعدیل پر دال
ہی ورنہ نہ اور یہی قول اصولیین کی نزدیک صحیح ہی مثل آمدی وابن حاجب وغیرہما بلکہ

بحث انقطاع بالاعضاء

اسیطرف میل بخاری ومسلم وحاکم وغیرہ جماعت محدثین کا ہی پس اگر یہہ تقریر سبکی کی کہ امام احمد کی روایت
موسی بن ہلال سی کہ غیر ثقہ سی روایت نہین کرتی ہین اوسکی توثیق کی لیی کافی ہی بمذہب جمہور محدثین
صحیح نہو تو بمذہب صحیح اصولیین وبخاری ومسلم وغیرہ اجلہ محدثین تو بی شبہہ صحیح ہی اور بقول آپ کی
محقق کو تقلید جمہور لازم نہین ہی تم آپ سی استفسار کرتی ہین کہ اس تقریر کو تو آپنی بوجہ خلاف ہونے
صحیح عند المحدثین وجمہور محدثین کی مختار نہ فرمایا اور باب قبول جرح مبہم مین قول قاضی کو جو خلاف جمہور
محدثین وجمہور فقہا حنفیہ وغیر حنفیہ وخلاف مذہب صحیح عند ابن الصلاح وغیرہ من المحدثین ہی بلا دلیل
مختار کرکی اس شعر پر عمل کیا ۵ قید مذہب واقعی اک روگ ہی ۔ آدمی کو چاہیی آزاد ہو ۔ اسکا
بجز مجادلہ اور بی انصافی کی اور کیا نام ہی تعجب کہ آپکو توجہ تحقیقیت کی سب کچھہ یہانتک کہ خلاف
جمہور وخلاف صحیح پر فتوی دینا اور مذہب مرجوح ومردود وغلط کو اختیار کرنا جائز ہو جاوی اور
دوسرا کوئی شخص جب ایسی بات لکھی آپکی طرف سی اوسپر الزام خلاف صحیح وخلاف جمہور کا ہو وی
قولہ عبارت صارم منکی سی جو باب دوم مین منقول ہوئی یہہ ثابت ہوا کہ بیہقی وابن عدی نی تصحیح
اس امر کی کہ راوی اس حدیث مین عبد اللہ عمری بکبر ہی اور محمد بن عبد الہادی نی ثابت کیا کہ موسی
بن ہلال نی عبید اللہ سی ملاقات نہین کی اور ابن حجر نی اس بات کو مدلل کیا کہ راوی اسمین بکبر ہی پس
بمقابلہ ان ائمہ حدیث کی سبکی کا قول کہ باب زیارت مین ازبس تعصب رکھتا ہی کیا اعتبار ہی **اقول**
سبکی نی اس امر کا بنظر تعصب جازفہ وتساہلا نہین دعوی کیا بلکہ نسخ معتمدہ وروایات متفرقہ سی اسکو
ثابت کیا بلکہ مرجح کیا کہ یہہ روایت مصغر سی ہی اور اگر بنظر قول ابن عدی وبیہقی وابن حجر یہ تسلیم
کیا جاوی کہ یہہ روایت مکبر سی ہی تو بھی کچھہ حرج نہین اور حسن ہونی مین اوسکی شبہہ نہین **قولہ**
ہمنی اولا یہہ ثابت کیا کہ یہہ جرح مبہم نہین بلکہ مفسر ہی علاوہ اسکی جرح مبہم ارباب بصیرت کا
مقبول ہونا کما ینبغی ثابت ہوا **اقول** اسکا جواب سابقا گذر چکا **قولہ** یہہ بھی وجہ ہی اور یہہ کہ

راوی مکبر ہی اور وہ ضعیف ہی اقول ضعف اوسکا ایسا نہین ہی کہ منافی حسن ہو قولہ آپکی
قول پر اس باب مین اعتماد مرتفع ہی پس جب تک وہ نسخہ پیش نہ کیا جاویگا آپ اس الزام
سی بری نہین ہوسکتی اقول آپ تشریف لائی یا کسی معتمد کو بھیجئی اور نسخہ ملاحظہ کر لیجیئی
حسن ظن فرما کی اعتماد کسی کی قول سی اوٹھا دینا جہلاء کا کام ہی قولہ تعجب ہی کہ روایت
محمد بن اسمعیل احمسی کے بالتصغیر کبار ائمہ حدیث کو تو نہ پہونچی ہو اور سبکی کو پہونچ گئی ہو
اقول اسمین کسیطرح کا استعجاب نہین العلوم تتزاید بوفیوما مشہور ہی کم ترک الاول للآخر
ماثور ہی اور رسالہ فوز الکرام مین مرقوم ہی ہل یقول قائل بان کلمتہم اجمع علیہا من حفظ حجۃ
علی من لم یحفظہا بد فہا سکوت حافظ عن العزو وان احد ما وقفت علیہ من السکوت او النفی
ما تعقبوہ بہ من نسبۃ الذہول والعجب من المتاخرین لطال الکلام وتجئی مجلد الکبیر انتہی اور
بہی اوسمین ہی فانظر الی ہذا الجہبذ الناقد حلاحل المحدثین وغطاریف المتقنین ورقم المطلعین
وراس الجامعین بین طرق الحدیث واوابدہا وشوارد ہا محمد بن اسمعیل البخاری کیف خفی
علیہ وعلی امثالہ ہذہ الامور الثلثۃ التی اطلع علیہا المتاخرون فالاحاطۃ لا یسعہا مقدرۃ البشر
وانما ہو شان خالق القوی والقدر انتہی قولہ ان الفاظ مین اکثر ایسی ہین کہ اونسی قابل
احتجاج ہونا ثابت نہین ہوتا ہی جیسی لا باس بہ وصویلح ولیس بہ باس وصدوق وصالح
ہان صرف لفظ ثقہ جو یعقوب بن ابی شیبۃ وابن معین سی منقول ہی البتہ اوسکی قابل احتجاج
ہونی پر دلالت کرتا ہی لیکن یہہ لفظ معارض ہی ساتہہ لفظ صدوق فی حدیثہ اضطراب اور
لفظ صویلح وضعیف کی جو خود یعقوب بن شیبہ وابن معین سی منقول ہی چنانچہ عبارت تہذیب
اور عبارت صارم جو باب دوم مین منقول ہوئی اسپر نص ہی کیونکہ یہہ الفاظ اوس شخص کی حق مین
ہوتی ہین جو قابل احتجاج نہین ہوتا ہی اقول اس مقام پر کلام ہی بچند وجوہ اول یہہ

اگر بالفرض اور الفاظ قابلیت احتجاج پر دال نہون تو کچھ حرج نہین صرف لفظ ثقہ عبد اللہ عمری کی
حق مین جو تہذیب التہذیب مین ابن معین سے منقول ہی اما الدارمی فقال عن ابن معین صالح
ثقہ انتہی اور یہی یعقوب بن شیبہ سے اور سمین ثقہ صدوق فی حدیثہ اضطراب منقول ہی واسطے
احتجاج کی کافی ہی مقدمہ ابن الصلاح مین ہی قال ابن ابی حاتم اذا قال للواحد انہ ثقہ او متقن
فہو ممن یحتج بحدیثہ انتہی اور عیون الاثر فی تلخیص المغازی والسیر لابن سید الناس مین ہی اما
قول یحیی فی محمد بن اسحق انہ ثقہ ولیس بحجۃ فنحن فینا التوثیق ولو لم نقبل الا مثل العمری ومالک لقبل
المقبولون انتہی دوم یہ کہ تہذیب التہذیب مین یہہ بھی مذکور ہی قال ابن ابی مریم عن ابن
معین لیس بہ باس یکتب حدیثہ انتہی یہہ بھی قول احتجاج کی واسطے کافی ہی کیونکہ نزدیک
ابن معین کی لا باس بہ کا اطلاق ثقہ پر ہوتا ہی جیسا کہ ابن الصلاح کی مقدمہ مین ہی قال
ابن ابی خیثمہ قلت لیحیی بن معین انک تقول فلان لیس بہ باس وفلان ضعیف قال اذا قلت
لک لیس بہ باس فہو ثقہ واذا قلت لک ضعیف فہو لیس بثقہ انتہی اور فتح المغیث مین ہی ونحوہ
قول ابی زرعہ الدمشقی قلت لعبد الرحمن بن ابراہیم دحیم یعنی الذی کان فی اہل الشام کابی
حاتم فی اہل المشرق ما تقول فی علی بن خوشب الغزاری قال لا باس بہ قال فقلت لم لا تقول
ثقہ ولا نعلم الا خیرا قال وقد قلت لک انہ ثقہ انتہی اور مقدمہ فتح الباری مین ہی یونس البصری
قال ابن المدینی عن ابن معین لیس بہ باس وہذا توثیق عن ابن معین انتہی اور مولوی ولی اللہ
مرحوم کی شرح مسلم الثبوت مین ہی ہو لا باس بہ عند ابن معین وعبد الرحمن بن ابراہیم ثقہ
ولکن ابن معین لم یصرح بہ وانما فہم من عبارتہ لانہا شعرۃ بذلک علی ما نقل فی التیسیر انتہی
اور نخبہ ابن حجر مین ہی قال ابن معین اذا قلت لا باس بہ فہو ثقہ وہذا خبر عن نفسہ انتہی
یہانتک معلوم ہوا کہ آپکا یہہ قول کہ صرف لفظ ثقہ قابل احتجاج ہونی پر دلالت کرتا ہے

اور ایسی لاباس بہ ولیس بہ باس کو مطلقا اون الفاظ سی شمار کرنا جنسی قابلیت احتجاج نہین
ثابت ہوتی غلط ہی سوم غیر ابن معین سی بہی لاباس بہ عبداللہ عمری کی حق مین منقول ہی
تہذیب التہذیب مین ہی قال ابن عدی لاباس بہ فی روایاتہ صدوق وقال العجلی لاباس بہ
انتہی اور اطلاق لاباس بہ کا عرف نقاد مین ثقہ پر وارد ہی شرح الفیہ عراقی مین ہی الثقہ
مراتب فالتعبیر عنہم بقولہم ثقہ ارفع من التعبیر عنہ بانہ لاباس بہ وان اشترکا فی مطلق الثقہ انتہی
اس سی بہی توثیق ثابت ہوئی اور اسقدر بیان کافی ہی چہارم آپکا یہ کلام کہ لاباس وصویلح
ولیس بہ باس وصدوق وصالح اون الفاظ سی ہین کہ ادنی قابل احتجاج ہونا ثابت نہین
ہوتا ہی آیا مراد اس سی جیسا کہ ظاہر عبارت دال ہی صرف اسیقدر ہی کہ یہ الفاظ فی نفسہا
قابلیت احتجاج نہین ہین یا یہہ مراد کہ ان الفاظ سی عدم صلاحیت للاحتجاج ثابت ہوتا ہے
اور یہہ ثبت عدم قابلیت للاحتجاج ہین اور ان دو نو مضمون مین فرق بین ہی فان عدم
اثبات شئی لشئی وعدم دلالتہ علی شئی لایستلزم اثبات عدمہ ودلالتہ علیہ اگر مراد مضمون ثانی ہی
تو صریح مخالف کلام ائمہ فن ہی بیزان الاعتدال کی دیباجہ مین ہی ولم التعرض لمن قیل فیہ
محلہ الصدق ولامن قیل فیہ لاباس بہ ولامن قیل فیہ صالح الحدیث او یکتب حدیثہ او ہو شیخ فان
ہذا وشبہہ یدل علی عدم الضعف المطلق انتہی اور مقدمہ ابن الصلاح مین ہی قال ابن ابی حاتم
اذا قیل انہ صدوق او محلہ الصدق او لاباس بہ فہو ممن یکتب حدیثہ وینظر فیہ وہی المنزلۃ الثانیۃ
قلت ہذا کما قال لان ہذہ العبارات لاتشعر بشریطۃ الضبط فینظر فی حدیثہ حتی یعرف ضبطہ انتہی
اس سی معلوم ہوا کہ جس شخص کی حق مین لاباس بہ وغیرہ کا اطلاق ہو وہ ثقہ ہی مگر یوجہ اسکی کہ یہہ الفاظ
مشعر بالضبط نہین ہین حدیث اوسکی ابتداءً مرتبہ احتجاج تک نہین پہونچتی ہی بلکہ اوسکی حدیث مین
نظر کیجاوی اگر اوسکا ضابط ہونا معلوم ہو گیا تو محتج بہ ہو جاویگی اور اگر مراد مضمون اول ہے

اطلاق لاباس بہ کا عرف نقاد مین ثقہ پر وارد ہی

تو صحیح ہی لیکن کچھ مضر نہین کیونکہ لفظ ثقہ کا جو جامع مین العدالۃ والضبط ہی اوسپر اطلاق وارد ہے
پس ضبط اوسکا بتصریح ابن معین وغیرہ ثابت ہی اور سابقا معارض ہوچکا کہ اوسکا مغفل و کثیر الخطا
ہونا نہین ثابت ہی غایۃ مافی الباب یہہ کہ سئی الحفظ ہی اور وہ منافی حسن حدیث کی نہین ہے
پنجم یہہ کہ لفظ صویلح جو ابن معین سی منقول ہی معارض لفظ ثقہ کی سمجھنا نہین درست ہی اسوجہ
سی کہ صویلح مثبت عدم قابلیت للاحتجاج و موجب فقدان ضبط نہین بلکہ بوجہ عدم دلالت
اوسکی ضبط پر مثبت قابلیت احتجاج نہین اور تعارض ثقہ کی ساتھہ جو مثبت قابلیت احتجاج
ہی بر تقدیر اول ہی بر تقدیر ثانی نہین ششم یہہ کہ لفظ ضعیف کو جو صارم مین ابن معین
سی منقول ہی معارض اوسکی قول ثقہ اور لاباس بہ کی سمجھنا غلط ہی اسوجہ سی کہ یہہ جرح
مبہم ہی اور وہ معارض تعدیل کی نہین ہوسکتی ہی بلکہ فی نفسہ مقبول بھی نہین ہوسکتی
ہی جیساکہ سابقا واضح ہوچکا مگر نزدیک ابن حجر کی اوس شخص کی حق مین مقبول ہوتی ہی
جو تعدیل سی خالی ہو اور جسکی حق مین تعدیل وارد ہوگئی ہو اوسکی حق مین کسی جارح کا کلام
بدون تفسیر مقبول نہوگا محمد ہاشم سندی کی رسالہ معیار النقاد فی تمییز المغشوش من الجیاد مین
ہی قال الحافظ ابن حجر فی مقدمۃ لسان المیزان اذا اختلف العلماء فی جرح رجل و تعدیلہ فالصواب
التفصیل فان کان الجرح والحالۃ ہذہ مفسرا قبل والا عمل بالتعدیل فاما من جہل حالہ لم یعمل
فیہ سوی قول اماما من ائمۃ الحدیث انہ ضعیف او متروک او نحو ذلک فان القول قولہ ولا
نطالبہ بتفسیر ذلک فوجہ قولہم ان الجرح لا یقبل الا مفسرا ہو فیمن اختلف فی توثیقہ و تجریحہ انتہی
پس عمری کی حق مین چونکہ تعدیل ائمہ فن کیطرف سی حتی کہ خود ابن معین بھی ثابت ہوچکی مجرد
جرح ضعیف کی بدون بیان سبب کی مقبول نہین ہوسکتی ہی اور تعارض مقبول و غیر مقبول
عجیب ہی ہفتم یہہ کہ جامع ترمذی مین بتصریح اس امر کی ہی کہ عمری کی تضعیف یحیی بن سعید

بیان اس امر کا کہ جرح مبہم
ابن معین کی عمری کی حق مین
و غیر مقبول ہی

بوجہ سوء حفظ کی کی ہی اور احتمال ہی کہ مراد ابن معین کی بھی یہی ہوگی اور وہ منافی حسن نہین
ہی جیسا کہ جعفر بن ثعلب ادفوی رسالہ امتاع فی احکام السماع مین لکھتی ہین من ذلک قولہم
فلان سیئ الحفظ ولیس بالحافظ لایکون جرحا مطلقا بل ینظر الی حال المحدث والحدیث فاذا کان الحدیث
من الاحادیث القصار التی تضبط لکل احد قبل حدیثہ الا ان یکون مخالفا لاذین ھذا لایحل ان یروی
عنہ واما ان کان من الاحادیث الطوال فان کان ذلک المحدث ممن یکتب حدیثہ ویضبطہ
فلا یکون سوء حفظہ قادحا فیہ فان الکتابۃ اضبط من الحفظ فینبغی ان لا یرد حدیثہ الا ان یتعین انہ
نقلہ من حفظہ وینظر الیضا ہل روی عنہ ائمۃ حفاظ حسنوا حدیثہ او لا فان کان الاول قبلناہ انتہی
ہشتم یہہ کہ سابقا عبارات سیوطی وسخاوی وغیرہ سی واضح ہوچکا کہ ابن معین متشددین فی الجرح
متثبتین فی التعدیل مین سی ہین اور یہہ بھی معلوم ہوچکا کہ ایسا شخص جب کسی راوی کے
تضعیف مبہم کری مثلا ضعیف کہدی اور وہ راوی خالی توثیق سی نہو وی قول اوسکا معتبر
نہین ہی پس ما نحن فیہ مین کہ عمری کی توثیق الفاظ نقاد سی ثابت ہی صرف قول ابن معین کا ضعیف
اوسکی حق مین کچہہ مضر نہین ہی نہم یہہ کہ سابقا عبارت سیوطی نقلا عن ابن حجر سی معلوم ہوا کہ
طبقہ ابن معین مین ابن معین متشدد ہین اور امام احمد متوسط ہین اور قول متشدد کا بمقابلہ قول متوسط
قابل اعتبار نہین ہی پس چونکہ ما نحن فیہ مین امام احمد سی توثیق عمری کی وارد ہی جیسا کہ تہذیب
التہذیب مین ہی قال ابو طلحۃ عن احمد لا باس بہ قد روی عنہ ولکن لیس مثل اخیہ عبید اللہ انتہی
تضعیف مبہم ابن معین مردود ہی دہم یہہ کہ نقاد فن تضعیف مبہم ائمہ فن کو اوس شخص کی حق مین
جسکی ائمہ نی بلکہ خود اوسی امام نی توثیق کی ہو مردود سمجھتی ہین ابن حجر مقدمہ فتح الباری مین
لکھتی ہین عبد العزیز بن عبد اللہ بن یحیی الاویسی المدنی وثقہ یعقوب بن شیبۃ وقال الدارقطنی
حجۃ لکن وقع فی سوالات ابی عبید عن ابی داؤد قال عبد العزیز الاویسی ضعیف فان کان ہذا

فضیہ نظر لانہ قد وثقہ فی موضع آخر روی ہارون الجمال عنہ ولعلہ ضعف روایتہ معینتہ لما وضعف
آخر اتفق معہ فی اسمہ وفی الجملہ فہو جرح مردود انتہی یازدہم نقد من بعض رواۃ کی روایتہا
کو باوجود اطلاق ضعیف کی اوسپہ حسن سمجھتی ہین ابن حجر القول المسدد فی الذب عن مسند احمد
مین لکھتی ہین وحسام بن مصیک وان کان فیہ مقالا فقد قال ابن عدی انہ مع ضعفہ
حسن الحدیث انتہی دوازدہم سخاوی فتح المغیث مین لکھتی ہین مما ینبغی ان تعامل
اقوال المزکین ومما رجا فیقولون فلان ثقتا وضعیف ولا یریدون بہا نہ ممن یحتج بحدیثہ ولا ممن
یرد وانما ذلک بالنسبۃ لمن قرن معہ علی وفق ما وجہ الی القائل من السوال وامثلۃ ذلک کثیرۃ
لا تطیل بہا نہنا ما قال عثمان الدارمی سالت ابن معین عن العلاء بن عبد الرحمن عن ابیہ کیف
حدیثہما فقال لیس بہ باس حملت ہو احب الیک او سعید المقبری قال سعید اوثق والعلاء ضعیف
فہذا لم یرد بہ ابن معین ان العلاء ضعیف مطلقا بدلیل انہ قال لما باس بہ وانما اراد انہ ضعیف
بالنسبۃ لسعید المقبری وعلی ہذا یحمل اکثر ما ورد من الاختلاف فی کلام ائمۃ الجرح والتعدیل ممن
وثق رجلا فی وقت وجرحہ فی وقت فینبغی لہذا حکایۃ اقوال اہل الجرح والتعدیل لیتبین بالعلم
خفی علی کثیر من الناس وقد یکون الاختلاف للتغیر فی اجتہادہ انتہی اور حافظ ابن حجر بذل الماعون
فی فضل الطاعون مین لکھتی ہین وقد وثقہ ای ابا بکر یحیی بن معین والنسائی ومحمد بن سعد
والدارقطنی ونقل ابن الجوزی عن ابن معین انہ ضعیفہ فان ثبت ذلک فقد یکون سئل عنہ
وعمن فوقہ فضعفہ بالنسبۃ الیہ ونحوہ قاعدۃ جلیلۃ فی من اختلف النقل عن ابن معین
فنبہ علیہما ابو الولید الباجی فی کتابہ رجال البخاری انتہی بنا رعلیہ ظن غالب یہہ ہی
کہ ابن معین فی تضعیف عبد اللہ عمری کی بہ نسبت عبید اللہ عمری کی کی ہوگی جیسا کہ مفاد
کلام امام احمد لیس مثل اخیہ عبید اللہ کا ہی اور اسقدر قادح نہین ہی سیزدہم نکتہ کہ

قاعدہ اختلاف نقل
کلام ابن معین فی تضعیف
رواۃ من ثقہ بہا

لفظ صدوق فی حدیثہ اضطراب جو تہذیب التہذیب مین منقول ہی معارض لفظ ثقہ کی جو
اوسی ہی اوسمین منقول ہی نہین ہی کیونکہ سابقا معلوم ہوا کہ مطلق اضطراب مورث جرح
وضعف نہین اور لفظ صدوق موضوع واسطی عدم صلاحیت للاحتجاج کی نہین الحاصل
بکر عمری کی حدیث کی حسن ہونمین کوئی شک نہین ہی اور جرح اوسپر ایسی کوئی نہین ہی جو منافی
حسن ہووی قولہ اولا اگر ایسی تعدیل مبہم مقدم ہوا کری اور جرح مبہم کا اعتبار نہو تو بہت مسائل
شرعیہ مین خلل واقع ہوجائیگا اقول ہرگز نہین بلکہ امر منقح ثابت ہوجائیگا اور یہی دستور فقہاء
ومحدثین کا شرقا وغربا ہا کہ جرح مبہم کو قبول نہین کرتی ہین اور تعدیل مبہم کو قبول کرتی ہین
مگر اوس شخص کی حق مین کہ تعدیل سی خالی ہو یا یہہ امر معلوم ہو کہ تعدیل مبہم ایسی وجہ سی ہوئی
ہی کہ وہ باعث تعدیل نہین ہی اور جو احادیث آپنی بیان کین یعنی حدیث صلوۃ الرغائب
اور حدیث صلوۃ النصف من شعبان وغیرہ اونکی رواۃ اکثر مجروح بجرح مفسر وکذاب ومتہم بالکذب
ونحو ذلک ہین توجہ بقبول جرح مبہم کی اون احادیث کو محدثین فی موضوع نہین کہا ہی بلکہ
بمجروح مفسرہ وعدم اعتبار تعدیلات غیر معتبرہ حکم ضعف کا یا وضع کا دیا ہی جیسا کہ صاحب نظر
وسیع پر یہہ امر مخفی نہین ہی اور سر د احادیث مین حدیث الاذنان من الراس کو جو آپنی ضعیف
لکہا ہی شاید بتبا بعت ابن صلاح وغیرہ یہہ امر واقع ہوا ہی مگر بعد تحقیق کی یہہ بات معلوم
ہوگی کہ وہ حدیث حسن ہی قولہ ثانیا احادیث کہ مستند ائمہ کبار ہین اور اونکی سند مین
مجروح واقع ہین اونکی معتبر ہونیکی یہہ وجہ کہ اونکی جروح مبہمہ ہین اور جروح مبہمہ غیر مقبول
ہوتی ہین غیر مسلم ہی بلکہ اوسکی اور وجوہ ہوسکتی ہین از انجملہ یہہ کہ جارحین اونکی ارباب
بصیرت سی نہون یا وہ جرح ایسی ہو کہ مجروح کو عدالت سی ساقط نہ کرتی ہو اقول
نہین بلکہ ارباب بصیرت مثل ابن معین و دارقطنی وابو داؤد وابو حاتم وعقیلی وابن عدی

ویحیی بن سعید القطان وابوالحسن ابن القطان کی جرحین بوجہ مبہم ہونیکی مقبول نہین کیگئی
ہین جیساکہ ناظرین مقدمہ فتح الباری وفتح الباری وعمدۃ القاری وارشاد الساری وغیرہ
پر مخفی نہین ہی یہہ بحث عقلی نہین ہی کہ احتمالات عقلیہ آپکی اسمین معتبر ہوجاوین بلکہ بحث
نقلی ہی کتب اصول حدیث اور شروح حدیث اور کتب فقہ الحدیث کو ملاحظہ فرمائی اور مردود
ہونی جرح مبہم ارباب بصیرت پر ایمان لائی **قولہ** اوپر ثابت ہوا کہ موسی مجہول الوصف
ہی پس ثقہ ہونا اور اوسکی حدیث کا صحیح یا حسن ہونا چہ معنی دارد **اقول** مجہولیت اوسکی
مدار رد ہوگئی اور توثیق ثابت ہوگئی **قولہ** یہہ بات غلط محض ہے کیونکہ جو ضعف کہ بوجہ متہم
بالکذب ہونیکی ہوتا ہی وہ تو بسبب متابعت کی زائل ہو ہی نہین سکتا **اقول** یہہ حکم مطلقا
غلط ہی فتح المغیث مین ہی وان یکن ضعف الحدیث لکذب فی راویہ او شذوذ او قوی الضعف
بغیرہما مما یقتضی الرد لم یجبر ولو کثرت طرقہ ولکن بکثرۃ طرقہ القاصرۃ عن درجۃ الاعتبار بحیث
ان یجبر بعضہا ببعض یرتقی عن مرتبۃ المردود المنکر الذی لا یجوز العمل بہ بحال الی رتبۃ الضعیف
الذی یجوز العمل بہ فی فضائل الاعمال وربما تکون تلک الطرق الواہیۃ بمنزلۃ الطریق الذی
فیہ ضعف یسیر بحیث لو فرض مجیئ ذلک الحدیث باسناد فیہ ضعف یسیر کان مرتقیا بہا الی
مرتبۃ الحسن لغیرہ انتہی اور تدریب مین ہی اما الضعیف لفسق الراوی فلا یوثر فیہ موافقۃ غیرہ لہ
اذا کان الآخر مثلہ لقوۃ الضعف وتقاعد ہذا الجابر عن ان یرتقی المجموع بہذہ الطرق عن کونہ منکرا
اولا اصل لہ صرح بہ شیخ الاسلام بل ربما کثرت الطرق حتی اوصلتہ الی درجۃ المستور والسیی الحفظ
بحیث اذا وجد لہ طریق آخر فیہ ضعف قریب محتمل ارتقی المجموع ذلک الی درجۃ الحسن انتہی **قولہ**
موسی کی جرح بسبب سوء حفظ کی اور اضطراب کی نہین ہی بلکہ بوجہ جہالت وعدم متابعت
کی ہی **اقول** عدم متابعت کی جرح عقیلی نے کی ہی اور مجہولیت کی جرح دارقطنی وابوحاتم

بحث ضعف حدیث

نی کی ہی اور سابقا گذر چکا کہ ہر ایک ان جروح ثلثہ سی غلط ہی اور ایسا ہی قول ابن قطان
جرح معتبر نہین ہی قولہ موسی بن ہلال کی مسلمہ مثل نہین ہی بلکہ ادون ہی پس حدیث
من زار قبری وجبت لہ شفاعتی ہرگز حسن نہین ہوسکتی بلکہ سخاوی نی اسکی موضوعیت کی
تصریح کی ہی غماز علی اللماز ہین مرقوم ہی حدیث من زار قبری وجبت لہ شفاعتی قال السخاوی
حدیث موضوع انتہی اقول سابقا معلوم ہوچکا کہ مسلمہ قابل متابعت ہی اور حدیث
مذکور کی حسن ہونیمین کوئی شبہہ نہین ہی اور سخاوی کی طرف نسبت کرنا حکم وضع کا افتراء
صریح وکذب قبیح ہی البتہ اوسنی حدیث من زارنی وزار ابراہیم فی عام واحد کو موضوع
لکھا ہی اور اس حدیث کی تقویت کی طرف اشارہ کیا ہی عبارت سخاوی کی مقاصد حسنہ
فی الاحادیث المشتہرۃ علی الالسنۃ کی کہ جسکا نسخہ نہایت صحیح وعمدہ مصنف پر پڑھا ہوا جا بجا
اوسپر سخاوی کا خط ہی میری ملک مین موجود ہی یہہ ہی حدیث من زار قبری وجبت لہ
شفاعتی ابو الشیخ وابن ابی الدنیا وغیرہما عن ابن عمر وہو فی صحیح ابن خزیمۃ واشار الی تضعیفہ
وہو عند ابی الشیخ والطبرانی وابن عدی والدارقطنی والبیہقی وبعضہم کان کمن زارنی فی حیاتی
وضعفہ البیہقی وکذا قال الذہبی طرقہ کلہا لینۃ لکن یتقوی بعضہا ببعض لان ما فی روایتہا
متہم بالکذب قال ومن اجود ہا اسنادا حدیث حاطب من زارنی بعد موتی فکانما زارنی فی
حیاتی اخرجہ ابن عساکر وغیرہ وللطیالسی عن عمر مرفوعا من زار قبری کنت لہ شفیعا او شہیدا
یوم القیامۃ وقد صنف السبکی شفاء الاسقام فی زیارۃ خیر الانام حدیث من زارنی وزار
ابراہیم فی عام واحد دخل الجنۃ قال ابن تیمیۃ انہ موضوع ولم یروہ احد من اہل العلم بالحدیث
وکذا قال النووی فی آخر الحج من شرح المہذب ہو موضوع لا اصل لہ انتہی اور ایک دوسرا نسخہ
مقاصد کا ملک بعض افاضل الہ آباد کا کہ وہ بھی بہت صحیح ہی دیکہا گیا اوسمین بھی یہی عبارت

افتراء مولوی عبد الحی صاحب علی عبارت سخاوی
ذکر عبارت سخاوی
وتقویت کی وجہ حدیث
من زارنی وزار ابراہیم فی عام واحد وجبت لہ شفاعتی حسن نہیں ہوسکتی
وہ موضوع ہی

بعینہ ہی آپ پر واجب ہی کہ اس امر کو ثابت کیجیئ کہ سخاوی نی کس مقام پر کس کتاب مین اسکو
موضوع لکہا ہی اور غماز علی اللماز کی عبارت جو آپنی نقل کی او . . آپنی تحریف کی میری بیان
جو نسخہ اوسکا موجود ہی اور ایک نسخہ اوسکا حیدرابادمین موجود ہی اون دونو مین یہ عبارت ہی
حدیث من زارنی وزار ابراہیم فی عام واحد ضمنت لہ علی اللہ الجنۃ قال ابن تیمیۃ ہذا حدیث کذب
حدیث من زار قبری وجبت لہ شفاعتی قال السخاوی حدیث ضعیف انتہی یا تو آپنی غماز مہین
مطالعہ کیا کسی غماز پر اعتماد کر کی لکہدیا یا نسخہ غماز کا آپکی پاس غلط ہو گا یا عمداً آپنی ایسی حرکت
کی اگر بالفرض کسی نسخہ غماز مین یہہ عبارت ہو اور نسخہ فی الواقع صحیح بہی ہو تو بہی آپکو نجات
نہو گی کیونکہ جب خود تصریح سخاوی کی مقاصد مین اسکی خلاف پر ہی صاحب غماز کیطرف
بالضرورۃ نسبت سہو کی کیجاویگی یہہ آپنی ویسا ہی کیا جیسی ایک شخص نی لکہا تہا کہ حدیث
سبع ارضین کو شوکانی نی موضوعات مین شمار کیا ہی جب طلب تصحیح نقل ہوئی بجز سکوت
کی کچہہ نہ بن پڑا نعوذ باللہ من امثال ہذہ الخرافات والمسامحات اور مخفی نرہی کہ سخاوی
کی طرف نسبت اس امر کی بہی کہ اوسنی اس حدیث کو ضعیف کہا ہی جیسا کہ صاحب غماز نے
کیا ہی غلط ہی کیونکہ اوسنی ابن خزیمہ کیطرف اشارۂ تضعیف کو منسوب کیا اور بعد اوسکی
ایسی تقریر کی جس سی اوسکی نزدیک اوسکا حسن ہونا معلوم ہوتا ہی اسیوجہ سی محمد بن
عبدالباقی زرقانی نی کلام سخاوی سی حسن سمجہہ کر حکم حسن کو اوسکی طرف منسوب کیا ہی چنانچہ
اپنی مختصر مقاصد حسنہ مین لکہتی ہین حدیث من زار قبری وجبت لہ شفاعتی حسن بغیرہ انتہی
اور دیباچہ مین تحریر کرتی ہین قال العبد الحقیر الفانی محمد بن عبدالباقی الزرقانی قد اختصرت
فیما مضی کتاب المقاصد الحسنۃ فی الاحادیث المشتہرۃ علی الالسنۃ مجازا بحمد اللہ حسنا لطیفا مفیدا
نفیسا ثم بدا لی اختصار ذلک المختصر بحیث اذکر لفظ الحدیث فقط واقول علیہ صحیح او حسن او ضعیف

او نحو ذلک لیکون اسهل للمستعجل السالک وحیث قلت باطل اولا اصل له اولا اعرفه او نحو ذلک
فهو حکایة لفظ السخاوی وحیث قلت حسن لغیره فذلک حکایة لمعناه انتهی اس سی صاف واضح
ہی کہ اونکا قول حسن لغیرہ اس حدیث کی شان مین حکایت معنی عبارت سخاوی ہی **قولہ**
اولاً آپ مطالب بر تصحیح نقل ہین مظنون تو یہہ ہی کہ خود آپنی ابن حبان کی کتاب الثقات
ملاحظہ نفرمائی ہوگی بلکہ کسی کتاب سی آپنی یہہ نقل کے ہوگی اوسوقت مین آپکو مناسب تہا
کہ اوسکا حوالہ دیتی اور جب کہ آپنی خود یہہ دعوی کیا تو جبتک اس امر کو کتاب الثقات سی
ثابت نہ کرین آپ بری نہین ہوسکتی ثانیاً ابن حبان کا کتاب الثقات مین ذکر کرنا موجب
اوسکی توثیق کا نہین کیونکہ ابن حبان فی کتاب الثقات مین مجہولین کی ایک جماعت کثیرہ
کو ذکر کیا ہی کہ اونکی احوال کو نہ وہ جانتا ہی نہ اور کوئی **اقول** ابن حبان کی طرف نسبت
تساہل کی اگرچہ بعض ائمہ حدیث سی صادر ہوئی ہی مگر وہ صحیح نہین ہی اسوجہ سی کہ وہ مبالغین
فی الجرح مین معدود ہی اور مبالغ فی الجرح مثبت فی التعدیل ہوتا ہی اوسکی توثیق پر زیادہ
اعتماد ہوتا ہی جیسا کہ سابقا ان دونوامر کا اثبات ہوچکا ہی اور ائمہ فن بہی اوسپر سی الزام تساہل
مرفوع کرتی ہین سیوطی تدریب الراوی مین تحت قول نووی کی وبقاربہ ای صحیح الحاکم
ابی حاتم بن حبان لکہتی ہین قیل ماذکر من تساہل ابن حبان لیس بصحیح فان غایته انه یسمی الحسن
صحیحا فان کان نسبته الی التساہل باعتبار وجدان الحسن فی کتابه فهی مشارکة فی الاصطلاح و
ان کان باعتبار خفة شروطه فانه یخرج فی الصحیح ما کان راویه ثقة غیر مدلس سمع من شیخه وسمع منه
الآخذ منه ولا یکون هناک ارسال ولا انقطاع واذا لم یکن فی الراوی جرح ولا تعدیل وکان
کل من شیخه والراوی عنه ثقة ولم یات بحدیث منکر فهو عنده ثقة وفی کتاب الثقات له کثیر ممن هذه
حاله ولا جل هذا ربما اعترض علیه فی جعلهم ثقات من لا یعرف حاله فلا اعتراض علیه فانه لا مشاحة

فی ذلک وہذا دون شرط الحاکم حیث شرط عن رواۃ خرج لمثلہم الشیخان فی الصحیح فالحاصل ان
ابن حبان وفی بالتزام شروطہ ولم یعرف الحاکم انتہی اور سخاوی فتح المغیث مین لکہتی ہین مع
ان شیخنا قد نازع فی نسبتہ الی التساہل الا من ہذہ الحیثیۃ ای اوراج الحسن فی الصحیح وعبارتہ انکانت
باعتبار وجدان الحسن فی کتابہ فہی مشاحۃ فی الاصطلاح لانہ یسمیہ صحیحا وان کانت باعتبار خفۃ
شروطہ فانہ یخرج فی الصحیح ماکان راویہ ثقۃ غیر مدلس سمع ممن فوقہ وسمع منہ الاخذ عنہ ولا یکون
ہناک ارسال ولا انقطاع واذا لم یکن فی الراوی المجہول الحال جرح ولا تعدیل وکان کل من
شیخہ والراوی عنہ ثقۃ ولم یات بحدیث منکر فہو ثقۃ عندہ وفی کتاب الثقات لہ کثیر ممن ہذا حالہ ولا بد
ہذا ربما اعترض علیہ فی جعلہم من الثقات من لم یعرف اصطلاحہ ولا اعتراض علیہ فانہ لا تشاحح فی ذلک
قلت وتیاید بقول الحازمی ابن حبان امکن فی الحدیث من الحاکم وکذا قال العلائی وابن کثیر قد التزم
ابن خزیمۃ وابن حبان الصحۃ وہما خیر من المستدرک بکثیر والف اسانید ومتونا انتہی اور حوالہ جہنی کے
ذکر کا بطرف ثقات ابن حبان تخمینی نہین تہا ایک نسخہ ثقات ابن حبان تمام وکمال میری ملک مین
موجود ہی اور دوسرا نسخہ اوسکا تمام حیدرآباد دکہن مین اور تیسرا نسخہ اس بلدہ مین بعض احباب
کی پاس موجود ہی ان سبکو ملاحظہ فرمایا اوسمین مسلم بن سالم جہنی ثقات مین معدود ہی بنا علیہ
حوالہ اوسکا کیا گیا تہا لیکن اب مجکو بعد تحقیق کی معلوم ہوا کہ وہ جہنی جو ثقات ابن حبان مین مذکور
ہی غیر جہنی متنازع فیہ کا ہی بنا علیہ اس سی اعراض کرکی کہا جاتا ہی کہ مسلمہ بن سالم جہنی کی
جرح چندان مضر نہین جیسا کہ سابقا اسکی تفصیل گذر چکی قولہ اولا طیبی نے تصحیح اس امر کی کی
کہ صحیح وہ ہی جسکو ترمذی نی روایت کیا اور متن مین ذکر کیا اس سی معلوم ہوا کہ مصداق حدیث
عبداللہ بن عمر عمر یکو کہنا غیر صحیح ہی ثانیا دفاع الوفا کی ظاہر عبارت سی معلوم ہوتا ہی کہ تورپشتی
نی کہا کہ عمری سی سفیان بن عیینۃ عبداللہ بن عمر عمری مراد لیتا ہی اور عبارت منقولہ سی یہہ ثابت

ہوتا ہی کہ تورپشتی نی کہا کہ عمری سی عبدالرزاق عبداللہ بن عمر مراد لیتا ہی ثالثا بعد تسلیم اس
امر کی کہ تورپشتی نی یہہ کہا کہ سفیان عمری سی عبداللہ بن عمر مراد لیتا ہی یہہ قول محل بحث ہی کیونکہ
جامع ترمذی مین مصرح ہی کہ مراد عمری زاہد سی عبدالعزیز بن عبداللہ ہی یہ کلام یا تو خود ابن
عیینہ کا ہی یا اسحق بن موسی کا یا ابو عیسی ترمذی کا پس قول تورپشتی بمقابلہ ائمہ حدیث کی کب
قابل اختیار ہو سکتا ہی **اقول** شرح مصابیح بغوی مین ہی اختلف العلماء فی عالم المدینۃ قال الترمذی
روی عن ابن عیینۃ انہ قال ہو مالک بن انس وقال اسحق بن موسی قال ابن عیینۃ انہ العمری
الزاہد واسمہ عبدالعزیز بن عبداللہ وقال یحیی بن موسی قال عبدالرزاق ہو مالک بن انس وکانہ
اختلف فیہ ابن عیینۃ وردد القول فیہ وجزم عبدالرزاق بمالک انتہی اور یہی اوسیمین ہی اختلف
العلماء فی العمری الزاہد قال بعض الشارحین ہو عمر بن عبدالعزیز قیل لہ العمری لانہ ابن بنت عمر بن
الخطاب وقال اکثرہم انہ لیس کذلک واختلفوا فیہ قال الترمذی ہو عبدالعزیز بن عبداللہ بن عبداللہ
بن عمر وقال بعضہم ہو عبداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب وقال بعضہم الصحیح
ماذکرہ الواقدی فی طبقاتہ ہو عبداللہ بن عبدالعزیز بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب وماذکرہ الترمذی
ابوہ وماذکرہ بعض الشارحین وان کان من العلماء ومن اولاد عمر الا انہ لیس بالعمری الزاہد انتہی
اور یہی اوسیمین ہی قال الشارح الاول ماذکرہ ابن عیینۃ وعبدالرزاق انہ مالک بن انس والعمری
الزاہد محمول منہما علی غلبۃ الظن دون القطع بہ وقد کان مالک مستحقا لہذا الظن فانہ کان امام
دار الہجرۃ المرجوع الیہ فی الفتیا وکذلک العمری الزاہد ولو جاز لنا ان نتجاوز الظن فی مثل ہذہ
القضیۃ لکان قولنا انہ عمر بن الخطاب اولی بذلک من قولہ بالعمری انتہی اس سی آپ کی تینو
امور کا جواب حاصل ہو گیا لیکن جواب وجہ اول کا پس یہہ کہ صحیح ہونا وغیر صحیح ہونا امر آخر
ہی گفتگو اسمین ہی کہ بعض کے نزدیک مصداق عمری زاہد عبداللہ عمری ہی اور اگر ایسی صحیح

بحث تعیین عالم مدینہ
جو حدیث بن طہمان ہی

پر حمود کر لیا جاوی تو بعضون نی صحیح اس امر کو کہا کہ مراد اوس سی عبد اللہ بن عبد العزیز عمری
ہی اور اصل یہہ ہی کہ یہہ سب امور ظنیہ ہین علما بحسب ظن یہ تعین کرتے ہین اور چونکہ ابن عینیۃ
و عبد الرزاق سی عمری زاہد کی تعیین منقول نہین ہوئی راوی علما کی بحسب اختلاف افہام اوکی
تعیین مین مختلف ہوئی اور جواب وجہ ثانی کا یہہ ہی کہ عبد الرزاق و ابن عینیۃ دونو سی عمری
زاہد کی منقول ہی اور اوسی کی تفسیر تورپشتی نی ساتھہ عبد اللہ عمری کی کی ہی پس ایک کے
کلام کی تفسیر بعینہ دوسری کی کلام کی تفسیر ہے اور جواب وجہ ثالث کا یہہ کہ مراد لینا عمری
زاہد سی عبد العزیز کو کلام ترمذی ہی اور چونکہ یہہ امر ظنی ہی خلاف تورپشتی ترمذی کی ساتھہ
سہل ہے **قولہ** اگر مستور کی متابعت مستور کری تو البتہ تقویت اوسکی ہو سکتی تہی اور مسلمہ
مستور نہین ہی پس یہہ اودون ہوا موسی سی **اقول** جواب اسکا مرۃ بعد مرۃ گذر چکا **قولہ**
اور وہ یہان مفقود ہی **اقول** نہین بلکہ موجود ہی **قولہ** ان سب اسانید مین حفص بن
سلیمان واقع ہی اسوجہ سی قابل نہین **اقول** اسکا جواب سبکی کی کلام سی معلوم ہو چکا
اور کلام مولف صدارم کا جو حفص کی جرح ہین واقع ہوا ہی بعد تسلیم اوسکی اصل مقصود سبکی
مین مضر نہین ہو سکتا اسوجہ سی زیادہ تفصیل اس باب مین بیفائدہ ہی **قولہ** سابقا ثابت
ہوا کہ جرح تعدیل پر مقدم ہوتی ہی اور جرح مبہم ارباب بصیرت مقبول ہی اور جو لوگ
جرح مبہم قبول نہین کرتی ہین اون کی نزدیک اوسمین توقف ہی **اقول** سابقا ان سب امور
کا جواب گذر چکا **قولہ** جرح تعدیل پر مقدم ہوتی ہی **اقول** قول منصور مین بہ نسبت رشدین

ف اصطلاح ابن معین یہی ہے جو آگے مذکور ہوا

کی جو عبارت تہذیب الکمال نقل کی گئی قال ابن معین لیس بشئی و قال ابو زرعۃ ضعیف
و قال الجوزقانی عندہ مناکیر کثیرۃ و النسائی متروک انتہی اسمین ضعیف جرح مبہم ہی جیسا کہ
عبارات سابقہ سی واضح ہی اور لیس بشئی بحسب اصطلاح ابن معین مطلقا جرح قادح نہیں ہے

فتح المغیث مین ہی قال ابن القطان ان ابن معین اذا قال فی الراوی لیس بشئی فانما یرید انہ
لم یرو حدیثا کثیرا انتہی اور مقدمہ فتح الباری مین ہی عبد الغنی بن المختار البصری وثقہ ابن معین
فی روایۃ ابن الجنید وغیرہ وقال فی روایۃ ابن ابی خیثمۃ لیس بشئی وقال ابن حبان فی الثقات
یخطی قلت احتج بہ الجماعۃ وذکر ابن القطان الفاسی ان مراد ابن معین من قولہ لیس بشئی یعنی
ان احادیثہ قلیلۃ جدا انتہی اور ایسی کثیر بن شنظیر کی باب مین جو عبارت تہذیب و میزان سے
منقول ہوئی اوسمین قول احمد بن صالح ضعیف جرح مبہم ہی اور قول ابن معین لیس بشئی جرح
نہین ہی اور قول نسائی لیس بالقوی جرح مبہم ہی جیسا کہ مقدمہ فتح الباری مین ترجمہ
عبد الاعلی البصری مین ہی قال محمد بن سعد لیس بالقوی قلت ہذا جرح مردود وغیر معین انتہی
اور ایسی اوسمین ہی کثیر بن شنظیر ابو مرۃ البصری قال النسائی لیس بالقوی ووثقہ ابن سعد وقال
الساجی صدوق فیہ بعض الضعف وقال ابو زرعۃ لین قلت احتج بہ الجماعۃ سوی النسائی انتہی قولہ
بیان فرمائی کہ ما نحن فیہ مین متابعت لیث کی کسنی کی ہی اور اقوال تعدیل اسوجہ سے کہ
جرح مقدم ہی لائق اعتبار نہین اقول مطلقا مقدم کرنا جرح کو محض لغو ہی اور بہ نسبت
لیث کی آلی موضوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ مین کتاب التوحید مین سیوطی رقم کرتی ہین ورواہ
لہ مسلم والاربعۃ وفیہ ضعف لسیر من سوء حفظہ ومنہم من تکلم بہ انتہی اور ہی اوسمین دوسری مقام
پر ہی لیث روی لہ مسلم والاربعۃ ووثقہ ابن معین فی روایۃ انتہی اور ابن حجر قول مسدد فی الذب
عن مسند احمد مین لکہتی ہین لیث بن ابی سلیم وان کان ضعیفا فانا ضعفہ من قبل حفظہ فہو تابع
قوی انتہی قولہ یہہ ظہور اور نظر جرح کا قید اتفاقی ہونا غیر مسلم ہی اقول یہہ عدم تسلیم محض
مکابرہ ہی ظہور مراد ہو فی سعۃ کا جسمین کہ وہ مذکور نہین بنص قرآنی لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا
وبحدیث اذا امرتکم بشئی فاتوا منہ ما استطعتم واذا نہیتکم عن شئی فاجتنبوہ او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم

ثابت ہی اور ذکر حج کا اتفاقی ہونا اسوجہ سی ظاہر ہی کہ جنامین حج کو مداخلت نہین ہے
قولہ یہہ بات تو بدیہیات اولیہ سی ہی کہ توثیق حدیث مرقوف توثیق رجال پر ہی پس
اگر سب رواۃ دونو کی متحد نہون تو ایک کی توثیق سی دوسری کی توثیق کیسی لازم آویگی
اقول یہہ توثیق لفظی مین ہی نہ توثیق معنوی مین **قولہ** جب ائمہ حدیث کسی حدیث کو موضوع
لکھین تو وہ لکھنا محمول اونکی تحقیق پر ہوگا اور گمان تقلید کا نہین ہوسکتا مگر جب کہ بدلیل
ثابت ہوجاوی کہ فلان قول اونسی تقلیدا ہوا ہی اور لسان المیزان سی صرف اسیقدر ثابت
ہوا کہ ذہبی نے ابن جوزی کی متابعت کی ہی نہ یہہ کہ تقلیدا متابعت کی ہی **اقول** ہرگاہ ابن
جوزی کی متابعت ذہبی نی کی اور کوئی وجہ خاص موضوعیت کی ذکر نہین کی پس حسن وجہ
سی کہ ابن جوزی کا کلام مردود ہی اوسی وجہ سی ذہبی کا کلام بہی مخدوش ہوگا **قولہ** اس
امر کی اثبات کی کچھہ ضرورت نہین ہان آپ کی ذمہ پر اثبات اس امر کا ہی کہ اونھون نے
مجرد متابعت مبالغین سی حکم وضع کا دیا **اقول** سابقا معلوم ہوچکا کہ زرکشی قائل بالضعف
ہین بالوضع نہین اور ابن عبدالہادی کی مبالغات ناظر صارم پر ظاہر ہین مخفی نہین **قولہ**
تعریف تحریف بیشک یہان صادق ہی **اقول** ہرگز نہین صادق ہی **قولہ** ابن تیمیہ حفاظ
حدیث مین سی ہین اور حافظ حدیث کا اپنی حفظ پر اعتماد کرکی احادیث کو مقدوح کرنا مقتضی
اس امر کا نہین ہی کہ وہ مبالغین مین معدود ہوجاوین **اقول** یہہ حفاظ حدیث کا کام نہین
ہی کہ جو حدیث ضعیف یا موضوع عند البعض ہوا وسکو باعتماد اپنی حفظ کی لکھدین کہ باتفاق
علما اور باجماع ائمہ ضعیف یا موضوع ہی یا جو حدیث بعض کتب حدیث مین مروی ہی یا بعض
ائمہ نی اوسکی تصحیح کی ہی اوسکو لکھدین کہ کسی نی روایت نہین کیا اور کسی نی صحیح نہ کہا نفس
اعتماد علی الحفظ امر مقدوح نہین ہی بلکہ اوسپر اعتماد کرکی مظان ثابتہ کیطرف رجوع نہ کرنا اور

فائدہ
نکتہ سوال وجواب
ابن تیمیہ وابن جوزی

دعاوی کاذبہ غیر واقعیہ کردینا اور امر مختلف فیہ کو مجمع علیہ و ظاہر کو خفی و خفی کو ظاہر کہدینا و
امثال ذلک قابل ملامت ہی اور یہہ صفت بیشک ابن تیمیہ مین موجود ہی پس اونکی مبالغہ
اور تساہل مین کیا شبہہ ہی اور حافظ ابن حجر کی کلام سی جو لسان المیزان مین مذکور ہی یعنی
طالعت الرد الذکور فوجدتہ کما قال السبکی فی الاستیفاء لکن وجدتہ کثیر التحامل الی الغایۃ فی
رد الاحادیث التی یوردہا ابن المطہر الحلی وان کان معظم ذلک من الموضوعات والواہیات ولکن
رد فی ردہ کثیرا من الاحادیث التی لم یستحضر حالۃ تصنیفہ مظانہا الثابتۃ کان لاتساہلہ فی الحفظ
ان الکمل علی ما فی صدرہ والانسان عائد للنسیان انتہی بیشک یہہ ثابت ہی کہ ابن تیمیہ نے
مبالغہ اور تساہل اور تحامل کیا ہی کہ احادیث جیدہ کو مردود کردیا ہی اور جو عذر بیان کیا ہے
اوس سی نسبت مبالغہ و تساہل سی نجات نہین ہوسکتی ہی کیا ابن جوزی کی مبالغات
اور حاکم کی مساہلات اعتماد اعلی الحفظ نہین ہین کیا وہ حفاظ حدیث سی نہین ہین باانیہمہ محدثین
اونکو مساہلین سی شمار کرتی ہین اور اونکی حکم کو تسلیم نہین کرتی ہین سیوطی تدریب مین تحریر
کرتی ہین قال ابن حجر فی ای کتاب ابن الجوزی من الضرران نظن ما لیس بموضوع موضوعا
عکس الضرر بالمستدرک الحاکم فانہ نظن ما لیس بصحیح صحیحا قال وتتعین الاعتناء بانتقاد الکتابین
فان الکتابین بتساہلہما اعدم الانتفاع بہما الا للعالم بالفن لانہ ما من حدیث الا ویمکن ان یکون
قد وقع فیہ التساہل انتہی اور دیباچہ وغیرہ مین کہتی ہین وبعد فان کتاب الموضوعات جمع العلامۃ
ابن الجوزی قدس سرہ لحفاظ قدیما وحدیثا علی ان فیہ تساہلا کثیرا احادیث لیست بموضوعۃ بل وفیہ
احادیث حسان واخری صحاح بل وفیہ حدیث من صحیح مسلم بنہ علیہ الحافظ ابن حجر وہ حدیث فیہ
حدیثا من صحیح البخاری من روایۃ صحابی غیر الذی اوردہ عنہ وقد قال شیخ الاسلام ابن حجر ان
تساہلہ و تساہل الحاکم فی المستدرک اعدم النفع بکتابیہما اذ ما من حدیث الا ویمکن انہ مما وقع

فیہ التساہل فلذلک وجب علی الناقد الاعتناء بما نقلہ منہما من غیر تقلید لہما انتہی اور ابن حجر نے
درر کامنہ فی اعیان المائۃ الثامنہ مین بہی مبالغہ ابن تیمیۃ کیطرف منسوب کیا ہی اور وہ
عذر جو لسان مین ذکر کیا نہین بیان کیا ہی عبارت اونکی یہہ ہی لہ ای للحلی کتاب فی الامامۃ
رد علیہ ابن تیمیۃ بالکتاب المشہور بالرد علی الرافضی وقد اطنب فیہ واجاد فی الرد الا انہ تحامل
فی مواضع عدیدۃ ورد احادیث موجودۃ وان کانت ضعیفۃ بانہا مختلقۃ انتہی اور بحر العلوم
فی تنویر المنار مین لکہا ہی ظاہر آنست کہ مراد از تعصب کردن تشدد در بیان جرح کہ اندکی ازان یافتہ
باشد در مجروح ومقرر کردن جرح در آنکہ جرح نیست وخالی نشدن از حکم نفس است چنانکہ
امثال ابن جوزی کہ غیر مجروح را مجروح می کنند واشتمال ابن تیمیۃ کہ غرق در حکم نفس خود است
تا آنکہ طعن بر اولیاء اللہ می کند وایں قول صحیح است کہ قول ہیچ متعصب اعتبار ندارد انتہی
پس جسطرح سی کہ ابن جوزی وحاکم کی اقوال بدون موافقت محدثین غیر متساہلین مقبول
نہین اور صرف اونکی حکم پر اعتماد نہین اوسیطرح سی ابن تیمیہ کی احکام پر اعتماد نہین ہوسکتا
ہی جب تک کہ شرکت نقاد فن کی نہووی بلکہ ابن تیمیہ کا مبالغہ ومساہلہ ابن الجوزی کی مساہلہ
سی زائد ہی اسوجہ سی کہ ابن جوزی احادیث غیر موضوعہ پر صرف بوجہ جرح رواۃ حکم وضع
کادیتی ہین اور ابن تیمیہ اوسپر دعوی اجماع واتفاق واطلاق وغیرہ کا کردیتی ہین اور ابن عبد الہادی
اگرچہ بقدر طاقت ابن تیمیہ کا انتصار کیا ہی مگر سچ تو یہہ ہی کہ خوب نہوسکا جیسا کہ محققین
پر مخفی نہین ہی قولہ مخفی نرہی کہ حدیث توسعہ علی العیال مختلف فیہ ہی بعض اوسکو موضوع
کہتی ہین اور بعض ضعیف اور بعض صحیح اور بعض حسن پس اگر ابن تیمیہ فی ایک قول اختیار
کرکی ترجیح دی تو کیا خطا ہوئی اور مبالغین مین سی ہونا کیسی ثابت ہوا اقول ترجیح
اوسکی بی وجہ موجہ واقع ہوئی اور بنا اوسکی وجوہ کی مساہلت ومبالغہ پر ہی اسوجہ سی

بہ نسبت اونکی طرف درست ہوئی **قولہ** ان عبارات سی معلوم ہوا کہ دیگر اجلۂ محدثین بہی حدیث طیر کو موضوع کہتی ہین پس اسکی موضوع کہنی سی ابن تیمیہ کا مبالغین سی ہونا نہین ثابت ہوتا ہی **اقول** مبالغہ اونکا اس لفظ سی لم یروہ احد من اصحاب الصحیح والاصحہ ائمۃ الحدیث انتہی ثابت ہی **قولہ** اور جبکہ اس حدیث مین دو قول ہین پس اگر ابن تیمیہ نی ایک قول کو اختیار کرکی اوسکو ترجیح دی تو کیا گناہ ہوا **اقول** بڑا گناہ ہوا اسوجہ سی کہ نقاد فن حدیث صلوۃ التسبیح کی صحت وحسن وضعف مین مختلف ہین اور قول کذب کو محض مردود سمجہتی ہین ابن تیمیہ نی اوسی قول مردود کو اظہر لکہدیا سیوطی وغیرہین لکہتی ہین قال الحافظ ابن حجر فی الخصال المکفرۃ للذنوب المقدمۃ والموخرۃ اسماء ابن الجوزی بذکرہ فی الموضوعات ومن صححہ ہذا الحدیث اوحسنہ ابن مندۃ والآجری والخطیب وابو سعد السمعانی وابو موسی المدینی وابو الحسن بن المفضل والمنذری وابن الصلاح والنووی وآخرون انتہی **قولہ** اگر بالفرض اس حدیث کی موضوعیت ثابت نہو تو غایۃ الامر یہہ ہی کہ اس باب مین تخطیہ ابن تیمیہ کا کیا جاویگا اور ظاہر ہی کہ ابن تیمیہ مجتہدین سی ہی والمجتہد یخطی ویصیب اگر خطاء اجتہادی حکم بالتشدید کی لیی کافی ہو تو دیگر ائمہ حدیث وفقہ سی بہی بعض احادیث کی حکم بالوضع مین خطاء ہوئی ہین پس اونکو بہی متشددین سی شمار کیجیئی **اقول** اگر صرف مجتہد ومعتبر ہونا رافع تشدد ہو تو لازم آتا ہی کہ ابن معین ویحیی بن سعید القطان وابو حاتم وابو الحسن بن القطان وابن جوزی وحاکم وغیرہ بہی متشدد ومساہل نہون کیونکہ خطا فی الاجتہاد باعث تشدد نہین ہوسکتی حالانکہ یہہ خلاف تصریحات ائمہ فن ہی جس وجہ سی کہ ائمہ فن نی اون لوگون کو متعنتین ومتشددین ومتساہلین سی معدود کیا وہی وجہ ابن تیمیہ مین موجود ہی بلکہ مع شئی زائد پس اوسکا خراج اس جماعت سی بجز اسکی کہ حبک نی الشئی یعمی ویصم کہا جاوی اور کیا ہی

جس شخص نی کہ منہاج السنۃ وغیرہ اونکی تصانیف مطالعہ کیین ہونگی اور ابحاث ابن تیمیہ سی
مسائل خلافیہ مین وروایات حدیثیہ مین وتنقید رجال مین اوسکو واقفیت ہوگی اوسکو اسکی
مشدد ین ہونی مین کچہہ بہی شبہہ باقی نرہیگا ومن لم یطالعہا اوطالعہا وغلبہ جہلہ فلا یتم الا نفسہ
قولہ جیسا کہ اس حدیث کی تصحیح یا تحسین اجلہ نقاد مین سی ایک جماعت نی کی ہی ویسا ہی
اسکی تضعیف بہی ایک جماعت نی کی ہی **اقول** ہان مگر صحیح یہی ہی کہ مرتبہ حسن اوسکو
حاصل ہی اور قول کذب جسکو ابن تیمیہ نی اظہر بنایا آپنی کسی معتمد سی نقل نہین کیا اور اگر
ابن تیمیہ باب نقل مذاہب مختلفہ مین باع طویل رکھتا ہی مگر نقل اوسکی جب مخالف جمہور
نقاد یا جمیع علماء ہو قول اوسکا مقبول نہین ہوسکتا اور اگر کسی سی قول کذب منقول بہی ہو
تو وہ نزدیک اجلہ نقاد حدیث وفقہ بلکہ جمہور فقہا ومحدثین مردود ہی ومن خالف السواد
الاعظم من دون وجہ موجہ اتی بشئی عجیب لا یرتضیہ العاقل اللبیب **قولہ** شیخ الاسلام نے
کسی حدیث کو بلا وجہ موجہ رد نہین کیا ہی **اقول** یہہ امر وہی شخص کہیگا جسنی بجز تصانیف
ابن تیمیہ کی اور کچہہ نہ دیکہا ہوگا اور جسکی نظر وسیع ہوگی اور تصانیف اجلہ محدثین وثقات ناقدین
پر اوسکی نظر پڑی ہوگی وہ ایسی بات نہ کہیگا **قولہ** اسکی کا متساہل ہونا تو احادیث زیارت کی
تصحیح وتحسین سی جنکو اجلہ نقاد موضوع یا ضعیف لکہتی ہین صاف ظاہر ہی **اقول** سبحانک
ہذا بہتان عظیم یعظکم اللہ ان تعودوا لمثلہ ابدا ان کنتم مؤمنین بعض احادیث کا ضعف
اسکی نی اشارۃ موافق کلام محققین کے تسلیم کرلیا ہی اور بعض کی تحسین جو کی ہی اوس مین
غیر اسکی بہی موافق ہی شاید اسوجہ سی وہ متساہل ہوا کہ اوسنی مخالفت ابن تیمیہ کی کی آپکو
یہہ بہی معلوم ہی کہ ابن تیمیہ نی باب احادیث زیارت مین کیا کیا لکہا ہی ابن عبد الہادنے
صارم مین ایک مقام پر اوسنی نقل کیا ہی بل الاحادیث المذکورۃ فی ہذا الباب مثل قولہ

من زار قبری وزار ابراهیم فی عام واحد ضمنت له علی الله الجنة وقوله من زار قبری بعد مماتی فکانما زارنی فی حیاتی ومن زار قبری بعد مماتی حلت له شفاعتی ونحو ذلک کلها احادیث ضعیفة بل موضوعة لیست فی شئی من دواوین المسلمین التی یعتمد علیها ولا نقلها امام من ائمة المسلمین لا الائمة الاربعة ولا نحوهم انتہی اور دوسری مقام مین اونسی نقل کرتا ہی تم کثیر من المتاخرین لما رویت احادیث فی زیارة قبره ظن انها او بعضها صحیحة فترکب من اجمال اللفظ وروایة هذه الاحادیث الموضوعة غلط فی استحباب السفر لمجرد زیارة القبر انتہی اور دوسری مقام پر اونہین سی نقل کرتا ہی لیس فی هذا الباب ما یجوز الاستدلال به بل کلها ضعیفة بل موضوعة انتہی اور دوسری مقام پر نقل کرتا ہی لا روی فی ذلک شئی لا اهل الصحاح والسنن ولا الائمة المصنفون فی المسند کالامام احمد وغیره دا بل حدیث روی فی ذلک ما رواه الدارقطنی وهو ضعیف باتفاق اهل الحدیث بل الاحادیث المرویة فی زیارة قبره کلها مکذوبة وموضوعة انتہی اُن کلیات کاذبہ کو جو عاقل فہیم منصف متوسط دیکھیگا فی الفور کہدیگا کہ یہہ تشدد و تساہل ہی اور ابن عبدالہادی اگرچہ صارم مین بڑی استعداد صرف کی پھر بہی اونسی حکم کلیہ وضع ثابت نہو سکا البتہ جزئیہ وضع کو اور کلیہ ضعف کا اثبات کیا ہی اور اگر منہاج السنہ وغیرہ سی جملہ مبالغات واہیہ وکلیات کاذبہ نقل کئی جاوین تو دفاتر کثیرہ سیاہ ہو جاوین ہر منصف ان مبالغات کو دیکھکی یہی کہیگا کہ اگرچہ ابن تیمیہ فی نفسہ حبر عظیم وبحر معظم ہی مگر تشدد و تحامل مین اوسکی شبہہ نہین ہی پس اگر سبکی کا تساہل بہ نسبت ان تشددات کی نسبت کیا جاتا ہی تو صحیح ہی مگر ایسا تساہل ارباب انصاف کی نزدیک توسط شمار کیا جاتا ہی اور آج تک کسی محدث فی اجلہ محدثین سی بجز خصوم سبکی کی کہ اونکا اس باب مین اعتبار نہین ہی انکو متساہل نہین کہا بلکہ انکی بدرجہا تم مدح وثنا کی اور تحسین بعض احادیث زیارت کو جو سبکی نی کیا ہی مسلم رکہا بخلاف ابن تیمیہ کی کہ اگرچہا جلہ نقاد فی اونکی مدح کی مگر بعض نقاد فی مثل ابن حجر وغیرہ کی

اونکو مشددین ومبالغین سی معدود کردیا فشان مابینهما کما بین السماء والارض ومابینهما حافظ
ابن حجر عسقلانی درر کامنہ ترجمہ تقی الدین سبکی مین لکھتے ہین کان لایقع لہ مسئلۃ مستغربۃ او
مشکلۃ الا ویعین فیہا تصنیفا یجمع فیہا شتاتہا طالع او قصر وذلک بین من تصانیفہ انتہی اور
بھی لکھتے ہین قال الاسنوی فی الطبقات کان انظر من رایناہ من اہل العلم ومن اجمعہم للعلوم و
احسنہم کلاما فی الاشیاء الدقیقۃ واجلدہم علی ذلک وکان فی غایۃ الانصاف والرجوع الی الحق
فی المباحث ولو علی لسان احد الطلبۃ مواظبا علی وظائف العبادات مراعیا الارباب الفنون
انتہی اور سیوطی حسن المحاضرہ مین لکھتے ہین قال الصلاح الصفدی الناس یقولون ماجاء بعد
الغزالی مثلہ وعندی انہم نظلمونہ اور بھی سیوطی بغیۃ الوعاۃ فی طبقات النحاۃ مین لکھتے ہین
کان محققا مدققا نظارا جدلیا بارعا فی العلوم وکان منصفا فی البحث علی قدم من الصلاح
والعفاف انتہی اور ذہبی معجم مختص مین لکھتے ہین الامام العلامۃ الفقیہ المحدث فخر العلماء
تقی الدین ابو الحسن علی بن عبد الکافی السبکی کان خیرا دینا حسن السمت من اوعیۃ العلم یدری
الفقہ ویقررہ وعلم الحدیث ویحرره الاصول ویقرہا والعربیۃ وتحقیقہا انتہی اور تقی الدین
بن شہبۃ الدمشقی طبقات شافعیہ مین لکھتے ہین قال الاسنوی کان انظر من رایناہ من اہل العلم
ومن اجمعہم للعلوم واحسنہم کلاما فی الاشیاء الدقیقۃ واجلدہم علی ذلک وکان شاعرا ادیبا فی غایۃ
الانصاف والرجوع الی الحق ولو علی لسان احاد المستفیدین انتہی اور ذہبی تذکرۃ الحفاظ مین لکھتے
ہین وسمعت من العلامۃ ذی الفنون فخر الحفاظ تقی الدین علی بن عبد الکافی السبکی الشافعی صاحب
التصانیف ولد سنۃ ۶۸۳ جم الفضائل حسن الدیانۃ صادق اللہجۃ قوی الذکاء من اوعیۃ العلم مات سنۃ
انتہی ان عبارات کو ملاحظہ کرکی فرمائی کہ کیا اب بھی نسبت تساہل ومبالغہ کی کہ خلاف انصاف
ہی سبکی کیطرف بمجرد قول خصوم کی صحیح ہوسکتی ہی حاشا وکلا شعر مضت الدہور وما اتین بمثلہ

ولقد اتی فعجزن عن نظائرہ × اور ابن تیمیہ کی جلالت قدر و رفعت ذکر اگرچہ مورد اشتباہ نہین
ہی مگر نسبت تشدد و تحامل و مبالغہ کی اونکی طرف کتب نقاد فن غیر معاندین مین موجود ہی اور
سبکی نے جو حدیث من زار قبری وجبت لہ شفاعتی کی تحسین کی ہی اوسکو علمای فن نے مسلم
رکھا ہی اور اونکو اون ائمہ سی کہ لیاقت تصحیح و تحسین کی رکھتی تھی شمار کیا ہی حافظ ابن حجر تلخیص الحبیر
بتخریج احادیث الشرح الکبیر مین لکھتی ہین طرق ہذا الحدیث کلہا ضعیفۃ لکن صححہ من حدیث ابن عمر
ابو علی بن السکن فی ایرادہ ایاہ فی اثناء السنن الصحاح لہ وعبد الحق فی الاحکام فی سکوتہ عنہ
والشیخ تقی الدین السبکی من المتاخرین باعتبار مجموع الطرق انتہی اور سیوطی تدریب الراوی
شرح تقریب النواوی مین لکھتے ہین من رای فی ہذہ الاعصار حدیثا صحیح الاسناد فی کتاب
او جزء لم یعین علی صحتہ حافظ معتمد فی شئی من المصنفات المشہورۃ قال الشیخ ابن الصلاح
لا یحکم بصحتہ لضعف اہلیتہ والاظہر عندی جوازہ لمن تمکن وقویت معرفتہ قال العراقی وہو الذی
علیہ عمل اہل الحدیث فقد صحح جماعۃ من المتاخرین احادیث لم نجد لمن تقدمہم فیہا تصحیحا فمن
المعاصرین لابن الصلاح ابو الحسن علی بن محمد بن عبد الملک بن القطان صاحب کتاب الوہم
والایہام صحح فیہ حدیث ابن عمر کان یتوضا ونعلاہ فی رجلیہ ویمسح علیہما ویقول کان رسول اللہ
صلعم یفعل ذلک اخرجہ البزار وحدیث انس کان اصحاب رسول اللہ صلعم ینتظرون الصلوۃ
فیضعون جنوبہم فمنہم من ینام ثم یقوم الی الصلوۃ اخرجہ قاسم بن اصبغ ومنہم الحافظ ضیاء الدین
محمد بن عبد الواحد المقدسی جمع کتابا سماہ بالمختارۃ التزم فیہ الصحۃ وذکر فیہا احادیث لم یسبق الی
تصحیحہا وصحح الحافظ زکی الدین المنذری حدیث ابی ہریرۃ فی غفران ما تقدم من ذنبہ وما تاخر
ثم صحح الطبقۃ التی تلی ہذہ فصحح الحافظ الدمیاطی حدیث جابر ماء زمزم لما شرب لہ ثم صحح طبقۃ بعد
ہذہ فصحح الشیخ تقی الدین السبکی حدیث ابن عمر فی الزیارۃ قال ولم ینزل ذلک دأب من بلغ اہلیتہ

ذلک منهم الی الآن انتهی اور فتح المغیث مین ہی وعنده ای ابن الصلاح التصحیح وکذا التحسین
لیس یمکن فی عصرنا واقتصر علی ما نص علیه الائمة فی تصانیفهم المعتمدة التی یومن فیها شهرتها من
التغییر والتحریف وظاہر کلامه کما قال شیخنا القول بذلک فی التضعیف ایضا ولکن لم یوافق
ابن الصلاح علی ذلک کله حکما ودلیلا اما الحکم فقد صحح جماعة من المعاصرین لابن الصلاح کابی الحسن
بن القطان مصنف الوہم والایہام والضیاء المقدسی صاحب المختارة ومن توفی بعده
کالزکی المنذری والدمیاطی طبقة بعد طبقة الی شیخنا ومن شاء الله بعده انتہی ان عبارات
سے یہہ ہی معلوم ہوگیا کہ آپ کا قول حاشیہ متعلقہ صفحہ ۳۳۳ جو صفحہ ۳۴۴ آخر مذہب ماثور
مین ملحق ہی قطع نظر اون جروح کی جو احادیث زیارت مین ہین یہہ بھی امر ملحوظ رہی کہ اس
زمانی مین کسی حدیث کو صرف باعتبار اسناد کی صحیح یا حسن نہین کہہ سکتی ہین بلکہ مدار صحیح و
حسن کا تصریح ائمہ حدیث پر ہی مقدمہ ابن الصلاح مین ہی اذا وجدنا فی ما یروی من اجزاء
الحدیث وغیرہا حدیثا صحیح الاسناد ولم نجده فی احدی الصحیحین ولا منصوصا علی صحته فی شئی من
مصنفات ائمة الحدیث المعتمدة المشهورة فانا لا نتجاسر علی جزم الحکم بصحته فقد تعذر فی ہذہ الاعصار
الاستدلال باوراک الصحیح مجردا عتبار الاسانید لانه ما من اسناد من ذلک الا وتجد فی رجاله من عتمد
فی روایته علی ما فی کتابه عربا عما یشترط فی الصحیح من الحفظ والضبط والاتقان الخ فقط محض غلط
ہی اور اگر عبارات مذکورہ پر کفایت نمودی تو اور ملاحظہ کیجئی فتح المغیث مین بعد عبارت
مذکورہ کی ہی واما الدلیل فالعلل الواقع فی الاسانید المتاخرة انما ہو فی بعض الرواة لعدم الضبط
والمعرفة بہذا العلم وہو فی الضبط منبعث بالاعتماد علی المفید عنهم وفی عدم المعرفة بضبطهم کتبهم من وقت
السماع الی حین التسویة انتہی اور تدریب مین ہی قال شیخ الاسلام ای ابن حجر قد اعترض
علی ابن الصلاح کل من اختصر کلامه وکلهم فهم صدر کلامه من غیر اقامة دلیل وفهم من رجح المخالفة

ف: یہ قول ابن صلاح کی
متعلق ہین صحت وضع وغیرہ سے

اهل عصره ومن بعده له فی ذلک کابن القطان والضیاء المقدسی والزکی المنذری ومن بعدهم
کالدمیاطی والمزی ونحوهم لکنه لاحجة فیه علی ابن الصلاح بعمل غیره وانما یحتج علیه بالطال دلیله
او معارضته بما هو اقوی منه ومنهم من قال لاسلف له فی ذلک ولعله بناء علی جواز خلو العصر
من المجتهد وبذا اذا انضم الی ماقبله من انه لاسلف له فی ما ادعاه وعمل اهل العصر ومن بعدهم
علی خلاف ما قال انتهض دلیلا للرد علیه انتهی اور بهی اوسمین هی قال ای ابن حجر وفی الجملة
ما استدل به ابن الصلاح من کون الاسانید ما منها الا وفیه من لم یبلغ درجة الضبط المشروطة
فی الصحیح ان اراد ان جمیع الاسانید کذلک فهو ممنوع وان اراد ان بعض الاسناد کذلک
فمسلم لکنه لاینهض دلیلا علی التعذر الا فی جزء متفرد بروایته من وصف بذلک انتهی اور بهی
اوسمین هی قال ای ابن حجر تم ما اقتضاه کلامه من قبول الصحیح من المتقدمین ورده من المتاخرین
قد یستلزم رد ما هو صحیح وقبول ما لیس بصحیح فکم من حدیث حکم بصحته امام متقدم اطلع المتاخر
فیه علی علة قادحة یمتنع من الحکم بصحته ولاسیما ان کان ذلک المتقدم ممن لایری التفرقة
بین الصحیح والحسن کابن خزیمة وابن حبان قال وا لعجب منه کیف یدعی الخلل فی جمیع الاسانید
المتاخرة ثم یقبل تصحیح المتقدم وذلک التصحیح انما تصل الی المتاخر بالاسناد الذی یدعی فیه
الخلل مانعا من الحکم بصحة الاسناد فهو مانع من الحکم بقبول التصحیح انتهی اور بهی اوسمین هی لم
یتعرض المصنف یعنی النووی ومن بعده کابن جماعة وغیره ممن اختصر کلام ابن الصلاح
والعراقی فی الالفیة والبلقینی الا للتصحیح فقط وسکتوا عن التحسین وقد ظهر لی ان یقال فیه ان من
جوز التصحیح فالتحسین اولی ومن منع فیحتمل ان یجوزه قد حسن المزی حدیث طلب العلم فریضة مع
تصریح الحفاظ بتضعیفه وحسن جماعة کثیرون احادیث صرح الحفاظ بتضعیفه ثم تاملت کلام
ابن الصلاح فرایته سوی بینه وبین التصحیح حیث قال الامر اذن فی معرفة الصحیح والحسن الی الا

علی ان نص علیہ ائمۃ الحدیث فی کتبھم الی آخرہ وقد منع فی ما سیاتی ووافقہ علیہ المصنف وغیرہ ان یجزم بتضعیف الحدیث اعتمادا علی ضعف اسنادہ لاحتمال ان یکون لہ اسناد صحیح آخر فالحاصل ان ابن الصلاح سد باب التصحیح والتحسین والتضعیف علی اہل ہذہ الازمان لضعف اہلیتہم وان لم یوافق علی الاول ولاشک ان الحکم بالوضع اولی بالمنع قطعا الا حیث لا یخفی کالاحادیث الطوال الرکیکۃ وضعہا القصاص والتی فیہ مخالفۃ للعقل او الاجماع انتہی اور شرح الفیہ للعراقی مین ہی عند ابن الصلاح یتعذر فی ہذہ الاعصار الاستقلال بادراک الصحیح لمجرد اعتبار الاسانید وقال یحیی النووی الناظر عندی جوازہ لمن تمکن وقویت معرفتہ انتہی وہذا ہو الذی علیہ عمل اہل الحدیث انتہی ان عبارات سی اور اور عبارات ائمہ اصول حدیث سی کہ نقل اونکی تطویل ہی یہہ معلوم ہوا کہ کلام ابن صلاح کا اس مقام پر مخالف اجماع سابق وعمل اہل حدیث ہی اور دلیل سی اونکی ضعیف ہی اور خلاف اونکی یعنی جائز ہونا تحسین وتصحیح کا ازمنہ متاخرہ مین اظہر اور قوی ہی اور ابن صلاح کی کلام کی جملہ نقاد فن نی کہ بعد اونکی آئی تضعیف کی ہی پس بنا آپکی کلام کی بنا علی الفاسد ہوئے علاوہ ازین جسطرح سی کہ ابن صلاح کی نزدیک تصحیح وتحسین بغیر تصریح متقدمین کی ممکن نہین ہی حکم وضع بہی ممکن نہین ہی پس اگر حکم سبکی کا باب تحسین مین مسموع نہوگا کلام ابن تیمیہ حکم وضع مین بدرجہ اولی مردود ہوگا تعجب ہی کہ آپ باوجود دعوی محققیت واحقاق حق کی مذہب مرجوح وغیر معتبر کو اختیار کرتی ہین اور بغرض مغالطہ خصم وتخریب عوام روسی چشم پوشی فرماتی ہین قولہ اسکی مقابلہ مین کلام امام حافظ ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عبد الہادی المقدسی الحنبلی جو سبکی کی حق مین واقع ہوئی ہی ملاحظہ فرمایئے اقول شعر گالیان دیکی کیا کرتے ہین یہہ قطع کلام ۔ انکی موضہ مین یہہ زبان ہی کہ الہی مقراض

اسکی عوض مین اگر ہم عبارات یافعی وابن حجر مکی و دیگر فقہا و محدثین و مورخین جو تنقیص وتقبیح وتغلیط ومنافرای وضلالت شیخ الاسلام ابن تیمیہ پر دال ہین بمقتضای کماتدین تدان لکھدین تو کچھ حرج نہین ہوگا اور اگر کسی اور عالم علمای معاصرین سی آپ سی مقابلہ ہوتا تو وہ بلاتردد ایسا ہی کرتا مگر چونکہ ہم ایسی عادت رذیلہ سی اجتناب کرتے ہین اور اخبا اخیار مین راہ توسط اختیار کرتی ہین اور تراجم ائمہ فقہ وحدیث وغیرہ ماوحین وجارحین کے کلمات سی بعد جمع وتفریق وحذف وتطبیق ایک امر انصافی اختیار کرتی ہین اور ابن تیمیہ وابن عبدالہادی وابن قیم وابن رجب وغیرہ اجلہ اتباع ابن تیمیہ کو فی نفسہ محقق مدقق بحر زخار فنون حدیث ورجال نقاد فنون کمال سمجھکی اکثر کلمات انکی خصوم کو محمول عداوت واشتباہ پر کرتی ہین مگر بانیہمہ انکی مبالغات ومساہلات مین اشتباہ نہین کرتی ہین اور بعض اقوال کو جو ان لوگو سنی منقول ہوئی مردود وباطل سمجھتی ہین اسوجہ سی کلمات تحقیر ان حضرات کی لکھنی کو جو السنۂ خصوم سی صادر ہوئی اور غایۃ قصوی تک پھیچ گئی معیوب سمجھتی ہین آپسی ہمکو سخت تعجب ہوا کہ آپ فی اوسی عادت رذیلہ کو جو مختار اکثر عوام بلکہ بعض خواص ہے مختار فرمایا اور بی باکہ ہوکی ابن عبدالہادی کی کلام کو جو کمال تحقیر شیخ الاسلام تقی الدین سبکی پر لبشدو مدال ہی اور عنوان وسوق کلام متکلم کا خصومت وشدت تعنت وعناد پر دلالت کرتا ہی نقل کردیا اس نقل سی آپکی شرفا واہل علم واجلاء اہل فہم کو کمال تعجب ہوا امید ہی کہ ہمہ تن اپنی اوقات کو کذب وغیبت واکل لحوم ناس وفرمان برداری وسواس خناس مین ضائع کرتا ہوگا وہ بہت خوش ہوگا وتعمری لقد ارتکبت شیئا قطیعا وامرا قبیحا نہی اللہ عنہ ورسولہ وزجر علیہ حملۃ دینہ وورثتہ قطع نظر اسکی کہ آپکو کلام ابن عبدالہادی پر جو مشتمل ہی تحقیر سبکی پر عقیدہ ہو یا محض تغلیط عوام کی واسطی لکھدیا ہو فی نفسہ اوسکی کلام کو نقل کرنا باعث

کلام ابن عبدالہادی کو جو مشتمل ہی تحقیر سبکی پر نقل کرنا

ارتکاب امر محرم کا ہوا یچند وجوہ اول یہ کہ دو حال سی خالی نہین یا ابن عبدالہادی جو کچھ یہ
کلمات ناشایستہ سبکی کے حق مین ذکر کئی مطابق واقع کی ہون یا مطابق نہون بر تقدیر دوم
وبال اسکا ابن عبدالہادی پر اور اوسکی اس کلام کی شائع کرنی والی اور پسند کرنیوالی پر ہے
قال اللہ جل وعلا فی کلامہ المعلی ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین آمنوا لہم
عذاب الیم فی الدنیا والآخرۃ وقال جل وعلا ولولا اذ سمعتموہ قلتم مایکون لنا ان نتکلم بہذا
سبحانک ہذا بہتان عظیم یعظکم اللہ ان تعودوا لمثلہ ابدا ان کنتم مومنین وامثال ذلک
فی القران کثیرۃ علی السنۃ الحفاظ متلوۃ اور اگرچہ مورد ان آیات کا خاص ہی مگر العبرۃ لعموم
اللفظ لا لخصوص السبب پر بہی اجماع اکیاس ہی قطع نظر اسکی لزوم کذب وغیبت وبہتان
وسب اموات وتحقیر مسلمین افشاء سر مومنین ونحو ذلک سی کہ ارتکاب واشاعت انکی کی
حرمت نصوص قطعیہ سی ثابت ہی کہان مغفر ہی اور بر تقدیر اول قطع نظر اسکی کہ لزوم
غیبت وھتک ستر بلا ضرورت وغیرہ سی اوسکی اشاعت کرنیوالی کو مغفر نہین علماء امت
کی بہی تنصیص اسکی حرمت پر مذکور ہی ملاحظہ فرمائی سخاوی فی اپنی تاریخ ضوء اللامع فی
اعیان القرن التاسع مین جب علماء کی تراجم مین اونکی قبائح وشنائع واقعیہ بہی بیان کیئی
علماء فی اوپر کیسی کیسی تعقبات کیئی سیوطی رسالہ کاوی فی تاریخ السخاوی مین لکھتی ہین
الغرض الآن بیان خطابہ فی ماسلک بہ الناس وکشط ماضمنہ فی تاریخہ بالقیاس فقد قامت
الادلۃ فی الکتاب والسنۃ علی تحریم احتقار المسلمین والتشدید فی غیبتہم بما ہو صدق وحق فضلا
عما یکذب فیہ الجارح ویمین انتہی اور رسالہ دوران فلکی علی ابن الکرکی مین وجوہ طعن
علی السخاوی مین لکھتی ہین الثالث انہ الف تاریخا ثلاثہ بغیبۃ المسلمین ورمی فیہ علماء الدنیا
باشیاء اکثر مما یکذب فیہ ویمین فالفت القمامۃ التی سمیتہا الکاوی فی تاریخ السخاوی نہایت

فیہا اعراض الناس وہجرت ما بناہ فی تاریخہ الی الاساس من غیر ان ارمیہ بعیب وللاذکرہ بغیب انتہی
دوم یہہ کہ دو حال سے خالی نہین یا یہہ کہ آپکو اشاعت کلمات تنقیص سبکی کی کہ ابن عبدالہادی
سے صادر ہوئی نفس مناظرہ و احقاق حق مین ضرورت تہی یا نہ تہی شق اول تو محض غلط
ہی کیونکہ جرح جو باب رجال مین جائز کی گئی ہی اسوجہ سے کہ تنقید اخبار نبویہ ہو جاوی اور
صحیح غیر صحیح سے ممتاز ہو جاوی اور یہہ وجہ علماء دین کی تحقیر مین مفقود ہی سخاوی فتح المغیث
مین لکہتے ہین ولذا تعقب ابن وقیق العید ابن السمعانی فی ذکرہ بعض الشعراء والقدح فیہ بقولہ
اذا لم یضطر فیہ الی القدح فیہ للروایۃ لم یجز ونحوہ قول ابن المرابط قد دونت الاخبار وما بقی للتجریح
فائدۃ بل انقطعت من راس الاربعمائۃ انتہی اور سیوطی کاوی مین بعد عبارت مذکورہ لکہتے ہین
فان قال لابد من جرح الرواۃ والنقلۃ وذکر الفاسق والمجروح من الحملۃ فالجواب اولا ان کثیرا
ممن جرحہم لاروایۃ لہم فالواجب فیہم شرعا ان یسکت عن جرحہم وہیلہ وثانیا ان الجرح انما جوز
فی الصدر الاول حیث کان الحدیث یوخذ من صدور الاحبار لامن بطون الاسفار فاحتیج الیہ
ضرورۃ للذب عن الآثار ومعرفۃ المقبول والمردود من الاحادیث والاخبار واما الآن فالعمدۃ علی
الکتب المدونۃ فمن جاء بحدیث من الکتب لم یتصور فیہ الرد ولو کان الذی رواہ من افسق
الفاسقین ومن جاء بحدیث غیر موجود فیہا فہو مردود علیہ ولو کان من اتقی المتقین غایۃ ما فی الباب
انہم شرطوا لمن یذکر الآن فی سلسلۃ الاسناد تصویبہ وثبوت سماعہ بخط من یصلح علیہ الاعتماد فاذا
احتیج الآن الی الکلام فی ذلک کفی بان یقال غیر مصون او مستور وبیان ان فی سماعہ
ریبۃ او نوعا من التہور والزور واما مثل الائمۃ الاعلام ومشائخ الاسلام کالبلقینی والقایاتی
والقرقشندی والمناوی ومن سلک فی جوادہم فای وجہ للکلام فیہم وذکر مار ماہم الشعرانی فی
اماجیہم فان قال ہذہ امور صدرت منہم فی الابتداء وعادوا الی الاحسان قلنا تحرم الغیبۃ

بما تاب منه الانسان وان قال لا صحة لذلک وانما افتراه من افترى قلنا الاشد والاشد انتهى
اور اگر کہیں کہ ہمکو ضرورت اثبات تساہل سبکی کی تھی تا اوسپر اعتبار نہووی تو ہم کہینگے کہ آپکو
لازم تہا کہ کسی محدث معتمد سی یا ابن عبدالہادی سی صرف وہ عبارت نقل کرتے کہ جس سے
تساہل ثابت ہوجاتا جیسا ہمنی صرف تشدد ابن تیمیہ کو بدون تحقیر و تشدد کی ثابت کردیا
اس غرض سی تمام عبارت ابن عبدالہادی کی کہ مشتمل ہے قبائح عدیدہ و دعاوی کاذبہ
پر نقل کرنیکی ضرورت نہ تہی و بر تقدیر دوم کسی کی جرح ذکر کرنا خصوصا جرح ثقات علماء
و نقاد فضلا کی محرم ہی شرعا و عرفا فتح المغیث مین ہی فی الجرح مع حق اللہ و رسولہ حق
آدمی و ربما یناله اذا کان بالهوى و مجانبة الاستواء الضرر فی الدنیا قبل الآخرة والمقت بین
الناس والمنافرة انتہى اور یہی اوسمین ہی نعم لا یجوز التجریح بشیئین اذا حصل بواحد انتہى
اور دیباچہ میزان الاعتدال مین ہی وکذلک من تکلم فیه من المتاخرین لا اورد منهم فی هذا
الکتاب الا من قد تبین ضعفه واتضح امره اذ العمدة فی زماننا لیس علی الرواة بل علی المحدثین
والمفیدین والذین عرف عدالتهم وصدقهم فی ضبط اسماء السامعین ثم من المعلوم انه لا بد من
معرفة الراوی وسیرته فالفاصل بین المتقدم والمتاخر ہو راس ثلاث مائة سنة انتہى سوم
یہہ کہ ہمنی تحامل و مبالغہ ابن تیمیہ کو اونہین کی عبارات سی اور عبارات ابن حجر سی ثابت کردیا
اور سبکی کا انصاف و توسط و قبول حق عبارات نقاد فن تاریخ و حدیث سی ثابت کردیا جیسا
کہ سابقا گذر چکا آپکو بہی لازم تہا کہ ایسی لوگونکی کلام سی تساہل سبکی کا ثابت کرتی تا مدعی
آپکا حاصل ہوتا کیا ان لوگون کی مقابلہ مین کلام ابن عبدالہادی کا جو ناشی طیش و عداوت
سی ہی معتبر ہوسکتا ہی کلا ان کلامه فی التشنیع مطرود و مردود لا یومن به الا الجاہل
الحسود شعر فمن احب لا عصینک فی الهوى * فقسمانه بحسنه وبهائه * اما حبه واحب فیه ملامتی *

ان العلامة فيه من اعدائه ۔ پس ایسی کلام غیر معتبر کی نقل کو بدون ضرورت کی کسنی جائز
کہاہی اور اسکو احقاق حق کسنی سمجھاہی چہارم کلیۃ یہہ امر مقرر ہی کہ کسی معاصر کی جرح اوسکی
معاصر کی حق مین نہین سنی جائیگی اسوجہ سی کہ غالبا معاصرت باعث منافرت ہوا کرتی ہی
خصوصا جبکہ یہہ امر ظاہر ہو وی کہ یہہ کلام بوجہ منافرت و منازعت کی واقع ہوا ہی
قیل ان الآلہ ذو ولد ۔ قیل ان الرسول قد کذبا ۔ ما نجی اللہ والرسول معا ۔ من لسان
الوری فکیف انا ۔ شعر کل العداوۃ قد ترجی سلامتہا ۔ الا عداوۃ من عاداک عن حسد
ابو عبد اللہ ذہبی سیر اعلام النبلاء مین ترجمۂ محمد بن حاتم سمین مفسر مین لکہتی ہین ذکرہ ابو حفص
الفلاس فقال لیس بشئی قلت ہذا من کلام الاقران الذی لا یسمع فان الرجل ثبت حجۃ
انتہی اور ابن حجر مکی رسالہ الخیرات الحسان فی مناقب النعمان مین لکہتی ہین قول الاقران
بعضہم فی بعض غیر مقبول و قد صرح الحافظان الذہبی و ابن حجر بذلک قال و لا سیما اذا لاح
انہ لعداوۃ او لمذہب اذ الحسد لا ینجو منہ الا من عصمہ اللہ قال الذہبی و ما علمت ان عصر سلم
اہلہ من ذلک الا عصر النبیین و الصدیقین انتہی اور بہی اوسمین ہی قال التاج السبکی فی الطبقات
الخامس کل الحذر ان تفہم ان قاعدتہم ان الجرح مقدم علی التعدیل علی اطلاقہا بل الصواب ان من ثبت
امامتہ و عدالتہ و کثر مادحوہ و ندر جارحہ و کانت ہناک قرینۃ دالۃ علی سبب جرحہ من تعصب مذہبی
او غیرہ لم یلتفت الی جرحہ ثم قال بعد کلام طویل قد عرفناک ان الجارح لا یقبل منہ الجرح و ان
فسرہ فی حق من غلبت طاعاتہ علی معاصیہ و ما دحوہ علی ذامیہ و ذکروہ علی جارحیہ اذا کانت
ہناک قرینۃ یشہد العقل بان مثلہا حاملۃ علی الوقیعۃ فیہ من تعصب مذہبی او منافسۃ دنیویۃ
کما یکون بین النظراء و غیر ذلک و ح فلا یلتفت لکلام الثوری و غیرہ فی ابی حنیفۃ و ابن ابی ذئب
و غیرہ فی مالک و ابن معین فی الشافعی و النسائی فی احمد بن صالح و نحو ذلک قال و لو التفتنا

تقدیم الجرح لما سلم لنا احد من الائمۃ اذ ما من امام الا وقد طعن فیہ طاعنون وہلک فیہا الکذبون
انتہی اور فتح المغیث مین ہی لکن قد عقد ابن عبد البر فی جامعہ بابا لکلام الاقران المتعاصرین
بعضہم فی بعض ورآی ان اہل العلم لا یقبل الجرح فیہم الا ببیان واضح فان انضم الی ذلک
عداوۃ فنوادلی بعدم القبول انتہی اور جار اللہ بن عبد العزیز بن عمر الہاشمی المکی المعروف
بابن فہد المتوفی فی عشر ثمانمائۃ ہوامش ضوء لامع فی اعیان القرن التاسع مین تحت ترجمۂ
سیوطی کی جو سخاوی نی ذکر کیا ہی لکہتی ہین الذی ادین اللہ بہ ان ما قال کل منہما ای
السیوطی والسخاوی فی صاحبہ لا یحتج بہ کمقالۃ العصریین بعضہم فی بعض مع ان الحافظ السخاوی
انصف صاحبہ لترجمتہ بما ترجمہ بہ ولم یصفہ بما قالہ فی کلامہ وعند اللہ تجتمع الخصوم انتہی اور
شیخ الاسلام ابن تیمیہ منہاج السنۃ مین بحث جوابات مطاعن عثمانیہ مین لکہتی ہین معلوم
ان مجرد قول الخصم فی خصمہ لا یوجب القدح فی واحد منہما فہذا کلام احد المتشاجرین فی الآخر
انتہی پس معلوم ہوا کہ کلام ابن عبد الہادی کا سبکی کے حق مین غیر معتبر بلکہ مردود ہی اور اشاعت
اوسکی حرام ہی اعاذنا اللہ من ذلک وامثالہ **قولہ** حق یہہ ہی کہ جو کلام محدثین مذکورین کا
اوسکی تحقیق کی موافق ہی اوسکو نقل کرکی سکوت کرتا ہی اور جو مخالف ہی اوسکو رد کرتا ہی
اقول ہان صحیح ہی مگر بعض مقامات مین تشدد واضح ہی ہمنی تسلیم کیا کہ وہ یعنی شوکانی
نہین متشدد ہی مگر کچہہ فائدہ نہوگا اسوجہ سی کہ اوسنی حکم وضع حدیث جہانی کا ضغانی وابن
جوزی وزرکشی سی نقل کیا اور تینون کا حال سابقا معلوم ہو چکا **قولہ** ذہبی کی عبارت مین
جو محمد بن النعمان واقع ہی مراد اوس سی محمد بن محمد بن النعمان ہی اور مراد اب سی جد ہی
یہان محمد کو جد کی طرف منسوب کیا ہی اور یہہ بنسبت کلام محدثین مین شایع ہی **اقول**
یہہ امر خلاف ظاہر ہی مگر بوجہ مطابقت اور کتب کی مسلم ہو سکتا ہی **قولہ** علاوہ اسکی

غلطی ناسخ کا احتمال موجود ہی پس خواہ نخواہ تحریف پر محمول کرنا آپکا حسن ظن ہی اقول یہی
احتمال تو ہماری عبارات مین بہی جسپر آپنے تحریف کا حکم دیا قائم ہی پس یہہ آپکا حسن ظن ہی
تذنیب دیباجہ کلام مبرور مین بطرز نمونہ چند خدشات اجمالا مولوی محمد بشیر صاحب پر کئی
گئی تہی اونکی جواب مین مولویصاحب فی ابتداء باب سوم مذہب ماثور صفحہ ۵، اسی لغاہت
۱۹۴ اسعی فرمائی اور مقدمۂ کلام مبرور مین بعض مضامین بطور تنقیح مبحث لکہی گئی تہی
اونمین سی بعض پر مولویصاحب فی صفحہ ۱۹۲ مذہب ماثور مین بوجہ عدم تدبر کی طعن
کی چونکہ تردید اونکی اقوال کی موقوف تحقیقات سابقہ پر تہی اب اونکی تردید کیجاتی ہی
قلت فی دیباجۃ الکلام المبرور سابقا مسموع ہوتا تہا کہ مولویصاحب موصوف داب
مناظرہ سی خوب واقف ہین اور فن حدیث واسماء رجال وغیرہ مین متبحر ہین لیکن اس رسالہ
فی اوسکی خلاف ظاہر کیا بچند وجوہ اول یانیکہ سابقا اس امر کی قائل ہوئی تہی کہ بعض
فقہاء وجوب کی طرف بہی گئی ہین اور اس رسالہ مین اوس سی اعراض کرکی استحباب
پر اجماع نقل کیا قال فی المذہب الماثور قول محقق سی یہہ بات ثابت ہوتی ہی کہ
بعضون فی واجب لکہا ہی لیکن اس امر مین اور استحباب پر اجماع ہونی مین کچہہ منافات
نہین ہی کیونکہ محتمل ہے کہ کلام اون بعض کا ماؤل ہو یا یہہ کہ خلاف عصر انعقاد اجماع مین
نہو یا قائلین اس قول کی اون لوگون مین سی نہون جنکی خلاف یا وفاق کا اجماع مین
اعتبار ہی اقول اس مسئلہ مین جو آپنی اجماع نقل کیا وہ اجماع جملہ اہل اسلام یا جملہ اہل علم
ہی اور ابو عمران کا علماء مسلمین سی ہونا ظاہر ہی اور احتمال مجرد تاویل کار افع کسی کی مذہب
کا نہین ہی جیساکہ تفصیل ان سب امور کی سابقا ہو چکی ہی قلت فی الکلام المبرور اور
یہہ خیال نہ فرمایا کہ مراد مذہب سی جن کتب مین اوسپر اجماع منقول ہی مطلق طاعت ہی

قلت فی تذنیب رد مین علاوہ جواب کی جو مولوی صاحب نے دیباجہ کلام مبرور کی دیا ہے

استحباب جو مقابل وجوب وسنت **قال** فی المذہب الماثور اسمین نظر ہی بچند وجوہ اول یہہ کہ اطلاق ندب اوس استحباب پر جو مقابل وجوب وسنت ہی کلام فقہا و اصولیین مین شائع ہی اور اطلاق مطلق طاعت پر غیر شائع ہی پس جب تک کہ اوس اطلاق کا شیوع کلام فقہا سی ثابت نہو تب تک یہہ اطلاق اول کی مقابلہ مین قابل اعتبار نہین ہی اور جب تک کوئی مذور اطلاق اول مین لازم نہ آوی تب تک اطلاق ثانی پر محمول کرنا جائز نہوگا **اقول** بر تقدیر تسلیم اس امر کی کہ اطلاق ندب مطلق قربت پر شائع نہین ہی اسمقام پر کچھہ مضر نہین کیونکہ اسمقام پر واسطی تصحیح کلام ذاکرین اجماع وغیرہ کی حمل ندب کا معنی عام پر کیا جاتا ہی اور انکار مطلق وقوع اس اطلاق سی کلام فقہا مین نزدیک صاحب نظر وسیع کی مکابرہ ہی **قال** دوم یہہ کہ اس دعوی پر کوئی دلیل قائم نہین اور آیندہ جو یہہ دلیل لکھی گئی کہ ناقلین اجماع خود ہی قول وجوب کو نقل کرتی ہین اور درمیان ذکر اجماع مسلمین یا جمیع علما کی اوپر استحباب خاص اور درمیان ذکر قول وجوب کی تنافی واضح ہی سو یہہ وجہہ دو وجہہ سی غیر مقبول ہی پہلی یہہ کہ منافات بین الامرین المذکورین غیر مسلم ہی محتمل ہی کہ کلام قائلین بالوجوب ماؤل ہو یا خلاف عصر انعقاد اجماع مین نہو یا قائلین اول لوگون مین نہون جنکی خلاف یا وفاق کا اجماع مین اعتبار ہی دوسری یہی دلیل اس بات کی بہی ہوسکتی کہ لفظ ندب سی مطلق طاعت مراد نہین ہی کیونکہ باعتراف آپکی انکار مطلق طاعت کا بعض سی منقول ہی اور درمیان ذکر اجماع جمیع مسلمین یا جمیع علمای دین کی اوپر مطلق طاعت کی اور درمیان ذکر انکار بعض کی مطلق قربت سی تنافی واضح ہی اگر یہہ کہا جاوی کہ یہہ قول یا نقل لایعبا بہ ہی تو یہی جواب ہماری طرف سی بہی تصور کرلیجئی یعنی آپ سی بہی کہا جاویگا کہ ایسا ہی قول وجوب یا نقل قول وجوب لایعبا بہ ہی تیسری یہہ کہ اگر ایسی

تنافی معتبر کی جاوی تو ہم کہینگی کہ آپنی جو قریب واجب ہی واجب مراد لیا ہی تو یہہ درست
نہین ہی کیونکہ جو لوگ قریب بواجب لکہتی ہین بعض اونکی مندوب و مستحب بہی لکہتی ہین اور
درمیان قول بالوجوب و قول بالمندوبیت کی تنافی واضح ہی کیونکہ لفظ مندوب ہی اوس
مقام پر کہ مندوبیت پر اجماع ہی اگرچہ آپکی نزدیک مطلق قربت مراد ہی لیکن بیان اقوال
زیارت قبر نبوی مین آپکی نزدیک بہی مندوب ہی مستحب خاص مراد ہی **اقول** مطلق قربت و مشروعیت
کا مجمع علیہ ہونا اور ندب خاص کا مجمع علیہ نہونا کتب علما مین مصرح ہی ملا علی قاری رسالہ
درء مفسدہ مین ہی مشروعیتہا محل اجماع بلا نزاع وانما الخلاف بینہم فی انہا واجبۃ او مندوبۃ
انتہی اور اسی امر پر عبارت قسطلانی و قاضی عیاض وغیرہ بہی دال ہی جیساکہ تحقیق اسکی سابقا
گذر چکی اور آپنی جو ہماری دلیل پر تین خدشات قائم کئی وہ تینو مدفوع ہین لیکن اول پس اسوجہ
سی کہ قائل بالوجوب کا اون لوگون سی نہونا جو محل اجماع ہین یا عصر انعقاد مین نہونا تو بالکل
غلط ہی اور مائول ہونا اوسکی قول وجوب کا گو محتمل ہے مگر ناقلین اجماع کی نزدیک وہ نہین مراد
ہی بلکہ وہ ایک قول مستقل مقابل ندب خاص ہی اور لیکن دوم پس اسوجہ سی کہ جو لوگ مطلق
طاعت پر اجماع نقل کرتی ہین بعض تو اونمین سی خلاف ابن تیمیہ وغیرہ بہی نفس شرعیت مین
واقف نہین ہین اور بعض واقف ہین مگر اس امر کی نسبت کو غلط سمجہتی ہین اسوجہ سی اجماع کا
حکم دیتی ہین اور بعض واقف ہو کی اوسکی خلاف کو لغو محض تصور کر کی مطلق کو مجمع علیہ کہتی ہین
بخلاف ناقلین اجماع ندب کہ یہی لوگ قول وجوب سی واقف ہین اور نسبت کو غلط نہین سمجہتی
ہین بلکہ اوسکو ایک قول مستقل تصور کرتی ہین اور بعض اوسکی تایید و تشیید کرتے ہین پس
معلوم ہوا کہ اونکی کلام مین ندب سی خاص مراد نہین ہی تفصیل ان سب امور کی سابقا
گذر چکی ہی اور لیکن سوم پس اسوجہ سی کہ قریب واجب بحسب استعمال فقہا حکم واجب مین ہے

اور ذاکرین اس قول کے بعض تو ایسی ہین کہ اس قول کو علیحدہ ذکر کرتی ہین اور قول ندب بالمعنی الخاص علیحدہ قبل یا بعد ذکر کرتے ہین پس تنافی انکی کلام مین تو مطلقا نہ ہوئی اور جو لوگ کہ بعد ذکر مندوبیت کی قرب وجوب بطور توصیف وغیرہ ذکر کرتے ہین اونکی کلام مین ندب بالمعنی الاعم ہی بقرینۂ سیاقیہ وسباقیہ کما مر ذکرہ فلا حاجۃ الی اعادتہ **قال** سوم یہہ کہ ارادہ استحباب خاص پر قرینہ موجود ہی کیونکہ درمختار مین ندب کا لفظ بمقابلہ وجوب اطلاق کیا گیا ہی اور اسی پر شامی لباب سی اجماع مسلمین نقل کرتا ہی **اقول** ہان درمختار مین تو مندوب سی معنی خاص مراد ہی مگر لباب مین اسپر اجماع مذکور نہین ہی عبارت اوسکی یہہ ہی اعلم ان زیارۃ سید المرسلین باجماع المسلمین من اعظم القربات وانجح المساعی لنیل الدرجات قریبۃ من درجۃ الواجبات انتہی اسمین ندب خاص کا کہین نشان بہی نہین ہی پس معلوم ہوا کہ نقل صاحب ردالمحتار خالی مسامحہ سی نہین ہی **قلت** فی الکلام المبرور دوم یہہ کہ قول سنیت سی انکار بحث فرمایا اور شرح مواہب کو بہی جو متداول بین الناس ہی ندیکہا **قال** فی المذہب الماثور فی الواقع اس مقام پر مجکو اپنی قصر نظر کا اعتراف ہی شرح مواہب فی الحقیقۃ مینی معاینہ نہین کی اور اگرچہ شرح مواہب مین جمال اقفہسی سے لفظ سنت موکدہ منقول ہی لیکن اس سی یہہ نہین لازم کہ مراد سنت موکدہ سی سنت موکدہ بالمعنی المصطلح ہو جو مقابل واجب ومستحب ہی کیونکہ باعتراف آپکی اطلاق سنت موکدہ کا واجب پر بہی آیا ہی **اقول** شرح مواہب مین اسکو قول مستقل غیر قول وجوب ذکر کیا ہی **قلت** فی الکلام المبرور سوم باب تاویل کو ایسا مفتوح کیا کہ قول وجوب اور سنت کو راجع طرف استحباب کی کیا **قال** فی المذہب الماثور اولا آپنی بہی باب تاویل کو ایسا مفتوح کیا کہ ندب واستحباب کو مطلق طاعت پر اور قریب بوجوب کو وجوب پر اور سنت موکدہ کو واجب پر

حمل کیا تا نیا سنت کا اطلاق مستحب پر کلام فقہا مین شائع ہی اور واجب کا اطلاق مستحب پر
خود کلام شارع مین موجود ہی مشکوۃ مین ہی عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم غسل یوم الجمعۃ واجب علی کل محتلم متفق علیہ اسکی تحت مین مرقاۃ مین لکھا ہی ای
ثابت لا ینبغی ان یترک لانہ یاثم تارکہ خلافا لمالک بخلاف ندب و استحباب کی کہ اسکا اطلاق
مطلق قربت پر کلام فقہا مین شائع نہین ہی اور ایسا ہی قریب بوجوب کا اطلاق وجوب
اور سنت موکدہ کا واجب پر شائع نہین ہی ثالثا تاویل دو قسم کی ہوتی ہی ایک صحیح دوسرے
فاسد پس تاویل صحیح وہ ہی جو ایسی دلیل کے ساتھہ ہو کہ اوس محتمل کو راجح کردی اور وجوب
و سنت کو جو استحباب پر محمول کیا تو اوسکی وجہ یہہ ہی کہ وجوب و سنت پر کوئی دلیل قائم نہین
اسوجہ فی اس محتمل کو راجح کردیا بخلاف آپکی تاویل کی کہ آپنی جو ندب کو مطلق طاعت پر
اور قریب بوجوب کو وجوب پر اور سنت موکدہ کو واجب پر محمول کیا تو کسی دلیل مرجح کا تو کیا
ذکر ہی مساوی مرجوح بھی تو نہین پائی جاتی ہی **اقول** جواب اول کا یہہ ہی کہ ندب کو
مطلق طاعت پر بمعنی مطلقا حمل نہین کیا بلکہ بعض مقامات پر بضرورت حمل کیا اور قریب واجب کا
تشارک واجب ہونا اور سنت کا اطلاق واجب پر بمعنی بعض فقہا ثابت کردیا اور آپنی جو وجوب
و قرب وجوب کو استحباب پر محمول کیا اوسکا کلام فقہا مین کہین نشان نہ ملا اور جواب دوم
کا یہہ ہی کہ حدیث مین واجب معنی لغوی پر محمول ہی واجب عرفی کا بحسب استعمال فقہا
حمل کرنا استحباب پر اس سی نہین ثابت ہوتا ہی اور قریب بواجب کی اطلاق شائع ہونیسی
واجب پر اور ایسہی سنت موکدہ کی اطلاق واجب پر شائع ہونیسی انکار کرنا محض مکابرہ
ہی اور ندب کا اطلاق اگر مطلق قربت پر شائع نہ بہی ہو تو بہی کچھہ حرج نہین ہی اور
جواب ثالث کا یہہ ہی کہ تاویل بلا ضرورت نہین جائز ہی اور مع الضرورت جائز ہے

اور ہماری تاویلین بعض تو التزامی واقع ہوئی ہین اور جو تحقیقی ہین وہ خالی ضرورت سی نہین
ہین تفصیل ان سب امور کی سابقا گذر چکی **قلت** فی الکلام المبرور چہارم یہہ کہ متعدی و
لازم مین بہی فرق نہ کیا اور جفا نیکو حدیث من حج ولم یزرنی فقد جفانی مین وارد ہی مثل
من بدا جفا کی تصور کیا **قال** فی المذہب الماثور اگرچہ ظاہر یہہ ہی کہ حدیث جفانی مین
لفظ جفا متعدی ہی کیونکہ تعدیہ اسکا بنفسہ ہوا ہی اور معنی لازم پر محمول کرنا خالی تکلف
سی نہین لیکن چونکہ ظاہر پر محمول کرنیمین مخالفت احادیث صحیحہ مثل لاتجعلوا قبری عیدا
ولاتشدالرحال اور مخالفت فحوی مجمع علیہ لازم آتا ہی ارتکاب تکلف واختیار تاویل
اوس سی اخف ہوا اور گو معنی لازم پر محمول کرنا خلاف ظاہر ہی لیکن غیر صحیح وخلاف قاعدہ
بہی نہین ہی بچند وجوہ **اقول** یہہ وجوہ کہ جنمین آپنی صفحہ ۱۸۱ اسی لغایت ۱۸۶ اتسوید
اوراق فرمایا ہی اگرچہ بعض مین انکی کلام ہی مگر چونکہ بحث انمین خارج از بحث ہی اوس سے
اعراض کرکی کہا جاتا ہی کہ خلاف ظاہر ہونا معنی لازم کا اس مقام پر مستدل کو کافی ہی
اسوجہ سی کہ کسی کلام کو خلاف ظاہر پر حمل کرنا بدون دلیل کی نہین درست ہی اور وہ
ماننی فینہ مین مفقود ہی اور خیال منافات حدیث جفانی وغیرہ احادیث زیارت کا ساتھہ
حدیث لاتشدوا لاتجعلوا وغیرہ کی مزخرفات شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور اونکی ناصرین سی ہے
اور محققین علماء کی نزدیک کچہہ بہی منافات نہین ہی تفصیل اسکی سابقا گذر چکی **قلت**
فی الکلام المبرور پنجم عبارات کی نقل مین باب قصر کو ایسا گردانا کہ کسی ذی علم فی اسکو بہتر
نہ جانا **قال** فی المذہب الماثور اولا تو آپ خود اس فعل کی مرتکب ہوئی ثانیا میری نزدیک
حق وہی ہی جو مینی اختیار کیا اور وہ عبارتین جو چہوڑ دین وہ تایید باطل کرتی تہین
پس اگر تایید باطل ترک کردی تو کیا مضائقہ ہوا **اقول** اگر یہی امر ہی تو یہی عذر ہمارا بطریق

بھی اظہر ہی اور اعتراض کی کوئی وجہ نہین ہی **قلت** فی الکلام المبرور شششم قول مرجیب واجب کو سابقا مثل وجوب سمجھا اور اس رسالہ مین جابجا اوسکو استحباب پر محمول کیا **قال** فی المذہب الماثور قول محقق مین یہہ لکھا گیا کہ یہہ دونو قول یعنی واجب و قریب واجب متقارب ہین اور قول منصور مین یہہ لکھا گیا کہ جو لوگ قریب بواجب کہتے ہین تو مرجع اوسکا یا سنت موکدہ کی طرف ہی یا استحباب آن دونو تحریرون مین کیا منافات ہی کیونکہ جب لفظ قریب واجب دو معنی کو محتمل تہا ایک سنت موکدہ دوسری مستحب تو رسالہ اولی مین جو واجب و قریب واجب کو متقارب لکھا ہی اوس سی یہہ غرض ہی کہ قریب بواجب باعتبار اپنی ایک معنی کی یعنی سنت موکدہ واجب کی ساتہہ متقارب ہی اور رسالہ ثانیہ مین یہہ لکھا گیا کہ قریب واجب کا حمل مستحب پر کہ وہ بہی اوسکی معنی محتمل ہین ہوسکتا ہی **اقول** قطع نظر اسکی کہ تقریر لاطائل محض اپنی کلام بنانی کیواسطی بنائی ہی فی نفسہ صحیح بہی نہین ہی اولا تو اسواسطی کہ استحباب معنی قرب وجوب کی نہین ہین نہ عرفا نہ شرعا نہ استعمالا نہ محاورۃ البتہ اطلاق اوسکا استحباب پر بحسب لغت جائز ہی لیکن اباحت وغیرہ پر بہی جائز ہی ثانیا اسوجہ سی کہ اگر رسالہ اولی مین تقارب کی یہہ معنی ہین جواب تراشی گئی ہین تو وجوب کی تضعیف عین تضعیف قرب وجوب کیونکر ہوئی اور دلیل دونو کی کیونکر ایک ہوئی تفصیل اسکی سابقا گذر چکی **قلت** فی الکلام المبرور ہفتم یہہ کہ جرح رواۃ مین سعی بلیغ فرمائی اور عدم مقبولیت جرح مبہم نظر مین نہ آئی **قال** فی المذہب الماثور تحقیق اس دعوی کی کہ کلیۃ جرح مبہم غیر مقبول ہی کیجاویگی لیکن اس مقام پر چند امور بیان کیی جاتی ہین اول یہہ کہ آپنی اس جرح مطلق کو جو ائمہ حدیث سی منقول ہی مبہم قرار دیا ہی اور اپنی والد ماجد اور استاذ کا قول جو حاشیہ نور الانوار مین ہی نظر نہ آیا ثم اعلم ان ائمۃ الحدیث انما یکتبون فی کتبہم جرحا مطلقا فہذا الجرح

لیس بمبہم بل سببہ معلوم عندہم الخ **اقول** آپکی ساری تحقیق کالسابقا استیصال کردیا گیا
اور عبارت حاشیہ نور الانوار جو آپنی نقل فرمائی وہ قول حضرت والد ماجد مرحوم کا نہین ہے
بلکہ حضرت بحر العلوم سی منقول ہی عبارت اونکی تنویر المنارمین یہہ ہی الطعن باین وجہ
کہ این راوی نزد ہر کس از ائمہ حدیث ذوی الشان متروک الحدیث است و یا انیکہ نزد ائمہ حدیث
او منکر است و یا منکر الحدیث است پس این جرح مفسر است و این طعن جارح میشود راوی را البتہ
و نیز باید دانست کہ ائمہ ذوی الشان کہ در کتب خود جرح مطلق می کنند این جرح مبہم نیست بلکہ
صحت رای ایشان معلوم است و نزد شان سبب جرح بر سبیل تعیین معلوم ست بعد معلومیت آن
اطلاق می کنند برای حیاو مروت و در بعض مواضع بیان نیز می کنند چنانکہ می گویند کہ کذاب است
یا واضع الحدیث است پس اطلاق طعن از ایشان حکم طعن مفسر دارد انتہی اسیکی تعریب بین
والد مرحوم فی قرالاقارین ارشاد کیا قال بحر العلوم ان الطعن بان الراوی عند جمیع ائمۃ الحدیث
متروک الحدیث او بان حدیثہ منکر جرح مفسر فہو یجرح الراوی البتہ ثم اعلم ان ائمۃ الحدیث انما یکتبون
فی کتبہم جرحا مطلقا فہذا الجرح لیس لمبہم بل سببہ معلوم عندہم لکنہم لا یصرحون بہ حیاء و مروۃ و ربما
یصرحون ایضا بسبب الجرح کان یقولوا کذاب او واضع الحدیث و امثال ذلک انتہی لیکن مخفی
نہین ہی کہ یہہ تحقیق بحر العلوم کی اگر مبنی مذہب قاضی پر ہی اور مراد ائمہ حدیث سی اصحاب بصیرت
ہین تو سابقا معلوم ہوچکا کہ جمہور فقہاء و محدثین و نقاد محققین اسکے مخالف ہین اور اگر مذہب
جمہور پر مبنی ہی تو سابقا عبارات مقدمہ فتح الباری و مقدمہ ابن الصلاح وغیرہ سی معلوم
ہوچکا کہ نقاد فن کی نزدیک جرح مبہم ائمہ حدیث کی جو اونکی کتب مین بدون بیان سبب
مذکور ہی مقبول نہین ہی بلکہ یا تو مردود ہی یا موجب توقف ہی یا اوس شخص کی حق مین مقبول
ہی جو تعدیل سی خالی ہو نہ غیر کی حق مین **قال** فی المذہب المأثور دوم قول محقق مین جسقدر

جرحمین منقول ہین جنپر آپنی جروح مبہمہ ہونیکا اتہام کیا ہی وہ سب باستثنا اوس جرحکی
جو مسلمہ بن سالم کی نسبت کی گئی ہی جروح مفسرہ ہین اول جرح موسی بن ہلال کی نسبت
ہی اوسکا سبب مجہولیت اوسکی ہی چنانچہ ابو حاتم نی تصریح کی دوسری عبداللہ عمری کے
نسبت ہی اوسکا سبب احمد نی بیان کیا کہ وہ اسانید مین زیادت کرتا تہا اور یعقوب نی
کہا کہ اوسکی حدیث مین اضطراب ہی اور تیسری جرح مسلمہ کی یہہ جرح اگرچہ مبہم ہی لیکن
چونکہ یہہ شخص خالی تعدیل سی ہی اسلیی موافق مذہب مختار یہ جرح مبہم قبول کیجاویگی اور
چوتہی جرح حسن بن الطیب کی نسبت ہی اوسکا سبب مطین نی کہا کہ وہ کذاب ہی اور پانچوین
جرح حفص بن سلیمان کی نسبت ہی اوسکا سبب ابن خراش نی بیان کیا کہ کذاب ہی چہٹی جرح
محمد بن محمد بن النعمان کی نسبت ہی اوسکا سبب قول دارقطنی سی معلوم ہوا کہ وہ متہم بالکذب
ہی اقول اسمین کلام ہی بچند وجوہ اول یہہ کہ سوای جرح مسلمہ کی باقی سب جروح کو جو قول
محقق مین مذکور ہین مفسرہ کہنا محل عجب ہی کیونکہ منجملہ اونکی حق مین عبداللہ عمری کی لیس
بقوی عند اہل الحدیث اور قال عبداللہ بن علی بن المدینی عن ابیہ ضعیف اور قال النسائی
ضعیف الحدیث بہی قول محقق مین مذکور ہی اور ہر ایک انمین سی جرح مبہم ہی مقدمہ فتح الباری
مین ترجمہ عبدالاعلی البصری مین ہی قال ابن سعد لم یکن بالقوی قلت ہذا جرح مردود وغیر
معین انتہی اور عبارات سابقہ سی ضعیف وغیرہ کا جرح مبہم ہونا معلوم ہی اور رسالہ المتابع
مین مذکور ہی ومن ذلک قولہم فلان ضعیف ولا یبینون وجہ الضعف فہو جرح مطلق والاولی
ان لا یقبل من متاخری المحدثین لانہم یجرحون بما لا یکون جرحا انتہی دوم یہہ کہ موسی بن
ہلال کی جرح اگرچہ مفسر ہی مگر غلط محض ہی جیسا کہ سابقا معلوم ہو چکا کہ مجہول کہنا اوسکو
غلط ہی سوم عبداللہ عمری کی نسبت جو مفسرہ جروح ہین بعض اونمین سی قابل قبول نہین

یہ بیان مسلمہ بن سالم کی نسبت ہی

اور بعض اونکی مضر نہین اور مبہم مطلقا مقبول نہین اور بعض جروح کی مفسرہ ہونیسی کا
مفسر ہونا لازم نہین چہارم مسلمہ کا بوجہ اسکی کہ تعدیل سی خالی ہی مجروح ہونی یا
نہونی کی تحقیق گذر چکی پنجم یہہ کہ جرح بلفظ کذاب اگرچہ نزدیک طائفہ نقاد کی جرح مفسر ہے
اور اسیوجہ سی اسپر جرح مبہم کا اطلاق ہماری طرف سی نہین کیا گیا ہی مگر حافظ ابن حجر
تہذیب التہذیب مین ترجمۂ احمد بن عبد الجبار العطاردی الکوفی مین لکہتی ہین اما قول الطبرانی
انہ کان یکذب فقول مجمل ان اراد بہ وضع الحدیث فذلک معدوم فی حدیث العطاردی وان
اراد انہ روی عمن لم یدرکہ فباطل انتہی اور اوسکی حواشی پر محمد بن احمد حلبی لکہتے ہین قف
علی ان التکذیب جرح مجمل غیر مقبول انتہی اور ابن حجر مقدمۂ فتح الباری مین ترجمۂ عکرمہ
مین لکہتی ہین قال ابن حبان اہل الحجاز یطلقون کذب فی موضع اخطأ ویرید ذلک اطلاقا
عبادۃ بن الصامت قولہ کذب ابو محمد لما اخبر انہ یقول الوتر واجب انتہی قال فی المذہب الاثور
سوم یہہ کہ جن محدثین کی نزدیک جرح مبہم مقبول نہین ہی اونکی نزدیک جرح مبہم اس
باب مین قابل اعتماد ہے جن لوگون کی نسبت جرح مبہم کی گئی اوسکی حدیث کی قبول
کرنی مین توقف کیا جاویگا پھر جس شخص سی شک زائل ہوجاوی اسوجہ سی کہ اوسکی
حال سی ایسی بحث کی گئی کہ جس نی اوسکی عدالت پر وثوق واجب کردیا تو اوسکی حدیث
قبول ہوجاوی گی ابن الصلاح لکہتی ہین ولقائل ان یقول الخ اقول آپکو شاید
معلوم نہین ہی کہ ابن ہمام فی تحریر الاصول مین اس بحث ابن الصلاح کو رد کردیا ہے
عبارت اونکی یہہ ہی ویعترض علی الاکثر بان عمل الکل فی الکتب علی ابہامہا التضعیف الا
قلیلا فکان اجماعا والجواب بانہ اوجب التوقف عن قبولہ لا الحکم بجرحہ یوجب قبول المبہم اذ الکلام
فیمن عدل والا فالتوقف لجہالۃ حالہ ثابت وان لم یجرح انتہی اور بحر العلوم کی شرح مین ہے

فائدہ
بیان استعمال کذب

فائدہ
جس مبہم کی موجب توقف ہر فی یا منفی کا بیان

ویعترض علی الاکثر الشارطین البیان فی الجرح بانہ عمل کل من اہل الحدیث فی کتبہم علی ابہام التضعیف الا قلیلا فکان اجماعا علی قبول الجرح من دون بیان والجواب بان جرحہم غیر المبین اوجب التوقف لا الحکم بجرحہ یوجب قبول الجرح المبہم اذ الکلام فیمن عدل فاذا لم یقبل التعدیل وتوقف فی قبولہ فقد قبل الجرح وان لم یکن بعدل فالتوقف ثابت وان لم یجرح بتلک الجروح لجہالۃ حالہ والحاصل ان الذی جرح بتلک الجروح کان قبل الجرح مجہولا فکان التوقف فیہ ثابتا من قبل فلا دخل لتلک الجروح وان کان قد عدل اوجب التوقف لاجل ہذہ الجروح تقدیما للجرح علی التعدیل فقد لزم قبول الجرح الغیر المبین انتہی **علاوہ** ازین سابقا عبارت ابن حجر سی معلوم ہوا کہ اوسنی کلام ابن صلاح کو جو توقف پر دال ہے اوس شخص کی حق مین محمول کیا ہی جو تعدیل سی خالی ہو **قلت** فی الکلام المرور ہشتم یہہ کہ جرح کی مقدم ہونیکو تعدیل پر اختیار کیا اور جو مذہب جمہور محدثین کا ہی اوسکو چھوڑ دیا **اقول** فی المذہب المانور نزدیک جمہور علماء کی جرح تعدیل پر مقدم ہی تقریر شرح تحریر مین ہی اذا تعارض الخ آن عبارات سی کالشمس فی نصف النہار ظاہر ہوا کہ نزدیک جمہور علماء کی جرح مقدم ہوتی ہی پس یہہ کہنا کہ جمہور محدثین کی نزدیک تعدیل جرح پر مقدم ہوتی ہی خطا بین وغلط فاحش ہی **اقول** ہماری یہہ غرض نہین کہ نزدیک جمہور محدثین کی تعدیل جرح پر مقدم ہی تا آپ کا ایراد خطا وغلط وارد ہووی بلکہ غرض یہہ ہے کہ کلیہ الجرح مقدم علی التعدیل کا بمعنی اسکی کہ ہر جرح مبہم ہو یا مفسر تعدیل پر مقدم ہی جمہور محدثین کی خلاف ہی بلکہ انکی نزدیک جرح مفسر تعدیل پر مقدم ہی اور جرح مبہم مقبول ہی نہین ہی یا تو مطلقا یا حق مین اوس شخص کی کہ تعدیل ہوئی ہی اور یہہ سمجھنا کہ مطلقا جرح جمہور کی نزدیک مقدم ہی مبہم ہو یا مفسر یا یہہ کہ انکی نزدیک جرح مبہم مقبول ہے

خبط بحت وغلط محض ہی ہان التبہ اون لوگونکی نزدیک جو جرح مبہم کی قبول کی قائل ہین
وہ کلیہ صحیح ہی تفصیل ان سب مضامین کی اگرچہ سابقا گذر چکی ہی ضرورت اعادہ کی نہین
ہی مگر آپکی خاطر سی یہان چند کلمات آپکی استاذ جناب مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب
دہلوی ادامہ اللہ العلی کی نقل کیی جاتی ہین کہ جن سی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ جرح مبہم اگرچہ
جارح ارباب بصیرت سی ہو بمذہب جمہور مقبول نہین اور ہر جرح کا مقدم ہونا تعدیل پر جمہور
کی نزدیک درست نہین آپ یا تخطیہ حضرت استاذ کا فرمائی یا اوس امر کو جو ہمنی لکھا ہے
تسلیم کیجئی اور یہہ بہی خیال رکھیی کہ جس امر کو آپنی اختیار کیا ہی اوس بنا پر اساس مضامین
معیار الحق بالکل درہم برہم ہوئی جاتی ہی اور اوسین معیار کو تقویت حاصل ہوتی ہی پس یا تو یہ
کی اساس منہدم ہونیکو قبول فرمائی یا اپنی قول سی رجوع کیجئی شعر علاج واقعہ قبل از
وقوع باید کرد بدو ریغ سود ندارد چو کار رفت از دست ۱۲ معیار الحق مین بحث وقت نماز
فجر مین لکھتی ہین فرض کیا کہ بخاری کی رواۃ پر جرح مقبول ہی لیکن پھر بہی وہ جرح مقبول
ہی جو کہ بابیان سبب ہو جیسا کہ شرح نخبہ اور حاشیہ علوی مین کہا ہی لانہ ان کان غیر مفسر
ای لم یبین سببہ مثل فلان ضعیف وفلان لیس بشیئی ونحو ذلک مقتصرا علی ذلک لم یقدح فیمن
ثبتت عدالتہ الخ اور کہا مسلم الثبوت مین اکثر الفقہاء والمحدثین لا یقبل الجرح الا مبینا ولو حکما
الخ اور کہا نووی فی مقدمہ شرح صحیح مسلم مین لا یقال الجرح مقدم علی التعدیل لان ذلک فیما
اذا کان الجرح ثابتا مفسر السبب والا لم یقبل الجرح انتہی اور یہی معیار مین بحث حدیث
قلتین مین لکھتی ہین پس وجہ جرح مضعفین کی ثابت نہوئی اور جرح اونکا بی وجہ باقی رہا
تو پھر اوسکو کون قبول کرتا ہی وہذا ۱۱ تحقیق اندفع ما قال بعض قاصری الانظار المعذورین
فی بعض الحواشی علی بعض الکتب ان الجرح مقدم علی التعدیل فلا یدفعہ تصحیح بعض المحدثین

قولہ جرح مبہم کی نزدیک قبول ہونیکا بیان

له ذکره ابن حجر وغیره ووجه الاندفاع لایخفی علیک بعد التامل الصادق الاتری ان تقدیم
الجرح علی التعدیل فرع لوجود الجرح وقد نفیناه لعدم وجوده وجعلناه هباءً منثورا
فاین المقدم واین التقدیم انتہی اور یہی اوسی بحث مین لکھتی ہین اب رہا ضعیف کہنا
ابن عبد البر کا اور ابو داؤد کا اور علی بن المدینی کا سو البتہ جرح انکا پایۂ اعتبار مین ہی
لاکن اگر بابیان سبب ہوا ور با دلیل معتبر ہو تو معتبر ہے ورنہ بی بیان سبب انکا بہی جرح
مقبول نہین جیساکہ وجیہ الدین علوی اسی ابن عبد البر سی حاشیہ شرح نخبہ مین نقل
کرتی ہین اور سوای انکی اور ونکا بہی یہی مذہب ہی کہ جرح کسیکا بی بیان سبب قبول
نہین کیا جاتا انتہی **قلت** فی الکلام المبرور نہم انیکہ جہان کلام مبرم مین نقل عبارات
مین بقدر ضرورت اختصار ہوا اوسکو عین تحریف تصور کیا **قال** فی المذہب الماثور اسکے
تحریف ہونی مین کیا شک ہی **اقول** اسکا جواب سابقا بابطال دعوی التحریف ہو چکا **قلت**
فی الکلام المبرور نہم انیکہ فقہا معروفین کو مجہولین اور محدثین مشددین کو غیر مشددین اور
غیر متساہلین کو متساہلین بنایا **قال** فی المذہب الماثور یہہ بات غلط محض ہی **اقول** نہین
بلکہ بہت درست وصحیح ہی آپنی ابو عمران کو بلا تردد مجہول کہدیا اگر آپکو اوسکا حال نہین معلوم
تہا لا ادری جو شان علما اسی ہی ظاہر وناقی یا ارباب بصیرت سی استفسار کرتی ابن تیمیہ کی
تشدد سی جو کتب نقاد مین مذکور ہی انکار کیا سبکی کیطرف کہ اہل علم اوسکو مصنفین مین شمار
کرتی ہین تساہل کو منسوب کردیا تحقیق ان سب امور کی مع اور امور کی جو آپسی صادر ہوئے
گذر چکی **قلت** فی مقدمۃ الکلام المبرور مخفی نرہی کہ باب زیارت مین تین قول ہین ایک
یہہ کہ مستحب ہی دوسری یہہ کہ سنت ہی تیسری یہہ کہ واجب ہی اور جو لوگ قریب واجب
لکہتی ہین اوسکا مرجع وجوب کی طرف ہی **قال** فی المذہب الماثور یہہ امر محض باطل ہے

اقول یہہ حکم مطلقا باطل ہے عقلا و نقلا کما مر کل ذلک مفصلا **قلت** فی مقدمۃ الکلام المبرور اور ایک عبارت ابن حجر کی اس مقام پر لکھی جاتی ہی جس سی صاف ترجیح قول وجوب مفہوم ہوتی ہی **قال** فی المذہب الماثور اولا ابن حجر کی کا قول اس باب مین ہرگز قابل اعتماد نہین ہوسکتا کیونکہ اوسکا تعصب اس باب مین مشہور و معروف ہی ثانیا مدار اوسکا حدیث جفانی پر ہی اوسکا جواب باب اول مین گذرا ثالثا اوسنی زیارت کو نظیر صلوۃ ٹھہرایا ہے اور صلوۃ کا وجوب خود مختلف فیہ ہی مختار مذہب حنفی مین استحباب ہی **اقول** ابحاث متعلقہ جفانی کا ذکر ہوچکا اور ابن حجر کی کا اگر تعصب مانع قبول ہی تو ابن تیمیہ و ابن عبدالہادی کا قول باب زیارت مین کب مقبول ہوگا کیونکہ تعصب و تشدد ان لوگون کا اس بحث مین معروف ہی اور مذہب حنفی مین استحباب صلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلقا مختار رکھنا مغالطہ ہی کیونکہ نزدیک ایک جماعت غفیمہ حنفیہ کی مختار وجوب صلوۃ کلما ذکر اسم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی بلکہ یہی قول قوی من حیث الدلیل ہی **قلت** فی مقدمۃ الکلام المبرور اور اسیوجہ سے محدثین اون لوگون پر جو زیارت کو نہین گئی طعن کرتے ہین چنانچہ ذہبی کتاب العبر باخبار من غبر مین وقائع ۷۴۱ مین لکھتی ہین ومات فیہا العارف الکبیر نجم الدین عبداللہ بن محمد الاصبہانی الشافعی تلمیذ ابی العباس المرسی عن ثمان وسبعین سنۃ جاور بمکۃ ومازار النبی صلی اللہ علیہ وسلم انتہی **قال** فی المذہب الماثور اس عبارت سی طعن سمجھنا آپکی فہم و دانش پر برہان قاطع ہی کون لفظ اسمین طعن کا ہی مقصود ذہبی صرف اخبار ہی بلکہ اتنی بڑی عارف کبیر کا نہ جانا ایک شاہد ہی اسبات کا کہ زیارت مذکورہ واجب و سنت موکدہ نہین ہی **اقول** برین فہم و دانش بباید گریست اس عبارت کو طعن نسمجھنا آپکی فہم و دانش پر برہان قاطع ہی اور صرف اخبار پر اسکو محمول کرنا اور اوسکی ساتھہ استناد کرنا اور

ف رد کلام مولوی کا جو بیشتر صاحب کا مستند تھا کلام مبرور

ف نسمجھنا مولوی کا جو بیشتر صاحب کا عبارت کو باخبار من غبر کو

عدم وجوب وسنیت پر استشہاد کرنا آپکی قصر نظر و نقص فکر پر دلیل ساطع ہی بچند وجوہ
اول یہہ کہ مولفین تواریخ و تراجم بعد ذکر سلسلہ نسب و تلمذ و سکن و مولد وغیرہ امور
ضروریہ ذاتیہ کی دو قسم کی حال لکھتی ہین ایک تو وہ جو منقبت پر دال ہو دوسری وہ جو
منقصت پر دال ہو اور سوا انکی اور حالات واقعیہ و کیفیات ثبوتیہ و منفیہ کہ جنسے کسیطرح
منقبت و منقصت نکلتی نہین ہی اور نہ کوئی اور حال ضروری معلوم ہوتا ہی واگذاشت
کرتی ہین اسوجہ سی کہ ایسی امور کی لکھنی مین بجز فضول کی کیا حصول ہی اور امر زائد
کی ساتھہ تسوید اوراق کرنا خلاف عقول ہی ہرگاہ یہہ امر مہم ہوا پس اب سمجھئی کہ قول ذہبی
کا وما زار النبی صلی اللہ علیہ وسلم دو حال سی خالی نہین یا تو اشارہ منقبت کی طرف ہی
یا منقصت کی طرف اشارہ ہی یا صرف اخبار امر واقعی ہی شق ثالث تو باطل ہی بوجہ
اسکی کہ خلاف عادات مورخین بلکہ خلاف عادت ذہبی بہی بلکہ خلاف عقل ہے کیونکہ
ہرگاہ اس سی اشارہ مدح و ذم کی طرف نہوا یہہ خبر ایسی ہوئی جیسی یہہ کہنا کہ لم یذہب
الی بیت المقدس ولم یذہب الی الہند ولم یدخل فی لکھنو ولم یسافر الی دہلی ولم یزر قبر
اولیاء الدہلی ولم یزر مقابر عدن وحدیدۃ وامثال ذالک من الاخبارات الواقعیۃ الصادقۃ
اور ہر ذی عقل کو معلوم ہی کہ اس قسم کی اخبار واقعیہ کو ذکر کرنا کتب تراجم مین علما بلکہ
عقلاء کی شان سی بعید ہی اور شق اول کا بطلان بہی ظاہر ہی اسوجہ سی کہ ترک زیارت
قبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کسی مسلم کی نزدیک قابل مدح نہین ہوسکتی البتہ کافر و زندیق
و ملحد سی اسپر ثنا ہوسکتی ہی اور ہرگاہ ان دو نو شق کا بطلان ظاہر ہوا شق دوم کا
ارادہ ظاہر ہوا دوم یہہ کہ اسمین کوئی شبہہ نہین ہی کہ ذہبی کی بسبب کمال زہد و ورع
و احتیاط کی اور مذاق باطن سی مجرد ہونی کی وجہ سی عادت یہہ ہی کہ ائمہ صوفیہ صافیہ

اور مشائخ اشاعرہ کی تراجم مین اشارات عیب ضرور لکھتی ہین اور بقدر وسعت خود کلمات طعن ضرور درج کر دیتی ہین اور بہ نسبت اور علماء کی صوفیہ و اشاعرہ کی تراجم مین بہت اختصار کرتی ہین یہ امر اوس شخص پر جسنے تالیفات ذہبی کو مثل عبر باخبار من غبر و سیر النبلاء وغیرہ کو مطالعہ کیا ہوگا ہرگز مخفی نرہیگا بلکہ ثقات علماء سے اس امر کی تصریح بھی وارد ہی کہ ذہبی کی عادت صوفیہ و اشاعرہ کی حق مین ذکر معائب وغیرہ کی ہی جلال الدین سیوطی رسالہ قمع المعارض فی نصرۃ ابن الفارض مین لکھتی ہین وان عرک ودندنۃ الذہبی فقد ودندن علی الامام فخر الدین بن الخطیب ذی الخطوب وعلی اکبر من الامام وہو ابو طالب المکی صاحب قوت القلوب وعلی اکبر من ابی طالب وہو الشیخ ابو الحسن الاشعری الذی ذکرہ یجول فی الافاق ویجوب وکتبہ تشحونۃ بذلک المیزان والتاریخ وسیر النبلاء افتامل انت کلامہ فی ہولاء کلا واللہ لایقبل کلامہ فیہم بل نوصلہم حقہم ونوفیہم انتہی اور محمد بن فضل اللہ محبی خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر مین لکھتی ہین قال التاج السبکی فی طبقات الشافعیہ ہذا شیخنا الذہبی لہ علم ودیانۃ وعندہ علی اہل السنۃ تحامل مفرط فلایجوز ان یعتمد علیہ وہو شیخنا ومعلمنا غیر ان الحق احق بالاتباع وقد وصل من التعصب المفرط الی حد یستحیی منہ وانا اخشی علیہ من غالب علماء المسلمین والمتہم الذین حملوا الشریعۃ النبویۃ فان غالبہم اشاعرۃ وہو اذا وقع باشعری لایبقی ولایذر والذی اعتقدہ انہم خصماؤہ یوم القیامۃ فالمسئول ان یخفف عنہ وان یشفعہم فیہ انتہی اور عبد الوہاب شعرانی کتاب الیواقیت والجواہر فی ذکر عقائد الاکابر مین لکھتی ہین سئل الحافظ ابو عبد اللہ الذہبی عن قول الشیخ محی الدین فی کتابہ الفصوص انہ ماصنعہ الا باذن من الحضرۃ النبویۃ فقال ما اظن ان مثل ہذا الشیخ یکذب مع ان الحافظ الذہبی کان من اشد المنکرین علی الشیخ وعلی

ف

بعضے کی کہ ذہبی کی عادت صوفیہ و اشاعرہ پر طعن کرنی ہے

طائفة الصوفية هو وابن تيمية انتهى اور عبد الله بن اسعد يافعي مكي مرآة الجنان مين حوادث
سنه ۳۰۰ مين بعد ذكر قصهٔ منصور بن حسين حلاج كي لكهتي هين واما ما نقل الذهبي فذكر فيه شيأ
فظيعة وكثر التشنيع عليه وبالغ مبالغة لا يناسب ما قدمناه عن المشائخ انتهى اور حوادث سنه ۵۰۲
مين ترجمهٔ ابو الفتوح احمد بن محمد الطوسي الغزالي الواعظ مين لكهتي هين هكذا اثنى عليه الحافظ
ابن النجار وغيره من العلماء والاولياء ولا التفات الى ما اومى اليه الذهبي من بعض الطعن
فيه انتهى اور حوادث سنه ۵۷۸ مين بعد ذكر ترجمهٔ شيخ احمد بن الرفاعي كي لكهتي هين هذه ترجمته
الذهبي في كتابه الموسوم بالعبر ولم يزد على هذا وهذا من العجائب في اقتصاره في ذكر شيخ
الشيوخ الذي ملأت شهرته المشارق والمغارب تاج العارفين امام المعرفين ذي الآيات
الزاهرة والكرامات الباهرة والمقامات العلية والاحوال السنية والبركات العامة والفضائل
الشهيرة بين الخاصة والعامة احمد بن ابي الحسن الرفاعي انتهى اور حوادث سنه ۶۵۶ مين
بعد ذكر ترجمه ابو الحسن شاذلي كي لكهتے هين سمع ايها الواقف على هذا الكتاب كلام هذا
الامام الكبير الهمام علم العلماء الاعلام عز الدين بن عبد السلام وكلام السادة المذكورين
من الاولياء المشكورين والعلماء المشهورين في تعظيم الشيخ ابي الحسن ومدحهم وثنائهم عليه
وقول بعض اهل الشام في تاريخه والشيخ ابو الحسن الشاذلي علي بن عبد الله بن عبد الجبار
المغربي الزاهد شيخ الطائفة الشاذلية سكن الاسكندرية وصحبه جماعة وله عبارات في التصوف
تستكلف في الاعتذار عنها انتهى فهل ترجمته هذا مدح له كلا بل هي في الحقيقة قدح فيه و
غض من جميل صفاته وخفض لعلو منزلته ورفيع درجاته كما هي عادته في وضع اوصاف
الاكابر بشأنه في الشيوخ الصوفية العارفين بالله اولي النور الزاهر واجلاء العلماء الاعلام من
الائمة الاشعرية المحققين اهل الحق الظاهر ورفع اوصاف الائمة الحشوية الحائدين على الظاهر

ولا یصح الاعتذار عنه بکون کتابه الذی فیه ذکر ترجمة الشیخ المذکور مختصر الوجهین احدهما انه قد
اطنب فیه بمدح کثیرین ورفع اوصافهم ممن ذکرت والثانی انه یمکن مع اختصار الکلام
التفخیم فی الوصف بذکر بعض المناقب العظام الاتری الی وصفه الشیخ المذکور بقوله الزاهد
وکذلک یفعل فی غیره من اکابر الصدیقین والمقربین والائمة الهداة العارفین ینابیع
الاسرار ومطالع الانوار کسیدی احمد بن الرفاعی وغیره من الائمة العارفین السادة
یقتصر فی مدح الواحد منهم بالزاهد وهو من مبادی سلوک اهل الارادة فلما بدل لفظ الزاهد
بالعارف او الامام او المرشد او المربی او الربانی او المقرب او ما اشبه ذلک وما المانع من ذکر
الفاظ الیسیرة تمثل الشیخ العارف بحر المعارف او امام الطریقة ولسان الحقیقة واستاذ الاکابر
الجامع بین علمی الباطن والظاهر انتهی اور حوادث ۶۸۳ مین لکهتے هین وفیها توفی السید الکبیر
الشان الشیخ ابو عبد الله محمد بن موسی بن النعمان التلمسانی وکان عارفا بمذهب مالک سلک
المسالک کما فی احسن المسالک قال الذهبی کان اشعریا منحرفا عن الحنابلة هذه عبارته
فیها من الغض له ما فیها کما عرف من عادته من التنقص من ائمة منهج الحق وسادته انتهی اور
حوادث ۶۹۰ مین لکهتے هین توفی فیها التلمسانی سلیمان بن علی الادیب الشاعر الملقب
بعفیف الدین قال الذهبی احد زناوقة الصوفیة قلت هذا ایضا مع ما تقدم یدل علی سوء
عقیدة الذهبی فی الصوفیة اما کان یکفیه وان کان کما ذکر زندیقا ان یقول احد الزناوقة
ولا یضیفه الی الصوفیة الصفوة اهل الصدق والحق والتحقیق انتهی اور حوادث ۶۹۹ مین
مین بعد ذکر ترجمة ابو محمد عبد الله بن محمد المرجانی المغربی کی لکهتے هین واما قول الذهبی فی
ترجمته وابو محمد عبد الله المرجانی المغربی الواعظ احد مشائخ الاسلام علما وعملا مقتصرا علی هذه
الالفاظ من غیر زیادة فغض من قدره کما هو عادته فی مشائخ الصوفیة السادة الصفوة

اولی الاسرار والانوار انتہی اور حوادث ۷۱۲ھ مین لکھتی ہین قال الذہبی ومات بدمشق
الشیخ سلیمان الترکمانی المولد وکان یجلس بسقایۃ باب البرید وہو ساکن قلیل الحدیث کثیف
وحال من نوع اخبار الکہنۃ ہکذا قال الذہبی علی عادتہ فی اعتقاد الفقراء انتہی پس جو شخص
اس عادت ذہبی سی واقفیت رکھتا ہوگا یقینا سمجھ لیگا کہ قول اونکا ترجمہ نجم اصفہانی
مین ومازار قبر النبی صلعم اشارہ طرف نقص وعیب کی ہی سوم یہہ کہ تصریح اس امر کی
بہی کہ یہہ کلمہ ذہبی کا مشیر الی الطعن ہے جیسا کہ میری فہم مین آیا ہی موجود ہی یا فی
حوادث ۷۱۲ھ مین بعد ذکر ترجمہ شیخ نجم الدین کی لکھتے ہین قلت قد اقتصرت فی ترجمۃ الشیخ
نجم الدین الاصبہانی علی ہذہ النبذۃ من فضائلہ وہذہ القطرۃ من بحرہ لانہ یوصل الی ساحلہ وما
ترجمۃ الذہبی مغاصتہ من قدرہ بل طامتہ لنور بدرہ حیث یقول فی ترجمتہ ومات بمکۃ فی الجمادی
الآخرۃ العارف الکبیر نجم الدین عبداللہ بن محمد الاصبہانی الشافعی تلمیذ الشیخ ابی العباس
المرسی عن ثمان وسبعین سنۃ جاور بمکۃ ومازار النبی صلی اللہ علیہ وسلم انتقد علیہ الشیخ علی الزاہد
ہذا جمیع ترجمتہ المقتصرۃ فی وضعہ المنسوب الیہ المنکرۃ فی ترک الزیارۃ علیہ وقد قدمت التنبیہ
علی اعظم من ہذا فی الانکار علی شیخ شیخہ ابی الحسن الشاذلی وانزالہ فی الحضیض النازل من ترفع
مرتبتہ انتہی چہارم یہہ کہ خود ذہبی کا کلام عبر مین دال اس امر پر ہی کہ یہہ کلمہ طعن کا ہی کیونکہ
بعد ومازار قبر النبی کی انتقد علیہ الشیخ علی الزاہد موجود ہی پنجم دوسری کتاب ذہبی کی عبارت
نص صریح اس امر پر ہی کہ عدم زیارت باعث طعن ہوئی ہے تقی فاسی عقد ثمین
فی تاریخ البلد الامین مین ترجمہ نجم الدین مذکور مین لکھتی ہین وذکرہ الذہبی فی تاریخ الاسلام
فقال الامام القدوۃ شیخ الحرم قال وصحب ابا العباس المرسی وتبرع فی الاصول وکان
شیخا صبیا منقبضا عن الناس جاور بضعا وعشرین سنۃ ولم یزر النبی صلی اللہ علیہ وسلم

فعیب علیہ ذلک مع جلالۃ قدرہ انتہی ششم سوای ذہبی کی اور علما نی بھی مثل صلاح صفدی
وغیرہ کی عدم زیارت قبر نبوی کو معرض طعن مین ذکر کیا ہی اور زمانہ نجم الدین مین اونپر ترک
زیارت سی عیب لگایا گیا ہی عقد ثمین فی تاریخ البلد الامین مین ہی عبد اللہ بن محمد بن محمد الشیخ
نجم الدین الاصبہانی نزیل مکۃ ذکرہ الصفدی وذکر شیئا من حالہ لانہ قال صحب ابا العباس
المرسی وکان شیخا مہیبا وقورا تفقہ فی مذہب الشافعی وبرع فی الاصول ثم قال جاور بضعا
وعشرین سنۃ وحج من مصر ولم یزر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فعیب ذلک علیہ مع جلالۃ قدرہ
انتہی اور مرآۃ الجنان مین ہی بلغنی انہ قال لہ بعض اصحابہ یا سید الناس ینکرون علیک
ترک زیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لا ینکر ذلک الا احد رجلین اما مشرع واما محقق فاما المشرع
فقل لہ ہل یجوز للعبد ان یسافر بغیر اذن سیدہ واما المحقق فقل لہ من ہو معک فی کل حین حاضر
اہل الطلبہ بستا فر انتہی ہفتم آپکا استشہاد حضرت شیخ نجم الدین کی ترک زیارت کی ساتھہ
جب درست ہو کہ فی الحقیقۃ اونکی طرف یہ نسبت درست ہو حال انکہ زیارت کی واسطی اونکا
تشریف لیجانا ثابت ہی نہ بطریق سفر ظاہری بلکہ بطریق طی مسافت وسفر ہوائی اور
بعد ثبوت اسکی منکر اسکا کوئی نہین ہو سکتا مگر جو کہ کرامات اولیاء اللہ کا منکر ہوگا اور
چونکہ اس قسم کی امور کی علم سی علمای ظاہر بمراحل دور ہین ان لوگون کو کیفیت اونکی
زیارت کی نہ معلوم ہوئی اسیوجہ سی ترک زیارت اونکی طرف منسوب کر کی اونپر ملامت
کی گئی یا فعی مرآۃ الجنان مین شیخ مذکور کی حال مین لکھتی ہین لم یر فی الظاہر خارجا من
مکۃ الی مکان ابعد من معرفۃ واما فی الباطن فالعلم بذلک راجع الی علماء الباطن وقد اخبر فی
بعض الاولیاء وہو الشیخ محمد البغدادی الذی کان ساکنا فی ربالہ مراغۃ قال لما رجعت
من زیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم متوجہا الی مکۃ افکرت فی الشیخ نجم الدین المذکور وعجبت

علیہ فی نفسی فی کونہ لا یقصد المدینۃ الشریفۃ ویزورہ قال ثم رفعت راسی فاذا بہ فی الھوی
مارا الی جہۃ المدینۃ ونادانی یا محمد اکذا وکذا وذکر کلاما نسیتہ انتہی آور تقی فاسی عقد ثمین مین بعینہ
حکایت اس حکایت کی کہتی ہین وبہذہ الحکایۃ یجاب عن الشیخ نجم الدین فی عدم اظہارہ
القصد الی زیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لان الشیخ علیا الواسطی انتقد علیہ ذلک کما ذکرہ الذہبی
والصفدی انتہی **باب سوم** ردمین اون اقوال کی جو باب اول مذہب ماثور
مین مذکور ہوی اور اسمین تین **فصلین** ہین **فصل اول** ردمین اون کلمات کی
جو فصل اول باب اول مذہب ماثور مین واقع ہوی **قال** جانا چاہیی کہ زیارت سنیہ وہ ہے
کہ مقصود اوسمین میت پر سلام کرنا اور اوسکی لیی دعا کرنا ہوتا ہی الخ **اقول** اس تقسیم
زیارت مین طرف زیارت بدعیہ وشرعیہ کی اور بیان اقسام زیارت بدعیہ مین اور
عبارات ابن تیمیہ وابن عبد الہادی مین جو متعلق اس بحث کی آپنی صفحہ ۱۸ اور ۱۹ وغیرہ
مین نقل کی ہین اگرچہ بعض امور قابل بحث کی ہین مگر چونکہ اصل مقصود سی خارج
ہین اوسکی اعراض کیا جاتا ہی **قال** چونکہ اس مقام پر ذکر صارم منکی کا آیا اور اس
رسالہ مین بڑی استمداد واستعانت اسی کتاب سی ہی اسلیے اوسکی مصنف کا کچھ حال
لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہی آبن حجر عسقلانی درر کامنہ مین فرماتی ہین محمد بن احمد
بن عبد الہادی بن عبد الحمید بن عبد الہادی بن یوسف بن محمد بن قدامۃ المقدسی
الحنبلی احد الاذکیاء ولد فی رجب ۷۰۵ھ وقیل قبلہا وقیل بعدہا الخ **اقول** بہت مناسب
ہوا کہ حال ابن عبد الہاد درج صحیفہ ہوا مگر اوسکی حال مین آپنی سن ولادت مین ولد
فی رجب ۷۰۵ھ نقل کیا اور آخر مین سنہ وفات مین ومات فی عاشر جمادی الاولی
۷۴۴ھ تحریر کیا غالبا یہہ امر خطا ناسخ ہوا آپکا مسودہ اس سی بری ہو **قال** یہانتی تک منتہی

ظاہر ہوا کہ زیارت بدعیہ تو کسیکی قبر کی جائز نہین خواہ قبر نبی ہو یا غیر نبی پس زیارت قبر
نبوی جس طریق پر فی زماننا مروج ہی یعنی اسطرح پر کہ وہ متضمن ہوتی ہی اتخاذ عید و دیگر
منہیات کو بلاشک حرام و بدعت ہی **اقول** ہان صحیح ہی کہ زیارت قبر بدعیہ مطلقا نہین
درست ہی مگر زیارت قبر نبوی کا جو فی زماننا مروج ہی مطلقا متضمن اتخاذ عید وغیرہ کا ہونا
محض غلط ہی البتہ بعض عوام کی زیارت مخجر ایسی امور کیطرف ہوتی ہی اوسکی ممنوع ہونیسے
مطلقا زیارت کا حرام و بدعت ہونا لازم نہین ہی معلوم ہوتا ہی کہ اسی شبہہ واہیہ کے
سبب سی آپ اس سعادت سی محروم رہی یا یہہ کہ اب رفع ملامت کی واسطی یہہ مغالطہ
فرمانی لگی اگر آپ ابتداء امر سی جیسی بوجہ ترک زیارت ملام ہوئی تھی یہہ امر لکھدیتی اور
اسکو ثابت کرتی تو بہتر تھا ابتداء جمہور کا دامن پکڑنا اور بی فائدہ بحث بڑہانا اور استحباب
کی طفیل مین اپنی عزت بچانا اور بعد مدت کی اپنی اصل مقصود کو کھولدینا ضرور نہ تھا
قال باقی رہی زیارت سنیہ پس جاننا چاہیی کہ آنحضرت صلعم کی قبر کی زیارت سنیہ مین
تین احتمال ہین اول یہہ کہ زیارت مذکورہ سی وہ معنی مراد لیی جاوین جو لفظ زیارت
قبر سی معروف و معہود ہین یعنی اسطرح پر زیارت کرنا کہ زائر قریب قبر کی ہو اور قبر مشاہد
ہو اور یہہ امر بغیر دخول حجرہ شریفہ کی غیر متصور ہی دوم یہہ کہ خارج از حجرہ قبر شریف پر متوجہ
ہو کی صلوۃ و سلام کیا جاوی سوم یہہ کہ مسجد نبوی مین داخل ہو کر آنحضرت پر صلوۃ و سلام
پڑہا جاوی جیسا کہ ہر مسجد مین مشروع ہی **اقول** معنی معہود مین اشتراط مشاہدہ قبر کا
محض غلط ہی اور معنی سوم کو احتمال سوم زیارت قبر نبوی کا بنانا خالی سخافت سی نہین
ہی ہر عاقل اس امر کو سمجھتا ہی کہ زیارت قبر نبی کی معنی دخول فی المسجد و ادا الصلوۃ
والسلام فیہ جو کہ تمام مساجد مین مشروع ہی نہین ہی پس یہہ احتمال زیارت سنیہ

قبر نبوی کا ذکر کرنا خرافات شیخ الاسلام ابن تیمیہ و ابن عبد الہاد وغیرہ سی ہی حقیقۃ
زیارت قبر نبوی کی دو ہی احتمال ہین ایک یہہ کہ داخل حجرہ جا کی قبر کی پاس ایسی مقام
پر کہ قبر رای العین ہو صلوۃ و سلام ادا کرنا دوسری خارج از حجرہ کھڑی ہو کی متوجہا
الی القبر صلوۃ و سلام ادا کرنا **اقال** معنی اول کا استحباب مثل اور قبور کی استحباب کے
اگرچہ اون احادیث سی جو عموما زیارت قبور کی استحباب پر دلالت کرتی ہین ثابت
ہو سکتا ہی اور موافق عامۂ علماء کی اس حدیث سی بھی جو سنن ابی داؤد و مسند احمد
مین مروی ہی ما من احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام ثابت ہو سکتا ہے
کیونکہ عامہ علماء اس حدیث سی سلام عند القبر سمجھی ہین گو اونمین اس امر مین نزاع ہی
کہ ایا اسمین وہ شخص جو خارج حجرہ سی سلام کری داخل ہی یا نہین لیکن جب ام المومنین
عائشہ رضی انتقال فرمایا تو حجرہ بند کر دیا گیا پس زیارت بہذا المعنی ممکن نرہی اور
مشروعیت فرع امکان کی ہی کیونکہ حق تعالی نے فرمایا لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا
پس زیارت مذکورہ مشروع نرہی **اقول** سبحان اللہ و بحمدہ فی الحقیقۃ اگر آپکو صارم ملتی
ایسی مضامین عالیہ کسیطرحسی ذہن رسا مین نہ آتی **شعر** مسئلہ کیا ہی یہہ تماشا ہی مرا
دل سی تمنی اسی تراشا ہی مرا آپنی یہہ نہ خیال فرمایا کہ مشروعیت جو امکان کی فرع ہی
اوس امکان سی کون امکان مراد ہی امکان ذاتی یا امکان نفس الامری یا امکان عامی
اگر امکان ذاتی مراد ہی تو بعد زمانہ حضرت عائشہ رضی کی بھی بلکہ ہر وقت و ہر آن الی قیام
القیامۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی پاس پہونچنا اور ایسی مقام پر نزدیک قبر کی کھڑی
ہونا کہ وہ مشاہد ہو ممکن بالذات ہی اوسکی فرض وجود سی کوئی محال بنفس ذاتہ
لازم نہین آتا ہی اور اگر امکان نفس الامری مراد ہی تو بھی یہہ امر من وقت الدفن النبوی

بحث امکان فرع مشروعیت نہی

الی قیام الساعۃ ہر وقت نفس الامر مین ممکن ہے اور اوسکی فرض سی فی نفس الامر کوئی محال نہین
لازم آتا ہی اور اگر مراد امکان عادی ہی تو بہی موجود ہی معلوم نہین وہ کونسا امکان ہی کہ
جسکی فنا سی فنا مشروعیت کا حکم دیا جاتا ہی ہان یہ کہیی کہ بعد زمانہ ام المومنینؓ کی یہہ صورت
معدوم ہوگئی تو البتہ درست ہی مگر اس سی نفی مشروعیت کہان لازم ہی اور یہہ بہی آپنی خیال
نفرمایا کہ مشروعیت تو ایک امر عام ہی ندب و وجوب وغیرہ سب کو شامل ہی اور کتب اصول مین
مرقوم ہی کہ ندب تکلیف نہین ہی پس مجرد مشروعیت سی تکلیف کہان لازم آئی کہ اوسکی دلیل
آیت قرآنیہ تلاوت کی گیی **قال** صارم منکی مین موجود ہی **واما السلام عند قبرہ الخ اقول** وہ
سب مردود ہی **اما قولہ** اما السلام عند قبرہ من داخل الحجرۃ فہذا کان مشروعا لما کان ممکنا بدخول
من یدخل علی عائشۃ فضیہ ان امکانہ باق الی قیام القیامۃ وعدمہ لا یستلزم امتناعہ حتی تتفرع
علیہ عدم مشروعیتہ بل قد وجد بعد زمان ام المومنینؓ ایضا کما ہو مبسوط فی کتب التاریخ **وقولہ وقد**
ثبت بالتواتر واجماع الامۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یشرع الوصول الی قبرہ للاذعاء
لہ وللدعائہ ولا لغیر ذلک بہتان عظیم فاین العلماء الذین ادعوا اجماعا علی ان رسول صلی اللہ علیہ
وسلم لا یشرع الوصول الی قبرہ واین المخبرون بہ الذین بلغ خبرہم الی حد التواتر **وقولہ** لکن علم
ان الزیارۃ المعہودۃ للقبور غیر مشروعۃ ولا ممکنۃ ولو کان فی زیارۃ قبرہ عبادۃ زائدۃ للامۃ
لفتح باب الحجرۃ ومکنوا من فعل تلک العبادۃ بتعہد قبرہ وہم لم یمکنوا الا من الدخول فی مسجدہ فیہ
ان الزیارۃ بمشاہدۃ قبرہ وان کانت معدومۃ فی ہذہ الاعصار لکنہا ممکنۃ فہی مشروعۃ فان
رفعت الجدران وہدمت البنیان بامر السلطان لوصل کل احد الی قبر سید بنی عدنان
ولو لم یکن فی زیارۃ قبرہ صلعم الا ادائہ والتشرف بحضورہ وجواب سلامہ بنفسہ لکفی فکیف وفیہ
سعادۃ الدنیا والدین من حرم محرم الفضیلۃ العظمی بالیقین ولا یلزم من مشروعیۃ العبادۃ الزائدۃ عند

قبره عدم مشروعيته نفس زيارته ولا من سد باب الحجرة نفى مشروعيته فان ذلك كان لخوف ان
يتخذ عيدا ونحو ذلك ولو لا ذلك لابرز قبره وقوله ومن الناس من لا يتصور ما هو الممكن المشروع
من الزيارة حتى يرى المسجد والحجرة بل يسمع لفظ زيارة قبره فيظن ذلك كما هو المعروف من زيارة
القبور انه يصيل الى القبر ويجلس عنده ويفعل ما يفعله من زيارة شرعية او بدعية فاذا رأى المسجد
والحجرة تبين انه لا سبيل لاحد ان يزور قبره كالزيارة المعهودة عند قبر غيره فيه انه لا يلزم من ذلك
عدم مشروعية زيارة قبره مطلقا فليست مشاهدة القبر في ذلك قيدا ولو كان قيدا لا يلزم من
عدمه في بعض الاعصار عدم الامكان وعدم المشروعية راسا وقوله ومما يوضح هذا ان الشخص
الذي يقصد اتباعه زيارة قبره يجعلون قبره بحيث تمكن زيارته فيكون له باب يدخل منه ويجعل
عند القبر مكان للزائر اذا دخل بحيث يتمكن من القعود واذا كان الباب مغلقا جعل له شباك
على الطريق ليراه الناس وقبر النبي صلى الله عليه وسلم بخلاف هذا كله لم يجعل للزائر طريق للوصول
اليه بوجه من الوجوه ولا قبر في مكان كبير يسع الزوار ولا جعل للمكان شباك يرى عنه متعقب
بان كل ما ذكرته مما يفعلونه ليس بداخل في مفهوم زيارة القبر المسنون ولا يلزم من عدم ذلك
في القبر النبوي عدم مطلق الزيارة ولو على الوجه السني وقد كان في موضع يمكن ان يدخل فيه
الناس بل قد كان يدخل ويحضر عند قبره الاكياس الا ان مخافة ما حذر عنه الرسول بهتم على الغلو
والسدد هو امر آخر ولم يامر النبي صلى الله عليه وسلم ولا اصحابه بان يكون قبره بحيث لا يصل اليه
احد ولا يشاهده فرد وانما حذر مما حذر ففعلوا ما فعلوا وقوله واما زيارة قبره كما هو المعروف
في زيارة القبر فهذا ممتنع غير مقدور ولا مشروع مردود وبانه ليس بممتنع ولا غير مقدور ولا غير مشروع
ومن لا يعرف الفرق بين عدم الشئ وعدم امكانه وبين فقدان الشئ وامتناعه فليبك على نفسه
وقوله وذلك ان لفظ زيارة قبره ليس المراد بها نظير المراد بزيارة قبر غيره فان قبر غيره يوصل اليه

ویجلس عندہ وتمکین الزائر مما یفعلہ الزائرون للمقبور عندہا واما ہو صلی اللہ علیہ وسلم فلا
سبیل لاحد ان یصل الا الی مسجدہ ولا یدخل احد بیتہ ولا یصل الی قبرہ بل دفنوہ فی بیتہ بخلاف
غیرہ محذوش بانہ ما الدلیل علی انہ لیس المراد من زیارۃ قبرہا ہو المعہود وکون القبر مشاہد الیس
بداخل فی مفہوم زیارۃ القبر ولو کان داخلا فلا یفید ایضا لانہ کان موجودا فی قبرہ ایضا وانما فقد
ذلک بعد ازمنۃ لعوارض لاحقۃ وعدم شئی لا یستلزم امتناعہ ولا عدم مشروعیتہ **وقولہ** ولم یکن
احد من الصحابۃ یسافر الی المدینۃ لاجل قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بل کانوا یاتون فیصلون فی مسجدہ
ویسلمون علیہ ویسلم من سلم عند دخول المسجد والخروج منہ دعوی من غیر بینۃ فلیہ ہن ہذا
النفی العام ببرہان واضح ورودونہ فرخرفۃ **وقولہ** ولہذا کان الصحابۃ بالمدینۃ علی عہد الخلفاء
ومن بعدہم اذا دخلوا المسجد لم یکونوا یذہبون الی ناحیۃ القبر فزورونہ ہناک ولا یقفون خارج
الحجرۃ مردود وبان کتب الآثار والاخبار والسیر تکذبہ کما مر بندمنہ فیما مر **قال** اعتراض حدیث
زوروا القبور عام اور کوئی مخصص اسکا پایا نہین جاتا ہی پس اونہین سی بعض افراد یعنی
زیارت قبر نبوی کو خاص کرنا اور اوسکو غیر مشروع کہنا تخصیص بلا مخصص ہے جواب یہہ تخصیص
نہین بلکہ عدم مشروعیت حضرت کی زیارت معہودہ کی قبیل انتہاء الحکم بانتہاء سببہ ہی کیونکہ
سبب زیارت کا قبر مشاہد ہی اور حضرت کی قبر ایسی نہین ہی **اقول** اسمین کلام ہی بچند وجوہ
اول یہہ کہ سبب زیارت کا قبر مشاہد ہونا کس کتاب مین ہی اور کس عالم نی لکہا ہی اور
کس دلیل سی اسکا ثبوت ہوتا ہی اور اگر محض ایجاد عالی ہی تو ساقط الاعتبار ہی **دوم**
یہہ کہ سبب زیارت کا قبر مشاہد کو کہنا ایسا ہی جیسا اصولیین لکہتی ہین کہ سبب وجوب
حج کا نفس بیت اللہ ہی اور اس مساوات کا آج تک کوئی مسلمان قائل نہین ہوا **سوم** یہ
زیارت قبر جو شرعا مسنون ہی اور ادای سلام وغیرہ ماثور ہی اوس سی غرض صرف قبر کا

ف اور حقیقی معنوی مراد ہونا ممنوع ہے بلکہ مجازی مراد ہے جسکی دلیل ہم نے بیان کی ہے نیز جب حکم زیارت مقبور عندہا کا ہے تو زیارت قبر نبوی کا بھی ہے

دیکھنا اور ایک تودۂ خاک کی پاس کھڑی ہونا ہی یا غرض ادای حق صاحب قبر اور سلام
کرنا اوسپر ہی شق اول کا تو آج تک کوئی مسلمان نہین قائل ہوا اور بر تقدیر شق دوم قبر
کو سبب بنانا محض غلط ٹھہرا چہارم زیارت قبر کی مسنونیت مشروط اس امر کی ساتھ ہی کہ
قبر مشاہد ہو اور مقام دفن شخص وممتاز ہو یہانتک کہ اگر قبر مسمار کردی گئی ہو یا مقام دفن
بوجہ سہو کی ممتاز نہ رہا ہو اوسوقت زیارت مسنون نہ ہی یا اس امر کی ساتھ مشروط نہین
ہی شق اول کا تو آج تک کوئی قائل نہین ہوا اور بر تقدیر دوم قبر کو سبب زیارت کہنا لغو
ٹھہرا پنجم یہہ کہ زیارت قبور جو شرعا مسنون ہی وہ حقیقۃ زیارت نفس قبور نہین ہی بلکہ زیارت
من فی القبور ہی اسیوجہ سی سلام وخطاب وغیرہ مسنون ہی اگر مقصود نفس مشاہدۂ
قبر ہوتا اور صرف رویت قبر مقصودی امر مسنون ہوتا تو خطاب وسلام بی محل ہوتا پس یہہ کہنا
کہ سبب زیارت کا قبر ہی قول مہمل ہے ششم یہہ کہ زیارت باعتبار اصل معنی کی مبنی انتقال
سی ہی جو ہر منظم مین ہی الزیارۃ اما نفس الانتقال من مکان الی مکان بقصد ہا واما الخصوص
عند المزور من مکان آخر وعلی کل فالانتقال الشامل للسفر من قرب وبعد لابد فی تحقق معنا
انتہی پس زیارت قبور جو شرعا مسنون ہی مقصود بالانتقال اوسمین نفس قبر من حیث انہ
جسم مرکب من ماء وطین ہے یا من فی القبر ہی شق اول کا تو کوئی شخص قائل نہین ہے
اور لیس کتب دین مین اسکا نشان نہین ہی اور بر تقدیر دوم اپکی تقریر سبیت قابل التفات
نہین ہی ہفتم کتب علماء مین مصرح ہی کہ زیارت قبور مثل نماز جنازہ وغیرہ کی ادای حق
اسلامی ہی اور پر ظاہر ہی کہ یہہ ادای حق کہ زیارت سی ہوتا ہی قبر کا نہین ہے بلکہ من فی القبر
کا پس قبر کا سبب ہونا امر مہمل ہے ہشتم یہہ کہ قبر کا سبب ہونا غیر مسلم ہی بلکہ حضم کی نزدیک
سبب زیارت دفن من فی القبر ہی اور یہہ امر ہر وقت موجود ہی خواہ قبر مشاہد ہو یا نہو

بلکہ خواہ باقی ہو یا مسمار کردی گئی ہو پس انتہاء سبب اس صورت مین نہوا اور متفرع ہونا
اوسپر انتہاء حکم کا غلط ٹھہرا ۹ یہہ کہ کتب اصول مین بحث نسخ مین مرقوم ہی کہ انتہاء سبب
مطلقاً مستلزم انتہاء حکم نہین ہی بلکہ اوس مقام مین کہ دلیل خاص اس امر پر دال ہو
کہ اس حکم کی مشروعیت مقید ساتھہ وجود اس سبب کی ہی فتح القدیر مین ہی اما مجرد تعلیله
بکونه معللا العلة انتهت فلا یصلح دلیلا یعتمد فی نفی الحکم المعلل لما قدمناه من قریب فی مسائل
الارض من ان الحکم لا یحتاج فی بقائه الی بقاء علته لثبوت استغنائه فی بقائه عنها شرعا کما
علم فی الاضطباع والرمل فلابد فی خصوص محل یقع فیه الانتفاء عند الانتفاء من دلیل یدل علی ان
هذا الحکم ما شرع مقیدا بثبوته تبقی انتهی پس ماکن فیه مین کوئی دلیل خاص بیان کرنا ضرور
ہی جو اس امر پر دال ہو کہ مشروعیت زیارت قبور مقید ساتھہ مشاہدہ قبر کی ہی وانی لکم
ذلک فادعوا شهداءکم من دون الله ان کنتم صادقین ۱۰ دہم یہہ کہ انتہاء الحکم بانتہاء
سببه مین سبب سی مراد علت غائیہ ہی نہ مطلق سبب فتح القدیر مین ہی المراد بالعلة فی
قولنا حکم معنیا بانتهاء علته العلة الغائیة انتهی اور قبر یا مشاہدہ قبر کی زیارت کی علت غائیہ
ہونیکا بطلان اجلی بدیہیات سی ہین یا ۱۱ زدہم علت غائیہ و منشا مشروعیت زیارت
قبور تذکر آخرة ہی جیسا کہ حدیث الا فزوروہا فانها تذکر الآخرة سی ثابت ہی اور یہہ امر
منتفی بانتہاء مشاہدۂ قبر نہین ہی ۱۲ دوازدہم تقریر آپکی اس مقام کی بالکل معارض
آپکی تقریر قول محقق و قول منصور کی ہی پس کلام آپکا خود آپ ہی کی کلام سی ساقط
ہی قال اور ممکن ہی کہ کہا جاوی کہ مخصص اوسکا حدیث لا تتخذوا قبری عیدا ہی جیسا کہ
حسن بن الحسن اور علی بن الحسین و سعد بن ابراہیم اس حدیث سی نہی زیارت سمجھی صالم
مین مرقوم ہی و روی سعید بن منصور الم بلکہ جمیع صحابہ سوای ابن عمر کی اس حدیث سے

نہی زیارت سمجھی ہین اقول اولاً حدیث لاتتخذوا عیدا سی نہی زیارت قبر کی ہرگز نہین
ثابت ہی اور نہ زیارت قبر شرعیہ مستلزم جعل عید کو ہی ثانیاً حسن و علی و سعد کیطرف نسبت
کرنا اس امر کی کہ وہ مطلقاً زیارت قبر نبوی سی منع کرتے تہی یا یہہ کہ حدیث مذکور سی نہی زیارت
سمجھی تہے افترا بحت ہی ثالثاً سمجھنا جمیع صحابہ کا سوا ابن عمر کی نہی زیارت کو اسحدیث
سی قبیل دعاوی کاذبہ و فرحرفات واہیہ سی ہی بدون اثبات کی قابل سماعت
نہین ہی تحقیق ان سب امور کی سابقا مذکور ہو چکی اور تحقیق ابن عبدالہادی بہی مردود
ہو چکی قال اب ہم رجوع کرتے ہین طرف مقصود اصلی کے وہ یہہ کہ جب صحابہ نی آنحضرت
صلعم کی قبر کو ایسا بنایا کہ اوسکی زیارت معہودہ ممکن نہین تو قطعاً معلوم ہوا کہ اونہون
نی زیارت معہودہ کو نہ واجب سمجھا اور نہ سنت موکدہ اور نہ ایسا مستحب کہ بہ نسبت سائر
قبور کی اوسمین ثواب زائد سمجھا پس اب تین احتمال رہی یا تو مستحب سمجھا مثل زیارت سائر
قبور کی اور اس خیال سی کہ اسکا مفسدہ زائد ہی اسکی مصلحت سی قبر کو ایسا بنایا
کہ کوئی زیارت متعارفہ نکر سکی یا مباح سمجھا یا منہی عنہ سمجھا اقول زیارت معہودہ کی
یعنی جو بمشاہدہ قبر ہو واجب و سنت نہونیسی مطلق زیارت قبر نبوی کا واجب و سنت
نہونا لازم نہین ہی اور اسکی استحباب سی استحباب مطلق لازم نہین ہی اور زیارت
قبر نبوی کو مطلقاً منہی عنہ سمجھنا کسی صحابی بلکہ کسی عاقل مسلم کا کام نہین ہی اس احتمال کو
معرض تشقیق مین ذکر کرنا شان علماء کی نہین ہی اور نسبت بنانی قبر کی اسطرح پر کہ اوسکی
زیارت متعارفہ نہو سکی طرف صحابہ کی مطالب بالاثبات ہی اس امر کا اثبات آپکی ذمہ پر ہی
کہ قبر کا مختفی کر دینا صحابہ سی صادر ہوا ہی اور ایسی اسکا اثبات بہی لازم ہی کہ قبر کو ایسا
بنانا اس خیال سی ہوا کہ مفسدہ اوسکا زائد ہی کتب تواریخ مین اسکی خلاف مذکور ہے

وفاء الوفا مین ہی نقل الاقشہری عن الرشید ابی المظفر النگازرونی شارح المصابیح انہ قال
سئلت جمعا من العلماء عن سبب ستر القبور عن اعین الناس ای باتخاذ جدار لا باب لہ فذکر بعضہم
انہ لما مات الحسن بن علی امر ان تحمل جنازتہ و یحفر بہا قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم یرفع و یقبر
فی البقیع فلما اراد الحسین ان یجہز وصیتہ ظن طائفۃ انہ یدفن فی الحجرۃ فمنعوہ و قاتلوہ فلما
کان عبد الملک او غیرہ سدوا و ستروا انتہی **قال** اور معنی دوم کا استحباب قائلین استحباب
فی یا تو فعل ابن عمر سی ثابت کیا یا حدیث من زار قبری سیلم علی الا رد اللہ علیہ روحی حتی ارد علیہ السلام سی
جیسا کہ صارم مین نقلا عن شیخ الاسلام مرقوم ہی لیکن اس قسم کی زیارت سوای ابن عمر
کی کسی سی منقول نہین **اقول** یہہ نفی عام مطلقا صحیح نہین **قال** اور معنی سوم کے
استحباب پر اتفاق ہی سب علماء کا اور یہی معمول ہی صحابہ کا اور احادیث صحیحہ اسپر
دال ہین اور اوسکی لیی سفر مشروع ہی **اقول** یہہ ایک امر علیحدہ خارج از بحث ہی زیارت
قبر کا محتمل نہین ہی **قال** صحابہ اور متقدمین نی اسکو زیارت قبر کی ساتھہ تعبیر نہین کیا
بلکہ بعضون نی زیارت قبر کو مکروہ جانا ہان اسپر متاخرین اطلاق زیارت قبر کرتے ہین
صارم مین ہی **اقول** یہہ افترا بحت و خیال خام ہی اسکو زیارت قبر کہنا کسی عاقل کا کام
نہین ہی اور اقوال صاحب صارم کی مطالب بالا ثبات ہین اما **قولہ** والذی یفعلہ علماء
المسلمین ہو الزیارۃ الشرعیۃ یصلون فی مسجدہ یسلمون علیہ فی الدخول للمسجد و فی الصلوۃ و
ہذا مشروع باتفاق المسلمین متعقب بان ہذا لیس بزیارۃ للقبر الشرعیۃ و لا بدعیۃ فکونہ زیارۃ
شرعیۃ فرع ان یدخل تحت مفہوم زیارۃ القبر اولا و اذ لیس فلیس و کون ہذا الامر یعنی الصلوۃ
و السلام عند دخول المسجد مشروعا عند الدخول فی المسجد النبوی لیس لکونہ صلی اللہ علیہ وسلم
مدفونا بقربہ و لا لکونہ مسجدا لہ کیف و ہو مشروع فی جمیع المساجد و لو لم یدفن النبی صلعم فی ذلک

الموضع لكان هذ مشروعا عند الدخول فى المسجد فالقول بانه زيارة شرعية لقبر النبى او للنبى
صلى الله عليه وسلم كالقول بان الصلوة والسلام عند دخول كل مسجد ولو فى بلد تتار
زيارة شرعية لقبره اوله وهذا لا يقوله الا جاهل بمعانى الالفاظ العربية او معاند بالامور الشرعية
وقوله والعمل الذى يسمى زيارة لقبره لا يكون الا فى مسجده لا خارجا من المسجد متعقب بانه
لا يلزم من ذلك ان لا يكون الا من جنس ما شرع فى سائر المساجد وقوله نقلا عن شيخه ومما
يوضح هذا انه لم يعرف عن احد من الصحابة انه تكلم باسم زيارة قبره لا ترغيبا فى ذلك ولا غير
ترغيب فعلم ان مسمى هذا الاسم لم يكن له حقيقة عندهم يوسلم لا يضر شيئا فان كون هذا الاسم
له مسمى قياسا على قبور غيره بل بالطريق الاولى كان امرا جليا لم يكن مما يهتم به الصحابة ولو علموا
ان اصحاب الاوهام يتنازعون فى مثل هذه الامور الجلية لبحثوا وحققوا اوضحوا وقوله وبهذا
يظهر ان الذين كرهوا ان يسموا هذا بزيارة قبره قولهم اولى بالصواب فان هذا ليس بزيارة للقبر
ولا فيه ما يختص بالقبر والذين قالوا يستحب زيارة قبره انما اراد وا هذا فليس بين العلماء خلاف
فى المعنى بل فى التسمية والاطلاق كلام من لم يمارس كلمات الفقهاء ولم يطالع دفاتر جملة
العلماء فهذه كتب المناسك وغيرها متواردة على ذكر زيارة القبر لا بالمعنى الذى توهمه وذكر آداب
على الفرق بين ما شرع عند دخول المسجد وبين زيارة قبره التى هى عندهم مستحبة او واجبة فمن لم يفهم
مثل هذا الامر الواضح فليبك على نفسه وليت شعرى لم يكن لهم علم بان اداء ما شرع عند دخول المسجد
ليس بزيارة قبره بل هو امر مشروع عند قبره وعند مسجد غيره فهل يمكن اطلاق زيارة القبر عليه وهل هذا
الا كاطلاق زيارة الآثار الموضوعة فى جانب من مسجد الدهلى على الدخول فى مسجد الدهلى فهل يقال
لمن دخل مسجد الدهلى وصلى وسلم انه زار تلك الآثار فاذن القول بهذا ليس الا مغلطة ومزخرفة
لا يسمع الا بالبينة الواضحة والشهادة العادلة وكذلك لا يسمع قوله ان من كره اطلاق زيارة القبر

اراد هذا المعنى الابتذل صريح عن من قبله فقد خالف فيه جميع من مضى قبله وأتى بشئ عجيب لم يسبق
بمثاله الا مثله شعر اذا لم تكن للمرء عين صحيحة ٭ فلا غرو ان يرتاب الصبح مسفر ٭ وقوله الذى عليه
السلف والخلف وجاءت به الآثار هو السفر الى مسجده والصلوة والسلام عليه فى مسجده فهذا
السفر مشروع بالاتفاق وهذا هو مراد العلماء الذين قالوا انه يستحب السفر الى زيارة قبره فان مرادهم
بالسفر لزيارته هو السفر الى مسجده وهذا هو مراد من ذكر الاجماع على ذلك كما ذكر القاضى عياض
مردود بانهم كما اجمعوا على استحباب السفر الى المسجد النبوى كذلك اجمعوا على مشروعية زيارة القبر
النبوى واختلفوا فى استحبابه ووجوبه ولم يخالف فيه احد من المسلمين الى عصر ابن تيمية وهو اول من
اظهر فيه الخلاف واتى بامور مستنكرة وهو من الشنع للمسائل المنقولة عنه وخلافه اللاحق مع كونه مبنيا على شبهات
واهية وتوهمات داهية لا يرفع الاجماع السابق والقول بان مراد العلماء الذين قالوا باستحباب
السفر الى زيارة القبر السفر الى زيارة مسجده دعوى من غير بينة بل يكذبها عبارات الائمة وكتب
مناسك علماء الامة فظن انه مراد القاضى عياض وغيره ظن فاسد وليت شعرى ماذا يقول فى نحو
القائلين بمشروعية زيارة القبر والناصين على استحباب السفر اليه والناقلين الاجماع عليه فى انه
هل يستحب استقبال القبر النبوى ويؤمر بادبه عند الزيارة وفى بحثهم فى انه هل يستحب اكثار الزيارة ام لا وفى
بحثهم فى انه هل ينوى مع الزيارة السفر الى المسجد النبوى ام يجزئ نية الزيارة وفى بحثهم فى ان الزائر
هل يتبعى بالقبر ام بالروضة وغير ذلك من المباحث المذكورة فى كتب الفقه فى بحث الزيارة وفى كتب
المناسك المتفرقة الدالة دلالة صريحة واضحة على انهم لم يريدوا بمشروعية زيارة القبر واستحباب السفر اليه ما نفوه
بهذا المتفوه ومن لم يتدبر عباراتهم ولم يحط بمواقع الفاظهم او نسب الغلط اليهم باجمعهم فواحرى بان
لا يخاطب لا يلتفت اليه وقوله ولم يكن السلف يطلقون على هذا زيارة قبره ولا يعرف لاحد من الصحابة
لفظ زيارة قبره البتة ولم يتكلموا بذلك وكذلك عامة التابعين لا يعرف هذا فى كلامهم فلا يعبر

عن وجوده وهو قد نہی عن اتخاذ بیتہ وقبرہ عیدا مردود بان الاحکام الشرعیۃ والحقائق الواقعۃ
لا تقتنص من المحاورات والاستعمالات وکونہ ممتنعا خیال باطل وکذلک خیال عدم الفرق
بین زیارۃ نفس القبر وبین اتخاذہ عیدا ونحو ذلک وقولہ ولہذا کرہ مالک وغیرہ ان یقول زرنا
قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولو کان السلف ینطقون بہ لم یکرھہ مالک من الخیالات المردودۃ من
اراد الاطلاع علی کونہ مردودا وتوجیہات قول مالک فلیرجع الی شفاء الاسقام وحواشی الشفا
لیندفع عنہ الاسقام ویفوز بالبر والشفا وقولہ ولم یکونوا یذھبون ویقفون الی جانب الحجرۃ
ویسلمون علیہ ہناک قد کذب بہ کتب الحدیث والتواریخ فلا عبرۃ بہ **قال** بالجملہ یہ زیارت خواہ اسکو
زیارت مسجد نبوی کہیں جیسا کہ طریقہ متقدمین ہی وخواہ زیارت قبر نبوی جیسا کہ قول متاخرین
ہی افضل مستحبات سی ہی **اقول** یہہ کسی عاقل کے نزدیک زیارت قبر نبوی نہین ہی اور
بجز ابن تیمیہ واتباع ابن تیمیہ کی کسی نی ایسا افتراء متاخرین پر باوجود مخالفت صریح
اونکی صریح کلمات کی نہین کیا ہی اور اگر زیارت قبر نبوی اسیکا نام ہووی تو مسجد نبوی کی
کیا خصوصیت ہی تمام مساجد دنیا مین داخل ہونا اور بوقت دخول موافق امر مشروع کی
صلوۃ وسلام ادا کرنا زیارت قبر نبوی ہو جاوی وہذا لا یقولہ الا غبی او غوی **فصل**
دوم رد مین اون ادلہ کی جو فصل دوم باب اول مذہب ماثورین عدم وجوب
پر قائم کی گئی **قال** دلیل اول وجوب زیارت کسی دلیل شرعی سی ثابت نہین اور
نہ یہہ قول صحابہ وتابعین وتبع تابعین سی منقول ہی پس بدعت سیئہ ٹھہرا **اقول**
اسمین کلام ہی بچند وجوہ **اول** یہہ کہ نقاد فن کی نزدیک اختلاف علماء فروع فقہیہ مین
بدعت سی خارج ہی بلکہ اسپر اطلاق بدعت کرنیوالا اونکی نزدیک متعصبین مبطلین مین
معدود ہی محقق تفتازانی کی شرح مقاصد مین ہی المحققون من الماتریدیۃ والاشعریۃ

فصل دوم رد مین وجوب زیارت
اور اصل مدعی وجوب زیارت قبر نبوی کی جو ہووی کی
ساتھ منسوب ہی قائلین کی

دلیل اول مدعی وجوب
اختلاف علماء مجتہدین
پر اطلاق بدعت مین تعصب ہی

لاینسب احدہما الآخر الی البدعۃ والضلالۃ خلافا للمبطلین المتعصبین حتی ربما جعلوا الاختلاف
فی الفروع ایضا بدعۃ وضلالۃ کالقول بحل متروک التسمیۃ عامدا وعدم نقض الوضوء بالخارج
من غیر السبیلین وبجواز النکاح بدون الولی والصلوۃ بدون الفاتحۃ انتہی دوم اگر ایسیہی باب
بدعت مفتوح ہووی لازم آتا ہی کہ مجتہدین کی بہی بہت مسائل کہ جنکا کوئی قائل صحابہ مین نہین ہوا
اور دلیل شرعی کا بہی کما ینبغی نشان نہین ملا جیسی مسئلہ حل متروک التسمیہ عامدا وغیرہ داخل بدعت
سئیہ ہوجاوین اور قائلین اونکی مبتدع ہوجاوین معاذ اللہ من ذلک وحاشاہم عن ذلک تذکرہ
الحفاظ للذہبی مین ہی قال یحیی بن سعید الانصاری اہل العلم اہل توسعۃ وما برح المفتون یحلل
فیحلل ہذا ویحرم ہذا فلا یعیب ہذا علی ہذا ولا ہذا علی ہذا انتہی سوم اگر ایسیہی حکم بدعت جائز
ہووی تو ہر مخاصم کو حنفی ہو یا شافعی یا حنبلی یا مالکی یا ظاہری اطلاق مبتدع اپنی مخالف
پر اور اطلاق بدعت سئیہ اوسکی قول پر درست ہوجاوی کیونکہ صدہا مسائل مذاہب متفرقہ
مین ایسی ہین کہ صراحۃ کسی صحابی وتابعی وتبع تابعی سی منقول نہین اور ادلہ شرعیہ جو
اونپر قائم کی گئین ہین وہ خصم کی نزدیک مثبت نہین والتزام ہذا مما لا یصدر الا عن جاہل
غبی او غوی چہارم اگر ایسیہی اطلاق ابتداع جائز ہووی لازم آتا ہی کہ اکثر تخریجات مشائخ
مذاہب اربعہ پر بہی اطلاق ہوجاوی وہو کما تری پنجم یہہ کہ وجوب زیارت دلیل شرعی سی
ثابت ہی اور قائل اسکا محتج بالحدیث ہی اور نہ ثابت ہونا اوسکا مخالفین کی نزدیک یا ثبوت
ضعف حدیث یا طرز استدلال وغیرہ اطلاق بدعت کو نہین جائز کرسکتا ہی ششم
اس قسم کا استدلال واسطی البطال فرع فقہی کی کسی صحابی وتابعی وتابع تابعی سی منقول
نہین اور کسی دلیل شرعی سی ثابت نہین پس یہ طرز استدلال بدعت سیئہ ومحدث قبیح ٹہہرا
اور کلمہ سائر من حفر بئرا لاخیہ وقع فیہ صادق ہوا قال دلیل دوم معنیین اولین کا جواب

کھنا توصریح البطلان ہی ورنہ لازم آتا ہی کہ جمہور اکابر صحابہ وخلفاء راشدین تارک واجب ہوں
کیونکہ سابقا ثابت ہوا کہ معنی اول تو بعد رحلت ام المومنین رض کی ممکن ہی نہ ہی اور معنی ثانی سوائے
ابن عمر رض کے کسی سی منقول نہین اور معنی ثالث کا واجب کھنا بی باطل ہے **اقول** معنی ثالث
کو معنی ثالث زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کھنا محض باطل ہی اور معنی ثانی کا سوائے
ابن عمر رض کی کسی سی نہ منقول ہونا یہی غلط ہی اور ممکن نہ رھنا معنی اول کا بعد زمانۂ ام المومنین رض
بی باطل ہی تحقیق ان سب امور کی سابقا گذر چکی اور اکابر صحابہ کا تارک واجب ہونا جب
لازم آوی کہ یہہ واجب متفق علیہ ہووی اور قدر مشترک بین الاولین کی واجب ہونی مین
کچھہ حرج نہین ہی **قال** دلیل سوم قول بالوجوب مودی ہوتا ہی طرف اتخاذ عید اور اتخاذ
وثن واتخاذ مسجد کی اور یہہ امور بنص احادیث صحیحہ حرام ہین اور جو مودی حرام کی طرف
ہو وہ بی حرام ہی **اقول** مودی سی اگر مراد مفضی ومستلزم ہی تو صغری ممنوع بلکہ باطل
ہی کیونکہ نفس زیارت قبر نبوی اور اسیطرح حکم استحباب زیارت قبر نبوی ووجوب زیارت
قبر نبوی مستلزم اتخاذ عید وغیرہ کو نہین ہی ومن ادعی فعلیہ البیان بالبرہان اور اگر مطلق
مودی مراد ہی ولو فی بعض الاحیان ولو اتفاقا تو کبری باطل ہے شفاء الاسقام مین ہے
تخیل ابن تیمیۃ ان منع الزیارۃ والسفر الیہا من باب المحافظۃ علی التوحید وان فعلہا مما
یودی الی الشرک وہذا تخیل باطل لان اتخاذ القبور مساجد والعکوف علیہا وتصویر الصور
علیہا ہو المودی الی الشرک وہو الممنوع عنہ کما ورد فی الاحادیث واما الزیارۃ والدعاء
والسلام فلا یودی الی ذلک ولہذا شرعہ اللہ علی لسان رسولہ لما ثبت من الاحادیث
المتقدمۃ عنہ قولا وفعلا وتواترا ذلک فلو کانت زیارۃ القبور من التعظیم المودی الی الشرک
کالتصویر وغیرہ لم یشرعہا اللہ فی حق احد من الصالحین ولا فعلہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم

نقد دلیل دوم
نقد دلیل سوم

والصحابة فی حق شہداء احد والبقیع وغیرہم ولیس لنا ان نحرم الا ما حرم اللہ فلما اباح اللہ الزیارۃ
وشرعہا وسنہا رسولہ وحظر اتخاذ القبور مساجد والتصویر قلنا باباحۃ الزیارۃ وشرعیتہا وتحریم
اتخاذ القبور مساجد والتصویر فمن قاس الزیارۃ علی التصویر فی التحریم کان مخالفا للنص والوسائل
التی لا تحقق بہا المقصود لیس لنا ان نجری حکم المقصود علیہا الا بالنص من الشارع فان
ہذا من باب سد الذرائع الذی لم یقم علیہ دلیل فالمفضی الی الشرک حرام بلا اشکال واما الامور
التی تودی الیہ وقد لا تودی فما حرمہ الشرع منہ کان حراما ومالم یحرمہ کان مباحا لعدم تسلم
للمذور وہذہ الامور التی نحن فیہا من ہذا القبیل حرم الشرع اتخاذ القبور مساجد والتصویر
والعکوف واباح الزیارۃ والسلام والدعاء وکل عاقل یعلم الفرق بینہما وتحقق ان النوع
الثانی اذا فعل مع المحافظۃ علی اداب الشریعۃ لا یودی الی محذور وان القائل بمنع ذلک
جملۃ سد الذریعۃ متقول علی اللہ وعلی رسولہ انتہی آور بہی او یمین ہی من امتنع من اطلاق
الاستحباب علی الزیارۃ من حیث ہی ہی لوقوع بعض انواعہا من بعض الناس علی وجہ
التحریم فہو جاہل فان الصلوۃ قد تقع علی وجہ منہی عنہ کالصلوۃ فی الدار المغصوبۃ وما اشبہ ذلک
ولا یمنع ذلک من اطلاق القول بان الصلوۃ قربۃ انتہی آلحاصل اتخاذ عید واتخاذ وثن وغیرہ
بیشک ممنوع ہی لیکن نفس زیارت قبر نبوی یا قول استحباب یا قول وجوب کسیطرح مفضی
ان امور کیطرف نہین ہی اور مصاحبت اتفاقیہ موجب افضاء و استلزام نہین ہی **قال**
دلیل چہارم وہ احادیث کہ جنمین نہی اتخاذ عید ہی نص صریح ہین اس امر پر کہ صلوۃ وسلام
عند القبر یا عند البیت کو کچہہ مزیت وفضیلت نہین ہی بلکہ قریب و بعید اسمین سب برابر ہین
اقول اسمین کلام ہی بچند وجوہ **اول** یہہ کہ اگر زیارت قبر و صلوۃ وسلام عند القبر کو کچہہ
مزیت نہوتی علمای دین زیارت قبر نبوی کی تمنا نہ کرتی اور اوسکی حصول کی بکمال تمنا دعا



نہ کرتی حال آنکہ علماء سی یہہ امر ثابت ہی شیخ ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان جزولی سملالی المتوفی سنہ ۸۷۰
دلائل الخیرات مین اشارہ اوعیہ مین کہتے ہین وان تبلغنی من زیارۃ قبرہ والتسلیم علیہ وعلی صاحبیہ
غایۃ املی بمنک وفضلک وجودک وکرمک انتہی ومحمد مہدی بن احمد فاسی مطالع المسرات شرح
دلائل الخیرات مین لکھتے ہین وقد بلغ امل المولف وسنی رجاؤہ فجح وزار النبی صلی اللہ علیہ وسلم
کما سأل ہہنا انتہی پس معلوم ہوا کہ ان علماء کی نزدیک صلوۃ وسلام قریب قبر کی بعید سی
افضل ہی دوم یہہ کہ اگر زیارت قبر نبوی کو کچھہ فضیلت زائد ہو تی ترک زیارت قبر نبوی باعث
ملامت نہوتی حال آنکہ یہہ امر نزدیک محدثین وعلماء دین کی مورد طعن ہے جیسا کہ عبارات سابقہ
سی ظاہر ہی سوم یہہ کہ اگر حضور عند القبر کو کچھہ فضل زائد نہوتا محروم رہنا زیارت قبر نبوی سے
اور نہ میسر ہونا حضور عند القبر نبوی کا علامات شقاوت وبدنصیبی سی معدود نہوتا حال آنکہ
علماء نی اس امر کو علامات خسران وشقاوت وحرمان سی معدود کیا ہی عقد ثمین فی تاریخ
البلد الامین مین ترجمہ عبد الحق بن ابراہیم الشہیر بابن سبعین الصوفی مین ہی وقد لقی
ابن سبعین فی الدنیا عذابا وعذابہ فی الآخرۃ مضاعف فما لقی فی الدنیا علی ما ذکرہ بعض المعاصرین
انہ قصد زیارۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما وصل الی باب المسجد النبوی اهراق دما کثیرا کدم
الحیض فذہب وغسلہ ثم عاد لیدخل فاهراق الدم کذلک وصار دابہ ذلک حتی امتنع من زیارۃ
صلی اللہ علیہ وسلم انتہی اور جوہر منظم فی زیارۃ القبر النبوی المکرم مین ہی ولقد شاہدنا کثیرا
ترکوا الزیارۃ مع القدرۃ علیہا فاورثہم اللہ بذلک ظلمۃ محسوسۃ ظہرت علی وجوہہم وفترۃ عن
الخیرات قطعتہم عن عبادۃ اللہ وشغلتہم بالدنیا الی ان ماتوا علی ذلک وکثیرین غلبت علیہم مظالم
الناس الی ان منعوا عنہا قہرا ولقد اخبرت عن بعضہم من اہل مکۃ المشرفۃ انہ کلما اراد ان یتجہز لہا
منعہ عائق عنہا فلا زال الناس یقولون ترک الزیارۃ الی ان اخذ فی اسبابہا فجہز حالہ واخذ

ف دوم ازیہنا کہ زیارت قبر نبوی علامات شقاوت وبدنصیبی سی معدود ہونا ثابت ہوا

جمیع اہلہ وصرف علیہم مصرفا کثیرا وقال لہم اخر جوا حبلی والحکم قریبا فلما جہز مرکوبہ واراد ان
یرکبہ سلط اللہ علیہ صب الدم بکثرۃ فاحشۃ فتخلف وذہب اہلہ للزیارۃ وعاد واو قد عوفی
ثم استمر معایرا من الناس وموبخا بما وقع بہ الی ان مات من غیر زیارۃ فلما انہ حقت علیہ کلمۃ العذاب
وبار لواسطۃ ظلمہ للناس بابلغ القواطع واعظم الخسران ووقع بغیر واحد من الظلمۃ ایضا انہ اخذ
فی اسبابہا وسافر الی ان وصل الی قریب من المدینۃ الشریفۃ ورای آثارہا فخرج لبعض خدمۃ
الحجرۃ الشریفۃ الی الرکب یقول این فلان بن فلان فدل علیہ فقال لہ ان رسول اللہ صلعم
یقول لک لاتدخل الیہ فجلس یبکی علی نفسہ الی ان دخل الناس للزیارۃ وخرجوا الیہ فرجع
معہم خائبا وہو علی غایۃ من الاسف والندم والعار والکابۃ والظلم انتہی آن عبارات سی اور
عبارات ذہبی وصفدی ویافعی وتقی فاسی سی جو سابقا تذنیب مین مذکور ہوئی ہین
یہہ معلوم ہوگیا کہ زیارت قبر نبوی خواہ واجب ہو یا مندوب ہو ایسا فعل ہے کہ اسکا ترک
باعث طعن وعلامت شقاوت علماء کی نزدیک مقرر ہین اور ہمنی جو آپ پر اس باب مین
طعن کیے ہی اوسمین ہم متفرد نہین ہین بلکہ ایک جماعت عظیمہ علماء کی ہماری ساتہہ ہی چہارم
صلوۃ وسلام عند القبر کی مزیت صلوۃ وسلام سی مکان بعید سی حدیث من زار قبری وجبت
لہ شفاعتی سی جو بنظر تحقیق حسن ہی اور حدیث من زارنی بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی
کہ جسکا اسناد بتصریح ذہبی جید ہی جیسا کہ تحقیق ان امور کی سابقا مذکور ہوچکی صاف ثابت
ہی اور اگر بفرض محال یہہ دونو حدیثین بہی ضعیف ہون تب بہی یہہ دونو مع اور احادیث
ضعیفہ کی جو باب زیارت مین وارد ہین اور درجۂ موضوعیت وضعف شدید تک نہین پہونچے
ہین واسطی اثبات فضیلت کی بوجہ اسکی کہ حدیث ضعیف فضائل اعمال مین کافی ہی
کافی ووافی ہین اور دعوی کرنا اس امر کا کہ جملہ احادیث زیارت موضوع ہین محض غلط ہی

بحث سلام علی الاموات

بلکہ کل کی ضعف کا حکم بھی باطل ہے پنجم یہہ کہ سلام کرنا دو قسم پر ہی ایک سلام دعا دوسرا
سلام تحیت حق جلشانہ قرآن پاک مین سلام دوم کی جواب کیطرف اشارہ فرماتا ہی واذا
حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا اور ردوہا اور سلام علی المرسلین اور سلام علی ابراہیم اور سلام
علی نوح فی العالمین اور سلام علی موسی وہارون وغیرہ سی سلام اول مراد ہی پس
معلوم ہوا کہ سلام اول موجب ردنہین ہی اور دوم موجب ردہی اور سلام عند القبر
جو مشروع ہی وہ سلام تحیت ہی اسیوجہ سی اموات کا جواب دینا چند احادیث مین مروی
ہی کہ جو مسلم کسی مسلم کی قبر کی پاس جاتا ہی اور اوسپر سلام کرتا ہی وہ صاحب قبر اوسکا
جواب دیتا ہی اور اگر سلام کرنیوالا ملاقات صاحب قبر کی سانہہ رکھتا ہو تو صاحب قبر کو
اوسکا عرفان بھی حاصل ہوتا ہی ابن عبدالہادصارم منکی مین لکھتے ہین قال شیخ الاسلام
ای ابن تیمیۃ فی کتاب اقتضاء الصراط المستقیم لمخالفۃ اصحاب الجحیم وقد روی فی حدیث صحیحہ
انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال مامن رجل یمر بقبر الرجل کان یعرفہ فی الدنیا فیسلم علیہ الا ردالہ
علیہ روحہ حتی یرد علیہ السلام وقال الحافظ ابو محمد عبدالحق الاشبیلی فی کتاب العاقبۃ ذکر
ابو عمرو بن عبدالبر من حدیث ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مامن احد
یمر بقبر اخیہ المؤمن یعرفہ فی الدنیا فیسلم علیہ الا عرفہ ورد علیہ السلام وہو صحیح الاسناد قال
عبدالحق ویروی حدیث ابی ہریرۃ موقوفا فان لم یعرفہ وسلم علیہ رد علیہ السلام ویروی
من حدیث عائشۃ مامن رجل یزور قبر اخیہ فیجلس عندہ الا استانس بہ حتی یقوم انتہی ماذکرہ
انتہی اور شرح الصدور بشرح حال الموت والقبور للجلال السیوطی مین ہی اخرج ابن ابی الدنیا
فی کتاب القبور عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مامن رجل یزور قبر اخیہ
ویجلس علیہ الا استانس ورد علیہ حتی یقوم واخرج ایضا والبیہقی فی الشعب عن ابی ہریرۃ

قال اذا مر الرجل بقبر اخیه یعرفه فسلم علیه رد علیه السلام وعرفه واذا مر بقبر لا یعرفه فسلم علیه
رد علیه السلام واخرج ابن عبد البر فی الاستذکار والتمهید عن ابن عباس قال قال
رسول الله صلی الله علیه وسلم ما من احد یمر بقبر اخیه المومن کان یعرفه فی الدنیا فیسلم علیه الا
عرفه ورد علیه السلام صححه ابن عبد الحق واخرج ابن ابی الدنیا فی القبور والصابونی فی المائتین
عن ابی هریرة قال قال النبی صلی الله علیه وسلم ما من عبد مر علی قبر رجل یعرفه فی الدنیا فسلم
علیه الا عرفه ورد علیه السلام انتهی اور ان احادیث مین اگرچه بعض کی رواة متکلم فیه هین
مگر اصل مقصود مین کچهه اوس سی ضرر نهین پهونچتا هی اور اسیواسطه سی که سلام موجب رد
وهی هی جو سلام تحیت هوتا هی حدیث ما من مسلم یسلم علی الا رد الله علی روحی فارد علیه السلام
کو ایک جماعت علماء نی سلام عند القبر پر محمول کیا هی اور اوس سی استحباب زیارت قبر نبوی
کا ثبوت سمجها هی اور جو سلام که مکان بعید سی آنحضرت صلی الله علیه وسلم پر کیا جاوی بوجه
اسکی که وه سلام تحیت نهین هی موجب رد نهین سمجها هی اور بعض علماء نی بنظر عموم حدیث
واختصاص آنحضرت صلی الله علیه وسلم اس امر کو عام کر دیا هی اور جواب دینا آنحضرت
صلی الله علیه وسلم کا هر سلام کا قریب سی هو یا بعید سی هو اختیار کیا هی تقی سبکی شفاء الاسقام
مین لکهتی هین وقد اعتمد جماعة من الائمة علی هذا الحدیث یعنی حدیث ما من احد یسلم علی الا رد الله علی
روحی حتی ارد علیه السلام فی مسئلة الزیارة وصدر به ابو بکر البیهقی باب زیارة قبر النبی صلی الله
علیه وسلم وهو اعتماد صحیح واستدلال مستقیم لان الزائر المسلم تحصیل له فضیلة رد النبی صلی الله
علیه وسلم السلام علیه وهی رتبة شریفة ومنقبة عظیمة ینبغی التعرض لها والحرص علیها فان قیل
لیس فی الحدیث تخصیص بالزائر فقد یکون هذا حاصلا لکل مسلم قریبا کان او بعیدا قلت قد
ذکره ابن قدامة من روایة احمد ولفظه ما من احد یسلم علی عند قبری وهذه زیادة مقتضاها التخصیص

ف
نی سلام علی النبی کی

فان ثبت فذاک وان لم یثبت فلا شک ان القریب من القبر یحصل له فوائد انتہی اور یہی
لکھتی ہین اعلم ان السلام علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی نوعین احدہما المقصود به الدعاء
کقولنا صلی اللہ علیہ وسلم فہذا دعاء له بالصلوة والتسلیم من اللہ تعالی والنوع الثانی ما قصد
به التحیة کسلام الزائر اذا وصل الی حضرته الشریفة فی حیاته وبعد وفاته وہذا غیر مختص به بل
عام لجمیع المسلمین اذا عرف ہذا النوعان فالنوع الثانی لا شک فی استدعاء الرد وانه ع
یرد علی المسلم علیه کما اقتضاه الحدیث سواء اوصل المسلم بنفسه الی القبر ام ارسل رسولا کما
کان عمر بن عبد العزیز یرسل البرید من الشام الی المدینة لیسلم له علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ففی ہذا النوع یحصل الرد من النبی صلی اللہ علیہ وسلم واما النوع الاول فاللہ اعلم فان ثبت
الرد فیه ایضا فہذا یشملنا ببرکة ذلک کلما سلمنا فلا شک ان الحاضر عند القبر له مزید القرب والخطاب
وان کان الرد مختصا بالنوع الثانی حرم من لم یدر ہذه الفضیلة انتہی ملخصا اور ابن عبد الہادی
صارم منکی مین کہتی ہین اما النزاع فی دلالة الحدیث فمن جهة احتمال لفظة فان قوله ما من
احد یسلم علی یحتمل ان یکون المراد به عند قبره کما فہمه جماعة من الائمة ویحتمل ان یکون معناه علی العموم
وانه لا فرق فی ذلک بین القریب والبعید وہذا ہو ظاہر الحدیث انتہی اور ابن حجر مکی ہیتمی منہج
القویم شرح قصیدہ ہمزیہ مین کہتی ہین وامارده فہو عام لمن عند قبره ولغیره لانه صح ان من سلم
علی قبر اخیه المومن سمعه ورد علیه فلو اختص رده صلی اللہ علیہ وسلم بزائره لم تکن له خصوصیة
بذلک انتہی الحاصل جواب دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام زائر کو یقینی اور
متفق علیہ ہی اور جواب دینا سلام غیر زائر کو مختلف فیہ ہی پس بالضرورة سلام کرنا آپکی
قبر کی نزدیک افضل ہوگا دوسری سلام کرنیسی اسوجہ سی کہ جو شخص سلام قبر کی پاس کریگا وہ
بلاشبہہ آنحضرت کا مخاطب ہوگا اور جو بعید سی سلام کریگا اوسکا مخاطب ہونا مشتبہ رہیگا

اسیوجہ سی ابن حجر جوہر منظم مین لکھتی ہین اذا علمت ذلک علمت ان رده صلی اللہ علیہ وسلم سلام
الزائر علیہ بنفسہ الکریمۃ امر واقع لاشک فیہ وانما الخلاف فی رده علی المسلم علیہ من غیر الزائرین
فہذہ فضیلۃ اخری عظیمۃ ینالہا الزائرون لقبرہ فیجمع اللہ لہم بین سماع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لاصواتہم من غیر واسطۃ وبین رده علیہم سلامہم بنفسہ فان لم یسمع بہذا بل باحدہما ان تیاخر
عن زیارتہ او توانی عن المبادرۃ الی المثول فی حضرتہ تاسفا اللہ یاتیا خر من ذلک مع القدرۃ علیہ الا
من حق علیہ البعد عن الخیرات والطرد عن مواسم اعظم القربات انتہی اور کمال تعجب ہی ابن عبد الہادی
سی کہ اوسنی سلام غیر زائر کو سلام زائر سی افضل سمجہا اور سلام غیر مستحق الرد کو سلام مستحق الرد
سی اولی تصور کیا چنانچہ ایک مقام پر لکھتا ہی انما کان نزاعہم فی الوقوف للدعاء لہ والسلام
علیہ عند الحجرۃ فبعضہم رای ان ہذا من السلام الداخل فی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من رجل یسلم
علی الا رد اللہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام واستحبہ لذلک بعضہم وبعضہم لم یستحبہ اما لعدم دخولہ
واما لان السلام المامور بہ فی القرآن مع الصلوۃ وہو السلام الذی لا یوجب الرد افضل من
السلام الموجب للرد فان ہذا ما دل علیہ الکتاب والسنۃ واتفق علیہ السلف فان سلام المامور
بہ فی القرآن کالصلوۃ المامور بہما فی القرآن کلاہما لا یوجبان الرد علیہ فان اللہ یصلی علی من
صلی علیہ ویسلم علی من سلم علیہ ولان السلام الذی یوجب الرد ہو الحق للمسلم کما قال تعالی و
اذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا او ردوہا انتہی اور یہی لکہتا ہی واما ما یختص بالمومنین فاذا صلوا
علیہ صلی اللہ علیہ بعث او اذا سلم سلم اللہ علیہ عشرا وہذا الصلوۃ والسلام ہو المشروع فی محل کما
فی الکتاب والسنۃ والاجماع بل ہو مامور بہ من اللہ ولا فرق فی ہذا بین الغرباء واہل المدینۃ عند
القبر واما السلام علیہ عند القبر فقد عرف ان الصحابۃ والتابعین المقیمین بالمدینۃ لم یکونوا اذا دخلوا
المسجد وخرجوا منہ یفعلونہ ولو کان ہذا کالسلام علیہ لو کان حیا لکانوا یفعلونہ کلما دخلوا المسجد او خرجوا منہ کما

نکتہ اسکی کہ سلام
عند القبر النبوی کو
فضیلت ہی سلام
بعید پر

لو دخلوا المسجد فی حیاته وهو فیه بل السنة لمن جاء الی قومه ان یسلم علیهم اذا قدم واذا قام کما امر النبی ﷺ ذلک
وقال لیست الاولی احق بالآخرة فهو لما کان حیا کان احدهم اذا لاقی سلم واذا قام سلم وقد دل هذا
لا یشرع عند القبر باتفاق المسلمین انتهی اور بہی الکہتا ہی الحدیث لیس فیه تناء علی المسلم ولا مدح
ولا ترغیب لعنی ذلک ولا ذکر اجرا له کما جاء فی الصلوة والسلام المامور به واما قوله ما من رجل
یمر بقبر اخیه یعنی مسلم علیه الا رد الله علیه روحه حتی یرد علیه السلام وما من رجل یسلم علی الا رد الله
علی روحی حتی ارد علیه السلام فانما فیه مدح المسلم علیه والاخبار بسماعه وانه یرد السلام فیکافی
المسلم علیه لا یبقی للمسلم علیه فضل فانه بالرد تحصیل المکافات انتہی اور یہہ سب اقوال ہر چند کہ
اس قابل نہیں کہ انکی طرف التفات کیا جاوی مگر بپاس خاطر ارباب فہم توجہ کیجاتی ہی ولقد
قف شعری ما تقوه به وتعجبت عجبا کثیرا مما تقعقع به الم یعلم ان ظاهر حدیث ما من احد یسلم علی الا
رد الله علی روحی الخ عام یشمل المسلم عند القبر وغیره کما اقر به فی موضع آخر علی ما مر نقله وقد حضه
جمع من النقاد بالسلام عند القبر واثبتوا به شرعیة زیارة القبر کالبیهقی حیث ترجم الباب بزیارة
قبر النبی صلی الله علیه وسلم وذکر فیه هذا الحدیث وکذلک فعل ابو داؤد فی سننه واما حمله علی المسلم
من بعید وعدم دخول المسلم الزائر فیه فهذا لم یقل به احد فیما علمناه فقوله اما العدم دخوله مردود
علیه وهل یقول عاقل بان الحدیث مع اطلاقه لا یدخل فیه شیء من افراد مدلوله من غیر دلیل
علی خروجه الم یفهم ان المامور به هو الصلوة والسلام مطلقا خطابا کان او غیبة بعیدا کان المصلی
او قریبا وقد عمم الله سبحانه وتعالی خطابه بقوله یا ایها الذین آمنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما ولم
یقیده بمن کان بعیدا عن القبر وغائبا وکذا ما ورد فی السنن فی فضل الصلوة والسلام من
ذلک ان من صلی علیه عشرا صلی الله علیه عشرا ومن سلم علیه عشرا صلی الله علیه عشرا لیس بمقید
بالنائی ولا اخرج منه الزائر الجائی فما توهم من ان المامور به هو الصلوة والسلام الذین لا یجبان

الرد وان سلام التحية عند القبر الموجب للرد خارج عنه افتراء على الله ورسوله وتقول من غير دليل عليه
وبه سقط ما بنى عليه من كون سلام البعيد الغير الموجب للرد افضل من سلام القريب الرد فان ظاهر كلام
يدل على انه بنى على خيال ان السلام الغير الموجب للرد مما دل عليه الكتاب والسنة والسلام الموجب
له ليس كذلك وهو خيال وفرخرفة بنيته وكذا زعم ان الاول مما اتفق عليه السلف والثاني ليس
كذلك الم تتامل في ان السلام الذي يوجب الرد لما كان حقا للمسلم كما اقره نفسه كان في تاديته اداء
لحق المسلم وهذا في حق كل مسلم فما بالك ببعيد كل مسلم صلى الله عليه وسلم فالمسلم عند قبره مودي لحقه واي
فضيلة عظمى من اداء حق النبي المصطفى وهذا الفضل لم يحصل للمسلم الغير الزائر فانه ان صلى وسلم وان
اتى بالمامور به لكنه لم يحصل منه اداء حقه صلى الله عليه وسلم كما حصل من الزائر فمع هذا كيف يقول عاقل
بان السلام الغير الموجب للرد افضل من الموجب للرد بل كل عاقل يحكم ان هذا الحكم قابل للرد وشئ آخر
هو ان الصلوة والسلام المرتب عليهما صلوة الله وسلامه عشر ليس مقتصرا على الغائب البعيد بل
يشمل كل حاضر وقريب وكل غائب وبعيد هذا امر مجمع عليه لم يخالف فيه احد من طوائف المسلمين ولم يقل
احد فيما علمنا ان ذلك مختص بغير الزائرين فان ادعاه مدع طولب باثباته باحد الادلة الاربعة ولا يقبل
قوله بغير الشهادة العادلة وكذا جواب النبي صلى الله عليه وسلم لسلام الزائر ثابت بالسنة واجماع الامة
وجوابه لسلام غير الزائر منه مختلف فيه بين علماء الامة وان كان يشهد له ظاهر السنة فعلم ان للمسلم عند
القبر جمع بين الفضيلتين باليقين سلام الله عليه عشرا وجواب النبي صلى الله عليه وسلم بنفسه وكفى به
فخرا والمسلم من بعيد لا يحصل له هذا الجمع باليقين فلا جرم يكون سلام الزائر اجمع للفضائل من سلام
غير الزائر وشئ آخر وهو ان سماع النبي صلى الله عليه وسلم سلام الزائر بلا واسطة وسلام غيره بواسطة
على ما يجئ في ما يجئ وبالجملة فالقول بان السلام الغير الموجب للرد افضل من السلام الموجب
للرد مردود بغاية الرد واما قوله ولو كان هذا كالسلام حيا الخ عجيب فان سلام التحية في حالة الحياة

سن فی ذلک عند کل علاقات او فی الیوم الف مرة وسلام التحیة بعد الممات من توابع زیارة القبر وهی لیست بمسنونة متکررة ولا واجبة کل مرة بل یکفی فیه مرة واحدة نعم یستحب اکثارها تذکرا لآخرة والانتفاع بمن یلیق به عند طائفة فلا یلزم من عدم فعل الصحابة ذلک کلما دخلوا وکلما خرجوا عدم مشروعیته والافضلیته مع انهم لم یفعلوا ذلک سد الذریعة وتحذیرا مما حذر عنه صاحب الشریعة علی ان الاکثار ایضا مروی عن ابن عمر ولم ینکر علیه احد من الصحابة ولا زجر فکان اجماعا سکوتیا علی جوازه وذلک کاف فی بابه وعجب منه قوله بل السنة الخ فان حالة الحیاة مغایرة لحالة الممات فکم من اشیاء شرعت حالة الحیاة ولم تشرع بعد الممات فسلام التحیة حالة الحیاة مشروع حالة ابتداء التلاقی والتفارق کلیهما وسلام التحیة بعد الممات مشروع عند احدهما فقط وهو اولهما فلا یلزم من عدم مشروعیة ثانیهما عدم مشروعیة اولهما واما قوله الحدیث لیس فیه شفاء الخ صادر عن الغفلة فانه لما ثبت بهذا الحدیث ان النبی صلی الله علیه وسلم یجیب بنفسه من سلم علیه عند قبره ومن المعلوم انه داخل فی المامور به ومترتب علیه ما وعد الله علی لسان نبیه ثبت به شرف المسلم الزائر وای فخر اعظم من ان یسلم علی رجل به تبارک وتعالی عشرا ویخاطبه سید الاوائل والاواخر ولعمری من حرم عنه حرم عن الخیر کله هذا وقد قیل فی الحدیث ان المراد بالروح فی قوله الا رد الله علی روحی فاردعلیه السلام الارتیاح کما فی قوله تعالی فروح وریحان علی قراءة ضم الراء والمراد انه صلی الله علیه وسلم یصیل له بسلام المسلم علیه ارتیاح وفرح وبشاشة تحمله علی ان یرد علیه ووجه آخر هو ان المراد بالروح الرحمة الحادثة وهو ثواب الصلوة والسلام ووجه آخر هو ان المراد به الرحمة التی فی قلب النبی صلی الله علیه وسلم وقد تغیب فی بعض الاحیان علی من عظمت ذنوبه فاذا سلم علیه مسلم رجعت الیه رحمة تجیب بنفسه ولا یمنعه من الرد ما صدر عنه قبله ذکر هذه الوجوه الثلثة مع اثنی عشر وجها غیرها فی ذکر معنی الحدیث المذکور الحافظ جلال الدین السیوطی فی رسالته انباه الاذکیاء فی حیاة الانبیاء وقد افاد واجاد کعادته فی سائر تصانیفه وهذا کله یشهد

بالفضل للزائر علی غیر الزائر و اعجب منه قوله لانه یبقی للمسلم علیه فضل فانه بالرد یحصل المکافاة فان
حصول المکافاة من النبی صلی الله علیه وسلم الموجبة لتوجهه و لطفه من اجل ما تینا فمن فیه و عمرنا یغبط
علیه و لکن من لم یجعل الله له نورا فما له من نور ششم یہہ کہ اسمین کوئی شبہہ نہین ہی کہ جو شخص
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی پاس سلام کرتا ہی اوسکو آپ بذات خود سن لیتی ہین اور جواب
دیتی ہین اور جو شخص دور سی سلام کرتا ہی اوسکو ملائکہ آپ تک پہونچاتی ہین اسبہی بعض روایات
مین وارد ہوا ہی اور بعض مین سلام و صلوة عند القبر کا بہی پہونچانا وارد ہوا ہی اسیوجہ سی بعض
علماء نی جمع کیا اسطور پر کہ سلام غائب کی صرف بذریعہ ملائکہ تبلیغ ہوتی ہی اور سلام زائر کی تبلیغ
بہی ہوتی ہی سماعت بہی ہوتی ہی پس بالضرور صلوة و سلام قبر کی پاس ادا کرنا دور سی صلوة
و سلام ادا کرنی سی افضل ہوگا اور زائر کو یہہ مرتبہ کہ اوسکی آواز گوش مبارک آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم تک پہونچی حاصل ہوگا و کفی به شرفا و فخرا و من قال انه لا فضیلة فی ذلک فقد اتی شنیعا
نکر تقی الدین سبکی نی بعد ذکر اون احادیث کی جنسی پیش کیا جانا صلوة و سلام کا آنحضرت
پر ثابت ہی تحریر کیا و کان مقصودنا بجمع ہذہ الاحادیث بیان العرض علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
و ان المراد به التبلیغ من الملائکة و ہذا فی حق الغائب بلا اشکال و اما فی حق الحاضر عند القبر فہل یکون کمن
اوسمعه بغیر واسطة و ورد فی ذلک حدیثان احدہما من صلی علی عند قبری سمعته و من صلی علی نائیا بلغته
و الحدیث الثانی ما من عبد یسلم علی عند قبری الا وکل بہا ملک یبلغنی و کفی امر آخرته و دنیاه و کنت له شفیعا
و شہیدا یوم القیمة انتہی اور بعد اسکی دونو حدیثون کی سند اور یہہ کہ ان دونو کی رواة مین محمد بن
مروان سُدی صغیر ہی اوسنی اعمش سی اور اوسنون نی ابو صالح سی اور اوسنون نی ابو ہریرة سی
روایت کی ہی اور محمد بن مروان ضعیف ہی ترقیم کر کی تحریر کیا فان ثبت ذلک فکفی بہا شرفا و ان
لم یثبت فہو مرجو فیه فضل الله علیه و التعرض لاسماعه صلی الله علیه وسلم و ذلک بالحضور عند قبره و القرب منه

نکتہ سلام کہ آنحضرت اوس شخص کی سلام کو بوقت پاس ہونی کی بعین اور بعید کی سلام کی بوجہ نہونی کی

انتہی اور ابن حجر مکی نے جوہر منظم میں لکھا ومن اعظم فوائد الزیارۃ ان زائرہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا
صلی وسلم علیہ عند قبرہ سمعہ سماعا حقیقیا ورد علیہ من غیر واسطۃ وناھیک بذلک بخلاف من
یصلی او یسلم من بعد فان ذلک لا یبلغہ ولا یسمعہ الا بواسطۃ والدلیل علی ذلک احادیث کثیرۃ
ذکرتہا فی کتابی السابق ذکرہ ای الدر المنضود فی الصلوۃ علی صاحب المقام المحمود ومنہا ما جاء
عنہ بسند جید وان قبلی انہ غریب من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی من بعید اعلمتہ وفی
روایۃ فی سندہا متروک من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی نائیا ای بعید او کل اللہ بہ ملکا
یبلغنی وکفی امر دنیاہ وآخرتہ وکنت لہ شہیدا او شفیعا یوم القیامۃ انتہی اور بعد
ذکر چند احادیث کی تحریر کیا یجمع بین ہذہ الاحادیث الظاہرۃ التعارض ببادی الرای بانہ
صلی اللہ علیہ وسلم یبلغہ الصلوۃ والسلام اذا صدرا من بعید وسیمعہما اذا کانا عند قبرہ الشریف
بلا واسطۃ وان ورد انہ یبلغہما ہہنا ایضا اذ لا مانع ان من عند قبرہ یخص بان الملک یبلغہ صلوتہ
وسلامہ مع سلامہ اشعارا بمزید خصوصیتہ والاعتناء بشانہ انتہی اور ملا علی قاری مکی درۃ مفیدہ
فی الزیارۃ المصطفویہ میں لکھتی ہیں ومن اعظم فوائد الزیارۃ ان زائرہ اذا صلی وسلم علیہ عند قبرہ
سمعہ سماعا حقیقیا ورد علیہ من غیر واسطۃ بخلاف من یصلی وسلم علیہ من بعید فان ذلک لا یبلغہ
الا بواسطۃ کما جاء عنہ بسند جید من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی من بعید اعلمتہ انتہی اور
ابن حجر مکی منح مکیہ میں لکھتی ہیں ما اقتضاہ کلامہ من ان زائرہ اذا صلی وسلم علیہ عند قبرہ یسمعہ سماعا
حقیقیا ویرد علیہ من غیر واسطۃ وان من صلی وسلم علیہ من بعید لا یسمعہ الا بواسطۃ یدل علیہ احادیث
کثیرۃ ذکرتہا فی کتابی الدر المنضود فی الصلوۃ والسلام علی صاحب المقام المحمود وذکرت منہا جملۃ
فی الجوہر المنظم فی زیارۃ القبر المکرم انتہی اور محمد بن عبد الباقی زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں لکھتی
ہیں روی الخطیب عن ابی ہریرۃ مرفوعا من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی نائیا وکل اللہ

بہا ملکا یبلغنی ورواہ الدیلمی بلفظ نائیا ابلغتہ فظاہرہ ان محل تبلیغہ مالم یکن المصلی عند القبر
الشریف والا سمعہ بنفسہ قال الشہاب ابن حجر فی فتاواہ والذی یظہر ان المراد بالعندیۃ ان یکون
فی محل قریب من القبر بحیث یصدق علیہ عرفا انہ عندہ وبالبعد عنہ ماعدا ذلک وان کان بمسجدہ
صلی اللہ علیہ وسلم وفی القول البدیع اذا کان المصلی عند قبرہ الشریف سمعہ بلا واسطۃ سواء کان لیلۃ
الجمعۃ او غیرہا وما یقولہ بعض الخطباء ونحوہم انہ یسمع باذنیہ فی ہذا الیوم من یصلی علیہ فہو مع حملہ علی
القریب لا مفہوم لہ انتہی آور قاضی عیاض شفا میں کہتی ہیں ذکر ابو بکر بن ابی شیبۃ عن ابی ہریرۃ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی نائیا ابلغتہ وعن
ابن مسعود ان للہ ملائکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی عن امتی السلام وعن سلیمان بن یسیم
رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی النوم فقلت یا رسول اللہ ہولاء الذین یاتونک فیسلمون علیک
اتفقہ سلامہم قال نعم وارد علیہم انتہی ملخصا اگر یہ شبہہ ہووی کہ حدیث مذکور یعنی من صلی علی عند
قبری سمعتہ الحدیث ضعیف ہی جیسا کہ سبکی نے تصریح کردی اور ابن عبد الہادی اوسکی تضعیف
کی تحقیق کی تو جواب اوسکا یہہ ہی کہ بوجہ کثرت شواہد کی اوسکو تقویت حاصل ہی بلکہ حافظ ابن
حجر عسقلانی نے اوسکی بعض طرق پر جید کا بھی حکم دیا ہی جلال الدین سیوطی وغیرہ میں لکھتی ہیں
حدیث ابی ہریرۃ من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی نائیا وکل اللہ بہا ملکا یبلغنی الحدیث فیہ اسید
الصغیر کذاب واخرجہ البیہقی فی الشعب وورد لہ شواہد انتہی اور ابن عراق تنزیہ الشریعۃ عن الاحادیث
الموضوعۃ میں کہتی ہیں من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی نائیا وکل اللہ بہا ملکا یبلغنی
وکفی امر دنیاہ وآخرتہ وکنت لہ شہیدا وشفیعا الخطیب من حدیث ابی ہریرۃ ولا یصح فیہ محمد
بن مروان وہو السدی الصغیر وقال العقیلی لا اصل لہذا الحدیث وتعقب بان البیہقی اخرجہ
فی الشعب من ہذا الطریق وتابع السدی عن الاعمش ابو معاویۃ اخرجہ ابو الشیخ فی الثواب قلت

ف

ظرف مرجوح من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی نائیا ابلغتہ

وسندہ جید کما نقلہ السخاوی عن شیخہ الحافظ ابن حجر واللہ اعلم وکہ شواہد من حدیث ابن مسعود
وابن عباس وابی ہریرۃ اخرجہا البیہقی ومن حدیث ابی بکر الصدیق اخرجہ الدیلمی ومن حدیث
عمار اخرجہ العقیلی من طریق علی بن القاسم الکندی وقال علی بن القاسم شیعی وفیہ نظر لا یتابع
علی حدیثہ انتہی وفی لسان المیزان ان ابن حبان ذکر علی بن قاسم فی الثقات وقد تابعہ عبد الرزاق
بن صالح وقبیصۃ بن عقبۃ اخرجہما الطبرانی انتہی اور یہانسی معلوم ہوا کہ قول ابن عبد الہادکا
اس حدیث کی باب مین ہذا الحدیث موضوع علی رسول اللہ لیس لہ اصل ولم یحدث بہ ابو ہریرۃ
ولا ابو صالح ولا الاعمش انتہی اور یہہ قول اونکا قد روی بعضہم ہذا الحدیث من روایۃ ابی معاویۃ
عن الاعمش وہو خطأ فاحش وانما ہو محمد بن مروان تفرد بہ وہو متروک الحدیث انتہی دعوی بلا دلیل
ہی غایۃ الامر یہہ ہی کہ وہ طریق جسمین محمد بن مروان واقع ہی ضعیف ہی اسوجہ سی کہ اوسکی حق
مین نقاد فن سی بہت سی کلمات جرح کی واقع ہین جیسا کہ صارم مین مذکور ہی اور اگر بالفرض
یہہ حدیث بجمیع طرقہ قابل اعتبار نہو تو بھی کچھہ حرج نہین ہوجہ ہی کہ میت کا اوس سلام کو جو قبر کی
نزدیک ہو سننا اور اوسکا جواب دینا کوئی میت ہوا دلۂ واضحہ سی ثابت ہی اور تحقیق اسکی اپنی
مقام پر بشرح بسط مع رد اقوال مخالفین مذکور ہی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اوس سلام
کو جو آپکی قبر کی پاس ہو سننا اور اوسکا جواب دینا بدرجہ اولی ثابت ہی گو کوئی نص خاص اس باب
مین نہ پائی جاوی اور اون نصوص سی کہ حیاۃ انبیاء علی الخصوص حیاۃ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم قبر
مین اور اونکا عبادات مین مشغول رہنا اونسی ثابت ہی زیادہ تر تائید ہوتی ہی ہفتم سلام
بعید کا اور سلام قریب کا مساوی جب ہو کہ ایک کا مقصود دوسری سی حاصل ہو جاتا ہو حالانکہ
یہہ باطل ہی کیونکہ سلام عند القبر سی جو امر مقصود ہوتا ہی یعنی زیارت قبر وغیرہ وہ سلام
مکان بعید سی نہین حاصل ہو سکتا ہی اسیوجہ سی سبکی شفا مین لکھتی ہین وقولہ ای ابن تیمیہ

ان مقصود الزیارۃ یحصل من بعد ممنوع فان المیت یعامل معاملۃ الحی فالخضوع عندہ مقصود
الا تری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما خرج فی لیلۃ عائشۃ الی البقیع فقام واطال بالقیام ثم رفع
یدیہ ثلاث مرات الحدیث المشہور وفیہ ان عائشۃ سالتہ فقال ان جبریل اتانی فقال ان ربک یامرک
ان تاتی اہل البقیع وتستغفر لہم قالت فقلت یارسول اللہ کیف اقول لہم یارسول اللہ قال قولی السلام
علی اہل الدیار من المومنین الحدیث رواہ مسلم فانظر کیف خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی البقیع لیس
یستغفر لاہلہ ولم یکیف بذلک من الغیبۃ انتہی ہاشتم مساوات دونون مین نہین ہوسکتی مگر جبکہ ادائے
حق وتحیت وحصول تذکر آخرت جیساکہ سلام زائر سی حاصل ہوتا ہی سلام غیر زائر سی حاصل ہووے
اور یہہ امر مصرح ابن عبد الہادو ابن تیمیہ بہی باطل ہے نہم یہہ کہ وہ احادیث جنین نہی اتخاذ وغیرہ
ہی الونسی کسیطرحسی یہہ امر اشارۃ بہی چہ جای کہ صراحۃ نہین سمجہا جاتا ہی کہ سلام زائر کو سلام
غیر زائر پر کچہہ مزیت نہین البتہ یہہ سمجہا جاتا ہی کہ صلوۃ وسلام پہونچنی مین دونو حالت برابر ہین
جیسا قریب قبر کا سلام پہونچتا ہی ویسی بعید کا بہی پہونچتا ہی اور یہہ امر درست ومتفق ہی معلوم
نہین کسطرحسی آپنی دونو کی مساوات کلیہ کو وعدم فضل احدہما علی الآخر کو ان احادیث سی سمجہہ لیا
ارشاد فرمائی کہ یہہ معنی کسطرحسی ان احادیث کا مدلول ہی آیا بدلالت مطابقیہ یا تضمنیہ یا التزامیہ
اور کیونکر مفہوم ہی آیا لغۃ یا عرفا یا شرعا قال لفظ فان صلوتکم تبلغنی حیثما کنتم اس بات پر دلالت
کرتا ہی کہ صلوۃ وسلام قریب وبعید کا برابر ہی پس گویا کہ ارشاد ہوا کہ بیت وقبر کی قرب مین
تمہاری آنیکی حاجت نہین کیونکہ تمہارا صلوۃ وسلام ہر جگہ سی میری پاس پہونچتا ہی صارم
مین موجود ہی یشیر بذلک صلی اللہ علیہ وسلم الی ان ما ینالنی منکم الصلوۃ والسلام یصل مع قربکم
من قبری وبعدکم فلا حاجۃ بکم الی اتخاذہ عیدا کما قال ولا تجعلوا قبری عیدا وصلوا علی فان صلوتکم تبلغنی
حیثما کنتم پس ان احادیث سی قرب قبر مین جانی کی عدم ضرورت ثابت ہوئی اور قول بالوجوب قرب

قبر مین جانیکی ضرورت پر دلالت کرتا ہی پس قول بالوجوب باطل ٹھہرا اقول یہہ قول آپکا کہ لفظ
خان صلوتکم تبلغنی حیثما کنتم دونو کی برابر ہونی پر دلالت کرتا ہی اس سی اگر یہہ مراد ہی کہ دونو کے
مساوات پر نفس بلوغ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دلالت کرتا ہی تو صحیح ہی مگر اس سی یہہ نہین لازم
کہ مساوات من کل الوجوہ ثابت ہو جائی اور مطلقا مزیت سلام زائر کی باطل ہو جائی اور اگر یہہ مراد
ہی کہ مساوات من کل الوجوہ و عدم مزیۃ احدہما علی الآخر من جمیع الوجوہ پر دلالت کرتا ہی تو قصور
بلا دلیل ہی معلوم نہین کونسی دلالت یہان پائی جاتی ہے شاید تین دلالت کی سوا کوئی اور
دلالت آپکی خاطر مبارک مین آئی ہی اس امر کو بدلیل کافی ثابت کرنا لازم ہی اور مجرد نقل کلام
ابن عبد الہادو ابن تیمیہ وغیرہ مفید نہین ہی کیونکہ یہی خطاب اونکی ساتھہ بھی ہی یہان سی معلوم
ہوا کہ قول بالوجوب کا باطل سمجھنا جو اس مساوات پر مبنی ہی خیال باطل ہے اور عبارت جو آپنی
نقل کی ہی وہ آپکی مفید نہین ہی کیونکہ اوسمین فلا حاجۃ بکم الی اتخاذہ عید ہی اور یہہ صحیح ہی گویا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتی ہین کہ صلوۃ و سلام کا پہونچنا مجھہ اور اوسپر آنا مرتب ہونا
نزدیک و دور دونو اسمین برابر ہین پس اوسکی پہونچانیکی واسطی تمکو تکلف کی ضرورت نہین ہے
پس تم لوگ اس امر کی واسطی میری قبر پر عید نہ بناؤ اور مثل عید کی التزام و اہتمام و تکلف نہ کرو کیونکہ
بغیر اسکی بھی تمہارا سلام مجکو پہونچتا ہی پس اس سی عدم ضرورت عید بنانی کی ثابت ہوئی اور عدم
ضرورت آنی کی نہین ثابت ہوئی آپنی اپنی کمال استعداد سی فلا حاجۃ بکم الی اتخاذہ عیدا کا جو صارم مین
واقع ہی ترجمہ یون کیا کہ قریب قبر کی تمہاری آنیکی حاجت نہین ہر بلہ و صبیان اس امر کو جانتا ہی
کہ یہہ اس عبارت کا ترجمہ نہین ہی اور عبارت صارم آپکی قول کی موافق نہین ہی اور آنی مین
قریب قبر کی اور عید بنانی مین قبر کو آسمان و زمین کا فرق ہی و اللہ اعلم و اللہ اعلم بالسرائر ان ہذا ما
اشرنا ذکرتم قبل ہذا و بعد ہذا صدر فی حالۃ النوم و السنۃ او الغفلۃ لا فی حال الیقظۃ اعاذنا اللہ

واعاذکم من امثال ہذہ البلیۃ **قال** دلیل پنجم زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاۃ مین واجب
نتہی اور زیارت قبر بالبداہۃ ادون ہی زیارت نفس نفیس سے پس بدلالت نص الاجماع متحقق ہوا
کہ زیارت قبر واجب نہین **اقول** اسمین کلام ہی بچند وجوہ **اول** یہ کہ ادون کا اعلی کی حکم سی
اعلی نہونا کچہ ضرور نہین اور اعلی واقوی ہونا بنص خاص کچہ مستبعد نہین ملاحظہ کیجیئے نزدیک
ایک جماعت حنفیہ وغیرہ کی اذان واجب نہین سنت ہی اور جواب دینا اذان کا کہ وہ اوس سی ادون
ہی واجب ہی اور مقتدی کو قرارت قرآن واجب نہین بلکہ مکروہ ہی اور قرارت تشہد کہ وہ ادون
ہی اور قرارت ثنا وتسبیحات واجب وسنت ہی اور مناسک حج مین وقوف بالمسجد الحرام وبالکعبۃ
بلکہ واجب ہی نہین اور وقوف عرفات پر کہ وہ اوس سی ادون ہی فرض ہی اور غیر حالت صلوۃ
مین قرارت قرآن فرض نہین اور استماع قرآن کہ اوس سی ادون ہی فرض عین یا کفایہ ہی
اور سبوق کو بحالت قرارت جہریہ امام قرارت قرآن فرض وواجب نہین بلکہ مکروہ ہی اور قرارت
سبحانک اللہم نزدیک ایک جماعت حنفیہ کے مسنون ہی اور وقت چہینک کی ذکر کرنا اور حمد ادا کرنا
واجب نہین اور جواب دینا اوسکا کہ وہ اوس سی ادون ہی واجب ہی اور سلام کرنا اہل السلام
پر سنت ہی اور جواب اوسکا کہ وہ اوس سی ادون ہی واجب ہی اور ملاقات کرنا احیاء کا سنت نہین
اور زیارۃ اوہکی قبور کی کرنا کہ وہ اوس سی ادون ہی سنت ہی اسیطرح اگر ذرا تامل کیجیئے صدہا
صورتین اس قسم کی نکلین گے کہ آپکی تقریر اونکی ساتہہ منتقض ہوگی فالجواب **الجواب دوم**
یہہ کہ وجوب زیارت کا حکم بوجہ حدیث جفانی وغیرہ کی کیا گیا ہی اور بوجہ عقود ہونی نص کی وجوب
ملاقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم حالت حیات مین نہین کیا گیا ہذا ہو الفارق الفصل وللمجال
للعقل بعد ورود النقل **سوم** یہہ کہ باب زیارت قبر مین خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ غیب
بلیغ فرمائی اور باب ملاقات بنوی مین ایسی ترغیب عام نہین وارد ہوئی اسوجہ سی زیارت قبر

مہتم بالشان سمجھی گئی **قال** مخفی نہ رہی کہ جو لوگ دلالت وفحوی کی قائل ہین اونکی مسلک پر
قول بوجوب زیارت قبر پر گز مستقیم نہین ہوسکتا اسواسطی یہہ قول فقط منکرین فحوی یعنی ظاہریہ
کا ہی **اقول** یہہ غلط ہی کیونکہ اسکا قائل ابوعمران مالکی بھی ہی اور عبارت سنن الہدی سی جو
کلام مبرم مین مذکور ہی معلوم ہوا کہ بعض شافعیہ کا بھی یہہ قول ہے اور متاخرین شافعیہ
سی ابن حجر مکی وغیرہ کا بھی یہی مختار ہی اور ایک جماعت حنفیہ کی بھی اسیطرف مائل ہی اور
بعد وجود سند قول بالوجوب کی قول بالفحوی وعدم القول بالفحوی کو کچھہ مداخلت نہین ہے
قال دلیل ششم مسلم فی اپنی صحیح مین انس سی روایت کی قال نہینا ان نسال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم عن شئی فکان یعجبنا ان یجی الرجل من اہل البادیۃ العاقل فیسالہ ونحن
نسمع فجاء رجل من اہل البادیۃ فقال یا محمد اتانا رسولک فزعم لنا انک تزعم ان اللہ ارسلک
قال صدق قال فمن خلق السماء قال اللہ قال فمن خلق الارض قال اللہ قال فمن نصب
ہذہ الجبال قال اللہ قال فبالذی خلق السماء والارض ونصب ہذہ الجبال آللہ ارسلک قال
نعم قال وزعم رسولک ان علینا خمس صلوات فی یومنا ولیلتنا قال صدق قال فبالذی
ارسلک آللہ امرک بہذا قال نعم الحدیث وفی آخرہ بعد ان سال عن الزکوۃ وصوم رمضان والحج
واجاب رسول اللہ ثم ولی فقال والذی بعثک بالحق لا ازید علیہن ولا انقص منہن فقال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم لئن صدق لیدخلن الجنۃ اس حدیث سی صراحۃ معلوم ہوتا ہی کہ سوای صلوات
خمسہ کی اور کوئی نماز اور سوای زکاۃ کی اور کوئی صدقہ اور سوای صوم رمضان اور کوئی روزہ
اور سوای حج کی اور کوئی زیارت واجب نہین والا باوجود اس قول اعرابی کی والذی بعثک
بالحق لا ازید علیہن آنحضرت بشارت دخول جنت کی اوسی کیون دیتی پس معلوم ہوا کہ زیارت
قبر آنحضرت واجب نہین **اقول** یہہ خوب دلیل آپنی قائم کی کہ جس سی تمام شریعت مختصر ہوکے

چار رکن پر منحصر ہوگئی اور مدار تقوی کی عبادت مختصرہ باوجود ترک جملہ واجبات وسنن موکدہ کی
وارتکاب منہیات شرعیہ کے ٹھہر گئی اگر یہی کیفیت استدلال و استنباط کی ہی تو خدا حافظ ہی اس دلیل کے
بطلان کی وجوہ ملاحظہ فرمائی **اول** یہہ کہ ظاہر اس تقریر سی لازم آتا ہی کہ اگر کوئی شخص ان فرائض
کا بدون ازدیاد و انتقاص التزام کرلی اور شرب خمر و زنا و سرقہ و کذب و غیبت وغیرہ جملہ منہیات شرعیہ
صغائر و کبائر مین مبتلا رہی بوجہ اسکی کہ وہ مورد لعن صدق کا ہی امید خلد الجنۃ اوسکی حق مین کیا جاوے
اگر یہہ کہی کہ محرمات سی اجتناب کی اور نص موجود ہی تو کہا جائیگا کہ یہان ہی نص ممانعت ترک زیارت
موجود ہی اگر کہی کہ یہان کی نص ضعیف ہی تو کہا جائیگا کہ یہہ بحث علیحدہ ہی اس دلیل کی انتفاء
کو رفع نہین کرسکتی ہی **دوم** یہہ کہ اس تقریر سی لازم آتا ہی کہ تارک سنن موکدہ خصوصا وہ سنن
موکدہ جو قریب واجب ہین اور وہ سنن جو شعائر اسلام سی ہین اور وہ سنن جنکی ترک سی مقاتلہ
مباح ہی اگرچہ دواما و التزاما یا استخفافا ترک کری بشرطیکہ ملتزم ان امور کا بدون زیادت و نقصان
کی ہونا جی ہو جائی و ہو خلاف المعقول والمنقول و خلاف ما اجمع علیہ جمہور الفقہا و المحدثین و
نقاد الدین اور عمدہ وجوہ اد لہ آخر کا مشترک ہی اور علت ضعف قابل سماعت نہین ہی **سوم**
یہہ کہ اس تقریر سی لازم آتا ہی کہ سوای ان فروض اربعہ کی اور کوئی چیز واجب نرہی مثل صلوۃ
وتر و صدقۃ الفطر و اضحیہ عید الضحی و تکبیر تشریق و صلوۃ جنازہ و صوم و صلوۃ وغیرہ عبادات منذورہ
و صلوۃ العیدین و صلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و سماعت قرآن و اجابت اذان وغیرہ اور بہت
عبادات کہ بالاتفاق یا علی الاختلاف فرض کفایہ یا فرض عین یا واجب ہین اور ترک کرنیوالے
اونکی بلاشبہہ گناہگار ہین اور اگر کوئی شخص التزام اس امر کا کریگا اوسکا ابطال نصوص صریحہ سی
جو ثبت افتراض یا وجوب ان اشیاء کی ہین کیا جائیگا اور عذر سابق کا جواب سابق دیا جاویگا
چہارم یہہ کہ اسمین کوئی شبہہ نہین کہ تشریع شرائع امر تدریجی ہین و فی نہین آنحضرت صلعم نے

ایکمرتبہ سب احکام بیان نہین فرمائی اور نہ قرآن مین جملہ احکام دفعتہ نازل ہوئی پس ممکن ہی کہ
بعد ورود حدیث مذکور کے بعض احکام کی وجوب کا حکم دیا گیا ہو پس مجرد اقتصار سی اس حدیث
مین فرائض اربعہ پر اور اوسپر حکم دخول جنت کا دینی سی یہہ نہین لازم کہ سوای اونکی کوئی اور
واجب نہو اسیوجہ سی جب بعض شافعیہ نے ساتھہ حدیث مذکور اور حدیث طلحہ کے جو صحیح مسلم وغیرہ مین
قبل حدیث مذکور کی مروی ہی اثبات عدم وجوب وتر مین استناد کیا عینی نی بنایہ شرح ہدایہ مین اوسکے
جواب مین لکھا والجواب عن حدیث الاعرابی بانہ کان قبل وجوب الوتر وفی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان اللہ زادکم صلوۃ الا وہی الوتر اشارۃ الی انہ متاخر عن وجوب الصلوات الخمس وہو نظیر قولہ تعالی
قل لا اجد فیما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمہ الا ان یکون میتۃ او دما مسفوحا الآیۃ وقد حرم اللہ بعدہ
اکل کل ذی ناب من السباع وکل ذی مخلب من الطیر وفی حدیث جابر وغیرہ ما یدل علی تاخرہ انہ سئل
عن الصلوۃ والزکوۃ والصیام وقال فی آخرہ واللہ لا ازید علی ہذا ولا انقص فقال علیہ الصلوۃ
والسلام افلح ان صدق ولم یذکر الحج فدل علی انہ کان قبل وجوب الحج فکذا یجوز ان یکون سوالہ
قبل ان یزاد علی الخمس فلا یکون حجۃ انتہی اور بحر رائق مین ہی واما حدیث الاعرابی حین قال لہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا الا ان تطوع فلا یدل علی عدم وجوب الوتر کما زعمہ النووی فی شرح
صحیح مسلم لانہ کان فی اول الاسلام ثم وجب الوتر بدلیل انہ سئل عن العبادات المالیۃ فاخبرہ بالزکوۃ
فقال ہل علی غیرہا فقال لا الا ان تطوع کما ذکر فی الصلوۃ مع ان صدقۃ الفطر فرض عندہم فما
ہو جوابہم عنہا فہو جوابنا انتہی اور تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق للزیلعی مین ہی والجواب عن تمسکہم
بحدیث الاعرابی انہ کان قبل وجوب الوتر انتہی پس اسیطرح کا جواب قائلین بوجوب الزیارۃ کیطرف
ہو سکتا ہی اور حدیث ضعف سند وجوب وغیرہ مسموع ومفید نہین ہو سکتا ہی پنجم یہکہ حدیث مذکور
کی نظیر حدیث وفد عبد القیس ہے جو صحیح بخاری مین دس مواضع مین اور صحیح مسلم مین دو مقام مین

اور سنن نسائی مین تین مقام پر اور جامع ترمذی وغیرہ مین بعبارات متقاربہ مروی ہی عبارت
روایت صحیح بخاری کی کتاب الایمان کی یہہ ہی قال ابن عباس ان وفد عبد القیس لما اتوا النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال من القوم او من الوفد قالوا ربیعۃ قال مرحبا بالقوم او بالوفد غیر خزایا ولا
ندامی فقالوا یا رسول اللہ انا لا نستطیع ان نا تیک الا فی الشہر الحرام وبیننا وبینک ہذا الحی من مضر
فمرنا بامر فصل نخبر بہ من وراءنا وندخل بہ الجنۃ وسألوہ عن الاشربۃ فامرہم باربع ونہاہم عن اربع
امرہم بالایمان باللہ وحدہ قال اتدرون ما الایمان باللہ وحدہ قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال شہادۃ
ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ واقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ وصیام رمضان وان
تعطوا من المغنم الخمس ونہاہم عن اربع عن الحنتم وعن الدباء والنقیر والمزفت وقال احفظوہن و
اخبروہن من وراءکم اس حدیث مین چونکہ وفد عبد القیس نے اون اعمال سی سوال کیا تہا
جو باعث دخول جنت ہوا ور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی اونکی جواب مین صرف چار اموات
اور چار منہیات بیان فرمائی دو وجہ سی اشکال وارد ہوتا ہی ایک یہہ کہ اوامر و نواہی شرعیہ
کا انحصار چار یا آٹہہ مین نہین ہی اور صرف انہین پر اقتصار باوجود ارتکاب اور مناہی کی اور
ترک اور اوامر کی باعث دخول جنت نہین ہوسکتا ہی دوسری یہہ کہ ایک رکن جو ارکان
اسلام سی یعنی حج اسمین مذکور نہین ہی اور اسکی جواب مین محدثین کی آرا مختلف ہین اور
اکثر جوابات اونکی ضعیف ہین اور بہتر ین جوابات دو جواب ہین ایک یہہ کہ اوس زمانی تک فرضیت
حج کا حکم نہین آیا تہا اسوجہ سی آپنی بیان نہین کیا دوسری یہہ کہ چونکہ وفد عبد القیس نے جمیع ارکان
و اعمال سی سوال نہین کیا تہا آپنی اصول اعمالی کہ جنکا عمل اونسی فی الحال ممکن ہو ذکر کردیا اور
باقی اداء و نواہی سی اس اعتماد پر کہ بعض اونکی اون لوگونکو معلوم ہونگی یا اور باقی عند الحاجت
معلوم ہوجائینگی سکوت فرمایا حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری بشرح صحیح البخاری مین لکہتے ہین

ماذکرہ القاضی عیاض من ان السبب فی کونہ لم یذکر الحج فی الحدیث لانہ لم یکن فرض ہو المعتمد وقد
قدمنا الدلیل علی قدم اسلامہم لکن جزم القاضی بان قدومہم کان فی سنۃ ثمان قبل فتح مکۃ تبع فیہ
الواقدی لیس بجید لان فرض الحج کان سنۃ ست علی الاصح ولکن القاضی یختار ان فرض الحج
سنۃ تسع حتی لا یرد علی مذہبہ انہ علی الفور واما قول من قال انہ ترک الحج لکونہ علی التراخی فلیس بجید
لان کونہ علی التراخی لا یمنع من الامر بہ وکذا قول من قال انما ترکہ لشہرتہ عندہم ولیس بقوی لان
عند غیرہم ممن ذکرہ اشہر منہ عندہم وکذا قول من قال انہ ترک ذکرہ لانہ لم یکن لہم الیہ سبیل من اجل
کفار مضر لیس بمستقیم لانہ لا یلزم من عدم الاستطاعۃ فی الحال ترک الاخبار بہ بل دعوی انہم کانوا
لا سبیل لہم الی الحج ممنوع لان الحج لا یقع الا فی الاشہر الحرم وقد ذکروا انہم کانوا یامنون فیہا لکن
یمکن ان یقال انہ انما اخبرہم ببعض الاوامر لکونہم سألوہ ان یخبرہم بما یدخلون بفعلہ الجنۃ فاقتصر لہم
علی ما یکفہم فعلہ فی الحال ولم یقصد اعلامہم بجمیع الاحکام التی تجب علیہم فعلا وترکا ویدل علی ذلک
اقتصارہ فی المناہی علی الانتہاذ فی الاوعیۃ مع ان فی المناہی ما ہو اشد فی التحریم من الانتہاذ
لکن اقتصر علیہ لکثرۃ تعاطیہم لہا انتہی پس اسی قسم کی جوابات قائل بوجوب الزیارۃ ہی حدیث
مذکور سی دی سکتا ہی بلکہ اگر نظر وسیع سی کتب حدیث ملاحظہ ہون بہت حدیثین اس قسم کی
نکلین گی کہ جنمین جواب مین کسی صحابی کی سوال مایدخل بہ الجنۃ سی یا اثناء ذکر مایدخل بہ الجنۃ مین
صرف چند اوامر یا چند نواہی مذکور ہین حال آنکہ اون احادیث سی کوئی عاقل اس امر پر استناد
نہین کر سکتا ہی کہ ماعدا ان مذکورات کی واجب نہین چہ جای کہ وہ شخص کہ جسکی نظر سی کتب حدیث
و شروح حدیث گذرین ہین پس ایسی استناد آپکا اس حدیث کی ساتھ ما نحن فیہ مین درست نہین اور
جو تقریرین محدثین کی اسکی نظائر مین ہین وہ یہان بھی جاری ہو سکتی ہین ششم یہ کہ حدیث
مذکور مین رجل مبہم جو بلفظ فجاء رجل من اہل البادیۃ مذکور ہی ضمام بن ثعلبہ ہی جیسا کہ نووی

رسالہ الاشارات الی بیان اسماء المبہمات مین لکھتی ہین قال الخطیب الرجل ضمام بن ثعلبۃ السعدی
یعنی بکسر الضاد المعجمۃ انتہی اور ابن حجر فتح الباری مین اسی حدیث کی شرح مین کہتی ہین وقع فی
روایۃ کریب عن ابن عباس عند الطبرانی جاء رجل من بنی سعد بن بکر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وکان منتظرا فیہم فقال انا وافد قومی ورسولہم وعند احمد والحاکم بعثت بنو سعد بن بکر ضمام بن ثعلبۃ
الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقدم علینا فذکر الحدیث فقول ابن عباس فقدم علینا یدل
علی تاخرہ وفادتہ الیضا لان ابن عباس انما قدم المدینۃ بعد الفتح وزاد مسلم فی آخر الحدیث والذی
بعثک بالحق لا ازید ولا انقص فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لئن صدق لیدخلن الجنۃ وکذا
ہی فی روایۃ موسی بن اسمعیل ووقعت ہذہ الزیادۃ فی حدیث ابن عباس وہی الحاملۃ لمن
سمی المبہم فی حدیث طلحۃ ضمام بن ثعلبۃ کابن عبد البر وغیرہ انتہی اور صحیح مسلم مین قبل حدیث
انس کے جو اپکی سند ہی متصلا متشابہ اوسکی ایک حدیث دوسری طلحہ سی مروی ہی جاء رجل الی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اہل نجد ثائر الراس نسمع دوی صوتہ ولا نفقہ ما یقول حتی دنا
من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا ہو یسال عن الاسلام فقال خمس صلوات فی الیوم واللیلۃ
فقال ہل علی غیرہن قال لا الا ان تطوع وصیام شہر رمضان فقال ہل علی غیرہ قال لا الا
ان تطوع وذکر لہ رسول اللہ الزکوۃ فقال ہل علی غیرہن قال لا الا ان تطوع قال فادبر الرجل وہو
یقول واللہ لا ازید علی ہذا ولا انقص منہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افلح ان صدق انتہی
یہہ حدیث بالکل متشابہ حدیث انس کے ہی اس امر مین کہ چند شرائع وونو مین مذکور ہین اور دونو
سائل لا ازید ولا انقص مین متوافق ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونو کی جواب مین حکم
فلاح ودخول جنت کا مرتب فرماتی ہین اسیوجہ سی ایک جماعت محدثین نی مثل ابن عبد البر
وقاضی عیاض وابن بطال وغیرہ کی اس امر کی تصریح کی ہی کہ ان دونو روایتون مین سائل

ایک ہی اور ان دونو مین قصہ ضمام بن ثعلبہ کا ہی اور بعض نے ان دونو کی تعدد و تفارق کا
جزم کیا ہی چنانچہ حافظ ابن حجر ہدی ساری مقدمہ فتح الباری مین لکھتے ہین قولہ جاء رجل من
اہل نجد ثائر الراس قال ابن بطال وتبعہ عیاض والمنذری وابن باطیس وآخرون انہ ضمام
بن ثعلبۃ وقال النووی فی شرح المہذب فیہ نظر وقال القرطبی فی المفہم وتبعہ شیخنا سراج الدین البلقینی
الظاہر انہ غیرہ لاختلاف السیاقین وہو کما قال انتہی اور فتح الباری مین شرح حدیث طلحہ مین
لکھتی ہین ہذا الرجل جزم ابن بطال وآخرون بانہ ضمام بن ثعلبۃ وافد بنی سعد بن بکر والحامل
لہم علی ذلک ایراد مسلم قصتہ عقیب حدیث طلحۃ ولان فی کل منہما قال فی آخر حدیثہ لا ازید علی ہذا
ولا انقص لکن تعقبہ القرطبی بان سیاقہما مختلف انتہی پس بر تقدیر اسکی کہ یہہ دونو ایک ہی قصہ
ہون حدیث انس کے ساتھہ استناد عدم وجوب ماعدا مذکورات پر باطل ہی اسوجہ سی کہ بعض طرق
مین یہہ بہی وارد ہوا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی اوس سائل کو شرائع اسلام کی خبر دی جیسا
فتح الباری مین تحت حدیث طلحہ کی ہی انما لم یذکر الحج لانہ لم یکن فرض بعد او ان الراوی اقتصر
ویویدہ الثانی مما اخرجہ المصنف فی الصیام من طریق اسمعیل بن جعفر عن ابی سہیل نے ہذا الحدیث
قال فاخبرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بشرائع الاسلام فدخل فیہ باقی المفروضات بل والمندوبات انتہی
اور ارشاد الساری مین ہی استشکل کونہ اثبت لہ الفلاح بمجرد ما ذکر وہو لم یذکر جمیع الواجبات ولا المنہیات
ولا المندوبات واجیب بانہ داخل فی عموم قولہ فی حدیث اسمعیل بن جعفر المروی عند المولف فی الصیام
بلفظ فاخبرہ رسول اللہ بشرائع الاسلام انتہی پس معلوم ہوا کہ آنحضرت صلعم نی حکم دخول جنت و
فلاح صرف عبادات اربعہ پر منحصر نہین فرمایا بلکہ اور شرائع اسلام بہی جو اوسوقت تک مشروع
ہو گئی تہی اجمالا بیان فرما کی حکم لئن صدق لیدخلن الجنۃ کا دیا ہی فہم یہہ کہ بعض طرق حدیث
انس سی معلوم ہوتا ہی کہ سائل بہت سی احکام شرعیہ کو جانتا تہا اور حرمت محرمات سی

واقف تہا صرف اوسنی اصول عبادات سی استفسار کیا تہا جیساکہ فتح الباری مین تحت
حدیث انس کے ہی ووقع فی روایۃ عبداللہ بن عمر عن المقبری عن ابی ہریرۃ التی اشرت الیہا من
قبل فی ہذہ القصۃ ان ضماما قال بعد قولہ وانا ضمام بن ثعلبۃ فاما ہذہ الہیاۃ فواللہ ان کنا لننزہ
عنہا فی الجاہلیۃ یعنی الفواحش فلما ان ولی الرجل قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقہ الرجل انتہی بنا رحلیہ
اس حدیث کی ساتہہ استناد عدم وجوب ماعدا مذکورات مین محض باطل ہی اور نظیر اسکی حدیث
جابر ہی جو صحیح مسلم مین مروی ہی ان رجلا سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ارأیت اذا
صلیت الصلوات المکتوبات وصمت رمضان واحللت الحلال وحرمت الحرام ولم ازد علی
ذلک شیئا أأدخل الجنۃ قال نعم فقال واللہ لا ازید علی ذلک شیئا انتہی ہشتم یہ کہ ظاہر ہیہ ہی
کہ سائل کی غرض لا ازید علی ہذا ولا انقص سی یہہ ہی کہ ان عبادات مفروضہ مین مین زیادتی
نہ کرون گا اور نہ کمی کرونگا یعنی پانچ وقت کی نماز ادا کرونگا نہ کم نہ زاید اور ایک مرتبہ حج جو فرض
ہی کرونگا اور روزہ رمضان وزکوۃ مفروضہ مین قدر مفروض سی زیادتی اور کمی نہ کرونگا
نہ یہہ کہ مطلقا سوای انکی اور کوئی عبادت ادا نہ کرونگا یا اور کوئی واجب کا التزام نہ کرونگا اور استناد
آپکا جب درست ہو جب اوسکی قول کا یہہ مطلب ہو اگرچہ مخالف اور احادیث وآیات کی ہو نہم
صحیح مسلم مین عثمان رض سی روایت ہی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مات وہو یعلم
ان لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ اور ابو ہریرہ سی مروی ہی قال رسول اللہ شہد ان لا الہ الا اللہ
وانی رسول اللہ لا یلقی اللہ بہما عبد غیر شاک فیہما الا دخل الجنۃ اور عبادہ رض سی مروی ہی سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من شہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ حرم اللہ علیہ النار
اور ابو ہریرہ سی حدیث طویل مین مروی ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا ہریرۃ من لقیت
من وراء ہذا الحائط یشہد ان لا الہ الا اللہ مستیقنا بہا قلبہ فبشرہ بالجنۃ اور معاذ رض سی مروی ہی

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد یشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ الا حرمہ
اللہ علی النار اور اس قسم کی اور بہت احادیث مثل من کان آخر کلامہ لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ اور
من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ وان زنی وان سرق وغیرہ کتب حدیث مین موجود ہی پس آیا ان
احادیث کی ساتھ استثنا واس امر پر ہو سکتا ہی کہ صرف توحید باوجود اعمال قبیحہ اور ترک عبادات
مفروضہ وواجبہ کی باعث نجات کاملہ ہی اور ماعدا توحید وشہادت رسالت کی کوئی چیز ضروری
نہین حاشا وکلا بلکہ غرض ان احادیث سی یہہ ہی کہ شہادت وحدانیت ورسالت باعث
دخول جنت کا یقینا ہی اور باعث حرمت خلود فی النار کا قطعا ہی عام ازینکہ مطلقا نار حرام
ہو جائی اور بغیر دخول فی النار اور بغیر حساب کی دخول فی الجنت ہو جای یا بعد دخول فی النار کے
اخراج عن النار ہو کی دخول فی الجنۃ ہو جیسا کہ نووی شرح صحیح مسلم مین لکہتی ہین اعلم ان مذہب
اہل السنۃ وما علیہ مذہب السلف والخلف ان من مات موحدا دخل الجنۃ قطعا علی کل حال فان کان
سالما عن المعاصی کالصغیر والمجنون الذی اتصل جنونہ بالبلوغ والتائب توبۃ صحیحۃ من الشرک
او غیرہ من المعاصی اذا لم یحدث معصیۃ بعد توبتہ والموفق الذی لم یتلبس بمعصیۃ اصلا فکل ہذہ الصنف
یدخلون الجنۃ ولا یدخلون النار اصلا واما من کانت لہ معصیۃ کبیرۃ ومات من غیر توبۃ فہو فی مشیۃ
اللہ فان شاء عفا عنہ وادخلہ الجنۃ وجعلہ کالقسم الاول وانشاء عذبہ القدر الذی یریدہ ثم
یدخلہ الجنۃ فلا یخلد فی النار احد مات علی التوحید ولو عمل من المعاصی ما عمل کما انہ لا یدخل الجنۃ احد
علی الکفر فاذا تقررت ہذہ القاعدۃ تحمل علیہا جمیع ما ورد من احادیث الباب وغیرہ فاذا ورد
حدیث فی ظاہرہ مخالف لما وجب تاویلہا الیہا بالجمع بین نصوص الشرع انتہی پس ایسی حدیث
النسر وحدیث طلحہ وغیرہ مین جو حکم دخول جنت وفلاح کا چند عبادات پر ہی اوس سی یہی غرض
ہی کہ عامل انکا خواہ مخواہ جنت مین گو بعد دخول نار کی بوجہ ترک واجبات وارتکاب منہیات

داخل ہوگا نہ یہہ کہ مجردان عبادات سے ناجی بنجات کاملہ ہوگا بنا علیہ استناد ساتھہ ان احادیث کی
عدم وجوب ماعدا مذکورات پر محض باطل ٹھہریگا دہم یہہ کہ بعض شراح حدیث فی لا تزید ولا تنقص کا یہہ
مطلب بیان کیا ہی کہ لا تزید فی اخبار قولی ولا تنقص اگرچہ یہہ مطلب ضعیف ہی مگر ابطال استناد
حضرت والا کی واسطی کافی ہی **قال** دلیل ہفتم قول بوجوب زیارت قبر آنحضرت اون لوگونکی نسبت
جو اماکن بعیدہ کی رہنی والی ہین مستلزم ہے قول بوجوب شد رحال کو قبر کی لئی اور حال آنکہ یہہ قول بدلیل
حدیث صحیح لا تشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد کی باطل ہے اور مستلزم باطل کا باطل پس قول بوجوب زیارت
باطل ہوا **اقول** اسمین کلام ہی بچند وجوہ **اول** مثل اس تقریر کی قول استحباب کی ابطال کے
واسطی جاری ہوسکتی ہی اسطور پر کہ قول استحباب زیارت قبر نبوی اون لوگونکی نسبت جو اماکن بعیدہ
کی رہنی والی ہین مستلزم قول باستحباب شد رحال الی قبرہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی اور یہہ بدلیل
صحیح باطل ہی پس لازم آتا ہی کہ قول باستحباب بہی باطل ہوجاہی اور یہہ امر قطع نظر اسکی کہ
خلاف عقل و نقل ہے آپکی تمام تقریرات رسالہ قول محقق اور قول منصور کی مخالف ہی کیونکہ آپ کو
اون دونو رسالی مین اقرار اس امر کا ہی کہ قول استحباب معتبر ہی اور یہی مرجح اور لائق فتوی
دینی کی ہی اور یہی مذہب جمہور حنفیہ کا ہی اور یہی قوی من حیث الدلیل ہے اور یہی قول مجمع علیہ
ہی فما اسناکم ما قدرتیدا کم اور اگر یہہ کہیگا کہ میری مراد اون رسالون مین استحباب زیارت قبر سی استحباب
زیارت مسجد نبوی ہی تو قطع نظر اسکی کہ یہہ مراد اوسی قسم کی ہی جیسی کوئی آسمان سی زمین مراد لی
آپکا یہہ قول بشہادت آپ ہی کی عبارات کی کاذب ہوگا کیونکہ آپ نی اون دو نو رسالون مین لکھا
کہ زیارت قبر کو بعض مستحب اور بعض واجب کہتی ہین لیکن دلیل وجوب ضعیف ہی اور قوی بحسب
کتب حنفیہ و کتب حدیث کی قول استحباب ہی اور یہ ظاہر ہی کہ یہہ خلاف زیارت قبر بالمعنی المتعارف
مین ہی اور زیارت مسجد کی وجوب کا تو آج تک کوئی قائل نہین ہوا ہی سوا اسکی اور مباحث

ردّ دلیل ہفتم بر وجوب زیارت

آپکی کہ ناظر قول منصور و قول محقق جو مخفی نہین ہین مکذب آپکی ہین دوم مثل اس تقریر کی بنفس
مشروعیت زیارت قبر کی ابطال کیواسطے جاری ہوسکتی ہے اسطرح پر کہ قول بمشروعیت زیارت قبور
بہ بنسبت سکان اماکن بعیدہ کی مستلزم مشروعیت شد رحال کو ہی اور وہ بنص صریح باطل حال آنکہ
یہہ امر خلاف اجماع کی ہی اور خلاف احادیث صحیحہ کی ہی جیسا کہ سابقا معلوم ہوچکا ہی اور خلاف
اوس شخص کا جو اوسمین مخالفت کری مطرود و مردود ہوچکا اور قطع نظر اسکی خود آپکی تقریرات سابقہ
کی مخالف ہی کیونکہ آپنی قول منصور مین قول باستحباب زیارت قبر نبوی کو مجمع علیہ لکھا ہی اور ظاہر
ہی کہ یہہ بدون اجماع علی المشروعیت کی ممکن نہین ہی اور تاویل سابق کا جواب سابق مدنظر رہی
سوم صغری آپکی دلیل کا یعنی یہہ کہ قول بوجوب زیارت بہ بنسبت سکان اماکن بعیدہ کی مستلزم
قول بوجوب شد الرحال الی قبرہ صلعم کو ہی مخدوش ہی اسوجہ سی کہ حصول زیارت قبر نبوی موقوف
اس امر پر نہین کہ شد رحال الی القبر النبوی بقصد زیارت یا بقصد قبر کیا جاوی بلکہ اگر شد رحال
الی المسجد بقصد المسجد کیا جاوی تب ہی بوجہ اسکی کہ قبر نبوی مسجد کی متصل ہی زیارت قبر حاصل
ہوسکتی ہی اور ایسی اگر کسی اور نیت سی مثلاً واسطی طلب علم کی یا تجارت کی یا ملاقات احباب کے
یا سیر بلاد کی الی غیر ذلک شد رحال الی المدینہ کیا جاوی اوسوقت بہی زیارت قبر نبوی ہوسکتی
ہی اور پر ظاہر ہی کہ شد رحال مدینہ منورہ کیطرف طلب علم یا تجارت وغیرہ کی واسطی یا شد رحال
طرف مسجد نبوی کی بقصد مسجد بالاتفاق منع نہین حتی کہ ابن تیمیہ و اتباع ابن تیمیہ بہی اسکی قائل
نہین ہین جیسا کہ ابن عبد الہادی صارم کی مواضع متفرقہ مین تصریح کی ہی اگر ابن تیمیہ و اتباع
ابن تیمیہ کی نزدیک منع ہی تو شد رحال الی القبر بقصد الزیارۃ منع ہی اور حدیث سی بہی اسپر
استدلال ہی پس معلوم ہوا کہ قول بوجوب زیارت مستلزم قول بوجوب شد الرحال الی القبر بقصد
الزیارۃ جو ممنوع ہی نہین ہی چہارم کبری آپکی دلیل کا یعنی یہہ کہ شد رحال الی القبر بقصد تبرک صحیح

باطل ہے یا یہہ قول ہو جو ب شد رحال الی القبر بحدیث صحیح باطل ہی بالکلیہ یا باطل ہی اسوجہ سی کہ حدیث
مذکور سی یہہ امر ثابت نہین اور جمہور کی نزدیک یہہ استدلال درست نہین بلکہ سابقا معلوم ہو چکا
اور تفصیل تمام محقق ہو چکا کہ قول بجواز شد الرحال الی قبر النبی صلعم بلکہ الی قبور جمیع الانبیاء
والصالحین بلکہ الی قبور عوام المومنین بقصد زیارت نہ بقصد لہو ولعب وارتکاب بدعت قول
جمہور فقہاء و محدثین کا ہی اور یہی قول صحیح ومختار ہی اور مخالف اسکی غلط ہی اور یہی قول قوی
من حیث الدلیل ہی اور مانعین کی استدلال ساتھہ احادیث صحیحہ کی درست نہین ہی **قال** اگر
کہا جاوی کہ مطلب حدیث کا یہہ ہی کہ نہ سفر کیا جاوی کسی مسجد کیطرف سوای مساجد ثلثہ کی پس
اس سی حرمت سفر قبور کی ثابت نہین تو جواب اوسکا بعد تسلیم معنی مذکور کی یہہ ہی کہ جب سفر
کسی مسجد کیطرف سوای مساجد ثلثہ کی جائز نہوا بدلالۃ النص ثابت ہوا کہ سفر غیر مسجد کیطرف بالاولے
ناجائز ہی ہان موافق مذہب بعض ظاہریہ کی کہ وہ فحوی خطاب کی قائل نہین ہین التتبہ سی حدیث
سی حرمت سفر قبور کی ثابت نہین ہوتی ہی مگر اونکا قول جمہور علماء و مجتہدین کی نزدیک
لایعبأ بہی صارم مین ہی وابن حزم فہم من قولہ لاتشد الرحال الخ **اقول** اگرچہ اس کلام کی
رد سابقا بحث شد رحال سی باحسن وجوہ معلوم ہو چکی مگر ایقاظا للنائمین وتنبیہا للجاہلین
اس مقام پر چند امور التماس کیی جاتی ہین ایک یہہ کہ اس حدیث سی حرمت سفر زیارت قبور
ثابت نہونا صرف ظاہریہ کا مذہب نہین ہی بلکہ جمہور علمای مذاہب اربعہ وطائفہ عظیمہ فقہاء
ومحدثین کا جو مشرب ظاہریہ سی بدرجہا دور ہین یہی مذہب ہی جیسا کہ عبارت منقولہ سابقہ سی
واضح ہی دوسری یہہ کہ بحث فحوی مین اور بعض مسائل مین جو قیاس جلی کی مخالف ہین مذہب
ظاہریہ کی مردود ہونیسی یہہ نہین لازم کہ اونکی جمیع مباحث مردود ہو جاوین خصوصا وہ مبحث
جسمین ایک جماعت عظیمہ علماء کی بلکہ جمہور فقہاء و محدثین اونکی موافق ہون تیسری یہہ کہ

آپنی جو عبارت دراسات اللبیب کی واسطی افادۂ اس امر کی نقل کی کہ مذہب ظاہریہ کا مردود ہے
اور خلاف اور نکا خارق اجماع نہین ہی مخالف اوسکی کلام ثقات علما موجود ہی نووی کی تہذیب
الاسماء واللغات مین ترجمۂ داود ظاہری مین ہی اختلف العلماء ولم یعتبر قولہ فی الاجماع فقال
الاستاذ ابو اسحق الاسفرائینی اختلف اہل الحق فی ثقاۃ القیاس یعنی داؤد وشبہہ فقال الجمہور
انہم لا یبلغون رتبۃ الاجتہاد ولا یجوز تقلیدہم القضاء وہذا ینفی الاعتداد بہ فی الاجماع ونقل
الاستاذ ابو منصور البغدادی من اصحابنا عن ابی علی بن ابی ہریرۃ وطائفۃ من الشافعیین
انہ لا اعتبار بخلاف داؤد وسائر ثقاۃ القیاس فی الفروع ولا یعتبر خلافہم فی الاصول وقال
الشیخ ابو عمرو بن الصلاح بعد ان ذکر ہذا ذکرہ او معظمہ الذی اختارہ الاستاذ ابو منصور وذکر انہ
الصحیح من المذہب انہ لا یعتبر خلاف داؤد وقال الشیخ وہذا ہو الذی استقر علیہ الامر آخرا کما ہو الاعرف
الاغلب من صنیع الائمۃ المتاخرین الذین اوردوا مذہب داؤد فی مصنفاتہم المشہورۃ کالشیخ
ابی حامد والمحاملی یعنی والماوردی والقاضی ابی الطیب وشبہہم فلم یعتدوا بہم بما ذکروا بہ مذہبہ
فی مصنفاتہم قال الشیخ والذی اجیب بہ بعد الاستخارۃ والاستعانۃ باللہ ان داؤد لا یعتبر قولہ
یعتد بہ فی الاجماع الا فیما خالف فیہ القیاس الجلی مما اجمع علیہ القیاسیون من انواعہ او مبنیا
علی اصولہ التی قام الدلیل القاطع علی بطلانہا فانہ حینئذ یکون خارقا للاجماع کقولہ فی التغوط فی الماء الراکد وتلک المسائل الشنیعۃ وقولہ لا ربا الا فی
المنصوص علیہا وشبہہ انتہی آور علامہ کمال الدین جعفر بن ثعلب ادفوی رسالہ الامتاع
باحکام السماع مین لکہتی ہین قول الشیخ ابن الصلاح لا یعتد بخلاف الظاہریۃ لتقاصرہم عن رتبۃ
الاجتہاد لا یوافق علیہ وہی مسئلۃ مشہورۃ وقد ادعی الاستاذ ابو منصور البغدادی الشافعی
ان الاصح الاعتداد بہم وقد اقرہ الشیخ ابو عمرو بن الصلاح وقال الذی اجیب بہ بعد الاستخارۃ انہ

خلاف ظاہریہ
خارج اجماع ہے

یعتد بخلافهم الا فیما دل الدلیل القاطع علی بطلانه فقد ناقض کلامه انتہی یہانسی یہہ بہی معلوم ہوا
کہ آپنی قول منصورمین جو استحباب زیارت قبر نبوی کو مجمع علیہ ٹہرایا ہی محض باطل ہی کیونکہ
آپکو خود اعتراف اس امر کا اس رسالہ مین ہی کہ ظاہریہ کا مذہب وجوب زیارت کا ہی اور
بتحقیق ابن الصلاح معلوم ہوا کہ قول ظاہریہ کا اجماع مین معتبر ہی نگروہ قول جو خلاف قیاس
جلی ہو یا مبنی اصل باطل پر ہو پس باوجود اسکی کہ ظاہریہ کا یہان خلاف ایسا نہین ہی ضرور
اونکا خلاف خارق اجماع ہوگا اور استحباب امر اجماعی نہ ٹہریگا چوتھی یہہ کہ یہہ دلالۃ النص
جو آپنی تبعا لصاحب الصارم تحریر کی دلالۃ النص نہین ہی کشف اصول بزدوی مین
ہی اعلم ان الحکم انما یثبت بالدلالۃ اذا عرف معنی المفہوم من الحکم المنصوص کما عرف ان المفہوم
من تحریم التافیف کف الاذی عن الوالدین لان سوق الکلام لبیان احترامہما فیثبت الحکم
فی الضرب والشتم بطریق التنبیہ ولولا ہذہ المعرفۃ لما لزم من تحریم التافیف تحریم الضرب انتہی اور
فتاوی قاسم بن قطلوبغا مین ہی واما دلالۃ النص فہی ما علم علۃ الحکم المنصوص علیہ لغۃ
لا اجتہادا واستنباطا ومعنی لغۃ عدم توقف مناط علی مقدمۃ شرعیۃ من تاثیر نوع المعنی او جنسہ
فی نوع الحکم او جنسہ شرعا بخلاف القیاس لافہم کل احد انتہی پانچوین یہہ کہ اگر دلالت النص
سی ثابت ہوگا تو یہہ ہوگا کہ شد الرحال الی القبر بقصد نفس بقعۃ القبر منع ہی اور یہہ صحیح ہی
لیکن شد الرحال للزیارۃ بقصد ادای حق صاحب قبر ہی اور بقصد امتثال امر مشروع ہی
اور اسکی ممانعت کسیطرحسی نہین ثابت ہی چھٹی یہہ کہ عبارت صارم کی جو آپنی نقل کی اوسکے
رد ہماری عبارات وتقریرات سی جو بحث شد رحال مین مذکور ہین معلوم ہو جاتی ہی حاجت
اعادہ کی نہین ہی اسوجہ سی کہ صاحب صارم نی کوئی امر جدید اس بحث مین تحریر نہین کیا
بلکہ وہی اقوال مردودہ وتقاریر مطرودہ کہ فقہاء ومحدثین اونکو بار بار رد کر چکی ہین اور

سبکی نے شفاء السقام مین ایک باب خاص اسی بحث کی واسطے معقود کیا اور بدلائل شافیہ
ومقدمات کافیہ مذہب ابن تیمیہ وغیرہ کو مردود کر دیا چونکہ صاحب صارم فی بغیر جواب دینی اون
مقدمات کی اور بغیر دفع کرنی اونکی ایرادات کی پھر اونہین اقوال مردودہ کا اعادہ کیا کلام
سبکی کا ابہی تک صحیح وسالم باقی رہا **اقال** مخفی نہ رہی کہ حجج مذکورہ سوای حجت سادسہ کی ابطال
قول بالسنۃ الموکدہ مین بہی کافی ہین **اقول** کفایت فرع اونکی صحت وعدم منقوضیت
ہی اور وہ یہان مفقود ہی کما مر مفصلا **اقال** اور دلیل چہارم سی بہی امر بہی واضح ہو گیا
کہ احادیث زیارت بی اصل ہین کیونکہ اون سب مین ترغیب زیارت قبر آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم ہی اور وہ مخالف ومعارض ہی مقصود حدیث لاتتخذوا عیدا کی کہ جید وقابل احتجاج
ہی **اقول** جملہ احادیث زیارت کو بی اصل کہنا یا سب کو ضعیف کہنا یا سب کو موضوع
کہنا اور کلمات نقاد حدیث سی جو نقد رجال مین وارد ہین اور اونسی ثابت ہوتا ہی کہ
بعض حدیثین اونمین سی قابل احتجاج ہین اعراض کرنا بڑی جرأت کا کام ہی اور مخالف
ہونا اونکا مقصود حدیث لاتتخذوا عیدا وغیرہ کی خیال خام ہی جیسا کہ تفصیل اسکی سابقا گذری
اور اگر بالفرض مخالفت بہی ہو تو کسی حدیث کی مخالف ومعارض ہونیسی کسی حدیث جید کی اوسکا
بی اصل ہونا اور اوسکو باطل سمجھنا اور طریق جمع بین المتعارضین کو چہوڑ کی طریق اہمال وابطال
پر چلنا کب درست ہی سخاوی فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث مین لکہتے ہین وللجوزقانی ایضا کتاب
الاباطیل اکثرفیہ من الحکم بالوضع لمجرد مخالفۃ السنۃ قال شیخنا وہو خطا الا ان تعذر الجمع ومن ذلک
حدیث لایؤم عبد قوما فیخص نفسہ بدعوۃ دونہم الحدیث حکم علیہ بعضہم بالوضع لانہ قد صح ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول اللہم باعد بینی وبین خطایای ونہا خطا لامکان حملہ علی مالم یشرع
للمصلی من الادعیۃ بخلاف مایشترک فیہ الامام والماموم انتہی اور حافظ ابن حجر قول مسدد

کسی حدیث کی مخالف ہونیسی کسی حدیث صحیح کی ضعیف ہونا یا موضوع ہونا لازم نہین آتا

فی الذب عن مسند احمد مین بحث حدیث سدوا الابواب الا باب علی مین لکھتی ہین قول ابن الجوزی
انہ باطل وانہ موضوع دعوی لم یستدل علیہا الا بمخالفتہ الحدیث الذی فی الصحیحین وہذا اقدام
علی رد الاحادیث الصحیحۃ لمجرد التوہم ولا یسع الاقدام علی الحکم بالوضع الا عند عدم امکان الجمع ولا
یلزم من تعذر الجمع فی الحال ان لا یمکن بعد ذلک اذ فوق کل ذی علم علیم وطریق الورع فی
مثل ہذا ان لا یحکم علی الحدیث بالبطلان بل یتوقف فیہ الی ان یظہر بغیرہ ما لم یظہر لہ انتہی اور
طحاوی شرح معانی الآثار مین لکھتی ہین اولی الاشیاء اذا روی حدیثان عن رسول اللہ صلعم
فتعاملا الاتفاق واحتملا التضاد ان نحملہما علی الاتفاق لا علی التضاد انتہی **قال** اور دلیل
ہفتم سی دو امر مین سی ایک امر ضرور ثابت ہوتا ہی یا یہہ کہ احادیث زیارت بی اصل ہین یا
احادیث زیارت جواز شد رحال پر دال نہین ہین کیونکہ احادیث زیارت کی دلالت اگر
جواز شد رحال پر تسلیم کر لیجاوی تو یہہ احادیث معارض ہوتی ہین حدیث لا تشد الرحال
کی پس امر اول ثابت ہوا اور اگر احادیث زیارت کی دلالت جواز شد رحال پر تسلیم نہ کیجاوے
تو اس سی امر ثانی ثابت ہی **اقول** کچہہ بہی نہین ثابت ہی کیونکہ احادیث زیارت کی دلالت
اگر شد رحال پر تسلیم کر لیجاوی تو وہ معارض حدیث لا تشد الرحال کی نہین ہین جیسا کہ
سابقا محقق ہو چکا اور اگر معارض بہی ہون تو اس سی اونکا بی اصل ہونا نہین لازم آتا
جیسا کہ ابہی معلوم ہو چکا اور جواز شد رحال الی زیارۃ القبر النبوی کیواسطی صرف احادیث
زیارت ادلہ نہین ہین بلکہ اور بہی ادلہ عقلیہ ونقلیہ اوسکی موجود ہین تقی سبکی شفا مین فرماتے
ہین وذلک من وجوہ احدہا الکتاب العزیز وہو قولہ تعالی ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا
اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما والمجئی صادق علی المجئی من قرب ومن بعد بسفر
وبغیر سفر الثانی السنۃ من عموم قولہ من زار قبری فانہ یشمل القریب والبعید لا سیما قولہ فی الحدیث

الذی صححہ ابن السکن من جاوزنی زائرا لا تعلہ حاجۃ الا زیارتی فان ہذا ظاہر فی السفر بل فی تخصیص
القصد الیہ وتجریدہ عما سواہ الثالث من السنۃ ایضا النص ہا علی الزیارۃ ولفظ الزیارۃ یستدعی
الانتقال من مکان الزائر الی مکان المزور وایضا فقد ثبت خروج النبی صلی اللہ علیہ وسلم من المدینۃ
لزیارۃ القبور واذا جاز الخروج الی قریب جاز الخروج الی بعید فما ورد فی ذلک خروجہ الی البقیع
وہو ثابت فی الصحیح الرابع الاجماع لاطباق السلف والخلف فان الناس لم یزالوا فی کل عام
اذا قضوا الحج یتوجہون الی زیارتہ ومنہم من یفعل ذلک قبل الحج ہکذا شاہدناہ وشاہدہ من قبلنا
وحکاہ العلماء عن الاعصار القدیمۃ الخامس ان وسیلۃ القربۃ قربۃ انتہی ملخصا اور اگر زیادہ تفصیل
مقصود ہو تو شفاء الاسقام کا باب خامس ملاحظہ ہو اور جواب اسکا بغیر خدشات تقاریر
سبکی کے بخدشات صحیحہ مجرد نقل کرنی کلام ابن تیمیہ واتباع ابن تیمیہ سی ہوگا اور نقل کرنا
اقوال مردودہ کا کچھ فائدہ نہ بخشیگا اور اگر صارم کی کلام پر اعتماد ہو تو اوسکی رد تصنیف ابن علان
ملاحظہ ہو **قال** اگر کہا جاوی کہ ہم شق اول اختیار کرتی ہین اور حدیث صحیح کی معارض ہونسی
بی اصل ہونا لازم نہین آتا ہی کیونکہ ممکن ہی کہ احادیث زیارت مخصص یا ناسخ ہون تو جواب اوسکا
یہہ ہی کہ اصول مین ثابت ہوا کہ جب دو دلیلون مین تعارض ہوتا ہی اور ایک اونمین سی اقوی
ہوتی ہی بسبب وصف تابع کی تو اقوی پر عمل اور دوسری کا ترک واجب ہوتا ہی تلویح مین مرقوم
ہی اذا تعارض دلیل الخ **اقول** یہ جواب مخدوش ہی چند وجوہ سی **اول** یہہ کہ اگر اس سی ثابت
ہوتا ہی تو ترک عمل احادیث زیارت کی ساتھہ بوجہ اس قاعدۂ اصولیہ کی ثابت ہوتا ہی اور
یہہ شئی دیگر ہی اور بی اصل ہونا شئی دیگر ہی بہت سی احادیث ہین کہ وہ بوجہ مخالفت قرآن
یا مخالفت دلائل قطعیہ کے متروک العمل ہین مگر بی اصل وہ نہین ہین پس دعوی کرنا بی اصل
کلام مہمل ہی **دوم** یہہ کہ بعض احادیث زیارت مرتبہ ضعف سی نکلکر مرتبہ حسن تک پہونچی ہین

گو مثل حدیث لاتشد کی نہین ہین پس وہ مخصص ہو سکتی ہین تیسری یہ کہ ترجیح کا جمع پر
مقدم ہونا اور باوجود امکان جمع بین المتعارضین کے دلیل قوی پر عمل کرنا اور غیر قوی کو مہجور
کر دینا مذہب محدثین کا نہین ہی بلکہ اونکی نزدیک بقدر امکان جمع مقدم ہی اور ترجیح
وتساقطوا اہمال مرجوح موخر ہی مقدمۂ ابن الصلاح مین ہی اعلم ان مایذکر فی ہذا الباب
ینقسم الی قسمین احدہما ان یمکن الجمع بین الحدیثین ولا یتعذر ابدا وجہ ینتفی بہ تنافیہما فتعین
ح المصیر الی ذلک والقول بہما معا والثانی ان یتضاد بحیث لم یمکن الجمع بینہما وذلک علی
ضربین احدہما ان یظہر کون احدہما ناسخا والآخر منسوخا فیعمل بالناسخ ویترک المنسوخ والثانی
ان لا یقوم دلالۃ علی الناسخ ایہما والمنسوخ ایہما فیفزع الی الترجیح انتہی اور حازمی کی کتاب الناسخ
والمنسوخ مین ہی ان کان منفصلا نظرت ہل یمکن الجمع بینہما او لا فان امکن الجمع جمع اذ لا حجۃ
للانفصال الزمانی مع قطع النظر عن التنافی ومہما امکن حمل کلام الشارع علی وجہ یکون اہم
للفائدۃ کان اولی صونا لکلامہ بابی ہو وامی عن سمات النقص وکان فی ادعاء النسخ اخراج
الحدیث عن المعنی المفید علی خلاف الاصل وان لم یمکن الجمع بینہما وہما حکمان منفصلان نظرت
ہل یمکن التمییز بین السابق والثانی فان امکن وجب المصیر الی الآخر منہما وان لم یمکن بان
ابہم التاریخ ولیس فی اللفظ ما یدل علیہ وتعذر الجمع بینہما فح یتعین المصیر الی الترجیح انتہی اور
محمد بن عبد الرسول بن عبد السید البرزنجی المدنی کی کتاب الاشاعۃ فی اشراط الساعۃ مین ہی
الجمع اولی من اسقاط بعض الروایات ولا شک انہ مقدم علی الترجیح مہما امکن انتہی اور ظاہر ہے
کہ ما نحن فیہ مین جمع ممکن ہی پس ترک احادیث زیارت کا ظلم عظیم ہی چوتھی یہ کہ تقدیم
ترجیح جمع پر اگرچہ تلویح وغیرہ مین مذکور ہی لیکن بعض حنفیہ اسکی مخالف ہین اور موافق مذہب
شافعیہ ومحدثین کی جمع کو مقدم کرتی ہین پس اگر کوئی شخص یہی مذہب کہ بنظر دقیق قوی ہے

اختیار کرلی حکم ترک کا اوسکی نزدیک باطل ہے ابن امیر حاج حنفی حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی مین
بحث دعا بعد الفراغ من الصلوۃ مین لکھتی ہین الجمع متعین عند الامکان اذا دار الامر بینہ وبین
اھدار العمل باحدہما بالکلیۃ انتہی اور بحر العلوم شرح تحریر الاصول مین کہتی ہین قد یقال انہ یقدم
الجمع علی الترجیح عندنا معشر الحنفیۃ واختارہ الشیخ المداد وہو مذہب الشافعیۃ لقولہم الاعمال اولی
من الاہدار انتہی پانچوین یہہ کہ تعارض مانحن فیہ مین مسلم نہین اور حدیث لاتشد کی دلالت
اوپر منع مطلق شد رحال کی درست نہین **قال** اس مقام سی یہہ امر کما ینبغی ہویدا ہوا کہ جیسا
مسلک اون لوگون کا جو زیارت قبور کی لیی مطلقا شد رحال کو جائز کہتی ہین باطل ومخالف
حدیث ہی اسی طرحسی اون لوگونکا مذہب بہی باطل ومخالف حدیث جو کہ سوای حضرتؐ کی قبر کے
دیگر قبور کی لیی شد رحال کو ناجائز کہتی ہین اور احادیث زیارت قبر نبوی کو مخصص حدیث لاتشد الرحال
کا سمجھتی ہین حق یہی ہی کہ شد رحال کسی قبر کی لیی خواہ قبر کسی نبی کی ہو یا غیر نبی کی جائز نہین لی قولہ
ہذا البطال للحق واحقاق للباطل جسکو آپ حق سمجھتی ہین وہ بالکل غلط ہی اور جسپر آپنی حکم باطل
کا دیا وہ حق ہی اور ایک اونمین سی دوسری سی احق ہی ہذا ہو احقاق الحق والبطال الباطل
لاینکرہ الا المتعسف الخامل **قال** فی المنیۃ المتعلقۃ بصفحہ ۵ دلیل ہشتم اگر زیارت قبر نبوی
واجب ہوتی تو جو کوئی نذر کرتا اس بات کی کہ سفر کری طرف کسی اثر کی آثار انبیا سی پس وفاء
اوسکی واجب ہوتی دلیل ملازمہ کی اہل علم پر مخفی نہین والتالی باطل صارم مین ہی ولو نذر السفر
الی غیر المساجد او السفر الی مجرد قبر نبی او صالح لم یلزمہ الوفاء بنذرہ باتفاقہم انتہی پس نتیجہ
ہوا کہ زیارت قبر واجب نہین **اقول** اسمین چند خدشات ہین بچند وجوہ اول یہہ کہ ابن نجیم اشباہ والنظائر
مین لکھتی ہین لایلزمہ النذر الا اذا کان طاعۃ ولیس بواجب وکان من جنسہ واجب علی التعیین
فالصحیح النذر بالمعاصی ولا بالواجبات ولو نذر عیادۃ المریض لم تلزمہ علی المشہور انتہی اقول صحیح

رد دلیل اشتم

حموی حواشی اشباہ مین لکھتی ہین وزاد بعضہم ان یکون مقصودا لا وسیلۃ فلا یصح بالوضوء وسجدۃ
التلاوۃ وقال فی الواقعات ومنہ تکفین المیت وزاد بعضہم ان لا یکون مستحیل الکون فلو نذر صوم
امس او اعتکاف شہر مضی لا یصح نذرہ انتہی اور بحر لکھتی ہین قال فی المبسوط تم النذر انما یصح
بما کان قربۃ مقصودۃ ولا یصح بما لیس بقربۃ وما فیہ معنی القربۃ ولیس بعبادۃ مقصودۃ کتشییع الجنازۃ
وعیادۃ المریض لا یصح التزامہ بالنذر الا فی روایۃ عن الامام انتہی اور بحر رائق مین ہی اعلم انہم صرحوا
بان شرط لزوم النذر ثلاثۃ کون المنذور لیس بمعصیۃ وکونہ من جنسہ واجب وکون الواجب مقصودا
قالوا فخرج بالاول النذر بالمعصیۃ وبالثانی نحو عیادۃ المریض وبالثالث ما کان مقصودا لغیرہ حتی
لو نذر تکفین میت لم یلزمہ لانہ لیس بقربۃ مقصودۃ کالوضوء مع تصریحہم ہہنا بصحۃ النذر بصوم
یوم النحر ولزومہ فعلم انہم ارادوا باشتراطہم کونہ لیس بمعصیۃ کون المعصیۃ باعتبار نفسہ حتی لا ینفک
شیء من افراد الجنس عنہا وفی النہایۃ ان النذر لا یصح الا بشروط ثلاثۃ فی الاصل الا اذا قام
الدلیل علی خلافہ احدہا کون الواجب من جنسہ شرعا والثانی ان لا یکون واجبا علیہ فی الحال او فی ثانی حال فلا یصح النذر بصلوۃ الظہر وغیرہا من المفروض
لانعدام الشرط الثالث انتہی فعلی ہذا الشروط اربعۃ الا ان یقال النذر بصلوات الظہر وغیرہا
خرج بالشرط الاول اذ قولہم من جنسہ واجب یفید ان المنذور غیر الواجب لکن لا بد من رابع
وہو ان لا یکون مستحیل الکون فلو نذر صوم امس او اعتکاف شہر مضی لم یصح نذرہ کما فی الولوالجیۃ
وقید بقولہ الا اذا قام الدلیل علی خلافہ لانہ لو قام الدلیل علی الوجوب من غیر الشرط المذکور
یجب کالنذر بالحج ماشیا والاعتکاف واعتاق الرقبۃ مع ان الحج بصفۃ المشی غیر واجب وکذا الاعتکاف
ونفس الاعتاق من غیر مباشرۃ سبب موجب للاعتاق کذا فی النہایۃ وفیہ نظر لان الحج ماشیا
من جنسہ واجب لان اہل مکۃ ومن حولہا لا یشترط فی حقہم الراحلۃ بل یجب المشی علی کل من قدر

فرع
نذر بصوم امس او اعتکاف شہر مضی لا یصح لانہ مستحیل الکون

منهم علی المشی کما صرح بہ فی التبیین فی باب اخراج الحج واما الاعتکاف من جنسہ واجب وہو القعدۃ
الاخیرۃ فی الصلوات واما الاعتاق فلا شک ان من جنسہ واجب وہو الاعتاق فی الکفارۃ
انتہی اور رد المحتار مین ہی وفی البدائع من شروطہ ان یکون قربۃ مقصودۃ فلا یصح النذر بعیادۃ
المریض وتشییع الجنازۃ والوضوء والاغتسال ودخول المسجد ومس المصحف والاذان وبناء
الربطات والمساجد وغیر ذلک وان کانت قربا الا انہا غیر مقصودۃ انتہی فہذا صرح فی ان الشرط
کون المنذور نفسہ عبادۃ مقصودۃ لا ما کان من جنسہ ولذا صحوا النذر بالوقف لان من جنسہ
واجب وہو بناء مسجد للمسلمین مع انک قد علمت ان بناء المساجد غیر مقصود لذاتہ انتہی ان عبارات
اور امثال النسی کہ صدہا کتب فقہیہ مین موجود ہین معلوم ہوتا ہی کہ لزوم نذر کی واسطی حنفیہ
کی نزدیک شروط عدیدہ ہین ایک یہہ کہ منذور معصیت نہو اسیوجہ سی نذر بالمعصیت لازم
نہین دوسری یہہ کہ منذور شخصہ واجب نہو اسیوجہ سی نذر بالفرائض مثلا صلوۃ ظہر
یا حجۃ الاسلام معتبر نہین تیسری یہہ کہ منذور کی جنس سی کوئی فرد شرعا واجب ہوا سیوجہ سی
نذر بعیادۃ المریض لازم نہین چوتھی یہہ کہ منذور عبادت مقصودہ ہو عبادت غیر مقصودہ
بالذات اور وسیلہ نہو اسیوجہ سی نذر بالوضوء وسجدۂ تلاوت وبناء مساجد ورباطات واذان
وتشییع جنازہ وتکفین میت وغیرہ لازم نہین پانچوین یہہ کہ منذور مستحیل الکون نہو اسیوجہ سی
نذر صوم یوم گذشتہ کی قابل اعتبار نہین اور موافق مذہب معتبر مالکیہ وشافعیہ کی لزوم
منذور شرط ثالث کی ساتھہ مشروط نہین ہے اور اشتراط شرط رابع مین بھی شافعیہ کا خلاف
ہی جیسا کہ تقی سبکی شفاء الاسقام مین کہتی ہین الصحیح عندنا انہ لا یشترط فی المنذور ان یکون
جنسہ واجبا وہو مذہب مالک والوجہ الثانی لاصحابہ اشتراطہ ونقل عن الحنفیہ انتہی اور بھی
لکھتی ہین القربات نوعان احدہما قربۃ لم توضع لکونہا عبادۃ وانما ہی اعمال واخلاق مستحسنۃ

رغب الشارع فیہا لعموم فائدتہا وقد ینتفی بہا وجہ اللہ فینال بہ الثواب کعیادۃ المرضی وزیارۃ
القادمین وافشاء السلام وما اشبہ ذلک فہذا النوع فی لزومہ بالنذر وجہان اصحہما اللزوم ومن
ہذا النوع تشییع الجنائز وتشمیت العاطس والنوع الثانی العبادات المقصودۃ کالصلوۃ والصوم
والصدقۃ والحج فہذا النوع یلزم بالنذر بالاجماع الا فیما استثنی ومما استثنی مما اجمع علیہ صور منہا ما
اذا افرد صفۃ الواجب بالالتزام کتطویل القراءۃ واقامۃ الفرائض فی جماعۃ ففی لزومہ بالنذر
وجہان اصحہما اللزوم ومنہا ما فیہا ابطال رخصۃ شرعیۃ کنذر صوم رمضان فی السفر ففی لزومہ
وجہان اصحہما المنع انتہی ملخصا ہرگاہ یہہ امر مہد ہوا معلوم ہوا کہ ملازمہ آپکی دلیل ہشتم کا یعنی
یہہ کہ اگر زیارت قبر نبوی واجب ہوتی تو وفا نذر شد الرحال الی القبر واثر من آثار الانبیاء
واجب ہوتی ہی غلط ہی کیونکہ ہر واجب نزدیک جمیع علماء کی لازم بالنذر نہین ہوتا ہی بلکہ
وہ واجب کہ عبادات مقصودہ ہو اور جو واجب کہ وسیلہ ہو جیسی وضو وسجدہ تلاوت و
تکفین میت وغیرہ اوسکی نذر کی وفا حنفیہ کی اور بعض شافعیہ وغیرہم کی نزدیک لازم
نہین ہی پس کیا ضرور ہی کہ اگر واجب ہو تو لازم بالنذر ہو جائز ہی کہ عدم لزوم زیارت
قبر نبوی یا شد رحال الی القبر النبوی بوجہ عدم عبادۃ مقصودہ بالذات کی ہو ومن ادعی
الملازمۃ فعلیہ البیان بالشہادۃ العادلۃ **دوم** یہہ کہ یہہ دلیل آپکی منقوض ہی ساتھہ
اون فرائض وواجبات کی جنکا التزام بالنذر سہی لزوم نہین ہوتا ہی جیسی سجدۂ تلاوت
وتکفین میت ووضوء وتشمیت عاطس وجواب سلام وغیر ذلک پس لازم آتا ہی کہ یہ چیزین
بشہادت اسکی کہ وفاء اونکی نذر کی واجب نہین واجب نہین والتزام ذلک مما لا یصدر عن
عاقل فضلا عن فاضل **سوم** یہہ کہ بطلان تالی یعنی وجوب وفا نذر بزیارۃ اثر من آثار
نبی من الانبیاء یا نذر بشد الرحال الیہ ممنوع ہی کیونکہ نزدیک ایک جماعت علماء کی وفا نذر

بزیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم لازم ہی شفاء الاسقام مین ہی فان قلت ما قولکم فیمن
نذر زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہل ینعقد ذلک ویلزمہ ذلک ام لا قلت نعم نقول بانعقاد
نذرہ ولزوم الزیارۃ بہ وبہ صرح القاضی ابن کج من اصحابنا ولم نر لغیرہ من الاصحاب خلافہ
وقد قدمنا فی الباب الرابع عن العبدری المالکی لزومہ انتہی اور ہی اوسیمین ہی زیارۃ قبر النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قربۃ بحث الشرع علیہا وترغیبہ فیہا وقد قدمنا ان فیہ جہتین جہۃ عموم وجہۃ
خصوص فاما من جہۃ الخصوص وکون الادلۃ الخاصۃ وردت فیہا بعینہا فیظہر القطع بلزومہا
بالنذر الحاقا لہ بالعبادات المقصودۃ التی لم تشرع الا علی وجہ العبادۃ کالصلوۃ والصدقۃ
والصوم والاعتکاف ولہذا المعنی واللہ اعلم قال القاضی ابن کج من اصحابنا اذا نذر ان
یزور قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فعندی انہ یلزمہ الوفاء بہ وجہا واحدا ولو نذر ان یزور
قبر غیرہ ففیہ وجہان قلت ما قالہ من القطع بلزوم الوفاء بہا ہو الحق وتردد ہ فی قبر غیرہ
یحتمل ان یکون محلہ عند الاطلاق سواء عین ام لا تشبیہا لہ بزیارۃ القادمین وافشاء
السلام ونحو ذلک مما لم یوضع قربۃ مقصودۃ وان کان قربۃ وعلی ہذا یکون الاصح لزومہ بالنذر
ویحتمل ان یکون محلہ عند التعیین فان زیارۃ قبر معین غیر الانبیاء لا قربۃ فیہا بخصوصہا واما اذا
نظرنا الی زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم من جہۃ العموم واجتماع المعانی التی یقصد بالزیارۃ
منہ فیظہر ان یقال انہ یلزم بالنذر قولا واحدا ویحتمل علی بعد ان یقال انہ کما لو نذر بزیارۃ القادمین
وافشاء السلام فیجری فی لزومہا بالنذر ذلک الخلاف مع کونہا قربۃ قبل النذر وبعدہ ومن شرط
فی المنذور ان یکون مما وجب جنسہ فی الشرع ویقول ان الاعتکاف کذلک لوجوب الوقوف
بعرفۃ فقد یقول ان زیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وجب جنسہا وہی الہجرۃ الیہ فی حیاتہ انتہی اور
بہی اوسیمین ہی قال العبدری فی شرح الرسالۃ انا نذر المشی الی المسجد الحرام والمشی الی مکۃ فلہ

اصل فی الشرع وھو الحج والعمرۃ والی المدینۃ لزیارۃ قبر النبی صلعم افضل من الکعبۃ ومن بیت المقدس
ولیس عندہ حج ولا عمرۃ فاذا نذر المشی الی ھذہ المساجد الثلثۃ لزمہ فالکعبۃ متفق علیھا والخلاف
اصحابنا وغیرھم فی المسجدین الآخرین قلت الخلاف المذکور الذی اشار الیہ فی نذر ایتان المسجد
لا فی الزیارۃ انتہی چہارم یہہ کہ نذر بزیارۃ قبر النبی یا بشد الرحال الیہ کا لازم ہونا اگر اسوجہ سے
ہو کہ یہہ قربت نہین ہی بلکہ معصیت ہی اور شرائط انعقاد نذر سی عدم معصیت ہی بدلیل روایات
ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و ابو داؤد عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلعم لا نذر فی معصیۃ اور
بدلیل روایت نسائی عن عمران بن حصین قال قال رسول اللہ صلعم النذر نذران فما کان
من نذر فی طاعۃ اللہ فذلک للہ وفیہ الوفاء وما کان من نذر فی معصیۃ اللہ فذلک للشیطان ولا
وفاء فیہ ویکفرہ ما یکفر الیمین تو محض باطل ہی کیونکہ قربت ہونا زیارت قبر نبوی کا اور معصیت
ہونا اوسکا بدلائل شرعیہ ثابت ہی اور منکر اسکا قابل خطاب نہین ہی اور شد الرحال الی قبر النبی کا
بھی جواز بدلائل ثابت ہی اور منکرین کا ادعا بھی ساقط ہی اور اگر بالفرض یہہ معصیت
بھی ہو تو ظاہر ہی کہ معصیت بالذات نہین ہوگا بلکہ معصیت للغیر ہوگا اور سابقا عبارت
بحر سی معلوم ہو چکا کہ نذر معصیت غیرہ کی منعقد و لازم الوفا ہی اور اگر اسوجہ سی ہو کہ باوجود
اسکی قربت ہونیکی کوئی نص صریح اس باب مین وارد ہوئی ہی تو بھی غلط ہی کیونکہ نہ تو کوئی
آیت اس نذر کی عدم لزوم مین وارد ہوئی نہ کوئی حدیث آئی اور حدیث لا تشد اس امر پر
دال نہین ہی بلکہ ظواہر نصوص قرآنیہ و حدیثیہ جو باب وفاء نذر مین وارد ہین اس امر پر دال
ہین کہ جملہ قربات نذر سی لازم ہو جاتی ہین اور اگر اس وجہ سی ہو کہ اسپر اجماع جمیع علماء
و مسلمین ہو گیا ہی تو بھی غلط ہی کیونکہ عبارات سابقہ سی معلوم ہوا کہ یہہ مسئلہ مختلف فیہا
بین العلماء والمسلمین ہے اور اگر اس وجہ سی ہو کہ اجماع مجتہدین اسپر ہو گیا ہی تو دعوی

بلا دلیل مطالب بالا ثبات ہی کتب ائمہ مجتہدین یا ثقات حملہ مذاہب سی بتصریح ثابت کرنا چاہیی
کہ اونہون نی اسپر اتفاق کیا ہی البتہ امام مالک سی بعض کتب مالکیہ مین ایسی عبارت منقول
ہی جس سی یہہ امر مترشح ہوتا ہی مگر اوسکی چند محامل ہین کہ اوس عبارت کو ماتحن فیہ سی خارج
کردیتی ہین جسکی شفا مین لکہتی ہین قد وقفت علی کلام بعض المتعصبین الباطل قال فیہ ان
القاضی اسمعیل قال فی المبسوط انہ روی عن مالک انہ سئل عمن نذر ان یاتی قبر النبی صلعم
فقال ان کان اراد مسجد الرسول فلیاتہ ولیصل فیہ وان کان اراد القبر فلا یفعل للحدیث الذی
جاء لا یعمل المطی الا الی ثلاثۃ مساجد وہذہ الروایۃ ان صحت عن مالک یجب تاویلہا علی وجہ لا یمنع
کون الزیارۃ قربۃ وہذہ الروایۃ یحتمل وجوہا احدہا ان یکون من القرب التی لا یلزم بالنذر کما
ان اتیان مسجد قبا لمن کان فی المدینۃ او قریبا منہا قربۃ عند جمیع العلماء ولا یلزم بالنذر عند جمہور
العلماء الثانی الجواب المذکور ولکنہ بالنسبۃ الی البعید خاصۃ والثالث انا قدمنا ان زیارہ قبرہ
مطلوبۃ بالخصوص وبالعموم واللزوم بالنذر ظاہر من الجہۃ الاولی واما من الجہۃ الثانیۃ فقد
قدمنا ان مقاصد الزیارۃ متعددۃ وزیارۃ القبور من حیث الجملۃ کزیارۃ المقادمین وقد قدمنا
فی لزوم زیارۃ المقادمین بالنذر خلافا واسعا فسائل مالک انما ذکر مجرد الاتیان فلعل مالکا لم یرہ
لذلک او رای ان اتیان القبر قد لا یقصد بہ زیارۃ من فیہ وہو الذی نقول بانہ قربۃ وہو الذی
یقصدہ الناس غالبا وقد یقصد زیارۃ المکان فی نفسہ لشرفہ وہذا لا نقول بانہ قربۃ الا فی
ما شہد بہ الشرع فلعل مالکا اجاب علی ذلک انتہی ملخصا اور اگر تسلیم کیا کہ امام مالک کی نزدیک
عدم لزوم وفاء نذر مذکور ہی تو اس سی اجماع ہونا نہین لازم ہی جیسا کہ سابقا مفصلا
مذکور ہوچکا ہی اور اگر یہہ وجہ ہو کہ زیارت واجب ہی اور منذور غیر واجب ہونا چاہیی تو قطع نظر اسکے
کہ یہہ امر مختلف فیہ ہی وجوب زیارت مرۃ واحدۃ ہی اور مرۃ ثانیہ نذر سی اوسکا واجب ہونا ممکن ہے

اور اگر یہہ وجہ ہو کہ زیارت قبر نبوی ہی یا شد الرحال الیہ مستحیل الوجود ہی تو بالکل مرباطل ہی اور
اگر یہہ وجہ ہو کہ اسکی جنس سے کوئی واجب نہین تو قطع نظر اسکی کہ یہہ شرط مختلف فیہ ہی وجوب
ہجرۃ الی النبی صلعم زمانۂ حیات مین قبل زمانہ ہجرت کی کہ وہ اسکی نظیر ہی ثابت ہی اور اگر یہہ وجہ ہو
کہ یہہ عبادت مقصودہ نہین ہی تو صحیح ہی لیکن بعض وجوہ سے عبادت مقصودہ ہو سکتی ہی
اور قطع نظر اسکی یہہ شرط بھی متفق علیہ نہین ہی الحاصل عدم لزوم نذر کسی دلیل شرعی
سے ثابت نہین اور فقدان شرط شروط لزوم نذر سے بھی نہین اور اگر موافق بعض مذاہب
وبعض وجوہ کی لزوم بھی ہو تو اس سے عدم وجوب ثابت نہین اب صاحب صارم کی کلام
کا بطلان ملاحظہ کیجئے اما قولہ لو نذر السفر الی غیر المساجد والسفر الی مجرد قبر نبی او صالح لم
یلزمہ الوفاء بنذرہ باتفاقہم فقیہ ان دعوی الاتفاق مطالبۃ بالاثبات فی حق القبر النبوی و
اما قولہ فان ہذا السفر لم یامر بہ رسول اللہ بل قال لا تشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد وانما یجب
بالنذر ما کان طاعۃ فقیہ ان عدم امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لہذا السفر ان کان المراد
بہ عدم امرہ بہ صراحۃ فمسلم غیر مفید فلیس کل ما لم یرد بہ امر خاص ممنوعا ولا کل ما لم یرد فیہ
نص خاص محرما او مکروہا والقواعد الشرعیۃ حاکمۃ بجواز ہذا السفر والاستدلال بحدیث لا تشد
لیس بمعتبر ولو سلم ان ہذا الحدیث یفید منعہ فظاہران منعہ لیس لذاتہ بل لغیرہ ومثلہ یجب فیہ
نذرہ وما ذکرہ بقولہ انما یجب الخ یفید ان ہذا السفر لیس بطاعۃ فان اراد بہ انہ معصیۃ بالذات
فمردود وان اراد انہ معصیۃ بالغیر فبعد تسلیمہ غیر مفید ثم ہذا کلہ انما یفید عدم انعقاد النذر
بشد الرحال الی القبر النبوی لا عدم انعقاد النذر بنفس زیارۃ القبر النبوی وقولہ وقد صرح
مالک وغیرہ بان من نذر السفر الی المدینۃ النبویۃ ان کان مقصودہ الصلوۃ فی مسجد النبی وفا
بنذرہ وان کان مقصودہ مجرد زیارۃ القبر لم یف بنذرہ والمسئلۃ ذکرہا اسمٰعیل بن اسحٰق فی المبسوط

عدم لزوم نذر

ومعنا ما فی المدونة وغیرها فیه ان لقول مالک معان ذکرها السبکی فی الشفاء وغیره فی غیره واذا جاء الاحتمال
بطل الاستدلال وبعد تسلیم انه قال ما زعمه لا یلزم منه عدم مشروعیة زیارة القبر ولا عدم وجوبه
وقوله وهذا الذی قاله مالک وغیره ما علمت احدا من المسلمین قال بخلافه بل کلامهم یدل علی
موافقته فیه لا یلزم من عدم علمک عدمه ولا من عدم فهمک وجوده الاجماع علیه نعم لو ثبت
ان هذا الذی قاله بلغ غیره من الائمة فسکت مسلما بعد مضی مدة التامل ثبت الاجماع السکوتی
واذ لیس فلیس فی هذا القدر نفع للمدعی وقوله وقد ذکر اصحاب الشافعی واحمد فی السفر لزیارة
القبور قولین التحریم والاباحة وقدماؤهم ومتاخروهم قالوا انه محرم وکذلک اصحاب مالک وانما وقع
النزاع بین المتاخرین فیه انه اقرار علی الائمة وقدماء اصحاب الائمة ممن هو من ائمة اصحاب
الشافعی واحمد قال به وفی ای کتاب صرح به ومن هو من قدماء هم ذهب الیه ولیس هذا اول
عثرة کسرته فی الاسلام بل سبقک بمثله شیخک ابن تیمیة حیث نسب المنع من القصر فی السفر الی زیارة
قبور الانبیاء عن ابن بطة وابن عقیل وطوائف کثیرین من العلماء المتقدمین وتعقبه السبکی
بتحقیق هذا النقل وتبیین ان هؤلاء الطوائف الکثیرة من المتقدمین وجعل ابن تیمیة ایضا قول المنع
من القصر فیه قول متقدمی العلماء کابن بطة وابن عقیل فجعل ابن عقیل من المتقدمین ثم جعل القول
بجواز القصر قول ابی حنیفة وبعض المتاخرین من اصحاب الشافعی واحمد کالغزالی وغیره فتعقبه
السبکی بان الغزالی فی طبقة ابن عقیل بل تاخرت وفاته فان وفاة ابن عقیل سنة ثلاث
عشرة وخمسمائة فکیف یجعل ابن عقیل من المتقدمین والغزالی من المتاخرین فان کان مراد ابن
عبد الهادی وشیخه من نسبة المنع الی المتقدمین وجعل ابن عقیل منهم ترویج هذا القول بین العوام
فهو امر قبیح عند علماء الاسلام وقوله قال بعضهم ای بعض المتاخرین لا تشد لیس بنبی وانما قلنا
انه لا یشرع ولیس بواجب ولا مستحب بل مباح کالسفر للتجارة وغیرها فیقال علیه تلک الاسفار

لا یقصد بها العبادة بل یقصد بها مصلحة دینیة مباحة والسفر الی القبور لیس بواجب ولا مستحب
فیه ان من جوز السفر الی زیارة القبور سلم ان لا تشد رحی لکنه خصصه بالمساجد او بالسفر یقصد به
وما الزم علیه لیس بلازم فان الحدیث لو کان عاما لحرم السفر لطلب العلم فانه سفر یقصد به العبادة
فلا بد ان تخصیص وقوله وما علمت ان احدا من ائمة المسلمین قال ان الشد الیها مستحب وانما
قاله بعض الاتباع فهو ممکن واما الائمة مجتهدون فما منهم من قال بهذا فیه ان کثیرا من المسائل
الفرعیة لم یصرح بها الائمة فخرجها اصحابهم علی قواعدهم المقررة ولا ضیر فی ذلک وقوله فتبین
ان هذا القول خطأ مخالف للسنة واجماع الصحابة فیه انه افتراء علی الصحابة وانی له اثبات ذلک
وقوله فان الصحابة فی خلافة ابی بکر وعمر وعثمان وعلی ومن بعدهم الی انقراض عصر الصحابة لم
یسافر واحد منهم الی قبر نبی ولا رجل صالح وقبر الخلیل بالشام لم یسافر الیه احد من الصحابة
فیه انه لا بد من اثبات هذا النفی العام ولا ینفعک فیه تقلید شیخ الاسلام ولو سلم فلیس کل
ما لم یفعله الصحابة بدعة وضلالة اما تری انه لم ینقل عن احد من الصحابة بناء الرباطات ولم
ینقل عن احد منهم جمع الکتب والتصنیف افتظن ان من بنی رباطا او صنف تصنیفا یکون ضالا
ومبتدعا الجوز عندک ان یستدل احد علی کون بناء الرباطات وتصنیف الکتب بدعة وغیر مشروع
باجماع الصحابة علی ترکه فما هو جوابک فهو جوابی وبالله تعالی وبعمری امثال هذه الدعاوی العریضة
الطویلة التی ارتکبها ابن تیمیة قد ردها علماء الامة غیر مرة فای فائدة فی ذکر الاقوال المردودة
والحق ان الاشتغال بردامثال هذه الخرافات تضییع للاوقات ولکن خشیة ان یغتر العوام
لا بد علی العلماء ردها بالبراهین الواضحات شعر تعصی الآله وانت تظهر حبه هذا لعمری فی القیاس
بدیع هو لو کان حبک صادقا لاطعته ان المحب لمن یحب مطیع هو قال فی المنیة ایضا ویدل
نعم قیاسی ہی بیان اسکا یہ ہی کہ حدیث صحیح سے ثابت ہی کہ سوای صلوات خمسہ اور کوئی

صلوۃ اور صیام رمضان کی سوا اور کوئی روزہ اور سوای زکوۃ کی اور کوئی صدقہ واجب
نہین ہی چنانچہ حدیث متفق علیہ جارالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجل من اہل نجد الخ
اسپر نص ہی اور حج نظیر صلوۃ وصوم وزکوۃ ہی یعنی جیساکہ یہہ تینو دعائم اسلام ہین
ایسا ہی حج ہی تو وہی حکم حج کی لیی ہوگا یعنی کوئی زیارت سوای حج کی واجب نہوگی
اقول ہم تو سمجھتی تھے کہ صرف اپنی تراویح مین قصر کو پسند فرمایا مگر اب معلوم ہوا کہ تمام شریعت
مین اختصار فرمایا اس دلیل کے اور دلیل ششم کی معاینہ سی قصہ مشہورہ اختصار
قرآن کا جو شاید کہ زمانۂ عالم گیر مین ہوا تہا یاد آیا اور بی ساختہ شعر بعض ظرفا رکا زبان سے
نکلا ؎ دل عبادت سی چورانا اور رخبت کی طلب + کام چور اس کام پر کس مونہہ سے
اجرت کی طلب + اس دلیل کی بطلان کی وجوہ ملاحظہ فرمائی اور چشم انصاف کو
مفتوح کیجی **اول** یہہ کہ سوای صلوات خمسہ کی نماز وتر امام ابوحنیفہ کی نزدیک واجب
ہی اور صلوۃ العیدین انکی نزدیک واجب اور امام احمد کی نزدیک فرض کفایہ ہی اور
نماز جنازہ باتفاق ائمہ اربعہ فرض کفایہ ہی اور سوای زکوۃ کی صدقۂ فطر امام ابوحنیفہ کے
نزدیک واجب ہی اور ائمہ ثلثہ کی نزدیک فرض ہی اور صدقہ منذورہ اور اضحیہ بہی واجب
یا فرض ہی اور سوای صوم رمضان کی صوم منذور واجب یا فرض ہی اور سوای سفر حج کی
سفر لطلب العلم الواجب وسفر للجہاد المفروض وغیرہ واجب ہی اور اس قسم کی صدہا امور
نکلین گی کہ علی الاتفاق یا علی الاختلاف وہ فرض یا واجب ہین اگر اور کتب فقہیہ کا ملاحظہ
دشوار ہو تو صرف رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ ومیزان شعرانی ملاحظہ ہو پس دو حال سی خالی
نہین یا آپ ان سب چیزون کی فرضیت ووجوب سی انکار فرماوینگی یا اقرار کرینگی بر تقدیر اول
آپکا مقابلہ اون ادلہ کی ساتہہ کیا جاویگا جنسی وجوب یا افتراض ثابت ہوا اور بر تقدیر دوم

آپکا کلام مقیس علیہ کے حق مین باطل ٹھہریگا دوم یہہ کہ حدیث متفق علیہ جاء رجل من اہل
نجد اوس امر پر دال نہین ہی جو آپکا مزعوم ہی جیسا کہ عبارات شروح صحیح بخاری وغیرہ سی
واضح ہی سوم بعض شافعیہ نے اس حدیث کی ساتھہ عدم وجوب وترکیو اسطی استناد کیا ہے
اوسکا جواب عبارت بنایہ وتبیین وبحر سی مذکور ہوچکا ہی اوس قسم کا جواب یہان بہی
ہوسکتا ہی چہارم یہہ کہ اگر کلام آپکا مقیس علیہ مین تسلیم کرلیا جاوی تو بہی قیاس حج کا
اوسپر بمجرد شرکت فی المرکبیۃ درست نہین ہی کیونکہ یہہ امر تو مختصرات اصول مین فضلا عن المطولات
مذکور ہی کہ قیاس مین علت مشترکہ ضروری اور مطلق وصف مشترک مابہ القیاس نہین ہوسکتا
بلکہ وہ جسکا اثر ظاہر ہوا ہو اور صلاح بہی اوسکا ثابت ہو نور الانوار مین ہی ورکنہ ما جعل علما
علی حکم النص وہو المعنی الجامع المسمی علۃ سماہ رکنا لان مدار القیاس علیہ انتہی اور بہی اوسمین
ہی ودلالۃ کون الوصف علۃ صلاحہ وعدالتہ بظہور اثرہ فی جنس الحکم المعلل بہ ای بان
ظہر اثر الوصف فی جنس الحکم المعلل بہ من خارج قبل القیاس وان ظہر اثرہ فی ذلک الحکم المعلل
بہ منہ فبالطریق الاولی وجملتہ ترتقی الی اربعۃ انواع الاول ان ینظر اثر عین ذلک الوصف فی عین
ذلک الحکم وہو متفق علیہ کاثر عین الطواف فی عین سور البقرۃ والثانی ان ینظر اثر عین ذلک
الوصف فی جنس ذلک الحکم وہو الذی ذکرہ المصنف کالصغر ظہر تاثیرہ فی جنس حکم النکاح وہو
ولایۃ المال للولی والثالث ان یوثر جنسہ فی عین ذلک الحکم کاسقاط قضاء الصلوات المتکثرۃ
بعذر الاغماء فان الجنس بالاغماء وہو الجنون والحیض والنفاس تاثیرا فی عین اسقاط الصلوۃ
والرابع ان ظہر اثر جنسہ فی جنس ذلک الحکم کاسقاط الصلوۃ عن الحائض فان الجنسیۃ وہو مشقۃ السفر
تاثیرا فی جنس سقوط الصلوۃ وہو سقوط الرکعتین ونعنی بصلاح الوصف ملائمتہ وہی ان یکون
علی موافقۃ العلل المنقولۃ عن رسول اللہ وعن السلف بان تکون علۃ ہذا الجنس موافقۃ لعلۃ

استنبط بها النبی والصحابۃ والتابعون انتہی پس آپکو ضرور ہی کہ حکم مقیس علیہ مین یعنی سوای
صلوات خمسہ کی اور کسی نماز کا واجب نہونا اور سوای روزۂ رمضان کی اور کسی روزہ کا واجب
نہونا اور سوای زکوۃ کی اور کوئی صدقہ واجب نہونا اس امر کو کہ اسمین رکنیت و دعامت اسلام
موثر ہی یا یہہ کہ یہہ وصف جنس اس حکم مین یا جنس اس وصف کی عین اس حکم مین یا جنس
حکم مین موثر ہی ثابت کیجئی اور بدون اسکی نام قیاس کا نہ لیجئی نتیجہ یہہ کہ یہہ قیاس ایسا ہی ہے جیسے
کوئی شخص کہی کہ حج کہانی اور پینی ہی فاسد ہوجاتا ہی اسوجہ سی کہ وہ شریک روزہ ہے
دعامت اسلام مین اور روزہ ان دونو سی فاسد ہوجاتا ہی یا کوئی شخص کہی کہ حج کلام
کرنیسی یا حدث کرنیسی باطل ہوجاتا ہی اسوجہ سی کہ وہ نظیر صلوۃ ہی فی دعامۃ الاسلام اور صلوۃ
کا منساوان دونو چیزون سی ظاہر ہی یا کوئی شخص کہی کہ حج مین وضو شرط ہی اسوجہ سی کہ وہ
نظیر صلوۃ ہی اور اسمین وضو شرط ہی اور ہر بلہ وجہی اس امر کو جانتا ہی کہ آپکی قیاس مین اور
ان قیاسات مین فرق نہین ہی اور یہہ کہ بطلان ان قیاسات کا امر جلی ہی ششم یہہ کہ نظیر ارکان
ثلثہ رکنیت مین اگر ہی تو حج ہی خواہ بطریق سفر ہو جیسی آفاقی کی واسطی یا بدون سفر جیسی مکی
کیواسطی نہ مطلق سفر اور نہ مطلق زیارت پس بعد تسلیم مدار قیاس و حکم مقیس علیہ اگر مفاد قیاس
ہوگا تو اسقدر ہوگا کہ سوای حج کعبہ کی اور کسی مقام کا حج واجب نہوگا جیسا کہ روزہ سوای رمضان
کی اور کسی مہینی کا واجب نہین اور نماز سوای پانچ وقت کی اور کسی وقت کی واجب نہین اور
صدقہ سوای زکوۃ اور کوئی واجب نہین اور یہہ امر صحیح ہی نہ یہہ کہ کوئی زیارت اور کوئی سفر
سوای حج کی واجب نہین اسوجہ سی کہ قیاس مین فرع کو لازم ہی کہ نظیر ہو وی ورنہ تقریر قیاس
مزخرف رہیگی جیسا کہ مختصرات اصول مین مذکور ہی اور ظاہر ہی کہ نظیر ارکان ثلثہ و شریک فی رکنیت
نفس حج ہی معلوم نہین آپنی کس حدیث سی اور کس کتاب سی زیارت اور سفر کو نظیر بنایا ہے

ہفتم سوای سفر حج و زیارت مشاہد حج کی اور کسی سفر و زیارت کا واجب ہونا کسی دلیل شرعی
سی ثابت نہین اور نہ یہہ قول صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین سی منقول ہی پس یہہ تقریر موافق
آپکی تقریر دلیل اول کی بدعت سیئہ ٹھہری اور مصداق کل ضلالۃ فی النار ہوئی ہشتم موافق
آپکی تقریر کی جو صفحہ ۹۶ مذہب ماثورین مین درج ہی کہا جاتا ہی کہ قیاس شرع مین جو معتبر ہی
وہ قیاس مجتہد ہی اور یہہ قیاس کسی مجتہد مسلم الاجتہاد سی منقول نہین اور اگر آپ اپنی
کو مجتہد سمجھتے ہین تو اپنا مجتہد ہونا ثابت کیجیئے اور اگر یہہ کہیگا کہ یہہ قیاس شرعی نہین ہی بلکہ قبیل
اوخال الفرع الجزئی تحت الامر الکلی سی ہی تو کہا جائیگا کہ وہ امر کلی بہ بیان جلی بیان کیجیے
نہم یہہ کہ رد المحتار مین کتاب الوقف مین بحث استبدال وقف مین مرقوم ہی باب القیاس
مسدود فی زماننا وانما للعلماء النقل من الکتب المعتمدۃ کما صرحوا بہ انتہی قال فی المنیۃ ایضا
دلیل دہم امام احمد فی معاذ بن جبل رض سی روایت کی ہی لما بعثہ رسول اللہ الی الیمن خرج معہ
وہو یوصیہ ومعاذ راکب ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمشی تحت راحلتہ فلما فرغ قال یا
معاذ عسی ان لا تلقانی بعد عامی ہذا واعلک ان تمر بمسجدی ہذا وقبری فبکی معاذ خشعا لفراقہ
ثم التفت فاقبل بوجہہ نحو المدینۃ فقال ان اولی الناس بی المتقون من کانوا وحیث کانوا ہکذا
فی المشکوۃ وجہ دلالتہ اس حدیث کی عدم وجوب زیارت پر یہہ ہی کہ اس حدیث مین حضرت
نے متقین کی تعمیم کی ہی ساتھہ لفظ من کانوا وحیث کانوا پس جو متقین کہ زیارت نبوی کو تارک
ہین وہ بھی اولی الناس کی مصداق ہوئی بخلاف اون لوگون کی جو باوجود استطاعت زاد
وراحلہ کی تارک حج ہین کیونکہ اونکا متقین سی خارج ہونا بآیات محکمہ واحادیث صحیحہ ثابت ہی
اور تارکین زیارت کا متقین سی خارج ہونا کسی آیت وحدیث صحیح یا حسن سی نہین ثابت
ہی اور حدیث جفانی موضوع ہی اقول دعوی موضوعیت کا غلط ہی اور قائل بوجوب الزیارۃ

دلیل دہم

کی نزدیک تارک زیارت باوجود استطاعت زمرۂ متقین سی خارج ہی پس اسحدیث کا ذکر کرنا
معرض استدلال مین بیفائدہ ہی **قال** فی المنتہیٰ ایضاً اب دس ادلہ پوری ہوگئین اور
جاننا چاہیی کہ مجھی ادلہ عدم وجوب کی بیان کرنیکی کچھہ حاجت نہین لیکن ذکر کرنا تبرع ہے
اقول اسکو بڑی ضرورت اس امر کی ہی کیونکہ بغیر اسکے جفانی کو معنی مجازی پر حمل کرنا درست نہین
ہی اور جو ادلہ آپنی ذکر کین وہ بوجہ کثیرہ مردود ہوگئین **شعر** بڑا شور سنتی تھی پہلو مین دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خون نکلا **فصل سوم** ردمین اقوال متفرقہ کی جو مولوی محمد بشیر
صاحب سی باب اول مذہب ماثور کی فصل ثانی و ثالث مین واقع ہوئی ہین **قال** فی صفحہ
۵۸ من المذہب الماثور اسحدیث کی ثابت و قابل احتجاج ہونیمین کلام ہی اور یہی اس امر
مین کہ یہہ حدیث وجوب پر دلالت کرتی ہی بیان امر اول یہہ ہی کہ جس حدیث مین لفظ
جفانی آیا ہی وہ دو حدیثین ہین اول من زار قبری بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی و من حج
ولم یزر قبری فقد جفانی اسحدیث کی نسبت صارم مین مرقوم ہی الخ **اقول** جواب کلام صارم
کا مذکور ہوچکا **قال** فی صفحہ ۶۱ اور بیان امر ثانی کا یہہ ہی کہ اول تو لفظ جفا وجوب پر نص نہین
محتمل ہے کہ جفا سی ایذا حقیقی مراد نہو بلکہ یہہ غرض ہو کہ اوس شخص فی مثل جانی کی فعل کیا یعنی
اوسکا فعل فعل جانی کی مشابہ ہی یا ایذا حقیقی مراد ہو لیکن ایذا خفیف اور ایذا خفیف کا حرام
ہونا غیر مسلم ہی دوم لفظ جفوۃ اسحدیث مین بظاہر متعدی بنفسہ ہی اور جب یہہ لفظ متعدی
بنفسہ ہوتا ہی تو اوسکی بعد یا ترک بر وصلہ کی معنی ہوتی ہین جیسا کہ کتب لغت سی ثابت
ہی اور ہر بعد حرام نہین ہی کیونکہ بعد کی کئی قسمین ہین اول وہ بعد جو ترک فرض سی ہوتا ہے
دوم وہ جو ترک واجب سی ہوتا ہی سوم وہ بعد جو ترک سنت سی ہوتا ہی چارم وہ ترک مستحب
سی ہوتا ہی جیسا کہ قرب کی بھی مراتب ہین پس مطلق بعد سی حرمت نہین ثابت ہی تحمل ہے

فصل سوم

بحث استدلال
بکہ کلمین بالوجوب
موقوف جفا کین بالوجوب ہے

کہ یہان وہ بعد ہو جو ترک مستحب ہی ہوتا ہی اور ایسا ہی ہر ترک بر وصلہ حرام نہین کیونکہ بعض صلہ
فرض ہی اور بعض واجب اور بعض مستحب اگر کہا جاوی کہ مراد جفانی نہی یہہ ہی کہ جمیع افراد
بر وصلہ کا تارک ہی تو جواب اوسکا یہہ ہی کہ اگر یہہ بات حقیقۃ مراد ہو تو کذب محض لازم آتا ہی
کیونکہ ممکن ہی کہ ایک شخص صرف زیارت کا تو تارک ہو لیکن دیگر افراد بر وصلہ مین ساعی ہو اور
اگر یہہ امر تغلیظا و تشدیدا ہے تو اوس سی وجوب زیارت نہین ثابت ہوتا ہی اگر کہا جاوی
کہ تغلیظ و تشدید پر اوسوقت حمل درست ہی کہ ارادہ معنی حقیقی متعذر ہو تو جواب یہہ ہی کہ
مانحن فیہ یعنی حدیث جفانی مین ایسا ہی ہی کیونکہ معنی حقیقی مین کذب صریح لازم آتا ہی اور
دلالۃ الاجماع کی بہی مخالف ہین اور بہی معنی حقیقی معارض ہین ساتہہ حدیث صلوا علی فان
صلوتکم تبلغنی حیثما کنتم کہ جید و قابل احتجاج ہی سوم یہہ کہ حدیث جفانی مین ایک تاویل
اور ہو سکتی ہی یعنی یہہ کہ مراد یہہ ہی کہ من حج ولم یزرنی محرما لما فقد جفانی جیسا کہ آیت من
قتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جہنم خالدا فیہا مین اہل سنت لمستحل کی تاویل کرتی ہین **اقول**
بیان گفتگو ہی بچند وجوہ **اول** یہہ کہ استدلال ساتہہ حدیث جفانی کی اوپر وجوب زیارت
و حرمت ترک زیارت کی موافق استدلال علماء کی ہی ساتہہ نظائر کے چنانچہ ابن حجر
مکی فی کتاب الزواجر عن اقتراف الکبائر مین معرض استدلال مین اوپر کبیرہ ہونی فحش کی تحر
کیا والترمذی وابن حبان الحیاء من الایمان والایمان فی الجنۃ والبذاء ای الفحش من الجفاء
والجفاء فی النار انتہی اور معرض استدلال مین اوپر کبیرہ ہونی ترک الصلوۃ علی النبی ﷺ
عند سماع ذکرہ بعد ذکر کرنی احادیث کی تحریر کیا عد ہذا الکبیرۃ ہو صریح ہذہ الاحادیث لانہ ﷺ
ذکر فیہا وعیدا شدیدا کدخول النار وتکریر الدعاء من جبریل والنبی صلی اللہ علیہ وسلم بالبعد
والسحق ومن النبی ﷺ بالذل والہوان والوصف بالبخل وہذا کلہ وعید شدید جدا فاقتضی

ان ذلک کبیرۃ انتہی اور معرض استدلال مین اوپر حرمت ترک جماعت کی تحریر کیا احمد والطبرانی
الجفاء کل الجفاء والکفر والنفاق من سمع منادی اللہ ینادی الی الصلوۃ فلا یجیبہ انتہی اور
ابن ہمام فی فتح القدیر مین اثنار ذکر دلائل وجوب جماعت مین ترقیم کیا علی ان معنی ہذہ
الزیادۃ روی مرفوعا عنہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الجفاء کل الجفاء والکفر والنفاق من سمع
منادی اللہ ینادی الی الصلوۃ فلا یجیبہ رواہ احمد والطبرانی انتہی اور بحث اذان مین ترقیم کیا
فی النہایۃ تجب علیہم الاجابۃ ای اجابۃ الاذان لقولہ علیہ السلام اربع من الجفاء وذکر من جملتہا
من سمع الاذان والاقامۃ ولم یجب انتہی وہو غیر صریح فی اجابۃ اللسان اذ یجوز کون المراد بالاجابۃ
الاتیان الی الصلوۃ والا لکان جواب الاقامۃ واجبا ولم یعلم فیہ عنہم الا انہ مستحب انتہی اور علی
بن احمد عزیزی فی سراج منیر شرح جامع صغیر مین ترقیم کیا من الجفاء وہو ترک البر والصلۃ وغلظ
الطبع ان اذکر عند الرجل فلا یصلی علی فمن ذکر عندہ فلم یصل علیہ فقد جفاہ وذلک حرمان عجب
عن قتادۃ مرسلا انتہی دوم یہہ کہ احتمالات مذکورہ مین اکثر احتمالات محضہ ہین اور احتمالات
محضہ مضر استدلال نہین ہوسکتی ہین شیخ محمد حیات سندی مدنی فتح الغفور فی وضع الایدی
علی الصدور مین لکھتے ہین الاحتمال الناشی من غیر دلیل لا یضر لصحۃ الاستدلال کما ہو مقرر
فی الاصول عند اہل التحقیق والکمال انتہی سوم یہہ کہ تاویل وصرف عن الظاہر اوسوقت
معتبر ہی جب کوئی دلیل قوی صارف عن الظاہر محوج الی التاویل پائی جاوی اور وہ ماکن فیہ مین
مفقود ہی امام باحادیث الاحکام مین ابن دقیق العید لکھتی ہین لما علم ان التاویل صرف اللفظ
عن ظاہرہ وکان الاصل حمل اللفظ علی ظاہرہ کان الواجب ان لا یعضد التاویل بدلیل من خارج
لئلا یکون ترکا للظاہر من غیر معارض انتہی اور بھی لکھتی ہین یجب العمل بالظاہر الا لمعارض من
خارج انتہی اگر کہیی کہ ضرورت تاویل کی اس مقام پر یہہ ہی کہ قول بوجوب زیارت مخالف

اجماع ہی کسی صحابی و تابعی سی منقول نہین ہی تو کہا جائیگا کہ وجود اجماع غیر مسلم ہی اور عدم نقل دال عدم وجود پر اور ثبوت اجماع نہین ہی جیسا کہ زرقانی کی شرح مواہب لدنیہ بحث صلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم مین ہی واجاب من لم یوجب ذلک بوجوہ منہا انہ قول لا یعرف عن احد من الصحابۃ ولا التابعین فہو قول مخترع واجیب بان القائلین بالوجوب من ائمۃ النقل فکیف یسعہم خرق الاجماع علی انہ لا یکفی فی الرد علیہم کونہ لم یحفظ عن صحابی ولا تابعی وانما یتم الرد ان حفظ اجماع مصرح بعدم الوجوب کلما ذکرہ انتہی اور خیال معارضہ حدیث صلوا علی حیثما کنتم کی ساتھہ اور ایسی خیال لزوم کذب قبیل خرافات سی ہی تحقیق سابق اوسکی دفع کیواسطی کافی ہی **قال** فی صفحہ المخفی نہ ہی کہ قول مندوبیت و استحباب پر اتفاق ہی ائمہ اربعہ کا چنانچہ ابن ھبیرہ فی کتاب اتفاق الائمہ مین لکھا ہی اتفق مالک والشافعی وابو حنیفۃ واحمد علی ان زیارۃ النبی من افضل المندوبات **اقول** اس سی معلوم ہوا کہ آپکی تقریرات سابقہ متعلق ابن تیمیہ وغیرہ جو مفید اس امر کو ہین کہ زیارت نبوی ممتنع وغیر ممکن وغیر مقدور وغیر مشروع وغیر داخل تحت عموم زوروا القبور ہی خلاف اجماع ہین **قال** فی صفحہ ۱۰۶ ان عبارات مین قریب وجوب کا جو لفظ آیا ہی اوس سی وجوب سمجھنا ازبس مستبعد ہی کیونکہ قریب شئی تو بالبداہۃ مغائر شئی ہوتا ہی نہ عین شئی **اقول** عینیت بحمدہ کا کوئی مدعی نہین اور شرکت فی احکام الترک بحسب استعمالات فقہاء مستنکر نہین اور تحقیق اس امر کی کما حقہ سابقا گذر چکی وہ آپکی تقریرات صفحہ ۱۰۶ اسی الغایت صفحہ الا کی جواب کیواسطی کافی ہی ضرورت اعادہ کی نہین ہی **قال** فی صفحہ الا تذنیب مخفی نہ ہی کہ زیارت شرعیہ قبر آنحضرت باتفاق علماء مندوب ہی اور اوسکی مندوبیت کی شیخ الاسلام ابن تیمیہ کو بھی انکار نہین ہان مجرد زیارت قبر کی لئی سفر البتہ ابن تیمیہ کو کلام ہی لیکن

اوسپر اتفاق علماء نہین ہی اور زیارت شرعیہ کی مندوبیت پر اجماع ہو نیسی اجماع مجرد
زیارت قبر کی سفر پر لازم نہین **اقول** اگرچہ ایک جماعت عظیمہ علماء نی اپنی تصانیف مین
ابن تیمیہ کیطرف نفس زیارت قبر نبوی کی غیر مشروع ہونیکو منسوب کیا ہی لیکن چونکہ اکثر
اونمین سی متعصبین ہین اور بعض اونکی اس باب مین تصریح ابن تیمیہ جو دال اس انکا
پر ہو نقل نہین کرتی ہین بلکہ اونکی تقریرات سی التزاما ثابت کرتی ہین اسوجہ سی ہم بھی
سابقا بنظر جلالت قدر و تبحر ابن تیمیہ یہی سمجھتی تھے کہ ابن تیمیہ کو نفس زیارت قبر نبوی کی
استحباب کا انکار نہین صرف سفر بقصد الزیارۃ کا انکار ہی لیکن اب صارم کی دیکھنی سی
اوسکی خلاف معلوم ہوتا ہی صاحب صارم ایک مقام پر ابن تیمیہ سی نقل کرتی ہین وعلی ہذا
فقد یقال نہیہ عن شد الرحال الا الی المساجد الثلثۃ لا یتناول شدہا الی قبرہ فان ذلک
غیر ممکن فلم یبق الا شدہا الی مسجدہ وذلک مشروع بخلاف غیرہ فانہ یمکن زیارتہ فیمکن
شد الرحال الیہ انتہی اور بھی اونمین سی نقل کرتی ہین وہو صلی اللہ علیہ وسلم لا یشرع
للغریب من زیارتہ ما ینہی عنہ للمسافر الذی یشد الرحل بخلاف غیرہ فلا یقال ان زیارتہ
بلا شد رحل مشروعۃ ومع شد الرحل منہی عنہا کما یقال فی سائر المشاہد وفی قبور الشہداء
وغیرہم من اموات المسلمین اذ لم یشرع للمقیمین بالمدینۃ من زیارتہ ما نہی عنہ المسافرون
انتہی اور دوسری مقام پر اونمین سی نقل کرتی ہین لم یعرف عن احد من الصحابۃ انہ
تکلم باسم زیارۃ قبرہ ترغیبا فی ذلک ولا غیر ترغیب فعلم ان مسمی ہذا الاسم لم یکن لہ حقیقۃ
عندہم ولہذا کرہ من کرہ من العلماء اطلاق ہذا الاسم والذین اطلقوا ہذا الاسم من العلماء
انما ارادوا بہ ایتان مسجدہ والصلوۃ والسلام علیہ فیہ اما قریبا من الحجرۃ او بعیدا منہا انتہی
اور بھی اونمین سی نقل کرتی ہین فمن قال انہ یستحب زیارۃ قبرہ کما یستحب زیارۃ القبور

واطلق ہذا کان متضمنا لاستحباب السفر لمجرد القبر لکن علم ان الزیارۃ المعہودۃ من القبور ممتنعۃ
فی قبرہ علیہ ست من العمل المقدور ولا المامور فامتنع ان یکون احد من العلماء یقصد بزیارۃ قبرہ
ہذہ الزیارۃ وانما اراد وابہ السفر الی مسجدہ والصلوۃ والسلام علیہ ہتی اور دوسری مقام پر
اونہین سی نقل کرتے ہین لفظ زیارۃ قبرہ لیس المراد بہا نظیر المراد بزیارۃ قبر غیرہ فان قبر غیرہ
یوصل الیہ ویجلس عندہ ویتمکن الزائرون للقبور عندہا من سنۃ او بدعۃ واما ہو صلی اللہ علیہ
وسلم فلا سبیل لاحد ان یصل الا الی مسجدہ ولا یدخل احد بیتہ ولا یصل الی قبرہ فما بقی احد یتمکن
من زیارۃ قبرہ کالزیارۃ المعروفۃ عند قبر غیرہ سواء کانت سنیۃ او بدعیۃ بل انما یصلی الناس
فی مسجدہ ولم یکن السلف یطلقون علی ہذا زیارۃ قبرہ ولا یعرف عن احد من الصحابۃ لفظ
زیارۃ قبرہ فان ہذا المعنی یمتنع عندہم فلم یعبر عن وجودہ انتہی ان عبارات سی اور امثال
انسی جو صاحب صارم فی تحریر کے ہین معلوم ہوتا ہی کہ یہہ حضرات نفس زیارت قبر نبوی
کو غیر مشروع بلکہ غیر ممکن وغیر مقدور وممتنع الوجود کہتے ہین اور عموم زوروا القبور سی اوسکو
خارج سمجھتی ہین اور زیارت شرعیہ سی جسکو یہہ دونو جائز کہتے ہین مراد اوس سی مسجد نبوی
کی زیارت کرنا اور اوسمین وقت دخول کی صلوۃ وسلام جیساکہ وقت دخول تمام مساجد کی
مشروع ہی ادا کرنا مراد لیتی ہین اور اپنی حسن فہم سی یہہ خیال کرتے ہین کہ جن علماء نے استحباب
زیارۃ قبر نبوی کا اطلاق کیا ہی اور اوسپر اجماع نقل کیا ہی اونکی مراد استحباب بزیارت مسجد
ہی حال آنکہ ہر ذی عقل اس امر کو جانتا ہی کہ اسپر اطلاق زیارت قبر کا نہ لغۃ درست ہی نہ
شرعا نہ عرفا جائز ہی اور ماہر تصانیف متقدمین ومتاخرین پر خوب واضح ہی کہ مراد قائلین
باستحباب زیارۃ القبر النبوی یا قائلین بالوجوب کی بنظر اونکی کلمات سیاقیہ وسباقیہ وسوق
عبارات کی یہہ نہین ہی پس اب معلوم ہوا کہ معرض نزاع مین یہہ کہنا کہ ابن تیمیہ کو زیارت

شرعیہ قبر نبویسی انکار نہین مغالطہ وسفسطہ سی خالی نہین کیونکہ جو زیارت شرعیہ سی مراد ابن
تیمیہ وغیرہ کی ہی وہ ایک امر علیحدہ ہی افراد زیارت قبر سی خارج ہی اور جو زیارت
قبر باجماع علماء قربت اور باختلاف مستحب یا واجب ہی وہ ابن تیمیہ کی نزدیک قربت
ومشروعیت سی خارج ہی بلکہ وہ اونکی نزدیک مستحیل الوجود وغیر مقدور وغیر ممکن ہے
فنظر فلور اظاہرا ان ابن تیمیۃ قد اتی فی ہذا البحث بعجائب تقشعر منہ جلود الذین یخشون
ربہم وتلین جلودہم وقلوبہم الی ذکر ربہم وخالف فیہا اجماع علماء الامۃ وجماعات
الائمۃ ولم یسبق الی ما فہمہ عالم قبلہ ولا وافق علیہ من جاء بعدہ الا من یحذو حذوہ
ولا عجب فان لکل جواد کبوۃ ولکل عالم زلۃ ہذا آخر الکلام فی ہذہ الرسالۃ والحمد للہ علی
اتمام ہذہ العجالۃ والصلوۃ علی رسولہ وعلی آلہ وصحبہ اصحاب الفخر والجلالۃ وکان ذلک
یوم الخمیس الرابع والعشرین من شہر شوال من سنۃ ۱۲۹۶ اربع وتسعین بعد الالف
والمائتین من الہجرۃ علی صاحبہا افضل الصلوات وازکی التحیۃ

تمت

خاتمۃ الطبع المنۃ للہ کہ رسالۃ السعی المشکور فی رد المذہب المأثور من تصانیف
مولانا محمد عبد الحی ادام فیضہ الرب العلی جو مشتمل ہے اوپر تحقیقات لطیفہ ولطائف شریفہ
کی اور متضمن ہے اوپر تردید اقوال مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی مولف مذہب ماثور
کی بماہ جمادی ثانیہ سنہ ۱۲۹۶ھ بمطبع چشمۂ فیض مقام لکھنؤ محلہ محمود نگر زیر اکبری دروازہ باہتمام
نادر حسین خان مطبوع ہوکی مطبوع خاص وعام ہوا اور واضح ہو کہ یہہ رسالہ ایک عرصہ سی
تیار رکھا ہوا تھا بوجوہ چند در چند اوسکی طبع مین توقف ہوا جزی اللہ مولفہا خیر الجزاء ونفع اللہ
بہا للاعداء والاحباء والحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علی رسولہ محمد وآلہ اجمعین ۵

فہرس نفائس مضامین السعی المشکور

صفحہ	مضمون فوائد	صفحہ	مضمون فوائد
۶	بحث اسکی کہ مشروعیت زیارت قبر نبوی مجمع علیہ ہے	۲۵	مثال جزئی کسی ثبوت اصل کلی نہیں ہوتا ہے
″	انکار ابن تیمیہ کا قربت کو غیر معتبر ہے	″	کلام اللہ میں چند جا جمع مضاف استغراق کو واسطی نہیں ہے
۷	اختلاف علماء وجوب و استحباب و سنیت زیارتین	″	نہ سمجھنا مولوی محمد بشیر صاحب کا دلیل اصولیین کو عموم جمع مضاف کی واسطی
″	ذکر اسکا کہ تارک زیارت علماء معتبرین کی نزدیک قابل ملامت ہی —	۲۷	بحث عبارت رد المحتار للاطلاق الا صحاب
۱۰	مآل اول رد مین باب ثالث مذہب ماتور کے	۲۹	بحث اسکی کہ عہد خارجی مین ذکر صریحی معہود ضروری نہین جیسا کہ مولوی محمد بشیر صاحب نی دعوی کیا
۱۱	اطلاق فقہاء کا قریب واجب پر اور سپر ہوتا ہی جو حکم واجب مین ہو۔	۳۰	عبارت رد المحتار مین تعہد کی ضروری ہونیکا بیان
″	جماعت کی سنت موکدہ و واجب ہونا	۳۲	عہد ذہنی کا فقدان کلی کسی مقام پر نہین ممکن ہے
۱۲	قریب من الشی کا حکم مایقرب منہ کا ہوتا ہے	۳۳	بحث تخییر واجب موسع اور نفل مین
۱۳	قریب واجب کا اطلاق مستحب پر نہین آتا ہی	″	بحث اشتمال سنن فی بعض نوافل کی بعض فرائض سے
″	بحث اطلاق سنت کا واجب پر یعنی ثابت بالسنۃ	۳۵	اطلاق مستحب کا سنت موکدہ پر شائع ہے
۱۶	تعارض درمیان قول محکم و قول منصور	۳۶	نہ سمجھنا مولوی محمد بشیر صاحب کا عبارت رد المحتار کو
۱۷	بحث اسکی کہ جمع فائدہ استغراق کا اوسوقت دیتی ہی جب غرض استغراق ہو نہ مطلقا	۳۸	نہ سمجھنا مولوی محمد بشیر صاحب کا عبارت جذب القلوب کو
۱۹	نہ سمجھنا مولوی محمد بشیر صاحب کا عبارت مطول کو بحث اضافت مین	۴۱	بحث اسکی کہ قریب واجب ہی سنت موکدہ لینا یا مستحب لینا جائز ہی یا نہین —
۲۰	قال مشائخنا نفی استغراق مین نہین	۴۲	بحث اسکی کہ قریب واجب حکم واجب مین ہے
۲۱	بحث لام استغراق و جنس وغیرہ	۴۶	ذکر تناقض درمیان عبارات قول محقق محکم و قول منصور
۲۲	نہ سمجھنا مولوی محمد بشیر صاحب کا عبارت مطول کو	۴۷	ذکر تناقض عبارات مذہب ماتورین
″	بحث تعریف باللام و بالاضافۃ اور عہد کی اصل ہونیکی	۴۸	ذکر قابلیت اجتہاج حدیث جفانی
۲۴	اصولیین کا تنکیر عموم جمع مضاف مفید ساتھ عدم عہد ذہنی	۵۰	ابطال دعوی مولوی محمد بشیر صاحب کہ اکثر محدثین قائل بوضع حدیث جفانی ہین —

صفحہ	مضمون فوائد
۵۱	عدم عتبار اوذکی اقوال کا جو حدیث جفانیکو موضوع کہگئی
۵۲	صغانی وابن جوزی کا تشدد
۵۳	غلطی شوکانی و مولوی محمد بشیر صاحب
۵۴	عبارات علماء در باب عدم وضع حدیث جفانی
۵۵	ذکر غلطی مولوی محمد بشیر صاحب
	بحث اسکی کہ فتوی قوی المدرک پر دینا خاصہ مجتہد کا
″	ہی اور رفق کو باب فتوی مین چندان مداخلت نہین ہے
۵۸	نہ سمجھنا مولوی محمد بشیر صاحب کا عبارت ارکان الربعہ کو
۵۹	تعارض درمیان قول منصور و مذہب ماثور
۶۰	نہ سمجھنا مولوی محمد بشیر صاحب کا عبارت بحر العلوم کو
۶۴	بحث اسکی کہ نسبت عدم جواز سفر زیارت قبر نبوی
	صلعم طرف امام مالک کی صحیح نہین ہے
″	عبارات مالکیہ جواز سفر بقصد الزیارۃ مین
۶۵	صاحب ہدایہ کا نسبت کرنا عدم جواز نماز کو داخل
	کعبہ مین طرف شافعی کی صحیح نہین ہے
۶۶	صاحب ہدایہ کا نسبت کرنا حلت متعہ کو طرف مالک کی صحیح نہین ہے
۶۷	ذکر مسامحات مولوی محمد بشیر صاحب
″	دعوی اجماع ائمہ اربعہ کا عدم جواز شد الرحال پر کاذب ہے
۶۸	ذکر اقسام اجماع اور تفصیل شرائط اجماع سکوتی
۷۰	مجرد سکوت مجتہدین سے اجماع سکوتی ثابت نہین ہوتا ہے
۷۱	جواز شد الرحال قول جمہور و قول صحیح ہے اور عدم
	جواز کی نسبت طرف جمہور و محققین کے باطل ہے
۷۲	بحث شد رحال الی زیارۃ القبور و عبارات علماء و مجوزین
۸۷	تعداد علماء مجوزین

صفحہ	مضمون فوائد
۹۰	بحث استدلال مانعین و جوابات ازان
″	حدیث لا تشد الرحال کے مخرجین کا بیان
۹۳	ذکر شہون حوشب کی حسن الحدیث ہونیکا
″	ذکر تعریفات حسن کا
۹۵	معانی و محامل حدیث لا تشد کا بیان
″	بحث نذر نماز کسی مسجد خاص مین
۹۶	حدیث لا تشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد مستثنی منہ کی تحقیق
۱۰۱	حدیث لا تتخذوا قبری عیدا کی مخرجین کا ذکر
۱۰۴	محامل حدیث لا تتخذوا قبری عیدا
۱۰۵	تحقیق مذاہب اہل بیت باب زیارت قبر نبوی مین مع ابطال افترآت ابن تیمیہ
۱۰۹	حدیث ابو بصرہ لا تعمل المطی اور قصہ ابو ہریرہ کی طور پر جانیکا بیان
۱۱۱	ابطال استدلال مانعین بسماتہ حدیث مذکور کے
۱۱۳	جواب استدلال مانعین بسماتہ قول ابراہیم بن عبد الرحمن مارأیت ابی قط یاتی قبر النبی صلعم
	ذکر ثبوت نماز قضی کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
″	بحث اسکی کہ نفی رویت سے نفی وجود لازم نہین
۱۱۴	صحابہ و من بعدہم کا زیارت کیواسطے حاضر ہونا
۱۱۵	بحث عبارات سمہودی و زرقانی و نجم غنی و بحر العلوم وغیرہ
۱۲۰	بحث اسکی کہ دعوی اجماع استحباب زیارت قبر نبوی پر باطل ہے
۱۲۲	نہ سمجھنا مولوی محمد بشیر صاحب کا عبارت حسن المقصد کو
۱۲۳	سنت کا اطلاق واجب پر آتا ہے
۱۲۶	بحث اسکی کہ بعض علماء زیارت کی سنیت کی قائل ہین

اہل بیت

صفحہ	مضمون فوائد
۱۲۸	ذکر قائلین بوجوب زیارت کا وابطال کلام صارم
۱۲۹	بحث اسکی کہ تاویل بلا ضرورت جائز نہین
۱۳۱	بحث اقسام و تعریفات اجماع کی
۱۳۷	بحث الہیت اجماع
۱۳۸	فرق درمیان اجماع مجتہدین و جملہ اہل علم وغیرہ
۱۴۰	مسئلہ زیارت مجمع علیہ ہوا و خلاف ابن تیمیہ مردود ہے
۱۴۲	بحث اجماع جمہور
۱۴۴	ذکر خلاف و وفاق کا اجماع مین کہ کسکا معتبر ہے
۱۴۶	ذکر قطع و برید مولوی محمد بشیر صاحب عبارت توضیح مین
۱۴۸	بحث اسکی کہ جو لوگ استحباب کو مجمع علیہ کہتے ہین انکی مراد مطلق مشروعیت ہی
۱۵۰	فرق درمیان طاعت و قربت
۱۵۲	تقریر مولوی محمد بشیر صاحب خلاف داب مناظرہ
۱۵۳	ذکر تعارض کلمات مولوی محمد بشیر صاحب
۱۵۴	ذکر تعارض تقریرات مولوی محمد بشیر صاحب
۱۵۵	بحث سنت موکدہ ہونی زیارت کی
۱۵۶	مواظبت خلفا بھی اثبات سنیت کی واسطے کافی ہے
″	عبارات فقہا متعلقہ تراویح
۱۶۲	نہ سمجھنا مولوی محمد بشیر صاحب کا عبارت تحفۃ الاخیار کو
۱۶۳	کسی امر کو مشہور بین المجہور کہنی سی یہ نہین لازم کہ وہ اونکا مذہب ہی
۱۶۴	افترا کرنا مولوی محمد بشیر صاحب کا بجماعت فقہا پر
″	نہ سمجھنا مولوی محمد بشیر صاحب کا عبارت تحفہ و بزازیہ و ہدایہ وغیرہ کو

صفحہ	مضمون فوائد
۱۶۷	تعداد اون فقہا کی جو مواظبت خلفا سے سنیت ثابت کرتے کرتے ہین
۱۶۸	افترا کرنا مولوی محمد بشیر صاحب کا عینی پر
۱۷۰	افترا کرنا مولوی محمد بشیر صاحب کا ابن ہمام پر اور نہ سمجھنا اونکی عبارات کو بحث سنت مین
۱۷۴	بحث واجب و فرض و سنت موکدہ و زائدہ و مستحب و نفل
۱۷۶	نہ سمجھنا مولوی محمد بشیر صاحب کا عبارت ہدایہ کو اور افترا کرنا
″	تحقیق شرائط مواظبت مع الترک یا بلا ترک تعریف سنت مین
۱۷۹	نہ سمجھنا مولوی محمد بشیر صاحب کا عبارت تحفۃ الاخیار کو
۱۸۱	نہ سمجھنا مولوی محمد بشیر صاحب کا عبارت ہدایہ کو
۱۸۲	افترا کرنا مولوی محمد بشیر صاحب کا ہدایہ پر
۱۸۳	نہ سمجھنا مولوی محمد بشیر صاحب کا بعبارت ملا خسرو کو
۱۸۴	آثار زیارت قبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
۱۸۵	بحث تقلید آثار صحابہ رضی اللہ عنہم
۱۸۹	رد عبارت صارم بحث اتباع صحابہ مین
۱۹۳	بحث اسکی کہ اکثار زیارت مستحب ہی یا تقلیل
۱۹۴	قصہ شد رحال بلال رضی اللہ عنہ
۱۹۶	ذکر رواۃ قصہ بلال رضی اللہ عنہ
″	ضعف رواۃ وجہالت و تفرد و نکارت مستلزم موضوعیت نہین ہے
۱۹۸	حدیث ضعیف فضائل اعمال مین کافی ہے
۱۹۹	عدہ صحت حکم و منع قصہ بلال رضی اللہ عنہ
۲۰۰	استدلال جواز شد رحال پر قصہ بلال رضی اللہ عنہ سے
۲۰۲	رد عبارات صارم بحث شد رحال مین

صفحہ	مضمون فوائد
۲۰۵	اعلام مناسب مقام
〃	بحث ثبوت سنیت مواظبت خلفاء سے
۲۰۶	فرق درمیان نسخ وانتہاء الحکم بانتہاء سببہ
۲۰۹	تحقیق انتہاء الحکم بانتہاء سببہ اور اوسکا نسخ سے خارج ہونا
۲۱۳	نہ سمجھنا مولوی محمد بشیر صاحب کا عبارت میزان کو
۲۱۴	بحث اون امور کی جو نسخ مین ضروری ہین
〃	ارتفاع حکم جزیہ زمانہ عیسوی مین نسخ سے خارج ہے
۲۱۶	بحث اجماع وقیاس کے ناسخ ہونیکی
۲۱۹	بحث ناسخ
۲۲۲	بحث آثار صحابہ کی دلیل مستقل یا غیر مستقل ہونیکی
〃	ابطال انحصار دلیل مستقل کتاب وسنت مین
۲۲۴	ابحاث متعلقہ بادلہ اربعہ
۲۲۶	ابحاث متعلقہ دلیل مستقل وغیر مستقل
〃	ابطال انحصار سنت وحی غیر متلو مین
۲۲۷	تفسیر آیہ وما ینطق عن الہوی
〃	بحث اجتہاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
۲۲۸	بحث احتیاج اجماع وعدم احتیاج طرف سنت کی
۲۳۱	ذکر مراتب ادلہ اربعہ
۲۳۲	خطاء مولوی محمد بشیر صاحب کی اس قول مین کہ حجیت کتاب اللہ موقوف سنت پر ہی معاذ اللہ منہ
۲۳۶	نہ سمجھنا مولوی محمد بشیر صاحب کا عبارات تلویح کو
۲۴۳	بحث اسکی کہ آثار صحابہ حجت ہین بقول امام ابو حنیفہ وغیرہ
۲۴۵	مذہب محدثین وحنفیہ کا آثار صحابہ کی حجیت ہونے مین
۲۴۹	آثار صحابہ کا حجت ہونا شافعیہ کی نزدیک

صفحہ	مضمون فوائد
۲۵۰	بحث حجیت آثار تابعین
۲۵۳	بحث اسکی کہ دلیل تابع کو نہین لازم کہ افادہ حکم مثل متبوع کرے
۲۵۹	جواب ایرادات مولوی محمد بشیر صاحب متعلقہ تخفۃ الاخیار
۲۶۲	بحث اسکی کہ ترک سنت موکدہ موجب گناہ ہے
۲۶۵	نہ سمجھنا مولوی محمد بشیر صاحب کا عبارت تلویح کو
۲۷۱	تعارض درمیان کلمات مولوی محمد بشیر صاحب
۲۷۲	بحث وجوب زیارت
۲۷۳	نہ سمجھنا مولوی محمد بشیر صاحب کا عبارت حدیدہ فضیہ کو
۲۷۵	ابطال استناد مولوی محمد بشیر صاحب ساتھ عبارت فتح وعالمگیری وغیرہ کی استحباب زیارت مین
۲۷۷	حال ابو عمران مالکی
۲۷۸	حال ابو عبد اللہ جرجانی حنفی
۲۷۹	باب دوم رد مین اون اقوال کی جو مذہب ماتوریدین متعلق باب دوم کلام مبرور کے واقع ہوی
۲۸۱	عرف محدثین مین لا یصح مستلزم وضع وضعف نہین بلکہ حسن پر بھی اوسکا اطلاق آتا ہے
۲۸۳	نہ سمجھنا مولوی محمد بشیر صاحب کا عبارت ابن حجر کو
۲۸۴	نہ سمجھنا مولوی محمد بشیر صاحب کا عبارت مواہب لدنیہ کو
۲۸۵	ابطال مولوی محمد بشیر صاحب کی قول کا کہ ابن حجر قسطلانی طبقہ سابعہ مین ہین
۲۸۶	لفظ قیل عموما ضعف پر نہین دال ہے
〃	تراویح کے بیس رکعت کا سنت ہونا
۲۹۱	بحث اسکی کہ حدیث جفانی موضوع نہین

صفحہ	مضمون فوائد
۲۹۱	بحث اسکی کہ منکر غیر موضوع ہو اور جرح سند متلزم مطلق نہین
۲۹۲	تردید عبارات صارم کی بحث حدیث جفائی مین
۲۹۶	نہ سمجھنا مولوی محمد بشیر صاحب کا عبارت مدخنار و رد المحتار کو
〃	نہ سمجھنا مولوی محمد بشیر صاحب کا عبارت سبکی کو
۲۹۷	رد کلام صاحب صارم در باب عدم وجوب زیارت
۳۰۷	تعارض میان کلمات مولوی محمد بشیر صاحب قول محقق مذہب حنفیہ
۳۰۹	بحث اسکی کہ حدیث من زار قبری وجبت لہ شفاعتی کی ذہبی نے تقویت کی ہے
۳۰۹	نہ سمجھنا مولوی محمد بشیر صاحب کا عبارت مقاصد حسنہ کو
〃	حسن لغیرہ بھی حجت ہی
۳۱۱	نہ سمجھنا مولوی محمد بشیر صاحب کا عبارت مقدمہ ابن الصلاح کو
〃	متابع کو ثقہ ہونا ضرور نہین
۳۱۲	لیس بعدل ولیس بثقہ جرح مبہم ہے
〃	بیان معانی ثقہ
۳۱۳	روایت عبداللہ عمری کی حسن ہے
〃	ابن حبان متشدد ہین فی الجرح بھی ہے
۳۱۴	یحیی بن سعید کا ترک کسی راوی کو مضر نہین ہے
〃	مطلق لفظ اضطراب موجب ضعف نہین
۳۱۵	ابطال مردود و شاذ ہونی حدیث من زار قبری کا
۳۱۶	قول ابو حاتم کا موسی کی حق مین مجہول غیر مقبول ہے
۳۱۶	ذکر ان محدثین کا جو غیر ثقہ سے روایت نہین کرتے تھے
۳۱۷	روایت ثقہ کی تعدیل شیخ کی جو اسکی کافی ہی یا نہین
۳۱۸	ذکر مراد ابو حاتم مجہول سے
〃	مجہول الحال کی روایت قبول ہونی یا نہونیکا ذکر

صفحہ	مضمون فوائد
۳۱۹	ابو حاتم متشدد ہے
〃	جرح متشدد پر وثوق نہین ہے
۳۲۰	ابو حاتم کی جرح مجہولیت سے امان مرتفع ہے
۳۲۱	قول دار قطنی کا موسی بن ہلال مین مجہول نہین صحیح ہے
۳۲۳	ذہبی نی حدیث وجبت لہ شفاعتی کو حسن کہا اور منکر کہنا اوسکی مخالف نہین
〃	منکر الحدیث جرح مبہم ہے
۳۲۴	مجرد منکر الحدیث ہونا کسی راوی کا مضر نہین
〃	مطلقا لفظ منکر حق راوی مین جرح نہین
۳۲۵	حدیث کا منکر ہونا یا راوی کا یروی المناکیر ہونا مستلزم راوی کی منکر الحدیث ہونیکی نہین ہے
۳۲۶	اطلاق منکر کا حدیث پر جرح مبہم ہے
〃	انکار [illegible] مستلزم ضعف نہین
۳۲۷	کیفیت میزان ذہبی و کامل ابن عدی کی ذکر جرح مین
۳۲۹	رد کلام ابن عبدالہادو ابن تیمیہ احادیث زیارت مین
۳۳۱	توجیہ قول امام مالک کی کراہت اطلاق لفظ زیارت باب قبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین
۳۳۴	رد کلام ابن عبدالہادو ابن تیمیہ بحث زیارت مین
۳۴۲	بحث حدیث من جاءنی زایرا لا تعلمہ حاجۃ
۳۴۴	رد اقوال ابن تیمیہ
۳۴۶	بحث حدیث من زار قبری حلت لہ شفاعتی
۳۴۸	قبول حدیث ضعیف فضائل اعمال مین
۳۵۰	جرح رواۃ بلا وجہ نہین جائز ہے
۳۵۱	بحث اسکی کہ جرح مبہم بمذہب جمہور مقبول نہین

صفحہ	مضمون فوائد
۳۵۱	عبارات علماء و ذکر مذاہب عدم قبول جرح مبہم
۳۵۷	بحث قول قاضی کی باب قبول جرح مبہم مین
۳۶۰	بیان محل خلاف تقدیم جرح
〃	بحث تقدیم جرح غیر مبہم
۳۶۲	نہ سمجھنا مولوی محمد بشیر صاحب کا عبارات مسلم و مقدمہ ابن الصلاح و تحریر وغیرہ کو
۳۶۳	ابطال تقریر مولوی محمد بشیر صاحب جو واسطی توفیق کے درمیان قول باقلانی و ابن الصلاح کی واقع ہوی
۳۶۹	اسامی فقہاء و محدثین جو قائل عدم قبول جرح مبہم ہین
۳۷۱	جرح ابن القطان و ابو حاتم و دارقطنی و عقیلی کے حق مین موسی بن ہلال کے مقبول نہین
۳۷۳	حال جرح ابن القطان و عادتش باب جرح مین
۳۷۰	بحث توثیق عبداللہ عمری
〃	ثقہ توثیق کے واسطی کافی ہے
〃	ابن معین کی نزدیک الاباس یہ کا اطلاق ثقہ پر آتا ہی
۳۷۹	اطلاق الاباس یہ کا ثقہ پر
〃	الفاظ الاباس ہو صویلح و صدوق وغیرہ کی بحث
۳۸۰	عمر بلکی حق مین قول ابن معین کا ضعیف مقبول نہین
۳۸۲	بحث اختلاف نقل تضعیف و توثیق راویین محدثین سے
۳۸۴	بحث ضعف حدیث
۳۸۵	انور اکرمپوری محمد بشیر صاحب کا صاحب غماز پر اور ذکر عبارت مقاصد وغیرہ حدیث وجبت لہ شفاعتی مین
۳۸۷	رفع تساہل ابن حبان کی باب تعدیل مین
۳۸۹	بحث تبیین حال مدینہ جو حدیث مین وارد ہے

صفحہ	مضمون فوائد
۳۹۰	لیس بشئی ابن معین کے نزدیک جرح نہین
۳۹۱	حال لیث بن ابی سلیم
۳۹۲	بحث تساہل و مجازفات ابن تیمیہ و ابن جوزی و حاکم
۳۹۴	بحث حدیث توسعہ علی العیال و حدیث طرد صعلوک من المدینہ
۳۹۶	ذکر مبالغات ابن تیمیہ احادیث زیارت مین
۳۹۸	ترجمہ تقی سبکی
۳۹۹	نقاد حدیث تقی سبکی کی حدیث من زار قبری وجبت لہ شفاعتی کی تحسین کو مسلم رکھا
۴۰۰	رد قول ابن صلاح کی کہ باب تصحیح و تحسین ازمنہ متاخرہ مین مسدود ہی
۴۰۳	ذکر غیر مقبول ہونے کلام ابن عبدالہادی کا تنقید سبکی مین
۴۰۴	معائب علماء کا ذکر کرنا اگرچہ واقعیہ ہون حرام ہی
۴۰۵	جرح رواۃ و علماء بلا ضرورت نہین جائز ہے
۴۰۶	جرح معاصر معاصر کی حق مین نہین مقبول ہی
۴۰۹	تذنیب مین اون جوابات کی جو مولوی محمد بشیر صاحب نی اعتراضات دیباچہ و مقدمہ کلام پر کی دیے
۴۱۶	بحث عدم قبول جرح مبہم
۴۱۷	لیس بقوی اور ضعیف جرح مبہم ہے
۴۱۸	بیان استعمال کذب
〃	جرح مبہم کی موجب ہونے نہونیکا بیان
۴۲۰	جرح مبہم کی نہ قبول ہونیکا اثبات معیار الحق سے
〃	مولوی محمد بشیر صاحب نے اساس معیار الحق تصنیف جناب مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی کو کہ اکثر منہدم کر دیا
۴۲۱	رد کلام مولوی محمد بشیر صاحب متعلق مقدمہ کلام پر ور

صفحہ	مضمون فوائد
۴۲۲	ترجمنا مولوی محمد بشیر صاحب کا عبارت ذہبی کو
۴۲۴	ذہبی کی عادت صوفیہ واشاعرہ پر طعن کرنیکی ہے
۴۲۷	ذکر طعن محدثین کا تارک زیارت قبر نبوی پر
۴۲۹	باب سوم ردمین اون اقوال کے جو باب اول مذہب ماثورین و فہم
″	فصل اول ردمین فصل اول باب اول مذہب ماثور کے
۴۳۰	بحث زیارت سنیہ وبدعیہ
۴۳۱	بحث امکان ومشروعیت زیارت قبر نبوی صلعم
۴۳۲	رد کلام صاحب صارم بحث زیارت قبر نبوی مین
۴۳۴	رد تحقیق مولوی محمد بشیر صاحب جو عدم مشروعیت زیارت قبر نبوی صلعم کی واسطے کی گئی
۴۳۶	انتہاء سبب مطلقا مستلزم انتہاء حکم نہین
۴۳۷	ذکر وجہ پوشیدہ کردینی قبر نبوی صلعم کے
۴۳۸	رد کلام صارم باب زیارت مین
۴۴۱	فصل دوم ردمین ادلہ عدم وجوب زیارت کی جو فصل دوم باب اول مذہب ماثورین مذکور ہین
۴۴۱	رد دلیل اول عدم وجوب زیارت قبر نبوی صلعم
″	اختلاف علماء فروع مین باعث تفسیق وابتداع کا نہین ہے
۴۴۳	رد دلیل دوم عدم وجوب زیارت قبر نبوی صلعم
″	رد دلیل سوم عدم وجوب زیارت قبر نبوی صلعم
۴۴۴	رد دلیل چہارم عدم وجوب زیارت قبر نبوی صلعم
۴۴۵	محروم رہنا زیارت قبر نبی سے علامات شقاوت سے ہی
۴۴۷	بحث سلام علی الاموات وسماع اموات
۴۴۸	بحث سلام علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۴۵۰	بحث اسکی کہ سلام عند القبر النبوی کو فضیلت ہے سلام بعید پر

صفحہ	مضمون فوائد
۴۵۱	رد کلام صاحب صارم
۴۵۴	بحث اسکی کہ آنحضرت زیر قبر سے سلام کو سنکے جواب دیتے ہین اور درود سی صلوۃ وسلام کی آپکو خبر پہونچتی ہے
۴۵۶	بحث حدیث من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی نائیا بلغتہ
۴۶۰	رد دلیل پنجم عدم وجوب زیارت قبر نبوی صلعم
۴۶۲	رد دلیل ششم
۴۶۵	رد دلیل ہفتم
۴۶۳	خلاف ظاہر یہ قادح اجماع ہے
۴۶۵	کسی حدیث کا مخالف ہونا حدیث صحیح کی مستلزم اوسکی موضوعیت وعدم اصلیت وغیرہ کو نہین
۴۶۸	بحث اسکی کہ جمع بین المتعارضین ترجیح پہ مقدم ہے یا بالعکس
۴۶۹	رد دلیل ہشتم عدم وجوب زیارت قبر نبوی صلعم
۴۸۰	بحث لزوم منذور وشرائط لزوم نذر
۴۸۳	بحث نذر زیارت قبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
۴۸۶	رد عبارت صارم
۴۸۸	رد دلیل نہم
۴۸۹	مولوی محمد بشیر صاحب فی شریعت کو مختصر کردالا
۴۹۲	رد دلیل دہم
۴۹۳	فصل سوم رد اقوال متفرقہ باب اول مذہب ماثور
″	بحث استدلال قائلین بالوجوب ساتھہ
″	حدیث جفانے کے

تمت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۳	مینها	مینا
۳	۷	الماتور	الماثور
۴	۸	مرافی	مراقی
〃	۱۳	زحال	رحال
۶	۱۶	ضعف	ضعف
〃	〃	حافت	شفافت
۷	۱۲	وقدلقی	وقدلقی
〃	۱۶	ذکره	ذکره
۹	۱۰	الشنیه	الشنیقه
۲۱	۱۲	هین العهد	بین العهد
۲۳	۵	احال	اصل
〃	۹	تم لکن	لم تکن
۲۹	۵	اعلم ان الجبر	اعلم ان الجبر
〃	۱۴	التعریف	التعریف
۳۳	۱۸	ةللسلام	ةوالسلام
۳۴	۱۲	ابی اسحق	ابی اسحق
۳۵	۱۲	حاجب	واجب
۳۸	۱۷	امکتاب اسه	امکتاب اسه
۳۹	۳	هوو	هوی
〃	۴	ر رکاه	هرگاه
۴۶	۱۲	تقیف	تضعیف
۴۸	۹	زیادت	زیارت
۵۰	۴	السبب	انس
۵۵	۱۷	یقول	بقول
۵۶	۴	ردالختار	ردالمحتار
۵۷	۱۰	کی	سی
۵۸	۸	ابی	ابن
۶۶	۴	المصنف	المصنف اطلع
۶۹	۳	نیشترا	فشرط
۷۴	۶	تشد	تشد
۷۶	۹	المحققین	المحقوقین
۷۷	۸	انیقدر	ان یقدر
۷۹	۸	متاخر	متاخری
۸۳	۸	فیفتنوا	فیفتتنوا
۸۸	۱۶	الشافعیه	الشافعیه
۹۰	۲	نه مفید متع	نه مفید منع
۹۳	۲	وضع	واضع
۹۹	۱۰	سبیه	سنبیه
۱۱۲	۱	ابوبصره	ابوبصره
۱۱۵	۵	استفاذ	استفاض
۱۱۶	۵	دقنا	دفنا
۱۱۷	۱۳	بهبیت	ببیت
۱۱۹	۲	وحایک	وجه ایک
۱۳۱	۱۰	عنهاکونها	عنهاکونها
۱۴۰	۱۵	شریعت	شرعیت
۱۴۱	۶	〃	〃
〃	۷	〃	〃
〃	۱۶	〃	〃
۱۵۳	۳	مقتضای	مقتضائے
۱۵۷	۱	ہی	ہی ہی
۱۶۱	۲	منته	سنته
۱۶۲	۱۶	اللباب	الباب
۱۶۳	۱۹	نصیرنیه	تقسیر
۱۶۷	۱۲	وقایع	وقایه
〃	〃	〃	〃
〃	۱۸	ہن کہ	ہی کہ
۱۶۹	۱۴	منعته	منحته
۱۷۵	۱۰	یہی	بہی
۱۷۸	۷	لکہتی	لکہتی ہین
۱۸۵	۱۱	یقیدان	یفیدان
۱۸۷	۷	حص	خص
۱۸۸	۱۳	سنته	سنته
۱۹۲	۱۱	مجمع	مجموع
۲۰۲	۱۹	اصحاب	اصحاب مالک
۲۰۸	۱۷	بعلت	بعلت
۲۲۱	۶	ولم یرد	ولم یرد
〃	۱۰	واوحیا	واوصیا
۲۴۹	۶	اظره	اظهر
۲۵۶	۹	وافقون	موافقون
۲۶۰	۱۴	رب	زنی
〃	۱۵	ویمینت	وامنت
۳۴۲	۵	لن	من

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۶۵	۱۳	فمنع عن	فنع منع عن
۲۶۸	۴	ان	انا
〃	۵	علی	الاعلی
۲۶۹	۲	باتباعنا	باتباعما
〃	۱۷	مبدع	مبدا
〃	۱۹	اخذناکم	اخذناکم
۲۷۵	۶	یکون	یقول
۲۷۴	۲	مشکوک	مسکوت
۲۷۹	۱۸	اون	اون
۲۸۲	۲	یون	یون
۲۹۶	۲	تفصیلی	تفصیل
۳۰۰	۱۱	ماجدہ	ماعدہ
۳۰۱	۴	مانع	بانع
۳۰۳	۳	فرحمہم	فرحمہا
〃	۴	ولایجب	ولاعیب
۳۰۴	۲	ما	مالا
〃	۱۲	فقوا	فقولوا
۳۰۵	۴۰	یزل	یزال

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
〃	۵	المتدین	للتدین
〃	۱۶	وما بینہا	وما بینہما
۳۰۷	۱	عین	عین
۳۱۵	۳	فمنی	فمتی
〃	۱۸	جماعت	جماعۃ
۳۱۸	۱۷	عقبہ	عقب
۳۱۹	۲	بنماز	بزار
۳۲۷	۱۴	لکذب	للذب
〃	۱۵	ضعفاء	ضعفا
۳۳۲	۲	ضلیل	خلیل
۳۳۳	۱۹	فذ	قد
۳۳۶	۵	الباعث	الباعث
۳۳۹	۱۳	بیان محل	بیان محل
۳۴۰	۱۵	اول	ادل
۳۴۲	۶	زائد	زائدہ
۳۵۲	۱۸	بیین	بین
۳۵۵	۱۰	منازل	منار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۶۵	۱۵	ما	مما
۳۸۴	۱۴	یوتر	یوشر
۳۸۹	۱۶	تجادز	تجاوز
۳۹۴	۱۹	بنادون	بنادون
۳۹۷	۱۰	ازبرہا نتہی	ازبرہ تا نتہی
۳۹۸	۳	طالع	طال
۴۰۳	۱۷	فظیعا	فظیعا
۴۴۶	۱۱	ہین	ہی
۴۵۰	۱۲	سلام	السلام
〃	۱۴	اسلام	السلام
۴۵۱	۱۶	صلوا	سلموا
〃	۱۸	صلی	سلم
۴۵۲	۵	تادیۃ	تادیۃ
〃	۱۳	وقولہ	قولہ
۴۵۴	۱۹	مرجوع	مرجوع
۴۹۵	۱۳	لصحۃ	لصحۃ
۴۹۶	۱۹	سفر	سفرہین

اشتہار

تمت

طالبان علوم و ماہران فنون کو مژدہ ہو کہ اندنون کتاب بفیض انتساب السعی المشکور فی رد اللذہب المانور بمشتہارت تجربہ ہی ہین حسب فرمایش راقم چھپکر طیار و موجود ہی جن صاحبون کو لینا منظور ہو اطلاع دین اور شرح سلم قاضی مبارک مع دو حاشیہ تمام مکمل مولانا مفتی محمد یوسف مرحوم و حافظ دراز انشاء اللہ تعالی ماہ رمضان المبارک تک چھپکر طیار ہو جائیگی اور بعد طیاری شرح سلم انشاء اللہ تعالی خوطای امام محمد صاحب مع حاشیہ مسمی بہ تعلیق مجید من تصانیف جناب مولانا مولوی محمد عبد الحی صاحب دام مجدہم چھپنا شروع ہوگا اور بالفعل راقم کی پاس کتب مفصلۂ ذیل موجود ہین علاوہ انکی اور ہر قسم کی کتابین مطبع نظامی و نولکشوری و دہلی و لاہور وغیرہ بہی مل سکتی ہین

كتاب

العقد الثمين فى فضائل البلد الامين

جمع الفقير المقصر

احمد بن الشيخ محمد الخضراوى

نفع الله به عباده

آمين

قال الفاضل الشيخ محمد السمالوطى المصرى فيه

نظم الفضائل فى العقد الثمين أتى ❁ كالنظم فى العقد يزهو فى جواهره

فم به فرحا يامن يساعره ❁ ونم الروح فى غنا أزاهره

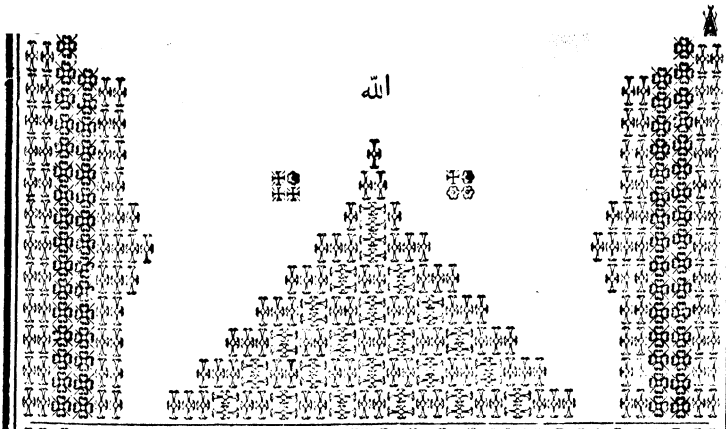
فأحد الناس قد وافى بوافره ❁ وعطر الدين والدنيا بعاطره

(طبعة اولى)

بمطبعة وادى النيل المصريه

الكائنة بمصر القاهرة بخط باب الشعريه

سنه ١٢٨٩



بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذى اختار من شاء لجيرة البيت العتيق * وقربهم منه اليه وسقاهم شراب الرحيق * مختوما ختامه مسك فكان لهم رفيق * وأشهد أن لا اله الا الله وحده لا شريك له شهادة تكون سببا للنجاة من الضيق * وأشهد أن سيدنا محمدا عبده ورسوله * نبى أمر باكرام الجار والضيف بالتحقيق * ورسول سيد حرمى مكى جاء بالصدق والتصديق * صلى الله وسلم عليه وعلى آله وأصحابه الموفقين له بالمحبة والتشويق * والمقتفين لآثاره فى كل خطب دقيق (أما بعد) فقد سألنى بعض الاصحاب * ممن لا يسعنى مخالفته فى كل جواب * أن أصنع كتابا لطيفا فى فضائل مكة * ليكون لكل من لازمه من همه فكه * فأجبت بأنى لست أهلا لذلك * فألح على طالبا ماهنالك * فرجوت الله سبحانه وتعالى أن أدخل فى قوله عليه الصلاة والسلام الله فى عون العبد ما كان العبد فى عون أخيه وأحببت أن أكون

قوله (بسم الله الرحمن الرحيم) اقتداء بالكتاب العزيز وعملا بخبر كل أمر ذى بال أى حال لا يبدأ بها فهو أجذم وفى رواية أقطع ورواية أبتر والمعنى ناقص وقليل البركة ولا بأس بذكر نبذة من فضائلها تبركا قيل اذا كان يوم القيامة وزنت أعمال هذه الامة فتزيد ركعة من صلاتهم على ألف ركعة من صلاة غيرهم فيتعجبون من ذلك فيقال لهم صلاتهم الرحمن الرحيم وفى خبر ما من مؤمن يقرؤها الا سبحت الجبال معه لكنه لا يسمع قال الجنيد رضى الله عنه فى قوله داخلا تعالى ولقد آتينا داود وسليمان علما أى علمناهما بسم الله الرحمن الرحيم وفى قوله والزمهم كلمة التقوى يعنى بسم الله الرحمن الرحيم وروى لما نزلت بسم الله الرحمن الرحيم هرب الغيم الى المشرق وسكنت الرياح وهاج البحر وأصغت البهائم بآذانها ورجمت الشياطين وحلف الله بعزته وجلاله انه لا يسمى اسمه على شئ الا شفاه وبارك فيه قوله (الحمد لله) وما قال لله الحمد والجواب ان الحمد يجوز أن يكون لغيره ولا تجوز العبادة الا له سبحانه وتعالى والعتيق القديم فالله الحسن ثم اختلف فى تسميته العتيق فقيل لان الله أعتقه من الجبابرة فلا يظهر عليه جبار وقيل لقدمه لانه أول بيت وضع للناس وقيل لانه كريم على الله وقيل لشرفه سمى عتيقا وقيل لان فيه يعتق الله رقاب المؤمنين من العذاب وقيل لانه يعتق زائره من النار قال تعالى ثم ليقضوا تفثهم الآية

داخلا فى دعائه عليه الصلاة والسلام بقوله نضر الله امرأ سمع مقالتى فوعاها فأداها كما سمعها وقوله صلى الله عليه وسلم ما أهدى مؤمن لاخيه خيرا من كلمة حكمة أو كما قال * فاستعنت الله على ذلك * وانتخبته راقيا فيه أعلى المسالك * من كتب عديده * لائمة كبار ذوى مناقب حميده * مثل كتاب المواهب اللدنية للشيخ القسطلانى وكتاب معالم التنزيل للقاضى البغوى ورسالة التقى الزاهد الحسن البصرى وكتاب روض الرياحين للامام اليافعى وكتاب روح البيان لملا اسماعيل حقى أفندى وكتاب البحر العميق لابى عبد الله القرشى وكتاب تاريخ الخميس للعلامة الشيخ حسين بن محمد دياربا كرلى وكتاب الدر النفيس للعارف بالله تعالى الشيخ شعيب الحريفيش وكتاب المنن والاخلاق للقطب الشعرانى * وغيرهم من فحول الرجال والله أسأل أن يكون عده * عند كل شده * وينفع به عباده انه غفور ودود رحيم * وسميته العقد الثمين * فى فضائل البلد الامين * ورتبته على مقدمة وخمسة أبواب وعشر فصول وخاتمة

(المقدمة) فى فضلها دون غيرها من سائر البلدان

(الباب الاول) فى أسمائها

(الفصل الاول) فى ألقابها وحدود حرمها

(الفصل الثانى) فى جبالها وما ورد فيها من الفضل لمن زارها

(الباب الثانى) فى فضل المجاورة بها وفى حب أهلها

(الفصل الثالث) فى مآثرها المشتملة عليها

(الفصل الرابع) فى فضل خطاها والمشى فيها والملتزم والحجر والركنين والمشى بين الصفا والمروة

(الباب الثالث) فى فضل الحجاج والمعتمرين بها وفضل العمرة فى رمضان

(الفصل الخامس) فى فضل الطواف والنظر الى البيت العتيق

(الفصل السادس) فى فضل من شرب من ماء زمزم وأسمائها

(الباب الرابع) فى المحلات المعدودة لاجابة الدعاء بها

(الفصل السابع) فى فضل من صبر على حرها ولأوائها وصوم رمضان بها

القاهرى الشافعى له مؤلفات عديدة المتوفى بمصر سنة ٩٢٣ وقوله القاضى البغوى وهو أبو محمد حسين بن مسعود الفراء الشافعى المتوفى سنة ٥١٦ **قوله** (وروض الرياحين) هو للامام عبد الله بن أسعد اليافعى اليمنى المقيم فى بمكة المشرفة سنة ٧٦٨ **وقوله** (اسماعيل حقى أفندى) يعنى البورسلى وكان قد تم تأليفه ببورسة سنة ١١١٧ **وقوله** (القرشى الخ) هو محمد بن احمد بن محمد المكى العمرى القرشى الحنفى المتوفى سنة ٨٥٤ **قوله** (ديار باكرلى) نسبة لبلدة شهيرة المالكى نزيل مكة المكرمة وفرغ من تأليفه سنة ٩٤٠ أربعين وتسعمائة **قوله** (الحريفيش الخ) أى عبد الله بن سعد بن عبد الكافى المعرى المتوفى سنة ٨٠١ (والقطب الشعرانى) هو عبد الوهاب بن أحمد بن على المتوفى بمصر سنة ٩٧٣

(الفصل الثامن) في فضل من لازم الطاعة ومات ودفن بها
(الباب الخامس) في آداب حسن المجاورة ولزوم الادب بها
(الفصل التاسع) في منع من كان فيها مستقيما ثم يطلب الخروج منها
(الفصل العاشر) في المحافظة على الصلاة في المسجد الحرام جماعة في أوقاتها
(الخاتمة) في البر وما جاء في الصدقة على أهلها وحفظ الادب مع وفد الله والمجاورين بها
(تتمة) في بعض آيات الكعبة البيت الحرام * والحجر الاسود والمقام * ومنى على سبيل الاختصار فأقول وبالله التوفيق

(المقدمة في فضلها دون غيرها من سائر البلدان)

ويكفي من ذلك كله انزال ذكرها في كتابه العزيز في مواضع عديدة (منها) قوله تعالى ان أول بيت وضع للناس للذي ببكة مباركا وهدى للعالمين وقوله تعالى ومن دخله كان آمنا وقوله تعالى انما أمرت ان أعبد رب هذه البلدة الذي حرمها وقوله تعالى أولم يروا أنا جعلنا حرما آمنا الآية وقوله تعالى أولم نمكن لهم حرما آمنا يجبى اليه ثمرات كل شئ رزقا من لدنا وقوله تعالى بلدة طيبة ورب غفور على بعض الروايات انها مكة وقوله تعالى والمسجد الحرام الذي جعلناه للناس وقوله تعالى ومن يرد فيه بالحاد بظلم نذقه من عذاب أليم وقوله تعالى لتدخلن المسجد الحرام ان شاء الله آمنين وقوله تعالى ببطن مكة وقوله تعالى لتنذر أم القرى ومن حولها وقوله تعالى وأنت حل بهذا البلد وقوله تعالى وهذا البلد الامين فهذه الآيات أنزلها الله سبحانه وتعالى في مكة خاصة وغيرها من الآيات البينات ولم تنزل في بلد سواها (وأما الاخبار) الواردة فيها فمما روى عن عبد الله بن عدي بن حمراء رضي الله عنه أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو واقف على راحلته على الحزورة من مكة وهو يقول لمكة والله انك لخير ارض الله وأحب أرض الله الى الله ولولا أني أخرجت منك ما خرجت (رواه) سعيد بن منصور والترمذي وقال حديث حسن صحيح والنسائي وابن ماجه وابن حبان وهذا لفظه (ورواه) احمد واقف بالحزورة انتهى والحزورة كانت سوقا بمكة سابقا وقد دخل في المسجد الحرام فيما زيد فيه وهو محل المنارة المعروفة الآن

في قوله تعالى أولم نمكن لهم حرما الخ يجبى اليه ثمرات كل شئ قال بعضهم حتى ثمرات الآدميين لان كل نكرة وشئ نكرة أيضا فعلى هذا من كان بها فهو من ثمرات الناس كما هو موضح انتهى

قوله (الحزورة) بالحاء المهملة والزاي المعجمة وواو وثم راء مهملة وهاء ساكنة أخيرة وبعضهم يقول عزورة بالعين المهملة بدل الحاء المهملة وهو غلط انتهى وهو محل بقرب بيت ام هانئ رضي الله عنها بمكة المشرفة شهير انتهى

الآن بباب الوداع * وفي حديث آخر خير بلدة على وجه الارض وأحبها الى الله تعالى مكة وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم دحيت الارض من مكة فدحاها الله من تحتها فسميت أم القرى وأول جبل وضع في الارض ابو قبيس وأول من طاف بالبيت الملائكة قبل أن يخلق الله تعالى آدم بألفي عام وما من ملك يبعثه الله تعالى من السماء الى الارض في حاجة الا اغتسل من تحت العرش وانقض محرما فيبدأ ببيت الله فيطوف به أسبوعا ثم يصلي خلف المقام ركعتين ثم يمضي لحاجته ومابعث اليه وكل نبي من الانبياء اذا كذبه قومه خرج من بين أظهرهم الى مكة فعبد الله تعالى بها عند باب الكعبة حتى أتاه اليقين وهو الموت وان حول الكعبة قبر ثلثمائة نبي وما بين الركن اليماني والركن الاسود قبر سبعين نبيا كلهم قتلهم الجوع والقمل وقبر اسماعيل وأمه هاجر عليهما السلام في الحجر تحت الميزاب وقبر نوح وهود وشعيب وصالح على نبينا وعليهم الصلاة والسلام فيما بين زمزم والمقام وما على وجه الارض بلدة وفد اليها جميع النبيين والمرسلين والملائكة أجمعين وصالح عباد الله الصالحين من أهل السموات والارضين والجن الا مكة * ذكره الحسن البصري في رسالته وعن عمرو بن الاحوص قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول في حجة الوداع أي يوم هذا قالوا يوم الحج الاكبر قال فان دماءكم وأموالكم واعراضكم بينكم حرام كحرمة يومكم هذا في بلدكم هذا الا لايجني جان على نفسه الا لايجني جان على ولده ولا مولود على والده وان الشيطان قد أيس ان يعبد في بلدكم هذا ابدا ولكن ستكون له طاعة فيما تحقرون من أعمالكم فيرضى به رواه ابن ماجه والترمذي وصححه وفي الصحيح انه ليس من بلد الا سيطؤها الدجال الا مكة والمدينة وبيت المقدس ليس نقب من نقابها الا وعليه الملائكة صافين يحرسونها النقب بفتح النون وضمها وسكون القاف الباب وقيل الطريق وجمعه نقاب وعنه صلى الله عليه وسلم انه قال ان الشيطان قد يئس من أن يعبده المصلون في جزيرة العرب ولكن في التحريش بينهم رواه المروزي في شرحه على المشكاة وعن ابن عباس رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى

قوله (خير بلدة) على وجه الارض الخ قال بعض العلماء كذلك أهلها خير ناس على وجه الارض وأحبهم الى الله ولهذا كان القطب دائما سكناه بها وسيأتي في حديث عتاب بن أسيد لما استعمله أندري على من استعملت الخ قوله (الاحوص) بالحاء المهملة كذا في المشكاة وهذا الحديث مذكور في البخاري عن عمر رضي الله عنه الخ وروايته أتدرون أي يوم هذا برفعه أي والجملة مقول القول قال البيضاوي أي يوم العيد لان فيه تمام الحج وقيل كان يوم النحر عند الجمرات ووصف الخ بالاكبر لان العمرة الحج الاصغر ولانه وافق يوم عرفة يوم الجمعة وهو المشتهر بالحج الاكبر الذي ورد فيه عنه

عليه السلام في حقه ان حجه كسبعين حجة وقيل كان هذا القول يوم عرفة انتهى قوله (ان الشيطان) اي ابليس لعنه الله او الجنس اي جنس الشيطان قوله (يئس) وفي رواية أيس اي قنط وقوله (يعبده المصلون) اي يطيعونه قوله (في جزيرة العرب الخ) وفي رواية في بلدكم هذا اي مكة شرفها الله والمراد يعني علانية اذ قد يأتي الكفار مكة خفية قوله (ولكن في التحريش) وهو القاء الفتن وفي رواية ولكن ستكون له طاعة اي انقياد اواطاعة فيما تحقرون من أعمالكم اي من القتل والنهب ونحوهما من الكبائر وتحقير الصغائر فيرضى بصيغة المعلوم وفي نسخة بالمجهول اي الشيطان به وقال الطيبي فيما تحقرون اي فما يتهجس في خواطركم انتهى

الله عليه وسلم يوم فتح مكة ان هذا البلد حرمه الله يوم خلق السموات والارض فهو حرام بحرمة الله الى يوم القيامة لن يحل القتال فيه لاحد قبلي ولم يحل لي الا ساعة من نهار فهو حرام بحرمة الله الى يوم القيامة لا يعضد شوكه ولا ينفر صيده ولا يلتقط لقطته الا من عرفها ولا يختلى خلاه فقال العباس رضي الله عنه يا رسول الله الا الاذخر فانه لقينهم ولبيوتهم فقال الا الاذخر متفق عليه قوله لقينهم القين الحداد وكذا الصباغ فانهم يحرقونه بدل الحطب والفحم وفي رواية فقال العباس الا الاذخر فانه لقبورنا وبيوتنا انتهى وعن جابر رضي الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا يحل لاحدكم أن يحمل بمكة السلاح رواه مسلم وكان ابن عمر رضي الله عنهما يمنع ذلك في أيام الحجاج انتهى واتفق الجمهور انه لا يحل بلا ضرورة وحجته في ذلك دخوله صلى الله عليه وسلم عام الفتح متهيأ للقتال كذا ذكره القاضي عياض وتبعه الطيبي وابن حجر وجزم الحسن انه لا يجوز حمل السلاح بمكة مطلقا وهو موافق لابن عمر رضي الله عنهما واما عام الفتح فهو مستثنى من هذا الحكم فانه صلى الله عليه وسلم كان أبيح له ما لم يبح لغيره من نحو حمل السلاح وما يكون سببا لرعب مسلم او أذى أحد كما هو مشاهد اليوم وعن ابن عباس رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لمكة ما أطيبك من بلد وأحبك الي ولولا أن قومي أخرجوني منك ما سكنت غيرك رواه الترمذي وقال حديث حسن صحيح غريب اسنادا وفي المشكاة عن أبي شريح العدوي انه قال لعمرو بن سعيد وهو يبعث البعوث الى مكة ائذن لي أيها الامير أحدثك قولا قام به رسول الله صلى الله عليه وسلم الغد من يوم الفتح سمعته أذناي ووعاه قلبي وأبصرته عيناي حين تكلم به حمد الله وأثنى عليه ثم قال ان مكة حرمها الله ولم يحرمها الناس فلا يحل لامرئ يؤمن بالله واليوم الآخر أن يسفك بها دما ولا يعضد بها شجرة فان أحد ترخص لقتال رسول الله صلى الله عليه وسلم فيها فقولوا له ان الله قد أذن لرسوله ولم يأذن لكم وانما أذن لي فيها ساعة من نهار وقد عادت حرمتها اليوم كحرمتها بالامس وليبلغ الشاهد الغائب فقيل لابي شريح ما قال لك عمرو قال قال انه أعلم بذلك منك يا أبا شريح ان الحرم لا يعيذ عاصيا ولا فارا بدم ولا فارا بخربة متفق عليه وفي البخاري الخربة الجناية ويروى عن علي بن ابي طالب رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم عن الله تعالى انه قال اذا أردت ان أخرب الدنيا بدأت ببيتي فخربته ثم أخرب الدنيا على أثره رواهما الغزالي في الاحيا

قوله (الامس عرفها) بالتشديد والاستثناء منقطع وفي بعض النسخ بصيغة المعلوم وهو ظاهر اذ التقدير لا يلتقطها أحد الا من عرفها ليردها على صاحبها ولم يأخذها لنفسه فلا يتملكها آخذها ولا يتصدق بها انتهى

ويروى عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال ان الايمان ليأرز فيما بين الحرمين يعني مكة والمدينة ذكره أبو محمد المرجاني في الفتوحات الربانية وروى أن النبي صلى الله عليه وسلم لما سار الى المدينة مهاجرا تذكر مكة في طريقه فاشتاق اليها فأتاه جبريل عليه السلام فقال أتشتاق الى بلدك ومولدك قال نعم قال فان الله يقول ان الذي فرض عليك القرآن لرادك الى معاد أي مكة ذكره القرشي في المناسك قال الحسن البصري في رسالته ما أعلم اليوم على وجه الارض بلدة ترفع فيها من الحسنات وأنواع البركل واحدة منها بمائة ألف ما يرفع بمكة وما أعلم أنه ينزل في الدنيا كل يوم رائحة الجنة وروحها ما ينزل بمكة ويقال ان ذلك للطائفين وقال ابن عباس رضي الله عنهما أصل طينة النبي صلى الله عليه وسلم من سرة الارض بمكة ومن موضع الكعبة دحيت الارض فصار رسول الله صلى الله عليه وسلم الاصل في التكوين والكائنات تبع له وقيل لذلك سمي أميا لان مكة أم القرى وطينة أم الخليقة فان قيل ان مدفن الانسان بتربته والنبي صلى الله عليه وسلم دفن بالمدينة (الجواب) ان الماء لما ماج في ذلك الوقت رمى بتلك الطينة المباركة في ذلك الموضع من المدينة ذكره صاحب عوارف المعارف وعن مجاهد قال خلق الله موضع البيت الحرام قبل أن يخلق شيأ من الارض بألفي عام وعن محمد بن سوقة قال كنا جلوسا مع سعيد بن جبير في ظل الكعبة فقال أنتم في أكرم ظل على وجه الارض وفي الحديث عنه صلى الله عليه وسلم لا تشد الرحال الا الى ثلاثة مساجد مسجدي هذا والمسجد الحرام والمسجد الاقصى ولم يذكر شيأ من المساجد غيرها وفي الخبر عنه صلى الله عليه وسلم انه قال ما بين الركن اليماني والحجر الاسود روضة من رياض الجنة قال ذو النون المصري رحمه الله رأيت شابا عند باب الكعبة بمكة المشرفة يكثر الركوع والسجود فقلت منه فقلت انك تكثر الصلاة فقال أنتظر الاذن في الانصراف قال فرأيت رقعة سقطت عليه فيها من العزيز الغفور الى العبد الصادق الشكور انصرف مغفورا لك ما تقدم من ذنبك وما تأخر وفي ذلك قال بعضهم

أرض بها البيت المقدس قبلة * للعالمين له المساجد تعدل
حرم حرام أرضها وصيوده * والصيد في كل البلاد محلل
وبها المشاعر والمناسك كلها * والى فضيلتها البرية ترحل
وبها المقام وحوض زمزم منزها * والحجر والركن الذي لا يرحل

والمسجد العالى المعجد والصفا * والمشعران لمن يطوف ويرمل
وبمكة الحسنات ضعف أجرها * وبها المسيء عن الخطيئة يغسل
يجزى المسيء من الخطيئة مثلها * وتضاعف الحسنات فيها يقبل
ما ينبغي لك أن تفاخر يافتى * ارضابها ولد النبي المرسل
بالشعب دون الردم مسقط رأسه * وبها نشا صلى عليه المرسل
وبها أقام وجاءه وحي السما * وسرى به الملك الرفيع المنزل
ونبوة الرحمن فيها أنزلت * والدين فيها قبل دينك أوّل

والحاصل فى ذلك كله يكفيك انها بلدة الله وبلدة رسوله وبلدة أصحابه الكرام الطيبين ومأوى جميع المؤمنين المخلصين جعلنا الله من صالحى أهلها والمسلمين وصلى الله على سيدنا محمد كلما ذكره الذاكرون وغفل عن ذكره الغافلون وسلم تسليما كثيرا والحمد لله رب العالمين

(الباب الاوّل فى أسمائها)

فأقول وبالله التوفيق اعلم أنها قد أتت لها أسماء جليلة مكرمة وعلامات عظيمة بالتشريف معللة وجرى ذكرها فى مواقع من التنزيل وكثرة الاسماء تدل على شرف المسمى بالاعزاز والتبجيل كما فى أسماء الله تعالى وأسماء رسوله صلى الله عليه وسلم قال النووى رحمه الله ولا يعلم بلد أكثر أسماء من مكة والمدينة لكونهما أفضل بقاع الارض وذلك لكثرة الصفات المقتضية انتهى فسماها الله سبحانه وتعالى (مكة) وذلك قوله تعالى ببطن مكة وفى سبب تسميتها بهذا الاسم أقوال منها لانها يؤمها الناس من كل فج عميق فكأنها تجذبهم اليها وقيل لانها تمك من ظلم فيها أى تهلكه من قولهم مكمكت الرجل اذا أردت تهلكه وقيل لجهد أهلها من قولهم تمكمكت العظم اذا أخرجت مخه والتمكك الاستقصاء وقيل لانها تمك الذنوب أى تذهب بها وقيل لقلة مائها من قول العرب مك الفصيل ضرع أمه اذا لم يبق فيه لبنا (وبكة) قال ابن عباس رضى الله عنهما لانها تبك أعناق الجبابرة أى تدقها وما قصدها جبار الا قصمه الله تعالى ولانها تضع من نخوة المتكبر ولذا لا يدخل فيها متكبر الا ذل وانثنى واضعا رأسه قاله البزيدى رحمه الله قال ابن الجوزى واتفق العلماء أن مكة اسم لجميع البلاد واختلفوا فى بكة فقال جماعة من العلماء ان بكة هى مكة وقيل بكة بالباء اسم للبقعة التى فيها الكعبة قال ابن عباس رضى الله عنهما ومكة

اسم لما وراء ذلك قاله عكرمة وقيل بكة بالباء اسم للكعبة والمسجد ومكة اسم للحرم كله قاله الجوهري (والبلد) ففي قوله تعالى لا اقسم بهذا البلد قال القرطبي أجمعوا على أن البلد مكة والبلد في اللغة صدر القرى (والقرية) ففي قوله تعالى ضرب الله مثلا قرية كانت آمنة الآية الاشارة الى مكة والقرية اسم لما يجمع جماعة كثيرة من الناس من قولهم قريت الماء في الحوض اذا جمعته فيه (وأم القرى) ففي قوله تعالى لتنذر أم القرى ومن حولها يعني مكة قال ابن عباس وقتيبة سميت به لانها أقدم الارض والثاني لانها قبلة يؤمها جميع الامة والثالث لانها أعظم القرى شأنا والرابع لان فيها بيت الله (والبلدة) ففي قوله تعالى انما أمرت أن أعبد رب هذه البلدة الاشارة فيه لمكة (والبلد الامين) لقوله تعالى وهذا البلد الامين (وأم رحم) بضم الراء المهملة واسكان الحاء قاله مجاهد وقال سميت به لان الناس يترحمون فيها ويتوادون وحكاه البغوي (وصلاح) بفتح الصاد وكسر الحاء مبني على الكسر كقطام وحذام سميت بذلك لانها محل الصلاح والفلاح قال الشاعر

أيا مطرها لم الى صلاح * فتكفيك الندامى من قريش

وصرفها للضرورة (والباسة) بالباء الموحدة والسين المهملة لانها تبس من ألحد فيها أي تحطمه وتهلكه ومنه قوله تعالى وبست الجبال بسا (والناسة) بالنون والسين المهملة (والناسة) لانها تنس الملحد أي تطرده وتنفيه وقال القرشي سميت به لقلة مائها والنس اليبس (والحاطمة) أي لحطمها الملحدين وقيل لحطمها الذنوب والاوزار (والرأس) بسكون الهمزة قال النووي لانها مثل رأس الانسان وكأنه أراد والله أعلم مثل رأسه في الفضيلة كما ان الرأس اشرف عضو في الآدمي كذلك مكة أشرف بقاع الارض او انها شبيهة بالرأس لكونها وسط الدنيا واقرب الى السماء من غيرها (وكوثى) بضم الكاف وبالثاء المثلثة سميت به باسم موضع فيها وهو محلة بني عبد الدار هكذا حكاه القرشي (والعرش) بفتح العين المهملة واسكان الراء كما ذكره العلامة كراع في المسجد والقاضي عياض في المشارق (والعرش) بضم العين والراء كما ضبطه البكري وقال القاضي عياض رحمه الله وهو جمع عريش وهي بيوت مكة وفي حديث ابن عمر رضي الله عنهما انه كان يقطع التلبية اذا نظر عرش مكة قال ابن الاثير ويقال لها (العريش) كما ذكره ابن سبرة (والقادس) هكذا قال القرشي (والقادسية) حكاه القرشي أيضا (وسبوحة) بفتح السين مخففة

حكاه الجوهرى (والحرام) قاله ابن خليل فى منسكه والقرشى فى منسكه (والمسجد الحرام) ففى قوله تعالى لتدخلن المسجد الحرام الاشارة الى مكه (والمعطشة) سميت به لقلة مائها (وبرة) لبرها للمؤمنين وكثرة خيرها الذى لا يوجد فى سواها وقال بعضهم لانها بلد الابرار وهى مبرورة بهم ومن أسمائها (الرتاج) قاله الشيخ محب الدين الطبرى فى شرح التنبيه ومن أسمائها (أم) قاله القاضى عز الدين بن جماعة فى منسكه قال ولان الام متقدمة (ورحم) بضم الراء والحاء المهملتين قاله المرجانى فى بهجة النفوس والاسراء وقيل (أم رحم) كما تقدم قاله القرشى (والرأس) بفتح الهمزة (والبلد الحرام) قاله جماعة من العلماء وجزم به القرشى وقال هو من أسمائها (وأم الرحمة) ذكره ابن العربى رحمه الله (وأم كوثى) قال القرشى رحمه الله تعالى هو من أسمائها فهذه ثلاث وثلاثون اسما وقد نظم أسماءها بعضهم فقال

(قوله وقد زدتها) الخ اى من قول العلماء لا من نفسه انتهى

لمكة أسماء ثلاثون قد غدت * ومن بعد ذاك اثنان منها اسم بكة
صلاح وكوثى والحرام فقادس * وحاطمة البلد العريش بقرية
ومعطشة أم القرى رحم ناسة * ونساسة رأس بفتح لهمزة
مقدسة والقادسية ناسة * ورأس وتاج أم كوثى كبرة
سبوحة عرش أم رحمة عرشنا * كذا حرم البلد الحرام كبلدة
كذاك اسمها البلد الامين لامنها * وبالمسجد الاسنى الحرام تمت
وما كثرة الاسماء الا لفضلها * حباها بها الرحمن من أجل كعبة

وقد زدتها تسعة أسماء لائقين بها فمنها (الامينة) سميت به لان الحق سبحانه وتعالى ائتمنها على شعائره ولم يأتمن سواها ولانها بلد النبى الامين واصحابه (وأم الصفا) لان من أتى اليها بصدق نية معظما للبيت الحرام والمشاعر العظام يحصل له صفاء قلبه من الادران والاوساخ قال تعالى ومن يعظم شعائر الله فانها من تقوى القلوب ومن أسمائها (المروية) خلفا عن سلف فهى مروية عن الله أى أخبرنا بعظيم قدرها فى كتبه المنزلة على أنبيائه ثم الانبياء أخبروا عنها وما من نبى ورسول الا اتى اليها وحج البيت الحرام كما مر وضبطها بعضهم بضم الميم احترازا عن النصب فيها وفتح الباء وكسرها قبلها قال لانها تروى قلوب الطائعين من رحمة الله وهى كذلك (والمتحفة) لان الله سبحانه وتعالى يتحف أهلها ومن يأوى اليها بكل خير وبركة ومن أسمائها (أم المشاعر) بكسر العين لان جل المشاعر بها ومن أسمائها

(البلدة المرزوقة) قال تعالى حكاية عن سيدنا ابراهيم وارزق أهله من الثمرات فلما دعا الله سبحانه وتعالى بهذه الدعوات أمر الله تعالى جبريل بنقل قرية من قرى فلسطين كثيرة الثمار اليها فأتى فقلعها وجاء بها وطاف بها حول البيت سبعا ثم وضعها على ثلاث مراحل من مكة وهى الطائف ولذلك سميت به ومنها أكثر ثمرات مكة ويجبى اليها أيضا من الاقطار الشاسعة حتى انه يجتمع فيها الفواكه الربيعية والصيفية والخريفية فى يوم واحد (نكتة) انك اذا دخلت مكة شرفها الله تعالى فى أى وقت من الليل فانك تجد ما تطلبه فيها فضلا عن النهار ولا يبيت فيها انسان الا شبعانا حامدا شاكرا (ومما يحكى) أن رجلا من أهل الشام أتى قاصدا الى الحج فلما دخل مكة شرفها الله تعالى رأى فيها من كل الفواكه مما لا يحصى وجلس ذلك الرجل فى سوقها الى المساء فتعجب فى نفسه وقال نحن فى بلادنا مع كثرة البساتين والفواكه لم نمكث فى السوق غالبا الا الضحوة النهار ولا بد ان تكون بساتين مكة أكثر من بساتيننا فخرج خارج البلد يتفرج على بساتينها فلم ير الا جبالها محدقة بها فتعجب فى نفسه وامسى عليه الليل فنام فى احد جبالها فلما كان وقت السحر واذا ناس معهم جمال بلا حمول وقد أناخوها وهو ينظر اليهم وصاروا يعبونها من الاحجار الكائنة بذاك الجبل وهو ينظر اليهم فتبعهم وهم يسيرون الى حلقة مكة المعروفة فاناخوا أباعرهم وأخرجوا حملهم وهو مشاهد لهم واذا هى فواكه شتى مما لا يمكن وصفه فتعجب فى نفسه وعلم أنها مرزوقة من عند الله سبحانه وتعالى كما قال عز من قائل يجبى اليه ثمرات كل شئ رزقا من لدنا وقوله تعالى أطعمهم من جوع وآمنهم من خوف (وتهامة) قال فى القاموس تهامة بكسر التاء مكة شرفها الله تعالى (والحجاز) قال فى القاموس الحجاز مكة والمدينة والطائف ومخاليفها لانها حجزت بين نجد والسراة والحاجزة المانعة أو المعنى ان من لاذ بهم وتأدب فى أماكنهم حجزه الله عن النار والحجزة بالفتح الذين يمنعون بعض الناس من بعض ويفصلون بينهم بالحق جمع حاجز وفى الحديث ان الاسلام ليأرز الى الحجاز كما تأرز الحية الى جحرها (وبلدة طيبة) أى لطيبها بالمسلمين ولطيب العبادة فيها بكثرة الثواب والمضاعفة فقد تمت أسماؤها اثنان وأربعون ولهذا أشرت بهذه الابيات

قد زدت أسماءها مسترشفا * من سلسبيل فاق عذب السكر
تسع لاسماء حكيت لتربها * يا حبذا ترب كنفح العنبر

فأمينة أم الصفا مروية * متحوفة مرزوقة بالمشعر
وتهامة ثم الحجاز الطيبه * هي بلدة طابت لكل مكبر

(غيره)

لقد زدت اسما لمكة راويا * من ثغر درفاق عذب مكرر
تسع لاسماء رويت لتربها * يا حبذا ترب كنفح العنبر
من بعد عد قد أتاك مساويا * لثلاث في عشر وشفع أوتر
فأمينة أم الصفا مروية * متحوفة مرزوقة بالمشعر
وتهامة هي من حجاز طيبة * هي بلدة طابت لكل منور

وصلى الله على سيدنا محمد كلما ذكره الذاكرون وغفل عن ذكره الغافلون وسلم تسليما كثيرا والحمد لله رب العالمين

(الفصل الاول في ألقابها وحدودها)

فأقول وبالله التوفيق من ألقابها شرفها الله تعالى (المشرفة) وذلك اشرفها على غيرها من سائر البلاد وعليه الاجماع وهو أشرف ألقابها ولعمري انها تشرفت به صلى الله عليه وسلم وبدء الاسلام منها وتوجه كل مؤمن الى نحوها من سائر الاقطار ومن ألقابها (المكرمة) حكاه بعضهم وقال لان الله أكرمها بنزول ذكرها في كتابه العزيز ووفود جميع الانبياء والرسل والاولياء والصالحين اليها ومنها (المفخمة) قال في القاموس المفخم العظيم القدر والتفخيم التعظيم وهو كذلك ومنها (المهابة) لقبت به للهيبة الواقعة في صدور اعداء الله من الوصول اليها ونحوه ومنها (الوالدة) لاياب الناس منها بعد قضاء مناسكهم (نادرة) حكى بعضهم ان مكة تحمل كما تحمل الانثى من ابتداء رجب وقال بعضهم يكون ابتداء حملها من غرة ربيع ويتسع بطنها ويشتد حملها الى اليوم الثالث عشر من ذي الحجة فحينئذ ترى الناس متفرقين وذاهبين الى مواطنهم غائمين مجبورين انتهى (ومنها الجامعة) لانها تجمع جميع الفرق الاسلامية وسائر الجنوس المختلفة منهم في كل عام كما وعدها الحق بذلك ولذلك من أراد أن يرى جميع أجناس بني آدم فعليه بمكة فانه يرى جميع ذلك ان في ذلك لذكرى لمن كان له قلب قال تعالى وفي أنفسكم أفلا تبصرون وقال تعالى واختلاف ألسنتكم والوانكم فاهل الله يتفكرون في عظيم قدرته ومخلوقاته ويشتغلون بما ينفعهم لمعادهم وأهل

الدنيا يتفكرون فى أموالهم وابنائهم وشتان بينهما فعلى العاقل ان يتفكر فى عجائب مصنوعات الله تعالى وغرائب مخلوقاته قال بعضهم

أيا عجبا كيف يعصى الاله ... أم كيف يجحده الجاحد

وفى كل شئ له آية * تدل على أنه الواحد

ومنها (المباركة) عده بعضهم من القابها على ماهو ظاهر فيها (وأما حدود حرمها) شرفها الله تعالى فبروى ان الحجر الاسود لما نزل من الجنة وهو ياقوتة من ياقوتها اضاء نوره فكان حد نور حدود حرم مكة قال السروجى رحمه الله تعالى حد الحرم من جهة طريق المدينة دون التنعيم على ثلاثة أميال من مكة ومن طريق اليمن على سبعة أميال من مكة ومن طريق الطائف للمار على عرفات من بطن نمرة على سبعة أميال من مكة ومن طريق العراق للمار على ثنية جبل بالمقطع سبعة أميال من مكة ومن طريق الجعرانة ومن شعب آل عبد الله بن خالد على تسعة أميال بتقديم التاء على السين ومن طريق جدة على عشرة أميال وهذا قول الجمهور وهو أصح الاقوال ولبعضهم فى معرفة حدود الحرم على هذا القول أبيات وهى هذه

وللحرم التحديد من أرض طيبة * ثلاثة أميال اذا شئت اتقانه

وسبعة أميال عراق وطائف * وجدة عشر ثم تسع جعرانه

ومن يمن سبع بتقديم سينه * وقد كملت فاشكر لربك احسانه

والله سبحانه وتعالى أعلم وصلى الله على سيدنا محمد كلما ذكره الذاكرون وغفل عن ذكره الغافلون وعلى آله وصحبه وسلم تسليما كثيرا والحمد لله رب العالمين .

(الفصل الثانى فى جبالها وما ورد فيها من الفضل لمن زارها)

فأقول وبالله التوفيق اعلم أن جبال مكة شرفها الله تعالى لا تحصى فقد ذكر الازرقى رحمه الله تعالى قال وبحرم مكة شرفها الله تعالى اثنا عشر الف جبل وذكر فى البحر العميق ان جبال مكة متماثلة رؤسها كالسجود للكعبة يرى هذا من ثبير قال ابن النقاش رحمه الله ودونها جبال من ذهب وفضة وكنوز وجواهر وربما تنكشف عن بعضها لمن هو موعود بذلك فلنذكر ما لبعضها منها (فمنها) الجبل المعروف بأبى قبيس وهو الجبل المشرف على الصفا وهو أحد أخشبى مكة المشرفة وانما سمى بأبى قبيس لثلاثة أوجه احدها سمى برجل من اياد يقال له أبو قبيس كذا ذكره

(قوله الجعرانه) بالتخفيف أفصح من التشديد وهو موضع بينه و بين مكة ثمانية عشر ميلا سمى باسم امرأة تلقب بالجعرانه ومكث فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاثة عشر ليلة وفرق به غنائم حنين وجاء فى الحديث انه اعتمر من الجعرانة سبعون نبيا ثم اعتمر صلى الله عليه وسلم من الجعرانة كما سيأتى انتهى

قوله جبال مكة شرفها الله) منها جبل زرود وهو باعلاها بالابطح والرقتين وسلع وشظى ويقال له الفلق بسكون اللام وقيقعان وحاجر وأذاخر وخندمة والمحجن باعلاها أيضا وشامة وطفيل والحجون والمصافى وجبل الصفا

الازرقي وقيل ان هذا الرجل من مذحج ذكره ابن الجوزي ٨ والثاني أن الحجر الاسود استودع فيه عام الطوفان فلما بنى الخليل الكعبة نادى أبو قبيس الركن مني بمكان كذا وكذا كما قاله بعضهم والثالث سمي بقبيس بن سالح رجل من جرهم كان قد وشى بين عمرو بن مضاض وبين ابنة عمه مية فنذرت ان لا تكلمه وكان شديد المحبة لها فخاف ليقتلن قبيسا فهرب منه في الجبل المعروف به وانقطع خبره فاما مات فيه واما تردى منه وله خبر طويل ذكره ابن هشام في غير السيرة وصحح النووي في التهذيب الوجه الاول وقال ان الوجه الثاني ضعيف أو غلط وقال الازرقي الاول اشهر عند أهل مكة وكان يسمى في الجاهلية الامين للمعنى السابق وهذا مما يقويه أي القول الثاني ويرجحه على الوجهين والله أعلم وعن مجاهد قال اول جبل وضعه الله على الارض حين مادت أبو قبيس ثم حدثت منه الجبال ذكره الازرقي والواحدي وقال ابن النقاش في فهم المناسك من صعد في كل جمعة الى أبي قبيس رأى الحرم مثل الطير يزهر وان صعد الى ثور أو حراء أو ثبير كان اثبت لنظره ومشاهدته خصوصا ليالي رجب وشعبان ورمضان وليالي الاعياد وهو احد جبال الجنة قال وهو من آيات الله سبحانه وتعالى وعليه كان اشتقاق القمر ومن عجائبه ما ذكره القزويني في كتابه عجائب المخلوقات من انه يزعم الناس ان من أكل عليه الرأس المشوي يأمن أوجاع الرأس وكثير من الناس يفعل ذلك ويحصل لهم الشفاء وانما الاعمال بالنيات قال ويروى ان قبر آدم عليه السلام فيه على ما قاله وهب بن منبه في غار يقال له غار الكنز وهو غير معروف الآن وقيل ان قبره بمسجد الخيف بمنى بعد أن صلى عليه جبريل عند باب الكعبة حكاه الفاكهي عن عروة بن الزبير وذكر ابن الجوزي في ترياق القلوب وقال دفنته الملائكة به وقيل عند مسجد الخيف ذكره الذهبي وفي منسك الفارسي وقيل عند منارة مسجده وقيل قبره في المنذ في الموضع الذي اهبط فيه من الجنة وصححه الحافظ ابن كثير وقال الازرقي ان قبر آدم وابراهيم واسحاق ويعقوب ويوسف في بيت المقدس وفي أبي قبيس على ما قيل قبر شيث مع أبويه في غار أبي قبيس وله فضائل شتى منها ان الكعبة ترف عليه الى الجنة كما ترف العروس وأن ابراهيم عليه السلام اذن في الناس بالحج على أبي قبيس على أحد الاقوال انتهى ومنها جبل حراء أعلى مكة وهذا الجبل من مكة على ثلاثة أميال كما ذكره صاحب المطالع وهو مقابل لثبير والوادي بينهما وهما على يسار السالك الى منى وحراء قبلي ثبير مما يلي

وجبل المروة والمعترضه وعرفات والمأزمين ويقال لهم الاخشبين وقزح بضم القاف وفتح الزاي وسكون الحاء المهملة وهو المعروف بالمشعر الحرام وجبل صراصر والمفجر وجبل مضياق يقال لواديه المحصب وعنده بركة تعرف ببركة السلام وجبل السبع البنات وهو بأجياد وجبل عمرو هناك كان مولده رضي الله عنه وجبل يقال له جبل الكعبة لأن ترميها منه وجبل جحيشه وجبل ميم ونعمان وهناك ادى التنعيم وجبل ندابا بالفتح وكدابا بالضم وبينهما وادي سلم وجبل الكحل وغير ذلك مما هو معروف اه

شمال الشمس ويسمى هذا الجبل بعضهم جبل النور ولعمري انه كذلك لكثرة
مجاورة النبي صلى الله عليه وسلم فيه وتعبده فيه وما خصه الله فيه من الكرامة بالنداء
للنبي اليه فيه ونزول الوحي فيه عليه وذلك في غار في أعلاه مشهور يؤثره الخلف عن
السلف رحمهم الله ويقصدونه بالزيارة وأما ماذكره الازرقي في تاريخه في ذكر
الجبال من أن النبي صلى الله عليه وسلم أتى هذا الجبل واختبى فيه من المشركين
من أهل مكة في غار في رأسه مما يلي القبلة قال في البحر العميق للقرشي ان هذا ليس
بمعروف والمعروف ان النبي صلى الله عليه وسلم لم يختب من المشركين الا في غار ثور
بأسفل مكة انتهى لكن يؤيد ماذكره الازرقي ماقاله القاضي عياض ثم السهيلي
في الروض الآنق أن قريشا حين طلبوا رسول الله صلى الله عليه وسلم كان على ثبير
فقال له ثبير وهو على ظهره اهبط عني يارسول الله فانا أخاف ان تقتل على ظهري
فيعذبني الله فناداه حراء الي يارسول الله انتهى فيحتمل أن يكون النبي صلى الله
عليه وسلم اختبى فيه من المشركين في واقعة ثم اختبى في ثور في واقعة اخرى وهي خبر
الهجرة قال في المواهب اللدنية وهذا الغار الذي في جبل حراء مشهور بالخير والبركة
يشهد لذلك حديث بدء الوحي الثابت في الصحيحين وغيرهما وأورد ابن أبي جمرة سؤالا
وهو انه لم اختص صلى الله عليه وسلم بغار حراء فكان يخلو فيه ويتحنث به بدون غيره
من المواضع ولم يبدله في أول تحنثه وأجيب عن ذلك بان هذا الغار له فضل زائد على
غيره من قبل أن يكون فيه منزويا مجموعا للتحنث وهو يبصر منه بيت ربه والنظر الى
البيت عبادة فكان له فيه ثلاث عبادات وهي الخلوة والتحنث والنظر الى البيت
وجمع هذه الثلاث أولى من الاقتصار على بعضها دون بعض وغيره من الاماكن
ليس فيه ذلك المعنى فجمع له صلى الله عليه وسلم في المبادي كل حسن نادى انتهى
ومن عجائبه ماذكره المرجاني في بهجة النفوس قال خرجت في بعض الايام الى زيارة
حراء وكان يوم السبت الثاني من جمادى الاولى سنة ثلاث وخمسين وسبعمائة فلما كان
بعد الظهر سمعت لبعض الاحجار فيه أصواتا عجيبة فرفعت حجرين منها في يدي في كل
كف حجرا فكنت أجد رعدة الحجر في يدي وهو يصيح ثم اني رفعت يدي فصاحت كل
واحدة من أصابعي أيضا وكان محل الصياح قدر قامة من الارض فما كان على سمتها
صاح وما كان أرفع من ذلك أو أخفض لم يتكلم فعلمت ان ذلك كان تسبيحا فدعوت
الله تعالى بما تيسر لي وكانت الشمس اذ ذاك مغيمة فلما طلعت الشمس سكتت فقست

الشمس فوجدت ظل كل شئ مثله ومثل ربعه فقدرته بعد ذلك بالاسطرلاب فكانت تلك هي الساعة العاشرة وكان صوت الحجر يسمع من مدى مائة خطو قال فذكرت ما رأيت لوالدي رحمه الله تعالى فقال وأنا جرى لي بحراء شبه ذلك قال ثم صعدت الجبل المذكور ثانى مرة فى بعض الايام ومعي جماعة فحصل لنا ذلك وسمعوا ما سمعت بعينه ولهم احاديث طويل قال المرجاني وحدثني والدي عن بعض من أدركه من كبراء وقته أنه كان يصعد معه الى جبل حراء فى كل عام مرة فيلتقط ذلك الشخص من بعض أحجاره قال فسألته عن ذلك فقال أخرج منها نفقتي فى العام ذهبا ابريزا وله شعر أنشده فى فضائل حراء فقال

تأمل حرا فى حال بدء مجيئه * فكم من اناس فى حلا حسنه تاهوا
فما حوى من جالعلياء زائرا * يفرج عنه الهم فى حال مرقاه
به خلوة الهادى الشفيع محمد * وفيه له غار له كان يرقاه
وقبلته للقدس كنت بغاره * وفيه أتاه الوحى فى حال مبدا
وفيه تجلى الروح فى الموقف الذى * به الله فى وقت البداية سواه
وتحت تخوم الارض فى السبع أصله * ومن بعد هذا اهتز بالسفل اعلاه
ولما تجلى الله قدس ذكره * لطور تشظى فهو احدى شظاياه
ومنها ثبير ثم ثور بمكة * كذا قد أتى فى نقل تاريخ مبداه
وفى طيبة أيضا ثلاث فعدها * فعير او ورقانا واحد او بيناه
و يقبل فيه ساعة الظهر من دعا * به و ينادى من دعانا أجبناه
وفى احد الاقوال فى عقبة حرا * أتى ثم قابيل لها بيل غشاه
وما حوى سرا حوته صخوره * من التبرا كسيرا يقام سبكاه
سمعت به تسبيحها غير مرة * وأسمعتهم جمعا فقالوا سمعناه
به مركز النور الالهى مثبتا * فلله ما احلى مقاما باعلاه

وروى أبو نعيم ان جبريل وميكائيل شقا صدره الشريف فيه وغسلاه ثم قال اقرأ باسم ربك الآيات الحديث وفيه قال ورقة أشهد أنك الذى بشر به ابن مريم انتهى (ومنها جبل ثور) باسفل مكة وسماه البكرى أبا ثور والمعروف فيه ثور كما ذكره الازرقى والمحب الطبرى وهو من مكة على ثلاثة أميال على ما ذكره ابن الحاج وابن جبير وقال البكرى انه على ميلين من مكة وفوق الغار الذى دخله رسول الله صلى

الله صلى الله عليه وسلم وفى أنوار التنزيل الغار ثقب فى أعلى ثور وثور جبل بمنى مكة على مسيرة ساعة وفى القاموس يقال له ثورا طحل وأطحل اسم جبل نزله ثور بن عبد مناف فنسب اليه ذلك الجبل وفى المعجم انه من مكة على ميلين وارتفاعه نحو ميل وفى أعلاه الغار الذى دخله النبى صلى الله عليه وسلم مع أبى بكر وهو المذكور فى القرآن فى قوله تعالى ثانى اثنين اذ هما فى الغار والبحر يرى من أعلى هذا الجبل وفيه من كل نبات الحجاز وشجره وفيه شجرة البان وفيه شجرة من حمل منها شيأ لم تلدغه هامة قال المرجانى فى بهجة النفوس وذكر بعض الجمالين انه عرف رجلا كان له جملة بنين وأموال كثيرة وأنه أصيب فى ذلك كله فلم يحزن على شئ لقوة صبره قال فسألته عن ذلك فقال انه روى ان من دخل غار ثور الذى أوى اليه رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبو بكر رضى الله عنه وسأل الله تعالى ان يذهب عنه الحزن لم يحزن بعدها على شئ من مصائب الدنيا وقد فعلت ذلك فما وجدت قط حزنا مما ترى منه قال المرجانى والخاصية فى ذلك من قوله تعالى ثانى اثنين اذ هما فى الغار اذ يقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا (وهذا الغار) مشهور معروف يتلقاه الخلف عن السلف ويزوره الناس ويدخلون اليه من بابه ويدعون الله تعالى ويظهر الله تعالى عليهم البركة ببركة ما تر نبيه وكل خير عظيم انتهى (ومنها جبل ثبير) وهو الجبل الذى على يسار الذاهب من منى الى مزدلفة كما عرفه الازرقى وغيره وهو جبل مشهور عند أهل مكة قال القزوينى انه جبل مبارك وقال ابن النقاش انه يستجاب الدعاء به قال لما تجلى الله سبحانه وتعالى على الطور تشظى منه شظايا فوقعت بمكة منها ثلاثة وهى ثبير وحراء وثور قال السهيلى رحمه الله وان ثبيرا كان رجلا من هذيل مات فى ذلك الجبل فعرف الجبل به انتهى (ومنها الجبل الذى بظهر مسجد الخيف بمنى) وفيه غار المرسلات يأثره الخلف عن السلف كما ذكره المحب الطبرى وعلى ذلك ادركنا الناس فى عصرنا يقولون فى أمره ويدل له (الحديث الثابت فى صحيح البخارى) عن عبد الله بن مسعود رضى الله عنه قال قال بينما نحن مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فى غار بمنى اذ نزلت عليه والمرسلات الحديث وفى هذا القدر كفاية فى ذكر ما لابد منه من جبالها كما بيناه انتهى ولله در من قال وأحسن

سقى الله ما بين الحجون والعلع * وشعبى جياد الغاديات البواكر
وما بين سلع والمحصب من منى * الى ذى طوى حيث النقا والمسامر

سقاهن نجاح من المزن واكف * يحن له رعد حنين الضوامر
وأبكى عيون المزن ضحك بروقه * كأن ابتسام البرق للسحب آمر
كأن حنين الرعد من زفراتنا * كأن انهمال الوقد سكب المحاجر
اذا ذكرت أرواحنا طيب وصلها * تذوب اشتياقا لا تميل لعاذر
فيالائمى دعنى اذن لا يفيدنى * ملامك الا ما أفاد لخاسر
عذلت ولم تعلم بأنى متيم * بسلمى فكم ناه عليها و زاجر
رعى الله ياسلمى ليال تصرمت * فانى لما مادمت حيا لشاكر
لبال عيون الدهر عنها غوافل * وكأس التدانى لم يزل ثم دائر
فيالبت شعرى هل يعود الذى مضى * بوصلك أم بالوصل قد طار طائر
فيا أيها المرخى قلوصا كأنها * غزال من الصيادى القفر نافر
تجوز الفيافى بالدة بعد بلدة * عليها فجز وقيت مما تحاذر
واشف غليلا كان فى الصدر كامنا * برؤيتها من خلف تلك الستائر
ونادى بمحمد الله زالت همومنا * بجاه الذى قد ساد باد وحاضر
عليه صلاة الله ما لاح بارق * وما حن رعد فى السحاب المواطر

وصلى الله على سيدنا محمد كلما ذكره الذاكرون وغفل عن ذكره الغافلون وسلم تسليما كثيرا والحمد لله رب العالمين

(الباب الثانى فى فضل المجاورة بها وفى حب اهلها)

فأقول وبالله التوفيق (روى) عن وهب بن منبه رضى الله عنه ان الله تعالى يقول من أمن أهل الحرم استوجب بذلك أمانى ومن أخافهم فقد حقر نى فى ذمتى ولكل ملك حيازة مما حوا ليه وبطن مكة حوزتى التى اخترت لنفسى انا الله ذو بكة أهلها خيرتى وجيران بيتى وعمارها وفدى واضيافى وفى كنفى وأمانى ضامنون على وفى ذمتى وجوارى ذكره أبو الفرج والقرشى فى المناسك وفى الخبر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ان لله عز وجل لوجا من ياقوتة حمراء ينظر الله فيه كل يوم مائتين وستين نظرة ثلاثين ومائة نظرة رحمة ومائة وثلاثين عذابا وان أول من ينظر الله سبحانه وتعالى اليه بالرحمة أهل مكة فمن رآه قائما يصلى غفر له ومن رآه طائفا غفر له ومن رآه جالسا مستقبل القبلة غفر له فتقول الملائكة والله أعلم بذلك ربنا لم يبق الا النائمون

فيقول الله تبارك وتعالى والناظمون حول بيتي أحقوهم بهم وروى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لما استعمل عتاب بن أسيد على مكة قال ياعتاب أتدري على من استعملتك استعملتك على أهل الله تعالى فاستوص بهم خيرا وقال ابن أبي مليكة رحمه الله كان أهل مكة فيما مضى يلقون فيقال لهم يا أهل الله وهذا من أهل الله وأخرج الطبراني في التشويق حديثا يرفعه قال ان الله تعالى ينظر كل ليلة الى أهل الارض فاول من ينظر اليهم أهل الحرم فمن رآه طائفا غفر له ومن رآه مصليا غفر له ومن رآه مستقبل الكعبة غفر له رواه القرشي قال بعضهم في ذلك

كفاشرفا اني مضاف اليكم * وانى بكم أدعى وارعى وأعرف

(وأما ما جاء في فضل المجاورة) قال في البحر العميق وذهب أبو يوسف ومحمد والشافعي واحمد بن حنبل الى استحباب المجاورة بمكة وخالف في ذلك الامام مالك وابن عباس رضي الله عنهما (وسئل) الامام مالك هل الحج والجوار احب اليك أم الحج والرجوع فقال ما كان الناس الا على الحج والرجوع وسيجيء الكلام عليه ان شاء الله تعالى فمما روى عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم من أراد دنيا وآخرة فليؤم هذا البيت ما اتاه عبد سأل دنيا الا أعطاه منها ولا آخرة الا أدخله منها اخرجه الشيخ محب الدين الطبري وفي الملتقطات والمبسوط في باب الاعتكاف لا باس بالمجاورة في قول الشافعي والامام أحمد وأبي يوسف وانه الافضل قال وعليه عمل الناس وخصوصا مع ظلم الفجرة في سائر الاقطار فلا بأس في الهروع الى بلد الله والالتجاء ببلد رسوله والاعتصام بالله أولى من تحكم الاعداء في ضعفاء المسلمين فضلا عن أغنيائهم (وحكى) الفارسي في منسكه عن المبسوط ان الفتوى على قولهما كما قدمنا ذكره من الطاعات التي لا تحصل في بلد غيرها وقد روى عن سعيد بن جبير رضي الله عنه من مرض يوما بمكة كتب له من العمل الصالح الذي كان يعمله في سبع سنين فان كان غريبا ضوعف ذلك رواه الفاكهي وحكاه القرشي وغيره وفي الخبر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال المقام بمكة سعادة والخروج منها شقاوة ذكره الكرماني في منسكه والقرشي والحسن البصري في رسالته وقيل للامام أحمد بن حنبل رضي الله عنه تكره المجاورة بمكة فقال قد جاور بها جابر رضي الله عنه وابن عمر رضي الله عنهما وليت اني الآن مجاور بمكة أقول وقد جاور بها خلق كثير وسكنها من المعول عليهم جمع عظيم واستوطنها من الصحابة أربعة وخمسون رجلا ذكرهم أبو الفرج

قوله عتاب بن أسيد بفتح الهمزة وكسر السين المهملة وسكون آخره وفي رواية عند قوله فاستوص بهم خيرا قالها ثلاثا فيحتاج كل عامل عليها الامتثال أمره صلى الله عليه وسلم

قوله من أهل الله الخ اخرج الشيخ المناوي في الكبير والمير غني في عمدة الانابه في أماكن الاجابه عن أبي العباس الميورقي واسمه أحمد بن علي ابن أبي بكر العبدري الاندلسي رحمه الله بسنده الى رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال سفهاء مكة حشو الجنة قال الامام القسطلاني لم اقف عليه ووقع بين عالمين منازعة في الحرم المكي في تأويل الحديث وسنده فطعن أحدهم في سنده ومعناه فأصح وقد طعن انفه واعوج وقيل له أي والله سفهاء مكة من أهل الجنة ثلاثا

ومات بها أيضا من الصحابة ومن كبار التابعين ومن بعدهم جم غفير ذكرهم الحافظ محب الدين الطبري في القرى فمن أراد ذلك فليراجع وذكر المرجاني في بهجة النفوس ان الخضر عليه السلام يقضي ثلاث ساعات من النهار بين أمم البحر ويشهد الصلوات كلها بالمسجد الحرام قال وفي سنة ثمانية وأربعين وسبعمائة أتانا شخص له اجتماع كثير بالخضر عليه السلام وأتانا من عنده بثلاث تمرات واخبر أنه سكن مكة فلا يخرج منها وان الدنيا تزوى له كل يوم ثلاث مرات يرى مشرقها من مغربها انتهى وقال المرجاني أيضا وقد كان عمي محمد بن عبد الله المرجاني أرسل كتابا الينا ونحن في عشرة الاربعين وفيه يا أخي يعني بذلك والدي أنف عن قليلك حب الدنيا لعلك أن ترى القطب فقد استوطن مكة في هذا الزمان واسمه عبد الله وعن بعض الاولياء قال رأيت الغوث وهو القطب رضي الله عنه بمكة المشرفة سنة خمس عشرة وثلثمائة على بغلة من ذهب والملائكة يحرون البغلة في الهواء بسلاسل من ذهب فقلت الى أين تمضي فقال الى أخ من اخواني اشتقت اليه فقلت لو سألت الله تعالى أن يسوقه اليك فقال وأين ثواب الزيارة قال واسم هذا القطب أحمد بن عبد الله البلخي حكاه اليافعي في روض الرياحين انتهى وروى عن علي بن الموفق رحمه الله تعالى قال جلست يوما في الحرم بمكة المشرفة وقد حججت ستين حجة فقلت في نفسي الى متى أتردد في هذه المسالك والقفار ثم غلبتني عيني فنمت واذا بقائل يقول يا ابن الموفق هل تدعو الى بيتك الامن تحب فطوبى لمن أحبه المولى وحمله الى المقام الاعلى وأنشد يقول

دعوت الى الزيارة أهل ودي * ولم أطلب بها أحدا سواهم
فجاؤني الى بيتي كراما * فاهلا بالكرام ومن دعاهم

وروى عن سهل بن عبد الله التستري رضي الله عنه قال ان عبد الله بن صالح كان رجلا له سابقة وموهبة جزيلة وكان يفر من الناس من بلد الى بلد حتى أتى الى مكة المشرفة فجاور بها وطال مقامه فيها فقلت له لقد طال مقامك بها فقال لم لا أقيم بها ولم أر بلدا تنزل فيه من الرحمة والبركة أكثر من هذا البلد والملائكة تغدو فيه وتروح واني أرى فيه أعاجيب كثيرة وأرى الملائكة يطوفون بالبيت على صورتي لا يقطعون ذلك ولو قلت كما رأيت لصغرت عنه عقول قوم ليسوا بمؤمنين فقلت له اسألك بالله الا ما أخبرتني بشيء من ذلك فقال ما من ولي لله تعالى صحت

فصل له روع وخرج الى الذي ينازعه وأقر على نفسه لتكلمه فيما لا يفيد ولم يحط به خبرا قال العلامة تقي الدين السيد محمد بن أحمد الفاسي المكي بلغني ان الرجل المذكر للحديث هو الامام تقي الدين محمد بن اسماعيل بن أبي الصيف اليمني الشافعي نزيل مكة ومفتيها وانما كان يقول انما الحديث اسفاء مكة الخ أي المحزونون فيها على التقصير ثم قال السيد الميرغني واعلم يا أخي ان فضل الله وعظمته ورحمته واسعة وذلك لمن ختم له بالسعادة وهو أمر غيب نسأل الله حسن الختام انتهى قال مجاهد وجد عند المقام أنا الله ذو بكة أي صاحبها صنعتها يوم خلقت الشمس والقمر وحرمتها يوم خلقت السموات والارض وحففتها بسبعة أملاك حنفاء

ولا يتمه الا وهو يحضر هذا البلد فى كل ليلة جمعة لا يتأخر عنه فقام ههنا لاجل من أراه منهم ولقد رأيت رجلا يقال له مالك بن القاسم الجيلى وقد جاء ويده غمرة فقلت له انك قريب عهد بالاكل فقال لى استغفر الله فانى منذ اسبوع لم آكل ولكن أطعمت والدتى واسرعت لالحق صلاة الفجر بالمسجد الحرام وبينه وبين الموضع الذى جاء منه مسيرة ثلاثة أشهر وسبعة وعشرين يوما فهل أنت مؤمن بذلك قلت نعم قال الحمد لله الذى أرانى مؤمنا وفى رواية موقنا اخرجه ابو الفرج قال اليافعى رحمه الله وقد أخبرنى بعضهم انه يرى حول الكعبة الملائكة والانبياء والاولياء عليهم افضل الصلاة والسلام وأكثر ما يراهم ليلة الجمعة وكذلك ليلة الاثنين وليلة الخميس وعدد لى جماعة كثيرة من الانبياء وذكر انه يرى كل واحد منهم فى موضع معين يجلس فيه حول الكعبة ويجلس معه أتباعه من اهله وقرابته واصحابه وذكر ان نبينا صلى الله عليه وسلم وعظم وكرم يجتمع عليه من اولياء أمته خلق لا يحصى عددهم الا الله تعالى ولم يجتمع على سائر الانبياء كذلك وذكر ان ابراهيم واولاده صلى الله عليه وسلم يجلسون بقرب باب الكعبة بحذاء مقامه المعروف وعيسى وجماعة منهم فى جهة الحجر ورأى فيه قبر اسماعيل عليه السلام وجماعة من الملائكة عليهم السلام عند الحجر الاسود ورأى سيد الخلق أجمعين المرسل رحمة للعالمين تاج الاصفياء وخاتم الانبياء محمد صلى الله عليه وسلم وعليهم أجمعين جالسا عند الركن اليمانى مع أهل بيته وأصحابه واولياء امته وذكر انه رأى ابراهيم وعيسى اكثر الانبياء محبة لامة محمد صلى الله عليه وسلم واكثرهم فرحا بفضلهم وذكر اسرارا كثيرة منها ما ذكره يطول ومنها ما لا تحمله بعض العقول انتهى من الروض

قال بعضهم

هى البلد الامين وأنت حل * فطأها يا أمين فانت طاها
ووجه حيث كنت كذا اليها * ولا تعدل الى شئ سواها
فوجه الله قبلة كل حى * لمن شهد الحقيقة واجتلاها
وهذا البيت بيت الله فيه * اذا شاهدت فى المعنى سناها
فهال عند مشهده كفاحا * وزمزم عند زمزمه شفاها
وقل بلسان عزمك فى رباها * لنفسى فى منى بلغت مناها

مباركة لا هلها فى اللحم والماء وفى بدائه الزهور روى الواقدى ان ابراهيم الخليل عليه السلام لما احتفر اساس البيت الحرام رأى حجرا من رخام اخضر وعليه أربعة أسطر السطر الاول مكتوب أنا الله لا اله الا أنا رب البيت مغلبة وهى غزارو مرخيها وهى قفار السطر الثانى مكتوب أنا الله لا اله الا أنا رب البيت مهلك الطغاه ومفقر الزناه ومخزى تارك الصلاه السطر الثالث أنا الله لا الله الا انا رازق من لا حيلة له حتى يعلم من له حيلة ان لا حيلة له ولم يذكر السطر الرابع فراجعه انتهى

اليك شددت يامولاى رحلى * وجئت ومهجتى تشكو ظماها
وهاأنا جار بيتك يالهى * وبالاستار ممتسك عراها
وللجيران والضيفان حق * على الجار الكريم اذا رعاها
اليك شفيعنا الهادى محمد * ومن قد حل جهرا فى حماها
شفيع الخلق يوم الحشر حقا * رسول الله أقوى الخلق جاها
عليه من المهيمن كل وقت * صلاة غير منحصر مداها

وصلى الله على سيدنا محمد كلما ذكره الذاكرون وغفل عن ذكره الغافلون وسلم تسليما كثيرا والحمد لله رب العالمين

(الفصل الثالث فى ما ثرها المشتملة عليها)

فأقول وبالله التوفيق أما ما ثرها فلا تحصى وفضائلها فلا تستقصى قال القاضى عياض رحمه الله وجد بر بمواطن عمرت بالوحى والتنزيل وتردد فيها جبريل وميكائيل وعرجت منها الملائكة والروح وضجت عرصاتها بالتقديس والتسبيح فمنها مسجد بأعلى مكة عند بئر جبير بن مطعم يقال ان النبى صلى الله عليه وسلم صلى فيه وهو يعرف اليوم بمسجد الراية كما ذكره المحب الطبرى قال الازرقى وقد بناه عبد الله بن عبيد الله بن العباس بن محمد بن على بن عبد الله بن عباس وعمر المستعصم بالله وغيره (ومنها) مسجد بأسفل مكة ينسب لسيدنا أبى بكر الصديق رضى الله عنه ويقال أنه من دار التى هاجر منها الى المدينة ذكره القرشى (ومنها) مسجد خارج مكة من أعلاها يقال له مسجد الجن قال الازرقى وهو الذى تسميه أهل مكة مسجد الحرس وعرفه الازرقى بأنه مقابل للحجون بأعلى مكة وأنت صاعد على يمينك قال القرشى رحمه الله وهو فيما يقال له موضع الخط الذى خطه رسول الله صلى الله عليه وسلم لابن مسعود ليلة استمع عليه الجن وهو يسمى مسجد البيعة و يقال ان الجن بايعوا النبى صلى الله عليه وسلم فى ذلك الموضع (ومنها) مسجد الشجرة بأعلى مكة مقابل لمسجد الجن وهو محل الشجرة التى دعاها النبى صلى الله عليه وسلم يسألها عن شئ فاقبلت تخط باصولها وعروقها الارض حتى وقفت بين يديه صلى الله عليه وسلم فسألها عما يريد ثم أمرها فرجعت حتى انتهت الى موضعها (ومنها) مسجد الاجابة على يسار الذاهب الى منى فى شعب بقرب ثنية اذاخر بالمعابدة وهو مسجد

مشهور عند أهل مكة يقال ان النبي صلى الله عليه وسلم صلى فيه وفيه حجر مكتوب فيه انه مسجد الاجابة وانه عمر في سنة عشرين وسبعمائة وهو الآن عمار (ومنها) المسجد الذي يقال له مسجد البيعة وهي البيعة التي بايع رسول الله صلى الله عليه وسلم فيه الانصار بحضرة عمه العباس بن عبد المطلب على ما ذكره أهل السير وهذا المسجد بقرب العقبة بيسير الى مكة في شعب علي يسار الذاهب الى منى قدام جبل الصراصر وقدامه بيسير ضريح ولي الله تعالى السيد أحمد المهدلي رضي الله عنه وفيه حجران مكتوب في أحدهما ان المنصور العباسي أمر ببناء هذا المسجد مسجد البيعة التي كانت أول بيعة بايع بها رسول الله صلى الله عليه وسلم وعمره بعد ذلك المستنصر العباسي وهو الآن عمار (ومنها) مسجد بني عند الدار المعروفة بدار المنحر بين الجمرة الاولى والوسطى على يمين الصاعد الى عرفة يقال ان النبي صلى الله عليه وسلم صلى فيه الضحى ونحر هديه على ما هو موجود في حجر فيه مكتوب في ذلك وفيه ان الملك المنصور صاحب اليمن عمره سنة ستمائة وخمسة واربعين ذكره القرشي (ومنها) المسجد الذي يقال له مسجد الكبش بمنى على يسار الصاعد الى عرفة بلحف جبل ثبير وهو مشهور بمنى والكبش الذي نسب هذا المسجد اليه هو الكبش الذي فدى به اسماعيل عليه السلام أو اسحاق بن ابراهيم وذكر الفاكهي خبرا على أن يقتضي ان هذا الكبش نحر بين الجمرتين بمنى ويؤيد هذا ما ذكره المحب الطبري عن ابن عباس رضي الله عنهما ان ابراهيم عليه السلام نحر الكبش في المنحر الذي ينحر فيه الخلفا اليوم قال المحب الطبري وذلك في سفح الجبل المقابل له يعني المقابل ثبيرا وأشار المحب بذلك الى الموضع الذي يقال له اليوم دار المنحر بمنى فان امامها كان ينحر هدي صاحب اليمن وهو بقرب المسجد الذي تقدم ذكره قبل هذا المسجد انتهى (ومنها) مسجد الخيف وهو مسجد مشهور عظيم الفضل قال ابن فارس اللغوي الخيف ما ارتفع من الارض وانحدر من الجبل ومسجد منى المشهور يسمى مسجد الخيف لانه في سفح جبلها قال الازرقي رحمه الله هو مسجد بمنى عظيم واسع فيه عشرون بابا أقول الآن سدت أبوابه ولم يبق فيه الا بابان أو ثلاثة قال النووي رحمه الله في تهذيب الاسماء واللغات مسجد الخيف هو مسجد عرفة الذي يقال له مسجد ابراهيم عليه السلام انتهى كلامه قال القرشي رحمه الله وهذا مردود والمعروف أن مسجد عرفة غير مسجد الخيف قال وان نسبة مسجد عرفة

الى ابراهيم خليل الرحمن ليس له أصل كما سيأتي والله سبحانه وتعالى أعلم وعن يزيد ابن الاسود قال شهدت الصلاة مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في حجته فصليت معه صلاة الصبح في مسجد الخيف الحديث رواه الترمذي والنسائي وابن ماجه وابن حبان في صحيحه وعن خالد بن مضرس أنه رأى مشايخ من الانصار يتحرون مصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم أمام المنارة أو قريبا منها رواه الازرقي وقال حذاء الاحجار التي بين يدي المنارة وهي موضع مصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال القرشي رحمه الله لم نزل نرى الناس وأهل العلم يصلون هنالك ويروى عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال صلى في مسجد الخيف سبعون نبيا منهم موسى عليه الصلاة والسلام رواه القرشي في المناسك وفي معجم الطبراني الكبير عن النبي صلى الله عليه وسلم ان فيه قبر سبعين نبيا صلوات الله عليهم أجمعين وعن مجاهد قال حج البيت خمسة وسبعون نبيا كلهم قد طافوا بالبيت وصلوا في مسجدي فان استطعت ان لا تفوتك الصلاة فيه فافعل وعن عطاء قال قال أبو هريرة رضي الله عنه لو كنت من أهل مكة لاتيت مني كل سبت رواهما الازرقي قال ان قبر آدم بقرب المنارة التي فيه انتهى وقيل غير ذلك في موضع قبره وقد بينا ه آنفا فراجعه قال المرجاني في بهجة النفوس يروى ان أربعمائة نبي ماتوا بالقمل بمسجد الخيف انتهى وعن عبد الله بن مسعود قال بينما نحن مع النبي صلى الله عليه وسلم في غار بمنى اذ انزلت عليه والمرسلات وأنه ليتلوها وانى لاتلقاها من فيه وان فاه لرطب بها اذ وثبت علينا حية فقال النبي صلى الله عليه وسلم اقتلوها فابتدرناها فذهبت فقال النبي صلى الله عليه وسلم وقيت شركم كما وقيتم شرها متفق عليه واللفظ للبخاري وهذا الغار مشهور بمنى خلف مسجد الخيف أسفل الجبل مما يلي اليمن وهو الآن مسجد صغير يأثره الخلف عن السلف فينبغي التبرك بزيارته وأما محل مصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فليس المراد أنه عند المنارة التي هي على باب مسجد الخيف الآن وانما المراد من المنارة التي هي في وسطه وقد بناها الملك المظفر صاحب اليمن وأما الذي عند باب المسجد فقد بناها قايتباي وفي تاريخ الازرقي ما نصه قال وفي وسط مسجد الخيف منارة مربعة وفيها من الدرج احدى وأربعون درجة وفيها ثمان كوات انتهى قال بعض الصالحين وفي كل سنة يجتمع الخضر والياس في مسجد الخيف بمنى وكثير من الاولياء يأتون اليه واخبرني شيخنا سيدي محمد الفاسي

نفعنا الله

نفعنا الله به ان بعض الاولياء كان يدور في زوايا مسجد الخيف كثيرا فقيل له في ذلك فقال لعلي مع ذلك يقع نظري على رجل فيخرجني بنظرته الى من الصدف الى المعدن أو من القصدير الى الذهب ومعناه في ذلك ان هذا المسجد لا يخلو فيه من نظرة عارف يكون لي بها من الله عناية انتهى (ومنها) مسجد عن يمين الموقف يعرف بمسجد ابراهيم قال الازرقي وليس هو بمسجد عرفة الذي يصلي فيه الامام بعرفة انتهى (ومنها) مسجد يقرب مسجد الخيف بمنى يعرف بمسجد المرسلات وقد تقدم ذكره في مسجد الخيف فراجعه (ومنها) مسجد التنعيم حيث أمر رسول الله صلى الله عليه وسلم عبد الرحمن بن أبي بكر باعتمار عائشة رضي الله عنها منه (والتنعيم) بفتح التاء المثناة من فوق واسكان النون أقرب أطراف الحل الى البيت على ثلاثة أميال وقيل أربعة من مكة وقال صاحب المطالع على فرسخين من مكة والمشهور الاول يقال سمي بذلك لان على يمينه جبلا يقال له نعيم وعلى يساره جبلا يقال له ناعم والوادي يقال له نعمان بفتح النون (ومنها) مسجد اذى طوى يقال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نزل هناك حين اعتمر وحين حج تحت سمرة في موضع المسجد قال ابن الجوزي في المثير وبئته زبيدة انتهى (ومنها) مسجد باجياد وفيه موضع يقال له المتكى يقال ان النبي صلى الله عليه وسلم اتكأ هناك ذكره المحب الطبري والازرقي قال في البحر العميق ولم أسمع أحدا من أهل مكة تثبت أمر المتكى انتهى (ومنها) مسجد على جبل أبي قبيس يقال له مسجد ابراهيم قال الازرقي سمعت يوسف بن محمد بن ابراهيم يسأل نفسه هل هو مسجد ابراهيم خليل الرحمن عليه السلام فرأيته ينكر ذلك ويقول انما قيل هذا حديثا من الدهر قال القرشي رحمه الله ولقد سمعت بعض أهل العلم من أهل مكة يسأل عنه هل هو مسجد ابراهيم خليل الرحمن عليه السلام فقال انما هو مسجد ابراهيم القيسي انسان دان في جبل أبي قبيس اه ولقد عمر رجل من اليمن سنة خمسة وسبعين ومائتين وألف وجعل عليه قبة ومنارتين فجزاه الله خيرا اه (ومنها) مسجد الجعرانة بكسر الجيم واسكان العين المهملة قال النووي في تهذيب الاسماء واللغات الجعرانة باسكان العين وتخفيف الراء هكذا صوابها عندنا ما عنا الشافعي رحمه الله وتبعه الاصمعي والجعرانه موضع قريب من مكة معروف بينها وبين الطائف وهي الى مكة أقرب وبها قسم رسول الله صلى الله عليه وسلم غنائم حنين قال القرشي سمي هذا الموضع بامرأة كانت تلقب بالجعرانه وهي ريطة بنت سعد بن زيد بن عبد

وفي تاريخ الازرقي أ
من وراء الوادي أ
بالجعرانة حيث الخ
المنصوبة وفي مجم
ما استجمع روى أبرد
أنه صلى الله عليه وس
جا في المسجد فر
ما شاء الله تعالى
أحرم ثم استوى
راحته فاستقبل بط

مناف وكان يعتمر منه صلى الله عليه وسلم (روى) عن محرش الكعبي رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج من الجعرانة ليلا معتمرا وجاء مكة ليلا فقضى عمرته ثم خرج من ليلته وأصبح في الجعرانة كبائت الحديث رواه أحمد والترمذي وقال حسن غريب وعنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اعتمر من الجعرانة ليلا فنظرت الى ظهره كأنه سبيكة فضة فاعتمر من ليلته ثم أصبح كبائت رواه أحمد وسعيد (ومنها) مسجد يقال له مسجد الفتح بقرب الجموم من وادي مر يقال ان النبي صلى الله عليه وسلم صلى فيه وعمر هذا المسجد الشريف أبو نمي صاحب مكة على ما ذكر ثم عمره السيد حنش بن راجح انتهى (ومنها) الموضع الذي يقال له مولد النبي صلى الله عليه وسلم وهو عند أهل مكة مشهور بالموضع المعروف بسوق الليل قال الازرقي رحمه الله البيت الذي ولد فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم هو في دار محمد بن يوسف الثقفي كان النبي صلى الله عليه وسلم وهبها من عقيل بن أبي طالب حين هاجر صلى الله عليه وسلم فلم تزل بيده وبيد ولده حتى باعها ولده من محمد بن يوسف أخي الحجاج فأدخلها في داره التي يقال لها البيضاء ثم تعرف بدار ابن يوسف فلم يزل ذلك البيت في الدار حتى هجمت الخيزران أم الخليفتين موسى الهادي وهارون الرشيد فجعلته مسجدا يصلى فيه وأخرجته من الدار وأشرعته في الزقاق الذي على أصل تلك الدار يقال له زقاق المولد قال الازرقي سمعت جدي يوسف بن محمد رحمهما الله يثبتان امر المولد وان ذلك البيت لا اختلاف فيه عند أهل مكة وموضع مسقطه صلى الله عليه وسلم في هذا المسجد معروف الى الآن وهو موضع مثل التنور الصغير اه قال المهيلي ولد صلى الله عليه وسلم بالشعب وقيل بالدار التي عند الصفا وكانت بعد لمحمد بن يوسف أخي الحجاج ثم بنت الخيزران مسجدا حين حجت اه وهذا غريب (واغرب من هذا) ما قيل ان النبي صلى الله عليه وسلم ولد بالردم وقيل بعسفان ذكر هذين القولين مغلطاي في سيرته قال في تاريخ الخميس واختلف أيضا في مكان ولادته صلى الله عليه وسلم قيل ولد صلى الله عليه وسلم بمكة في الدار التي آلت لمحمد ابن يوسف أخي الحجاج ويقال بالشعب ويقال بالردم ويقال بعسفان كذا في المواهب اللدنية والاصح والاشهر انه في تلك الدار بسوق الليل وقال في غيره أي في غير المواهب وتلك الدار في زقاق بمكة معروف بزقاق المولد في شعب مشهور بشعب بني هاشم من الطرف الشرقي لمكة تزار ويتبرك بها الى الآن وكان رسول الله صلى الله عليه

رف حتى لقي طريق
كة وأصبح بمكة كبائت
وفي المواهب اللدنية
عن الواقدي أحرم
من المسجد الاقصى
الذي تحت الوادي
بالعدوة القصوى
من الجعرانة بعد
أن قسم بها غنائم
حنين أي غنائم
هوازن نحو خمس ليال
خلون من ذي
القعدة وقيل
لاثنتي عشرة ليلة
بقيت من ذي
القعدة ليلة الاربعا
وقيل ليلة الخميس
وفي الحديث اعتمر
من الجعرانة سبعون
نبيا ورسل مباركا
انتهى

وسلم ورث تلك الدار فوهبها لعقيل بن أبي طالب زمن الهجرة فلم تزل في يد عقيل حتى توفي وبعد وفاته باعها أولاده من محمد بن يوسف الثقفي أخي الحجاج بن يوسف وأدخل في ذلك البيت أي مولد النبي صلى الله عليه وسلم في داره التي يقال لها البيضاء ولم تزل كذلك حتى جعلت الخيزران جارية المهدي أم هارون الرشيد فأفردت ذلك البيت عن تلك الدار وجعلته مسجدا يصلى فيه كما تقدم وممن عمر هذا المولد أولا الناصر العباسي ثم حفيده الملك المجاهد علي بن المؤيد سنة أربعين وسبعمائة وبعد ذلك عمر غير مرة وهو مكان مبارك اه (ومنها) الموضع الذي يقال له مولد سيدنا علي بن أبي طالب رضي الله عنه وهذا الموضع مشهور عند الناس بقرب مولد النبي صلى الله عليه وسلم بأعلى الشعب الذي فيه المولد ولم ينكره الازرقي وذكره ابن جبير وعلى بابه حجر مكتوب فيه هذا مولد أمير المؤمنين علي ابن أبي طالب كرم الله وجهه وفيه ربي رسول الله صلى الله عليه وسلم قال في تاريخ الخميس ولد علي بن أبي طالب في جوف الكعبة وفي كتاب شواهد النبوة كانت ولادة علي بمكة المكرمة بعد عام الفيل بسبع سنين وقيل كانت ولادته في الكعبة وفي وقت بعثة النبي صلى الله عليه وسلم كان ابن خمسة عشر سنة وقيل ابن عشر سنين وهذا القول ضعيف عند العلماء رحمهم الله تعالى والصحيح الاول انه ولد بمكة المشرفة في هذه الدار لمشهوره كما قاله النووي رحمه الله تعالى في تهذيب الاسماء وهو المعتمد (وفي هذا البيت) موضع مثل التنور يقال انه مسقط رأس علي بن أبي طالب رضي الله عنه قال سعد الدين الاسفرائيني في كتابه زبدة الاعمال وفي جداره في الزاوية حجر مركب يقولون كان هذا الحجر يكلم النبي صلى الله عليه وسلم اه (ومنها) مسجد يقال له مولد سيدنا حمزة بن عبد المطلب عم النبي صلى الله عليه وسلم وهو باسفل مكة بقرب باب الماجن عند عين باذان رهو مسجد مبارك اه (ومنها) الموضع الذي يقال له مولد جعفر ابن أبي طالب رضي الله عنه في الدار المعروفة بدار أبي سعيد عند دار البجلة وعلى بابه حجر مكتوب فيه هذا مولد جعفر الصادق ودخله النبي صلى الله عليه وسلم وفيه ان بعض المجاورين عمره سنة ثلاث وعشرين وستمائة (ومنها) دار أم المؤمنين السيدة خديجة الكبرى رضي الله عنها بنت خويلد بالزقاق المعروف بزقاق الحجر ويقال له قديما زقاق العطارين كما ذكره الازرقي ويقال لهذه الدار أيضا مولد فاطمة رضي الله عنها لان فيها ولدت قال الازرقي كان يسكنها رسول الله عليه وسلم

وخديجة رضى الله عنها وفيها تزوج رسول الله صلى الله عليه وسلم بخديجة وولدت فيها أولادها جميعا وفيها توفيت فلم يزل النبي صلى الله عليه وسلم فيها ساكنا حتى خرج المدينة مهاجرا فاخذها عقيل بن أبي طالب رضى الله عنه واشتراها منه معاوية رضى الله عنه وهو خليفة فجعلها مسجدا يصلى فيه وبناها وفتح فيها معاوية رضى الله عنه بابا من دار أبي سفيان بن حرب وهي الدار التي قال فيها رسول الله صلى الله عليه وسلم من دخل دار أبي سفيان فهو آمن قال الازرقي وفي بيت خديجة رضى الله عنها صحيفة من حجر مبني عليها في الجدر جدر البيت الذي يسكنه النبي صلى الله عليه وسلم قد اتخذ امسجد قال بعض أهل العلم ان أهل مكة كانوا يتخذون في بيوتهم صفائح من حجارة تكون شبه الرفاف يوضع عليها المتاع وغيره وقل بيت يخلو من تلك الرفاف اه وغالب هذه الدار الآن على صفة المسجد وفيها قبة يقال لها قبة الوحي قال سعد الدين الاسفرائيني وفي هذه القبة حفرة عند الباب يقول كان يجلس النبي صلى الله عليه وسلم فيها وقت نزول الوحي وجبريل عليه السلام يجلس في محراب القبلة اه والى جانبها موضع يزوره الناس معها يسمونه المختبى ويتصل بهذه القبة أيضا الموضع الذي ولدت فيه السيدة فاطمة الزهراء رضى الله عنها قال سعد الدين الاسفرائيني وفي بيت من بيوت هذه الدار مثل التنور موضع يقولون انه مسقط رأس فاطمة رضى الله عنها قال المحب الطبري رحمه الله هذه الدار أفضل الاماكن المأثورة بعد المسجد الحرام وممن عمرها الناصر العباسي وبعده الملك المظفر صاحب اليمن وأوقف عليها بعض الملوك حوشا كبيرا الى جانبها عمره الناصر العباسي وأوقفه على مصالح دار خديجة والله سبحانه وتعالى أعلم انتهى (ومنها) دار سيدنا أبي بكر الصديق رضى الله عنه بزقاق الحجر ويقال له زقاق المرفق أيضا وهذه الدار معروفة مشهورة وعلى بابها حجر مكتوب فيه انها دار أبي بكر الصديق رضى الله عنه وأنها عمرت بامر الامير الكبير نور الدين عمر بن علي المسعودي في سنة ثلاث وعشرين وستمائة وهي دار مباركة ويقابل هذه الدار حجر في جدار يقال انه الذي كلم النبي صلى الله عليه وسلم على ما ذكره ابن رشد بضم الراء في رحلته نقلا عن العلم بفتح اللام أحمد بن أبي بكر العسقلاني عن عمه سليمان بن خليل عن أبي الصيف اليماني عن كل من لقيه بمكة وذكر ذلك ابن جبير والناس يتبركون بمسح هذا الحجر وذكر سعد الدين الاسفرائيني في كتابه زبدة الاعمال ان أهل مكة يقولون في المواليد من دار خديجة الى مسجد

يقولون انه دكان أبي بكر الصديق رضي الله عنه كان يبيع فيه الخز وأسلم فيه على يد عثمان بن عفان وطلحة والزبير وغيرهم من الصحابة قال وفي جدار هذه الدكان أثر مرفق رسول الله صلى الله عليه وسلم يروى انه جاء دار أبي بكر ذات يوم واتكأ على هذا الجدار ونادى يا أبا بكر مرتين الى أن قال وفي هذا الزقاق حجر مركب على جدار يزوره الناس و يقولون هذا الحجر سلم على رسول الله صلى الله عليه وسلم ليالي بعث قلت ومكتوب فوق هذا الحجر هذان البيتان

انا الحجر المسلم كل حين * على خير الورى فلي البشاره

ونلت فضيلة من ذي المعالي * خصصت بها واني من الحجاره

وروى الترمذي ومسلم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اني لاعرف حجرا بمكة كان يسلم على قبل أن ينزل على الوحي قال المحب الطبري في أحكامه في ذكر تسليم الحجر والشجر عليه صلى الله عليه وسلم عن جابر بن سمرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اني لاعرف حجرا بمكة كان يسلم على قبل ان ابعث واني لاعرفه الآن أخرجه مسلم وأبو حاتم وأخرجه الترمذي وقال كان يسلم على ليالي بعثت وقال حسن غريب وقال عياض قيل انه الحجر الاسود قال المحب الطبري والظاهر أنه غيره فان شأن الحجر الاسود عظيم ولو كان اياه لذكره قال واليوم بمكة حجر عند بئر تعرف بدكان أبي بكر أخبرنا شيخنا الربيع سليمان بن خليل ان أكابر أشياخ أهل مكة أخبروا أنه الحجر الذي كان يسلم عليه صلى الله عليه وسلم اه كلام الطبري وقال المرجاني في بهجة النفوس قيل هو الحجر الاسود وقيل هو الحجر المستطيل بدار أبي سفيان بزقاق الحجر قال وهذا الحجر على الدار باق الى اليوم انتهى وهو كذلك باق الى الآن والله سبحانه وتعالى أعلم (ومنها) دار الارقم بن أبي الارقم المخزومي المعروفة الآن بدار الخيزران التي عند الصفا والمقصود من زيارتها مسجد مشهور فيها ذكره الازرقي وذكر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان مختفيا فيه وان فيه أسلم عمر بن الخطاب رضي الله عنه وحمزة غيرهما ومنه ظهر الاسلام وله أيضا فضل كبير وهو مأثر عظيم قال المرجاني وأرقم بن أبي الارقم رضي الله عنه اشترى المهدي العباسي داره ووهبها للخيزران أم هارون الرشيد ولذلك سميت دار الخيزران (ومنها) دار سيدنا العباس بن عبد المطلب رضي الله عنه عم النبي صلى الله عليه وسلم التي بالمسعى المعظم وهي الآن رباط يسكنه الفقراء قدام باب

العباس (ومنها) رباط الموفق بأسفل مكة وهو من الاماكن المستجاب فيها الدعاء (ومنها) معبد الجنيد رضى الله عنه بلحف الجبل الذى يقال له الاحمر أحد أخشبى مكة المشرفة وهو مشهور عند الناس قال الشيخ سعد الدين الاسفرائينى رحمه الله تعالى بأنه معبد الجنيد وابراهيم بن أدهم رضى الله عنهما آمين (ومنها) مسجد بغرب الجزرة الكبيرة من أعلاها على يمين الهابط الى مكة ويسار الصاعد منها يقال ان النبى صلى الله عليه وسلم صلى فيه المغرب على ما هو مكتوب فى حجرين فيه وانما الجزرة الآن دثرت وهى فى المدعى قبل مقرأة الفاتحة بخطوات يسيرة انتهى (ومنها) مسجد عند زقاق قطب وجنب المحل المعروف بالكندرة يقال والله أعلم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى فيه العصر (وأخبرنى) بعض المحبين ان هذا المسجد قد تخذ دكانا مرارا وكل من سكن فيه تروح رأسه بسبب من الاسباب الى أن نور الله بصيرة بعض الناس وأعاده مسجدا كما كان وله خبر يطول انتهى (ومنها) مسجد فى المحل المعروف بالمحناطة يقال انه من عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم (ومنها) دار أبى سفيان وهو المحل المعروف الآن بالقبان والمراد منه بباطنه مسجد وهى الدار التى قال فيها رسول الله صلى الله عليه وسلم من دخل دار أبى سفيان فهو آمن (ومنها) مسجد بأعلى مكة عند سوق الغنم سابقا عند المحل المعروف بقرن مقله قال القرشى رحمه الله ويزعمون ان عنده بايع رسول الله صلى الله عليه وسلم الناس بمكة يوم الفتح وهو بلحف جبل وأما المساجد المأثورة بمكة فهى كثيرة ذكرها الازرقى رحمه الله وصلى الله على سيدنا محمد كلما ذكره الذاكرون وغفل عن ذكره الغافلون وسلم تسليما كثيرا دائما أبدا الى يوم الدين والحمد لله رب العالمين

الفصل الرابع فى فضل خطاها والمشى فيها والملتزم والحجر والركنين والمشى بين الصفا والمروه

فأقول وبالله التوفيق اعلم أن من أعظم القربات المشى فى الاماكن التى مشى فيها رسول الله صلى الله عليه وسلم وتشرفت بقدميه فقد ذكر بعض العلماء ان المشى فى أرض مشى فيها النبى صلى الله عليه وسلم يكفر السيآت وخصوصا مع النية الصالحة التى هى اكسير الاعمال وفيها بشرى له رجاء أن يكون متبعا آثاره الشريفة ظاهرا وباطنا ويكثر فيها من ذكر الله تعالى والصلاة على رسوله عليه السلام لأن

من أحب شيأ أكثر من ذكره وكذلك تكون النية هذه من جملة المحبة له صلى الله عليه وسلم فعليك أيها الطالب ما به ادراك السعاده والمأمل لنيل الحسنى وزياده والتعلق باذيال عطفه وكرمه والتطفل على موائد نعمه والتوسل بجاهه الشريف والتشفع بقدره المنيف فهو الوسيلة الى نيل المعالى واقتناص الغوالى والمفزع لفك الكرب عن سائر الانام ولازم قرع أبواب السعاده وأفن عمرك فى مدارج حبه بكثرة الصلاة عليه تظفر بالحسنى وزياده وأما أحسن ما قيل على لسان الحضرة

تمتع ان ظفرت بنيل قرب * وحصل ما استطعت من ادخار
فها أنا قد أبحت لكم عطائى * وها قد صرت عندى فى جوارى
فخذ ما شئت من كرم وجود * ونل ما شئت من نعم غزار
فقد وسعت أبواب التدانى * وقد قربت للزوار دارى
فتع ناظريك فيها جمالى * تجلى للقلوب بلا استتار

(وأما ما جاء فى الملتزم والحجر والركنين) فقد روى عن ابن عباس رضى الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فى الحجر الاسود والله ليبعثنه الله يوم القيامة وله عينان يبصر بهما ولسان ينطق به يشهد على من استلمه بحق أخرجه الترمذى وحسنه أبو حاتم قال المروى رحمه الله فى شرحه على المشكاة على ههنا بمعنى اللام لان اللام للنفع وعلى للضر يعنى من استلمه عن اعتقاد صحيح ومحبة وأعزاز له يشهد له بخير ومن استلمه عن استخفاف واستهزاء يشهد عليه بشر ويكون له يوم القيامة خصما قال وعلى هذا قس جميع المساجد والبقاع فمن عظم موضعا شرفه الله تعالى يكون ذلك الموضع شفيعا له ومن حقره وفعل فيه فعلا يتعلق بالاستهزاء والاستخفاف يكون ذلك الموضع خصما له يوم القيامة اه وعن عبد الله بن عمرو ابن العاص رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يأتى الركن يومئذ يعنى يوم القيامة أعظم من أبى قبيس له لسان وشفتان رواه أحمد والحاكم عن مجاهد انه قال يأتى الحجر والمقام يوم القيامة مثل أبى قبيس كل واحد منهما له عينان وشفتان ينادى بان بأعلى أصواتهما يشهدان لمن وافاهما بالوفاء رواه عبد الرزاق وعن النبى صلى الله عليه وسلم ان الله تعالى يعيد الحجر يوم القيامة الى ما خلقه أول مرة أخرجه الازرقى وعن ابن عمر رضى الله عنهما قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال مسح الحجر والركن اليمانى يحط الخطايا حطا رواه أحمد وابن حبان والترمذى بمعناه قال

القرشي رحمه الله وانما سمي الركن اليماني فيما ذكره القتبي لان رجلا من اليمن بناه واسمه أبي بن سالم قال بعضهم

لنا الركن بالبيت الحرام وراثة * بقية ما أبقى أبي بن سالم

وعن ابن عباس رضي الله عنهما قال الركن الاسود يمين الله في الارض يصافح بها عباده كما يصافح أحدكم أخاه زاد في رواية والذي نفس ابن عباس بيده ما من امرء مسلم يسأل الله عنده شيأ الا أعطاه اياه أخرجه الازرقي وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من فاوض الحجر الاسود فانما يفاوض يد الرحمن أخرجه ابن ماجه وقوله فاوض أي لابس وخالط من مفاوضة الشريكين وتفاوض كل واحد الى صاحبه وعن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اكثروا استلام هذا الحجر فانكم توشكون ان تفقدوه بينما الناس يطوفون به ذات ليلة اذا صبحوا وقد فقدوه ان الله عز وجل لا ينزل شيأ من الجنة في الارض الا اعاده اليها قبل يوم القيامة رواه الازرقي وفي رسالة الحسن البصري عن النبي صلى الله عليه وسلم ان عند الركن اليماني بابا من ابواب الجنة والركن الاسود من أبواب الجنة وانه ما من أحد يدعو اعند الركن الاسود الا استجاب الله له وكذلك عند الميزاب وعن ابن عمر رضي الله عنهما قال على الركن اليماني ملكان يؤمنان على دعاء من مر بهما وان على الحجر الاسود ما لا يحصى رواه الازرقي وعن ابن عباس رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما مررت بالركن اليماني الا وعنده ملك يقول آمين آمين فاذا مررتم به فقولوا اللهم ربنا آتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار أخرجه أبو ذر وعن عطاء رضي الله عنه قال قيل يا رسول الله نكثر من استلام الركن اليماني قال ما أتيت عليه قط الا وجبريل عليه السلام قائم عنده يستغفر لمن يستلمه رواه الازرقي وفي رسالة الحسن البصري ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال بين الركن اليماني والحجر روضة من رياض الجنة قال القرشي رحمه الله ويروى ان بين الركن والمقام قبور ضعوم من أنف نبي وعن سابط رحمه الله انه قال ما بين الركن والمقام وزمزم قبر تسعة وتسعين نبيا قال القرطبي في التفسير وذكر ابن وهب ان شعيبا عليه السلام مات بمكة هو ومن معه من المؤمنين وقبورهم في غربي مكة بين دار الندوة وبين دور بني سهم وعن ابن عباس رضي الله عنهما قال في المسجد الحرام قبران ليس فيه غيرهما قبر اسماعيل وقبر شعيب مقابل

قبل يوم القيامة وفي تاريخ الخميس نقلا عن بحر العلوم ان الحجر الاسود اصله ملك من الملائكة وكله الله بآدم حين كان في الجنة ونهاه عن اكل الشجرة وقال له اذا رايت آدم يريد ان يأكل فذكره العهد فلما اراد الله ما اراد غيب الملك في بعض جهات الجنة فنفذ الامر الالهي وخرج آدم من الجنة فعاتب الله ذلك الملك بانك انت الذي كنت السبب في هتيكة آدم ثم تجلى عليه بالهيبة فصار حجرا وخرج الى الدنيا مع آدم ويشهد لصحته قوله صلى الله عليه وسلم في الحديث انه يكون يوم القيامة له عينان وشفتان ولسان ينطق به الخ الحديث انتهى

الحجر الاسود اه (ولا تنافى) بين القول الاول وبين هذا بان يكون مراد ابن عباس رضى الله عنهما ليس بالمسجد الحرام قبر نبى ورسول غير شعيب واسماعيل وأما قبور الانبياء فكثير كما ذكره غير واحد والله سبحانه وتعالى أعلم وفى رسالة الحسن البصرى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان خير البقاع وأقربها الى الله تعالى ما بين الركن والمقام وعن عبد الله بن عباس رضى الله عنهما عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال ما بين الركن والمقام ملتزم ما يدعو به صاحب عاهة الا برىء رواه الطبرانى وعن ابن عباس رضى الله عنهما قال الملتزم ما بين الركن والباب رواه الطبرانى وعن أبى هريرة رضى الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يدعو بين الباب والحجر اللهم انى أسالك ثواب الشاكرين ونزل المقربين ويقين الصادقين وخلة المتقين يا أرحم الراحمين ذكره القرشى اه قال الشيخ محب الدين الطبرى انه يروى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما من أحد يدعو تحت الميزاب الا أستجيب له وفى رسالة الحسن البصرى رضى الله عنه قال سمعت ان عثمان بن عفان رضى الله عنه أقبل ذات يوم فقال لاصحابه لا تسألونى من أين جئت قالوا ومن أين جئت يا أمير المؤمنين قال كنت قائما على باب الجنة وكان قائما تحت الميزاب يدعو الله عنده وروى عن بعض السلف انه قال من صلى تحت الميزاب ركعتين ثم دعا بشئ مائة مرة وهو ساجد استجيب له كذا ذكره القرشى رحمه الله وعن عطاء بن رباح من قام تحت مشعب الكعبة فدعا استجيب له وخرج من ذنوبه كيوم ولدته أمه رواه الازرقى قوله مشعب الكعبة أى مجرى مائها وهو الميزاب كما جاء فى رواية اخرى ويروى عن أبى هريرة وسعيد بن جبير وزين العابدين انهم كانوا يلتزمون ما تحت الميزاب من الكعبة ذكره القرشى وروى عبد الله بن الزبير رضى الله عنه عن عائشة رضى الله عنها عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ستة أذرع من الحجر من البيت وما زاد ليس من البيت وروى عنها أيضا انها نذرت ان فتح الله تعالى مكة على رسول الله صلى الله عليه وسلم تصلى ركعتين فى البيت فلما فتحت مكة أخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم بيدها وأدخلها الحطيم وقال صلى ههنا فان الحطيم من البيت الا ان قومك قصرت بهم النفقة فاخرجوه من البيت الحديث اه (وأما ما جاء فى المشى بين الصفا والمروة) ففى الترغيب لابن المنذر من حديث ابن عمر رضى الله عنهما فى قضية الانصارى والثقفى الى أن قال صلى الله عليه وسلم وأما طوافك بالصفا والمروة كعتق سبعين

رقبة الحديث رواه الطبراني في الكبير والبزار واللفظ له انتهى وفي رواية نافع عن ابن عمر رضي الله عنهما ومن سعى بين الصفا والمروة ثبت الله قدميه على الصراط يوم تزل الاقدام أخرجه صاحب المسالك (وحكى) اليافعي رحمه الله قال سمعت امرأة معلقة باستار الكعبة وهي تقول هذه الابيات

يا حبيب القلوب مالي سواكا * فارحم اليوم زائرا قد أتاكا
عيل صبري وزاد فيك اشتياقي * وأبى القلب أن أحب سواكا
أنت سؤلي وبغيتي ومرادي * ليت شعري متى يكون لقاكا
ليس قصدي من الجنان نعيما * غير اني أريدها لاراكا

وصلى الله على سيدنا محمد كلما ذكره الذاكرون وغفل عن ذكره الغافلون وسلم تسليما كثيرا والحمد لله رب العالمين

الباب الثالث في فضل الحجاج والمعتمرين بها وفضل العمرة في رمضان

فاقول وبالله التوفيق اعلم وفقني الله واياك لما يحبه ويرضاه ان للحج فضيلة ودرجة ما هي لغيره من سائر العبادات والطاعات عرف ذلك بالكتاب والسنة قال تعالى ليشهدوا منافع لهم اختلف العلماء رحمهم الله تعالى في المنافع فقيل المغفرة وقيل التجارة وقال مجاهد وعطاء هو عام في منافع الدنيا والاخرة قال الزمخشري في الكشاف في تفسير هذه الآية وكان أبو حنيفة رضي الله عنه يفاضل بين العبادات قبل أن يحج فلما حج فضل الحج على العبادات كلها لما شاهد من تلك الخصائص اه وقال القرطبي في التفسير لا خلاف ان المراد بقوله تعالى ليس عليكم جناح أن تبتغوا فضلا من ربكم التجارة أي في الطاعة والمبادرة اليها والفرصة فيها لان الدنيا هي مزرعة الآخرة اه قال تعالى ومن يخرج من بيته مهاجرا الى الله ورسوله ثم يدركه الموت فقد وقع أجره على الله أي من فارق وطنه وعشيرته لطلب رضا الله تعالى ومات فيه فقد وقع أجره على الله بايجابه ذلك كذا قاله القرشي رحمه الله وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من حج لله فلم يرفث ولم يفسق رجع كيوم ولدته أمه متفق عليه واللفظ للبخاري وفي رواية لمسلم من أتى هذا البيت فلم يرفث ولم يفسق رجع كما ولدته أمه رواه النسائي والدارقطني فقالا من حج

واعتمر الحديث وعن أنس رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان لابليس لعنه الله شياطين مردة يقول لهم عليكم بالحجاج والمجاهدين فأضلوهم السبيل وقال ابن مسعود والحسن وسعيد بن جبير فى قوله تعالى ولاقعدن لهم صراطك المستقيم انه طريق مكة والمعنى أصدهم عن الحج وعن أبى هريرة رضى الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال جهاد الكبير والضعيف والمرأة الحج والعمرة رواه النسائى باسناد حسن وعن أم سلمة رضى الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الحج جهاد كل ضعيف رواه ابن ماجه عن أبى جعفر عنها وعن جابر رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال الحج المبرور ليس له جزاء الا الجنة قيل ومابره قال اطعام الطعام وطيب الكلام رواه أحمد والطبرانى فى الاوسط باسناد حسن وابن خزيمة فى صحيحه والبيهقى والحاكم مختصرا وقال صحيح الاسناد وعن عائشة رضى الله عنها أنها قالت يارسول الله نرى الجهاد أفضل العمل أفلا نجاهد قال لكن أفضل الجهاد حج مبرور وعن عمر رضى الله عنه انه قال اذا وضعتم السروج فشدوا الرحال للحج والعمرة فانهما أحد الجهادين أخرجه أبوذر وعن عمران رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال تابعوا بين الحج والعمرة فان متابعة مابينهما تزيد فى العمر والرزق وتنفى الذنوب كما ينفى الكير خبث الحديد أخرجه ابن أبى خيثمة فى تاريخه وابن الجوزى وعن عبد الله بن مسعود رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تابعوا بين الحج والعمرة فانهما ينفيان الفقر والذنوب كما ينفى الكير خبث الحديد والذهب والفضة وليس للحجة المبرورة ثواب الا الجنة رواه الترمذى وصححه وابن حبان فى صحيحه ورواه عبد الرزاق باسناد صحيح الى عامر بن ربيعة عن النبى صلى الله عليه وسلم لكن لم يذكر الطرف الاخير منه وروى عبد الرزاق عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال حجوا واستغنوا وعن ابن عمر رضى الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حجة لمن لم يحج وغزوة لمن قد حج خير من عشر حجج وغزوة فى البحر خير من عشر فى البر ومن جاز البحر فكأنما جاز الاودية كلها والمائد فيه كالمتشحط فى دمه (أخرجه) أبوذر فى منسكه قوله والمائد هو الذى يدور رأسه من ريح البحر واضطراب السفينة بالامواج من مادت بهم اذا مال وتحرك ويقال تشحط المقتول بمعنى اضطرب فيه وعن على رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

من حج حجة الاسلام وغزا بعدها غزاة كتب غزاته بأربعمائة حجة قال فانكسر قلوب قوم لا يقدرون على الجهاد ولا الخ فأوحى الله عز وجل اليه ما صلى عليك أحد الا كتبت صلاته بأربعمائة غزوة كل غزوة بأربعمائة حجة (أخرجه) أبو حفص عمر الميانشي في المجالس المكية (حكى بعضهم) ان رجلا شوهد يكثر الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم في مواقف الحج والمطاف فقيل له لم لا تستعمل المأثور الافضل قال آليت على نفسي أن لا أترك الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم على أي حالة كنت قال وسبب ذلك انه كشف وجه والده عند الموت فرأى وجهه وجه حمار فحزن عليه فرأى النبي صلى الله عليه وسلم فتعلق به مستشفعا والده سائلا عن سبب حصول حالته المذكورة فقال له انه كان يأكل الرباوان من أكله يقع له ذلك دنيا وأخرى لكن والدك كان يصلي علي كل ليلة عند نومه مائة مرة فشفعت فيه فاستيقظ فرأى وجه والده كالبدر ثم لما دفنه سمع قائلا يقول سبب العناية بوالدك الصلاة والسلام على رسول الله صلى الله عليه وسلم ذكره الجزيري في كنز الادخار ولله در القائل على لسان الحضرة المحمدية

وحط في بابنا ما شئت من ثقل * فكل أمر يرى صعبا يهون بنا

قال الشيخ القاشاني رحمه الله اعلم أن محبة النبي صلى الله عليه وسلم انما تكون بمتابعته وسلوك سبيله قولا وعملا وخلقا وحالا وسيرة وعقيدة ولا تتمشى دعوى المحبة الا بهذا فانه صلى الله عليه وسلم قطب المحبة ومظهرها وطريقته صلى الله عليه وسلم في المحبة هي الطريقة العظمى فمن لم يكن له من طريقته نصيب لم يكن له من محبته نصيب جعلنا الله من أهل محبته ومودته متمسكين بسنته وهديه آمين انه على ما يشاء قدير وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وفد الله تعالى ثلاثة الغازي والحاج والمعتمر (أخرجه) النسائي وابن حبان في صحيحه والحاكم وصححه على شرط مسلم وزاد ابن حبان في بعض طرقه دعاهم فأجابوا وسألوه فأعطاهم وفي رواية لابن ماجه الحجاج والعمار وفد الله تعالى ان دعوه أجابهم وان استغفروه غفر لهم وعن ابن عمر رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الحجاج والعمار وفد الله تعالى ان سألوه أعطوا وان دعوا أجيبوا وان أنفقوا أخلف عليهم أخرجه ابن الجوزي وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم اغفر للحاج ولمن استغفر له رواه البيهقي وصححه الحاكم

وعن مجاهد قال قال عمر رضى الله عنه يغفر للحاج ولمن استغفر له الحاج بقية ذى الحجة والمحرم وصفر وعشر من شهر ربيع الاول رواه ابن أبى شيبة فى مصنفه وعن عمر رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم انه استأذنه فى العمرة فأذن له وقال يا أخى لا تنسانى فى دعائك وفى لفظ يا أخى أشركنا فى دعائك فقال عمر ما أحببت ان لى بها ما طلعت عليه الشمس بقوله يا أخى رواه أحمد وهذا لفظه وأبو داود والترمذى وصححه وعن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال يستجاب للحاج من حين يخرج من بيته حتى يرجع الى أهله وفضل أربعين وعنه صلى الله عليه وسلم انه قال اذا لقيت الحاج فصافحه وسلم عليه ومره أن يستغفر لك قبل أن يدخل بيته فانه مغفور له رواه أحمد وعن أبى امامة وواثلة بن الاسقع قالا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أربعة حق على الله عونهم المتزوج والمكاتب والغازى والحاج أخرجه الشيخ محب الدين الطبرى وعن عمر بن الخطاب رضى الله عنه انه مر على رواحل مناخة بفناء الكعبة فقال لو يعلم الركب ماذا يرجعون اليه بعد المغفرة لقرت أعينهم ما وضعت خفا ولا رفعت الا ترفع له درجة ويحط عنه خطيئة أخرجه أبو ذر الهروى فى منسكه (وعن بعضهم) قال رأيت فى الطواف كهلا وقد أجهدته العبادة وبيده عصا وهو يطوف معتمدا عليها فسألته عن بلده فقال خراسان ثم قال لى فى كم تقطعون هذا الطريق قلت فى شهرين أو ثلاثة قال أفلا تحجون كل عام فقلت له وكم بينكم وبين هذا قال مسيرة خمس سنين قلت والله هذا هو الفضل المبين والمحبة الصادقة فضحك وانشأ يقول

زر من هويت وان شطت بك الدار * وحال من دونه حجب وأستار
لا يمنعك بعد عن زيارته * ان المحب لمن يهواه زوار

وعن شقيق البلخى رحمه الله قال رأيت فى طريق مكة مقعدا يزحف على الارض فقلت له من أين أقبلت قال من سمرقند قلت وكم لك فى الطريق فذكر أعواما تزيد على العشرة فرفعت طرفى أنظر اليه متعجبا فقال لى يا شقيق مالك تنظر الى فقلت متعجبا من ضعف مهجتك وبعد سفرك فقال يا شقيق أما بعد سفرى فالشوق يقربه وأما ضعف مهجتى فولاها يحملها يا شقيق أتعجب من عبد يحمله المولى اللطيف وأنشا يقول

أزوركم والهوى صعب مسالكه * والشوق يحمل والآمال تسعده

ليس المحب الذى يخشى مهالكه * كلا ولا شدة الاسعار تبعده

وفى رسالة الحسن البصرى عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال من حج ولم يرفث ولم يفسق خرج من ذنوبه كيوم ولدته أمه ومامن رجل أوصى بحجة الا كتب الله له ثلاث حج حجة للذى كتبها وحجة للذى أوصى بها وحجة للذى أحرم بها عنه ومن حج عن والديه كتب له حجتان حجة له وحجة لوالديه ومن حج عن ميت حجة من غير أن يوصى بها كتب له حجة وكتب للذى حج عنه سبعون حجة فاذا كان عشية عرفة هبط الله سبحانه وتعالى الى سماء الدنيا فينظر الى عباده فيباهى بهم الملائكة يقول جل جلاله يا ملائكتى أما ترون الى عبادى قد أقبلوا من كل فج عميق شعثا غبرا يرجون رحمتى أشهدكم يا ملائكتى أنى وهبت مسيئهم لمحسنهم وشفعت بعضهم فى بعض وغفرت لهم أجمعين أفيضوا عبادى كلكم مغفور لكم ماضى من ذنوبكم صغيرها وكبيرها قديمها وحديثها اه وحجة مقبولة خير من الدنيا ويقال للذى يقبل منه خرج من ذنوبه كيوم ولدته أمه والذى لا يقبل منه يخرج وقد فاز فوزا عظيما وكلهم مقبولون ان شاء الله تعالى لما بلغنا من جزيل كرمه ولطفه وحلمه فله الحمد حتى يرضى (وفى الحديث) أعظم الناس ذنبا من وقف بعرفة فظن أن الله تعالى لا يغفر له رواه الحافظ فى تفسيره ويروى أن البعير اذا حج عليه مرة بورك فى أربعين من أمهاته وعن الحافظ فى روح البيان قال ان البعير اذا حج عليه سبع مرات كان حقا على الله أن يرعاه فى رياض الجنة قال ومصداق ذلك ماقال الشيخ النهرانى رحمه الله بلغنى ان وقادا تنور حمام أتى بسلسلة عظام جمل ليوقدها قال فألقيتها فى المستوقد فخرجت منه فألقيتها فى المستوقد فخرجت منه ثانيا فألقيتها الثالثة فعادت فخرجت بشدة حتى وقعت فى صدرى واذا بصوت هاتف يقول ويحك هذه عظام جمل قد سعى الى مكة عشر مرات كيف تحرقها بالنار واذا كانت هذه الرأفة والرحمة بعظمة الحاج فكيف به اه ويروى أن الشيطان لعنه الله ما رؤى فى يوم هو أصغر وأحقر وأذل منه فى يوم عرفة وما ذلك الا لما يرى من تنزل الرحمة وتجاوز الله عن الذنوب العظام اذ يقال ان من الذنوب ذنوبا لا يكفرها الا الوقوف بعرفة اه وعن على ابن الموفق رضى الله عنه قال حججت نيفا وخمسين حجة وجعلت ثوابها للنبى صلى الله عليه وسلم وأبى بكر وعمر وعثمان وعلى ولابوى وبقيت حجة فنظرت الى أهل الموقف وضجيج أصواتهم وقلت اللهم ان كان فى هؤلاء من لا يقبل حجه فقد وهبت له

أخرج القطب الشعرانى فى كتابه البدر المنير فى غريب حديث البشير النذير عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال اذا كان عشية عرفه لم يبق أحد فى قلبه مثقال حبة من خردل من ايمان الا غفر له قيل يارسول الله أهل عرفة خاصة قال بل للمؤمنين عامة انتهى

هذه الحجة ليكون ثوابها له فبت تلك الليلة بالمزدلفة فرأيت ربي عز وجل في المنام فقال لي يا علي بن الموفق علي تتسخى قد غفرت لاهل الموقف ومثلهم واضعاف ذلك وشفعت كل رجل منهم في أهل بيته وخاصته وجيرانه وأنا أهل التقوى وأهل المغفرة وعن أبي عبد الله الجوهري رضي الله عنه قال كنت سنة في عرفات فلما كان آخر الليل نمت فرأيت ملكين نزلا من السماء فقال أحدهما لصاحبه كم وقف هذه السنة قال له صاحبه ستمائة الف لم يقبل منهم الا ستة أنفس قال فهممت أن ألطم وجهي وأنوح على نفسي فقال أحدهما لصاحبه مافعل الله في الجميع قال نظر الكريم اليهم بعين الكرم فوهب لكل واحد مائة ألف وغفر بستة أنفس لستمائة ألف وذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم قال في التأويلات النجمية حج العوام قصد البيت وزيارته وحج الخواص قصد رب البيت وشهوده كما قال الخليل عليه الصلاة والسلام اني ذاهب الى ربي سيهدين قال أبو العالية رحمه الله يجيء الحاج يوم القيامة ولا اثم عليه اذا اتقى فيما بقي من عمره فلم يرتكب ذنبا بعد ماغفر له في الحج والمذنب المصر اذا حج فلا يقبل منه لعوده الى ما كان عليه فعلامة الحج المبرور أن يرجع زاهدا في الدنيا راغبا في الآخرة ومما يجب على الحاج اتقاؤه المحارم وأن لا يجعل نفقته من كسب حرام فان الله لا يقبل الا الطيب (وفي الحديث) من حج بيت الله من كسب الحلال لم يخط خطوة الا كتب الله له بها سبعين حسنة وحط عنه سبعين خطيئة ورفع له سبعين درجة ذكره في الخالصة ثم اعلم أنه لا يؤثر الاكثار من التردد الى تلك الآثار الا حبيب مختار (وفي الحديث) عن ابن عمر رضي الله عنهما قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ما ترفع ابل الحاج رجلا ولا تضع يدا الا كتب الله له بها حسنة ومحا عنه بها سيئة أو رفع له بها درجة رواه البيهقي وابن حبان في صحيحه من حديث يأتي ان شاء الله تعالى (وروى) عن أبي هريرة رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال العمرة الى العمرة كفارة لما بينهما والحج المبرور ليس له جزاء الا الجنة رواه مالك والبخاري ومسلم وغيرهم قال القرشي رحمه الله معنى قوله صلى الله عليه وسلم ليس له جزاء الا الجنة لا يقتضي فيه على تكفير بعض الذنوب بل لا بد أن يبلغ به الى الجنة بفضل الله وكرمه (وروى) عن ابن عباس رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تعجلوا الى الحج يعني الفريضة فان أحدكم لا يدري ما يعرض له رواه أبو القاسم الاصبهاني

واما ما جاء فى فضل العمرة فى رمضان

فقد روى عن ابن عباس رضى الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لامرأة من الانصار سماها ابن عباس ما منعك أن تحجى معنا قالت لم يكن لنا الا ناضحان فحج أبو ولدها على ناضح وترك لنا ناضحا ننضح عليه قال فاذا جاء رمضان فاعتمرى فان عمرة فى رمضان تعدل حجة متفق عليه وفى طريق آخر لمسلم فعمرة فى رمضان تقضى حجة معى وفى رواية لابى داود والطبرانى والحاكم من حديث ابن عباس تعدل حجة معى من غير شك وعن ابن عباس أيضا رضى الله عنهما قال جاءت أم سليم الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت حج أبو طلحة وابنه وتركانى فقال يا أم سليم عمرة فى رمضان تعدل حجة معى رواه ابن حبان فى صحيحه وعن أبى معقل رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال عمرة فى رمضان تعدل حجة رواه ابن ماجه ورواه البزار والطبرانى فى الكبير فى حديث طويل باسناد جيد وعن أبى طليق انه قال للنبى صلى الله عليه وسلم فما يعدل الحج معك قال عمرة فى رمضان ذكره ابن عبد البر الغمرى وابن المنذر فى الترغيب قال بعضهم

مرحبا مرحبا وأهلا وسهلا * بعروس على المحبين تجلى
لبست حلة الجمال وزفت * سلبت للعشوق قلبا وعقلا
قد هجرنا الديار والاهل شوقا * وقطعنا القفار وعرا وسهلا
وأتينا شعثا وغبرا نلبى * ودموع الاشواق تزداد هطلا
ثم بعنا النفوس بيع سماح * وعلمنا بأن وصلك أغلى
كم مشوق قد رام منك وصالا * قبل موت فلم ينل منك وصلا
تحت ظل الاراك أضحى طريحا * باكى العين عن جمالك مخلا
عاقه حظه فعاد حزينا * وزمان السرور عنه تولى
أى شئ يكون فى الارض جمعا * كطواف القدوم والسعى أحلى
والتزام الستور والدمع يجرى * من سرور وكعبة الله تجلى
رفعت برقع الجمال ونادت * ألب سهلا بالزائرين وأهلا
قد عفا الله عنكم وحباكم * برضاه وزادكم منه فضلا
فاشكروا الله مذ دعاكم اليها * واعدوا السير يا قوم سهلا
بادروا الآن للطواف وقوموا * قد صفا الوقت والحبيب تجلى

ماترى الصيد عندها كيف يحمى * وكذا الطير فوقها ما تعلى

وصلاة على النبي ألف تتلى * وسلام على المدى ليس يبلى

وصلى الله على سيدنا محمد كلما ذكره الذاكرون وغفل عن ذكره الغافلون وسلم تسليما كثيرا والحمد لله رب العالمين

الفصل الخامس فى فضل الطواف والنظر الى البيت

فاقول وبالله التوفيق قال بعض العلماء رحمه الله من الآداب اللائقة فى ذلك أنه اذا وقع النظر على البيت فليكن ذلك مقترنا بالتعظيم والاجلال وان يحضر فى نفسه عند مشاهدته ماخص به من تشريف النسبة وأوصاف الجلال ورحم الله من قال

أبطحاء مكة هذا الذى * أراه عيانا وهذا انا

(وقال آخر)

هذه دراهم وأنت محب * ما بقاء الدموع فى الآماق

(روى) ان الشبلى رحمه الله لما حج البيت فعند ما وصل اليه ورآه عظم عنده ذلك فانشد البيت الاول طربا مستعظما حاله فى قوله أبطحاء مكة الى آخر البيت وصار يكرره حتى غشى عليه (وقد كان العارفون رحمهم الله) وأرباب القلوب ينزعجون اذا دخلوا مكة ولاحت لهم أنوار الكعبة فيهيمون عند مشاهدة ذلك الجمال وبلوغ المرتبة لان رؤية المنزل تذكر بصاحب المنزل وحجت امرأة عابدة فلما دخلت مكة جعلت تقول أين بيت ربى أين بيت ربى فقيل لها الآن ترينه فلما لاح لها البيت قالوا هذا بيت ربك فاشتدت نحوه تسعى حتى ألصقت جبينها بحائط البيت فارفعت الاميتة رضى الله عنها وعن محمد بن المنكدر عن أبيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من طاف بالبيت أسبوعا لا يلغو فيه كان كعدل رقبة يعتقها رواه الطبرانى فى الكبير ورواته ثقات وعن ابن عباس رضى الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ينزل الله عز وجل كل يوم على حجاج بيته الحرام عشرين ومائة رحمة ستين للطائفين وأربعين للمصلين وعشرين للناظرين رواه البيهقى باسناد حسن وعن ابن عباس أيضا رضى الله عنهما ان النبى صلى الله عليه وسلم قال الطواف حول البيت صلاة الا انكم تتكلمون فيه فمن تكلم فيه فلا يتكلم الا بخير رواه الترمذى واللفظ له وابن حبان فى صحيحه وعن ابن عباس رضى الله عنهما قال قال رسول الله

وفى الحديث عنه صلى الله عليه وسلم ان أكرم سكان السماء على الله تعالى الذين يطوفون حول عرشه وفى أرضه الذين يطوفون حول بيته أخرجه العلامة يوسف الازهرى المغربى فى كتابه النشر المؤلوئ انتهى

قال فى نشر العبير بكرامات الشيخ عبد الكبير للفاضل أحمد ابن محب الدين الشهير بابن ظهيرة القرشى حكى عن الشيخ العارف بالله الشيخ عبد الكبير بن عبد الله الانصارى الخضرمى نزيل مكة المشرفة وبها مات وقبره معروف بزوايته بباب الشبيكة أسفل مكة المشرفة قال لبعض أصحابه كشف له عن الكعبة المشرفة ان أهل مكة اذا طافوا بالكعبة ترفرف عليهم وتصير

صلى الله عليه وسلم من طاف بالبيت خمسين مرة خرج من ذنوبه كيوم ولدته أمه رواه الترمذي وقال حديث غريب (وسئل) البخاري عن هذا الحديث فقال انما يروى عن ابن عباس من قوله رواه عبد الرزاق والفاكهي وعن عبد الله بن عمر رضي الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من طاف وصلى ركعتين كان كعتق رقبة رواه ابن ماجه وابن خزيمة في صحيحه وعنه أيضا قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من طاف بالبيت أسبوعا لا يضع قدما ولا يرفع أخرى الا حط عنه بها خطيئة وكتب له بها حسنة ورفع له بها درجة رواه ابن خزيمة في صحيحه وابن حبان واللفظ له وعن عبد الله بن عمرو بن العاصي رضي الله عنهما قال من توضأ فأسبغ الوضوء ثم أتى الركن يستلمه خاض في رحمة الله فاذا استلمه فقال بسم الله الله أكبر أشهد أن لا اله الا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدا عبده ورسوله غمرته الرحمة فاذا طاف بالبيت كتب الله له بكل قدم سبعين ألف حسنة وحط عنه سبعين ألف سيئة ورفع له سبعين ألف درجة وشفع في سبعين من أهل بيته فاذا أتى مقام ابراهيم فصلى عنده ركعتين ايمانا واحتسابا كتبت له عتق أربعة محررين من ولد اسماعيل وخرج من ذنوبه كيوم ولدته أمه رواه أبو القاسم الاصبهاني موقوفا وعن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما قال كنت جالسا مع النبي صلى الله عليه وسلم في مسجد منى فاتاه رجل من الانصار ورجل من ثقيف فسلما ثم قالا يا رسول الله جئنا نسألك فقال صلى الله عليه وسلم ان شئتما أخبرتكما بما جئتما تسألاني عنه فعلت وان شئتما ان أمسك وتسألاني فعلت فقالا أخبرنا يا رسول الله فقال الثقفي للانصاري سل فقال أخبرني يا رسول الله فقال صلى الله عليه وسلم جئتني تسألني عن مخرجك من بيتك تؤم البيت الحرام ومالك فيه وعن ركعتيك بعد الطواف ومالك فيهما وعن طوافك بين الصفا والمروة ومالك فيه وعن وقوفك عشية عرفة ومالك فيه وعن رميك الجمار ومالك فيه وعن نحرك ومالك فيه مع الافاضة فقال والذي بعثك بالحق لعن هذا جئت أسألك قال فانك اذا خرجت من بيتك تؤم البيت الحرام لا تضع ناقتك خفا ولا ترفعه الا كتب لك به حسنة ومحا عنك خطيئة وأما ركعتاك بعد الطواف كعتق رقبة من بني اسماعيل عليه السلام وأما طوافك بالصفا والمروة كعتق سبعين رقبة وأما وقوفك عشية عرفة فان الله يهبط الى سماء الدنيا فيباهي بكم الملائكة يقول عبادي جاؤني شعثا

منهم في غاية الغرب وان الغرباء اذا طافوا بها تعلو بحيث تبقى في غاية الارتفاع ورأيت بخط شيخنا العلامة الشيخ محمد سعيد الخليدي المكي الشهير ببشارة الحنفي ما نصه وحكمة ذلك من كونها ترفرف على أهل مكة أي تبسط جوانبها عطفا عليهم كالام الحاضنة لاولادها لان تخصيصهم بهذه المزية والرعاية لحق الجوار فتكون لهم بمنزلة الام الرفيقة وثم منها كالاولاد الحافين بها اه

وذلك من رف الطائر كرفرف اذا بسط جناحيه وعلى افراخه عطف ورفرف القلب وارف أشفق أقول وحكمة ارتفاعها في حق غيرهم ان تكون كالسماء المظلة والسلطان الحامي للرعية انتهى

عبر من كل فج عميق يرجون جنتى فلو كانت ذنوبكم كعدد الرمل أو كقطر المطر أو كزبد البحر لغفرتها أفيضوا عبادى مغفورا لكم ولمن شفعتم له وأما رميك الجمار فلك بكل حصاة رميتها تكفير كبيرة من الموبقات وأما نحرك فمذخور لك عند ربك وأما حلاقك رأسك فلك بكل شعرة حلقتها حسنة وتمحى عنك بها خطيئة وأما طوافك بالبيت بعد ذلك فانك تطوف ولا ذنب عليك يأتى ملك حتى يضع يديه بين كتفيك فيقول اعمل فيما تستقبل فقد غفر لك ما مضى رواه الطبرانى فى الكبير واللفظ له وقال وقد روى هذا الحديث من وجوه ولا يعلم له أحسن من هذا الطريق قال ابن المنذر والمهابى وهى طريق لا بأس بها ورواتها كلهم موثوقون ورواه ابن حبان فى صحيحه وعن عائشة رضى الله عنها ان الله ليباهى بالطائفين ملائكته أخرجه أبو الفرج وأبو ذر وعن الحسن البصرى فى رسالته عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال الطواف بالبيت خوض فى رحمة الله وعن ابن عباس رضى الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الكعبة محفوفة بسبعين ألفا من الملائكة يستغفرون لمن طاف بها ويصلون عليه رواه الفاكهى (وروى) عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى خلف المقام ركعتين غفر له ما تقدم من ذنبه وما تأخر وحشر يوم القيامة من الآمنين ذكره القاضى عياض فى الشفا وعن ابن عمر رضى الله عنهما قال كان أحب الاعمال الى النبى صلى الله عليه وسلم اذا قدم مكة الطواف بالبيت أخرجه أبو ذر وعنه أيضا رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم استمتعوا من هذا البيت فانه هدم مرتين ويرفع فى الثالثة أخرجه ابن حبان والحاكم وعنه أيضا رضى الله عنه قال طوافان لا يوافقهما عبد مسلم الا خرج من ذنوبه كيوم ولدته أمه وغفرت له ذنوبه بالغة ما بلغت طواف بعد الصبح يكون فراغه عند طلوع الشمس وطواف بعد العصر يكون فراغه عند غروب الشمس فقال رجل يا رسول الله ان كان قبله أو بعده قال يلحق به رواه الفاكهى والازرقى وغيرهما وعن داود بن عجلان قال طفت مع أبى عقال فى مطر فلما فرغنا من طوافنا قال استأنف فانى طفت مع أنس بن مالك فى مطر فلما فرغنا من طوافنا قال استأنف العمل فانى طفت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فى مطر فلما فرغنا من طوافنا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم استأنفوا العمل فقد غفر لكم أخرجه أبو ذر وابن ماجه بمعناه وعنه صلى الله عليه وسلم انه قال من طاف بالكعبة فى يوم مطر كتب الله له بكل

قف على فضل ركعتى الطواف خلف المقا

قف على فضل الطواف بعد العصر الى الغروب وفى الصبح الى طلوع الشمس

قف على فضل الطواف فى المطر

قطرة تصيبه حسنة وتمحى عنه بالاخرى سيئة رواه القرشى فى المناسك وعن مجاهد قال كل شئ لا يطيقه الناس من العبادة كان يتكلفه ابن الزبير فجاء سيل فطبق البيت فامتنع الناس من الطواف فجعل ابن الزبير يطوف سباحة وعن ابن عباس رضى الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من طاف حول البيت سبعا فى يوم صائف شديد حره حاسرا عن رأسه وقارب بين خطاه وقل خطوه وغض بصره وقل كلامه الا بذكر الله عز وجل واستلم الحجر فى كل طواف من غير أن يؤذى أحدا كتب الله تعالى له بكل قدم يرفعها و يضعها سبعين ألف حسنة ومحى عنه سبعين ألف سيئة و يرفع له سبعين ألف درجة و يعتق عنه سبعين ألف رقبة ثمن كل رقبة عشرة آلاف درهم و يعطيه الله سبعين شفاعة فى أهل بيته من المسلمين وان شاء فى العامة وان شاء عجلت له فى الدنيا وان شاء أخرت له فى الآخرة رواه الخدرى و رواه الحسن البصرى وابن الحاج مختصرا ونقله القرشى اهـ (وحكى) عن بعض الصالحين قال رأيت فى الطواف غلاما شابا نحيف الجسم رقيق الساقين وهو يبكى و يقول واشوقاه لمن يرانى ولا أراه فقلت له من هو فأنشد يقول

ولى حبيب بلا كيف ولا شبه * ولى مقام بلا ربع ولا خيم
أتيت من دار عشق لا أمثلها * من عند من لم أطق شرح حاله بفم

ان على الطواف فى الحر والصيف الشديد

قال ثم غشى عليه زمانا فحركناه فوجدناه قد مات رحمه الله وما أحسن قول العارف بالله سيدى عبد الغنى النابلسى حيث قال

عشقت فى مكة ذات البها * يدعونها الكعبة باسم صريح
وهى كعوب غادة حرة * كم قلب صب فى هواها جريح
محجوبة بالستر عن كل من * ينظرها من أجنبى قبيح
وانما ينظرها محرم * فيبصر الوجه الجميل الصبيح
رأيتها فى مدتى مرة * فراح جسمى فى هواها طريح
وقد طفت سبعا بها لانما * يمين ربى هيئة المستبيح
وباله من حجر اسود * كأنه الخال بخد المليح

(وأما ما جاء فى النظر الى البيت العتيق) فقد روى عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه قال النظر الى البيت الحرام عبادة أخرجه ابن الجوزى وعن ابن عباس رضى الله عنهما أنه قال النظر الى الكعبة محض الايمان رواه الجندى والقرشى وغيرهما

وعن سعيد بن المسيب رضى الله عنه قال من نظر الى الكعبة ايمانا وتصديقا خرج من الخطايا كيوم ولدته أمه وعن عطاء رضى الله عنه قال النظر الى البيت الحرام عبادة فالناظر بمنزلة الصائم القائم المحيت المجاهد فى سبيل الله رواهما الازرقى وعن ابن السائب المدنى قال من نظر الى الكعبة ايمانا وتصديقا تحاتت عنه الذنوب كما يتحات الورق من الشجرة أخرجه ابن الجوزى وقد تقدم الحديث الاول حديث الرحمات وفيه عشرون رحمة للناظرين والله سبحانه وتعالى أعلم (حكى) عن أبى جعفر محمد بن على بن الحسين بن على بن أبى طالب رضى الله عنهم أنه خرج حاجا فلما دخل المسجد الحرام نظر الى البيت فبكى حتى علا صوته فقيل له ان الناس ينظرون اليك فلو رفقت بصوتك قليلا فقال ولم لا أبكى لعل الله ينظر الى برحمته فأفوز بها عنده غدا ثم طاف بالبيت اسبوعا وركع خلف المقام ورفع رأسه من السجود فاذا موضع سجوده مبتل بدموع عينيه ولله در القائل

الا انما الدنيا كاحلام نائم * وما خير عيش لا يكون بدائم
تأمل اذا ما نلت بالامس لذة * فافنيتها هل أنت الا كحالم

وصلى الله على سيدنا محمد كلما ذكره الذاكرون وغفل عن ذكره الغافلون وسلم تسليما كثيرا والحمد لله رب العالمين

الفصل السادس فى فضل من شرب من ماء زمزم وأسمائها

فأقول وبالله التوفيق اعلم أن العلماء رحمهم الله تعالى أجمعوا على أن ماء زمزم أفضل من جميع المياه على الاطلاق الا الماء الذى نبع من بين أصابعه صلى الله عليه وسلم كما هو مقرر فى أماكنه فعن أم أيمن حاضنة رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه صلى الله عليه وسلم ما اشتكى جوعا قط ولا عطشا كان يغدو اذا أصبح فيشرب من ماء زمزم شربة فربما عرضنا عليه الغداء فيقول أنا شبعان رواه القرشى وعن ابن عباس رضى الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ماء زمزم لما شرب له فان شربته تستشفى شفاك الله وان شربته مستعيذا أعاذك الله وان شربته لتقطع ظمأك قطعه ذكره القرشى أيضا وكان ابن عباس رضى الله عنهما اذا شرب زمزم قال اللهم انى أسالك علما نافعا ورزقا واسعا وشفاء من كل داء رواه الحاكم فى المستدرك وهذا لفظه والدارقطنى قال ابن العربى وهذا موجود فيه الى يوم القيامة يعنى العلم

والرزق والشفاء لمن صحت نيته وسلمت طويته ولم يكن به مكذبا ولا يشربه مجربا فان الله مع المتوكلين وهو يفضح المجربين وفي حديث اسلام أبي ذر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال انها مباركة انها طعام طعم رواه مسلم وأبو داود وزاد وشفاء سقم وعن عبد الله ابن المؤمل عن ابن الزبير عن جابر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ماء زمزم لما شرب له أخرجه أحمد وابن ماجه والبيهقي (وروى) ان عبد الله بن المبارك اتى زمزم فاستسقى منه شربة ثم استقبل الكعبة فقال اللهم ان أبا الموالي حدثنا عن محمد بن المنكدر عن جابر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ماء زمزم لما شرب له وهذا أشربه لعطش يوم القيامة ثم شرب أخرجه الحافظ شرف الدين الدمياطي وقال انه على رسم الصحيح وفي مناسك ابن العجمي والبحر العميق للقرشي نقلا عنه ينبغي لمن أراد شربه للمغفرة أن يقول عند شربه اللهم انه بلغني ان رسولك صلى الله عليه وسلم قال ماء زمزم لما شرب له اللهم وانى أشربه لتغفر لي اللهم فاغفر لي وان شربه للاستشفاء به من مرض قال اللهم انى أشربه مستشفيا به اللهم فاشفني وذكر القرشي حديثا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه جاء الى زمزم فنزعوا له دلوا فشرب ثم مج في الدلو ثم صبوه في زمزم ثم قال لولا تغلبوا عليها لنزعت بيدي رواه الطبراني وغيره وعن ابن عباس رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم التضلع من ماء زمزم براءة من النفاق رواه الازرقي وعن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا يجتمع ماء زمزم ونار جهنم في جوف عبد أبدا رواه الشيخ محب الدين الطبري وغيره ويروى ان مياه الارض العذبة ترفع قبل يوم القيامة غير زمزم حكاه القرشي وفي الصحيح انه لما قدم أبو ذر ليسلم اقام ثلاثين بين ليلة ويوم وليس له طعام الا زمزم فسمن حتى انكسرت عكن بطنه ولم يجد على بطنه سخفة جوع وقيل لابن عباس رضي الله عنهما أين مصلى الاخيار قال تحت الميزاب قيل له وما شراب الابرار قال ماء زمزم رواه الحسن البصري وعن ابن عباس رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الحمة من فيح جهنم فابردها من ماء زمزم رواه أحمد وأبو بكر بن أبي شيبة وابن حبان في صحيحه وانفرد البخاري باخراجه وقال فابردها بالماء أو بماء زمزم وعن أبي ذر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فرج سقف بيتي وانا بمكة فنزل جبريل ففرج صدري ثم غسله بماء زمزم ثم جاء بطست من ذهب ممتلئ حكمة وايمانا فافرغها في صدري ثم أطبقه رواه البخاري وعن رسول الله صلى الله عليه

وسلم

وسلم أنه قال خمس من العبادة النظر الى المصحف والنظر الى الكعبة والنظر الى الوالدين والنظر فى زمزم وهى تحط الخطايا والنظر الى وجه العالم رواه الفاكهى وعن ابن عباس رضى الله عنهما ان النبى صلى الله عليه وسلم قال خير بئر على وجه الارض ماء زمزم أخرجه ابن حبان والطبرى بسند رجاله ثقات وعن ابن عباس أيضا رضى الله عنهما ان النبى صلى الله عليه وسلم كان اذا أراد أن يتحف الرجل سقاه من ماء زمزم رواه الحافظ شرف الدين الدمياطى وقال اسناده صحيح وعن عائشة رضى الله عنها انها كانت تحمل ماء زمزم وتخبر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يحمله رواه الترمذى وعن عبد الله ابن عمر رضى الله عنهما ان فى زمزم عينا من الجنة من قبل الركن رواه القرطبى فى التفسير وفى مناسك ابن الحاج قال ابن شعبان العين التى تلى الركن من زمزم من عيون الجنة اه وعن محمد بن عبد الرحمن بن أبى بكر الصديق رضى الله عنهم قال كنت عند ابن عباس رضى الله عنهما فجاءه رجل فقال من أين جئت قال من زمزم قال فشربت منها كما ينبغى قال فكيف قال اذا شربت منها فاستقبل القبلة واذكر اسم الله تعالى وتنفس ثلاثا وتضلع فاذا فرغت فاحمد الله عز وجل فان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال آية ما بيننا وبين المنافقين لا يتضلعون من ماء زمزم رواه ابن ماجه وهذا لفظه والدارقطنى والحاكم فى المستدرك وقال انه صحيح على شرط الشيخين والتضلع الامتلاء حتى تمتد الاضلاع والمراد من التنفس ثلاثا أن يفصل فاه عن الاناء مرات يبتدى كل مرة بسم الله ويختم بالحمد لله هكذا جاء مفسرا فى بعض الطرق وعن السائب انه كان يقول اشربوا من سقاية العباس فانه من السنة رواه الطبرانى فى الكبير وحكاه ابن المنذر فى الترغيب وعن أبى الطفيل عن ابن عباس رضى الله عنهما قال كانت سميها شباعة يعنى زمزم وكانت تجدها نعم العون على العيال رواه الطبرانى فى الكبير وهو موقوف صحيح الاسناد اه ويجوز اخراج مائها وغيره من مياه الحرم ونقله الى جميع البلدان لما روى ان النبى صلى الله عليه وسلم كتب الى سهيل ابن عمرو يستهديه من ماء زمزم فبعث اليه براويتين رواه الأزرقى والقرشى وتقدم حديث عائشة رضى الله عنها انها كانت تحمل ماء زمزم وتخبر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يحمله رواه الترمذى ويجوز التوضؤ به والاغتسال من غير كراهة فيه ويكره الاستنجاء به ولانه يجلب داء البواسير ومن عجائب ماء زمزم أنه يذكر بعض العامة

ان من كان أكولا يشرب منه ويتصلع وفى نفسه يقول يازمزم زمى فانه يقل أكله ويستريح جسمه ويستفيق فى نفسه وهو مجرب اه (وحكى اليافعى) رحمه الله عن بعض الصالحين قال بينما أنا جالس عند الكعبة اذ جاء شيخ قد شال ثوبه على وجهه ودخل الى زمزم فاستقى بركوة كانت معه وشرب فاخذت فضلته وشربت فاذا هو ماء مخلوط بعسل لم أذق أطيب منه قال فالتفت لانظره فاذا هو قد ذهب قال ثم عدت من الغد فجلست عند البئر واذا الشيخ قد أقبل وثوبه مسدول على وجهه فدخل من باب زمزم فاستقى دلوا وشرب فاخذت فضلته فشربت منها فاذا اللبن ممزوج بسكر لم أذق شيأ أطيب منه رضى الله عنه ونفعنا به قال وشرب بها جماعة كثير من أجلاد الناس لقضاء حوائجهم فقضيت وعن جابر رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من جاء هذا البيت حاجا فطاف به أسبوعا ثم أتى مقام ابراهيم عليه السلام فصلى عنده ركعتين ثم أتى زمزم ثم شرب من مائها أخرجه الله من ذنوبه كيوم ولدته أمه أخرجه ابن الجوزى وغيره اه واما أسماؤها فقد روى الفاكهى عن أشياخ مكة ان لها أسماء كثيرة قال فمن أسمائها زمزم سميت بها لصوت الماء فيها أول كثرة مائها يقال ماء زمزم أى كثير أو لزمزمة جبريل وكلامه وبينها وبين الكعبة شرفها الله تعالى ثمان وثلاثون ذراعا (ومنها) همزة جبريل قال القرشى لان جبريل همز بعقبه فى موضع زمزم فنبع الماء منها (ومنها) هزمة جبريل سميت به لانها هزمته فى الارض (وطيبة) بالظاء المعجمة والباء الموحدة على مثل واحدة الطيبات سميت به تشبيها لها بالطيبة وهى الخريطة لجمعها ما فيها قاله ابن الاثير فى النهاية (وطيبة) سميت به لانها للطيبين والطيبات من ولد ابراهيم واسماعيل عليه السلام قاله السهيلى (وبرة وعصمة) سميت بهما لانها فاضت للابرار وغاضت عن الفجار (ومنها) مضنونة سميت به لانه ضن بها على غير المؤمنين فلا يتضلع منها منافق قاله وهب بن منبه (وشباعة للعيال) سميت به لان أهل العيال من الجاهلية كانوا يعدون بعيالهم فينخون عليها فتكون صبوحا لهم (وعونة) سميت به لكونهم كانوا يجدونها عونا على عيالهم اه (وسقيا الله اسماعيل) لكون مكة لم يكن بها ماء لسيدنا اسماعيل فسقاه الله بها (وبركه) بفتح الراء وما قبلها (وسيده) سميت به لانها سيدة جميع المياه الا الماء التابع من بين أصابعه صلى الله عليه وسلم (ونافعة) سميت به لانفعها للمؤمنين على حوائجهم (وبشرى) لانها اذا تضلع منها المؤمن ينور باطنه بالبشرى من الله سبحانه

قوله همزة جبريل عليه السلام قال العلامة الخطيب الشربينى فى تفسيره فى قصة هاجر فلما زمزم فبحث جبريل بعقبه أو قال بجناحه الى أن قال ثم قال الملك يعنى جبريل عليه السلام لا تخافوا الضيع فان هنا بيت الله يبنيه هذا الغلام وأبوه وان الله لا يضيع أهله قال العلماء فأهل مكة لا يخافون الضياع أبدا لرعاية الله لهم بجيرة البيت وفى قوله رب اجعل هذا البلد آمنا أى امنه بجعله فى جملة البلاد التى يأمن أهلها ولا يخافون قال والمراد جعل أهلها آمنين كقوله واسئل القرية اى اجعلها قال بعضهم جيران مكة جيران الاله لذا لا يعبأون بمن قد غاب أو حضرا ولهذا أن الله ضمن لهم عدم الضياع والامن فى لدهم على أنفسهم فلا يؤذيهم أحد الا أهلكه الله انتهى

وتعالى

وتعالى وأمان باطنه من النار للحديث المتقدم (وصافية) لصفائها (ومعذبة) بسكون العين وكسر ما بعدها من العذوبة لان المؤمن اذا تضلع منها يستعذبها أى يستحليها كانها حليب على ما هو ظاهر (وطاهرة) لعدم وضعها فى جوف غير المؤمن وعدم وصولها فى أيدى الكفرة أولان الله طهرها بقوله وسقاهم ربهم شرابا طهورا (وحرمية) أى لوجودها بالحرم (ومروية) لانها تسرى فى جميع أعضاء البدن فيتغذى منها كما يتغذى من الطعام (وسالمة) لانها لا تقبل الغش (ومباركة) من المبمنة وهى البركة والسنة (ومباركة) لان ماءها لم ينفد أبدا لو اجتمع عليه الثقلان ولم ينزح (وكافية) لانها تكفى عن الطعام وعن غيره (وعافية) أى لمن يشرب منها فلا يهزل كما تقدم فى حديث أبى ذر (وطعام طعم) لما تقدم فى الحديث (ومونسة) لانس أهل الحرم بها (وشفاء سقم) على ما سبق لان الانسان اذا أصيب بمرض بمكة المكرمة فدواؤه ماء زمزم مع نيته الصالحة (وشراب الابرار) لان جميع الاكابر من الانبياء والصحابة والاولياء والاقطاب تضلعوا منها وزادت طيبا وشرفا وبركة بشرب سيد المرسلين وخاتم النبيين ومج الماء من فيه الشريف فيها فهنيأ لمن زمزم باطنه فاستنار ظاهره من نور شرابها (وتكتم) بوزن تكتب قاله الشيخ أبو عبد الله البعلى فى شرح ألفاظ المقنع وتابعه النووى على ذلك والله سبحانه وتعالى أعلم وقد نظم اسماءها بعضهم فقال

لزمزم أسماء أتت فهى برة ❁ وسيدة بشرى وعصمة فاعلم
ونافعة مضنونة عونة الورى ❁ ومروية سقيا وطيبة فافهم
وهمزة جبريل وهزمته كذا ❁ مباركة أيضا شفاء لاسقم
ومؤنسة ميمونة حرمية ❁ وكافية شباعة بتكرم
ومعذبة غذت وصافية غدت ❁ وسالمة أيضا طعام لاطعم
شراب لابرار وعافية بدت ❁ وطاهرة تكتم فاعظم بزمزم

فاسماؤها بلغت الثلاثين نفعنا الله بها وبشربها آمين وهى من الاماكن التى يستجاب فيها الدعاء على ما يأتى ان شاء الله تعالى فعلى العاقل ان يتضلع من مائها متبركا بها لانه ورد أنها أفضل من الكوثر على ما هو مقرر فى مواضعه وفى شربها منافع لا تحصى منها أنها تخرج الغش من الباطن وتدر البول وتهضم الطعام وتعين على الطاعة وتصح الجسد وتنور البصر وتزيد فى الفهم والعلم وتنور القلب وتذهب

السقم وترقق القلب وتطفئ غضب الرب وشر بها من منافعه حزن الشيطان ورضى الرحمن واتباع سنة ولد عدنان وتطلق اللسان وتثبت الجنان ويقوى بها الايمان ولانها محل ريقه الشريف كما ورد فى الحديث المتقدم من أنه صلى الله عليه وسلم أتوه بدلو فشرب منه ثم مج فيه وكبوه فى زمزم ولها فوائد لا تحصى ومن فوائدها ان من طال مرضه وعيت فيه الاطباء حملوه الى غربتها وهو الماء النازل من البئر فى خارج البئر واغتسل مستشفيا فان الله يشفيه ويعافيه قال بعضهم

ياساقيا غرّ الثياق وزمزما * أبشر فقد نلت المقام وزمزما
كم كنت تذكرنا منازل مكة * وتقول ان بها لمنى والمغنما
بردّ بماء سقاية العباس ما * كابدته طول الطريق من الظما
وانهض وهرول بين زمزم والصفا
وادخل الى الحجر الكريم مسلما
ومقام ابراهيم زره مبادرا * وبحجر اسماعيل صل معظما
وانظر عروس البيت تجلى حسنها * للناظرين ولذبها مستعصما
فهى التى ظهرت فضائلها فلا * تخفى وهل يخفى سنا فجر السما
لم يلقها الانسان الا باكيا * فرحا بها أوضاحكا متبسما
والنور من أحشائها لا يختفى * أبدا وان جن الظلام وأعتما
ومن العجائب أنها محروسة * والصيد فيها لا يزال محرما
والطير لا تعلو على أركانها * الا ليشفى اذ نجا متألما
تختال فى حلل السواد وبابها * بالنور منه مبرقعا وملثما
هى كعبة المولى الكريم وكل من * وافى اليها حقه أن يكرما
ما منهم الا ذليل خاضع * باك على زلاته متندما
يارب قد وقفت ببابك عصبة * يرجون منك تفضلا وتكرما
ذا طالبا فضلا وذا متقصدا * مما جناه من الذنوب وقدما

وصلى الله على سيدنا محمد كلما ذكره الذاكرون وغفل عن ذكره الغافلون وسلم تسليما كثيرا والحمد لله رب العالمين

﴿الباب الرابع فى المحلات المعدودة لاجابة الدعاء بها﴾

فاقول وبالله التوفيق أعلم ان جميع مكة مباركة وأماكنها طيبة تستجاب فيها الدعوات وتقال فيها العثرات وتمحى فيها السيآت وتكشف فيها الكربات خصوصا مايفاض على المحرمين والمحلين فى تلك المظان الشريفة والعرصات المنيفة قال الحسن البصرى فى رسالته واعلم أن الدعاء مستجاب هنالك فى خمسة عشر موضعا فى الطواف وعند الملتزم وتحت الميزاب وداخل الكعبة وعند زمزم وخلف المقام وعلى الصفا وعلى المروة وفى المسعى وفى عرفات وفى المزدلفة وفى منى وعند الجمرات الثلاث قال المحب الطبرى (وروى) عن الحسن البصرى انه يستجاب الدعاء عند الحجر الاسود فتصير المواضع ستة عشر وزاد أبو عبدالله محمد بن أحمد العمرى وغيره عند رؤية البيت وفى الحطيم وهو الحجر وعند المستجار فى ظهر الكعبة وزاد بعضهم قال وبين الركن والمقام وفى مواقف النبى صلى الله عليه وسلم بعرفات وفى المواقف عند المشعر الحرام (وحكى فى بعض الاجزاء) عن أبى سهل النيسابورى ان المواضع التى يستجاب فيها الدعاء بالمسجد الحرام خمسة عشر وعد منها باب بنى شيبة وباب ابراهيم وباب النبى صلى الله عليه وسلم وباب الصفى ومجاور المنبر حيث يقف المحمدون اه وباب النبى صلى الله عليه وسلم هو باب المسجد الحرام وكان يعرف سابقا بباب الجمائز على ماذكره الازرقى فى تعريفه وذكر القاضى مجد الدين الشيرازى فى كتابه الوصل والمنى فى فضل منى مواضع أخر بمكة وحرمها يستجاب فيها الدعاء لانه نقل عن النقاش المفسر أنه قال فى مناسكه ويستجاب الدعاء فى ثبير ثم قال وفى مسجد الكبش زاد غيره وفى مسجد الخيف وزاد آخر فى مسجد المنحر ببطن منى وزاد ابن الجوزى وفى مسجد البيعة وهو من منى وغار المرسلات وغارة الفتح لانها من ثبير يعنى الموضع الذى يقال له صخرة عائشة بمنى وقال النقاش رحمه الله يستجاب الدعاء اذا دخل من باب بنى شيبة وفى دار خديجة بنت خويلد ليلة الجمعة وفى مولد النبى صلى الله عليه وسلم يوم الاثنين عند الزوال وفى مسجد الشجرة يوم الاربعاء وفى المتكى غداة الاحد وفى جبل ثور عند الظهر وفى حراء ثبير مطلقا قيل وفى مسجد النحل ولا يعرف اليوم قال القرشى رحمه الله ولم يبين القاضى مجد الدين موضع السدرة بعرفة ولا مسجد النحل ولا أحد يعرفه فى وقتنا هذا بل لا يسمع بذكره أبدا وذكر ابن النقاش فى مناسكه ان الدعاء مستجاب فى أربعين بقعة بمكة المشرفة وعد البعض منها ولم يأت بها كلها ووقت كل بقعة بأوقات معينة فقال منها خلف المقام وتحت الميزاب فى السحر وعند الركن اليمانى مع الفجر

قوله الموفق وهو المعروف الان برباط سيدنا عثمان بن عفان رضى الله عنه بزقاق المقرابه اه

وعند الحجر الاسود نصف النهار وعند الملتزم نصف الليل وداخل زمزم غيبوبة الشمس وداخل البيت بين الاسطوانتين عند الزوال وفي دار الخيزران عند المحتبي بين العشائين وبمنى ليلة البدر شطر الليل والمزدلفة عند طلوع الشمس وبعرفة وقت الزوال تحت السدرة وفي الموقف عند غيبوبة الشمس في ثور عند الظهر اه هكذا قاله النقاش ومن المواضع التي يستجاب فيها الدعاء رباط الموفق باسفل مكة يحكى عن الشيخ خليل المالكي انه كان يكثر اتيانه ويقول ان الدعاء يستجاب فيه أو عند بابه ويروى عن الشيخ مطرف الولي المشهور انه قال ما وضعت يدي في حلقة باب الرباط يريد رباط الموفق الا وقع في نفسي كم ولي لله وضع يده في هذه الحلقة قال ويستجاب الدعاء في جبل أبي قبيس وعند قبر سيدتنا خديجة الكبرى على ما هو ظاهر وعند قبر سفيان بن عيينة بمقبرة المعلى بأعلى مكة وعند قبر الفضيل بن عياض وعند قبر الامام عند الكريم بن هوازن القشيري وعند قبر الشيخ عبد الله بن أسعد اليافعي اليمني عند باب المعلى وفي شعبة النور فهذه جميع الاماكن التي يستجاب فيها الدعاء وهي تنوف عن خمسة وخمسين موضعا قال المرجاني ويستحاب الدعاء عند قبر الدلاصي بالمعلى وهو غير معروف الآن وسيأتي تعريف المدفونين من الصحابة وغيرهم بمكة في المعلى ان شاء الله تعالى (تنبيه) ذكر القرشي في البحر العميق قال وبمكة شرفها الله تعالى موضع يقال له المتكى دكة مرتفعة ملاصقة لبيت المرشدي بقرب باب العمرة يظن الناس انه قبر وليس كذلك والمشهور انه مبرك ناقة السيدة عائشة رضي الله عنها أم المؤمنين حين اعتمرت بركت فيه ناقتها ونزلت عنها الدخول المسجد والله سبحانه وتعالى أعلم وصلى الله على سيدنا محمد كلما ذكره الذاكرون وغفل عن ذكره الغافلون وسلم تسليما كثيرا والحمد لله رب العالمين

﴿الفصل السابع في فضل من صبر على حرها ولأوائها﴾

فاقول وبالله التوفيق اعلم وفقني الله واياك لما يحبه ويرضاه انه مما أنعم الله به على سكان بلده الحرام ان لا يبيت فيه جائع كيف لا وفيه طعام طعم وشفاء سقم ويروى انه مكتوب فوق الحجر الاسود انا الله ذو بكة أرزق فيها من لا حيلة له حتى يتعجب صاحب الحيلة فينبغي لزوم الادب بها حسب الطاقة والشكر لله الذي جعلنا من جيران بيته وعمار حرمه والامن أين لنا ان نصل الى ذلك وفي رسالة الحسن البصري عن النبي

صلى الله عليه وسلم انه قال من صبر على حرمكة ولو ساعة من نهار تباعدت منه النار مسيرة عام وفى رواية عنه صلى الله عليه وسلم من صبر على حرمكة ساعة من نهار أبعده الله تعالى من النار مسيرة خمسمائة عام وقربه من الجنة مسيرة مائتى عام وعنه صلى الله عليه وسلم أيضا من صبر على حرمكة ولو ساعة من نهار تباعدت عنه النار مسيرة مائة عام اه (وروى) ان اسماعيل بن ابراهيم خليل الرحمن شكا الى ربه عزوجل حرمكة فأوحى الله اليه أنى أفتح لك بابا من أبواب الجنة فى الحجر يجرى عليك الروح منه الى يوم القيامة وعن سعيد بن جبير رضى الله عنه من مرض يوما بمكة كتب الله له من العمل الصالح الذى كان يعمله فى سبع سنين فان كان غريبا ضوعف ذلك رواه الفاكهى وعن ابن عباس رضى الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من أدرك شهر رمضان بمكة فصامه وقام منه ما تيسر كتب الله له مائة ألف رمضان فيما سواه وكتب الله له بكل يوم عتق رقبة وكل ليلة عتق رقبة وكل يوم حملان فرس فى سبيل الله وفى كل يوم حسنة وكل ليلة حسنة رواه ابن ماجه وأخرجه أبو حفص الميانشى ولفظه من أدرك شهر رمضان بمكة من أوله الى آخره فصامه وقامه كتب الله له مائة ألف شهر رمضان فى غيره وكان له كل يوم مغفرة وشفاعة وبكل ليلة مغفرة وشفاعة وبكل يوم حملان فرس فى سبيل الله وله بكل يوم دعوة مستجابة اه وصلى الله على سيدنا محمد كلما ذكره الذاكرون وغفل عن ذكره الغافلون وسلم تسليما كثيرا والحمد لله رب العالمين

وفى المدارك عنه صلى الله عليه وسلم البقيع والمعلى يؤخذان باطرافهما وينشران فى الجنة انتهى

الفصل الثامن فى فضل من لازم بها الطاعة ومات ودفن بها

فأقول وبالله التوفيق عن عائشة أم المؤمنين رضى الله عنها قالت من مات فى هذا الوجه من حاج أو معتمر لم يعرض ولم يحاسب وقيل له ادخل الجنة رواه الدارقطنى وفى رسالة الحسن البصرى ان النبى صلى الله عليه وسلم قال من مات فى مكة فكأنما مات فى سماء الدنيا ومن مات فى أحد الحرمين حاجا أو معتمرا بعثه الله يوم القيامة لا حساب عليه ولا عذاب وعن أبى هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من خرج مجاهدا فمات كتب الله أجره الى يوم القيامة ومن خرج معتمرا فمات كتب الله أجره الى يوم القيامة أخرجه أبو ذر وعن جابر رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم هذا البيت دعامة الاسلام فمن خرج يؤم هذا

البيت من حاج او معتمر زائرا كان مضمونا على الله ان قبضه ان يدخله الجنة وان رده رده بأجر وغنيمة أخرجه الازرقي وعن فضالة بن عبيد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من مات على مرتبة من هذه المراتب بعث عليها يوم القيامة يعني الغزو والحج والعمرة أخرجه عن قتيبة والحاكم في المستدرك وعن سلمان رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم من مات في أحد الحرمين بعث من الآمنين يوم القيامة وعن ابن عباس رضي الله عنهما انه قال لمقبرة مكة نعم المقبرة هذه أخرجه أبو الفرج وعن ابن مسعود قال وقف رسول الله صلى الله عليه وسلم على الثنية ثنية المقبرة وليس بها يومئذ مقبرة فقال يبعث الله عز وجل من هذه البقعة او من هذا الحرم كله سبعين ألفا يدخلون الجنة بغير حساب يشفع كل واحد منهم في سبعين ألفا وجوههم كالقمر ليلة البدر قال أبو بكر يا رسول الله من هم قال الغرباء أخرجه المتلا في سيرته وعن حاطب بن بلتعة عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال من مات في احد الحرمين بعث يوم القيامة من الآمنين أخرجه أبو الفرج ويروى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم سأل الله تعالى عما لا هل بقيع الغرقد فقال لهم الجنة فقال يا رب ما لا هل المعلى قال يا محمد سألتني عن جوارك فلا تسألني عن جواري رواه القرشي في مناسكه وعن محمد بن سابط قال مات نوح وهود وصالح وشعيب بمكة فقبورهم بين زمزم والحجر الاسود وكان كل نبي اذا هلكت أمته لحق بمكة فيتعبد فيها ومن معه حتى يموت وعنه أيضا قال ما بين المقام والركن وزمزم قبر تسعة وتسعين نبيا قد تقدم الكلام عليه فراجعه وبمكة شرفها الله تعالى خلق كثير من كبار الصحابة رضوان الله عليهم منهم سيدنا عبد الله بن الزبير رضي الله عنه ولد في أول سنة من الهجرة وفي الوفاء جاءت أمه أسما بنت أبي بكر بعد الهجرة ففنفست به بقباء في شوال في السنة الاولى من الهجرة وقال الذهبي تبعا للواقدي انه ولد في شوال سنة اثنين من الهجرة قال الحافظ ابن حجر المعتمد انه ولد في السنة الاولى وهو أول مولود ولد للمهاجرين بالمدينة اذن أبو بكر رضي الله عنه في اذنه وكبر رسول الله صلى الله عليه وسلم والمؤمنون يوم ولادته لما قيل لهم ان اليهود قالت انا سحرناهم فلا يولد لهم مولود فكذبهم الله تعالى ففرح المسلمون بولادته وخرجت به السيدة أسماء بنت أبي بكر الصديق رضي الله عنه ثم أتت به النبي صلى الله عليه وسلم فوضعته في حجره ثم دعا بتمرة فضغها ثم تفل في فيه وحنكه بها ودعا له بالبركة وكان أول ما دخل في جوفه ريق رسول الله

قف على مناقب سيدنا عبد الله بن الزبير رضي الله عنه

صلى

صلى الله عليه وسلم كذا فى المشكاة قالت أسماء ثم مسحه رسول الله صلى الله عليه وسلم وسماه عبد الله ثم جاء وهو ابن سبع او ثمان سنين ليبايع رسول الله صلى الله عليه وسلم وأمره بذلك الزبير رضى الله عنه فتبسم رسول الله صلى الله عليه وسلم حين رآه مقبلا ثم بايعه أخرجه البخارى كذا فى الرياض النضرة وفى حياة الحيوان روى السهيلى انه لما ولد عبد الله بن الزبير نظر اليه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال هو هو فلما سمعت بذلك أسماء رضى الله عنها امسكت عن ارضاعه فقال لها النبى صلى الله عليه وسلم ارضعيه ولو بماء عينيك كبش بين الذئاب ذئاب عليها ثياب ليمنعن البيت اوليقتلن دونه وفى المواهب اللدنيه عن ابن الزبير رضى الله عنه قال احتجم رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم أعطانى دم محاجمه فقال اذهب فغيبه فشربته فاتيته قال ماصنعت قلت غيبته قال لعلك شربته ثم قال له النبى صلى الله عليه وسلم من خالط دمه دمى لم تمسه النار وفى الرياض النضرة لا تمسك النار الا قسم اليمين ثم قال صلى الله عليه وسلم ويل لك من الناس وويل للناس منك وكان رضى الله عنه اطلس عديم اللحية ولا شعر فى وجهه وكان صواما قواما طويل الصلاة وصولا للرحم عظيم المجاهدة والشجاعة وفى طبقات سيدى عبد الوهاب الشعرانى نفعنا الله به قال كان عبد الله بن الزبير من عباد الصحابة وكان رضى الله عنه اذا قام فى الصلاة كانه عمود من الخشوع وكان يسجد ويطيل السجود حتى تنزل العصافير على ظهره لا تحسبه الا جدارا حائط وكان يحيى الدهر كله ليلة قائما حتى يصبح وليلة يحييها راكعا حتى يصبح وليلة يحييها ساجدا حتى يصبح وكان رضى الله عنه يسمى حمامة المسجد قتل سنة ثلاث وسبعين سنة من الهجرة وعمره اذ ذاك اثنان وسبعون وقتل على باب الكعبة قتله الحجاج الثقفى حين بويع له بالخلافة وأطاعه أهل الحجاز واليمن والعراق وخراسان وأقام فى الخلافة تسع سنين ثم حاصره الحجاج بمكة وفى نهاية ابن الاثير ان ابن الزبير كان يصلى فى المسجد الحرام وأحجار المنجنيق تمر على آذانه وما يلتفت كأنه كعب منتصب وعن هشام بن عروة قال لما كان قبل قتل ابن الزبير رضى الله عنه بعشرة أيام دخل على أمه أسماء وهى شاكية قال كيف تجدينك يا أماه قالت ما أجدنى الا شاكية فقال لها ان فى الموت لراحة فقالت لعلك تمنيته لى ما أحب أن أموت حتى يأتى على أحد طرفيك اما قتلت فاحتسبك عند الله واما ظفرت بعدوك فقرت عينى قال عروة فالتفت الى عبد الله فضحك ولما

كان اليوم الذى قتل فيه دخل على أمه أسماء رضى الله عنه فقالت يا بنى لا تقبلن منهم خطة تخاف على نفسك الذل مخافة القتل فوالله لضربة بسيف فى عز خير من ضربة بسوط فى ذل فأتاه رجل من قريش فقال له الا نفتح لك الكعبة فتدخلها فقال رضى الله عنه من كل شئ تحفظ أخاك الا من حتفه والله لو وجدوكم تحت أستار الكعبة لقتلوكم وهل حرمة المسجد الا كحرمة الكعبة ومازال يردهم وهو محاصر فى المسجد فاقبل عليه حجر من ناحية الصفا فوقع بين عينيه فنكس رأسه وفى الصفوة أصابه حجر فى مفرقه ففلقت رأسه فوقف قائما وهو يقول

ولسنا على الاعقاب تدمى كلومنا ❁ ولكن على اقدامنا تقطر الدما

وفى الرياض النضرة ثم اجتمعوا عليه فلم يزالوا يضربونه حتى قتلوه وموا اليه جميعا ولما قتل كبر عليه أهل الشام فقال عبد الله بن عمر المكبرون عليه يوم ولد خير من المكبرين عليه يوم قتل ولما اشتد الحصار به قامت أمه أسماء فصلت ودعت وقالت اللهم لا تخيب عبد الله بن الزبير وارحم ذلك السجود والتحنث والظمأ فى تلك الهواجر ولما قتل صلب بعد قتله منكسا على الثنية اليمنى بالحجون وبعث برأسه لعبد الملك بن مروان فطيف بها فى البلدان وعن أبى نوفل قال رأيت عبد الله بن الزبير رضى الله عنه فى عقبة مكة قال فجعلت قريش والناس يمرون عليه حتى مر عبد الله بن عمر رضى الله عنهما فوقف عليه وقال السلام عليك أبا خبيب السلام عليك أبا خبيب السلام عليك أبا خبيب اما والله لقد كنت انهاك عن هذا ثلاثا أما والله ان كنت ما علمت صواما قواما وصولا للرحم ثم مشى عبد الله بن عمر فبلغ ذلك الحجاج فارسل اليه وأنزله عن جذعه ودعت أمه أسماء بمركن وأمرت بغسله فكانا نتناول عضوا الاجاء معنا قاله أبو مليكة رحمه الله وكانا نغسل العضو ونضعه فى أكفانه حتى فرغنا ثم قامت فصلت عليه ودفن بالمعلى بشعبة النور وقبره ظاهر يزار ويتبرك به رضى الله عنه وخلف من الاولاد عبد الله وحمزة وخبيب وثابت وعباد وقيس وعامر وموسى ومرويا له فى الكتب ثلاث وثلاثون حديثا وهو أحد العبادلة الاربعة عبد الله بن عباس وعبد الله بن عمر وعبد الله بن عمرو بن العاص وهو رضى الله عنهم وكان قتله يوم الثلاثاء فى النصف من جمادى الآخرة أو سبع عشرة أو ستة عشر منه سنة ثلاث وسبعين رضى الله عنه ونفعنا به آمين وبها أى بمكة قبر السيدة أسماء بنت سيدنا أبى بكر الصديق والدة سيدنا عبد الله بن الزبير بن العوام أحد العشرة قال يعلى بن

حرملة دخلت مكة بعد قتل عبد الله بن الزبير بثلاثة أيام وهو مصلوب فجاءت أمه السيدة أسماء امرأة كبيرة طويلة عجوز كف بصرها في آخر عمرها فجاءت الى الحجاج تقاد فقالت له اما آن لهذا الراكب ان ينزل قال انصر في فانك عجوز قد خرفت قالت لا والله ما خرفت ولقد سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يخرج من ثقيف كذاب ومبير أما الكذاب فقد رأيناه وأما المبير فانت قال فبعد ان أمر بنزوله أرسل الحجاج الى أمه أسماء رضي الله عنها فأبت ان تأتيه فاعاد عليها الرسول اما تأتيني اولا بعث اليك من يقودك أو يسحبك بقرونك فابت وقالت والله لا آتيك حتى تبعث الى من يسحبني بقروني قال الحجاج أروني سبتي فاخذ نعليه ثم انطلق يتبختر حتى دخل عليها فقال لها كيف رأيتيني صنعت بعدو الله فقالت رأيتك أفسدت عليه دنياه وأفسد عليك آخرتك وكانت تكنى بذات النطاقين وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم هو الذي كناها لكونها كانت ترفع طعام رسول الله صلى الله عليه وسلم بواحد واما الآخر فنطاقها التي لا تستغني عنه رضي الله عنها وكانت من النساء الصالحات كان أبوها سيدنا أبو بكر رضي الله عنه يحبها بعد عائشة رضي الله عنها توفيت رضي الله عنها بعد ولدها بجمعة في شهره الذي مات فيه قاله أبو عمر رضي الله عنه ودفنت بالمعلى جنب قبر ولدها وقبرها يزار ويتبرك به بشعبة النور تزوجت قبل بالزبير وولدت له عبد الله وعروة أحد الفقهاء السبعة رضي الله عنهم أجمعين وبها أي بمكة المشرفة شرفها الله قبر سيدنا عبد الرحمن بن سيدنا أبي بكر الصديق ويكنى أبا عبد الله وقيل أبا محمد بابنه محمد الذي يقال له أبو عتيق وقيل أبو ثمان أمه رضي الله عنه ام رومان بنت الحارث من بني فراس بن غنم بن كنانة أسلمت وهاجرت وكان رضي الله عنه شقيق عائشة أم المؤمنين شهد بدرا وأحدا مع المشركين وكان من الشجعان وكان راميا حسن الرمي وله مواقف في الجاهلية والاسلام مشهورة دعا الى البراز يوم بدر فقام اليه أبو بكر ليبارزه فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم متعني بنفسك ثم من الله تعالى عليه فأسلم في هدنة الحديبية وكان اسمه عبد الكعبة فسماه رسول الله صلى الله عليه وسلم عبد الرحمن وفي الاستيعاب ذكر الزبير عن سفيان ابن عيينة عن علي بن زيد بن جدعان ان عبد الرحمن بن أبي بكر في فئة من قريش هاجروا الى النبي صلى الله عليه وسلم قبل الفتح وشهد اليمامة مع خالد بن الوليد فقتل سبعة من أكابرهم قال الزبير وكان عبد الرحمن أسن ولد أبي بكر رضي الله عنه وكان

مطلب سيدنا عبد الرحمن بن أبي بكر الصديق ومناقبه

فيه دعابة أى مزاح روى الزبير انه بعث يزيد بن معاوية الى عبد الرحمن بن أبى بكر الصديق بمائة ألف درهم بعد ان أبى لا يبايعه فردها رضى الله عنه وأبى أن يأخذها وقال لا أبيع ديني بدنياى وخرج الى مكة ومات بها قبل أن تتم البيعة ليزيد وكان موته رضى الله عنه فجأة سنة ثلاث وخمسين فى نومة نامها فى جبل بأسفل مكة قريب منها وقيل على نحو عشرة أميال من مكة حمل على أعناق الرجال الى مكة ودفن بالمعلى وقبره ظاهر يزار ويتبرك به وفى رواية أدخلته أخته عائشة الى الحرم ودفنته وفى أسد الغابة ولما اتصل موته بأخته عائشة رضى الله عنها ظعنت الى مكة حاجة فوقفت على قبره فبكت عليه وتمثلت بقول متمم بن نويرة فى أخيه مالك فقالت

وكنا كندماني جذيمة حقبة * من الدهر حتى قيل لن يتصدعا

ولما تفرقنا كاني ومالكا * لطول اجتماع لم نبت ليلة معا

ثم قالت رضى الله عنها أما والله لو حضرتك ما بكيتك مروياته فى كتب الاحاديث ثمانية ولا يعرف فى الصحابة أب وبنوه والذى بعد كل منهم ان الذى قبله اسلموا وصحبوا النبى صلى الله عليه وسلم الا فى بيت أبى بكر الاول أبو قحافة اسمه عثمان ابن عامر وابنه أبو بكر الصديق وابنه عبد الرحمن بن أبى بكر وابنه محمد بن عبد الرحمن أبو عتيق رضى الله تعالى عنهم أجمعين (وبها) عتاب بن أسيد الذى ولاه النبى صلى الله عليه وسلم من مكة بعد الفتح وأوصاه بأهلها خيرا فسار فيهم بسيرة حسنة يعظم كبيرهم ويرحم صغيرهم ويعطى فقيرهم ومات بها يوم مات أبو بكر الصديق رضى الله عنه ودفن بالمعلى (وبها) دوحة المجد الطيبة الفروع وشجرة الفخر اليانعة الافراد والجموع السابقة الى الاسلام والدين فى الاجلة والاخرى السيدة أم المومنين خديجة الكبرى بنت خويلد بن أسد بن عبد العزى بن قصى بن كلاب بن مرة بن كعب فما يدل على مزيد فضلها ما رواه الشيخان والترمذى عن على رضى الله عنه قال خير نسائها مريم بنت عمران وخير نسائها خديجة بنت خويلد (وروى) أحمد والطبرانى عن أنس رضى الله عنه انه صلى الله عليه وسلم قال خير نساء العالمين أربع مريم بنت عمران وخديجة بنت خويلد وفاطمة بنت محمد وآسية امرأة فرعون (وروى) أحمد والطبرانى والحاكم عن ابن عباس رضى الله عنهما عنه صلى الله عليه وسلم انه قال أفضل نساء أهل الجنة خديجة بنت خويلد وفاطمة بنت محمد

قف على عتاب ابن اسيد رضى الله عنه

قف على مناقب ام المؤمنين السيدة خديجة الكبرى رضى الله عنها

ومريم بنت عمران وآسية بنت مزاحم امرأة فرعون (وروى) الحاكم عن عائشة أم المؤمنين رضى الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم سيدات أهل الجنة أربع مريم وفاطمة وخديجة وآسية (وروى) عن حذيفة رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم خديجة سابقة نساء العالمين الى الايمان بالله وبمحمد وفى الصحيحين عن أبى هريرة رضى الله عنه قال أتى جبريل عليه السلام الى النبى صلى الله عليه وسلم فقال يارسول الله هذه خديجة قد أتت معها اناء فيه ادام أو طعام أو شراب فاذا هى أتتك فاقرأ عليها السلام من ربها ومنى وبشرها ببيت فى الجنة من قصب لا صخب فيه ولا نصب وفى البخارى عن عائشة رضى الله عنها قالت ماغرت على امرأة للنبى صلى الله عليه وسلم ماغرت على خديجة هلكت قبل أن يتزوجنى لما كنت أسمعه يذكرها وفيه أيضا ومارأيتها ولكن كان يكثر ذكرها وربما ذبح الشاة ثم يقطعها أعضاء ثم يبعثها فى صدائق خديجة فربما قلت له كأنه لم يكن فى الدنيا امرأة الا خديجة فيقول انها كانت وكانت وكان لى منها ولد وفى البخارى عن عائشة رضى الله عنها قالت استأذنت هالة بنت خويلد أخت خديجة على رسول الله صلى الله عليه وسلم فعرف استئذان خديجة فارتاح لذلك فقال اللهم هالة قالت فغرت فقلت ماتذكر من عجوز من عجائز قريش حمراء الشدقين هلكت فى الدهر قد ابدلك الله خيرا منها وفى رواية قد رزقك الله خيرا منها فقال والله ما رزقنى الله خيرا منها آمنت بى حين كذبنى الناس وأعطتنى مالها حين حرمنى الناس وكانت من أحسن النساء جمالا وأكملهم عقلا وأتمهم رأيا واكثرهم عفة ودينا وحياء ومروءة ومالا قال ابن اسحاق كان صلى الله عليه وسلم لا يسمع شيأ من رد عليه وتكذيب له فيحزنه ذلك الا فرج عنه بخديجة اذا رجع اليها تثبته وتخفف عنه وتصدقه وتهون عليه أمر الناس حتى ماتت رضى الله عنها (ومن كراماتها) الظاهرة واشاراتها الباهرة انه لما وقع امر فى كرب أوهم من مصائب الدنيا والآخرة وأتى اليها واستغاث بها الله الا أذهب الله عنه همه وحزنه فى الحين ورجع مسرورا (والحاصل) ان فضائلها لا تعد ومناقبها لا تحد كيف لا وهى أول النساس اسلاما مطلقا وسابق الخلق ايمانا محققا وأفضل أمهات المؤمنين على قول بعض المحققين فانه فضل فاطمة ثم مريم ثم خديجة ثم عائشة وهو الحق ان شاء الله تعالى وان كان لكل واحدة منهن فضائل لا تحصى رزقنا الله محبتهن ومحبة مودتهن أقامت مع

النبي صلى الله عليه وسلم خمسا وعشرين عاما وتوفيت احد عشر رمضان قبل الهجرة بسبع سنين أو خمس سنين على ماقيل أو أربع سنين وهي ابنة خمس وستين سنة قال المرجاني وقبرها بمكة غير معروف الا أن بعض الصالحين رآه في المنام اوكشف له بالقرب من طرف الشعب عند قبر الفضيل بن عياض وقد جدد عليها حجر مكتوب سنة سبعمائة وتسعة وعشرين و بنيت عليه قبة كبيرة وتابوت خشب و بعض الوزرا بعث بكسوة اليه مزركشة بالقصب قال القرشي رحمه الله ولا كان ينبغي تعيين قبرها على الامر المجهول قلت بل تعيينه فيه خير كثير من وجهين أحدهما انه في كل شهر يعمل لها قراآت عظيمة وسرجة لطيفة ويجتمع أهل مكة هناك وتقرأ الموالد النبوية وتفوح الروائح العطرية وتشرق عليهم ببركتها الانوار الالهية وكل ذلك والناس مجتمعون عند ضريحها المعطر مع بذل الصدقات و يظهر الله سبحانه وتعالى عليهم أسرارا عظيمة قال ولي نعمتنا القطب الشعراني سيدي عبد الوهاب رضي الله عنه أخذ علينا العهود أن لا نتعرض ولا نتكرر أبدا على ليالي الاولياء وموالدهم الذي تعمل لهم كل شهر او كل سنة قال ولقد كنت أرى سيدي أحمد البدوي رضي الله عنه ومعه جريدة خضراء وهو يدعو الناس من سائر الاقطار الى حضور مولده والناس خلفه ويمينه وشماله قال وأخبرني شيخ الشيخ محمد الشناوي رضي الله عنه ان شخصا أنكر حضور مولده فسلب الايمان فلم يكن فيه شعرة تحن الى دين الاسلام فاستغاث بسيدي أحمد البدوي رضي الله عنه فقال بشرط أن لا تعود فقال نعم فرد عليه ثوب ايمانه ثم قال وماذا تنكر علينا قال اختلاط الرجال والنساء فقال له سيدي أحمد ذلك واقع في الطواف ولم ينكره أحد ولم يمنع منه ثم قال وعزة ربي ماعصى أحد في مولدي الا تاب وحسنت توبته واذا كنت أدعو الوحوش والسمك في البحار وأحميهم من بعضهم بعضا أفيعجزني الله عز وجل عن حماية من يحضر مولدي فتنبه حينئذ ولله در السيد عبد الله الميرغني المحجوب حيث قال

يا عرب المحجون وخير واد * تقدس سرمدا أبد الدهور
حويتم للمكارم والمعالي * وفزتم بالجنان و بالقصور
وحزتم محتد الشرف المعلى * وفقتم بالاصائل والبكور
رقيتم بالمعلى خير مرقى * الى كبرا النساء وخير حور
فطوبى ثم طوبى ثم طوبى * لكم يا أهل هاتيك الخدور

ولم لا والخديجة زوج طه * حبيبته على مر العصور
هى السلطانة العظمى لديكم * وها طه وها بحر البحور
وفى السند العظيم لخير آل * نراجعهم بمكة فى الامور
فيا عرب المجون بكم اليها * فاتى بالتطاول فى القصور
وانى فى بحار من ذنوبى * بلا عدو لاحصر حصور
وها أنا فى حماكم مستجير * أراقب نجدة من ذى القبور
أيا كبرى الانام وخير ملجأ * ومن هى فى العلى صدر الصدور
و يامن غارت الغراء منها * وزادت فى التغاير للغيور
و يامن بشرت حقا وصدقا * ببيت من لآل فى القصور
و يامن آمنت قبل البرايا * وثبتت الرسول على الظهور
و يامن هى أثمرت أقطاب كون * وأقطابا وأنجبا بنور
وأشرافا وسادات كراما * غياث للانام مدى الدهور
عليها من الهى خير فيض * يدوم مع الشمول بلا فتور
مع الآل الكرام وخير صحب * عقيب خليله حب الشكور

قف على فضائل السيدة آمنه رضى الله عنها

وبها الدرة اليتيمة والجوهرة الثمينة السيدة آمنة الامينة زوجة سيدنا عبد الله الامين بنت وهب بن عبد مناف بن زهرة بن كلاب ابن مرة بن لؤى أم رسول الله صلى الله عليه وسلم قال قتيبة فى تاريخه ولا نعلم انه كان لآمنة أخ فيكون خالا للنبى المعظم صلى الله عليه وسلم ولكن بنو زهرة يقولون نحن أخوال رسول الله صلى الله عليه وسلم أقول لكن صرح فى الصحاح أن بنى زهرة أخوال النبى صلى الله عليه وسلم الله ذكره كانت من أعقل النساء وأجملهن وأفصحهن حتى انها قالت أبيات عند وفاتها تبشره برسالته والنبى صلى الله عليه وسلم اذذاك ابن خمس سنين عند رأسها فنظرت اليه وقالت

بارك الله فيك من غلام * يا ابن الذى من حومة الحمام
نجا بعون الملك العلام * فداء غداة الضرب بالسهام
بمائة من ابل سوام * ان صح ما أبصرت فى المنام
فانت مبعوث الى الانام * من عند ذى الجلال والاكرام
تبعث فى الحل وفى الحرام * تبعث بالتحقيق والاسلام

دين أبيك البر ابراهام * فالله أنهاك عن الاصنام
أن لا توالها مع الاقوام

ثم قالت وكل حي ميت كل جديد بال وكل كثير يفنى وأنا ميتة وذكري باق وقد تركت خيرا وولدت طهرا ثم ماتت رضي الله عنها فسمع نوح الجن عليها فانظر يا أخي الى هذا النظام الصادر منها صريحا في النهي عن موالاة الاصنام والاعتراف بدين ابراهيم عليه السلام وأنه يبعث ولدها الى الانام من عند ذي الجلال والاكرام بالاسلام وكل ذلك منافٍ للشرك وارتكاب الحرام ومثبت لها بالتدين بدين الملك العلام فكيف لا تكون مؤمنة قال العلامة السيوطي في مسالك الحنفا في والدي المصطفى الى استقرأت أمهات الانبياء فوجدتهن مؤمنات بالله توفيت رحمه الله عليها وهي بنت ثمانية عشر سنة في عام أربع مضين من عام الفيل ودفنت بالابواء على مارواه الطبراني وابن مردويه من طريق عكرمة عن ابن عباس رضي الله عنهما ان النبي صلى الله عليه وسلم لما أقبل من غزوة تبوك اعتمر فلما هبط من ثنية عسفان أمر أصحابه أن يستمدوا الى العقبة حتى أرجع اليكم فذهب حتى نزل على قبر أمه آمنة وساق الحديث وقيل انها دفنت بمقبرة مكة بالحجون ووفق بعض العلماء بين القولين بانها دفنت أولا بالابواء ثم نبشت ونقلت الى مكة ودفنت بشعب الحجون بمعلاة مكة وهذا هو المشهور ويؤيده ماروى عن عائشة رضي الله عنها قالت حج بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم حجة الوداع ومر بي على شعبة الحجون وهو باكي حزين مغتم فبكيت لبكائه ثم انه نزل فقال يا حميراء استمسكي فاستندت الى جنب البعير فمكثت مليا ثم عاد الي وهو فرح متبسم فقلت له بابي أنت وأمي يا رسول الله نزلت من عندي وأنت باك حزين مغتم فبكيت لبكائك ثم انك عدت الي وأنت فرح متبسم فلم ذلك يا رسول الله قال ذهبت لقبر أمي فسألت ربي أن يحييها فاحياها فآمنت بي اه وهذا زيادة في اكرامها وهو بالغة في تعظيمها والافهي مؤمنة من قبل الممات والحديث وان كان ضعيفا كما قال بعضهم فالقدر صالحة لذلك وذكر النجم الغيطي في بلوغ غاية المرام قال وقد روى من حديث عائشة رضي الله عنها احياء أبويه عليه الصلاة والسلام حتى آمنا به رواه البيهقي وقد ألف العلامة السيوطي رسالة سماها المقامة السندسية ردا على من أنكر ذلك وبالغ فيها الجهد فجزاه الله خيرا ولله در الحافظ شمس الدين الدمشقي حيث قال

حباالله النبي مزيد فضل ❁ على فضل وكان به رؤفا
فاحيا أمه وكذا أباه ❁ لايمان به فضلا منيفا
فسلم فالقدير بذا قدير ❁ وان كان الحديث به ضعيفا

قال في شرح المصابيح للعلامة ابن حجر رحمه الله وحديث احيائهما حتى آمنا به ثم توفيا حديث صحيح وممن صححه الامام القرطبي والحافظ ابن ناصر الدين باختصار وقال أيضا ولعل حكمة عدم الاذن في الاستغفار لهما اتمام النعمة عليه باحيائه له بعد ذلك حتى تصير من اكابر المؤمنين والامهال الى احيائهما التؤمن به فتستحق الاستغفار الكامل حينئذ ورحم الله العلامة الدمياطي حيث قال

الله احيا للنبي اباه للا ❁ يمان والام الامينة آمنه
فهي غدا مر آله مع صحبه ❁ في فرقة من خوف نار آمنه

وقد أجاد أيضا احسن السيد البرزنجي في نظمه حيث قال

وان الامام الاشعري لمثبت ❁ نجاتهما نصا يحكم تبيان
وحاشى اله العرش يرضى جنابه ❁ لوالدي المختار رؤية نيران

قال ومن كراماتها انها ولدت النبي صلى الله عليه وسلم من فمها حتى لا يقع النظر على عورتها وقال في تفسير الواحدي كانت ولادة سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم من فم امه وهذا كرامة لها أيضا وقال في الخلاصة من باب قصة المعراج كانت ولادة النبي صلى الله عليه وسلم من فم أمه حتى لا يقع النظر عليها والحاصل انها من أكابر الطاهرات ومن أعلى العرب نسبا وزينا للمكرمات سطع نور فخرها وهبت رياح عطرها جميلة الصفات والفضل الجزيل التي لم يسمح الدهر لها بمثيل طيب الله ثراها وجعل الفردوس مأواها وأمدنا بمددها وأعاد علينا من بركاتها واسقنا بسمة من اسرار نفحاتها آمين وعلى ضريحها قبة جليلة يتلألأ النور من اعلاها وقبرها مشهور بتلك البقاع يقصد لدفع المهمات ويزار لكشف الملمات وبها دفن سيدنا القاسم بن سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم بالمعلى ولا يعرف له محل اليوم وبها قبر طاوس توفي وهو ابن بضع وسبعين سنة حاجا بمكة قبل يوم التروية بيوم وصلى عليه هشام بن عبد الملك وهو أمير المؤمنين وكان قد حج أربعين حجة وكان مجاب الدعوة رحمه الله وبها قبر سيدنا عبد الله بن عمر بن الخطاب رضي الله عنه مات بمكة وهو آخر من مات بها كما قاله ابن الجوزي وقيل آخر من مات بها ممن رأى النبي صلى الله

قوله من فم أمه وهو أحد أقوال العلماء رضي الله عنهم لانه صلى الله عليه وسلم نور قال بعضهم محمد بشر لا كالبشر بل هو كالياقوت بين الحجر وقال البوصيري ع ما ادعته النصارى في نبيهم * واحكم بما شئت مدحا فيه واحتكم * وانسب الى ذاته ما شئت من شرف * وانسب الى قدره ما شئت من عظم * والحاصل ان قدرة الحق صالحة ولا كنه خلاف كلام الجمهور وما عليه الجمهور هو المعتمد انتهى

عليه وسلم ودفن بفخ بالخاء المعجمة موضع بقرب مكة بينها وبين منى قال صاحب مختصر معجم البلدان عن السيد علي بن وهاس العلوي فخ وادي الزاهر فيه قبور جماعة من العلويين قتلوا فيه في وقعة كانت لهم مع اصحاب موسى الهادي بن المهدي بن المنصور في ذي الحجة سنة تسع وستين ومائة اه وقيل دفن بحائط أم كرمان وقال النووي رحمه الله دفن بالمحصب وقيل بذي طوى بمقبرة المهاجرين سميت به لانه كان يدفن بها من هاجر الى المدينة وقيل أوصى أن يدفن في الحل فمنعهم الحجاج وقيل انه الذي عمل على قتلة ودس له رجلا قد سم زج رمحه في اثناء طريق وطعنه في ظهر قدمه فدخل عليه الحجاج فقال يا أبا عبد الرحمن ما أصابك قال أنت اصبتني قال ولم تقول هذا رحمك الله قال حملت السلاح في بلد لم يكن يحمل فيها سلاح فمات رحمه الله فصلى عليه عند الردم وسبب عمل الحجاج على قتله لان الحجاج خطب يوما وأخر الصلاة فقال له عبد الله ان الشمس لا تنتظرك قال له الحجاج لقد هممت أن آخذ ما فيه عيناك قال ان تفعل فانك سفيه مسلط قال أبو اليقظان دفن في حائط أم خرمان قال الشيخ محب الدين الطبري في الرياض النضرة هذا الحائط لا يعرف اليوم بمكة ولا حولها وانما هو بطحاء موضع يقال له الخرمانية فلعله هو نسب الى أم خرمان قال المرجاني في بهجة النفوس والصحيح ان الآن بمكة قبرا على الجبل المقابل للمعلى على يمين الخارج من باب مكة المشرفة وعلى يسار الذاهب الى التنعيم أشار بعض الصالحين الى أنه قبر عبد الله بن عمر رضي الله عنهما وكان صواما قواما وصولا للرحم ذا خشية عظيمة وهيبة جسيمة له كرامات شتى لا تأخذه في الله لومة لائم وهو أحد العبادلة الاربع وله مرويات في الحديث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وشهرته تغني عن معرفته رضي الله عنه ونفعنا به وبها أبو محذورة مؤذن رسول الله صلى الله عليه وسلم وصاحبه مات بمكة بعد الفتح وبقي الاذان بها في أولاده وأولاد أولاده قرنا بعد قرن الى زمن الامام الشافعي رضي الله عنه وقبره بالمعلى غير معروف كذا ذكره النووي وغيره وبها حبيب بن عدي رضي الله عنه مات بمكة ودفن بالمعلى وبها عبيد الله بن كريز رحمه الله مات بمكة ودفن بالمعلى وبها سهل بن حنيف رحمه الله مات بمكة ودفن بالمعلى وبها أبو قحافة واسمه عثمان والد سيدنا ابي بكر الصديق رضي الله عنه اسلم يوم فتح مكة ومات بها ودفن بالمعلى رضي الله عنه وبها أبو عبيد القاسم بن سلام رحمه الله مات بمكة ودفن بالمعلى وبها عطاء بن رباح مات بمكة ودفن بالمعلى رحمه الله

والفضل بن عباس أيضا دفن بالمعلى ومحله خلف قبر السيدة خديجة قريب من قبر سفيان ابن عيينة رضي الله عنهما انتهى

وبها

و بها سفيان بن عيينة رحمه الله مات بمكة ودفن بالحجون و بها الامام أحمد بن حجر الهيتمي الشافعي مات بمكة ودفن بها رحمه الله و بها قبر أم المؤمنين السيدة ميمونة زوجة رسول الله صلى الله عليه وسلم بنت الحارث تزوجها صلى الله عليه وسلم وهو محرم في عمرة القضاء كما عليه الجمهور وكان اسمها برة فسماها النبي صلى الله عليه وسلم ميمونة ماتت سنة احدى وخمسين من الهجرة وقد بلغت من العمر ثمانين سنة وقيل غير ذلك وهي آخر من تزوج بها صلى الله عليه وسلم وآخر من توفي من أزواجه وقال ابن شهاب هي التي وهبت نفسها للنبي صلى الله عليه وسلم دفنت خارج مكة بينها و بين مكة ثلاثة أو أربعة أميال وقبرها مشهور يزار و بها قبر الفضيل ابن عياض رحمه الله وقبره قريب من السيدة خديجة و بها قبر الامام عبد الله بن أسعد اليافعي الصوفي اليمني نزيل الحرمين كان من أكابر العارفين و بها قبر الشيخ الدلاصي وقبر الديسي وقبر الامام القشيري بن هوازن صاحب الرسالة وقبر الشيخ عمر العرابي وقبر الشيخ النسفي و يروى أنه يلقن الاموات السؤال وغيره من الصحابة والتابعين والاولياء والعارفين والشهداء وصالح المؤمنين ولو عبرنا عنهم لم يسعهم كتاب رضي الله عنهم أجمعين *(فائدة) *ينبغي و يستحب لمن زار مقبرة مكة المشرفة وهي المسماة بالمعلى أن يقصد زيارة هؤلاء وأن يسلم عليهم وأن يكثر من قراءة القرآن والذكر والدعاء والاستغفار لهم ولسائر موتى المسلمين أجمعين وأن يقف عند قبور أهل الخير وعند أهل السنة والجماعة (وفي الحديث) من زار قبر أبويه كل جمعة غفر له وكتب بارا وفي تذكرة الامام القرطبي عنه صلى الله عليه وسلم قال من مر على المقابر وقرأ قل هو الله أحد احدى عشر مرة أعطى من الاجر بعدد الاموات (وأخرج) ابن أبي شيبة عن الحسن قال من دخل المقابر فقال اللهم رب هذه الاجساد البالية والعظام النخرة التي خرجت من الدنيا وهي بك مؤمنة ادخل عليها روحا منك وسلاما مني استغفر له كل مؤمن مات منذ خلق الله آدم (وأخرجه) ابن أبي الدنيا بلفظ كتب له بعدد من مات من ولد آدم الى أن تقوم الساعة حسنات اه قوله روحا بفتح الراء أي رحمة وعن بريدة الاسلمي رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أيما أرض مات بها رجل من أصحابي كان قائدهم ونورهم الى يوم القيامة وعنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من مات من أصحابي بأرض فهو شفيع لاهل تلك الارض رواه ابن الجوزي في التنقيح قال المرجاني سمعت والدي رحمه الله يقول سمعت أبا

عبد الله الدلاصي يقول سمعت الشيخ عبد الله الديسي يقول كشف لي عن أهل المعلى فقلت لهم أتجدون نفعا بما يهدى اليكم من قراءة ونحوها قالوا ليس نحن محتاجين الى ذلك قال فقلت لهم ما منكم أحد واقف الحال قالوا ما يقف حال أحد في هذا المكان وعن وهب بن منبه قال مكتوب في التوراة ان الله عز وجل يبعث يوم القيامة سبعمائة ألف ملك من العرش بيد كل ملك منهم سلسلة من ذهب الى البيت الحرام يقول قودوه الى المحشر فيقودونه فينادي ملك سيري يا كعبة الله فتقول لا حتى أعطى سؤلي فينادي ملك سلي فتقول يارب شفعني في جيراني الذين دفنوا حولي من المؤمنين فيقول أعطيتك ذلك فيحشر المؤمنين بمكة كلهم بيض الوجوه محرمين ملبين حول الكعبة فتقول الملائكة سيري يا كعبة الله فتقول لا حتى أعطى سؤلي فينادي ملك سلي فتقول يارب عبادك المذنبون الذين وفدوا الى من كل فج عميق أسألك يارب أن تؤمنهم من الفزع الاكبر فيقول الله قد شفعتك فيهم ثم ينادي مناد الا من زار الكعبة فليعتزل من بين الناس فيجمعهم الله سبحانه وتعالى حول الكعبة بيض الوجوه آمنين من النار ويطوفون ويلبون ثم ينادي ملك يا كعبة الله سيري فتقول لبيك لبيك ثم يمرونها الى المحشر فأول من يحشر محمد صلى الله عليه وسلم فتقول الكعبة يا محمد اشفع لمن لم يزورني من زارني فأنا شفيعه رواه سليمان بن داود السواري في كتابه المسمى بهجة الانوار من حقيقة الاسرار والقرشي في البحر والله سبحانه وتعالى أعلم وصلى الله على سيدنا محمد كلما ذكره الذاكرون وغفل عن ذكره الغافلون وسلم تسليما كثيرا والحمد لله رب العالمين

الباب الخامس في آداب حسن المجاورة ولزوم الادب بها

فأقول وبالله التوفيق

اعلم أن من أراد المجاورة بمكة المشرفة شرفها الله تعالى ينبغي له أن يتأدب بآداب أهل التقى لانها حضرة الله الخاصة في الارض ففي المشكاة عن عياش بن أبي ربيعة المخزومي رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تزال هذه الامة بخير ما عظموا هذه الحرمة حق تعظيمها فاذا ضيعوا ذلك هلكوا رواه ابن ماجه ذكر القطب الرباني والغوث الصمداني ولي نعمتنا سيدي الشيخ عبد الوهاب الشعراني أفاض الله علينا من بركاته آمين في كتابه المسمى لطائف المنن والاخلاق آدابا كثيرة لمن يريد المجاورة بمكة شرفها الله تعالى ثم قال ومن لم يكن متحققا بها والا فهو بصير

بنفسه (فمنها) أن لا يخطر ببال من يجاور معصية قط مدة مجاورته بمكة ولو في بيته فضلا عن المسجد الحرام فضلا عن الطواف فضلا عن الصلاة لانه في حضرة الله تعالى التي ما في الارض بقعة أشرف منها الا تربة رسول الله صلى الله عليه وسلم فمن لم يعلم من نفسه السلامة فلا ينبغي له الاقامة هناك حتى يجاهد نفسه قال الشيخ سيدي محيي الدين وممن أقام بمكة خمسين سنة لم يخطر على باله خاطر سوء سليمان الرميلي رضي الله عنه وفي القرآن العظيم ومن يرد فيه بالحاد بظلم نذقه من عذاب أليم فتوعد من أراد فيه ظلما ما بالعذاب الاليم ولو لم يعمل ذلك الظلم فهو مستثنى عند بعضهم من حديث أن الله تجاوز عن أمتي ما حدثت بها أنفسها ما لم يعمل به الحديث كما هو مقرر في كتب الاصول والله غفور رحيم وهذا هو السبب الذي دعا عبد الله بن عباس الى سكنى الطائف دون مكة فاحتاط لنفسه وان كان وقوع الظلم منه لنفسه أولا حد من الخلق بعيدا منه لحفظه رضي الله عنه من الوقوع في مثل ذلك لانه أعلى مقاما من الاولياء الذين حفظوا بعده من الوقوع في المعاصي بيقين فافهم وكذلك كره الامام مالك والشعبي رضي الله عنهما المجاورة بمكة وقالا ما لنا ولبلد تضاعف فيها السيآت كما تضاعف الحسنات ويؤاخذ الانسان فيها بالخاطر اه ثم لا يخفى عليك يا أخي ان من الظلم سوء ظنك بأخيك المسلم وبغضك له بغير حق كما يقع فيه من لم يكن بيده حرفة هناك ولا معه مال ينفق منه على نفسه فيصير متطلعا لما في أيدي الخلائق وكل من لم يفتقده بشيء يصير يحط عليه في المجالس ولو تعريضا ويصفه بالبخل وذلك ظلم منه لاخيه فمثل هذا رب أذاقه الله العذاب الاليم فيجعله يطمع فيما في أيدي الناس ويقسي قلوبهم عليه ويلقى عليه الجوع الذي لا يحتمله ولا يصبر عليه فلا هو يقدر على نفسه ترجع عن الطلب ولا هم يطعمونه شيأ نسأل الله اللطف انه على ما يشاء قدير (ومنها) أن يأكل الحلال الصرف مدة اقامته وذلك اما بعمل حرفة شرعية كما كان الفضيل بن عياض وسفيان بن عيينة وابراهيم بن أدهم يفعلون وأما أن يتوجه الى الله تعالى أن يسخر له الحلال من بين فرث ودم الشبهات فيرزقه من حيث لا يحتسب كطعام الانبياء والاولياء وذلك أن من أكل غير الحلال قسى قلبه وغلظ وأظلم وحجب عن دخول حضرة الله تعالى فلا يقدر على قلبه يمكث لحظة في حضرة الله تعالى بل كلما أضطره الى الدخول زهق منه وخرج وتشتت فلا يقدر يستحضر أنه بين يدي الله زمنا طويلا أبدا واذا حجب عن دخول حضرة الله تعالى فما فائدة مجاورته

بمكة وهذا من اعظم الشقاء لانه يصير بعيدا فى محل القرب قال العارف بالله شيخنا سيدى محمد الفاسى أفاض الله علينا من بركاته ان القلب له ستمائة ألف عين وستون ألف عين وكلها مصدأة من أكل الشبهات وكثرة الغفلة وظلم العباد ولم تنفتح كلها الا للنبى صلى الله عليه وسلم ويؤيده الحديث ان القلوب تصدأ كما يصدأ الحديد ولكل شئ مصقلة ومصقلة القلوب ذكر الله تعالى فمنهم من يفتح له من عيون قلبه ألف عين ومنهم من يفتح له ألفا عين ومنهم من يفتح له أقل ومنهم من يفتح له اكثر كل أحد بحسب تيقظه من الغفلة وذكره ومجاهدته قال تعالى والذين جاهدوا فينا لنهدينهم سبلنا الآية (ومنها) أن لا يبيت وعليه دينار أو درهم دين لاحد الا أوفاه له أو أوصى به (ومنها) أن لا يسأله أحد فى الحرم شيأ ويمنعه منه الا أن كان هو أحوج اليه من السائل لاسيما ان سأله أحد بالله أو قال له أعطنى نصفا بحق رب هذه الكعبة فمن سئل شيأ هناك وكان يقدر عليه ومنعه فهو لم يعرف عظمة الله تعالى واذا لم يعرف عظمته فهو مطرود ولا يعبأ الله به ولو انه كان جالسا عند أحد من ملوك الدنيا وسأله انسان لاجل ذلك الملك نصفا لربما أعطاه دينارا فليتنبه المجاور بمكة لمثل ذلك فان الحق تعالى غيور وهو كريم حليم (ومنها) أن لا يحن قط الى وطنه وبلاده وأصحابه وأولاده فيصير ملتفتا عن حضرة ربه وظهره اليها ووجهه الى الدنيا ومعلوم أن العطايا والمنح لا تكون الا للمقبلين على حضرة الله تعالى وأن المدبر عنها فى حضرة ابليس لعنه الله (ومنها) أن لا يميل قط الى شهوة محرمة ولا مكروهة فلا يخطر على باله كما مر ومراعاة ذلك عسرة جدا على من يجاور بمكة فى الحرم من غير زوجة ولا أمة وهو شاب ولذلك حج بعض الاكابر من العلماء العاملين بزوجاتهم وتحملوا مؤنة حملهن ذهابا وايابا كل ذلك خوفا أن تميل أنفسهم الى الجماع هناك وليس معهم أحد من حلائلهم (ومنها) أن يقلل الاكل جهده ويجعل أكثر غذائه زمزم ولا يأكل حتى تحصل له مقدمات الاضطرار الشرعى حتى يجد أمعاءه تلدغ بعضها بعضا (فائدة)* قال شيخنا رضى الله عنه اذا امتلأ بطنك من الطعام فاكثر من ذكر الله تعالى فانه يتصرف ما فى بطنك ولا يضرك أبدا اه (ومنها) ان لا يأكل قط وعين تنظر اليه من المحتاجين الا ان اشرك ذلك الفقير معه فى الاكل وهذا من اعظم الاسباب الذى امتنعنا لاجلها (ومنها) أن لا يعانى هناك الملابس الفاخرة الغالية الثمينة ولا الروائح الطيبة الا ان

علم انه ليس فى مكة جيعان ولا عريان والا فمن الادب صرف ثمن مازاد عن الضرورة الى الفقراء والمساكين وان لبس الثياب الخشنة أو الخليقات والمرقعات كان أولى وأكثر تواضعا ويجمع ذلك كله ان من آداب المجاور بمكة أن لا يتميز عن اخوانه المسلمين بمأكل ولا ملبس ولا غيرهما حسب طاقته وعزمه ولا يرد سائلا بالله اجلالا لله تعالى الذى هو فى حضرته (ومنها) أن لا يرى نفسه قط أنه خير من أحد من المسلمين فى سائر أقطار الارض فان هذا ذنب ابليس الذى أخرج من حضرة الله لاجله وطرد ولعن الى يوم القيامة اللهم الا أن يرى انه خير من حيث نعمة الله تعالى عليه بالتوفيق فى الحالة الراهنة أكثر مما أنعم به على ذلك الشخص ويرجو لنفسه حسن الخاتمة من غير أن يعتقد سوء خاتمة ذلك الشخص ولا ان نفسه أولى بها منه والعياذ بالله تعالى ثم لا يخفى ان أهل الحضرة كلهم مقهورون لا ملعونون فمن تعاطى أسباب اللعن أخرج من الحضرة فافهم (ومنها) ألا يبول ولا يتغوط فى الحرم الا اذا كان يتأتى له من البول والتغوط خارج الحرم ضرر وقد كان أبو عثمان المغربى والفضيل بن عياض وسفيان بن عيينة يفعلونه هكذا نقله القشيرى عن ابن عثمان المغربى وغيره (ومنها) أن لا يمشى فى الحرم الشريف بتاسومة وهى المزدا لا لضرورة كشدة حر أو برد أو جرح أو نحو ذلك فان الحرم الشريف محل جباه الاولياء والملائكة ولو كشف للمؤمن الحجاب لم يجد فى الحرم الشريف محلا يمشى فيه برجله لكثرة الساجدين ليلا ونهارا قال سيدى الشيخ عبد الوهاب الشعرانى قدس الله سره آمين وقد وقع ذلك لاخى سيدى الشيخ أفضل الدين فكاد أن يذوب من الحياء والخجل من الاولياء الساجدين فتوجه الى الله تعالى وسأله أن يرخى عليه الحجاب فحجبه عن ذلك حتى طاف وصلى ما كتب له وكذلك وقع مثل ذلك لشخص من مريدى سيدى الشيخ أحمد الزاهد فصار اذا مشى ينحرف يمينا وشمالا ويقول دستور والناس لا ينتظرون هتاك أحدا فاخبرهم بذلك فمنهم من أنكر ومنهم من صدق فرأى مثل ما رأى وصار يقول ما أرى موضعا خاليا من الساجدين من الجن والملائكة (ومنها) أن لا يرى منه عبادة وقعت هناك على وصف الكمال من غير احتجاب أبدا لئلا يقع فى الزهو فيهلك أما الاعتراف بالنعمة فلا بأس به (ومنها) أن لا يستحلى قول من قال فى حقه هنيأ لفلان الذى أقام بمكة مثلا وأقبل على عبادة ربه فمتى استحلى ذلك فهو دليل على عدم خلاصه وحبه للرياء والسمعة (ومنها) أن لا يذكر أحدا بسوء من سكان الحرم وسائر

أقطار الارض (ومنها) أن يخاف تعجيل العقوبة حالا فلا يفعل مكروها كان يحلف بالبيت كاذبا فقد أخبرني شيخي سيدي محمد الفاسي نفعنا الله به ان رجلا أودع وديعة عند رجل آخر الى أن ينزل من عرفة فبعد نزوله من عرفة أتى اليه يطلبه أمانته فأنكرها وقال له اشتكيني فقال له ما اشتكيك ولكن انزل معي الى الكعبة واحلف لي بها اني ما أعطيتك شيأ وأنا أصدقك فنزل معه وحلف له بها أي بالكعبة انه ما أعطى له شيأ فتركه ومضى فمن الغد من ذلك اليوم أتى ذلك الرجل لينظر صاحبه فمنعته زوجته من الدخول عليه فقال لها ما الخبر فقالت البارح مات فكشفت وجهه فاذا هو ممسوخ وجه كلب ثم كشفه الرجل فوجد وجهه وجه كلب نعوذ بالله من الجراءة على ذلك اه وذكر القرشي رحمه الله قضية رجل يقال له اساف قد فجر بامرأة يقال لها نائلة في المسجد الحرام فمسخا جميعا من وقتهما حجرين وذكر أيضا قضية الرجل الذي كان في الطواف فبرق له ساعة امرأة فوضع ساعده على ساعدها متلذذا به فالتصق ساعداهما قال وجاءت امرأة الى البيت العتيق تعوذ به من ظالم فمد يده اليها فصار اشل قال ورجل نظر الى شخص أمرد في الطواف وقد استحسنه فسالت عيناه من حينه ومن أعظم ذلك أمر تبع وأصحاب الفيل على ما هو ظاهر قال ابن عباس رضي الله عنهما لأن أذنب سبعين ذنبا بركبة أحب الي من أن أذنب ذنبا واحدا بمكة (وروى) عن وهب بن الوردي المكي رحمه الله قال كنت ليلة في الحجر أصلي فسمعت كلاما بين الكعبة والاستار يقول الى الله أشكو ثم اليك يا جبريل ما ألقى من الطائفين حولي من تفكههم الحديث ولغوهم ولهوهم لئن لم ينتهوا عن ذلك لا تنفضن انتفاضة يرجع كل حجر مني الى الجبل الذي قطع منه اه ولهذا كان سيدنا عمر بن الخطاب رضي الله عنه يدور على الحجاج بعد قضاء النسك بالدرة ويقول يا أهل اليمن يمنكم ويا أهل الشام شامكم ويا أهل العراق عراقكم فانه أبقى لحرمة بيت ربكم في قلوبكم من البحر العميق مناسك القرشي ولذلك هم عمر رضي الله عنه بمنع الناس من كثرة الطواف وقال خشيت أن يأنس الناس من هذا البيت فتزول هيبته من صدورهم فينبغي لكل من هو بمكة من أهلها والمجاورين من الحجاج والزائرين ان يقدروا قدرها ويعظموا حرمتها ويلاحظوا سرها ويتأملوا فضيلتها ويستديموا ما أصبحوا به من نعمة جوارهم لبيت الله بشكر القيام بحقه ويتجنبوا فيه كثيرا من المباحات التي لا تليق بمحله وينزهوا عن اللهو فيها واللعب

والترفهات التى لا فائدة فيها فانها بلد عبادة لا بلد رفاهة ومكان اجتهاد لا مكان راحة ومحل تيقظ وفكرة لا محل سهو وغفلة (روى) أن المهدى العباسى رحمه الله لما ولى الخلافة أمر بنفى نفر من المغنيين ومنع فيها من الغناء وأخرج كل من فيها من المتشبهات من النساء بالرجال ومن المتشبهين من الرجال بالنساء ومنع فيها من لعب الشطرنج وغيره من الامور التى تجر الى اللهو والطرب وطهرها من المباحات الملهية عن الصلوات المشغلة عن اغتنام القرب والزم حجبة الكعبة اجلالها وتوقيرها وتنزيهها وتطهيرها للزائرين وتجهيزها وفتح بابها بالسكينة والخشوع والانصاف عند دخولها بحالة الهيبة والخضوع وزجر النساء عند الخروج الى المسجد متعطرات وكف الكافة عن الامام بها على ارتكاب مكروه وترك مندوب فما ظنك بعد ذلك بما يكون من صريح الحرام وظلامات الانام أو أنواع الغيبة أو البهتان أو تطفيف المكيال أو تخسير الميزان أو غشيان الزنا أو شرب الخمور والاقدام على الربا وارتكاب الفجور فلا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم * (تنبيه) * وبالجملة فليعلم أن أمر المذنب بمكة عظيم وحرى بأن يورث مقت الله الكريم فان المعصية وان كانت فاحشة حيث وجدت لكنها فى حضرة الاله وفناء بيته ومحل اختصاصه أفحش وأقبح وكما ان المعصية تضاعف عقوبتها بالعلم اذ ليس عقاب من يعلم كعقاب من لا يعلم وبشرف النفس فى نفسه كما قال تعالى فى حق أزواج النبى صلى الله عليه وسلم من يأت منكن بفاحشة مبينة يضاعف لها العذاب ضعفين وبشرف الزمان كالمعصية فى شهر رمضان والوقت فى مدة الاحرام فكذلك أيضا لا يبعد أن يتضاعف عقوبة المعصية بسبب شرف مكان الحرم وعظم حرمته وأى شئ أعظم من مبارزة الملك الجليل فى حرمة ومخالفته فى محل حضرته فليبادر الانسان من حينه الى الذل والانكسار والتوبة والافتقار والندم والاستغفار فقد ورد أن الله سبحانه وتعالى يبسط يديه بالليل ليتوب مسىء النهار نسأل الله أن يصلح نياتنا وأن يحفظنا من هفواتنا وأن يرزقنا حسن الادب فى هذه البلدة الطاهرة وأن يسلك بنا الصراط المستقيم ويعطينا بها خيرى الدين والدنيا والآخرة انه على ما يشاء قدير وبالاجابة جدير وصلى الله على سيدنا محمد كلما ذكره الذاكرون وغفل عن ذكره الغافلون وسلم تسليما كثيرا والحمد لله رب العالمين

الفصل التاسع فى منع من كان فيها مستقيما ثم يطلب الخروج منها الى غيرها فأقول وبالله التوفيق

من أعظم ما يستدل به على ذلك ماذكره الحسن البصرى فى أول رسالته لبعض اخوانه من عباد الحرم يمنعه من الخروج من مكة الى اليمن لما علم من حسن استقامته فقال بعد ان حمد الله وصلى على النبى صلى الله عليه وسلم اعلم يا أخى أبقاك الله انه بلغنى انك قد أجمعت رأيك على الخروج من حرم مكة حرم الله تعالى وانى والله كرهت ذلك وغمنى واستوحشت من ذلك وحشة شديدة اذا أراد الشيطان أن يزعجك من حرم الله تعالى و يستنزلك فيا عجبا من عقلك اذ نويت من نفسك بعد أن جعلك الله من أهله ولوانك حمدت الله تعالى على ما أولاك وأعلاك فى حرمه وأمنه وصيرك الله من أهله لكان الواجب عليك شكره أبدا مادمت حيا ولكنت مشغولا بعبادة الله عز وجل أضعاف ما كنت عليه ان جعلك من أهل حرمه وأمنه وجيران بيته فاياك ثم اياك يا أخى والظعن منها شبرا واحدا فانه ورد فى الخبر المقام بمكة سعادة والخروج منها شقاوة واياك ثم اياك والقلق والضجر وعليك بالصبر والصمت والحلم فانك فى خير أرض الله تعالى اليه وأفضلها وأعظمها قدرا وأشرفها عنده فنسأل الله تعالى أن يوفقنا واياك للخيرات فانه الحنان المنان ولا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم وفى رسالته أيضا عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال من استطاع منكم أن يموت فى أحد الحرمين فليمت فيه فانى أول من أشفع له وكان يوم القيامة آمنا من عذاب الله تعالى ولا حساب عليه ولا عذاب ولله فى جيران بيته أسرار لمن تعرض لها فى شطر الليل كما نقلت فى ذلك عن بعضهم أبياتا

أما والله ذاك هو الرخاء * وهذا الخصب للظمآن ماء
وهذا مهبط الاملاك جمعا * وهذا البيت قل هذا الحماء
وهذا مركز النور الالهى * وهذا مطلب الجانى الهباء
فيا من قد أناخ بربع ليلى * فلا تبرح فذاك هو الرضاء
واحذر أن تكون لخير أرض * تضييع الدين تبدله شقاء
تزود من تقاه فى عفاف * تعرض للتمتع والعطاء
تفرس للطواف بشطر ليل * وللتصليع من ماء شفاء

وللركعات خلف من مقام * به الخليل له نداء
وللحجر الامين فكن ملازم * ليشهد من تناوله الوفاء
وصلى الله على سيدنا محمد كلما ذكره الذاكرون وغفل عن ذكره الغافلون وسلم تسليما كثيرا والحمد لله رب العالمين

الفصل العاشر في المحافظة على الصلاة في المسجد الحرام جماعة في أوقاتها فأقول وبالله التوفيق

اعلم أن مسجد مكة أفضل من مسجد المدينة ومسجد المدينة أفضل من المسجد الاقصى والمسجد الاقصى أفضل من مسجد الجماعة ومسجد الجماعة أفضل من غيره من المساجد وحيث أطلق المسجد فالمراد به مسجد مكة والمدينة كذا ذكره المرجاني في التاريخ والقرشي في المناسك وعن ابن الزبير رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صلاة في مسجدي هذا أفضل من ألف صلاة فيما سواه من المساجد الا المسجد الحرام وصلاة في المسجد الحرام أفضل من مائة صلاة في مسجدي رواه أحمد باسناد على رسم الصحيح وابن حبان في صحيحه وصححه ابن عبد البر وقال انه الحجة عند التنازع نص في موضع الخلاف قاطع له عند من ألهم رشده ولم يمل به عصبية وقال ان مضاعفة الصلاة بالمسجد الحرام على مسجد النبي صلى الله عليه وسلم بمائة صلاة وقال انه مذهب عامة أهل الاثر اه وعن أنس بن مالك رضي الله عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم قال صلاة الرجل في بيته بصلاة وصلاته في مسجد القبائل بخمس وعشرين صلاة وصلاته في مسجد يجمع فيه بخمسمائة صلاة وصلاته في بيت المقدس بخمسة آلاف صلاة وصلاته في مسجد المدينة بخمسين ألف صلاة وصلاته في المسجد الحرام بمائة ألف صلاة أخرجه الطبري في التشويق وعن الارقم انه جاء الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال أين تريد فقال أردت يا رسول الله ههنا وأما بيده الى بيت المقدس قال وما يخرجك اليه تجارة قال لا ولكن أردت الصلاة فيه قال فالصلاة ههنا وأومأ بيده الى مكة خير من ألف صلاة ههنا وأومأ بيده الى الشام أخرجه الامام أحمد وعن أبي الدرداء رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال فضل الصلاة في المسجد الحرام على غيره بثلاثة آلاف صلاة وفي مسجدي بالف صلاة وفي مسجد بيت المقدس بخمسمائة صلاة وهو حديث غريب من حديث

سعد بن بشير عن اسماعيل بن عبد الله عن أم الدرداء عن أبي الدرداء والصحيح ما تقدم من حديث ابن الزبير اه وعن ابن عباس رضي الله عنهما قال قرأ رسول الله صلى الله عليه وسلم ان في هذا لبلاغا لقوم عابدين قال هي الصلوات الخمس في المسجد الحرام بالجماعة وعن وهب بن منبه قال وجدت مكتوبا في التوراة من شهد الصلوات الخمس في المسجد الحرام كتب الله له بها اثني عشر ألف ألف صلاة وخمسمائة ألف صلاة رواهما الجندي في فضائل مكة واختلف العلماء رحمهم الله ما المراد بالمسجد الحرام الذي تضاعف فيه الصلوات على أربعة أقوال الاول انه الحرم كله فعن ابن عباس رضي الله عنهما قال الحرم كله هو المسجد الحرام أخرجه سعيد بن منصور وأبو ذر ويتأيد بقوله تعالى والمسجد الحرام الذي جعلناه للناس سواء العاكف فيه والباد ومن يرد فيه بالحاد بظلم نذقه من عذاب أليم وقوله تعالى وصدوكم عن المسجد الحرام وكان المشركون صدوا رسول الله صلى الله عليه وسلم وأصحابه عن الحرم عام الحديبية فنزل خارجا عنه وقوله تعالى سبحان الذي أسرى بعبده ليلا من المسجد الحرام وكان ذلك في بيت أم هانيء على بعض الاقوال والثاني أنه مسجد الجماعة وهو المكان الذي يحرم على الجنب المكث فيه واختاره بعضهم وقال التفضيل مختص بالفرائض وان النوافل في البيوت أفضل من المسجد لحديث عبد الله بن سعد لأن أصلي في بيتي أحب الي من أن أصلي في المسجد وحديث زيد بن ثابت خير الصلاة صلاة المرء في بيته الا المكتوبة والثالث انه مكة المشرفة ونقل الزمخشري في الكشاف في تفسير قوله تعالى ان الذين كفروا ويصدون عن سبيل الله والمسجد الحرام عن أصحاب أبي حنيفة رضي الله عنه أن المراد بالمسجد الحرام مكة قال واستدلوا على امتناع جواز بيع دور مكة واجارتها والرابع أنه الكعبة قال القاضي عز الدين بن جماعة وهو أبعدها والاوجه الاول وذهب الامام مالك رضي الله عنه ونفعنا به أن الصلاة في مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم أفضل من الصلاة في المسجد الحرام وعد غيره من باقي الائمة ان الصلاة في المسجد الحرام أفضل من الصلاة في مسجده صلى الله عليه وسلم لما تقدم من حديث بن الزبير رضي الله عنه فان قيل قد جاء عن ابن عباس رضي الله عنهما ان حسنات الحرم كل حسنة مائة ألف حسنة وهذا يدل على أن المراد بالمسجد الحرام في فضل تضعيف الصلاة الحرم جميعه لانه عم التضعيف في جميع الحرم (اجاب) عنه الشيخ محب الدين الطبري بأنا نقول بموجب حديث ابن

عباس

عباس ان حسنة الحرم مطلقا بمائة ألف لكن المسجد مخصوص بتضعيف زائد على ذلك والصلاة فى مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم بألف صلاة كل صلاة بعشر حسنات كما جاء عن الله عز وجل فتكون بعشرة آلاف حسنة والصلاة فى المسجد الحرام بمائة صلاة فى مسجد النبى صلى الله عليه وسلم وقد بينا أنها فى مسجده بعشرة آلاف فتكون الصلاة فى المسجد الحرام بألف ألف حسنة فعلى هذا تكون حسنة الحرم بمائة ألف وحسنة الحرم المكى أما مسجد الجماعة وأما الكعبة على اختلاف القولين بألف ألف ويقاس بعض الحسنات على بعض ويكون ذلك مخصوصا بالصلاة الخاصة فيها اهـ والله سبحانه وتعالى أعلم قال الشيخ أبو بكر النقاش رحمه الله فحسبت ذلك فبلغت صلاة ذلك صلاة واحدة فى المسجد الحرام عمر خمسة وخمسين سنة وستة أشهر وعشرين ليلة وأما الصلاة يوم وليلة فى المسجد الحرام وهى خمس صلوات عمر مائتى سنة وسبعة وسبعين سنة وتسعة أشهر وعشر ليال انتهى (وحكى) المرجانى فى بهجة النفوس عن النقاش فى صلاة واحدة عمر خمسين سنة ولم يقل خمسة وخمسين وفى صلاة يوم وليلة عمر مائتى سنة وسبعين ولم يقل وسبع وسبعين وما ذكر يحصل بصلاة المنفرد نفلا وتزيد الحسنات بصلاة المكتوبة بجماعة على ما ورد به الحديث الصحيح عن النبى صلى الله عليه وسلم ان صلاة الجماعة تفضل صلاة الفذ بخمس وعشرين وفى رواية بسبع وعشرين درجة انتهى قال الامام العلامة تقى الدين أبو عبد الله محمد بن اسماعيل بن على بن محمد بن أبى الصيف اليمنى فى جزء مضاعفة الصلاة التى هى خير الاعمال فى المساجد الثلاثة المشد ود اليها الرحال واختلاف الروايات فى التضعيف يحتمل ان صحت كلها أن يكون حديث الاقل قبل حديث الاكثر ثم تفضل مولانا الاله سبحانه وتعالى بالاكثر شيأ بعد شئ كما قيل فى الجمع بين رواية أبى هريرة فى فضل الجماعة بخمس وعشرين وبين رواية ابن عمر بسبع وعشرين ويحتمل أن يكون الاعداد نزل على الاحوال فقد جاء ان الحسنة بعشر أمثالها الى سبعين الى سبعمائة وانها تضاعف الى غير نهاية قال الله تعالى والله يضاعف لمن يشاء (وروى) تفكر ساعة خير من قيام ليلة (وروى) خير من عبادة سبعين سنة وذلك لتفاوت الاحوال وقد يصلى رجلان فيكتب للحاضر القلب أجرها ولا يكتب للغافل الا أجر ما حضر فيه قلبه فيجوز أن تكون المضاعفة الموعودة ههنا تختلف بأحوال المصلين والله سبحانه وتعالى أعلم وصلى الله على سيدنا محمد كلما ذكره الذاكرون وغفل عن

ذكره الغافلون وسلم تسليما كثيرا والحمد لله رب العالمين

الخاتمة نسال الله حسنها فى البر وما جاء فى الصدقة على اهلها وحفظ الادب مع وفد الله والمجاورين بها

فأقول وبالله التوفيق

عن ابن عباس رضى الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خلق الله جنة عدن بيده ودلى فيها ثمارها وشق فيها أنهارها ثم نظر اليها فقال لها تكلمى فقالت قد أفلح المؤمنون فقال وعزتى وجلالى لا يجاورنى فيك بخيل رواه الطبرانى فى الكبير والاوسط باسنادين أحدهما جيد ورواه ابن أبى الدنيا فى صفة الجنة من حديث أنس بن مالك وعن ابن عباس رضى الله عنهما قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول السخاء خلق الله الاعظم رواه أبو الشيخ وابن حبان وغيره قوله خلق بضم اللام وعن عبد الله بن مسعود رضى الله عنه ان النبى صلى الله عليه وسلم قال تجافوا عن ذنب السخى فان الله آخذ بيده اذا عثر رواه ابن أبى الدنيا وابن المنذر فى الترغيب وعن أنس رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من لقى أخاه المسلم بما يحب يسره بذلك سره الله عز وجل يوم القيامة رواه الطبرانى فى الصغير باسناد حسن وعن عائشة أم المؤمنين رضى الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من أدخل على أهل بيت من المسلمين سرورا لم يرض الله له ثوابا دون الجنة رواه الطبرانى وابن المنذر وغيرهما وعن عبد الله بن عمر رضى الله عنهما ان رجلا جاء الى النبى صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله أى الناس أحب الى الله فقال أحب الناس الى الله أنفعهم لعباده وأحب الاعمال الى الله عز وجل سرور تدخله على مسلم تكشف عنه كربة أو تقضى عنه دينا أو تطرد عنه جوعا ولان أمشى مع أخ فى حاجة أحب الى من أن أعتكف فى هذا المسجد يعنى مسجد المدينة شهرا ومن كظم غيظه ولو شاء أن يمضيه أمضاه ملأ الله قلبه يوم القيامة رضى ومن مشى مع أخيه فى حاجة حتى يقضيها له ثبت الله قدميه يوم تزل الاقدام رواه الاصبهانى واللفظ له ورواه ابن أبى الدنيا وابن المنذر فى الترغيب وعن أبى هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان أحبكم الى أحاسنكم أخلاقا الموطؤن اكنافا الذين يألفون ويؤلفون وان أبغضكم الى المشاؤن بالنميمة المفرقون بين الاحبة

الملتمسون للبرآء العنت رواه الطبرانى فى الصغير والاوسط وغيرهما وعن عامر بن ربيعة رضى الله عنه ان رجلا أخذ نعلى رجل فغيبهما وهو يمزح فذكر ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال النبى صلى الله عليه وسلم لا تروعوا المسلم فان روعة المسلم ظلم عظيم رواه البزار والطبرانى وعن عبد الله بن عمر رضى الله عنهما قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من أخاف مؤمنا كان حقا على الله أن لا يؤمنه من أفزاع يوم القيامة رواه الطبرانى وعن ابن عمر رضى الله عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال احتكار الطعام بمكة الحاد رواه الطبرانى فى الاوسط من رواية عبد الله ابن المؤمل وعن أبى هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من احتكر حكرة يريد أن يغالى بها على المسلمين فهو خاطئ وقد برئت منه ذمة الله رواه الحاكم وابن المنذر وعن الهيثم بن رافع عن أبى يحيى المكى عن فروخ مولى عثمان بن عفان يرفعه الى عمر بن الخطاب قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من احتكر على المسلمين طعامهم ضربه الله بالجذام والافلاس رواه الاصبهانى وغيره وعن عمر رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الجالب مرزوق والمحتكر ملعون رواه ابن ماجه والحاكم كلاهما عن على بن سالم وغيره وعن عبد الله بن زياد رضى الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من دخل فى شئ من أسعار المسلمين ليغليه عليهم كان حقا على الله ان يقذفه فى جهنم رأسه أسفل وفى رواية كان حقا على الله تعالى أن يقذفه فى معظم من النار رواه زيد بن مرة عن الحسن والطبرانى فى الكبير والاوسط وعن الحسن رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حصنوا أموالكم بالزكاة وداووا مرضاكم بالصدقة واستقبلوا أمواج البلاء بالدعاء والتضرع رواه أبو داود فى المراسيل وعن بريدة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم النفقة فى الحج كالنفقة فى سبيل الله الدرهم بسبعمائة ضعف رواه أحمد وابن أبى شيبة وابن المنذر وعن عائشة رضى الله عنها ان النبى صلى الله عليه وسلم قال لها فى عمرتها ان لك من الاجر على قدر نصبك ونفقتك رواه الدارقطنى وعنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا خرج الحاج من بيته كان فى حرز الله فان مات قبل أن يقضى نسكه رفع أجره على الله وان بقى حتى قضى نسكه غفر له وانفاق الدرهم الواحد فى ذلك الوجه يعدل أربعين ألفا فيما سواه رواه الحافظ زكى الدين عبد العظيم المنذرى وعن أبى هريرة رضى الله عنه قال قال رسول

ومن قول سبيعة بنت الذيب لابنها خالد بن عبد مناف وكان والى على مكة تنهاه عن الظ فيها وانه يؤم تعجل عقوبته

ابنى لا تظلم بمكـ * ـة لا الكبير ولا الصغير
واحفظ محارمها ولا يغررك بالله الغرور
ابنى من يظلم بمكـ * ـة يلق أطراف الشرو
ابنى يضرب وجهه ويلح بخديه السعور
ابنى قد جربتها * فوجدت ظالمها يبو
الله أمنها وما * بنيت بعرصتها قصور
والله أمن طيرها * والعصم تأمن فى ثبير
ولقد غزاها تبع * وكسى لبنيتها الحبير
وأذل ربى ملكه * فيها واوفى بالنذور
يمشى اليها حافيا * بفنائها ألفا بعير
ويظل يطعم أهلها * لحم المهادى والجزور
ويسقيهم العسل المصفـ

الله صلى الله عليه وسلم عام حجة الوداع بمكة الحاج والعمار وفد الله يعطيهم ما سألوا
و يستجيب لهم ما دعوا ويخلف عليهم ما أنفقوا و يضاعف لهم الدرهم بألف ألف
درهم والذى بعثنى بالحق الدرهم الواحد منها أفضل من جبلكم هذا وأشار الى أبى
قبيس رواه الفاكهى وعن ابن الجوزى قال وفعل الخير فى تلك الطريق أفضل من
فعله فى غيرها اه وعن أنس رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
من سقى مؤمنا شربة ماء فكأنما أحيى سبعين نبيا قيل وكيف يا رسول الله قال وذلك
لانه خرج سبعون نبيا من بنى اسرائيل فى المفازة ومعهم قربة من ماء فنام واجميعا
فجاءت فأرة وقرضت القربة فسال ماؤها فاستيقظوا فماتوا كلهم عطشا رواه
الزندونسى فى روضة العلماء قال الامام جعفر الباقر ما بعبأ من يؤم هذا البيت اذا لم
يأت بثلاث و رع يحجره أى يمنعه عن محارم الله تعالى وحلم يكف به غضبه وحسن
الصحبة لمن يصحبه من المسلمين قال بعضهم ومن أعظمها أن ينوى النفع لجيران الحرم
فانه ينبغى نفعهم كيف ما أمكن ففى الخبر الجالب لبلدتنا هذه كالمتصدق على أهلها
أو كما قال (وأما ما جاء فى حفظ الادب مع وفد الله والمجاورين بها) فينبغى لكل مؤمن
يؤمن بالله واليوم الآخر أن يكرم الحاج ويخالقه بالخلق الحسن فانه من وفد الله
وضيفه فانه وفى الخبر من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكرم جاره وفيه فليكرم ضيفه
وليحذر الانسان من أن يحتقر فقيرا بمكة أو رجلا يضحك من الحجاج والمجاورين بل اذا
أراد ان ينصحه لله فيكون برفق ولين وكذلك يحذر من سوء الظن فى مجاورى تلك
البقعة الشريفة قال ولى نعمتنا القطب الشعرانى قدس سره فاياك يا أخى وسوء
الظن وسوء الادب مع من تراه مصفوعا فى الاسواق أو يتعاطى الحكايات المضحكات
ونحو ذلك والزم الادب معه فى تلك البقاع وان نصحته على أمر فانصحه بالادب فانه
لا يعطيك الا خيرا وقال أيضا رضى الله عنه وقد علمت أنى لا أنكر قط بالظن على من
دخلت عليه من العلماء والصالحين كما يقع فيه غالب الناس خوفا من المقت اه من
المنن أقول ان مكة شرفها الله تعالى مركز الاولياء وممرهم واستوطانهم خصوصا فى
آخر الزمان فليحذر الانسان من التعرض لاحد فيها بغير طريق شرعى قال سيدى
الشيخ عبد القادر الجيلى قدس الله سره العزيز من وقع فى عرض ولى ابتلاه الله بموت
القلب (حكى) أن رجلا بمكة صار يتهاون ويصيح فاجتمعوا عليه السوقة بالمسعى المعظم
وصاروا يرمونه بقشر الحجب وغيره فجاء أحدهم ورماه بفردة نعال فلحقه ومسكه

الرخيص من الشعير
والفيل أهل جيشة*
يرمون فيها بالصخور
لملك فى أقصى البلا*
وفى الاعاجم والجزير
سمع اذا حدثت وافهم
كل عاقبة الامور

لولا الطبيعة عافهم لكان لهم* أسرار روح سر السر قد ظفرا
جيران مكة جيران الاله لا* يعيون من قد غاب أو حضرا
قال الشيخ عمر الدين الخليلى رحمه الله

وقال

وقال له بفردة نعال ثم دفعه فلم يدر الرجل الا وهو فى أقصى بلاد الصعيد ثم انتبه فجاء الى رجل هناك وقال له ياسيدى ماهذه البلدة قال له من بلاد الصعيد فقال انى غريب فقال له المسؤل ومن قال لك تضربه بالنعال كنت اضربه بقشر البطيخ مثل جماعتك فقال له دخيلك ياسيدى وأنا تائب قال له الصعيدى المسؤل اذهب الى المسجد الفلانى تلقى رجل من صفته كذا وكذا تدخل عليه لعل الله يعطف قلبه عليك فذهب الرجل مثل ما أمره فوجد الرجل المشار اليه فقال له المكى ياسيدى انى تائب فقال له الرجل و بالنعال تضربه ولا تخاف الله تعالى فقال تبت ياسيدى فدفعه فانتبه واذا نفسه فى المسعى والناس يضربون الرجل بقشر الحجب فقال لهم كفوا عنه وحكى لهم بالقصة فتركوه فاختفى ولم ير بعد ذلك اليوم اه (وحكى لى) رجل من أهل مكة ان أولادا كانوا يلعبون عند باب السلام الكبير فجاء لهم رجل مغربى ودفعهم فدفعوه ثم قال لهم بالحمى تكونوا فأصبح الرجل المغربى محموما فجاء الى باب السلام وصار كلما لقى صغيرا قال لهم ياأولاد مكة اسمحوا الى الله اه (وحكى) اليافعى فى روض الرياحين ان الحجاج الثقفى سمع ملبيا يلبى حول البيت رافعا صوته بالتلبية وكان اذ ذاك بمكة فقال على بالرجل فاتى به اليه فقال ممن الرجل قال من المسلمين فقال الحجاج بن يوسف ليس عن الاسلام سألتك قال عمن سألت قال سألتك عن البلد قال من أهل اليمن قال كيف تركت محمد بن يوسف يعنى أخاه قال تركته عظيما جسيما باسارا باخراجا دلاجا قال ليس عن هذا سألتك قال عمن سألت قال سألتك عن سيرته قال تركته ظلوما غشوما مطيعا للمخلوق عاصيا للخالق فقال له الحجاج ما حملك على هذا الكلام وأنت تعلم مكانه منى قال الرجل أتراه بمكانه منك أعز منى بمكانى من الله تبارك وتعالى وأنا وافد بيته أو قال زائر بيته ومتبع دينه فسكت الحجاج ولم يحسن جوابا وانصرف الرجل من غير اذن فتعلق باستار الكعبة وقال اللهم بك أعوذ وبك الوذ اللهم فرجك القريب ومعروفك القديم وعادتك الحسنة رضى الله تعالى عنهم فعلى هذا ينبغى مواساة وفد الله تعالى والرفق بهم بكل ما أمكن روى أنه حج الرشيد فوافى الكوفة فاقام بها أياما ثم ضرب بالرحيل فخرج وخرج بهلول المجنون رضى الله عنه فى جملة من خرج بالكناسة والصبيان يؤذونه حينئذ و يولعون به اذا قبلت هوادج هرون نادى بأعلى صوته ياأمير المؤمنين فكشف هرون السحاب بيده وقال لبيك يابهلول لبيك بابهلول قال ياأمير المؤمنين حدثنا

أيمن بن نائل عن قدامة بن عبد الله الغارمي قال رأيت النبي صلى الله عليه وسلم يمشي على جمل وتحته رحل رث فلم يكن ضرب ولا طرد ولا اليك اليك وتواضعك في سفرك هذا يا أمير المؤمنين خير من تكبرك وتجبرك فبكى هرون حتى سقطت الدموع على الارض ثم قال يا بهلول زدنا رحمك الله قال

هب انك قد ملكت الارض طرا * ودان لك العباد وكان ماذا

أليس غدا مصيرك جوف قبر * ويحثوا التراب هذا ثم هذا

فبكى هرون ثم قال أحسنت يا بهلول هل غيره قال نعم يا أمير المؤمنين رجل آتاه الله مالا وجمالا فأنفق من ماله وعف في جماله كتب في خواص ديوان الله تعالى من الابرار فقال احسنت يا بهلول مع الجائزة قال أردد الجائزة على من اخذتها منه فلا حاجة لي فيها قال يا بهلول ان لك عليك دين قضيناه فقال يا أمير المؤمنين لا تقضى دينا بدين أردد الحق الى أهله فاقض دين نفسك من نفسك فقال يا بهلول أفنجرى عليك ما يكفيك فرفع البهلول رأسه الى السماء وقال يا أمير المؤمنين أنت وانا من عيال الله تعالى فمحال أن يذكرك وينسانى فأسبل هرون السحاب ومشى رواه اليافعي عن عبد الله بن مهران فانظر الى مكارم هذه الاخلاق والرفق والمسايرة من هذا الامير والخوف من الله تعالى فعليك به في طريقك تظفر بكل المنى وخصوصا حسن الظن بالمسلمين ولا سيما المجاورين لبيت الله سبحانه وتعالى ففي منهاج العابدين للامام الغزالي قدس الله سره اذا كان ظاهر الانسان الصلاح والستر لا حرج عليك في قبول صلاته وصدقته ولا يلزمك البحث بأن تقول قد فسد الزمان فان هذا سوء ظن بذلك الرجل المسلم بل حسن الظن بالمسلمين مأمور به اه وعن الحسن ان صحبة الاشرار تورث سوء الظن بالاخيار وفي الحديث ان حسن الظن من الايمان (وفي الحديث) القدسي أنا عند ظن عبدي بي فليظن بي خيرا فالحق سبحانه وتعالى ما أمرنا الا أن نظن به خيرا قال القطب الشعراني في البحر المورود في المواثيق والعهود ينبغي لكل انسان أن يظن الخير بالله سبحانه وتعالى فانك ان ظننت أنه يعفو عنك فعل وان ظننت أنه يدخلك الجنة فعل وان ظننت أنه يثبت قدميك على الصراط فعل وان ظننت أنه يحاسبك فعل وغير ذلك لان الحق سبحانه وتعالى أمرنا بقوله فليظن بي خيرا وعلى هذا ينبغي للعبد أن يرجح الرجاء على الخوف خلافا لمن أمر بترجيح الخوف على الرجاء وقال لا يرجح الرجاء الا عند الاحتضار وأجاب سيدي الشيخ عبد الوهاب بقوله ان قلتم أن العبد لا يرجح الرجاء الا عند الاحتضار

فالانسان

فالانسان فى كل وقت محتضر ولا يدرى متى يقبض فراجعه اه (وأخرج) الشعرانى رضى الله عنه فى كتابه البدر المنير فى غريب أحاديث البشير النذير فى حرف الجيم عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال جئت تسألنى عن سعة رحمة الله وأخبرك ان الله تعالى يقول ما غضبت على أحد غضبى على عبد أتى معصية فتعاظمها فى جنب عفوى فلو كنت معجلا العقوبة أو كانت العجلة من شأنى لعجلت للقانطين من رحمتى ولولم أرحم عبادى الا لخوفهم من الوقوف بين يدى لشكرت ذلك لهم وجعلت ثوابهم منه الامن لما خافوا رواه الرافعى اه وصلى الله على سيدنا محمد كلما ذكره الذاكرون وغفل عن ذكره الغافلون وسلم تسليما كثيرا والحمد لله رب العالمين

تتمة فى ذكر بعض آيات الكعبة البيت الحرام والبلد الحرام والحجر الاسود وآيات المقام ومنى على وجه الاختصار

فأقول وبالله التوفيق

من آياتها الحجر الاسود وما روى فيه أنه من الجنة وما أشربت قلوب العالم من تعظيمه قبل الاسلام (ومنها) بقاء بنيانها الموجود الآن ولا يبقى هذه المدة غيرها من البنيان على ما يذكره المهندسون وانما بقاؤها آية من آيات الله تعالى وهذا معلوم ضرورة لان الارياح والامطار اذا توالت على مكان خرب والكعبة المعظمة مازالت الرياح العاصفة والامطار العظيمة تتوالى عليها منذ بنيت الى تاريخه وذلك ألف ومائتين وسبع وسبعين سنة ولم يحدث فيها بحمد الله تعالى تغير فى بنائها ولا خلل وغاية ما حدث فيها انكسار فلقة من الركن اليمانى وتحرك البيت مرارا وذلك فى سنة اثنين وتسعين وخمسمائة كما ذكره أبو شامة فى الذيل وذكر ابن الاثير والمؤيد صاحب حماه فى أخبار سنة خمس عشرة وخمسمائة ان الركن اليمانى ضعضع فيها وذكر أبو عبيد البكرى ان فى سنة ثلاث وثلاثين وأربعمائة انكسرت من الركن اليمانى فلقة قدر أصبع ولا تزال الكعبة الشريفة باقية الى أن يأتى أمر الله وقضاؤه بتخريب الحبشة لها فى آخر الزمان (ومنها) على ما قاله القرشى نقلا عن الجاحظ أنه لا يرى البيت الحرام أحد ممن لم يكن يراه الا ضحك أو بكى (ومنها) وقع هيبتها فى القلوب (ومنها) كف الجبابرة عنها مدى الدهر (ومنها) اذعان نفوس العرب وغيرهم قاطبة لتوقير هذه البقعة دون ناه ولا زاجر ذكره ابن عطية (ومنها) كونها بوادى غير ذى زرع والارزاق من كل قطر تجبى اليها عن قرب وعن بعد (ومنها)

الآية الثابتة فيها من قديم الدهر وأن العرب كانت تغير بعضها على بعض و يتخطف الناس بالقتل وأخذ الاموال وأنواع الظلم الا فى الحرم وأمن الحيوان فيه وسلامة الشجر وذلك كله للبركة التى خصها الله بها والدعوة من الخليل عليه السلام فى قوله اجعل هذا البلد آمنا والعرب تقول آمن من حمام مكة تضرب المثل بها فى الامن لانها لاتهاج ولا تصاد (حكى) النقاش رحمه الله عن بعض العباد قال كنت أطوف حول الكعبة ليلا فقلت يارب انك قلت ومن دخله كان آمنا فمن ماذا هو آمن يارب فسمعت ملكا يكلمنى وهو يقول من النار ونظرت فتأملت فاكان فى المكان أحد (ومنها) حجر المقام وذلك انه قام عليه ابراهيم عليه السلام وقت رفعه القواعد من البيت لما طال البناء فكلما علا الجدار ارتفع به الحجر فى الهواء فازال يبنى وهو قائم عليه واسماعيل يناوله الحجارة والطين حتى أكمل الجدار ثم ان الله تعالى لما أراد ابقاء ذلك آية للعالمين لين الحجر فغرقت فيه قدما ابراهيم عليه السلام كانهما فى طين فذلك الاثر العظيم باق فى الحجر الى اليوم وقد نقلت كافة العرب ذلك فى الجاهلية على مرور الاعصار كذا قاله ابن عطية وقال أبو طالب

وموطئ ابراهيم فى الصخر رطئه ❁ على قدميه حافيا غير ناعل

وماحفظ ان أحدا من الناس نازع فى هذا القول وقال الزمخشرى فى قوله تعالى فيه آيات بينات مقام ابراهيم آيات كثيرة وهى أثر قدميه الشريفة فى الصخرة الصماء وابقاؤه دون سائر آيات الانبياء عليهم الصلاة والسلام وحفظه مع كثرة أعدائه من المشركين ألوف سنة اه (ومنها) أن الفرقة من الطير من الحمام وغيره تقبل حتى اذا كادت أن تبلغ الكعبة انفرقت فرقتين فلم يعل ظهرها شئ منها ذكره الجاحظ وأبو عبيد البكرى وذكر مكى أن الطير لا يعلوه وان علاه طائر فان ذلك لمرض به فهو يستشفى بالبيت اه وأنشد فى ذلك

والطير لا يعلو على أركانها ❁ الا اذا أضحى بها متألما

قال التوربشتى فى شرح المصابيح ولقد شاهدت من كرامة البيت المبارك أيام مجاورتى بمكة أن الطائر كان لا يمر فوقه وكنت كثيرا أتدبر تحليق الطيور فى ذلك الجو فاجدها مجتنبة عن محاذاة البيت وربما انقضت من الجو حتى تدانت فطافت به مرارا ثم ارتفعت قال ومن آيات الله البينة فى كرامة البيت ان حمامات الحرم اذا نهضت للطيران طافت حوله مرارا من غير أن تعلوه فاذا وقعت عن الطيران وقعت على

قال بعضهم سألت قدوة الطيل لما * على الاعتاب بثه السلام
أوريت لا من عناك من ذنوبى * كما أوى الى الحرم الحمام

بعض

بعض شرافات المسجد وعلى بعض الاسطبة التي حول المسجد ولا تقع على ظهر البيت مع خلوه عما ينفرها وقد كانوا ترى الحمامة اذا مرضت وتساقط ريشها وتناثر ترتفع من الارض حتى اذا دنت من ظهر البيت ألقت بنفسها على الميزاب أو على طرف ركن من أركان البيت فتلقاها هازم مناطو يلا جاثما كهيئة المتخشع لاحراك فيها ثم تنصوب منها بعد حين من غير أن يعلو شيأ من سقف البيت قال وهذه حالة قد ترى بركتها كرة بعد أخرى فلم يختلف صفتها قال واذا كان الطير ممنوعة عن استعلاء البيت بالطبع فلا غرو أن يكون الانسان ممنوعا عنه بالشرع من باب أولى كرامة للبيت اه كلامه (ومنها) أن مفتاح الكعبة اذا وضع في فم الصغير الذي ثقل لسانه عن الكلام يتكلم سريعا بقدرة الله تعالى ذكر ذلك الفاكهي وذكر ان المكيين يفعلونه اه وهو يفعل في عصرنا هذا (ومنها) عدم تنافر الصيد في الحرم حتى ان الظبي يجتمع مع الكلب في الحرم فان أخرجا منه تنافرا ويتبع الجارح الصيد في الحل فاذا دخل الحرم تركه ذكره القرطبي وابن عطية وغيرهما (ومنها) أن الحيتان الكبار لم تأكل الصغار من الطوفان في الحرم تعظيما له (ومنها) فيما ذكر الناس قديما وحديثا أن المطر اذا كان ناحية الركن اليماني كان الخصب باليمن واذا كان ناحية الشامي كان الخصب بالشام واذا عم المطر من جوانبه الاربع في العام الواحد أخصب آفاق الارض وان لم يصب جانبا منه لم يخصب ذلك الذي يليه في ذلك العام ذكر ذلك القرطبي وابن عطية وغيرهما (ومنها) أن الكعبة تفتح بحضرة الجم الغفير من الناس فيدخلها الجميع مزدحمين فتسعهم بقدرة الله تعالى ولم يعلم ان أحدا مات فيها من الزحام الا سنة احدى وثمانين وخمسمائة مات فيها أربعة وثلاثون نفرا قال ابن النقاش والكعبة تسع ألف انسان واذا انفتح الباب في أيام الموسم دخلها آلاف كثيرة اه قال القرشي رحمه الله فعلى هذا ان الكعبة زادها الله تعظيما تتسع كما ورد ان منى تتسع كما تتساع الرحم ومن الآيات امتحاق حصا الجمار على كثرة الرمي وطول الزمان (ومنها) امتناع تخطيف الطير للحوم المشرقة بمنى على الجدران وغيرها (ومنها) أنها محروسة بحراسة القادر المقتدر (ومنها) امتناع وقوع الذباب على الطعام في أيام منى بل يأكل العسل ونحوه مما يجمع الذباب فتحوم عليه غالبا ولا تقع فيه (ومنها) عدم تعبق الدخان بها مع طبخ هذا ووقده هذا وغيره (ومنها) على ما قاله ابن النقاش أيضا ان الكعبة

شرفها الله تعالى يزاد فى طولها فى أوقات الصلاة ونصف الليل وليالى الاعياد (ومنها) أن يوم عرفة يغشى الناس نور عظيم قال ويخيل للانسان اذا كان فوق الكعبة أنه فوق العالم كله (ومنها) ان الطيب بمكة أطيب منه فى سائر الآفاق وظلال مكة أطيب من سائر الظلال (ومنها) أن البركات فيها أعم وأوسع ويجبى اليها ثمرات كل شئ كما تقدم (ومنها) على ما ذكره ابن عطية أيضا نفع ماء زمزم لما شرب له وانه يعظم ماؤها فى الموسم ويكثر كثرة خارقة لعادة الآبار (ومنها) ما روى أن الحجاج الثقفى نصب المنجنيق على جبل أبى قبيس بالحجارة والنيران فأشعلت أستار الكعبة بالنار فجاءت سحابة من نحو جدة سمع فيها الرعد ويرى فيها البرق فخطرت فجاوزمطرها الكعبة والطاف فأطفأت النار وسال الميزاب وسيدنا عبد الله بن الزبير رضى الله عنه محاصر بالمسجد الحرام وأرسل الله صاعقة فأحرقت منجنيقهم فتداركوه قال عكرمة وأحسب أنها أحرقت تحته أربعة رجال فقال الحجاج لا يهولنكم هذا فانها أرض صواعق فأرسل الله صاعقة أخرى فأحرقت المنجنيق وأحرقت معه أربعين رجلا وذلك فى سنة ثلاث وسبعين وفيها دام القتال أشهرا الى أن قتل أمير المؤمنين عبد الله بن الزبير بن العوام أحد العبادلة الاربعة صحابى ابن صحابى وقد تقدم قصة قتله آنفا فراجعه (ومنها) اجابة الدعاء حالا قال القرشى كانوا قبل الاسلام فى الجاهلية يحلفون فى حطيم الكعبة وما بين الركن والمقام وزمزم والحجر ولذلك سمى الحطيم لان الناس كانوا يحطمون هناك بالايمان ويستجاب فيه الدعاء على الظالم للمظلوم فقل من دعا هناك على ظالم الا هلك عاجلا وقل من حلف هناك اثما الا عجلت له العقوبة فكان ذلك يحجر الناس عن الظلم وسهلت الناس الايمان حتى جاء الله بالاسلام فأخر الله ذلك لما أراده الى يوم القيامة وعن ابن عباس رضى الله عنهما قال قال عمر بن الخطاب رضى الله عنه وذكر ما كان يعاقب به من حلف على ظلم فقال ان الناس اليوم ليركبون ما هو أعظم من هذا ولا تعجل لهم العقوبة مثل ما كانت لاولئك فتأتون ذلك فقالوا أنت أعلم يا أمير المؤمنين ثم قال ان الله عز وجل جعل فى الجاهلية اذ لا دين حرمة حرمها وعظمها وشرفها ويعجل العقوبة لمن استحل شيأ مما حرم لينتهوا عن الظلم مخافة تعجيل العقوبة فلما بعث الله تعالى محمدا صلى الله عليه وسلم توعدهم فيما انتهكوا من حرم بالساعة فقال والساعة أدهى وأمر ومن آيات الحجر الاسود انه أزيل عن مكانه غير مرة ثم رده

الله اليه ووقع ذلك من جرهم واياق والعمالق وخزاعة والقرامطة كذا ذكره عز الدين بن جماعة وقال محمد الاصبهاني دخل عدو الله أبو طاهر القرمطي مكة وهو سكران فصفر لفرسه فمال عند البيت وقتل جماعة وضرب الحجر الاسود بدبوس فكسر منه فلقة وبقي الحجر الاسود بحجر نيفا وعشرين سنة ودفع لهم فيه خمسون ألف دينار فأبوا هكذا ذكر الذهبي في العبر وذكر غيره انه لما دخل مكة سنة سبع عشر وثلثمائة سفك الدماء حتى سال بها الوادي ثم رمى بعض القتلى في زمزم وملأها منهم وأصعد رجلا ليقلع الميزاب فتردى على أم رأسه فمات ثم انصرف ومعه الحجر الاسود وعلقه على الاسطوانة السابعة من جامع الكوفة يعتقد أن الحج ينتقل اليها واشتراه منه المطيع لله أبو القاسم وقيل أبو العباس الفضل بن المقتدر بثلاثين ألف دينار وأعيد الى مكانه وهذا القرمطي مات سنة اثنين وثلاثين وثلثمائة بهجر من جدري أهلكه فلا رحم الله منه مغرز ابرة على ما ذكره ابن الاثير وغيره ولما أخذه القرمطي هلك تحته أربعون جملا ولما أعيد الى مكانه حمل على قعود أعجف فسمن تحته قال الذهبي في العبر وفي سنة ثلاث عشرة وأربعمائة تقدم بعض الباطلية من المصريين فضرب الحجر الاسود بدبوس فقتلوه في الحال وقال محمد بن علي ابن عبد الرحمن العلوي قام فضرب الحجر ثلاث ضربات وقال الخبيث الى متى يعبد الحجر ولا محمد ولا علي فيمنعني محمد مما أفعله فاني اليوم أهدم هذا البيت فالتقاه أكثر الحاضرين وكاد أن يفلت منهم وكان أحمر أشقر جسيما طويلا خبيثا قاتله الله وكان على باب المسجد عشرة فوارس بمصر ونه فاحتسب رجل ووجأه بخنجر ثم تكاثروا عليه فهلك وأحرق وقتل جماعة ممن اتهم بمعاونته واختبط الوفد ومال الناس على ركب المصريين بالنهب وتخشن وجه الحجر وتساقط منه شظايا يسيرة وتشقق وظهر المكسر منه أسمر يضرب الى صفرة محببا مثل الخنخاش فاقام الحجر على ذلك يومين ثم ان بني شيبة جمعوا الفتات وعجنوه بالمسك والملك وحشوا الشقوق وطلوها بطلاء من ذلك فهو بين لمن تأمله وذكر ابن الاثير ان هذه الحادثة كانت في سنة أربع عشرة وأربعمائة ومن آياته حفظ الله له من الضياع منذ أهبط الى الارض مع ما وقع في الامور المقتضية لذهابه كما تقدم (ومنها) انه لما حمل الى هجر هلك تحته أربعون جملا فلما أعيد حمل على قعود أجنف فسمن كما قدمناه وقيل هلك تحته ثلثمائة بعير وقيل خمسمائة (ومنها) أنه يطفو على الماء اذا وضع فيه ولا يرسخ (ومنها) أنه

لا يسخن من النار ذكرها بين الآيتين صاحب الفرق الاسلامية فيما حكاه عنه ابن شاكر الكتبي المؤرخ ونقل ذلك عن بعض المحدثين ورفعه الى النبي صلى الله عليه وسلم وفي الخبر ان الحجر الاسود ياقوتة من ياقوت الجنة وأنه يبعث يوم القيامة وله عينان ولسان ينطق به يشهد لمن استلمه بحق وصدق كما تقدم وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقبله كثيرا وقد قبله عمر رضي الله عنه وقال اني لا أعلم انك حجر لا تضر ولا تنفع ولولا اني رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقبلك ما قبلتك فقال علي كرم الله وجهه لا تقل كذا يا أمير المؤمنين بل يضر وينفع باذن الله تعالى قال وكيف قال لان الله تعالى لما أخذ الميثاق على الذرية كتب كتابا ثم ألقمه هذا الحجر فهو يشهد للمؤمنين بالوفاء ويشهد على الكفار بالجحود وهو معنى قول الناس عند الاستلام اللهم ايمانا بك وتصديقا بكتابك ووفاء بعهدك واتباعا لسنة نبيك محمد صلى الله عليه وسلم وكان بعضهم رحمه الله اذا قبل الحجر الاسود قال أشهد أن لا اله الا الله وأشهد أن محمدا رسول الله ويقول لاجل ان يشهد لي بها يوم القيامة (وحكى اليافعي) عن الشيخ المزين الكبير رضي الله عنه قال كنت بمكة فوقع لي انزعاج فخرجت اريد المدينة فلما وصلت الى بئر ميمونة اذا بشاب مطروح وهو في النزع فقلت له قل لا اله الا الله ففتح عينيه وأنشد يقول

ان أنامت فالهوى حشو قلبي ✿ وبداء الهوى يموت الكرام

ثم مات رحمه الله فغسلته وكفنته وصليت عليه فلما فرغت من دفنه سكن ما بي من ارادة السفر فرجعت الى مكة رضي الله عنه (وحكى) اليافعي أيضا رحمه الله عن بعض الاولياء قال كان عندنا بمكة فتى علمه اطمار رثة وكان لا يدخلنا ولا يحالسنا فوقعت محبته في قلبي ففتح لي بمائتي درهم من وجه حلال فحملتها اليه ووضعتها على طرف سجادته وقلت له انه فتح لي لك من وجه حلال فاصرفها في بعض حوائجك فنظر الي شزرا ثم قال اشتريت هذه الجلسة مع الله تعالى على الفراغ بسبعين ألف دينار غير المضياع والمستغلات تريد أن تخدعني عنها بهذه وقام وبذرها وقعد والتقط فما رأيت كعزه حين مر ولا كذلي حين كنت ألتقطها رضي الله عنهم (وحكى) بعض الاولياء قال رأيت سمنون رضي الله عنه في الطواف وهو يتمايل فقبضت على يده وقلت له يا شيخ بموقفك بين يديه الا ما أخبرتني بالامر الذي أوصلك اليه فلما سمع بذكر الموقف بين يديه سقط مغشيا عليه فلما أفاق أنشد يقول

ومكتئب يجي السقام بجسمه ✿ كذا قلبه بين القلوب سقيم

يحق له لومات خوفا ولوعة * فوقفه يوم الحساب عظيم

ثم قال يا أخي أخذت نفسي بخصال أحكمتها (فأما الخصلة الاولى) أمت مني ما كان حيا وهو هوى النفس وأحييت مني ما كان ميتا وهو القلب (وأما الخصلة الثانية) فاني أحضرت ما كان مني غائبا وهو حظي من الدار الآخرة وغيبت ما كان حاضرا عندي وهو نصيبي من الدنيا (وأما الثالثة) فاني أبقيت ما كان فانيا عندي وهو التقى وأفنيت ما كان باقيا عندي وهو الهوى (وأما الرابعة) فاني أنست بالامر الذي منه تستوحشون ونفرت من الامر الذي اليه تسكنون ثم ولى عني وهو يقول

روحي اليك بكاها قد أقبلت * لو كان فيه هلاكها ما أقلعت
تبكي عليك تخوفا وتلهفا * حتى يقال من البكاء تقطعت
فانظر اليها نظرة بتعطف * فلطالما نعمتها فتنعمت

وعن مالك بن دينار رضي الله عنه قال خرجت حاجا الى بيت الله الحرام واذا بشاب يمشي في الطريق بلا زاد ولا ماء ولا راحلة فسلمت عليه فرد علي السلام فقلت أيها الشاب من أين قال من عند قلت والى أين قال اليه قلت وأين الزاد قال عليه قال ان الطريق لا يقطع الا بالماء والزاد فهل معك شئ قال نعم قد تزودت عند خروجي بخمسة أحرف قلت وما هذه الخمسة الاحرف قال قوله تعالى كهيعص قلت وما معنى كهيعص قال اما قوله كاف فهو الكافي وأما الهاء فهو الهادي وأما الياء فهو المؤوي وأما العين فهو العالم وأما الصاد فهو الصادق فمن كان صحبته كافيا وهاديا ومؤويا وعالما وصادقا لا يضيع ولا يخشى ولا يحتاج الى حمل زاد ولا ماء قال مالك فلما سمعت هذا الكلام نزعت قميصي على أن ألبسه اياه فأبى أن يقبله وقال أيها الشيخ العري خير من هيص الغنا حلالها حساب وحرامها عقاب وكان اذا جنه الليل رفع وجهه نحو السماء وقال يا من تستره الطاعات ولا تضره المعاصي هب لي ما يسرك واغفر لي ما لا يضرك فلما أحرم الناس ولبوا قلت له لا تلبي قال يا شيخ أخشى أن أقول لبيك فيقول لا لبيك ولا سعديك ولا أسمع كلامك ولا أنظر اليك ثم مضى فرأيته بمنى وهو يقول

ان الحبيب الذي يرضيه سفك دمي * دمي حلال له في الحل والحرم
والله لو علمت روحي بمن علقت * قامت على رأسها فضلا عن القدم
يا لائمي لا تلمني في هواه فلو * عاينت منه الذي عاينت لم تلم

يطوف بالبيت قوم لو بجارحة * بالله طافوا لاغناهم عن الحرم
ضحى الحبيب بنفسى يوم عيدهم * والناس ضحوا بمثل الشاة والنعم
للناس حج ولى حج الى سكنى * تهدى الاضاحى واهدى مهجتى ودمى

ثم قال اللهم ان الناس ذبحوا وتقربوا اليك وليس لى شئ أتقرب به اليك سوى نفسى فتقبلها منى ثم شهق شهقة فخر ميتا رحمه الله واذا بقائل يقول هذا حبيب الله هذا قتيل الله هذا قتل بسيف الله فجهزته ووارته وبت تلك الليلة مفكرا فى أمره فرأيته فى منامى فقلت ما فعل الله بك فقال فعل بى كما فعل بشهداء بدر أولئك قتلوا بسيف الكفار وأنا قتلت بمحبة الجبار رضى الله عنه ونفعنا به آمين وقيل لما وقف الشبلى بعرفات لم ينطق بشئ حتى غربت الشمس فلما جاوز العلمين هملت عيناه بالدموع ثم أنشد يقول

أروح وقد ختمت على فؤادى * بحبك أن يحل به سواكا
فلو أنى استطيع غمضت طرفى * فلم أنظر به حتى أراكا
وفى الاحباب مختص بواحد * وآخر يدعى معه اشتراكا
اذا اشتبكت دموع فى خدود * تبين من بكى ممن تباكا

وقال الفضيل بن عياض رضى الله عنه والناس وقوف بعرفات ما يقولون لو قصد هؤلاء الوفد بعض الكرماء يطلبون منه دانقا أكان يردهم قالوا لا فقال والله للمغفرة فى جنب كرم الله أهون على الله من الدانق فى جنب كرم ذلك الرجل اه (وأخرج) القطب الشعرانى فى البدر المنير عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه قال اذا كان عشية عرفة لم يبق أحد فى قلبه مثقال حبة من خردل من ايمان الا غفر له قيل يارسول الله أهل عرفة خاصة قال بل للمسلمين عامة رواه الطبرانى * (فائدة) * روى ان الفقيه اسماعيل الحضرمى رحمه الله لما حج الى مكة سأل الشيخ محب الدين الطبرى عن الحفيرة الملاصقة للكعبة فى المطاف (فأجاب) الشيخ محب الدين رحمه الله بأن الحفيرة الملاصقة للكعبة مصلى جبريل بالنبى صلى الله عليه وسلم وقال الشيخ عز الدين بن عبد السلام الحفيرة الملاصقة للكعبة بين الباب والحجر المكان الذى صلى فيه جبريل عليه السلام بالنبى صلى الله عليه وسلم الصلوات الخمس فى اليومين حين فرضها الله تعالى على أمته انتهى وطول الحفيرة المرخمة المذكورة الملاصقة للكعبة فى المطاف من جهة الشرق ثمانية أشبار وسبعة أصابع مضمومة اه قال فى تاريخ

نوله الحفيرة الملاصقة لكعبة الخ أقول وفيها حجر أحمر لاصق بالكعبة باطن الحفرة المذكورة وقد ذكر الفاضل الشيخ عبد الله بن عبد الشكور المكى فى تاريخه للوهابية ان هذا الحجر رافع لدماء البرقان وان الناس يلحسونه تبركا ثم قال وفى آخر جمادى سنة ثلاثة عشر ومائتين وألف سرق هذا الحجر فظهر بمكة الموت والمرض والغلا المفرط ولاقى أهل مكة من المحن شئ كثير الى أن وجدوه فى تركة شخص قد مات فرد الى محله اليوم وقد ذكر العلامة ابن حجر انه متى أخذ شئ من بيت رب العباد لم يزل الموت والمرض فشى كل البلاد

الخميس وكان عبد الله بن الزبير رضى الله عنه يجمر الكعبة كل يوم برطل من الطيب ويوم الجمعة برطلين وأجرى معاوية رضى الله عنه للكعبة الطيب فى كل صلاة مع الزيت من بيت المال * (فائدة) * عن بعضهم رحمه الله كان اذا أتى يقبل الحجر الاسود يقول اللهم ان هذه أمانتى أديتها وعهدى وفيته يوم القيامة انك على كل شى قدير اه والحاصل ان مكة وما احتوت عليه لا يقدر قدرها ولا يوصف وصفها ولله در من قال وأحسن فى المقال

لك الخير حدثنى بظبية عامر * وما حالها من بعدنا يا مسامرى
وروح فؤادا ذاب من تحت بعدها * بتذكارها ان كنت يوما مذاكرى
فان أحاديث الاحبة مرهم * لقلبى من الداء العضال المخامر
هوى خل فى قلبى وأوطن مهجتى * وخالط اجزائى وسار بسائرى
اذا فاتنى قرب الاحبة واللقا * ففى ذكرهم أنس لوحشة خاطرى
فان لم يصبها وابل صيب الندا * فطل به يحيى موات كسائرى
فشنف بتذكار الاحبة مسمعى * وأخلصه عن تذكار غير مغاير
فتذكارهم راحى وروحى وراحتى * يطيب به قلبى وتصفو ضمائرى
أنا الهائم المفتون فى حب سادتى * تهتك فيهم بين باد وحاضر
وخيرت فاخترت الغرام طريقة * أموت وأحيا هكذا يا معاشرى
وان التفانى والتمزق فيهم * لمن أربى الاقصى وأسنى ذخائرى
ترق لى الاحباب اذ مسنى الضنى * وتشمت بى الحساد بين العشائر
وانى لفى شغل عن الكل والذى * أقاسى بمحبوبى سويحى النواظر
وأعذر عذالى ومن لامنى على * هوى أم عمرو نور قلبى وناظرى
لحرمانهم عن حبها وشهودها * وعن علم ما تحت النقاب السواتر
رعى الله من هام الفؤاد بحبها * بديعة حسن مجمل للزواهر
عزيزة وصف حار فيه أولوالنهى * من العارفين اهل الهوى والبصائر
به هامت الارواح فى حال كونها * مجردة عن كل جسم وخاطر
ومن بعده مهما تحدث بذكرها * حداة المطايا للربوع العوامر
ومهما سرت من حبها سحرية * من النسمات الطيبات العواطر
ومهما سرى برق الحمى فى دجنة * وغنت على الاغصان ورق الطوائر

وقال أيضا الشيخ العلامة محمد طاهر ابن العلامة الشيخ محمد سعيد سنبل المكى أنه رأى فى بعض التواريخ السابقة أن شخصا سرق حجرا من أحجار البيت الشريف فيما تقدم من الازمنة فحصل بسببه الرفع الذى عم جميع الامكنة وكان الذى سرقه رجل اختل عقله بسبب داء السوداء حتى توفى فوجدوه كما تقدم انتهى

شهدت معانى حسنها وجمالها * بر وحى وقلبى تحت جنح الدجائر
وخامرتها فى خلوة أنسية * بألطف أسمار وخير مسامر
ولذلى التقريب منها وأشرقت * على باطنى أنوارها وظواهرى
وباطالما قبلتها والتزمتها * وقد هجعت عين الرقيب المدابر
كأن أويقات النزول بحيها * معجلة من جنة فى المصائر
ولله ما أحلى الوقوف بسوحها * وأطيبه ما بين تلك المشاعر
بوادى خليل الله ذى الصدق والوفا * أبى الرسل ابراهيم تاج الاكابر
وقبلة أهل الدين من كل شائع * ودان اليها فهى أم الحضائر
وطاسم سر الذات رمز به اهتدى * اليها رجال الحق من كل ناظر
ومهبط امدادات كل رقيقة * بأسرار علم الذات لاهل السرائر
ومن ههنا جذب القلوب وميلها * ومنه مطار الروح من كل طائر
الى الحجر الميمون زاد تشوقى * وكان به أنس الفؤاد المجاور
به العهد والميثاق يشهد بالوفا * لكل وفى مخلص القلب طاهر
وملتزم نجح المطالب عنده * وحجر لبعدى منه فاضت محاجرى
وزمزمها راح الكرام ومرهم السقام * م به تبرى كلوم الضمائر
وان مقاما بالمقام الذ فى * فؤادى وأحلى من ورود البشائر
صفا بصفاها العيش من كل شائب * وراق بفيض الواردات الغوامر
بمروتها ثمرين كل حقيقة * لمشهد حق لا يرام لقاصر
باجيادها جادت سحائب رحمة * على كل ذى قلب منيب وحاضر
ويقتبس الانوار من ابى قبيسها * وهاهو يرعاها بقلب وناظر
فعامرها للصادقين عمارة القلوب بفياض من الفضل عامر
وفى عرفات كل ذنب مكفر * ومغتفرمنا برحمة غافر
وقفنا بها والحمد لله والثنا * وشكرا له أن المزيد لشاكر
عشية وافى الوفد من كل وجهة * وبخ وهم ما بين داع وذاكر
وراج وباك من مخافة ربه * بفائض دمع كالسحاب المؤاطر
وفى الوفد كم عبد منيب لربه * وكم مخبت كم خاشع متصاغر
وذى دعوة مسموعة مستجابة * من الاولياأهل الصفا والسرائر

ولله كم من نظرة كم عواطف * وكم نفحات للاله غوامر
وانا لنرجو عفوه أن يعمنا * ويشمل منا كل بر وفاجر
افضنا على الزلفى لمزدلفاتها * ومشعرها أعظم بها من مشاعر
وجئنا منى فى خير كل صبيحة * لرمى الى وجه العدو والجماهر
وحلق واهداء الذبائح قربة * الى الله والمرفوع تقوى الضمائر
وبتنا بها تلك الليالى وبالها * ليالى قد طابت بطيب التزائر
الا ياليالى الخيف عودى وأسرعى * لكى تحيى منى كل ميت ودائر
وعدنا الى البيت العتيق بنظرة * مباركة مستجمل مثل آخر
ايا كعبة الحسن البديع الذى غدا * بها كل صب والهه القلب حائر
و يامركز الاسرار والنور والبها * ولطف جمال راق فى كل ناظر
نحن اليك المؤمنون قلوبهم * وأرواحهم من وارد مثل صادر
بعدت بجسمى عنك والقلب حاضر * لديك وانى بعد ذا غير صابر
ولم يك بعدى عنك زهدا وخيرة * عليك ولكن للشؤن الغوادر
و يامكة الغراء يا بهجة الدنا * ويامتجرا مستوعبا للمفاخر
عسى عودة للمستهام ورجعة * اليك لتقبيل الثرى والمآثر
أرجى ولى ظن جميل بخالقى * وان الرجا فى الله اسنى الذخائر
ولما أتينا يا المناسك وانقضت * وذلك فضل من كريم وقادر
حثثنا المطايا قاصدين زيارة * حبيب رسول الله شمس الظواهر
مع الفجر وافينا المدينة طاب من * صباح علينا يا السعادة سافر
الى مسجد المختار ثم لروضة * به من جنان الخلد خير المصائر
الى حجرة الهادى البشير وقبره * وثم تقر العين من كل ناظر
وقفنا وسلمنا على خير مرسل * وخير نبى ماله من مناظر
فرد علينا وهو حى وحاضر * فشرف من حى كريم وحاضر
زيارته فوز ونجح ومغنم * لاهل القلوب المخلصات الطواهر
بها تحصل الخيرات فى الدين والدنا * ويندفع المرهوب من كل ضائر
بها كل خير عاجل ومؤجل * ينال بفضل الله فانهض وبادر

وايالئ والتسويف والكسل الذى * به يبتلى كم من غبى وخاسر
فانئ لا تجزى نبيك باقتى * ولو جئته قصدا على العين سائر
نبى الهدى لا تنسنى من شفاعة * فانى مسىء مذنب ذو جرائر
ألا يا رسول الله عطفا ورحمة * لمسترحم مستنظر للمياسر
ألا يا حبيب الله غوثا وجيرة * لذى كربة مسودة كالدياجر
ألا يا خليل الله نجدة ماجد * كريم السجايا كاشف للمعاسر
ألا يا أمين الله أمنا لخائف * أتى هاربا من ذنبه المتكاثر
ألا يا صفى الله قم بى فانئى * بكم واليكم يا شريف العناصر
وسيلتنا العظمى الى الله أنت يا * ملاذ الورى من كل بادو حاضر
عليك صلاة الله يا خير مرسل * مع الصحب من رب رحيم وغافر

(وأخرج) الجزيرى رحمه الله فى كنز الادخار وظواهر الانوار عن عبد الله بن مسعود رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم عن جبريل عليه السلام عن ميكائيل عن اسرافيل عن الرفيع عن اللوح المحفوظ انه أظهر فى اللوح المحفوظ أن يخبر الرفيع اسرافيل وأن يخبر اسرافيل ميكائيل وأن يخبر ميكائيل جبريل وأن يخبر جبريل محمدا صلى الله عليه وسلم ان من صلى عليك فى اليوم والليلة مائة مرة صليت عليه ألف صلاة و يقضى الله له ألف حاجة أيسرها أن يعتق من النار وذكر (فى مفاخر الاسلام) عن ابن سبع فى كتاب الشفاء عن وهب بن منبه فى حديث طويل من صلى على محمد خمسمائة مرة لم يفتقر أبدا وهدمت ذنوبه ومحيت سيآته ودام سروره واستجيب له دعاؤه وأعين على عدوه وعلى أسباب الخير ورافق نبيه فى الجنان العلى اه وعن ابن المقرى المالكى رحمه الله بسنده الى رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى على فى اليوم ألف مرة لم يمت حتى يرى مقعده فى الجنة وعن ابن سبع المذكور زاحم كتفيه على باب الجنة (وفى رواية) من صلى على ألف حرم الله لحمه وعظامه على النار (وفى رواية) من صلى على ألف مرة حرم الله جسده على النار وثبته بالقول الثابت فى الحياة الدنيا وفى الآخرة وعند المسألة وأدخله الجنة وجاءت صلاته على لها نورا يوم القيامة على الصراط مسيرة خمسمائة عام واعطاه الله بكل صلاة صلاها قصرا فى الجنة قل ذلك أو كثر وقال ابن مسعود رضى الله عنه لز بد

ابن وهب لا تدع الصلاة الغاية يوم الجمعة تقول اللهم صل على النبي الامي صلى الله عليه وسلم تسليما (ولنختم الكتاب) بالحديث الصحيح من آخر كتاب البخاري رجاء التبرك والنفع به ان شاء الله تعالى وهو حديث أبي هريرة رضي الله عنه قال قال النبي صلى الله عليه وسلم كلمتان حبيبتان الى الرحمن خفيفتان على اللسان ثقيلتان في الميزان سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم اه وهو حسبي ونعم الوكيل اللهم أحسن عاقبتنا في الامور كلها وأجرنا من خزي الدنيا وعذاب الآخرة اغفر اللهم لنا ولوالدينا ومشايخنا واخواننا في الله ولجميع المسلمين والمسلمات والمؤمنين والمؤمنات ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم واستغفر الله العظيم اولا وآخرا ظاهرا وباطنا مما جرى على لساني وخالف فيه جناني وصلى الله على سيدنا محمد كلما ذكره الذاكرون وغفل عن ذكره الغافلون وسلم تسليما كثيرا والحمد لله رب العالمين

قال جامعه الفقير المقصر أحمد ابن الشيخ محمد ابن احمد الخضراوي المكي الهاشمي الشافعي غفر الله له ولابائه واسلافه وجعلهم من أهل قربه ومحبته في الدنيا والآخرة آمين الحمد الذي به تتم الصالحات * والصلاة والسلام على سيد السادات * سيدنا محمد وآله وصحبه أجمعين * أما بعد فقد كان الفراغ من جمع هذا الكتاب المسمى بالعقد الثمين في فضائل البلد الامين في اليوم الرابع عشر من شهر شوال يوم الاربعاء الذي هو من شهور عام السابع والسبعين بعد المائتين والالف من هجرة من له العز والشرف سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم وكرم وشرف وعظم ثم قال متمثلا بقول بعض الفضلاء رضي الله عنهم

الهي لئن لم تعف فالويل كله * لعبد مسيء ذي ضلال وباطل
تعلم عما ليس فيه بعاقل * وكم قال من قول وليس بفاعل
فان تنتقم من ظالم ثم ظالم * فعدل أتى من عادل خير عادل
وان تعف منك العفو فضل أتيته * سحائب جود جاد بالخصب هاطل
على مجدب عطشان لمفان مقفر * فقير الى غوث يغيث ووابل

والمسئول ممن أطلع عليه من العلماء الاعلام * ومشايخ الاسلام * ان يلحظوه بعين العناية * ويسبلوا عليه ستر الرعاية * ويصلحوا ما بدا فيه من الخلل * ويصححوا

وللمؤلف حفظه الله جملة تآليف منها تاريخ اسمه نزهة الفكر من اوائل الموجودات الى اوائل القرن الثاني عشر خمس مجلدات وله تاريخ في جدة وتاريخ في الطائف وحاشية في الفقه وكتاب الروائح المسكية في ثمرة الصبر لاوامر الدولة العلية وكتاب المراحم السنية في بشرى الامة المحمدية ورسالة في الشطرنج وأحكامه ورسالة في فضائل الجراد ورسالة في دعوات معينة وله من المؤلفات مسمى وعرفات

ما يرى فيه من العالم * فقد أبى الله أن يصح الا كتابه * وان يسلم من النقص
والاخطائه * ومن صنف فقد استهدف * وعن اظهار الخلل ما استنكف *
ولله در القائل حيث قال

أخا العلم لا تعجل بعيب مصنف * ولم تحقق زلة منه تعرف
فكم أفسد الراوى كلاما بعقله * وكم حرف المنقول قوم وصحفوا
وكم ناسخ اضحى لمعنى مغيرا * وجاء بشئ لم يرده المصنف

وسبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب العالمين

تم طبع هذا الكتاب المستعذب المستطاب بطبعة وادى النيل المصريه
على أتم كيفية بمباشرة العبد الفقير المعروف بابى السعود
أفندى وفقه الله لكل عمل مجدى فى أوائل شهر
ربيع الاول سنة ١٢٩٠ والحمد لله باطنا
وظاهرا وله الثناء أولا وآخرا
وصلى الله على سيدنا محمد
سيد الاولين
والآخرين
تم

فى التاريخ الكبير
م لافاضل القرن
ثانى عشر والثالث
عشر وهو تاريخ
ميل جمع من
الغرائب والفوائد
والفرائد وله رحلة فى
ياحانه للشام والقدس
الاستانة وسواحل
السودان وله رسالة
أدبية فى الحماسة
على لسان الطائف
وجده والمفاضلة
بينهما وله فى النظام
مولدو جملة قصائد
و رسائل شهيرة
ومع ذلك هو صاحب
انكسار وكتاب
مناقب للسيدة اسما
بنت أبى بكر الصديق
ومناقب لسيدى
عبد الوهاب
الشعرانى ومناقب
لسيدنا العباس بن
مرادس السلمى
وغير ذلك نسأل
الله لنا وله حسن
الختام والتوفيق
لما يرضيه فى كل
مقام آمين

M9<5M9
6912
آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

۲۹۷۵۳۹
6912
ح ح ـ س ن

رد المذہب المأثور

